ملفوظات حضرت مسیح آخر الزمان و مہدی دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام

۲۱ دسمبر ۱۹۰۳ء

بعد نماز عید الفطر ظہر کے وقت جب حضرۃ اقدس مسجد میں تشریف لائے۔ تو بعض احباب نے ذکر کیا کہ گورداسپور میں چند ایک شخص ایسے ہیں جن کو بڑا اشتیاق حضور کی زبان مبارک سے دعوے کے دلائل سننے کا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی تقریب نکل آئی تو انشاء اللہ وہاں ایک مجمع کر کے بیان کر دے گا دین کی اصل ذریعہ تبلیغ کا تقریر ہی ہیں۔ اور انبیاء اس کے وارث ہیں اب انگریزوں نے اسی کی تقلید کی ہے۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ان کا طریق تعلیم یہی ہے کہ تقریروں کے ذریعے سے تعلیم دی جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعض وقت اس قدر لمبی تقریر فرماتے تھے کہ صبح سے لیکر عشاء تک ختم نہ ہوتی تھی درمیان میں نمازیں آجاتیں تو آپ ان کو ادا کر کے پھر تقریر شروع کر دیتے تھے۔

طبقۂ امراء و رؤساء کے متعلق فرمایا | اپنے مخالفین اور طبقۂ رؤسا محروم رہا کرتا ہے اور غریب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں

کہ میرا خیال ہے کہ اکثر ان میں سے بدنصیب ہی رہیں گے آنحضرت صلعم کے وقت میں کس قدر بادشاہ تھے جو اس وقت آپ کے معاصرین سے تھے لیکن ان کو قبولیت کی توفیق عطا نہیں ہوئی۔ پھر خدا تعالے نے ان کے بعد غریبوں کو بادشاہ کیا جو آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ ہمارے متبعین پر بھی ایک زمانہ ایسا آویگا کہ عروج ہی عروج ہوگا لیکن یہ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دور میں ہو یا ہمارے بعد ہو۔ خدا تعالے نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو یہ بات ابھی پوری ہونیوالی ہے یہ لوگ اگر اس وقت سمجھ بھی لیویں تو بھی جو ان کی خود تراشیدہ مصلحتیں ہیں وہ قبولیت کی اجازت نہیں دیتیں

یہ خدا کی سنت ہے کہ اول گروہ غربا کو اپنے لئے منتخب کیا کرتا ہے اور پھر انہیں کو کامیابی اور عروج حاصل ہوا کرتا ہے کوئی نبی نہیں گذرا کہ وہ (ظاہری حیثیت سے بھی) دنیا میں ناکامیاب رہا ہو۔ ہمیں اس امر سے ہرگز تعجب نہیں کہ ہمارے متبعین امیر نہ ہوں گے امیر تو یہ ضرور ہوں گے لیکن افسوس اس بات سے آتا ہے کہ اگر یہ دولت مند ہوگئے تو پھر انہی لوگوں کے ہمرنگ ہو کر دین سے غافل نہ ہو جاویں اور دنیا کو مقدم کر لیں۔

غریبی اور تقویٰ کا جوڑ ہے | جب تک کمزوری اور غریبی ہوتی ہے۔ تب تک تقوے بھی انسان کے اندر رہتا ہے

صحابہ کی بھی اول یہی حالت تھی۔ پھر جب کروڑہا مسلمان ہوگئے اور ... وغیرہ ان میں آگیا از خبیث بھی آکر شامل ہوگئے۔ ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کی تعداد غربا میں ترقی کر رہی ہے۔

شام

مامورمن اللہ کی سادگی اور بے تکلفی | شام کے وقت بعد ادائگی نماز مغرب حضرت اقدس نے جلسہ فرمایا تھوڑی دیر

کے بعد جناب نواب محمد علیخان صاحب کے صاحبزادہ زرین لباس سے ملبس حضور کی خدمت میں نیاز مندانہ طریق پر حاضر ہوئے آپ نے ان کو اپنے پاس جگہ دی۔ ان کو اس ہیئت میں دیکھکر خدا کے برگزیدہ نے بڑی سادگی سے جناب نواب صاحب سے دریافت کیا کہ ان کی کیا رسم ادا ہوئی ہے نواب صاحب نے جواب دیا کہ آمین ہے۔ اس اثنا میں ایک سرو پا کا تھال آیا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوبرو دھر اگیا۔ چند لمحہ کے بعد پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اب آگے کیا ہونا ہے عرض کی گئی کہ اسے دست مبارک لگا دیا جاوے اور دعا فرمائی جاوے۔ چنانچہ حضور نے ایسا ہی کیا اور پھر فوراً تشریف لے گئے۔

۲۳ دسمبر ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ عبد اللطیف صاحب ایک اسوہ چھوڑ گئے ہیں جس کی اتباع جماعت کو چاہیئے۔

صحبت کی ضرورت | ایک انگریز کا ذکر تھا جو کہ اپنی عقیدت حضرۃ اقدس کے

سامنے اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ کشمیر میں ایک بڑا ہوٹل بناؤں اور وہاں ہر ملک و دیار کے لوگ سیر و سیاحت کے لئے آتے ہیں ان کو تبلیغ کروں حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں اس سے دنیاداری کی بو آتی ہے اگر اسے سچا اخلاص خدا کے ساتھ ہے اور اس کی غرض تحصیل دین ہے تو اول یہاں آکر رہے۔

سنت اللہ کے آگے عقل کی بھی کچھ پیش نہیں چلتی عقل تو یہی چاہتی تھی کہ فی الفور ان باتوں کو مان لیا جاوے جو ہم نے پیش کی ہیں مگر سنت اللہ نہ چاہتی تھی کسی زمرہ میں شامل ہونے کے لئے سچا جوش اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ اول کامل وجوہات دل میں جا گزین ہوں اس کے بعد پھر وہ شخص ہر ایک بات کو قبول کر لیتا ہے صحابہ کرام آنحضرۃ صلعم کی صحبت میں رہے اور بڑے بڑے نقصان برداشت کئے ان کو اس بات کا علم تھا کہ صحبت سے جو برکت حاصل ہوتی ہے وہ اور طرح ہرگز حاصل نہ ہوگی۔

حسن ظن بھی اگرچہ عمدہ شے ہے مگر افراط تک اسکو پہونچانا غلطی ہے ہمارے حصہ کا جو یورپ میں ہوگا ہم خود اسے پہچان لیں گے کہ یہ ہے۔

عجائبات قدرت دکھلانے کے لئے ضروری ہے کہ مخالف بھی ہو۔ اور روکنے والے بھی ہوں کیونکہ بغیر اس کے خدا کی قدرت کے ہاتھ کا پتہ کیسے لگ سکتا ہے

۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء

ایک معجزہ

یہ ایک معجزہ ہے اور بڑی خوبی کا معجزہ ہے بشرطیکہ انصاف سے اس پر نظر کی جاوے کہ آج سے ۲۳ یا ۲۴ برس پیشتر کی کتاب براہین احمدیہ تصنیف شدہ ہے اور اس کی جلدیں اسی وقت کی ہر ایک مذہب اور ملت کے پاس موجود ہیں۔ یورپ میں بھی بھیجی گئی امریکہ میں بھی بھیجی گئی۔ لندن میں اس کی کاپی موجود ہے اس میں بڑی وضاحت سے یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ لوگ فوج در فوج تمہارے ساتھ ہوں حالانکہ خود یہ کلمات لکھے اور شائع کئے تھے اس وقت فرد واحد بھی میرے ساتھ نہ تھا اس وقت خدا نے ایک دعا سکھلائی جو کہ بطور گواہ اسی میں لکھی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

تقریر بینظیر

جو کہ آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہو کر فرمائی ٭

مین نے اس لئے چند کلمات کے بیان کرنے کی ضرورۃ سمجھی ہے کہ موت کا اعتبار نہین ہے اور کسی شخص کو یقینی طور پر یہ علم نہیں ہے کہ اس کی زندگی اور کتنے دن باقی ہے اس لئے یہ اندیشہ بار بار پیدا ہوتا ہے کہ ہماری جماعت مین سے کوئی اس بات سے ناواقف نہ رہ جاوے کہ اللہ تعالےٰ کی اس سلسلہ کے قائم کرنے سے کیا غرض ہے اور ہماری جماعت کو کیا کچھ کرنا چاہئے اور وہ اس غلطی مین نہ رہین کہ رسمی طور سے بیعت مین داخل ہونے سے نجات مل جاتی ہے اسی لئے ضروری ہے کہ مین تم کو اصل غرض بتا دون کہ خدا تعالےٰ کیا چاہتا ہے اور وہ کن باتون سے راضی ہوتا ہے ٭

سب لوگ یاد رکھو کہ رسمی طور پر بیعت مین داخل ہونا یا مجھے امام مان لینا صرف اتنی بات نجات کے لئے ہرگز کافی نہین ہے کیونکہ خدا تعالےٰ دلون کو دیکھتا ہے نہ کہ زبانون کو۔ نجات کے واسطے جو کچھ ضروری ہے وہ خدا تعالیٰ نے خود ہی بار بار فرما دیا ہے کہ انسان سچے دل سے خدا تعالےٰ کو وحدہ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلعم کو سچا نبی یقین کرے۔ قرآن شریف کو کتاب اللہ مانے اور یہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اب قیامت تک کوئی اور کتاب یا شریعت نہ آوے گی۔ دیکھو خوب یاد رکھو۔ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہین اور اب آپ کے بعد کوئی نئی شریعت نہ آوے گی۔ اور نئے احکام ملین گے۔ یہی شریعت اور احکام قیامت تک رہین گے میری کتابون مین جو الفاظ میری نسبت نبی یا رسول کے پائے جاتے ہین تو ان سے ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاوین بلکہ صرف یہ منشا ہے کہ جب خدا تعالےٰ حقیقی ضرورۃ کے وقت کسی اپنے بندہ کو برگزیدہ اور مامور کرتا ہے تو مکالمات الٰہیہ کا شرف اسے دیتا ہے اور غیب کی خبرین اسے بتلاتا ہے اس لحاظ سے اس مامور پر بھی نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اس کے یہ معنے نہین ہین کہ وہ نئی شریعت اور نئے احکام لاتا ہے اور نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی شریعت حقہ کو منسوخ کرتا ہے بلکہ یہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلعم کی سچی اور کامل اتباع سے ہی ملتا ہے اور بغیر اس کے اور کوئی ذریعہ ایسا نہین ہے کہ وہ ان باتون کو پا سکے۔

ہان یہ ضروری ہے اور قدیم سے سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے کہ جب زمانہ مین گناہ کثرت سے ہوتے ہین اور دنیا ایمان کی حقیقت سے بے خبر ہو جاتی ہے اور شریعت کا صرف پوست باقی رہ جاتا ہے اس کا مغز بالکل نہین ہوتا ہے۔ مغز اور لب سے بالکل بے بہرہ ہونے مین ایمانی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ شیطان کا تسلط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے تو ایسے وقت مین خدا تعالےٰ ایک بندہ کو انتخاب کرتا ہے جو کہ اس کی سچی اطاعت مین فنا اور سرشتہ ہوتا ہے اسے اپنے مکالمہ کا شرف اسے بخشتا ہے ٭

اور

اب اس وقت اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے کہ اس مین محبت الٰہی بالکل دلون مین سرد ہو گئی ہے اور اس کی جگہ دنیا نے لیلی ہے غور سے دیکھو کہ جس قدر مسلمان ہین۔ سب مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین ہر ایک لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہے نبوۃ کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ نماز روزہ وغیرہ بھی اکثر ادا کرتے ہین لیکن ان تمام باتون اور عملون مین جو روحانیت چاہیئے وہ ہرگز نہین ہے ایک طرف تو یہ اعمال بجا لائے جاتے ہین دوسری طرف ایسے افعال کرتے ہین جو ان کے بالکل مخالف ہوتے ہین اور وہ افعال ہی اس امر کا ثبوت ہین کہ روحانیت نہین ہے۔ جب نماز روزہ وغیرہ مین روحانیت نہ ہوگی تو کوئی ثمرہ اور فائدہ مرتب نہ ہوگا ٭

اعمال صالح اسی وقت اعمال صالحہ ہوتے ہین جب تک ان کی ضد واقع نہ ہو صلاح کے مقابل پر فساد باقی ہے وہ یاد رکھین کہ ان کی نمازین نمازین نہین ہین وہ آسمان کے اوپر نہین جاتی ہین کہ ان کے واسطے نیت درست نہ ہوں۔ مخالفون مین بہت سے آدمی ایسے ہین جو یہ کہتے ہین کہ کیا ہم نماز نہین پڑھتے روزہ نہین رکھتے اور ارکان اسلام بجا نہین لاتے پھر کونسی نئی بات ہے جو کہ ہمین تمہارے امام کی بیعت سے حاصل ہو جاوے گی؟ وہ اصل مین لوگون کو دھوکہ دیتے ہین اور ہماری جماعت کے بعض کچے آدمی بھی ان کے دھوکون مین آ جاتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ جب سب کچھ موجود ہے تو اس بیعت کی کیا ضرورۃ تھی تو ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا کام جھوٹ نہین ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے اس وقت جب کہ روحانیت بالکل رہی باقی نہ تھی۔ اگر وہ اس وقت پورے غور سے کام لین اور سوچین تو ان کو حقیقت واضح ہو جاوے۔ یہ ایک دھوکہ ہے جو کہ دلون مین گذرتا ہے اور اکثر لوگون سے اعتراض کے رنگ مین ہم نے سنا ہے۔ ہمین تو کبھی برداشت کی ہین کہ جس حالت مین دوسرے مسلمان بھی ارکان کی بجا آوری مین ویسے ہی پابند ہین جیسے کہ ہم۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ نجات کو صرف اپنے سلسلہ مین ہی کہا جاتا ہے وہ لوگ کیون نجات پاوین گے چونکہ ان لوگون کو ان اعتراضون کا جواب نہ آیا اسی لئے یہان تک کہ پہنچا اور ایسے وساوس بعض وقت سحر کی طرح کارگر بھی ہوتے ہین۔ لیکن غور کرنے کا یہ مقام ہے کہ جب پیغمبر خدا آنحضرت صلعم آئے تو کیا یہود نے اپنی شریعت اور ارکان اور رسوم کو ترک کر دیا تھا وہ سب بجا لاتے تھے اور جب وعدہ توریت ان ارکان کی بجا آوری پر نجات کا وعدہ بھی تھا۔ بلکہ یہود تو اب تک توریت پر عمل کر رہے ہین۔ وہی قبلہ۔ وہی نماز۔ اسی قسم کی مساجد جیسے کہ اس وقت تھین اب بھی موجود ہین۔ اور توریت مین نجات کے وعدے بھی لکھے ہوئے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم آئے۔ اور آپ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کرنی ضروری امور ٹھہرے اور پھر جو لوگ منکر رہے گو حسب توریت اعمال بجا لاتے رہے یا لاتے ہین وہ کیون نجات کے مستحق نہین ہین۔ عیسائیون کا ایک فرقہ اس وقت بھی توحید کا قائل موجود تھا اب بھی ہے ان کے پاس بھی کتاب موجود ہے غرضیکہ ایک باریک نکتہ غور کرنے والون کے لئے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ روحانیت کو پسند کرتا ہے اور اس کی نظر اسی پر پڑتی ہے ظاہری اعمال پر وہ نظر نہین

کرتا۔ ایک مُتحقق کے ہاتھ مین تسبیح ہوتی ہے۔ نماز روزہ بھی وہ ادا کرتا ہے اور بظاہر ابرار و اخیار کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہین مگر یہ ضروری نہین ہے کہ اس سے وہ خدا کی نظر مین بھی ابرار و اخیار مین لکھا جاوے۔ ایک انسان تو اس سے دہوکہ کھا سکتا ہے مگر خدا نہین کھا سکتا کیونکہ اس کی نظر پوست پر نہین ہے وہ تو روحانیت کو چاہتا ہے جو کہ مغز ہے نہ کہ قشر کو ۔

بیوفا آدمی جو کہ خدا کو چہوڑ دیتے ہین کتون کی طرح ہوتے ہین کہ مطلب کے یار ہوتے ہین۔ اگر ان کی آرزوئین اور مرادین پوری ہوتی رہین تو وہ خدا کو مانتے رہین گے اور اگر نہ پوری ہوئین تو پھر اس سے ناراض۔ اور شکایت کا دفتر کھلا ہوا ہے تو جن کی یہ حالت ہے اور ان مین صدق و وفا نہین ہے بھلا ان کی نمازون کو کیا کرے وہ خدا کے نزدیک ہرگز نمازی نہین ہین اور ان کی نمازین سوائے اس کے کہ زمین پر ٹکرین مارین اور کچھ حکم نہین رکھتین۔

خدا کے نزدیک نمازی

اسی وقت ہوگا جبکہ وہ سچا اور صدق و وفا کا تعلق اس سے باندہیگا اور خدا کی رضا اور طاعت مین اس قدر محو ہو اور دین کو دنیا پر یہانتک مقدم رکھے کہ جان دینے کو بھی ہر وقت طیار رہے جب اس کی صدق و وفا کی نوبت اس حد تک ہوگی تو اس وقت اس کی نماز خدا کے نزدیک نماز ہوگی۔ بہت سے ایسے لوگ ہین کہ مخلوق کے نزدیک راستباز ہین متقی ہین۔ نیک بخت ہین لیکن ان کا تعلق خدا سے صاف نہین ہے اور وہ محویت اور دین کا تقدم دنیا پر جو خدا چاہتا ہے ان مین نہین ہے۔ اس لئے خدا کے نزدیک وہ کافر ہین سچے ایمانداروں کی جو علامات ہین اگر ان سے تم ان کو پرکھو تو ایک بھی انمین نظر نہ آوے گی ۔

ایک بڑی علامت سچے ایماندار کی یہ ہے کہ انسان دنیا کو پاؤن کے نیچے کچل کر اور اُسے ردی جان کر اس سے ایسا الگ ہوجاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے الگ ہوتا ہے۔ اسیطرح سے جب وہ اپنے نفس کی کینچلی سے الگ ہووے تو وہ حقیقی مسلمان ہوتا ہے۔ خدا تعالے کی معیت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور وہ خدا کے نزدیک بھی مومن مسلمان ٹھہرتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

یعنی بیشک خدا تعالیٰ ان لوگون کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہین اور تقویٰ سے بڑھکر کام کرتے ہین کہ محسنون مین ہوتے ہین ۔

بدی سے بچنا نیکی نہین ہے

تقوی اصل مین بدی کی باریک سے باریک راہون سے پرہیز کرنے کا نام ہے لیکن صرف بدی سے بچنے کا نام نیکی نہین ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مین چوری نہین کرتا نقب زنی نہین کرتا زنا نہین کرتا کسی کا مال ظلم سے نہین لیتا۔ اور وہ ان باتون کو نیکی قرار دیتا ہے مگر ایک عارف کے نزدیک ایک ہنسی ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیون کا مرتکب نہین ہوتا تو ان کے ضررون سے بھی تو وہی بچا ہوا ہے یہ خیال کیا ہوگا اگر وہ یہ بدی مین کرتا تو ان کی سزا پاتا۔ پس اس کا صرف بدی سے بچنا کا فعل نیکی نہین ہو سکتا بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی بھی خدمت گذاری کرے اور خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت کرے۔ جیسے کہ اطاعت کرنے کا حق ہوتا ہے اور اس کی راہ مین عزیز جان تک دیدینے کو ہر وقت طیار رہے۔ اس آیت مین جو مین نے اوپر پڑھی ہے خدا تعالے فرماتا ہے کہ مین ان لوگون کے ساتھ ہوں جو کہ باریک سی باریک بدی سے پرہیز کرتے ہین اس سے بھی ظاہر ہے کہ صرف بدی کا نکرنا کوئی خوبی کی بات نہین ہے جب تک اس کے ساتھ نیکی بھی نکرتا ہو بہت سے لوگ ایسے موجود ہون گے۔ جنہون نے کبھی زنا نہین کیا۔ خون نہین کیا۔ چوری نہین کی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اس نے کوئی نیکی بھی نہین کی تو اگر ایسا شخص نیکون مین شمار کیا جاوے تو بڑی بیوقوفی ہوگی جیسے دنیا ہے خدا نے ۔ اس بات کو پسند نہین کیا کہ صرف بدچلنی نکرنیوالا اس کے اولیاء مین داخل ہوا ہو۔ بدچلنون کے لیئے یہ عادت اللہ ہے کہ وہ اسی دنیا مین سزا پاتے ہین۔ پس خوب یاد رکھو کہ صرف بدی سے بچنے کا نام نیکی نہین ہے۔ تقویٰ اور نیکی کی مثال یہ ہے کہ ایک برتن کھانے کا ہو اُسے خوب صاف کیا جاوے اور اندر باہر سے دہویا جاوے تاکہ اس مین کھانا ڈال کر کھا دین۔ لیکن جب وہ صاف ہو تو اس مین کھانا وغیرہ کچھ بھی نہ ڈالین اور جون کا تون وہ برتن پڑا ہے تو کیا صرف صاف برتن کھانے پینے کا کام دیگا ہرگز نہین ہے اسیطرح تقویٰ تو صرف نفس الامارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس مین پڑتا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دیکر انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہون اور وہ بلند مراتب قرب الٰہی کے حاصل کر سکے ۔

نفس کے ۳ اقسام

نفس کے ۳ اقسام ہین ایک امارہ ایک لوامہ۔ ایک مطمئنہ ان کے علاوہ ایک اور نفس تشریحیہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسے مطلق اقتدار بدی کے ارتکاب کا نہین ہوتا۔ نفس امارہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بندہ شیطان کا ہو اور مثل غلامون کے وہ نفس کی اطاعت کرے۔ خون کے لئے۔ چوری کے لئے۔ زنا کے لئے۔ بدنظری کے لئے اور ہر ایک بدی اور برائی کے لئے جب اُسے نفس کہے تو وہ فوراً بجالا وے اور اسے کوئی خدشہ نگذرے۔ دوسری قسم نفس کی نفس لوامہ ہے یہ ایسے لوگون کا نام ہے کہ جن سے گناہ بھی سرزد ہون مگر ساتھ ہی اس کے ملامت اور پچھتاوا بھی دل مین ہو کہ یہ گناہ کیون ہوا اور وہ اس تدبیر اور کوشش مین لگے رہین کہ کسیطرح اُسے خلاصی ہو۔ یہ لوگ ایک جنگ مین رہتے ہین اور شیطان اور نفس کے ساتھ ان کی لڑائی کٹھنی رہتی ہے کبھی نفس غالب آگیا تو لغزش کھا گئے۔ کبھی آپ غالب آگئے تو نفس نامراد رہا زینہ بزینہ یہ لوگ اوپر چڑہتے ہین اور نفس امارہ سے ترقی کرکے انسان لوامہ مین آتا ہے۔ نفس امارہ والا گویا بلی مین کوئی فرق نہین کرتا۔ جیسے بلی کا دستور ہے کہ جب گھر مین داخل ہوتی ہے تو کسی قسم کا کوئی کھانا پڑا ہو اُسے یہ خیال نہین آتا کہ یہ میرا حق نہین ہے مین نہ کھاؤن فوراً منہ ڈالدیگی۔ ایسے ہی ہر ایک قسم کے فسق و فجور کا اس سے ارتکاب ہوتا لیکن نفس لوامہ والا ہر ایک بات مین ایک جنگ کرتا ہے اگرچہ اُسے بڑی جنگ درپیش ہوتی ہے مگر تاہم وہ کرتا ہی رہتا ہے تیسرا نفس مطمئنہ ہے جو کہ اس جنگ مین غالب آجاتا ہے اور نفس اور شیطان پر فتح حاصل کرتا ہے اس کا نام مطمئنہ اس لئے ہے کہ یہ اطمینان یافتہ ہوجاتا ہے۔ انسان کے ہر ایک قوٰی پر اس کا قابو ہوجاتا ہے اور طبعی طور پر اس سے نیکی کے کام سرزد ہوتے ہین۔ سب سے بڑی خوبی اور نیکی بات اس مین یہ ہوتی ہے کہ

یہ خدا پر ایمان لاتا ہے

کیونکہ ہر ایک نیکی اور راستبازی کی جڑ خدا شناسی اور خدا پر سچا ایمان ہی ہے جس قدر اس مین نقص ہوگا۔ اسی قدر ایمان مین بھی نقص ہوگا جب نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے یعنی نفس اور شیطان سے جنگ مین انسان فتح پالیتا ہے۔ تب اُسے یہ ایمان حاصل ہوتا ہے اور ایک عجیب تبدیلی اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ گویا کہ گناہ کے اعضاء بالکل کاٹ دئے جاتے ہین۔ جیسے انسان کے اعضاء ہاتھ پاؤن۔ کان۔ ناک وغیرہ کاٹ دئے جاوین اور آنکھ نکالدی جاوے تو پھر اس کے متعلق جو گناہ ہین وہ اس سے صادر نہ ہو سکین گے اسیطرح نفس جب مطمئنہ ہوجاتا ہے تو اندرونی اعضاء جو گناہ کے موجب ہین

وہ کاٹے جاتے ہیں اور ان میں بالکل گناہ کے کرنے کی قوت باقی نہیں رہتی۔ جب ایک جالو خصی ہو جاتا ہے اسیطرح وہ گناہ سے خصی ہو جاتا ہے اور وہ مجبوراً خدا کی مرضی کے خلاف کوئی فعل اور حرکت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ اسکو سچا ایمان حاصل ہو + ہماری جماعت کو بڑی ضرورت سچے ایمان کی ہے۔ اس کے لئے چاہیے کہ وہ دعائیں کریں نری تدبیر انسان کے لئے کافی نہیں ہے۔ خدا جب کسیکو تدبیر پر چھوڑ تا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔ یہود کو توریت کی حفاظت کے لئے بہت بہت تدبیریں بتلائی گئیں کہ اس کو اپنے گھروں کے دروازوں۔ چوکھٹوں وغیرہ اپنے اپنے مقامات پر لکھ رکھیں کہ ہر وقت یاد رہے لیکن چونکہ یہ صرف تدبیر تھی اس لئے وہ توریت کی حفاظت نہ کر سکے اور آخر کار نامراد اور مغضوب ہوئے اس لئے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو کہا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اس سے خدا نے یہ بتایا ہے کہ جب تک ایک امر کی باگ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں نہو تب تک اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اپنی تدبیریں اور تجویزیں انسان کی پاک باطنی کے لئے ہرگز کافی نہیں ہیں۔ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے قوت نہ ملے۔ اور اس کا ذریعہ دعا ہی ہے۔ صرف اپنی کوشش سے ہی تقویٰ اور راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی اور نفس مطہر بن سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ بار بار تاکید کرتا ہے کہ تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو۔ اس سے نکلنے کی کوشش کرو۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ بلا مدد خدا تعالےٰ کے تم نکل سکتے ہو۔ ہر حالت میں خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ دیکھو بہت لوگ ہیں کہ کوشش کرتے کرتے رہ جاتے ہیں اور ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کا علاج یہی ہے کہ انسان بری صحبت کو ترک کرے اور نیک آدمیوں کے ساتھ ہو جاوے۔ جیسے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین مگر یہ معیت قولی اور عملی طور پر ہونی چاہیئے۔ صرف قول اس میں کافی نہیں جب تک عمل نہ ہو۔ ایک شخص ہر روز کنجریوں کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں زنا نہیں کرتا لیکن اسے کہو کہ آخر تو ایک دن کریگا۔ اسیطرح اگر ایک شخص شراب خانہ ہر روز جاتا ہے یا شرابیوں کی مجلس کو ترک نہیں کرتا تو وہ ایک دن شراب پیئیگا۔ صحبت میں تاثیر ضرور ہوتی ہے اس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ جو شخص نیک صحبت میں رہتا ہے اور نیکوں میں اس کی نشست برخاست ہے تو گو وہ ان کا مخالف ہی ہو مگر رفتہ رفتہ ایک دن وہ نیکوں کے قابو میں آجاویگا +

صلح حدیبیہ کی برکات میں سے یہ بھی ایک بات تھی کہ بہت لوگوں نے آنحضرت صلعم کے روئے مبارک کو دیکھا اور آپ کی باتیں سنیں اور اس طرح صدہا آدمی مسلمان ہو گئے۔ کفار کے جو لوگ مسلمانوں میں آتے ان کو آنحضرت صلعم کی صحبت نصیب ہوتی اور جب وہ واپس جاتے تو اس اثر کو ساتھ لیجاتے۔ حالانکہ اس سے پیشتر ان لوگوں کو اسلام کی خبر تک بھی نہ تھی اور دور بیٹھے کون مانتا۔ خدا نے یہ تقریب پیدا کر دی کہ اکثر لوگوں کو زیارت اور صحبت نصیب ہو گئی۔ اگر صحبت نہ ہوتی تو کیا فائدہ اٹھاتے۔ اب جو لوگ گھروں میں بیٹھے باتیں بناتے ہیں اور ان کو یہاں کی صحبت نصیب نہیں ہے وہ کیا سمجھ سکتے ہیں۔ جب اُن سے کوئی پوچھے تو سوائے چند شبہاتوں کے اور کچھ پیش نہیں کر سکتے اگر ان میں تقوےٰ ہوتا تو یہاں آتے۔ چند دن رہتے۔ یہ امر ان کے لئے گناہ نہ تھا۔ جیسا کہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے ملتے ہیں اور اپنی ضرورتوں کے لئے ان کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں تو اگر یہاں ہمارے پاس بھی آکر رہتے اور ملتے تو کیا حرج تھا۔ امید تھی کہ اکثر ان میں سے سمجھ جاتے۔ ایسے لوگوں کے لئے کونوا مع الصادقین ایک عمدہ نکتہ تھا۔ کاش کہ وہ اسے سمجھتے کہ صادقوں کے پاس آرہنے جانے سے صدق انسان کے اندر کام کرنے لگتا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے کہ ہر ایک صحبت میں تاثیر ہوتی ہے اس لئے احادیث میں تاکید ہے کہ تم بد صحبت کو ترک کرو۔ ورنہ انہی لوگوں میں شمار کئے جاؤ گے۔ جو نیکوں میں رہتا اور بود و باش اختیار کرتا ہے وہ نیکوں میں ہی شمار ہوتا ہے۔ فرشتے جب اللہ تعالےٰ کے پاس جاتے ہیں تو ان پر سوال ہوتا ہے۔ کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں تیرے بندوں کو دیکھا جو کہ تیری یاد میں مصروف تھے مگر ایک شخص ان میں تھا کہ وہ ان میں سے نہ تھا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ بھی انہیں میں ہے۔ پس وہ بہت ہی بد نصیب ہے جو کہ صحبت سے دور رہتا ہے۔ مطمئنہ کی تاثیرات میں سے یہ بھی ہے کہ اطمینان یافتہ کی صحبت سے اطمینان حاصل ہو جاوے۔ ایک تاثیر دوسری تاثیر کو کشش کرتی ہے اور اس میں بھاری نعمت اطمینان پاتا ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے راضیۃ مرضیۃ کہ خدا تعالےٰ تجھ سے راضی اور تو خدا سے راضی اصل میں ایمان کامل اس وقت حاصل ہوتا ہے

جبکہ نفس اور شیطان کی لڑائی بھڑائی بالکل جاتی رہے جب تک یہ حاصل نہ ہو اس وقت تک ایمان میں نقص ہے اگر غور سے دیکھو تو ہر ایک بشر کی خدا سے بھی ایک لڑائی لگی رہتی ہے اس طرح سے کہ بعض وقت وہ دعا کرتا ہے تو قبول نہیں ہوتی کئی امیدیں اس کے دل میں ہوتی ہیں وہ بر نہیں آتیں اس لئے وہ خدا پر شکایت کا دروازہ کھولتا ہے۔ سچے ایمان کی یہ علامت ہے کہ کوئی شکایت نہ ہو اور خدا کی مرضی اس کی مرضی ہو۔ اسی کی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ فرماتا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پ ۳۰ ع ۱۴ کہ اے نفس جو کہ خدا سے اطمینان یافتہ ہے تو اپنے رب کی طرف واپس آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ اس میں انسان ہر ایک تشکک و شبہات سے پاک ہوتا ہے اور اسے کوئی خطرہ کسی قسم کا نہیں رہتا مگر اس سے پیشتر کے جس قدر مقامات ہیں ان سب میں اندیشہ ہے۔ رضا کا مقام جو کہ سب سے اعلےٰ ہے وہ اسی میں حاصل ہوتا ہے اور اس وقت انسان کی خدا سے ایک ذاتی محبت ہو جاتی ہے۔ اور جب تک یہ نہ حاصل ہو۔ تب تک ایمان معرض خطر میں رہتا ہے لیکن نفس مطمئنہ اس وقت شیطان کے دھڑکوں اور حملوں سے بالکل امن میں آجاتا ہے اس لئے سب کو چاہیے کہ یہی مقام حاصل کرنے کے لئے بہت دعائیں کریں۔ بہت ایسے لوگ ہیں کہ وہ نفس امارہ میں آکر ایسے اڑے ہیں کہ اس سے آگے کوئی حرکت نہیں کر سکتے ان کا قول ہے "ایہہ جگ مٹھا اگلا کس ڈٹھا" (یعنی یہ جگ تو بہت میٹھا ہے اور اسکا عیش و آرام ہمیں مطلوب ہے آخرۃ کس نے دیکھی ہے کہ کیا ہونا ہے اس لئے اس کی کیوں فکر کریں) ایسے لوگ کسی مدح کے قابل نہیں ہیں۔ لوامہ والے اگرچہ ایک وقت شیطان کے قابو میں ہوتے ہیں اور ایک وقت رحمان کے۔ کیونکہ وہ لڑائی میں رہتے ہیں تاہم خدا نے ان کو محل مدح میں لکھا ہے اور مطمئنہ والے چونکہ فتح پا کر غالب آچکے ہیں وہ دار الامان میں ہیں۔ لوامہ والوں کو یوں سمجھو کہ وہ ابھی ڈیوڑھی پر ہیں اور اندر داخل ہونے پر ان کی نظر ہوتی ہے کہ شیطان سوٹا (ڈنڈا) مارتا ہے +

دعا کرتا ہون کہ خدا تعالے ایسے کر دے یقیناً جانلو کہ جسکا ایمان عبداللطیف جیسا ایمان نہین ہے وہ اس سلسلہ مین داخل نہین ہے بحمد عون اللہ مین ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب دشمن کے مقابلہ پر جاتے تو مثل مردہ کے ہو جاتے کہ اب بلا موت سے ہرگز جدا نہ ہون گے ✦

استقامت کے بغیر کوئی عمل قبول نہین اس سے انعامات ملتے ہین۔ ظاہری حالت مین اگرچہ سب شریک ہوتے ہین لیکن فضیلت ہمیشہ اندرونہ سے ہوتی ہے آنحضرۃ صلعم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ کی فضیلت ظاہری نماز سے نہین۔ تم خود سوچکر دیکھو کہ ایک خدمتگار ہے جو کہ ہمیشہ حاضر رہی اور بڑی جانفشانی سے ہر ایک خدمت کو ادا کرتا ہے اور ایک ہے جو گاہے گاہے حاضر ہوتا ہے اور معمولی اور رسمی طور پر کام کرتا ہے آقا جانتا ہے کہ ایک فدائی ہے اور دوسرا مزدور جو کہ مہینہ ختم ہونے پر صرف تنخواہ لینے کے لئے کام کرتا ہے۔ اب بتلاؤ کہ وہ آخر کار محبت کس سے کریگا۔ فدائی سے یا مزدور سے۔ آنحضرۃ کے زمانہ مین دیکھا گیا ہے کہ ایسے ایسے مجاہدات سے کام لینے والے بھی تھے کہ چھت سے رسی باندھکر اپنے آپ کو ساری ساری رات لٹکا دیتے لیکن کیا وہ ان ریاضتون اور مجاہدون سے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ ہو گئے نہین ہرگز نہین شرف انسان کو وفا کے ساتھ ہے۔ جیسے خدا تعالے فرماتا ہے ابراھیم الذی وفیٰ اس کو آگ مین ڈالا گیا۔ اس نے منظور کیا۔ خدا نے کہا کہ بی بی اور بچے کو جنگل مین چھوڑ دے جہان آب و دانہ نہ تھا ہر ایک ابتلاء کو اس طرح سے قبول کیا۔ گویا عاشق خدا تھا۔ کوئی نفسانی غرض نہ تھی۔ اسیطرح آنحضرۃ صلعم کو آپکے خویش و اقارب نے ترغیب دی اور کہا کہ بادشاہی مال و دولت۔ حسین اور نازک اندام بیویان جسقدر چاہتے ہو وہ سب لو۔ مگر اس وعظ اور تبلیغ سے باز آؤ آپ نے جواب دیا کہ تم لوگ بیوقوف ہو مجھے خدا نے مامور کیا ہے کہ شرک کو دور کرون مین کیسے اس سے باز آسکتا ہون۔ یاد رکھو کہ صادقین کے لئے بہت مشکلات ہوتی ہین اور صدق کی گھڑیان بھی بہت مشکل ہوتی ہین۔ لیکن خدا تعالی خود صادقین کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ عبداللطیف کی وہ گھڑی کیسی مشکل تھی۔ جب کہ وہ رجم کے میدان مین تھا سنگساری کے لئے خلقت آمادہ تھی اور اس وقت جان بچانے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔ اس وقت فرشتے بھی تماشہ دیکھتے ہون گے۔ زندگی کے یہ دن تو گذر جاتے ہین۔ ایک شخص کے پاس۔ غلام مال۔ دولت سب ہو مگر انجام فنا ہے۔ مردانہ وار زندگی یہ ہے کہ فرشتے بھی تعجب کرین کہ ہم وا نے مرد کے اور کا کام کھرا نہین ہوتا اگر اس قدر عمل کرو کہ زمین سے آسمان تک پہونچ جادین۔ جب تک ان مین وفا کی روح نہ ہو گی کچھ بھی نہین۔ کلام اللہ سے ثابت ہے کہ جب تک انسان صادق نہین بنتا تو اس کی نمازین بھی اس کے لیے جہنم ہی ہوتی ہین پورا وفادار نہ ہو تو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہین جاتی ✦

وقت تنگ ہے بار بار یہی نصیحت ہے کہ اس بات پر بھروسا نکرو کہ ابھی میری عمر باقی ہے نہ تندرستی پر بھروسہ کرو۔ زمانہ انقلاب مین ہے اور یہ آخری وقت ہے خدا تعالے امتحان کر رہا ہے آخری موقعہ صدق و وفا کے دکھلانیکا دیا گیا ہے پھر یہ ہاتھ نہ آویگا۔ سب نبیون کی پیشگوئیان اسی وقت کے لئے ہین اب اس کے بعد صدق کے بجالانے کا وقت نہ ہوگا نرا بیعت کا اقرار کوئی شے نہین دغا کرا در سستی ہرگز نکرو۔ تعلیم جو تم کو دی جاتی ہے اس کے موافق اپنے آپکو بناؤ اور شہید عبداللطیف کے نمونے کو دیکھو کہ اس سے صادقون کی علامات کس طرح سے صادر ہوئی ہین۔ ہمیشہ (ملاقات کرنے) رہو یہ چند روزہ زندگی ہے ایک دن آتا ہے کہ نہ ہم ہون گے اور نہ تم نہ اور کوئی یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا اول یہ کیا تھا پھر کیا ہوگیا ہر ایک حالت مین تبدیلی ہے اسے یاد رکھو آنے والی نسلین ان نمونون کو دیکھین گی کہ کیا بنایا ہے اگر عمدہ نمونہ تم نے نہ بنایا ہوگا تو وہ بھی گمراہ ہون گے ایک چور اگر کسی دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو۔ یا ایک زانی دوسرے کو کہے کہ زنا نہ کرو تو تم اسے کیا کہوگے۔ جو لوگ خود بدی مین ملوث ہین وہ دوسرون کو فائدہ نہین پہونچا سکتے بلکہ ان کے ذریعہ سے اور لوگ گمراہ ہوتے ہین۔ دوسرون کو نصیحت کرنیوالے اور خود نہ عمل کرنے والے بے ایمان ہوتے ہین اور اپنے واقعات کے قصے چھوڑ جاتے ہین ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد بنانے کا نام کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وعظ کر رہا تھا تو ایک عورت نے اپنی ایک پازیب اتار کر خدا واسطے اسے دیدی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک بی بی کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤن دوزخ مین جاوے تو اس بچاری نے دوسری بھی دیدی مولوی صاحب کی بیوی نے جب اس عورت کی یہ سخاوت اور جرأت دیکھی تو گھبرا کر اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دیدیا کہ اسے مسجد مین لگا دو۔ مولوی صاحب اسے کہنے لگے کہ تو ایسا نکر۔ اس عورت کو تو مین نے یہ باتین اس لئے کہی تھین کہ کسیطرح چندہ جمع ہو جاوے اسیطرح مجھے خوف ہے کہ تم ایسے نہ ہو جاؤ۔ چاہیے کہ جذبات کو دور کرو۔ ہر ایک اجنبی تمہارے ... کو تاڑتا ہے کہ ان کے اخلاق۔ آداب۔ استقامت پابندی احکام عظمت کلام الٰہی وغیرہ کیسے ہین اگر عمدہ ہوئے تو وہ تمہارے ذریعہ ہدایت پاوے گا ورنہ تم اس کے لئے ٹھوکر کا موجب بنوگے ان باتون کو یاد رکھو

اس کے بعد حضرۃ اقدس ہوا نے دعا فرمائی

اور نماز عصر گذار کر جلسہ برخاست ہوا

رباعی و نظم

جو کہ قاضی قائم الدین صاحب نے جہلم مین حضرۃ مسیح موعود کے نزول پر پڑھی تھی

تعریف سنی جاتی تھی ہر بار کسیکی ✦ ہر ہفتہ پڑھی جاتی تھی اخبار کسیکی
جہلم مین وہی آیا ہے کیا رشک مسیحا ✦ پرجوش تھی یہان خواہش دیدار کسیکی

ہے عرض میری سارے زمانہ کے واسطے
ہر ایک اہل خویش بیگانے کے واسطے
احمد کی بھکہ پوری ہین ... گو یان
پھیر دیر کیا ہے جینے کے آنے کے واسطے
حضرۃ غلام احمد ہین عیسیٰ کی جا بجا
حکم الٰہ سب کو سنانے کے واسطے
موعود مسیح مہدی مسعود یہی ہین
مردہ دلون کو آئے جلانے کے واسطے
حق نے انہین زمانہ مین بھیجا ہے بھائیو
فسق و فجور سارے مٹانے کے واسطے
میری طرح کے لاکھون ہی گمراہ کے لئے
آئے ہین راہ راست بتلانے کے واسطے
سامان لیلو غافلو سبحان کے پاس ہین
غفلت کا پردہ دل سے اٹھانے کے واسطے
صد شکر کیونکہ روز مبارک یہ بھائیو
منظور حق تھا ہم کو دکھانے کے واسطے
آزاد تھکو میٹھا جو غفلت کی خوابسے ✦ مہدی کھڑے ہین دیکھا جگانے کے واسطے

ارشاد حضرت اقدس کی یاد دہانی مین پرچہ میگزین کے متعلق

ضروری التماس

حضرۃ اقدس کے اس تاکیدی ارشاد کے بعد جسمین اس رسالہ کے اجرا و شیوع کی اصل اغراض و مقاصد ظاہر کر کے اسلام کو بد نہاد مخالفین کے مہلک حملون کی بار دھر سے بچانے اور اس کے قالب مردہ مین روح حیات پھونکنے اور اہل اسلام مین دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عوام کو ضلالت و جہالت کے خطرناک گڑھے مین گرنے اور مخالفین کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا تھا اب اس کے قیام و استحکام کے بارہ مین اعانت اشاعت رسالہ کی تحریک کی غرض سے لمبے چوڑے الفاظ مین کچھ زیادہ قلم فرسائی کرنا ہمارے نزدیک غیر ضروری اور محض تحصیل حاصل ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے اس ارشاد مین جس قدر تاکید تاکید فرمائی ہے اور حد سے بڑھے ہوئے پر زور الفاظ مین اپنے مخلصین کو اس کی خریداری کیجانب متوجہ کرنا چاہا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی تاکید نہین ہو سکتی۔ کیا اپنی جماعت کے مخلص پر جوش باہمت احباب کے لئے حضرۃ اقدس کی جانب سے یہ کچھ کم تاکیدی الفاظ تھے۔ کہ "مین پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردون کو اس طرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد مین جہان تک اُن سے ممکن ہو اپنی ہمت دکھلاوین جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی مین میری منشاء کے مطابق میری اغراض مین مدد دیگا مین امید رکھتا ہون کہ وہ قیامت مین بھی میرے ساتھ ہوگا" حضرۃ اقدس نے صرف انہی الفاظ پر ہی اکتفا نہین کی بلکہ اس رسالہ کی خریداری کی مالی اعانت کے واسطے مکرر الفاظ ذیل مین تاکید فرمائی ہے "نہین معلوم نہین کہ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید مین جوش مین ہے واقعی وہی شخص اس جماعت مین داخل سمجھا دیگا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ مین خرچ کریگا۔ مین بار بار کہتا ہون کہ اس خدمت مین جان توڑکر کوشش کرو"

یہ فقرات ارشاد حضرت اقدس مین سے چند کلمات بغرض آگاہی مخلص احباب کے نقل کیے جاتے ہین ورنہ ویسے تو اس ارشاد کا ہر ایک لفظ تاکید مجسم ہے اپنی جماعت کو اس رسالہ کی اعانت کے لئے سخت تاکید فرماتے ہوئے اس ارشاد کی آخری سطور مین ظاہر فرمایا ہے کہ اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہکر اس بارہ مین کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے۔ اگرچہ حضرۃ اقدس کے اس تاکیدی ارشاد کے نکلنے پر ابتدائی تازہ جوش مین اپنی جماعت کے ہر حیثیت و ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعت اس کی مالی امداد و اشاعت مین حتی الوسع بہت سعی فرمائی۔ اور اپنے اخلاص مندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا اور اسی کوشش کا ثمرہ ہے کہ تعداد خریداری ۹ سو سے اٹھارہ سو یعنی دو چند تک پہونچ گئی ہے مگر ایام حال مین اپنے مخلص احباب کی اس نگاپو فی سبیل اللہ کی رفتار مین کسیقدر بہ نسبت اوائل کے نرمی سے دکھائی دیتی ہے حالانکہ ابھی رسالہ کی خریداری کو اس تعداد تک پہونچنے مین بہت کمی ہے جس تعداد تک پہونچانیکا امام صادق علیہ السلام نے اپنے ارشاد مبارک مین ارادہ ظاہر فرمایا ہے اس دھیما پن کا بجز اس کے کوئی اور باعث نہین کہ تا حال اپنی جماعت کے جملہ افراد کے کانون تک اس ارشاد حضرۃ اقدس کے پرزور تاکیدی الفاظ کی آواز نہین پہونچی ورنہ کہان اس پاک جماعت کے مخلص احباب کے پرجوش دل اور اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہونیوالی روحین۔ اور کہان ایسے تاکیدی حکم کی تعمیل مین اس قدر کم التفاتی۔ اس دو لاکھ سے بھی زیادہ احمدیہ جماعت کے احباب سے اگر پانچ فیصدی بھی ایسے مخلص نکل آوین جو کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنین تاہم تعداد خریداری دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔

حضرت اقدس کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل اور اس رسالہ کے مفاد اس امر کے مقتضی ہین کہ احمدیہ جماعت کا کوئی فرد خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس رسالہ کی خریداری سے محروم نہ رہے۔ تمام ممالک غیر امریکہ و یورپ وغیرہ مین اس رسالہ کے مضامین نے ایک تہلکہ سا مچا دیا ہے جس سے مخالفون کے دلون مین بھی تلاش حق کی تحریکین پیدا ہو گئین ہین حال ہی مین آسٹریلیا سے ایک یورپین کی چٹھی آئی ہے جس مین وہ اس رسالہ کے مضامین کی دلچسپی کو ایک عاشقانہ پیرایہ مین ظاہر کر کے کہتا ہے کہ اس کے پر از خیالات و دلچسپ مضامین مین متلاشیان حق کے لئے صداقت کی ایک کھلی راہ ہے۔ امید ہے کہ اس کے مقناطیسی اثر سے اور بھی بہت لوگ ضرور متاثر ہون گے" کیون نہ ہو۔ پیارے امام صادق کی تحریرات سے سعید فطرۃ و سعادت کیش روحین کبھی بھی بے اثر نہین رہ سکتین چہ جائیکہ اپنی جماعت کے مخلص احباب کے دلون مین اس کے احکام کی بجا آوری کا خیال و تحریک پیدا نہ ہو مشیت ایزدی مین جو کام ہونا ہے اور جن اغراض کے لئے اس کا مامور آیا ہے وہ سب ہو کر ہی رہین گی۔ یہ تو صرف ہمارے واسطے توشہ عقبے حاصل کرنے کا ایک موقعہ حسنہ ہے۔ و ادر من قال

بمفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

حسنات دارین حاصل کرنے کا عین وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کار خیر مین ہاتھ بٹانے کی توفیق بخشے تا کہ اپنے امام پاک کے احکام پر عمل کر کے سابق بالخیرات بنین آمین ثم آمین

منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان دار الامان

ہماری مقدمات

۱۳ جنوری سنہ ۰۳ء کو سب سے پہلے خواجہ صاحب نے مجسٹریٹ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ نے پچھلی پیشی پر وعدہ فرمایا تھا ۲۰ء کا فیصلہ ۱۳ کو سنا دون گا۔ آپ اگر وہ فیصلہ پہلے سنا دین تو تقریر مین بہت ہی اختصار ہو جائے گا کیونکہ ہم ... آپکی رائے سے فیصلہ ہو چکے گا مگر مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ مین فیصلہ بھول آیا ہون ساتھ نہین لا سکا۔ کل سنا دون گا +

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اعلیحضرۃ حجۃ اللہ کی طرف سے تحریری بیان (جسکا پہلے سرسری بیان مین اقرار تھا اور مجسٹریٹ نے بھی زبانی تسلیم کر لیا تھا کہ تحریری بیان دیدین) جو سہولت کے لئے چھپوا لیا گیا تھا پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہوا ہینڈ بل بھی تھا جو حکیم فضلدین صاحب کی طرف سے تھا مجسٹریٹ نے اولاً اسے لے لیا لیکن فریق ثانی کے وکیل کو بھی اطلاع دی کہ یہ تحریری بیان ہے اس پر اس نے عذر کیا کہ یہ نہین لیا جا سکتا اس سوال کو غیر فیصل قرار دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ پہلے تقریر ہونی چاہیے چنانچہ وکیل مستغیث اور خود مولوی کرمدین نے اپنی اپنی باری اور موقعہ پر تقریر کی چونکہ وقت بہت ہو چکا تھا خواجہ صاحب کی تقریر نہ ہوئی +

اور پھر اس بیان تحریری کے متعلق عرض کیا جسکو عدالت نے لینا نا منظور کیا کہ یہ ڈیفنس شروع ہونے پر لیا جا سکتا ہے چونکہ دوران مقدمہ مین بعض امور اس قسم کے واقع ہوئے خطوط اسی کے ہین لیکن جرم ثابت نہین۔ ... شروع کیا اور کچھ حصہ سنا دیا ... کیا ہے +

... لہذا آپ کا بذریعہ خریدار ...

ملفوظات حضرۃ مسیح موعودؑ

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

دلائل الخیرات اور دیگر وظائف کی نسبت امام الوقت کی رائے

ایک صاحب آمدہ از امروہہ نے دریافت کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفون کی ہے اگر اسے پڑھا جاوے تو کچھ حرج تو نہین کیونکہ اس مین آنحضرۃ صلعم پر درود شریف ہی ہے اور اس مین آنحضرۃ صلعم ہی کی ہی تعریف جابجا ہے؟

فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرۃ سے پڑھے جب اس مین دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا مین چاہا گیا ہے اور جہان عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیون سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث مین موجود ہو وہ محدثات مین داخل ہوگی **رسم اور بدعات سے پرہیز** بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت مین تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف مین جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر مین لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہان جہان دعا ہوتی ہے وہان مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی **رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال** ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چلکر اور قسم کا چنتا ہے پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورۃ ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیون بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلان راہ سے اگر سورہ یسین پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہین۔

قرآن شریف سے اعراض کی صورتین

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتین ہوتی ہین ایک صوری اور ایک معنوی صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نجاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہین مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہین۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہین ہوتا۔ پس دونون اعراضون مین سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہئے

امام جعفر کا قول ہے واللہ اعلم کہان تک صحیح ہے کہ مین اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہون کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہو مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے؟

اب اس زمانہ مین لوگون نے صدہا حاشیہ چڑھائے ہوئے ہین۔ شیعون نے الگ بیلیون لے ہانکے۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ مین ایک فقرہ بتلاتا ہون وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارۃ اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہین ہوگی؟

اسلام مین کفر۔ بدعت۔ الحاد۔ زندقہ وغیرہ اسی طرح سے آئے ہین کہ ایک شخص واحد کی کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہئے تھی۔ صحابہ کرام اسی لئے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے ایک دفعہ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے اٹھکر کہا۔ حدیث مین یہ لکھا ہے تو آپنے فرمایا کہ مین ایک بڑھیا کے لئے کتاب اللہ کو ترک نہین کرسکتا۔

اگر ایسی ایسی باتون کو عین کے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہین وہی عظمت دیجاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہین ان کو بھی صحیح مانلیا جاوے حالانکہ وہ قرآن شریف سے بالکل مخالف ہین

نکتہ بمقام گورداسپور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہدی للمتقین کے یہ معنے ہوتے ہین کہ وہی کافر ہوتا ہے جو نفاق کا حصہ اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی لئے ہدی للکفرین نہین فرمایا؟

کسر صلیب

انوار صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کچھ عرصہ ہوا کہ حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے اتمام حجت اور نیز اپنی صداقت کے متعلق ایک نشان کے بارہ مین ایک اشتہار امریکہ یورپ اور آسٹریلیا کے ممالک مین ارسال کیا تھا چونکہ وہ نشان ان فارن ممالک کے لئے تھا اس لئے اس کی اشاعت ہندوستان مین مناسب نہین سمجھی گئی تھی اس مضمون کا وہ حصہ جو کہ خاص نشان سے تعلق رکھتا ہے اور فارن ممالک کے لئے ہے چھوڑ کر باقی حصہ افادہ عام اور نیز اپنے بھائیون کی خاطر ہم ذیل مین درج کرتے ہین اور جب وہ نشان فارن ممالک کے اخبارات خود شائع کرینگے تو ناظرین کو بھی اسکا علم بالواسطہ یا بلاواسطہ ہو جاوے گا؟

(ایڈیٹر)

زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے اور حقیقت سے بے خبر ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرۃ انسان کو اپنی ذات سے پاک تعلق بخش کر اور اپنے مکالمہ سے اس کو مشرف کرکے اور اپنی محبت مین اس شخص کو انتہا تک پہونچا کر اس کے ذریعہ سے دوبارہ زمین پاک و صاف کرے۔ انسان خدا تو نہین ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لئے ہو جاتا ہے اور اپنے تئین صاف کرتا کرتا ایک [illegible] آئینہ کیطرح بنجاتا ہے تب اس آئینہ مین عکسی [illegible] کا چہرہ منعکس ہوتا ہے [illegible] اس صورت مین وہ [illegible] صفات مین ایک مشترک چیز بنجاتا ہے [illegible] سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہین کیونکہ اس کے آئینہ وجود مین خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہین کیونکہ وہ بشر ہے۔ اور ایسے انسانون کو دیکھنے والے کبھی دہوکہ کھاکر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر ان کو خدا سمجھنے لگتے ہین اور دنیا مین مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہین۔ مگر ہمارے اس زمانہ مین جس قدر عیسائیون کا وہ فرقہ جو حضرۃ مسیح کو خدا جانتا ہے اس دہوکہ مین مبتلا ہے اس قدر کوئی اور قوم مبتلا نہین۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے۔ جیسے راجہ رام چندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بدھ ہمارے اس زمانے مین ان کے پیرو سمجھ ہوتے جاتے ہین کہ ان کی غلطیان ہین۔ مگر افسوس حضرۃ مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ مین بھی خواہ نخواہ خدائی

کا خطاب ان کو دے رہے ہین اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تہا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے دور بیٹھے ہین بلکہ بعض لوگون نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ بھی دن بدن مخالف ہو جاتا ہے تو انہون نے اپنے معمولی طریقون سے مایوس ہوکر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان مین سے الیاس بن گیا اور کسی نے یہ دعوی کردیا کہ مین مسیح ابن مریم ہون اور مین ہی خدا ہون اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ لنڈن مین تو مسٹر پگٹ نے خدائی اور مسیحیت کا دعوی کیا اور امریکہ مین مسٹر ڈوئی الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کردی کہ مسیح ابن مریم پچیس برس تک دنیا مین آجائے گا۔ دونون مین فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے مین بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بنگیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا دعوے کیا اب لنڈن والون کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر مین خدا اترا ہوا ہے مگر مین نے سنا ہے کہ لنڈن مین کچھ یہودی بھی رہتے ہین اس لئے بیشک یہ اندیشہ ہے کہ ان کو طبعًا یہ خیال ہوا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اوتار گیا اور پھر موقعہ پاکر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اب ایسے طور سے اس کو صلیب دین کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیون کو بھی خیال آجائے کہ پہلا کفارہ پورا نا اور ناقص رہا ہوچکا ہے اور شراب خواری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ اس کفارہ کی تاثیر جاتی رہی اس لئے اب ایک نئے خون کی ضرورت ہے۔ سو مین ہمدردی سے کہتا ہون کہ مسٹر پگٹ کو ان سب سے چوکس رہنا چاہئے القصہ ان دنون مین جبکہ زمین مین ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کئے گئے ہین اس لئے خدا نے جس کے کام عجیب ہین مجکو پنجاب کی زمین مین پیدا کیا اور مین جیسا کہ خدا نے مجھے فرمایا وہ سچا مسیح ہون جو آخری زمانہ مین آنیوالا تہا۔ اور مین صرف اپنے منہہ سے نہین کہتا کہ مین مسیح موعود ہون بلکہ وہ خدا جس نے زمین آسمان بنایا میری گواہی دیتا ہے اس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لئے صدہا نشان میرے لئے ظاہر کئے اور کر رہا ہے مین سچ سچ کہتا ہون کہ اس کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گزر چکا ہے۔ میرے آئینہ مین اس کا چہرہ اس سے زیادہ

وسیع ہوکر منعکس ہوا ہے جو اس کے آئینہ مین ہوا تہا اگر مین صرف اپنے منہہ سے کہتا ہون تو مین جھوٹا ہون لیکن اگر وہ میرے لئے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھ جھوٹا قرار نہین دیسکتا میرے لئے اس کی ہزارہا گواہیان ہین جن کو مین شمار نہین کر سکتا۔

اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیون سے ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر کہ پگٹ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگون پر ظاہر کردے کیونکہ اس زمانے مین تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانون کی پرستش مین گرفتار ہوکر تجہ سے بہت دور جا پڑے ہین سو اے ہمارے پیارے خدا ان کو اس مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدون کو پورا کر جو اس زمانے کے لئے تیرے تمام نبیون نے کئے ہین۔ ان کانٹون مین سے ان زخمی لوگون کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمے سے ان کو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت مین ہے کسی انسان کے خون مین نجات نہین اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب ان پر تو رحم کر اور ان کی آنکھین کھولدے۔ اے قادر اور رحیم خدا سب کچھہ تیرے ہاتھ مین ہے اب تو ان بندون کو اس اسیری سے رہائی بخش اور صلیب اور خون مسیح کے خیالات سے ان کو بچا لے۔ اے قادر کریم خدا ان کے لئے میری دعا سن اور آسمان سے ان کے دلون پر ایک نور نازل کرتا وہ تجھے دیکھ لین۔ کون خیال کرسکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھین گے کس کے ضمیر مین ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑین گے اور تیری آواز سنین گے۔ پر اے خدا تو سب کچھہ کر سکتا ہے تو نوح کے دنون کی طرح ان کو ہلاک مت کر کہ آخر وہ تیرے بندے ہین بلکہ ان پر رحم کر اور ان کے دلون کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیری ہاتھ مین کنجی ہے۔ جب کہ تو نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ سو مین تیری منہہ کی پناہ مانگتا ہون کہ مین نامرادی سے مرون اور مین یقین رکھتا ہون کہ جو کچھہ اپنی وحی سے مجھے تو نے وعدے دیئے ہین ان وعدون کو تو پورا کریگا ضرور کریگا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے اے میرے رحیم خدا اس دنیا مین میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائین سو میرا بہشت مجھے عطا کر

اور ان لوگون کے مردون اور ان لوگون کی عورتون اور ان کے بچون پر یہ حقیقت ظاہر کردے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابون نے بلایا ہے اس سے وہ بےخبر ہین اے قادر کریم میری سن لے کہ تمام طاقتین تجھکو ہین آمین ثم آمین

مراسلات

نمونہ استقامت

برادرم مکرم بھائی محمد افضل صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مفصلہ ذیل سطور اپنے ایک احمدی بھائی کی انتقال پر ملال کی نسبت عرض کرتا ہون اگر آپ اور حضور اقدس مناسب خیال کرین تو شائع کردین بہتر ہوگا۔ مسمی عبداللطیف ایک نوجوان جو کچھ عرصہ سے سلسلہ پاک حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام منسلک ہوا تھا مشیت ایزدی سے اس کو بخار شروع ہوگیا اور عرصہ پانچ ماہ تک معمولی بخار رہ کر مستقل تپ دق ہوگیا اور دن بدن ہزال شروع ہوا۔ اس وقت بیماری مین اس کے والدین اور اس کے متعلقین کا گروہ اس کے پاس مرض کے طور پر آئے اور اس سے کہا کہ تم اس سلسلہ سے توبہ کرو تاکہ تمہارے لئے دعائے صحت کیجا وے مگر اس نے نہایت ثابت قدمی سے ان کو رد کیا اور کہا کہ مین کس چیز سے توبہ کرون۔ معاذ اللہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور رسول پاک سے توبہ کرانا چاہتے ہو جو مجھے کسیطرح منظور نہین۔ اور نہ مجھے تمہاری دعاؤن کی ضرورت ہے۔ مجھے اللہ جل شانہ کافی ہے اس کے بعد پھر انہون نے اور اور حیلے حوالے شروع کئے اور مولوی محمد علی واعظ جو آج کل بٹالہ مین ہے اس نے بھی کہلا بھیجا کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہم دعا کرین گے اور اس کے لئے تعویذ دین گے جس سے وہ تندرست ہو جاویگا اس بات کو بھی اس مرحوم نے نہایت زور سے رد کیا اور نہایت استقلال سے ایسی تمام باتون سے نفرت کی۔ اور مرنے سے ایک ہفتہ پہلے اس نے تمام لوگون سے باتین کرنی چھوڑدین اور وہ اپنے خیال مین تہا۔ اور پھر کلمہ شہادہ اس کا ورد۔ آخر شوال ۱۳۲۱ھ ہجری کو بروز جمعہ علی الصباح اس دار ناپائیدار کو چھوڑا۔ اس کے اس پاک عقیدے

دلچسپ مکالمہ

ایک شخص سے جو میری گفتگو دربارہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی وہ البدر کے ناظرین کے گوشگذار کرنی چاہتا ہون ❖

شخص - قرآن مجید مین عیسیٰ کے آسمان پر چڑھنے کا ثبوت ہے آپ کیون نہین مانتے ❖

مین - اگر ہے تو دکھائیے وہان رفع اللہ علیہ لکھا ہے کہ اللہ نے اپنی طرف اُٹھا لیا نہ کہ آسمان کی طرف ❖

شخص - کیا اللہ آسمان پر نہین۔

مین - تو کیا زمین پر نہین۔ اللہ کی طرف کئی انبیاء کا جانا لکھا ہے مثلاً حضرۃ ابراہیم ع نے فرمایا

انی ذاہب الی ربی

پھر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق مین آیا ہے

❖ قد جاءکم رسول من ربکم ❖

تو کیا وہ آسمان سے آئے تھے ❖

شخص - اچھا یہ بتاؤ کہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کل انبیاء کے بروز کا۔ مگر ان جیسے معجزے کیون نہین دکھاتے ❖

مین - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبرون کے جامع صفات تھے کیا انہون نے ہر ایک رسول جیسے معجزے دکھائے۔ یہ کوئی ضروری بات نہین زمانے کے مطابق معجزہ ملتا ہے جو بات اگلے معجزہ تھین وہ اب بچون کا کھیل سمجھی جاتی ہین پس اس زمانے مین کلام کا زور ہے سو وہی اعجاز آپ کو عطا ہوا ❖

شخص - مین اگلے زمانون کی تو در کنار ولیون کی کراماتین سنکر حیران ہون۔ مثلاً جناب دستگیر نے بارہ برس کی کشتی نکالی ایک اور ولی نے گھوڑے کو ذبح کیا پھر زندہ کر دیا مثلاً درس والے لاہوری میان صاحب نے درویشون کو کہا اڑ جاؤ تو وہ سب اڑ گئے ایک درویش کو چھو کیا تو سب قرآن یاد ہو گیا ایسی باتین مرزا صاحب مین نہین ❖

مین - مہربان یہ تو قصے ہین۔ ایسے کئی قصے تو تم ہندؤن کی کتھامین اور پرانون مین بھی سن سکتے ہو۔ بات وہ ہوتی ہے جس کا کوئی ثبوت عقل و نقل سے ہو جناب دستگیر بیشک بڑے اہل اللہ تھے مگر میرا سوال یہ ہے کہ اپنے زمانے مین کیون اتنے مشہور نہ ہوئے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ابن جوزی جو بڑا علامہ تھا اس نے کیا فتوے دیا تھا اور تلبیس الابلیس کتاب کس لئے بنی تھی۔ حضرۃ پیر کا ذکر شیخ عطار مولانا روم وغیرہ بزرگون نے کیون نہین کیا حالانکہ اب تو کوئی کتاب نہین بنتی جب تک ان کی صفت نہ ہوئے۔ ابن بطوطہ جس کو صرف مقبرے دیکھنے کا شوق تھا ساری دنیا مین گھومتا پھرا۔ بغداد مین بھی آیا مگر پیر صاحب کا ذکر نہین کیا خدا کے لوگون کی قدر ہمیشہ بعد مین ہوتی ہے ❖

شخص - آپ لوگ انکار کر دیتے ہین۔ اچھا یہ تو بتاؤ فلان فقیر صاحب (نام لیکر) کے پاس جو جاتا تھا آپ اس کی دلیل بتا دیتے تھے یا نہین اور فقیر کہتی کہ تمہارا کام ہو جائیگا یا نہ ہوگا اسیطرح فلان میان صاحب ہین وہ تعویذ دیتے ہین۔ اسی وقت تب اتر جاتا ہے جو بازو مین لگا ہو تو دفع ہو جاتا ہے بھلا مرزا صاحب مین اتنی بات ہی بتاؤ ہین تو مجدد یعنی کل نبیون کے سردار مگر کرامت اتنی بھی نہین۔

مین - افسوس کہ تم لوگ ولی اور عامل مین فرق نہین سمجھتے۔ دلیل بتانا ولایت کا حصہ نہین دیکھو ابن صیاد آنحضرت صلعم کے وقت لوگون کے دل کی باتین بتا دیتا تھا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلعم کے دل کی بات دخان بھی بتا دی تھی۔ مگر کیا رسول صلعم دل کی باتین بتا دیتے تھے باقی تعویذ وغیرہ یہ سب عمل مین کوئی اسلام سے خاص نہین۔ بلکہ ہندو پنڈتون اور جوگیون سے بھی یہ باتین ظاہر ہوتی ہین جس سے آپ بھی انکار نہین کر سکتے۔ پس فرق کیا ہوا۔ ولایت مجددیت نبوت تو محکمہ ہی الگ ہے ان کی توجہ ہدایت خلق کی طرف ہوتی ہے اسی کی اشاعت کے لئے ان کو نئی نئی باتین سوجھتی ہین۔ دیکھو ہمارے حضرۃ اقدس کو جو قرآنی معارف سوجھتے ہین اور جو علمی نکات یہ بتاتے ہین کیا کسی اور کو بھی نظر آتے ہین اگر اس زمانے مین ایسے لوگ ہین جن سے آپ کے بتائے ہوئے خوارق ظاہر ہوتے ہین تو وہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کیون نہین ہوتے وہ تو پکار پکار کر کہہ رہے ہین کرامت مین میرے ساتھ مقابلہ کر لو شاید آپ نے تریاق القلوب ہمارے حضرت جی کی کتاب نہین دیکھی اس مین کئی کرامتین آپ کے خیال کے موافق بھی ہین ❖

شخص - پھر لوگ کیون نہین مانتے ❖

مین - نہ ماننا علیحدہ بات ہے کوئی کسی کی زبان نہین پکڑ سکتا ❖

شخص - مین یہ تو کہتا ہون کہ اگلے زمانے مین جو عجیب عجیب کرامتین ولی دکھاتے تھے وہ مرزا صاحب کیون نہین دکھا سکتے حالانکہ ان ولیون سے بلکہ نبیون سے بڑھکر ہونے کا دعوےٰ ہے۔ یعنی دعوےٰ بہت ہے اور عمل تھوڑا ہے ❖

مین - اس کا جواب دے چکا ہون جو کام حضرۃ مسیح موعود نے کئے ہین وہ تو ان ولیون نبیون سے بھی نہ ہو سکتے تھے جن سے اعلے ہونے کا دعوےٰ ہے اچھا مین تمہین اور طرح سمجھاتا ہون۔ خضر علیہ السلام ولی تھے اور حضرت موسےٰ اولوالعزم نبی مگر جو بات خضر نے کی وہ حضرت موسیٰ نہین سمجھ سکتے تھے پھر سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس کا تخت منگوانا چاہا۔ تو خود اپنے زور سے نہ منگوا لیا بلکہ ایک اور شخص نے لاکر جس کی شان مین عندہ علم من الکتاب آیا ہے۔ ایک اور مثال سنو ایک شاہنشاہ ہے جو کام اس کا سپہ سالار کر سکتا ہے وہ بادشاہ تو نہین کر سکتا (یا کر تو سکتا ہے مگر اس کی توجہ نہین ہوتی) مگر پھر بھی وہ بادشاہ آقا ہے اور وہ غلام اور ماتحت۔ قصہ کوتاہ مجموعی کمالات دیکھنے چاہئے بظاہر سپہ سالار کے کام عجیب معلوم ہوتے ہین مگر بادشاہ جتنا رتبہ اسے حاصل نہین ❖

شخص - اصل بات یہ ہے کہ مرزائیون کو ثبوت بڑے آتے ہین اور وہ باتین خوب بنا لیتے ہین اچھا یہ بتاؤ کہ مرزا صاحب ہاتھ سینہ پر کس دلیل سے باندھتے ہین اور وہ بھی اسطرح کی شکل بنا کر دکھلائی۔

مین - ایسی چھوٹی چھوٹی باتون کی طرف حضرۃ جی کا خیال نہین نماز مین مطلب تو حضور قلب ہے۔ ہاتھ نیچے باندھے تو کیا۔ اوپر باندھے تو کیا آپ نے کبھی کسی کو ناف پر باندھنے سے منع نہین کیا ❖

شخص - پھر بھی وہ کام جو وہ کرتے ہین یعنی سینہ پر باندھنا وہ آپ افضل تو جانتے ہونگے۔

مین - ہان بیشک

شخص - اس کی دلیل۔

مین یہ سنکر دعا مانگنے لگا یا الٰہ العٰلمین تو میری مدد کر۔ دلیل ایسی ہو کہ سوا اس کے خاموش رہنے کے چارہ نہ ہو یکایک میرے دل مین خیال آیا اور مین نے کہا۔

مین - یہ تم مانتے ہو یا نہین کہ نماز مین خوف الٰہی سے بھر جانا چاہیئے۔ چنانچہ رسول کریم [illegible]

* صرف یہان تک کہنے پایا تھا - اگلی عبارت پڑھا نہ ہو سکا۔

... کی صفتوں میں الذین ھم فی صلاتہم
[خاش]عون وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں
[میں]... ناکامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں فروتنی کرتے ہیں
خشوع سوائے خوف الٰہی کے پیدا نہیں ہو سکتا یعنی
جب انسان یقین کر لیتا ہے کہ مجھ سے ایک اعلیٰ اور
مقتدر ہستی ہے جسے مجھ پر کلی اختیار ہے اور میں اس کو
قبضے میں ہوں تو وہ اللہ اکبر کہتا ہوا خوف سے بھر جاتا
ہے اور یہ خوف ایسا ہے۔ جیسا محبوب کے دربار سے
ہوتا ہے نہ کہ درندے سے۔ اللہ سے خوف مومنوں کی
صفت ہے جیسے قرآن شریف میں ہے ان الذین ھم
من خشیۃ ربھم مشفقون نماز سے بڑھ کر خشیۃ
کہاں ہونا چاہئے ایسی حالت کے لئے اللہ نے فرمایا
تھا موسیٰ علیہ السلام کو
واضمم الیک جناحک من الرھب اپنے
بازو خوف سے اپنی طرف ملا لے سو حسب عادت ایسی حالت
میں ہاتھ سینہ پر اس X شکل میں باندھے جاتے ہیں
رہب کے معنے لغت میں دیکھو۔ ترسیدن اور پھر
لکھا ہے سجاوندی نے عین المعانی میں کہ رہب فی قولہ
تعالےٰ بالضم ہے۔ اور اس سے مراد کم، آستین
ہے اس سے ایک کلائی کا دوسری پر رکھنا ثابت ہوا
پھر رہبۃ کے معنے استخوان دامن سینہ میں جس سے
سینہ پر ہاتھ باندھنے کا اشارہ ہے علاوہ اس کے
یوں بھی خوف سے سینے پر ہاتھ سکیڑے جاتے
ہیں پھر ترہب پرستش کو کہتے ہیں جس سے عبادت کے
وقت ایسا کرنے کا استدلال ہو سکتا ہے پھر فصل لربک
وانحر میں وانحر سے بقرینہ صل سینے پہ ہاتھ باندھنے
کا اشارہ نکلتا ہے۔ (احمدی۔ گجراتی)

بقیہ ملفوظات حضرۃ مسیح موعودؑ

۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء گورداسپور

حضرت اقدس کی طبیعت عرصہ دراز سے بیمار چلی
آتی ہے مگر گذشتہ ہفتہ سے آپکو۔ کھانسی۔ نزلہ
وغیرہ کی سخت تکلیف تھی۔ دم رات کو الٹ جاتا رہا
اور اسی وجہ سے آپ اکثر اوقات مسجد میں تشریف
نہ لاسکے لیکن تاہم جب مقدمہ کی تاریخ آئی تو آپ
۱۲۔ تاریخ کو اسی حالت میں سوار ہو کر گورداسپور
تشریف لائے اور اسی حالت بیماری اور سخت تکلیف
میں عدالت میں بھی گئے۔
۱۴ تاریخ کی شام تک کل مہمانان احمدی کی تعداد

ایک صد ... ہو گئی۔
صبح کے وقت منشی ... صاحب ... ریاست کپورتھلہ نے حضرۃ اقدس سے نیاز حاصل کی
آپ نے فرمایا کہ میں نے آواز تو رات کو ہی شناخت
کر لی تھی مگر طبیعت کو تکلیف تھی اس لئے بلا نہ سکا
منشی صاحب موصوف نے جناب خان صاحب
محمد خان صاحب افسر بگی خانہ سرکار کپورتھلہ مرحوم
کی وفات کا واقعہ سنایا جس پر حضرۃ اقدس نے فرمایا
کہ نیکی کرنیوالے کی اولاد کو بھی اس کی نیکی کا
حصہ ملتا ہے یہ دنیا فنا کا مقام ہے اگر ایک مرجاتا ہے
تو پھر دوسرے کونسا ذمہ لیا ہے کہ وہ نہ مریں گے
دنیا کی وضع ایسی ہی ہے کہ آخرکار قضا و قدر کو ماننا
پڑتا ہے دنیا ایک سرا ہے اگر اس میں آتے ہی
جاویں اور نہ نکلیں تو کیسے گزارہ ہو۔
انبیاء کے وجود سے زیادہ عزیز کوئی
دوسرا وجود قدر کے لائق نہیں لیکن آخر ان کو
بھی جانا پڑا۔
موت کے وقت اول انسان کو دہشت ہوتی
ہے مگر جب مجبوراً وقت قریب آتا ہے تو اسی
قضا و قدر پر راضی ہونا پڑتا ہے اور نیک لوگوں
کے دلوں سے تعلقات دنیا وی خود اللہ تعالےٰ
توڑ دیتا ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔

**القول الصحیح فی تصدیق المسیح چھپ کر شائع ہو گئی
قیمت ا ر**

**سر الشہادتین فی بیان ذبح الشاتین۔ مصنف
فاضل امروہی۔ قیمت ا ر (علاوہ خرچہ ڈاک)**

البدر

نشان مطلوب۔ ایک صاحب عطا محمد نامی نے
اخبار کے اجرا کی درخواست کی ہے ڈاکخانہ کی مہر
چنیوٹ کی ہے مگر پتہ کارڈ پر محو شدہ ہے اس لئے وہ از
سر نو پتہ لکھیں اور کیا یہ صاحب لاہور والے عطا محمد تو
نہیں ہیں جو کہ انگریزی آفس میں تھے۔

کرتہ بطور امانت۔ ۱۳۔ جنوری کو جبکہ میں گورداسپور
میں تھا واپسی پر مجھے علم ہوا کہ میرے سامان میں کسی کا
کرتہ رہ گیا ہے جو کسی فربہ جسم والے آدمی کا معلوم ہوتا
ہے بطور امانت کے دفتر البدر میں رکھا ہے صاحب کرتہ کو
چاہئے کہ نشان کامل دیکر وصول کر لیوے۔

بیعت۔ سید عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ ذیل
کے اصحاب کے نام بزمرہ بیعت کنندگان البدر میں
شائع کر دو۔
ڈاکٹر محمد امیر حسن صاحب از چھبرامئو ضلع فرخ آباد
زوجہ ڈاکٹر صاحب موصوف۔
شمس الحسن و بدر الحسن صاحبان۔
مسماۃ شمس النہار بانو۔ و۔ نصیر خاتون۔

عبد الہادی صاحب اورسیر نے اپنی کمال عنایت
سے اطلاع دی ہے کہ البدر میں ۳ نقص ہیں جن کو
رفع کرنا چاہئے۔
اول۔ کاغذ بہت ہی ناقص ہے اس کی نسبت وہ خود
تسلیم کرتے ہیں کہ چونکہ قیمت اخبار بہت ہی کم ہے اس لئے
یہ آپ کے امکان سے باہر معلوم ہوتا ہے۔
دوم۔ چھپوائی میں عدم توجہی سے کام لیا جاتا ہے بعض
بعض صفحے پڑھے نہیں گئے۔
سوم۔ صحت عبارت میں غور نہیں کی جاتی۔
مؤخر الذکر ہر دو نقص اس وقت بعض نمبروں میں رہ
جاتے ہیں جب کہ وقت اشاعت گذر جاتا ہے اور راتوں
کام کروا کر کوشش کی جاتی ہے کہ حتی الوسع اخبار جلد شائع
ہو کر منتظر احباب کی پیاسی روحوں کو سیری بخشے آئندہ
انشاء اللہ تعالےٰ مزید احتیاط سے کام ہوگا۔
ایسے مشورے اس لئے اخبار میں درج کرائے جاتے
ہیں کہ ہمارے احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ
کارخانہ اپنے عیوب پر مطلع ہونے سے حتی الوسع
اپنی اصلاح کے لئے طیاری کرتا ہے اور دوسرے ہمدرد
اور مشیر احباب کو ہمیں مشورہ اور رائے دینے کی
جرأت ہو۔

تصحیح اور غلطیاں۔ گذشتہ سال کی جلد میں اگر کوئی
غلطی سہو الہام وغیرہ میں ہو۔ یا کوئی عبارت۔ یا مسئلہ یا
واقعہ کسی کی نظر میں قابل اصلاح ہو تو وہ مہربانی فرما کر مفصل
اطلاع دفتر میں ارسال کریں اور اخبار کی تاریخ صفحہ اور
کالم کا حوالہ دیویں تاکہ حتی الوسع تحقیق کر کے اس کی
اصلاح کر دی جاوے۔ اور آئندہ کے لئے ہمارے
احباب محض ابتغاء لوجہ اللہ کے ایسی اصلاحوں کا خیال
رکھیں تاکہ خدا نخواستہ آئندہ آنیوالی قوم کے لئے کوئی
بات ٹھوکر کا موجب نہ ہو یہ ایک کار ثواب ہے امید
ہے کہ احباب اس خدمت دینی کو صدق دل سے
بجا لاویں گے۔

تصحیح۔ البدر جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۶ کالم ۳ میں الہام
انی مع الرسول اقوم کی جگہ انی مع الرسوم
اقوم چھپ گیا ہے اس کی اصلاح فرمائی جاوے۔

آریہ سماج اور نیوگ

اس سے پیشتر ہم نے البدر کے اوراق کے ذریعہ سے ناظرین کو انجمن فرقانیہ لاہور کی کارروائی پہنچائی تھی جو کہ انجمن مذکور نے نیوگ اور طلاق پر بحث کے پیرایہ میں الگ الگ اپنے چار اشتہاروں کے ذریعہ سے آریہ سماج کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ اس پر آریہ سماج نے چپکے سے ایک اشتہار دیا جسکو آخری جواب کے نام سے موسوم کیا اس پر انجمن فرقانیہ لاہور کے جائنٹ سکرٹری میاں معراج الدین عمر نے ایک پمفلٹ لکھا جو کہ آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر تقسیم کر کے آریوں پر کامل اتمام حجت کر دی ہے اور نیوگ کی حقیقت کو بڑی بسط سے کھول دیا ہے بلکہ مجسٹریٹ پشاور کا ایک فیصلہ بھی اس کے متعلق درج کیا ہے ہم اس عنوان کے نیچے اس پمفلٹ کو شائع کرتے ہیں +

ایڈیٹر

ہمارے ایک دوست نے آریہ صاحبان کا وہ اشتہار ہمیں دیا جسکو انہوں نے ہمارے اشتہارات نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے آخری جواب کے نام سے موسوم کیا ہے ہم تو اپنے اشتہارات چھپنے ہی سب سے پہلے آریہ صاحبان کے گھروں اور مجلسوں میں بھیجا کرتے ہیں افسوس ہمارے مہربان دوست آریہ اپنے اشتہاروں کو آپ ہی کچھ ایسا خلاف تہذیب خیال کرتے ہیں کہ ان کو ہمیں پہنچانے سے شرمندہ ہوتے ہیں یا بخل کی وجہ سے ہمیں نہیں پہنچاتے لیکن یوں چھپانے سے تو یہ بات چھپ نہیں سکتی۔ بصارت اور انصاف رکھنے والے اصحاب اس بات کو خود محسوس کر کے افسوس ظاہر کر رہے ہیں کہ آریوں نے ہمارے کسی اشتہار کا جواب نہیں دیا اور ہمارے مخدوم و سردار شمس الضحیٰ کہف الوریٰ فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلعم اور ہمارے محترم امام مہدی و مسیح مجدد وقت جری اللہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اور اہل اسلام کے تمام فرقوں کے معزز اور مستند اور خطاب یافتہ علماء فضلاء اکابر کی کنایۃً و صراحتاً توہین کی منشاء سے غیر متعلق اور فضول اور خلاف واقعہ باتیں لکھکر ہماری دل آزاری کرنی چاہی ہے۔ لیکن ہم ان کی نادانی اور بے سمجھی پر صبر کرتے ہیں ہمیں ان کا آخری خطاب دیکھکر سخت افسوس پیدا ہوا ہے کہ رسم و رواج و قوم و عیال اور دنیا کی محبت نے ان کو ایسا سرگشتہ اور گرفتار کر لیا ہوا ہے کہ ان کی محبت کے غلبہ میں اپنی ثابت شدہ فاش غلطیوں کو ترک کرنے اور اسلام کی بین اور روشن صداقتوں کو قبول کرنے کے لئے نیک دلی سے آمادہ نہیں ہوتے اور ست سے پیار کا دعوے صرف زبانی ہی زبانی کرتے ہیں عملاً نہیں کرتے۔ ان کے اس آخری جواب کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی طرف سے کوئی اور اشتہار نکلیگا اور کسی طرح سے وہ تحقیق حق کے لئے ضروریات کو بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے خیر! زور اور جبر سے حق منوانا تو اسلام میں جائز نہیں یہ بات ہم انہیں پر چھوڑتے ہیں۔ البتہ اس قدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کے سر پر موت کھڑی ہے اس لئے اس چند روزہ زندگی کے لئے اپنی بے سمجھی اور ضد پر اڑے رہنا اور اسی کی پاسداری میں ہٹ دھرمی پر تلے رہکر حیلوں اور غلط بیانیوں سے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اپنی ہی جانوں پر ظلم عظیم ہوتا ہے۔ ہماری نسبت غلط بیانی کرنا کہ ہم کو پہلے ہی توقع تھی کہ جب آپ لوگوں سے کوئی معقول جواب ہمارے اعتراضات کا بن نہیں پڑیگا تو آپ گالی گلوچ اور تہذیب اور شائستگی سے گری ہوئی تقریر اور تحریر پر اتر آئیں گے " خود آریوں کو ہی ملزم ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر ہم نے ان کو گالیاں نکالی ہیں تو یہ وہی گالیاں ہیں جن کے کھانے کی توقع اور یقین پر انہوں نے ہم کو اشتہارات اور چٹھیات کے ذریعہ باوجود ہمارے بار بار کے انکار اور تامل کے اصرار کے ساتھ مباحثہ کے لئے بلایا۔ اور جس نتیجہ کو پہلے ہی یقینی توقع رکھکر ہمیں مخاطب کیا تھا پھر اس سے رنج اور غصہ کہاں کا ہو سکتا ہے۔ اس کے تو وہ خود ہی ذمہ دار ہیں۔ لیکن ان کی یہ باتیں ہم پر سراسر تہمت ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں سچائی تو ہے نہیں جس کی تائید کے لئے کوئی دلائل قطعیہ ان کے ہاتھ میں ہوں۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک جھوٹ کے نباہنے کے لئے کئی اور جھوٹے اور دھوکہ بازیوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ پس اب بھی حسب عادت طرح طرح کے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہم پر بہتان باندھنا اور تہمتیں لگانا اور خلاف بیانی کرنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اسی خیال سے تو ہم نے تحریری مباحثہ کے لئے ان کو عرض کیا تھا کیونکہ یہ اپنی مباحثات میں یہ لوگ اپنی مستمرہ عادت خلاف گوئی سے قائم [illegible] اٹھا کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال سکیں گے۔ اور تحریری میں بے قابو آجائیں گے۔ ناظرین آپ ہی غور کر سکتے ہیں۔ کہ ابھی ان کے دو جلسوں میں ہی ہم ان کے اصرار سے حاضر ہوئے۔ اور ہماری طرف سے مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کے سٹیج پر کھڑے ہو کر اعلیٰ درجے کی مہذب اور شائستہ زبان میں ان کے مکروہ مسائل کی قلعی کھولی۔ اور ان کے اپنے پریزیڈنٹ مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر اور پبلک نے صراحت اور کنایہ سے ان کی شکست پر گواہی دی۔ اور ہر دو جلسوں میں اس بات کا آزاد الفاظ میں ان کے پریذیڈنٹوں کی زبان سے شکریہ ادا کیا گیا کہ احمدی جماعت کی طرف سے نہایت تہذیب اور محبت اور امن سے کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کوئی تقریری موقعہ ہم سے مقابلہ کا انہیں نہیں ملا تو پھر ان لوگوں کا یہ لکھنا کہ گویا ہم نے اپنی تقریر میں انہیں گالیاں نکالی ہیں۔ ان کی چالبازی اور خلاف بیانی اور خود ساختہ بات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے پاس تو ان کی چٹھیات موجود ہیں۔ جن میں ان دونوں جلسوں کے بعد بھی بڑے اصرار سے ہم کو بلایا۔ ان کے اشتہارات موجود ہیں۔ انھوں نے اپنے جلسوں میں ہماری غیر حاضری میں ہم کو مخاطب کیا۔ اگر بفرض محال ہم پہلے گالیاں نکال چکے تھے تو کس عقل اور ہوش سے ہم کو اس کے بعد التجا کرتے رہے۔ پہلے تو ہم کو گالیوں کی تہمت لگائی۔ اور اگر ہم انکار کرتے اور ان کے مطلب پورا کرنے پر بھروسہ کر کے جلسوں میں متواتر حاضر ہوتے رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی اور سخت مکروہ تہمت ہم کو لگا دیتے۔ ہم موقع اور ضرورت پر ان کی چٹھیات بھی شائع کریں گے۔ منت اور سماجت اور التجاؤں سے گھر پر بلاتے۔ ہمارے تا امن اور مہذب اور شائستہ طور پر کارروائی کرنے پر ہر دو الفاظ میں اس وقت شکریہ ادا کرتے اور اس کے بعد ہم کو بلاتے رہتے۔ اور ہمارے مکالمہ [illegible] کہنے پر انکار صرف اس لئے تھا کہ [illegible] میں حق جوئی معلوم نہ ہوتی تھی۔ اب تک یہ کہنا کہ ہم نے ان کو گالیاں نکالی ہیں خوب ست کا وچار ہے +

(باقی آئندہ)

ایک زبردست معجزہ اور آریون پر دوبارہ حجت تام

مسلمانان حقیقت شناس واصحاب فہم و قیاس پر یہ امر مخفی نہین کہ شہادہ حقہ کے بار سے سبکدوش ہونا صرف مسلمانون ہی کا کام نہین بلکہ ہر ایک فرد بنی نوع کا فرض ہے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا پابند ہو۔ سو واضح ہو کہ خاکسار ذرہ بمقدار عرصہ تیس سال سے بہرہ تھا اور اس عرصہ مین یہ عاجز ڈاکٹرون اور طبیبون کا علاج کرواتا رہا اور بہت کچھ زحمت اور کھیکڑا اٹھائی اور متعدد مقامات پر پیرون اور سجادہ نشینون سے دم درود بھی کرواتا رہا علاوہ ازین خود بھی مین اپنا علاج بھی کرتا رہا کیونکہ مین خود بھی طبیب ہون لیکن اس مرض کی دفیعے کے لئے نہ کسی طبیب ڈاکٹر کی دوائی نے فائدہ دیا نہ کسی اور پیر و مرشد کی دعا نے میری دستگیری کی آخرکار ایسا ہوا کہ ملک پنجاب سے میرے مکرم معظم جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی طفیل سے ایک مرد خدا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی مہدویت و مسیحیت کی خبر موصول ہوئی جس سے میرے دل مین یہ تحریک ہوئی کہ چونکہ حضرت ممدوح امام مہدی و مسیح موعود ہین اس لئے ممکن نہین کہ ان سے بڑھ کر ان کے زمانے مین کوئی اور زیادہ مستجاب الدعوۃ اور مقرب الٰہی ہو اس لئے مین ہندوستان سے دور دراز کا سفر طے کر کے ان کی خدمت مین بمقام قادیان ضلع گورداسپور حاضر ہوا دو ایک روز کے بعد جب مین نے اپنی مرض ہولناک اور حالت زار کی کیفیت سنائی تو امام زمان و مسیح دوران علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو دعا ہے سو کر دیتے ہین خدا فضل کریگا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ مین اس وقت سے پورا پورا شنوا ہو گیا اور تیس سالہ مرض ایسی جاتی رہی کہ اس کا نام نہ رہا +

الغرض یہ معجزہ جو درحقیقت معجزات عیسیٰ ؑ سے کسی پہلو مین کم نہین مجھ پر خدا نے حضرت امام زمان کی دعا سے ظاہر کیا سو اب یہ چاہتا ہون کہ اس معجزہ کی کیفیت اور حقیقت اپنے ہموطنون اور اپنون بیگانون کو سنا دون تاکہ وہ سمجھ لین کہ حضرۃ میرزا صاحب موصوف نے الحقیقت مرسل یزدانی محبوب سبحانی اور قطب ربانی ہین اور ان کا دوست خدا کا دوست اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے سو صاحبان غور سے سنو! مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ مذکورہ بالا بیان مین ذرہ فرق نہین اور یہ بات بھی ظاہر ہے۔ مین اب ساٹھ سال کا بوڑھا ہون۔ مجھے دنیا مین کوئی چیز ایسی نظر نہین آتی۔ جو مجھے کسیطرح جھوٹ اور افترا پر آمادہ کر سکے۔ کیونکہ مین اب دنیا کے عیش اور لذات کے وقت کو گزار چکا ہون اور موت مجھ سامنے نظر آتی ہے آپ لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ جب ایکطرف میرے پاؤن قبر مین لٹکے ہوئے ہین پھر دوسری طرف مین کسطرح اور کس امید پر اور کس منہ سے افترا کر سکتا ہون؟ کیا اس جہان فانی کا مالک مختار مجھے پہلے نہین دیکھتا؟ کیا وہ کسی شریر النفس کی بیباکی اور جرات کو نہین جانتا! کیا مجھے امید ہو سکتی ہے کہ میرا عالم شباب پھر عود کر آئیگا! ہرگز نہین۔ سو بھائیون مین سچ سچ کہتا ہون اور اپنے فرض کو ادا کرتا ہون کہ مین مسیح موعود کی دعا سے فی الفور شفایاب ہو گیا نہ کوئی دوا استعمال کی گئی نہ کوئی اور چیز۔ ہان دعا کی گئی۔ مین ایسے شخص کو کتے سے بدتر گمان کرتا ہون جو جھوٹ کی نجاست کھا کر خلق خدا کو دھوکہ مین ڈالتا ہے۔ مرنا تو ہر ایک کو ہے۔ لیکن حیف ہے اس کی زندگی پر اور واویلا ہے اس کی موت پر جو افترا اور لعنت کی زندگی بسر کر کر خدا اور فرشتون اور تمام لوگون کی لعنت ابدالآباد کے لئے اپنے ساتھ لیجاوے اور اپنے پیچھے سوائے بدذاتی اور بے ایمانی کے اور کوئی نیک نمونہ چھوڑ جاوے +

اب مین پبلک سے پوچھتا ہون کہ کہان ہین وہ بدبخت لوگ جو کہتے ہین کہ مرزا صاحب مامور من اللہ اور مستجاب الدعوات نہین ہین اور کہان ہین وہ بداندیش گمراہ لوگ جو کہتے ہین تمہ دعاؤن مین اثر نہین اور دعا ئین قبول نہین ہوتین۔ کیا اب بھی وید پرست کہین گے کہ دعا ئین قبول نہین ہوتین۔ کیا یہ تعجب انگیز ماجرا نہین کہ اس امر کے لئے کہ مین بغیر دوا کے فی الفور صحتیاب ہو گیا ایک ہزار سے زائد مخالف و موافق فرق سے زندہ گواہ پیش کر سکتا ہون وہ شخص دل کا اندھا ہے جو مشہودہ محسوسہ امور کا تو انکار کرتا ہے اور ظنی اور بے ثبوت باتون کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ مین اس لئے اندھا ہوا ہون کہ جب مین پہلے جنمون مین کبھی سور یا کتا یا بچھو بنا تھا تو اس وقت مین نے کسی کو اندھا کر دیا ہوگا جس کی بادافش مین مجھے یہان سورداس بنایا گیا ہے۔ مگر مین کسی سورداس کی پرواہ نہ کرون گا خواہ وہ گھاسی ہو یا ماسی۔ مجھ کو شہادہ حقہ کے بوجھ سے سبکدوش ہونا ہے اور بس۔ الغرض صرف یہی معجزہ نہین جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے بلکہ صدہا معجزے وقوع مین آچکے ہین مثلاً حضرت اقدس مرزا صاحب کا بالہام الٰہی یہ دعوی کرنا کہ مجھ کو طاعون ہرگز نہ ہوگی خواہ ملک اس سے برباد ہو جاوے کیا چھوٹا معجزہ ہے۔ کوئی ایڈیٹر یا پرچارک یا کوئی پردھان ایسا کرکے تو دیکھے کس طرح غضب الٰہی اس کو ملیا میٹ کرتا ہے اگر وہ بھی آریون کو از کمزور پرمیشر پر امید ہے یا کسی قدر کسی آریہ کو اور مہربان کیطرح سلوک کرتا ہے تو عملی ثبوت دے ورنہ بیہودہ طور سے کیکو شدہ کر کر اس کی بدھ کو منہ کھولین بھلا کوئی انصاف تو بتلائے کہ جب مینہ اور آندھی کا سخت طوفان آئے تو کیا کوئی بجز اعجازی صورت کے کہ سکتا ہے کہ مینہ اور آندھی ہمارے گھر مین اثر نہ ڈالیگی ہرگز نہین۔ کسی انسان کی اس سے بڑھ کر بدذاتی اور بے ایمانی برداشت نہین کی جا سکتی کہ معجزات کو دیکھو اور پھر معجزون پر اعتراض کرے اور انکار کرے یا تسلی پانے کے وقت کو پا کر پھر غفلت اور لاابالی سے کام لے۔

اصل بات یہ ہے کہ دنیا مین ہر ایک مذہب کا پیرو خواہ وہ آریہ یا چوڑا چمار ہو۔ زبانی لاف و گزاف سے یہی بکے جاتا ہے کہ خدا میرے ساتھ اور مجھ پر راضی ہے۔ لیکن جب پوچھا جاوے کہ اس زبانی دعوی کا عملی ثبوت جو مشہودہ محسوسہ ہو۔ کیا ہے تو ساکت ہو جاتا ہے گویا مر جاتا ہے ایک انسانی آقا کا انصاف اور ہمدردی ایک فرمانبردار نوکر اور شریر النفس نافرمان ملازم سے یکسان نہین ہوتی تو وہ خدا احکم الحاکمین ہے کیونکر اپنے سچے پرستارون اور نافرمان شریرون سے یکسان سلوک کرے اور ہر دو دوست اور دشمن سے قطع تعلق کرے اور کسی ایک فرقے کو جو حق پر ہے الہام اور قبولیت دعا سے مشرف نہ کرے۔

بالآخر مین بذریعہ اشتہار ہذا اپنے ہموطنون کو مطلع کرتا ہون کہ اب مہدی کا سورج جو عین وقت پر طلوع ہوا ہے اس کا انکار نہ کرے ورنہ اس کا نتیجہ بجز ہلاکت کے اور کچھ نہیں کیونکہ آنحضرۃ صلعم نے فرمایا تھا کہ جب پانچ واقعات وقوع مین آ جاوین گے تو سمجھو کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ (۱) یہ کہ جب ستارہ ذوالسنین یعنی دمدار تارا چڑھیگا تو وہ وقت امام مہدی کا ہوگا سو وہ تارہ ۱۸۸۲ء کو طلوع ہو چکا (۲) یہ کہ حضرۃ مسیح موعود کے وقت مین طاعون پڑیگی سو یہ پیشگوئی بھی چند سال سے زور شور سے پوری ہو رہی ہے (۳) یہ کہ ایک ہی رمضان مین خسوف و کسوف ہوگا سو وہ ۱۸۹۴ء کو ہو چکا (۴) یہ کہ اس کے وقت مین حج بند کیا جاویگا سو کئی بار گذشتہ چند سال

قومی مراسلین نز

از دفتر انجمن فرقانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض حضرۃ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کا جلسہ لاہور مین

مکرمی اخویم جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جناب کو بھی یاد ہوگا کہ گذشتہ سال جبکہ حضرت حجۃ اللہ امام علیہ السلام جہلم والے مقدمے سے واپس تشریف لا رہے تھے تو یہان پر بھی ایک روز کے لئے قیام کا اتفاق ہوگیا تھا رات کے وقت جبکہ بہت سو حاضرین زیارت کے لئے جمع تھے تو حضرۃ اقدس نے ایک نہایت ہی موثر تقریر فرمائی تھی دوران تقریر مین یہ بھی فرمایا۔

کہ ہمارا ارادہ ہے کہ کسی وقت لاہور مین چند روز ٹھیر کر اتمام حجت کے لئے تمام مخالفین اسلام کو بذریعہ ایک عام اعلان کے مدعو کرکے تبلیغ کیجاوے اور نیز جو جو بدگمانیان ہماری نسبت ہمارے کم فہم مخالفون نے عوام الناس کے دلون مین بٹھا رکھی ہین ان کے دور کرنے کے لئے کوشش کی جائے تاکہ یہ لوگ غلطی مین رہ کر جاہلانہ موت نہ مرین۔

یہ خوش خبری سنکر سب دوست خوش ہوئے اور آج تک اس مبارک روز کی انتظار کرتے رہے خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ دن بہت قریب آگیا ہے حضور علیہ السلام نے محض فضل ورحم سے جو آپ کے دل مین بنی نوع انسان کی ہمدردی کے واسطے بھرا ہوا ہے اظہار فرمایا ہے کہ آپ ضرور خدا تعالے نے چاہا تو آئندہ موسم بہار مین یعنی آخر مارچ سنہ ۱۹۰۴ء تک یہان تشریف لاوینگے اس مبارک تقریب پر جس قدر اظہار مسرت کیا جائے تھوڑا ہے کیونکہ یہ وہ خاتم الخلفاء ہے جس کے انتظار مین ہزار ہا بزرگان دین اس مبارک ومنور چہرہ کے دیدار کو ترستے ہوئے اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ چنانچہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو لاہور مین احمدی برادران کا ایک خاص جلسہ گمٹی والی مسجد مین منعقد ہوا جس کے صدر باتفاق رائے حاضرین ہمارے مخدوم ومحترم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس قرار پائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ شروع مین ہمارے قدیمی واعظ جناب حافظ فضل احمد صاحب نے قرآن کریم سے وعظ فرمایا۔ بعد ازان ہمارے مکرم ومعظم بھائی جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس پروفیسر میڈیکل کالج لاہور نے افتتاحی تقریر ایسی پرتاثیر الفاظ مین فرمائی کہ جس نے حاضرین کے دلون پر بہت نیک اثر پیدا کیا۔ تقریر کے ختم ہونے پر مفصلہ ذیل تجاویز پاس ہوئین۔

(۱) جلسہ کے اخراجات کا سرف اندازہ کرکے مبلغ دو ہزار روپے کا موازنہ کیا گیا اور یہ رقم بذریعہ چندہ جمع کی جائے۔

(۲) جلسہ کے متعلق انتظامی امور کے طے کرنے کے لئے چیدہ احباب کی ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جس کی وساطت سے تمام امور طے ہوا کرین گے۔

پہلی تجویز کے مطابق چندہ کی فہرست کھولی گئی ہر ایک بھائی نے جو اس وقت حاضر تھا بڑے انشراح سے اپنا اپنا چندہ لکھایا۔ ایکہزار روپیہ فوراً لکھا گیا۔ خدا تعالے کا فضل ہے کہ چندہ کے دینے مین ہر ایک نے مستعدی ظاہر کی۔ چندہ دہندگان کے نام مع رقوم چندہ بعد مین ارسال کرونگا۔ عشا کی نماز کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ یہ روئداد جناب کو اس لئے بھیجتا ہون کہ آپ اس کو سب سے پہلے البدر مین درج فرماکر برادران بیرونجات کو اس مبارک خوشخبری سے مطلع کرین تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر شمولیت کے لئے آمادہ ہون۔

دیگر جو جو امور قابل اشاعت ہوا کرین گے وہ آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا کرینگے والسلام

خاکسار تاج الدین سکرٹری

از لاہور ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

نوٹ ضروری۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو بمقام گورداسپور مولوی غلام حسین صاحب احمدی امام مسجد گمٹی بازار لاہور نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے آپ کی لاہور مین تشریف آوری کے لئے دریافت کیا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

کہ لاہور مین جانے کی کوئی تاریخ تو مقرر نہین ہے بشرط صحت اگر کوئی موقعہ ملا تو میرا اپنا ارادہ ہے کہ وہان جاکر زبانی طور پر تبلیغ کی جاوے۔ لیکن خدا کا ارادہ غالب ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ زبانی تبلیغ سنت انبیاء ہے اگر موقعہ نکل آیا تو اپنا دعویٰ اور لوگون کے اعتراضون کی حقیقت کو بیان کیا جاوے اور یہ حصہ پورا ہو کر اتمام حجت ہو جاوے لیکن یہ امر ضروری ہے کہ طبیعت اچھی ہو۔

اس سے یہ مطلب میرا نہین ہے کہ وہان کے لوگ ضرور مان لین گونہ ماننے نہ مانتے۔ ہمارا مقصود کان تک آواز کو پہونچا دینا ہے بہت لوگ ہین کہ اب تک گالیان دیتے ہین۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو گالیان دینے والے اب تک موجود ہین۔ پس اگر وہ بھی بجائے فائدہ اٹھانے کے گالیان دیوین تو کونسا تعجب ہے۔

افسوس آتا ہے کہ ہم نے کونسی ایسی بات کی ہے جس پر یہ حملہ کیا جاتا ہے۔ دو فقرے تھین۔ ایک کتاب اللہ وسنت اللہ دوسرا احادیث صحیحہ۔ کتاب اللہ ہر صورت مین مقدم ہے۔ احادیث کی عظمت یہان تک ہمارے نزدیک ہے کہ خفیف سی خفیف حدیث پر بھی ہم عمل کرتے ہین۔ بشرطیکہ خلاف کتاب اللہ نہ ہو۔ اب غور کا مقام ہے کہ اگر احکام وغیرہ مین نسخ ہو تو ہوسکتا ہے بھلا قصون مین نسخ کا ہونا کب ممکن ہے۔ اس صورت مین اگر قرآن شریف ایک واقعہ کو بیان کرکے اور حدیث اس کا انکار کرے تو یہ بات کب مانی جا سکتی ہے کہ حدیث درست ہو۔ جیسے وفات مسیح کا ایک واقعہ ہے کہ جسے قرآن شریف نے بیان کیا ہے۔ لیکن الحمد للہ کہ احادیث وفات مسیح مین قرآن کی موافق ہین مخالف نہین۔ آنحضرۃ صلعم کی زبان سے کبھی یہ لفظ نہین نکلا کہ مسیح آسمان پر اڑ گیا۔ پھر جبکہ اس کا صعود بھی ثابت نہین تو نزول کیس کا ہو۔ پھر آیت فلما توفیتنی کھولکر وفات ثابت کر رہی ہے۔ اگر وہ دوبارہ دنیا مین آکر رہے تو اب اپنے علم اور آنے کو کیون چھپاتے ہین کہ خدا کے سامنے لاعلمی بیان کرتے ہین۔ پس آیت نے صرف یہی نہین کیا کہ وفات ثابت کردی بلکہ دوبارہ آنے کا بھی فیصلہ کر دیا ہے پھر بخاری اور مسلم مین منکم ہے قرآن مین بھی منکم ہے کہ آئیوالا تمہارے اندر سے ہی آوے گا ان لوگون مین تقویٰ ہی نہین ہے اگر تھوڑا سا بھی تقوے لیکر آوین تو اور ہمارے دعاوی کو سنین تو شاید ہدایت ہو۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد صلعم کا

چودھویں کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

ان اللہ فلق صبح لکم وقت مسیحۃ

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

دوا بینی شفا بینی غرض

نمبر | ہر انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ تاریخ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد

خریداروں کو اطلاع ہم احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجرا اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اس کی بر وقت اشاعت اور اس کی تکمیل اور ذمہ داری کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ... سو ہو اس لئے احباب سمجھ لیں کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سامان نا مکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہو اگر کبھی وقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو احباب اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ اس کی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد کو پورا کرکے کارخانہ کو ہر ایک امر کا موقعہ دار بناویں اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجا لاویں

وہ الفاظ جنمیں حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہیں

بعد میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ تین بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت — اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین۔ پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں

فتویٰ ممانعت جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا

جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان — کر دیگا ختم آ کے وہ دین کی لڑائیان

ظاہر ہیں خود نشان کہ زمان وہ زمان نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی — کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی — وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دین میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی — اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی — ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی — نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی — نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی — دین بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی — دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی — اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی — صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی — بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے — کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو — عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے — مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں — روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں — شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے — جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے — باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے — اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کو معنی ہی کیا ہوئے — تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں — وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایمان نہیں رہا — وہ نور مومنانہ وہ عرفان نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے — آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئیگا — اور کافروں کے قتل سے دین کو بڑھائیگا

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں — بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا — یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے — تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہیں نشان جو دکھلائے گئے تمہیں — کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ — منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

بخلوں سے یارو باز بھی آؤگے یا نہیں — خو اپنی پاک صاف بناؤگے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤگے یا نہیں — حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہیں

اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤگے یا نہیں — مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤگے یا نہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤگے یا نہیں — اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤگے یا نہیں

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار — اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے — اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

نوٹ — بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان ع م کا ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ تک اسی جو دو سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنی پوری ... اس جلد دوم سال کی یادگار میں جو کہ آپ کی فتح اور نصرۃ کا زمانہ ہے قادیان سے

۱۵ فروری ۱۹۰۴ء

بوقت شب بمقام گورداسپور

کوئی ۸ بجے رات کا وقت تھا کہ بمقام گورداسپور حضرت اقدس کے کمرہ میں چند احباب بیٹھے ہوئے تھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روئے سخن جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب احمدی انچارج پلیگ ڈیوٹی گورداسپور کی طرف تھا کہ تقویٰ کے مضمون پر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی وہ تقریر اس وقت لکھی تو نہیں گئی مگر جو کچھ نوٹ اور یادداشت زبانی یاد رہ سکا ان کو عملدرآمد کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

تدبیر اور توکل انسان کو چاہیئے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا پر بھروسہ رکھے تو پھر اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی خدا پر بھروسہ رکھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کرکے پھر انجام کو خدا پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگا۔ اور اگر نری تدبیر کرکے اوس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگی ایک شخص اونٹ پر سوار تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا تعظیم کو لئے نیچے اُترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے چنانچہ اس نے اپنے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے واپس آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا آپ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا اور پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔

تدبیر سے مراد وہ ناجائز وسائل نہیں ہیں جو کہ آجکل لوگ استعمال کرتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام کے موافق ہر ایک سبب اور ذریعہ کی تلاش کا نام تدبیر ہے ایسے ہی انسان کو اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے تدبیر سے کام لینا چاہیئے اور شیطان جو اس کے پیچھے ہلاک کرنے کو لگا ہے اس کو دور کرنے کے واسطے تدابیر بھی سوچنی چاہیئے بلکہ صوفیا نے لکھا ہے کہ کسی سے فریب کرنا اگرچہ ناجائز ہے لیکن شیطان کے ساتھ یہ جائز ہے۔ غرضیکہ متقی بننے کے لئے دعا بھی کرو۔ اور تدابیر بھی کرو۔ دعا سے خدا کا فضل ہوتا ہے لیکن اگر انسان نے تدابیر سے کچھ طیاری نہ کی ہوئی ہو تو وہ فضل کس کام آویگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کسان اپنی زمین کی کلبہ رانی تو نکرے۔ نہ اُسے صاف کرے نہ سہاگہ وغیرہ پھیرے۔ صرف دعا کرتا رہے کہ بارش ہو جاوے اور اناج طیار ملے تو اس کی دعا کس کام آوے گی دعا اسی وقت فائدہ دیگی جب وہ اول کلبہ رانی کرکے زمین کو طیار رکھے گا۔

عجب اور ریا بہت مہلک چیزیں ہیں ان سے انسان کو بچنا چاہیئے انسان ایک عمل کرکے لوگوں کی مدح کا خواہاں ہوتا ہے بظاہر وہ عمل عبادت وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے جس سے خدا راضی ہو مگر نفس کے اندر ایک خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ فلاں فلاں لوگ مجھے اچھا کہیں اس کا نام ریا ہے اور عجب یہ کہ انسان اپنے عمل سے اپنے آپ کو اچھا جانے کہ نفس خوش ہو۔ ان سے بچنے کی تدابیر کرنی چاہئیں کہ اعمال کا اجر ان سے باطل ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب نے عرض کی کہ حضور شیطان سے فریب کی کوئی مثال بیان فرمائی جاوے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی ذکر میں مثال یوں بیان فرمائی کہ ایک مولوی ایک جگہ وعظ کر رہے تھے انھوں نے ایک دینی خدمت کے لئے کئی ہزار روپیہ چندہ جمع کرنا تھا اون کی وعظ اور ضرورت دینی کو دیکھکر ایک شخص اُٹھا اور دو ہزار روپیہ کی ایک تھیلی لاکر مولوی صاحب کے سامنے رکھدی مولویصاحب نے اسی وقت مجلس میں اس کے سامنے اس کی تعریف کی کہ دیکھو یہ بڑا نیک بخت انسان ہے اس نے ابھی اپنا گھر جنت میں بنا لیا اور یہ ایسا ہو ویسا ہے جب اس نے اپنی تعریف سنی تو اسی وقت گھر گیا اور جھٹ واپس آکر بآواز بلند اس نے کہا کہ مولوی صاحب اس روپے کے دینے میں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اصل میں یہ مال میری والدہ کا ہے اور میں اس کی بے اجازت لے آیا تھا لیکن اب وہ مطالبہ کرتی ہے مولویصاحب نے کہا اچھا لے جاؤ چنانچہ وہ شخص اسی وقت روپیہ اُٹھا کر لے گیا تو لوگ اس کی تعریف کرتے تھے اور یا اسی وقت اس کی مذمت شروع کر دی کہ بڑا بیوقوف ہے روپیہ لانے سے اول کیوں نہ ماں سے دریافت کیا۔ کسی نے کہا جھوٹا ہے روپیہ دیکر افسوس ہوا تو اب یہ بہانہ بنالیا وغیرہ وغیرہ جب مولویصاحب وعظ کرکے چلے گئے تو رات کو ۲ بجے وہ شخص وہ روپیہ لیکر ان مولوی صاحب کے گھر گیا اور جگا کر ان کو کہا کہ اس وقت تم نے میری تعریف کرکے سارا اجر میرا باطل کرنا چاہا اس لئے میں نے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی یہ تدبیر کی تھی اب یہ روپیہ تم لو مگر تم سے قسمیہ عہد لیتا ہوں کہ عمر بھر میرا نام کسی کے آگے نہ لینا کہ فلاں نے یہ روپیہ دیا۔ اب وہ مولوی حیران ہوا اور کہا کہ لوگ تو ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے اور تم کہتے ہو کہ میرا نام نہ لینا اس نے کہا مجھے یہ لعنتیں منظور ہیں مگر ریا سے بچنا چاہتا ہوں تو یہ ریا اور عجب بڑی بیماریاں ہیں ان سے بچنا چاہیئے اور بچنے کے لئے تدابیر بھی کرنی چاہئیں اور دعا بھی کرنی چاہیئے۔

شیطان سے فریب کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے گھر کو آگ لگے تو وہ اپنے دوسرے حصے مکانات کے بچانے کے لئے ایک مکان کو خود بخود گراتا ہے۔

تدابیر انسان کو ظاہری گناہ سے بچاتی ہیں لیکن ایک کشمکش اندر قلب میں باقی رہ جاتی ہے اور دل ان مکروہات کی طرف طوالزان طوول ہوتا رہتا ہے اُن سے نجات پانے کے لئے دعا کام آتی ہے کہ خدا تعالےٰ قلب پر ایک سکینت نازل فرماتا ہے۔

ہر ایک کامیابی کی جڑ تقوےٰ اور سچا ایمان ہے اسی کے نہ ہونے سے گناہ صادر ہوتے ہیں مقدر جو انسان کا ہے وہ اُسے ملکر رہتا ہے پھر نہیں معلوم کہ خلاف تقوےٰ امور کی ضرورت کیوں درپیش آتی ہے ایک چور چوری کرکے اپنا مقدر حاصل کرنا چاہتا ہے اگر وہ چوری نکرتا تو بھی حلال ذریعہ سے وہ اُسے ملکر رہتا اسیطرح ایک زانی زنا کرکے عورتوں کی لذات حاصل کرتا ہے اگر وہ زنا نہ کرے تو جس قدر عورتوں کی لذات اس کے لئے مقدر ہیں وہ کسی نہ کسی طرح حلال ذرائع سے اُسے ملکر رہتیں۔ لیکن سارا فساد ایمان کا نہ ہونا ہے اگر تقوےٰ پر قدم ماریں اور ایمان پر قائم رہیں کبھی کسیکو تکلیف نہ ہو اور خدا تعالےٰ سب حاجت روا... کرتا ہے۔

اطلاع۔ رحمت علے صاحب مرحوم کے متعلقین دین کا فیصلہ اور انکی تذکرہ کے متعلق جو کچھ خط و کتابت یا یادداشت ارسال کرنی ہو وہ تمام ان کے بھائی پیر برکت علی صاحب احمدی موضع رتل ڈاکخانہ پاہڑ بالنوالی کے نام ہونی چاہیئے

منیجر

جلدباز دشمن کی جھوٹی خوشی اور مقدمات

احمدی سلسلہ کے مقدمات نے پبلک کی توجہ کو اپنی طرف بڑی دلچسپی سے کھینچا ہوا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو ان مقدمات یا اُنکے حالات سے ایک وافر حصہ لے رہا ہے وہ یا تو ایک بڑی سعادت اور یا بڑی شقاوت سے حصہ اپنی کے لیئے طیار ہو رہا ہے ... اس وقت عام طور پر پبلک میں دو فریق ہو گئے ہوئے ہیں۔ ایک تو وہ جس نے خدا تعالے کی قدرتوں کو ایک بہت ہی تنگ اور محدود دائرے میں محیط شدہ سمجھ رکھا ہے۔ اور سنن الہی سے ناواقف اور ایک عارضی اور جھوٹی خوشی کا دلدادہ ... کی باریک در باریک مصالح اور حکمتوں سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے جلد تر بدبختی کا نشانہ ہونے والا ہے۔ اور جس فریق کے زیر نظر منہاج نبوۃ اور خدا تعالے کے وہ سنن اور قوانین ہیں۔ جو کہ وہ ماموروں اور برگزیدوں سے برتتا رہا ہے۔ یا تاکہ کس کس طرح کے انعامات اور تنبیہوں سے وہ اپنی مقدس جماعت کی ترتیب کرتا رہا ہے۔ وہ فریق عنقریب سعادت سے بہرہ مند ہونیوالا ہے

اس وقت یہ مقدمات جو کہ عدالتوں میں ہو رہے ہیں۔ دراصل اُن تمام جنگوں کی مثال ہیں۔ جو کہ زمانہ نبوی میں ہوئے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے۔ کہ وہاں مقابلہ تلوار سے ہوتا تھا۔ اس لیئے کہ دشمن بھی تلوار سے خدا تعالے کے سلسلہ کو مسمار کرنیکے درپے تھا۔ اور اب اس وقت تلوار کی بجائے قلم کام کر رہا ہے۔ اور اسلام پر پہلا حملہ دشمن نے قلم ہی کے ذریعہ سے کیا ہے اور اس کا جواب قلم ہی سے دیا جا رہا ہے۔ پس ایسی صورۃ میں جبکہ خدا تعالے کا ارادہ ہے۔ کہ اس ثانی رنگ میں اپنی جماعت کو بھی۔ تمام نقشہ زمانہ نبوی کا قائم کر کے دکھا دیوے۔ اور جیسے جیسے نصرتیں اور تائیدیں اُس نے اپنی پاک جماعت کی اُس وقت کی تھیں۔ اور بعض اوقات محض جماعت کی ...

... ترتیب۔ ترقی مدارج اور اپنی قدرت نمائی کی اعلیٰ شان کے اظہار کیلیئے مصلحتاً اُس امر کو جائز رکھا تھا۔ کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جو جماعت مخلص تھی۔ وہ باوجود کامیابی اور دشمن پر غلبہ پانیکے دوران مقدمہ میں کچھ صدمات ناکامیابیوں ... کے بھی دیکھکر صبر اور استقلال کے امتحان میں پاس ہو۔ ویسی ہی وہ مولا کریم اب بھی چاہتا ہے۔ کہ وہی مواقعہ ہماری اخلاقی تبدیلیوں تضرع ابتہال سے خدا کی نصرۃ اور تائید کو خصوصیت سے آسمان سے کھینچ کر زمین پر لانے کا ہمیں دیوے۔ یہ خدا تعالے کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ کہ جب چند ایک کامیابیوں کے بعد کچھ باریک تغیر کسی جماعت کی اخلاقی حالت میں پیدا ہو کر اسکے ایک کثیر حصہ اعمال صالحہ کو حبط کرنیکا باعث ہو۔ تو معاً انسانی تدابیر میں ایک ناکامی کے مہیب اور خطرناک صورت پیدا کر کے خدا تعالے اپنے بندوں پر اُن کا عجز ظاہر کر دیتا ہے۔ اور سچائی اس کے کہ وہ خفیف ... مہلک زہر خون میں سرایت کر کے جان کو تباہ کرنے والی ہو ناکامی کی آگ میں کشتہ اور اکسیر ہو کر تریاقی اثر اپنے اندر پیدا کرتی ہے۔ اور ایک نئی قوت اور طاقت سے اوس جماعت کو قرب الہی کی مدارج میں ترقی کرنیکا موقعہ دیتی ہے۔ غرضیکہ مومنوں کو جو صورتیں ناکامی اور نامرادی کی بظاہر پیش آتی ہیں۔ وہ بھی ایک رنگ میں خدا کا فضل و کرم ہوتا ہے۔ سعید وہ انسان ہے۔ جسے یہ سمجھ دیجاوے۔ کیونکہ یہی ناکامیاں جہاں ایک مومن کی ترتیب کا باعث ہوتی ہیں۔ وہاں اسباب اور مادی پرست فریق اس سے ٹھوکر کھا کر کفران نعمت میں ترقی کرتا ہے اور آہستہ آہستہ رو بدنیا ہو کر خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق ہوتا ہے

---

۱۳ جنوری سنہ ۶ سے مقدمات نے ایک خاص صورت بدلی ہے۔ اور مصالح ایزدی نے چاہا کہ متواتر پے در پے جماعت احمدیہ کو کامیابی کی خوشی ہوتی ہے۔ وہاں تھوڑا سا اُن کو غم بھی پونچایا جاوے تاکہ یہ جماعت آخرین منھم لما یلحقو بھم کی پوری مصداق ہو جاوے۔ اور جیسے صحابہ کرام رضی اللہ کو اُس نے اپنے صفات کا علم عملی طور پر دیا تھا۔ اب بھی اس جماعت کو عملی طور پر اُن علوم سے بہرہ ور کرے۔ متواتر ناکامی کی صورتیں جو کہ ہماری طرف منسوب کیجاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں

۱ - مولوی کرم الدین کا بری ہونا۔ لیکن جیسے کہ ہم اس سے پہلے ایک نمبر میں ثابت کر چکے ہیں جس طریق سے یہ بریت ہوئی ہے۔ وہ ہمارے لیئے ایک بڑی بھاری کامیابی کی تخم ریزی ہے اس لیئے ہمارے نزدیک یہ کوئی صورت ناکامی کی نہیں ہے

۲ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپورہ کا انتقال کی درخواست کو نامنظور کرنا

۳ چیف کورٹ میں بھی انتقال کی درخواست کا قبول نہ کیا جانا موخر الذکر ہر دو صورتیں اگرچہ ہمارے ارادوں کے برخلاف ہیں۔ لیکن خدا تعالے کے ان میں کیا باریک مصالح ہیں۔ جو کہ انجام کار ظاہر ہونگے۔ اُن کو ہم اس وقت بیان نہیں کر سکتے۔ بلکہ عسے ان تکرھوا شیا وھو خیر لکم۔ و عسی ان تحبوا شیا وھو شر لکم کے مصداق اُن کو بھی فضل الہی جانکر اپنے مولیٰ کی رضا پر رضامندی کا اظہار کرتے ہیں لیکن مذکورہ بالا صورتیں مقدمات کی ہیں۔ جن کو ہماری ناکامی پر حمل کیا جاتا ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پیشگوئیاں متعلقہ مقدمات غلط نکلیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم پیشگوئیوں کے غلط یا صحیح ہونے پر بحث کریں۔ ضرور ہے کہ اول اُن الفاظ پیشگوئی کو تو اچھی طرح دیکھ لیں۔ کہ وہ پیشگوئی کیا ہے۔ کس امر کے متعلق ہے اور جس نے پیشگوئی کی ہے۔ اس نے کن الفاظ میں کی ہے۔ الفاظ پیشگوئی کے یہ ہیں

انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی

رات کے وقت جو ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۴ء کے بعد کی رات تھی۔ یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا۔ اور ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۴ء میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی۔ کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ فیہ آیات للسائلین۔ اس کے معنے یہ مجھے سمجھائے گئے۔ کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کو فتح اور نصرۃ نصیب کریگا۔ کہ جو پرہیزگار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے۔ ظلم نہیں کرتے۔ تہمت نہیں لگاتے۔ اور دغا اور فریب اور خیانت ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے۔ اور ہر ایک بدی سے بچتے۔ اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور نیکی کیساتھ پیش آتے۔ اور بنی نوع کے سچے خیر خواہ ہیں۔ انہیں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ سو انجام یہ ہے۔ کہ اُن کے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں۔ جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے۔ ان کے لیئے نزدیک انشان

بلکہ کئی نشان ظاہر ہونگے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

۲۹ جون سنہ ۱۹۰۳ء

پیشگوئی کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ صرف انجام مقدماۃ کی نسبت ہے۔ اور ہر ایک مقام اور ہر ایک قدم پر کامیابی کے لئے کوئی پیشگوئی حضرۃ امام الزمان عم کی قلم اور زبان سے اشاعت میں نہیں آئی۔ اور جس قدر الہاماۃ کہ آج تک اس پیشگوئی کے بعد شایع ہوتی رہی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی نسبت بھی حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے ...... یہ امر اشاعت میں نہیں آیا۔ کہ فلان تاریخ یا فلان پیشی یا عدالت کی فلان کارروائی کیمتعلق یہ امر اس طرح سے ہوگا...... جس کو ہمارے منکرین ہمارے آگے پیش کرسکین۔ اگرچہ ہم خود دیکھتے رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانون کی جلا اور زینت کے لئے بہت سے خوارق عادات امور اور اپنے مقتدرانہ تصرفات کے نمونہ دوران مقدمہ مین ظاہر کئے۔ مگر قدیم سنت اللہ کے موافق اگر ان سے مستفید ہوسکتے ہین۔ تو صرف مومنین ہی ہوسکتے ہین۔ نہ کہ منکرین۔ منکرین سے بحث کرنے اور ان کو نیچا دکھانے کے لئے اس وقت تک صرف وہی پیشگوئی ہے۔ جسے خدا کے مامور اور مرسل نے قبل از وقت خدا سے خبر پاکر شائع کردیا۔

اگر ان بدنام کنندہ نکو نامی چند مسلمان ایڈیٹرون اور رسالہ بازون کو کچھ غیرۃ ہوتی۔ اور جس طرح سے بیحیا اور بے شرم ہوکر وہ آج دروغگو اور کذاب مولویون کو اسلام کے ننگ و ناموس کا برقرار رکھنے والا قرار دے رہے ہین۔ تو ان کو لازم تھا۔ کہ جس طرح سے حضور امام الزمان علیہ الصلواۃ والسلام نے انجام مقدماۃ کی نسبت پیشگوئی کی ہے۔ ویسی ہی کم از کم ان درمیانی کشمکشون اور ہماری خواہشون کے برخلاف پیش آنیوالی بعض امور کی نسبت ایک پیشگوئی کرواد یتے۔ اور دیکھتے کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ان کم بختون کی عقل ماری گئی۔ کہ ہماری طرف سے جن امور کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں ان کے وقوع پر غلیس بجاتی ہین۔ اور جن امور کی نسبت پیشگوئی ہو۔ اور وہ پوری ہوجائے۔ تو اُسے اسباب پر حمل کرکے خدا کے نشان کی بیقدری کرتے اور خسر الدنیا والاخرۃ ہوتے ہین بیشتر اس کے کہ ان لوگون سے اس امر کی نسبت کوئی گفتگو یا بحث کیجاوے یہ سوال ہونا ضروری ہے۔ کہ انجام مقدمات کی نسبت جو پیشگوئی ہے۔ اُس کا وقوع تمہارے نزدیک ہماری سلسلہ کی صداقت کا معیار ہے۔ کہ نہیں اگر اسے وہ صداقت کا معیار قرار دیوین اور پھر خلاف واقعہ امور اگر نعوذ باللہ پیش آدین۔ تو اس صورۃ مین اُن کو سنن الٰہی اور منہاج نبوۃ کو مدنظر رکھکر کوئی موقعہ زبان کشائی کا مل سکتا ہے۔ لیکن جس حالت مین کہ مقدمات کے انجام پر کامیابی اُن کے نزدیک ہماری سلسلہ کی صدق کی دلیل نہیں ہے۔ تو ان کو اس امر کا کیا حق پونچتا ہے۔ کہ وہ ناکامی کو کذب کا معیار قرار دیوین اور پھر اوس صورت مین کہ ان درمیانی واقعات مقدمات کی نسبت کامیابی کی کوئی پیشگوئی بھی نہیں ہے۔ پس ہمارے احباب اور انصاف پسند۔ صاحب بصیرت ناظرین ان مذکورۂ بالا وجوہات پر غور کرکے سمجھ سکتے ہین۔ کہ معاندین اور منکرین سلسلہ عالیہ کی خوشیان اور غل غپاڑا کہان تک قابل وقعت اور قابل توجہ ہے

ہان یہ امر ضروری ہے۔ کہ ان غل غپاڑا کرنیوالون کا وجود بھی ضروری موجود ہو۔ کیونکہ اس سے الٰہی سلسلونکی ہمیشہ تائید ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک فعل الٰہی جو کہ ابتدا مین مخلوق کی نظرون مین مستور ہوتا ہے۔ انکی وجہ سے دن بدن علی الاعلان ہوکر لوگونپر اتمام حجت اور تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہین۔ کہ ان مقدماۃ کی ابتدا مین جسقدر توجہ عوام الناس کی ہماری سلسلہ کیطرف لگی تھی۔ اب اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر لگی ہوئی ہے۔ اگر اس سے پیشتر صرف بڑی بڑی امنصار اور بلاد کے سخت مذہبی مذاق کے لوگ ان مقدمات سے دلچسپی رکھتے تھے۔ تو اب کوئی محلہ یا بازار اور گاؤن یا دیہات...... شاذ و نادر ہی ایسے ہونگے۔ جنکی نظر...... انجام پر نہ ہو۔ کیونکہ اس امر مین اخبارون کے ذریعہ سے کثرۃ اور تواتر سے ان پر لے دی ہورہی ہے اور یہ درمیانی بظاہر ناکامی کی صورتین جو پیش آئی ہین وہ خصوصیت سے لوگون کو ہماری طرف توجہ دلا رہی ہین معاند ریڈیٹرون اور رسالہ بازون کی پنہانی بغض و عناد کا ثبوت پبلک کو دے رہی ہین کیونکہ جن امور مین ہمین کامیابی اور صریح کامیابی ہوتی ہے...... انپر یہ لوگ اس دہڑلے سے نہیں لکھتے اور پبلک کو آگاہ کرتے ہین کہ مرزا صاحب کا فریق فلان فلان منزل مقدمہ مین کامیاب ہوگیا ہے اور ان کی فلان فلان...... پیشگوئی پوری ہوکر انکی صداقت پر مہر لگادی ہے لیکن جب کوئی ناکامی کی صورۃ پیش آوے۔ تو یہ اس پر نامہ نگاری کے لئے ایسے گرتے ہین جیسے ایک کتا اور گدھ مردار پر گرتا ہے ان کی ان حرکاۃ سے اہل بصیرۃ اُن کی اندرونی خباثت یعنی بغض اور عناد کھل جاتا ہے اور انہی وجوہات سے ہم ان کے وجود کو ایک حد تک اپنے لئے مفید بھی خیال کرتے ہین

لیکن کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ انصاف اور حق پسندی سے اپنی قومی اور ملکی خدمات کو بجالاوین۔

خوب سوچو اور غور کرو کہ ابتدا مقدمہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعے سے ہمین بتلایا کہ ہم انجام پر کامیاب ہونگے اور اس ذریعہ سے خواہ کیسی ہی مشکل ہمین دوران مقدمہ مین پیش آجاوے اور ہم بظاہر ناکامی کے انتہائی نکتہ تک کیون نہ پہونچ جاوین لیکن خدا تعالیٰ کا کلام ہمارا پشت پناہ ہے اور ہر ایک تنگ وقت پر وہ الفاظ پیشگوئی کے ہماری نظرون کے سامنے آکر ہمین مشکلاۃ سے مقابلہ کے لئے ایک نئی قوۃ اور طاقت عطا کرتے ہین اور قدم آگے بڑھانے کے لئے جرأت دلاتے ہین لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے مقابل پر کسی کے ہاتھ مین یہ تسلی دینے والا کلام ہے جو ہر ایک ناکامی مین اس کے نڈھال دل کو برقرار رکھے اور وہ اپنے ہوا خواہون کو کامل یقین اور وثوق سے یہ امید دلاوے کہ مین ضرور کامیاب ہونگا اور خدا کی نصرۃ اور تائید میرے ساتھ ہے کیا اس نے کوئی ایسی پیشگوئی کی ہے کہ انجام مین میری فتح ہے ...... انجام کو جانے دو کم از کم وہ اپنے دغا والے مقدمہ مین اپنی بریت کی پیشگوئی ہی قبل از وقت شائع کردیتا اگر اس وقت نکرسکا تو ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کے ہان انتقال مقدمہ کی درخواست منظور نہ کی اس کی نسبت ہی پیشگوئی کردیتا کہ نامنظور ہوگی اگر وہ موقعہ ہاتھ سے گیا تھا تو چیف کورٹ مین اس درخواست کے انجام ہی کی نسبت پیشگوئی کردیتا کہ یہ ہوگا غرضیکہ اس کے سکوت اضطراب نے خود اس امر پر مہر لگادی ہے کہ وہ ان تائیدات سماوی سے بے نصیب ہے جو خدا نے ہمین بطفیل ہمارے امام پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے عطا کی ہین اور انجام مقدمات کی نسبت خدا تعالیٰ کا وعدہ جو اس نے اپنی وحی سے ہمین دیا ہے وہ ایک ایسا کاری حربہ ہے کہ جسے ہم ہر میدان مین لیکر نکل سکتے ہین اور ہمارا مدمقابل فریق اس سے بے نصیب اور محروم ہے اب سوچکر دیکھلو کہ یہ تینون مذکورہ صورتین مقدمات کی جو پیش آئین وہ کہان تک ہمین ملول کرسکتی ہین اور کون سے ایسے وجوہات فریق مقابل کے پاس ہین جس سے وہ حقیقی خوشی منا اور اپنے آپکو کامیاب کہہ سکتا ہے۔

نورالدین

بجواب ترک اسلام شائع ہوگیا ہے ضخامت ...۳ صفحہ کی ہے قیمت صرف ۸/ ہے۔ حکیم فضلدین و مفتی فضل الرحمٰن سے دستیاب ہون گی۔

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء بوقت شب

(ان دنوں حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی توجہ عالیہ تدابیر اور توکل کے مضامین کی طرف خصوصیت سے مائل ہے اور جو تقریر ہوتی ہے اس میں آپ اس پر بھی ضرور کچھ نہ کچھ فرماتے ہیں اس لئے ہمارے احباب بھی ان مضامین کو بڑی توجہ سے پڑھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل مفہوم کو سمجھکر تدابیر اور توکل کے وسیع میدان میں قدم ماریں اور خدا تعالیٰ سے **صراط مستقیم** طلب کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا منشاء ان تقریروں سے میرے نزدیک یہ ہے کہ حصول تقوے کے لئے تدابیر کو بھی عمل میں لایا جاوے اور دعا بھی کیجاوے اور تدابیر میں افراط اور تفریط سے کنارہ کش ہو کر صراط مستقیم اختیار کیجاوے سو ہمارے احباب بہ توفیق الٰہی اس پر عملدرآمد کے لئے جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں ہمارے لئے بھی کریں)

تقویٰ ۔ تدبیر ۔ اور توکل

بڑا ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو ہر ایک قسم کی پلیدی سے پاک کرکے اُسے پاکیزہ اور مطہر کرے اگر اس کا نفس پاکیزہ ہوگا تو خدا تعالیٰ ظاہری پلیدی سے بھی نجات دیگا۔ اس لئے اندرونی پلیدی کا خیال رکھو کہ وہ تمہارے سارے قلب کو پلید نہ کردیوے۔ ریا ۔ عجب ۔ بیباک ہوکر خدا کے احکام کو توڑنا ۔ اور شوخی اور شرارت سے اوامر کا انکار کرنا بڑی خباثتیں ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے کئی بار کہا گیا ہے کہ تقویٰ کیونکر حاصل ہو سکتی ہے ۔ تقویٰ اصل میں یہ ہے کہ باریک سے باریک آلودگی سے اپنے آپ کو بچایا جاوے اور یہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ اس کے حصول کے لئے تدبیر کو بھی حد تک کام میں لایا جاوے یعنی جہاں تک انسانی تدبیر کی پیش رفت ہو سکتی ہے وہاں تک اس سے کام لیوے اور پھر نری تدبیر پر ہی بھروسہ نہ کرے جب تک کہ دعا کو بھی اُس کی آخری حد تک نہ پہنچا دے ۔

اس سے بڑھکر کوئی نعمت انسان کے لئے نہیں ہے کہ اُسے گناہ سے نفرت ہو اور خدا تعالیٰ خود اُسے معاصی سے بچا لیوے مگر یہ بات نری تدبیر یا نری دعا سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ دونوں سے ملکر حاصل ہوگی جیسے کہ خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین جس کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ قوائے خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں اُن سے پورا کام لیکر پھر وہ انجام کو خدا کے سپرد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ جہاں تک تو نے مجھے توفیق عطا کی تھی اُس حد تک تو میں نے اس سے کام لیلیا یہ ایاک نعبد کے معنے ہیں اور پھر ایاک نستعین کہکر خدا سے امداد چاہتا ہے کہ باقی مرحلوں کے لئے میں تجھ سے استمداد طلب کرتا ہوں ۔ وہ بہت نادان ہے جو کہ خدا کے عطا کئے ہوئے قوائے سے تو کام نہیں لیتا اور صرف دعا سے مدد چاہتا ہے ایسا شخص کامیابی کا منہ کس طرح سے دیکھیگا اسیطرح یاد رکھو کہ گناہ اور بدی سے بچنے کے لئے یہ تدبیر بھی ضروری ہے کہ انسان بری صحبت کو ترک کر دے ورنہ اگر وہ صرف دعا کرتا ہے اور بری صحبت کو ترک نہیں کرتا تو اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کھڑکی کھلی ہے جس سے بدبو آرہی ہے پس اگر وہ بدبو سے بچنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کر دیوے اسیطرح سے جو ذریعہ معصیت کے ہیں ان کو ترک کرنا لازمی ہے ان ذرائع سے علیحدہ ہونے کے بعد ایک کشاکش نفس میں رہتی ہے کہ اسے بار بار خیال اُس بدی کے ارتکاب کا آتا ہے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ایک عرصہ اس میں گذار چکا ہے اس سے نجات پانے کا...... ذریعہ دعا ہے ۔

جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا میں جاہدوا فینا کے یہی معنے ہیں کہ حصول تقوے کے لئے حتی الوسع تدابیر کو کام میں لاوے اور پھر دوسری جگہ ادعونی استجب لکم کہکر بتلا دیا کہ جب تدابیر کر چکو تو پھر خدا سے دعا مانگو وہ قبول ہوگی پس اگر...... تقوے کے طالب ہو تو تم کو چاہئے کہ تدبیر بھی کرو ۔ اور دعا بھی کرو ۔ اور ان دونوں کو جب کماحقہ بجا لاؤگے تو اس وقت کامیاب ہو جاؤگے ۔

تقویٰ ہر ایک عمل کی جڑ ہے جو تقوے سے خالی ہے وہ کچھ بھی نہیں ۔ تقوے جب آتی ہے تو اعمال کی زینت ہوتی ہے اسی سے انسان ولی بنتا ہے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ولایت کا حصہ تقویٰ ہی پر ہے خدا تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں ہوکر اگر اسے حاصل کروگے تو کمال تک پہنچ جاؤگے ۔

موت نفس

بڑا کام نفس کا مارنا ہے اور وہ اس طرح سے مرے گا کہ ہر ایک پہلو سے اس کی مخالفت کیجاوے موتوا قبل ان تموتوا کے یہی معنے ہیں نفس ظاہری لذات کا دلدادہ ہوتا ہے ۔ پنہانی لذات سے بالکل بے خبر ہے اسے خبردار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اول ظاہری لذات پر ایک موت وارد ہو اور پھر نفس کو پنہانی لذات کا علم ہو اس وقت الٰہی لذت جو کہ جنتی زندگی کا نمونہ ہے شروع ہوگی ۔

نفس پر موت وارد کرنے کی تدبیر

ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرلے اور حصول تقوے کے لئے وہ اول مشق کریں جیسے بچے خوشخطی سیکھتے ہیں تو اول اول ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخرکار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف پڑنے لگ جاتے ہیں اسیطرح ان کو بھی مشق کرنی چاہئے جب خدا تعالیٰ ان کی محنت کو دیکھیگا تو خود ان پر رحم کریگا اور لنہدینہم سبلنا جیسے اس کا وعدہ ہے خود ہی اپنی راہیں دکھلا دیگا اس کے یہی معنے ہیں کہ خدا خود رحم کرتا ہے ۔ جیسے آگ پر پانی پڑ جاتا ہے تو آگ کا نام نشان بھی نہیں رہتا اسی طرح اُس وقت نفس دب جاوے گا ۔

نفس کا ایک خاص جوش قابل اصلاح

ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلاف نفس سن لیتے ہیں تو ان کو جوش آجاتا ہے حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو ۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کسیطرح میں فاتح ہو جاؤں ایسے موقعہ پر جوش نفس سے بچنا چاہئے اور رفع فساد

لئے ادے ادے باد دلن مین دیدہ دانستہ خود ذلت اختیار کر لینی چاہئے اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ مقابلہ مین اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جاوے خدا کا نام ستار ہے غفار ہے تم کو ان صفات سے موصوف ہونا چاہئے مدرسہ کی کتابون مین ایک کہانی پڑھا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا وہ قرآن لکھا کرتا تھا حسب عادت وہ لکھ رہا تھا کہ ایک ملان آیا اور اس کی لکھائی کو دیکھکر کہا کہ یہ لفظ تم نے غلط لکھا ہے بادشاہ کو یقیناً معلوم تھا کہ وہ لفظ درست ہے اور ملان غلطی کھا رہا ہے لیکن صرف اس کا دل رکھنے کے لئے بادشاہ نے اسی وقت اس لفظ کے گرد ایک حلقہ ڈال دیا کہ اسے پھر درست کر لین گے۔ جب وہ ملان چلا گیا تو لوگون نے وجہ پوچھی تو بادشاہ نے کہا اس ملان کی دلشکنی نہ کرنے کے لئے مین نے اصلاح کیا تھا ورنہ اصل لفظ درست ہے اب دیکھو اس نے بادشاہ ہو کر ایک غریب ملان کا دل نہ دکھانا چاہا۔ اپنے بھائی پر فتح پانے کا خیال رعونت کی ایک جڑ ہے اور بڑی بھاری مرض ہے کہ اپنے ایک بھائی کے عیب کے مشتہر کرنے کی ترغیب دلاتی ہے ایسے امور سے نفس خراب ہوتا ہے ان سے بچنا ایک جزو ایمانداری کی ہے تقویٰ والا آدمی آہستہ آہستہ فرشتون مین داخل ہو جاتا ہے اور اس مین سرکشی بالکل نہین رہتی تقوے کے ساتھ خدا کے وعدہ فضل اور بڑی برکات کے مشروط ہین تقویٰ والا دنیا کی سب بلاؤن سے بچایا جاتا ہے تقوی والے کا خدا پردہ پوش ہوتا ہے۔

یاد رکھو بیعت کا زبانی اقرار کچھ شے نہین ہے اللہ تعالےٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے جو رعونت۔ تکبر۔ ریاکاری مریع الغضبی لیکر آیا تھا اگر وہی اس مین رہی تو بتلاؤ کہ اس نے بیعت سے کیا حاصل کیا۔ اس لئے اپنے نفسون مین تبدیلی کرو اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ حاصل کرو اگر ایک گاؤن مین ایک ہی ہمارا مرید ہو لیکن اس کے اخلاق عادات اچھے ہون تو خواہ کیسی ہی دشمنی ہو رفتہ رفتہ سب خود بخود اس کے تابع ہو جاوین گے اور بجائے حقارت کو اس کی عظمت کرنے لگ جاوین گے چھوٹی چھوٹی باتون مین طول دینا اور بھائیون کو رنج پہونچانا بہت بری بات ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متمم اخلاق کے ہوئے ہین اور اب اس وقت اللہ تعالےٰ آپ کے اخلاق کریمانہ کا آخری نمونہ دکھلانا چاہتا ہے اس لئے چاہئے کہ اخلاق مین خاص تبدیلی پیدا کرو کسیکو حقیر اور کسی پر بدظنی کرنے والا خود اسی بات مین مبتلا ہو جاتا ہے جس سے دوسرے کو حقیر جانتا تھا پس جو لوگ اپنے بھائیون کو عیب لگاتے اور خود بڑے ہوتے ہین وہ بہت برے ہین +

بردباری اختیار کرو۔ بیویون سے عمدہ معاشرت کرو۔ ہمسایون سے نیک سلوک کرو ان باتون سے خدا راضی ہوتا ہے۔ فقط

خدا تعالیٰ اس مضمون کے پڑھنے والون کو اور نیز مجھ اس پر عملدرآمد کی توفیق عطا کرے۔ آمین،

۲۱ فروری ۱۹۰۴ء بوقت ظہر

منکرین سے مقابلہ کے وقت ابتلا کا ہونا بھی ضروری ہے

مقدمات کے تذکرہ پر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انبیاء و رسل کے سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیان مین ہمیشہ مکروہات آ جایا کرتے ہین طرح طرح کی ناکامیان پیش آتی ہین زلزلوا زلزالا شدیدا سے معلوم ہوتا ہے کہ حد درجہ کی ناکامی کی صورتین پیدا ہو جاتی ہین لیکن یہ شکست اور ہزیمت نہین ہوا کرتی۔ ابتلا مین مامور کا صبر و استقلال اور جماعت کی استقامت اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے وہ خود فرماتا ہے کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی لفظ کتب سنت اللہ پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ خدا کی عادت ہے کہ وہ اپنے رسولون کو ضرور ہی غلبہ دیا کرتا ہے درمیانی دشواریان کچھ شے نہین ہوتین اگرچہ وہ ضاقت علیہم الارض کا مصداق ہی کیون نہ ہون۔

پنجاب مین جو خدمت گورنمنٹ کی ہم سے ہوئی ہے

اس کی کوئی نظیر نہین ہے جسمانی طور پر ابھی دیکھ لو کہ مایوسی کی حالتون مین ہمارے خاندان نے وقت پر امداد کی اور خود گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ ہمارا خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیر خواہ ہے ۱۸۵۷ء جبکہ مین کل رعیت سرکار انگریزی سے منحرف تھی اس وقت میرے والد غلام مرتضیٰ صاحب نے بڑی خیر خواہی اور ہمدردی سے سرکار کی مدد کی پھر اب روحانی طور پر بھی ہم سے کوئی دقیقہ خیر خواہی اور ہمدردی کا فرو گذاشت نہین ہوا لاکھ ہا روپیہ صرف کر کے ہم نے جہاد کے خیالات کو لوگون کے دلون سے محو کرنیکی کوشش کی ہے اور نہ صرف ہندوستان مین بلکہ غیر ممالک مین بھی ہماری اس کوشش کے نمونہ موجود ہین حتی کہ اسی لئے ہم کافر ٹھہرائے گئے کیا یہ تھوڑی سی بات ہے اگر انصاف اور غور ہو تو ہمارے سلسلہ پر کسی قسم کی بدظنی کرنا سچائی کا خون کرنا ہے ہماری اس خدمت کا سلسلہ چالیس پچاس برس سے برابر جاری ہے اور کسی قسم کا قصور مطلق نہین ہوا غور کرنی اور شے ہے مگر واقعات سے جو امر ثابت ہے وہ جھوٹ نہین ہو سکتا وہ حق ہے۔

بوقت شب

محمد ابراہیم خان صاحب کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے آپ نے حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا اور دوران گفتگو مین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جامع تقریر فرمائی جو کہ ذیل مین درج کی جاتی ہے چونکہ خاکسار ایڈیٹر چند منٹ دیر سے پہونچا تھا اس لئے جہان سے سلسلہ تقریر کا قلمبند ہو سکا وہین سے شروع ہے روانی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دجالی زمانہ کے فتن کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ (ایڈیٹر)

غلط اعتقادون کو جگہ دی گئی ہے۔ عیسائیون کو دیکھو کہ پہلے کیسے چپ چاپ تھے اگرچہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے تھے مگر مذہبی زہر پھیلانے مین جو حالت ان کی اب ہے وہ نہ تھی اور آج جیسے ایک مسال پہلی تلاش کرو تو ایک سو کتب بھی ان کی ایسی نہ ملین گی جو دین اسلام مین یہان شائع ہوئی ہون لیکن اس وقت اگر ایسی کتابون کو جمع کیا جاوے تو ان کا ایک پہاڑ بنتا ہے اور بعض دفعہ ایک ہی بار لاکھ لاکھ کتب چھاپ کر ان لوگون نے مفت شائع کی ہین۔ ایک عاجز انسان کو تو خدا بنایا ہے اور ایک ایسے نبی اور برگزیدہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو گالیان دیتے ہین جو اس وقت مبعوث ہوا جب کہ دنیا سچائی سے اور فسق و فجور سے بھری ہوئی تھی اس نے آکر اپنے پاک اور روحانی تاثیرات سے صاف کیا اور نئے سر سے ایک تازی اور نئی زندگی دنیا کو بخشی تو لا دیکھو اور غور کرو کہ اس سے پیشتر ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر دنیا مین گزرے ہین لیکن اس قدر گالیان ان کو نہین دی جاتین اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ نصاریٰ کے اعتقاد کا تو یہ حال ہے اب عملی حالت کی طرف نظر کرو کہ کنجریون سے بدتر ہین عفت وغیرہ کا نام و نشان نہین۔ شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے کھلی زناکاری کتون اور کتیون کی طرح ہو رہی ہے اگر کفارہ کے اثر کا پورا نقشہ دیکھنا ہو تو یورپ کے ملکون کی سیر کی جاوے اور دیکھا جاوے .... کہ کفارہ کی کیا کیا برکات

کا نیا جنون اور انتہا ذلالت بنا ئیں کوشش اگر روس کرے تو جرمنی اس معاملہ مین اسکو پوری مدد دیگا .... رہی اور دار السلطنت روس مین اسپر علانیہ گفتگو ہو رہی ہے اور روسی بدل اس کے خواہان ہین
خبر ہے کہ روس نے انگلستان کو مطلع کیا تھا کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر اپنی بے تعلقی کا اعلان کرو، انگلستان نے مطلوبہ میعاد کو اندر ہی مطلوبہ اعلان کر دیا ہے روس فرنچ اخبارات کو لگاتار بطور رشوت روپیہ

دارالامان کی خبرین

مقدمات ۲۲ تاریخ کو چیف کورٹ مین پیشی تھی ہماری طرف سے مسٹر آربتھل بیرسٹر نے وجوہات انتقال عدالت مین پیش کئے لیکن چیف کورٹ نے ان کو ناکافی جان کر درخواست کو نامنظور کیا ✤

۲۳ تاریخ کو مقدمہ شیخ یعقوب علی صاحب بنام کرم الدین و فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم پیش ہوا فریقین کے وکلاء کی بحث ہوئی اور ۲۷ تاریخ فروری مقرر کی گئی ✤

۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو مقدمہ مولوی کرم دین بنام حضرۃ اقدس ع و حکیم فضلدین صاحب پیش ہوا حضرۃ اقدس ع بوجہ علالت طبع بسرٹیفکٹ سول سرجن ضلع گورداسپور تشریف نہ لے گئے خواجہ کمال الدین صاحب نے حکیم فضلدین صاحب کی جانب سے تقریر کا ایک حصہ آج ختم کیا۔ حضرت اقدس ع کی طرف سے مسٹر گارمن بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور سے آئے تھے ان کی تقریر اور نیز خواجہ صاحب کی تقریر کے لئے کل کا دن مقرر ہوا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تحریری بیان شامل ہونے کے لئے پیش عدالت ہوا۔ فریق ثانی نے عذر کیا آخر بیرسٹر صاحب کی تقریر پر عدالت نے اُسے زیر غور رکھا ہے۔ ۲۵ فروری کو اول مقدمہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب بنام مولوی کرم الدین وایڈیٹر سراج الاخبار پیش ہوا۔ مولوی کرم دین نے کہا کہ اس سے پیشتر جو تقریر ہوئی ہے وہ ایڈیٹر سراج الاخبار کی طرف سے تھی اپنی وکالت مین خود کرتا ہون بحث کے بعد عدالت نے اجازت دی۔ تقریر ہوئی اور خواجہ کمال الدین صاحب نے استغاثہ کی طرف سے اس کا جواب دیا اور اسی مین ۴ بجگئے۔ عدالت نے تجویز کیا کہ ۲۶ تاریخ کو دوسرا مقدمہ رکھا جاوے۔ مگر ۲۶ کو عید ہونے کی وجہ سے ۲۹ تاریخ تجویز ہوئی...... کہ بیرسٹر صاحب نے اُٹھکر اپنی علالت طبع اور نیز ایک عمل جراحی کی ضرورت کو پیش کیا آخر کار ۸ مارچ کل مقدمات کے لئے قرار پائی ✤

آرین اخبار اور جلسہ

قادیان کی آریہ سماج کا ارادہ ہے کہ ایک ہفتہ وار ساہک پرچہ ہفتہ وار قادیان سے جاری کیا جاوے اس کا نوٹس یکم مارچ کو ہردوار کے گروکل جلسہ مین کثرت سے تقسیم ہوگا یکم اپریل کو قادیان آریہ سماج کا سالانہ جلسہ قادیان مین ہوگا اور غالبًا یکم مئی سے اس پرچہ کا اجرا ہوگا قادیانی احمدی اخبارون کو اس کے اجرا سے بہت خوشی ہے امید ہے احمدی اخبارات کے ذریعہ سے اس پرچہ کا وجود ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا

عید الضحیٰ اور روئت چاند

قادیان مین مورخہ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو عید ہوئی روئت چاند کی نسبت اختلاف تھا۔ کثیر گروہ اس طرف تھا کہ چاند ۱۹ فروری کو روز جمعہ دیکھا گیا اور صرف معدودے چند اشخاص کی گواہی تھی کہ ہم نے جمعرات کو ۱۸ فروری کو دیکھا ہے آخر اعلیحضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو شہادتین روئت چاند کی لیکر حکم صادر فرمایا کہ عید بروز شنبہ ہوگی۔ لاہور۔ امرتسر۔ وغیرہ بلاد اور نیز قادیان کے نواح مین یہ خبر جلد پہونچا دینی چاہیئے تاکہ جو لوگ شمولیت پسند کرتے ہین وہ شامل ہوسکین اور وہ نہ ہو کہ ہم یہان ہفتہ کو عید کرلین اور وہ اتوار کو اگر دونون طرف سے محروم رہین ✤ روئت پر یقین کے متعلق آپ نے فرمایا کہ مثبت کا اعتبار نفی کرنے والے سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ تو ایک علم پر بات کرتا ہے اختلاف امتی رحمۃ کے یہ معنے بھی ہین کہ اس سے کسی کو فائدہ پہونچ رہتا ہے۔ اسلام کے کیسے صاف اور سیدھے اصول ہین کہ جنتری وغیرہ پر مدار بالکل نہین رکھا بلکہ روئت پر رکھا ہے ✤

احمدی شعرا کی خدمت مین ضروری التماس

البدر مین مندرجہ تقریرون سے معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رض کی استقامت اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار بطور نمونہ جماعت کے لئے پیش کرتے ہین اور واقعی ہین یہ واقعہ ایک بڑی تاریخی یادگار دنیا کی ہے اور اس قابل ہے کہ بچے بچے کی زبان پر اس کا تذکرہ ہو اس خیال سے ...... مین اپنے احمدی بہادرون سے جو کہ شعر گوئی کے فن مین بزبان فارسی یا اردو یا پنجابی مہارت رکھتے ہین ملتمس ہون کہ ان مین سے ہر ایک صاحب اپنی اپنی جگہ ان واقعات شہادت کو منظوم فرماوین اور اپنی اپنی نظم دفتر البدر مین قادیان ارسال کردیوین یہان پر ہر ایک زبان کی نظم کا انتخاب کرکے جو نسی نظم علیحدہ علیحدہ زبانون مین اپنی جگہ اکمل اور شستہ ہوگی اُسے کتاب کی شکل مین چھاپا جاوے گا اور امید ہے کہ مقبول نظم کے مصنف کی کچھ مالی خدمت بھی کی جاوے گی ✤

(محمد افضل)

افغانستان سے وحشتناک خبر

تا دل مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

کابل مین جس خانہ جنگی کے آثار معتبر ذرائع اور نیز اخبارات سے نظر آرہے ہین وہ موجودہ صورت سلطنت کے لئے بہت خطرناک معلوم ہوتے ہین اور ان کی بنیاد اس طرح سے پڑی ہے کہ امیر عبد الرحمٰن خان مرحوم والئ کابل کی ایک چاہتی بیوی جو کہ رئیس زادی تھی ہے بنام بی بی حلیمہ کسی خاندانی نزاع کی وجہ سے اپنے بیٹے عمر اجان کے نظر بندی گئی ہے۔ امیر حبیب اللہ خان نے پہلا کام یہ کیا کہ سردار عمر اجان کو بڑی کارکنون سے علیحدہ کرکے ہر ایک کو اس کی رخصت مین بھیجدیا ہے پھر اس کے بعد عمر اجان کو کابل کی گورنری سے شفاسی محمد سرور خان کے ذریعہ جو امیر کا خسر اور اس کے نہایت جان نثارون مین سے ہے الگ کیا گیا۔ ان کارروائیون نے کابل کی سرزمین مین ایک جوش پیدا کر دیا ہے اور اس جوش کے بڑھنے کے اور بھی اسباب پیدا ہوگئے ہین کیونکہ بی بی حلیمہ نے اس رقم کے لینے سے انکار کردیا ہے جو اس کے خانگی اخراجات کے لئے مقرر تھی اور ایک دفعہ بھی ایسا ہوا ہے جب سے امیر حبیب اللہ خان کا قصہ شروع ہوا ہے اور معاملات زیادہ پیچیدہ ہوگئے ہین وہ یہ ہے کہ عمرا جان نے داروغہ اسپان کو حکم دیا کہ اس کے والد امیر مرحوم کا سب سے عزیز گھوڑا لاوے داروغہ نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اس پر اسے بلا کر جواب طلب کیا گیا اور ملازمون نے اسقدر مارا کہ وہ مرگیا اس پر امیر نے عمرا جان اور اس کی والدہ بی بی حلیمہ کو اپنے اپنے مکان مین نظر بند رہنے کا حکم دیا ہے اور اب وہ عملی طور پر شاہی قیدی ہین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیر نے بڑے بڑے ملاؤن کو کہا ہے کہ ان معاملات کا فیصلہ کرین اور اپنی خواہش ظاہر کی ہے کہ کسی طرح صلح ہو جاوے مگر جہانتک ہمارا خیال ہے اس جھگڑے کا رفع ہونا اب مشکل نظر آتا ہے ممکن اور قرین قیاس ہے کہ شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کا خون اپنا انتقام کے لئے جوش مین آرہا ہو ✤

درس قرآن سے نکات

الحمدللہ کہ جیسے ان دنون مین موسم بہار آرہا ہے اور برودت کا دور ختم ہو رہا ہے۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کی فضل کی ہوا قادیان کے رہنے والون کے قلب اور روح پر بہار کا رنگ چڑھانے کے لئے اسطرح آمادہ ہوئی ہے کہ درس قرآن جو کہ ایک عرصہ سے بوجہ علالت طبع حضرۃ حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب التوا مین آگیا تھا اب پھر شروع ہو گیا ہے جس قسم کے علوم اور وعظ و پند کی تعلیم اس درس سے ہمین حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس پر عملدرآمد کی توفیق عطا کرے۔

جب سے درس قرآن کا سلسلہ بند ہوا تھا کثر احباب کے خط تقاضائے سے بھرے ہوئے آتے تھے کہ درس قرآن ضرور درج ہوا کرے سو اب اگر خدا تعالیٰ نے اس عاجز کی دستگیری کی تو وہ تمام شکایات رفع ہو جاوینگی لیکن ایک درخواست میری ناظرین سے ضرور ہے کہ جس چشمۂ فیض یعنی حکیم نورالدین صاحب سے ان کے معرفت کے پیاسے دل سیراب ہوتے ہین چاہیئے کہ اس کے جاری رکھنے کے لئے ان کی صحت اور ترقی درجات و انعامات الٰہی کے لئے ضرور دعا کریں کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ آپ کی طبیعت اب بھی گاہے گاہے علیل ہو جاتی ہے۔

سردست درس قرآن کے نکات سے اس کا آغاز کیا جاتا ہے اور اس مین یہ امر انشاءاللہ ملحوظ رہیگا کہ جو جو باتین تفسیر یا معانی کے متعلق اس سے پیشتر البدر مین زیر عنوان درس قرآن درج ہو چکے ہین یا شیخ یعقوب علی صاحب کی مرتبہ تفسیر مین آچکے ہین وہ دوبارہ درج نہ ہون اور درس قرآن پھر ابتدا یعنی سورہ فاتحہ سے شروع ہوا ہے خدا تعالیٰ ہمارے مخدوم حکیم صاحب کو تندرستی عطا فرما دے اور اس کے انعامات اور برکات آپ پر زیادہ ہون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سورہ فاتحہ

جس حال مین یہ سورہ شریف ایسی ضروری ہے کہ ۲۴ گھنٹون مین معہ نوافل کے ۶۰ بار یا اس سے زیادہ ۸۰ بار پڑھی جاتی ہے تو ہر ایک مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس کے معنے غور سے سمجھیں جاوین۔ ایک راستباز محب قرآن لکھتا ہے کہ مینے اپنی عمر بھر مین جتنی بار سورہ فاتحہ پڑھی ہے ہر بار مجھ پر اس کے نئے معانی کھلتے رہین۔ اب سوچ لو کہ جب ایکدن رات مین ۸۰ بار پڑھی جاوے تو عمر بھر مین اس نے کتنی دفعہ پڑھی ہو گی اور کس قدر معانی اس پر کھلین ہون گے پس اس پر غور اور توجہ کی بہت ضرورۃ ہے

اسماء الٰہی پر نادان اعتراض کرتے ہین

اگر کوئی شخص اسلام مین کوئی ایسا اسم الٰہی بتلا وے جس سے ذات باری کی بے ادبی یا اس مین کمی یعنی نقص پایا جاوے تو وہ جھوٹا ہے اسلام مین کوئی نام ذاتی یا صفاتی اللہ تعالیٰ کا ایسا نہین ہے۔

الحمدللہ پر مین نے بہت غور کی ہے اور کل مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھا ہے کہ کیا اس طرح کی صفت کسی دوسرے مذہب نے بھی خدا تعالیٰ کی کی ہے لیکن اس مین کوئی دوسرا مذہب **اسلام** سے نہین ملتا۔ اور خود اہل اسلام مین سوائے سنیون (فرقہ اہل سنت والجماعت) کے اور کوئی دوسرا فرقہ اس حقیقت کو پا نہین سکتا عیسائیون سے جب کبھی گفتگو کا موقعہ ہوتا ہے اور تثلیث کی نسبت اُن سے پوچھا گیا تو آخر ہار کر یہ جواب دیتے ہین کہ دلیل کوئی نہین اس وقت الحمدللہ میرے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ ہماری پاک مذہب اسلام کا کوئی مسئلہ کسی قسم کا ایسا نہین ہے کہ جس کے لئے ظاہر دلیل ہوا ور حق اور حکمت سے بھرا ہوا نہ ہو۔ ایسا ہی ایک بت پرست سے سوال کرو وہ بھی اس بات کا جواب دینے سے عاجز ہے کہ جس کے آگے تم فریاد کرتے ہو اور دعا کرتے ہو کیا وہ سنتا اور دیکھتا اور قادر ہے اس وقت بھی الحمدللہ نکلتا ہے کہ جس خدا کی ہم پرستش کرتے ہین وہ کیسا قادر علیم اور حکیم ہے۔ ایک زانی بدکار کو بھی دیکھکر الحمدللہ یاد آتا ہے کہ اس مولا کریم نے کیسے کیسے پاکیزہ احکام ہمین دئے ہین کہ جنپر عملدرآمد کرنے سے ہم گندے اور خبیث امراض آتشک سوزاک وغیرہ وغیرہ سے محفوظ رہتے ہین

مذاہب باطلہ کا سہ حرفی رد

قرآن شریف کا خاصہ ہے کہ ہر ایک باطل مذہب کا رد سہ حرفی لفظ سے کرتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شیعہ کی اور میری بحث ہوئی مین نے کہا سورہ اذا جاء نصر اللہ تو آپ کے نزدیک محرف و مبدل نہین ہے اس نے کہا نہین تب اُسے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کہ تو نے کتنے افواج لوگون کو اللہ تعالیٰ کے دین مین داخل ہوتے دیکھ لیا۔ پس جس حالت مین آپ کے نزدیک سوائے ۳ اشخاص کے اور کوئی بھی مومن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا تو اسلام مین فوج در فوج کیسے داخل ہو گئے کیا وہ فوجین مسلمانون کی تھین یا منافقون کی اور اسطرح سے پھر یہہ خدا کا کلام خلاف واقعہ اور جھوٹا ٹھہرتا ہے اس کا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ فوج ایک ایسا لفظ ہے جس مین صرف تین حرف ہین پھر یہ قصہ ایکدفعہ مینے حضرۃ صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ایکدفعہ میری بھی ایک شیعہ استاد سے بحث ہوئی مین نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو مجھ سورہ فاتحہ مین سے الحمدللہ بتلایا گیا اس کی تفہیم یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ رسالت ۲۳ سال مین جسقدر لوگ ایمان لائے وہ سوائے تین کے اہل شیعہ کے اعتقاد کے بموجب تو منافق تھے تو اسطرح گویا رسول صلعم کے گھر مین۔ اندر۔ باہر۔ مجلس۔ مسجد۔ بازار وغیرہ مین ہر جگہ آپکے گرد منافقین کا گروہ ہوا مقتدی بھی سب کے سب فاسق منافق ہوئے تو ایسی صورت مین **الحمدللہ** کہنے کا موقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کب حاصل ہوا۔ پھر کیا آپ اسی بات پر خدا تعالیٰ کی **حمد** کیا کرتے تھے کہ میرے ارد گرد اندر باہر نماز وغیرہ مین ہر جگہ بہت سے منافق اور فاسق ہین اور میری کوششون کا یہی نتیجہ ہے ایسی صورت مین تو چاہیئے تھا کہ قرآن شریف کی ابتدا **لاحول** سے ہوتی نہ کہ **حمد** سے۔ حمد مین بھی تین ہی حرف ہین۔

عالم۔ وہ شئے جس کے ذریعے سے صانع کو شناخت کر سکیں۔

مالک۔ اس کے معنے عدالت کرنیوالے کے لوگ کیا کرتے ہین یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ اگر خدا مدعی ہے اور مخلوق مدعا علیہ ہے تو عادل ایک تیسرا وجود چاہیئے اس لئے مالک کے معنے یہان مملوک کی تربیت کرنیوالے کے ہین۔ اگر وہ سزا دیتا ہے تو وہ پوشیدہ نہین ہے اور نہ اس کے وجوہ پوشیدہ اور اگر انعام کرتا ہے تو وہ اور اس کے وجوہ بھی مخفی نہین ہوتے غرض اس کی جزا و سزا مالکانہ حیثیت سے ہوتی ہے

الدین ۔ جزا و سزا یہ ہر وقت دنیا مین جاری ہے نیک اپنی نیکی کا انعام اور بد اپنی بدی کی سزا برابر پا رہا ہے اور اسکا ثمرہ قیامت مین مرتب ہوگا۔

مکہ کی طرف منہ کرنے کی وجہ

ایک شخص نے اعتراض کیا کہ مکہ کی طرف منہ کس لئے کیا جاتا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ اس کی وجہ ایاک نعبد وایاک نستعین مین بتلائی ہے کہ یہ حکم

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب اور ادویہ کی فہرست

طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہو رہا ہے اور جس کے دریافت ہو جانے سے یسوعی معجزات کی کلا ہر ایک مذہب و ملت حتیٰ کہ ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دیدی ہے اور جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے امراض کا علاج ہو جاتا ہے اس کا برمحل اور ٹھیک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہے جو ہدایات اس مین درج ہین ان پر مشق کرنے سے انسان صحت بنیت قائم رکھکر اپنی وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہے اور خیالات مین یکسوئی اور ان کے ضبط کرنیکی عادت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عام طور پر اس کتاب کے لکھنے والے تو وہ مبالغے کئے ہین کہ آسمان و زمین کے قلابے ملا دئے ہین اور اس کو مشاق کو گویا خدائی کی کل کا چلانے والا قرار دیدیا ہوتا ہے لیکن ہماری نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الٰہی کا نیک یا بد استعمال کرکے ثواب یا عذاب کماتا ہے ۔ جیسے خدا کے ارادے سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہے ویسے ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک دل محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط و کتابت کرین ۔ قیمت عہ

شہادۃ آسمانی حصہ اول و دوم ۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین لکھی تھی اس کے اور دیگر معترضین کے اعتراضون کے جواب اس مین دئے گئے ہین ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہے اور مسئلہ جہاد ۔ اور خر دجال یا جوج ماجوج تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ ۱ر

سر مکتوم ۔ یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا ثابت کیا ہے اور نیز کم حرمت لکم پر لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ جن مردون کے زندہ ہونے کا ذکر انجیل مین ہے خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵ر

رویائے صالحہ اس مین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت ۔ محمد حسین بٹالوی کے کفرنامہ کا اظہار کرنے کا اور حضرت مسیح موعود کا ثبوت صحف سابقہ سے ۔ قیمت ۲ر

اعجاز احمدی ۳۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہین اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہوتا ہے قیمت ۱ر

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب احمدی ساکن لاہور کی نظم جو کہ اپنے اردو زبان مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہے قیمت ار محصولڈاک بذمہ خریدار

عاقبۃ المکذبین لودیانہ کی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان ۔ بیعت کردس شہادتین حضرت مسیح کی وفات و حیات پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ار محصولڈاک بذمہ خریدار

اسلام اور اس کا بانی یعنی ٹامس کارلائل صاحب جو مالعروف بہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی

صیانۃ الناس ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل عربی قیمت ا ر

الہامی دعا ۔ ربک کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت ، ر محصولڈاک بذمہ خریدار

کامل پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے ضلع گوجرات قیمت ۔ر ایضاً

نظم برائے مستورات بطرز کامل مصنفہ " " "

روشنائی احمدیہ ساختہ مرزا عبدالکریم تاجر مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ارزان نرخ اوسط قسم تاجران کو

سر الشہادتین ۔ اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ من و عن آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف مین موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہین ان کی تفصیل دی گئی ہے مصنفہ فاضل

مجرب ادویہ

حب دافع دائمی قبض اس کے استعمال سے صرف عارضی طور پر قبض کشائی نہین ہوتی بلکہ اندرونی قوی مین جو نقص باعث مرض ہوتا ہے اس سے رفع ہو کر آئندہ تازہ قوت قوی کو فضلہ کا اخراج کے قابل ہوتی ہے قیمت عمر

اکسیر شکم خوش ذائقہ دوا اکثر امراض معدہ کے لئے شفا کا حکم رکھتی ہے قیمت عہ

علاج نکسیر بشرطیکہ ناک کو اندر زخم نہ ہو اور دماغ سے خون آتا ہو تو ضرور آرام ہو جاتا ہے کہ کہانی اور ناک مین طولانی کی دوا قیمت عہ

حب جدید برائے بخارون اور ابتدائی دق اور کہانسی وغیرہ کا علاج جس کا تجربہ خود قادیان مین بھی ہو چکا ہے

روغن نہرہ پن بشرطیکہ مادر زاد بہرہ نہ ہو اکثرون پر تجربہ ہوا کہ آرام ہو گیا ہے قیمت فی شیشی عہ

درد سر کی گولی ہر ایک قسم کے درد کو اس سے فوراً آرام ہو جاتا ہے اعصاب کو طاقت ملتی ہے ۱۶۰ گولی عہ

سرمہ زنگاری اعلیٰ درجہ مقوی بصر ۔ دھند بخار آشوب چشم پانی بہنا وغیرہ دیگر امراض چشم کا نادر علاج اعلیٰ درجہ کے اطبا کا خاندانی نسخہ فی تولہ ۱ر

مصفی خون گولیان خالص عشبہ کے جوہر اور چوب چینی کی بنی ہوئی ہین ۔ ۴۰ گولی عہ

سلائی گکرہ جسے ہندوستانی زبان مین روہی کہتے ہین خواہ پرانے ہون اس کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے فی سلائی

مذکورہ بالا اشتہار کے حوالہ سے ہر قسم کی درخواست بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور کے نام آنی چاہیے

تفسیر القرآن بالقرآن یہ ایک بےنظیر تفسیر ہے جسکو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرمایا بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر زمان عم اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو اصف سے زیادہ سنادی تھی جن حضرت الزمان نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے ۔ نہایت عمدہ بےنظیر زبان ہے ۔ قرآنی نکات خوب بیان کئے ہین دلون پر اثر کرنیوالی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا مولوی نورالدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی ہے اب فضل باری سے چھپکر تیار ہو چکی ہے خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت ۔ ر کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ روانہ کی جاتی ہے بلا جلد ے ر مجلد ہے پارہ الم کی قیمت ۶ پارہ عم ۲ر ۱ر المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال تمام درخواستین مشتہر کے نام آنی چاہئے نہ کہ دفتر البدر مین

بنارسی مال ہر قسم کا مردانہ و زنانہ مثل لٹو دوپٹے اور گلبدن ۔ غلطان ہر قسم اگر خریدنا ہو تو مشتہر سے خریدا جاوے اصل اخراجات پر صرف ۲ر منافع لیا جاویگا اور مال بہت عمدہ خالص نہایت دیانتداری سے ارسال کیا جاویگا ۔ المشتہر سید عزیز الرحمن محلہ شالو متصل کتاب گھر کوہ منصوری

مطبع انوار الاسلام قادیان مین ہر قسم کی اردو عربی فارسی چھپائی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے ۔

نیو فیشن کے سٹ ۔ ناظرین ہمارے یہان بیناکاری کوفت گری کا کام کوٹ قمیص کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہین جن کے اوپر نام سنہری و چاندی اور بیل بوٹا ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان مین لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہو کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہین اور یہ عمر بھر مین ایک دفعہ کافی ہین ۔ **نمبر ۱** ۔ بٹن سٹ نام بھی سنہری کام بھی سنہری قیمت ۱۲ر **نمبر ۲** ۔ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندی کا قیمت **نمبر ۳** ۔ بٹن سٹ نام بھی چاندی کا اور کام بھی چاندی کا قیمت ۶ر **نمبر ۴** ۔ انگشتری بیل بوٹا چاندی کا قیمت ۲ر خط آنے پر بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتا ہے ۔ پتہ ۔ ایس جی ایم کمپنی گوجرات پنجاب

عطر عمدہ ہر قسم کا ادہ تیل خوشبودار ہر قسم کا میوہ ہر قسم کا ۔ دوائی یونانی و انگریزی و مصری ٹیکہ لنگی ہر قسم و ہر رنگ کے ۔ رومال و سوسی ہر قسم و ہر رنگ ۔ بنیان ۔ جراب ہر طرح کی دیسی و انگریزی سوتی و اونی ۔ کلاہ و ٹوپی ہر قسم کی سادی و کامدار ہر رنگ کی ۔ گیس لیمپ ۔ کمربند ۔ سواران و سپاہیان و پیادہ ہر طرح کے ۔ جوتے خورد و کلان سادہ و کامدار اور بوٹ و گرگابی اور فلٹ و دیسی و انگریزی اور پنجابی و لدھیانہ و ہندوستانی وغیرہ ۔ برتن مرادآبادی گلوبند ہر قسم کے خورد و کلان ۔ قینچی مردانہ و زنانہ لکڑی کی اور سنگ کی ہر قسم ۔ قفل آہنی و پیتل کے ہر قسم خورد و کلان ۔ لوٹے ہر قسم کے ۔ ڈرانی ہر قسم کی ۔ قینچی دیسی و ولایتی ہر قسم کی ۔ چاقو دیسی و ولایتی ہر قسم کے ۔ المشتہر حافظ نور احمد ایند کو تاجر پیٹھ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

انوار الاسلام پریس قادیان مین محمد افضل و معراج الدین چند پرائیٹران کے اہتمام سے چھپا

نمبر | ہر انگریزی ماہ کی ۱ - ۸ - ۱۶ - ۲۴ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداروں کو اطلاع ہم احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اس کی بروقت اشاعت اور سائز اور سٹاف کی تکمیل اور زندگی کے لئے ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۔ ۵ تک ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جب کہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سٹاف ناکمل ہے اور کارخانہ کیلئے اجارۃ کا زیر بار ہے اگر کبھی وقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوت اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ اس کی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد کو پورا کر کے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ دار بناویں اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانت داری سے بجا لاویں

وہ الفاظ جنمیں حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہیں

ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ تین بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین ۔ پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں

فتویٰ ممانعت جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
کر دیگا ختم آ کے وہ دین کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دین میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولا سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہو کر

اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجیئے
ایسا گماں کہ مہدئ خونی بھی آئیگا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
تھوڑے نہیں نشان جو دکھلائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جنکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

نوٹ یہ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان ۱۲ و ۲۰ جنوری ۱۸۸۹ کو دیا تھا نومبر ۱۹۰۳ تک اسکو چودہ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنے پورے معنوں کیساتھ اس جلد سوم سے آپ کی یادگار ہیں جو کہ آپ کی فتح اور نصرۃ کا زمانہ ہے قادیان سے

مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے اعلان

مدرسہ تعلیم الاسلام سے امتحان مڈل مین امسال بارہ ۱۲ طالب علم بھیجے گئے تھے۔ جن مین سے نو بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہین۔ اگرچہ اس سال بسبب کثرت بارش اور بیماری اور بعض دیگر وجوہات کے مدرسہ بہت عرصہ تک بند رہا۔ اور تعلیم کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو سکا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نتیجہ بہت عمدہ رہا ہے۔ سال گذشتہ مین اس مدرسہ سے چھہ طالب علم امتحان مڈل مین بھیجے گئے تھے اور چھہ ہی پاس ہو گئے۔ امسال پاس ہونے والون کے نام مفصلہ ذیل ہین

۱	مرزا عزیز احمد ولد خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب - ای - اے - سی
۲	عبد الغفار خان احمدی ولد خانصاحب انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد
۳	اقبال علی غنی احمدی - برادر فیض علی صاحب صابر
۴	سمیع اللہ خان احمدی - ساکن فیض اللہ چک
۵	راجہ محمد اسحق احمدی ہمشیرہ زادہ مرزا خدا بخش صاحب
۶	عبد الحق ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ اشتہار - امرتسر
۷	عبد العزیز احمدی ساکن فیض اللہ چک
۸	قاضی عبد اللہ احمدی - ساکن ضلع گورداسپور
۹	عبد الغنی ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلارک محکمہ اشتہار امرتسر

جماعت چہارم ہائی ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو کھولی جاویگی

تمام طلباء کو چاہئیے۔ کہ حتی الوسع تاریخ مقررہ پر پہنچ جاوین۔ تاکہ کسی کی پڑھائی مین حرج نہ ہو جو طلباء غیر مدارس سے یہان آنا چاہین۔ ان کو لئے ضروری ہے۔ کہ مدرسہ سے پہلے اپنا ڈسچارج سارٹیفکیٹ ساتھ لیکر آوین۔ کیونکہ یہہ مدرسہ صاحب انسپکٹر محکمہ تعلیم کے معائنہ اور ملاحظہ کیلئے کھولا جاچکا ہے اسواسطے انٹر سکول رولس یعنی قواعد باہمی معاہدہ درمیان مدارس پنجاب زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کی ضروری ہے سب انسپکٹر بہادر مدارس نے اس مدرسہ کے متعلق ہو

مفت اخبار

اخویم سید غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک افریقہ کی طرف جسقدر رقم مفت یا نصف قیمت پر اخبار کی اجرا کے لئے وصول ہوئی تھی۔ وہ ۲۰ تاریخ تک پوری ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد جسقدر درخواستین مفت یا نصف قیمت کی دفتر مین آئی ہین۔ اُنپر سردست عمل درآمد نہین ہو سکتا۔ اب صرف عقیقہ کے دس خریداروں کی گنجائش ہے۔ جو ہم نے اپنی دوست رحمت علی صاحب کی روح کو ثواب پہنچانیکی غرض سے تجویز کئے ہین۔ لہذا اس کے متعلق درخواستین آنی چاہئین

توسیع اشاعت

البدر کی توسیع اشاعت کے لئے ایک حصہ کالم کا اسوقت تک کھولاجاتا ہے جب تک کہ اسکی تعداد بفضل خدا ایک ہزار سے اُوپر ہو جاوے۔ ذیل مین اُن احباب کا خصوصیت سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہون نے نومبر ۱۹۰۳ء سے لیکر اب تک اسکی اشاعت مین سعی فرمائی اور خریدار پیدا کئے۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دیوے اگرچہ ہمارے بعض مخلصین اس امر کو ناگوار جانینگے۔ کہ جس حالت مین انہون نے اس خدمت کو دینی خدمت جانکر حسبۃ للہ ادا کیا ہے۔ تو ان کا کیون اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم صرف اس لئے اُن نامون کو درج کرتے ہین۔ کہ الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق ہو کر دوہرا ثواب ہر ایک کی نیت کے موافق ملے۔ اور آیندہ کیلئے بھی انشاء اللہ ہر ایک ہفتہ مین احباب کو یاد دہانی کیجاویگی اور قابل شکریہ یہ ہین۔

جناب سید صادق حسین صاحب مختار عدالت	اٹاوہ
جناب مستری نظام الدین صاحب معمار	افریقہ
جناب ممتاز علی خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ	افریقہ
جناب محمد علی خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ	افریقہ
جناب فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر	سہاوا
جناب عبد الغنی خانصاحب افسر فراشخانہ	پٹیالہ
جناب غلام محمد خانصاحب بی اے ہیڈ ماسٹر	بنون
جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ	مالیر کوٹلہ
جناب مرزا عبد الکریم صاحب تاجر	
جناب محمد نواب خانصاحب ثاقب	"
جناب ڈاکٹر الہی بخش صاحب	راولپنڈی
جناب منشی نذیر الدین صاحب بماہو	برہما
جناب چودہری مولا بخش صاحب	سیالکوٹ

قادیان مین ہولی

گذشتہ ہفتہ مین ہولی کا تیوہار قادیان مین بڑی دہوم دھام سے منایا گیا ہے۔ کئی دن تک بازار مین سہ پہر کے بعد کنچنی کا ناچ بھی ہوتا رہا ہے۔ ہمین یہ سنکر کمال افسوس ہوا۔ کہ قادیان کے سناتن دہرمی ہندو صاحبان نے چندہ جمع کر کے اس ناچ کا انتظام کیا ہے۔ افسوس کی وجہ یہ ہے۔ کہ سناتن دہرمیون کے برخلاف یہان ایک آریہ سماج ہے۔ جو کہ ہمیشہ چندی وغیرہ فراہم کر کے است امور کی اشاعت اور اُس کی تائید مین جلسے کرتی رہتی ہے۔ اور اس کے ممبر اکثر دوسرے بڑے مقامات کی آریہ سماجک جلسون مین بھی شامل ہوتے رہتے ہین۔ لیکن آج تک ان سناتن دہرمیون سے یہ تو نہ ہوا۔ کہ ایک سناتن دہرم سبھا بنا کر ہفتہ وار جلسہ کرتی اور اصلی حقیقت جو کچھہ اُن کے نزدیک ہے پیش کر کے آریون کو بخیال خویش راہ راست پر لانیکی کوشش کرتی۔ ہم نہین جانتے کہ ایک کنچری کے ناچ سے اُن کے دہرم کی کیا تائید ہو سکتی ہے۔ جس کیلئے چندہ کیا گیا خیر ہرچہ باد اباد۔ اب بہی اُن کو کوشش کرکے ایک سناتن دہرم سبھا قادیان مین قائم کرنی چاہئیے۔ اور پرچہ کا چندہ سے اگر ہفتہ وار نہ ہو تو ماہواری ایک رسالہ شائع کر کے اپنے دہرم کی خدمتگذاری کرنی چاہئیے۔ ہم اُمید کرتے ہین کہ یہان کی بعض ذی فہم سناتن دہرم لاہور کی سناتن دہرم سبھا سے خط و کتابت کر کے ضرور اس کا اہتمام کرینگے اور خود لاہور کی سناتن دہرم سبھا کے ممبرون کو بہی چاہئیے کہ وہ اپنے رسائل یا اخبار بہیج کر یہان کی بیڈ تک سناتن دہرم لوگون کو خواب غفلت سے بیدار کرین اور ناحق ان لوگون کو آریون کا شکار نہ ہونے دیوین۔

احمدی جماعت کیخدمت مین دعا کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مین عرصہ ایک سال سے ایک ہی امر کی فکر مین مبتلا ہون۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کوئی دن ایسا نہین گذرا جسمین اُس فکر کی وجہ سے میری جان گداز نہین ہوئی۔ چونکہ جماعت کی دعا مین برکت ہوتی ہے۔ اسلئے ملتمس ہون کہ ایک دن کی نماز مین سب بھائی میرے لئے دعا کرین فقط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار قاضی یار محمد احمدی۔ بی۔ او۔ ایل متعلم ایم۔ او۔ ایل کلاس اوری ئنٹل کالج لاہور

ملفوظات حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار البدر نمبر ۹ صفحہ ۱ کالم)

یہ تو بیرونی حالت کا ذکر ہے اب اندرونی حالت اسلام کی دیکھ لو کہ فیوض اور برکات کا سرچشمہ علماء ہوتے ہیں جنکے ذریعہ سے عام مخلوق ہدایت پاتی ہے ان کا یہ حال ہے کہ اگر غلطی کرتے ہوں اور ان کو بتلائی جاوے تو اس کا تسلیم کرنا اور چھوڑنا ان کے لئے سخت مشکل ہوا ہوا ہے۔ حالانکہ فاسق اور متقی میں یہی فرق ہوا کرتا ہے کہ متقی کو جب غلطی کا پتہ لگجاوے تو وہ اُسے فوراً ترک کر دیتا ہے، اور فاسق نہیں کرتا ہر ایک شخص یا قوم کی غلطیاں ایک حد تک معلوم ہو جاتی ہیں مگر ان کی غلطیوں اور جہالتوں کا کوئی انتہا نظر نہیں آتا ہے دعوے تو قرآن ۔ حدیث ۔ اور خدا پر ایمان کا ہے مگر ان کے آگے جب یہ پیش کیا جاوے اور کہا جاوے کہ غلطی چھوڑ دو تو ایکبات کا اثر نہیں ہوتا۔ بھلا بتلاؤ کہ ایک مومن کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اسکے آگے قرآن شریف پیش کیا جاوے احادیث پیش کی جاویں۔ نشانات پیش کئے جاویں۔ علاوہ اس کے عقل بھی کام کی شے ہے اس سے بھی نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے اس سے بھی سمجھایا جاوے مگر ان کو کسی سے فائدہ نہیں پہونچتا۔ مثنوی میں مولانا روم نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایکدفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھاگتے جاتے تھے کسی نے آواز دیکر پوچھا حضرۃ ایسے کیوں بھاگ رہے ہو فرمایا کہ جاہلوں سے بھاگ رہا ہوں اس نے کہا جس اسم اعظم کے ذریعہ سے معجزات دکھاتے ہو وہی ان پر بھی پڑھکر پھونک دو۔ کہا کئی مرتبہ پھونک چکا ہوں مگر ان پر اس کا بھی اثر نہیں ہے اسیطرح ان لوگوں میں جہالت کا یہاں تک اثر ہے کہ عقل حیران ہے۔ قرآن دانی وحدیث انی دعوے تو ہے مگر جب وہ پیش کئے جاویں تو ایسے .... انکار کرتے ہیں جیسے ہندو اور عیسائی۔ خود بھی کمبخت حق سے دور رہتے ہیں اور اور لوگوں کو بھی دور رکھتے ہیں

یہ ایسا زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مگر یہاں معاملہ برعکس ہے اور اب جب کہ کاروبار ہی منقلب ہوا ہے تو عذاب کی ضرورۃ ہے وہ تقویٰ جو آنحضرۃ صلعم کے وقت تھی اب اس کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا ایک بازار میں کھڑے ہو کر دیکھو جس قدر مخلوق نظر آوے گی دنیا کے لئے سرگردان ہو گی ہمارا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ تجارت وغیرہ ذرائع معاش کو ترک کر دیا جاوے اور نہ ہم ان باتوں سے کسیکو منع کرتے ہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ان سب کاموں کو خدا کی اطاعت اور اپنے دین کو محفوظ رکھنے کی نیت سے کیا جاوے۔ بیوی بچوں کی خدمتگذاری وغیرہ سب اسی نیت سے کیجاوے تو وہ دین ہی ہوتا ہے مگر آجکل یہ سب کام صرف دنیا کے لئے کئے جاتے ہیں خدا کے احکام کی تو پرواہ ہی نہیں ہے۔ اولاد کی خواہش اس لئے کیجاتی ہے کہ میرے باغات۔ زمین۔ اور املاک کا کوئی وارث ہو۔ اور کبھی پھر اس سے محروم بھی رہتے ہیں لیکن اگر واجعلنی للمتقین اماما کی نیت سے اولاد طلب کی جاوے تو خدا قادر ہے کہ زکریا کی طرح اُسے اولاد بھی دیوے۔ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جب ہم مرگئے تو پھر اس سے ہمیں کیا کہ شریک وارث ہو یا کوئی اور۔ غرضیکہ اب یہ اسلامی معرفت رہ گئی ہے حالانکہ خدا کا حکم کہیں ایسا نہیں ہے کہ تم اپنی املاک کی حفاظت کے لئے اولاد کی خواہش کرو۔

مومن جو کچھ طلب کرتا ہے اگرچہ وہ دنیا داروں کی حد تک ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ سب دین ہوتا ہے۔ خوراک اس لئے نہیں کھاتا کہ موٹا ہو بلکہ جیسے یکہ بان راستہ میں گھوڑے کو اس لئے نہاری دیتا ہے کہ منزل طے ہو اسیطرح یہ بھی نفس کو خدا کی اطاعت پر تقویت دینے کے لئے کھاتا ہے کیونکہ جیسے اوروں کا حق ہے ویسے نفس کا بھی ہے اگر اس کی رعایت نہ کی جاویگی تو مرجاویگا اور کام نہ دے سکیگا اسیطرح ہر ایک آسائش جو مومن کو مطلوب ہوتی ہے اس سے اصل مدعا یہی ہوتا ہے اور اس کا ہر ایک فعل خواہ جاہل کی نظر میں نکتہ چینی ہو لیکن خدا کے نزدیک عبادۃ میں داخل ہوتا ہے اور اس کے ان کاموں کا ثواب اُسے ویسا ہی ملتا ہے جیسے نماز کا ثواب۔ اگر روٹی اس لئے کھاؤ گے کہ کلوا کا حکم ہے اور پانی اس لئے پیوگے کہ اشربوا کا حکم ہے تو جو ثواب تم کو کھانے پینے کا ملیگا وہ دوسرے غافل آدمی کو نماز کا نہ ملیگا کیونکہ وہ خدا کے حکم سے اور اس کی منشا کے مطابق نماز نہیں پڑھتا اسی لئے خدا نے ایسے نمازیوں پر ویل کا لفظ بولا ہے فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔

کل اوامر کے بجالانیکا ثواب ملتا ہے جس قدر کاموں کو خدا کے حکم سے اور اُن کے موافق کریگا ان سب کا اجر پاویگا (اس لئے چاہیے کہ ہر ایک کام کرنے سے پہلے ہم دیکھ لیویں کہ اس کام کے کرنے کا حکم خدا تعالیٰ کی پاک کتاب میں ہے کہ نہیں اس لئے قرآن شریف پر وسیع نظر کی ضرورۃ ہے نیز اس کی کہ اس کے معانی انسان کو علم ہوا اور یہ کثرۃ تلاوۃ اور غور اور تدبر کرکے حاصل ہوتا ہے یا نیکوں کی صحبت اختیار کرنے سے خدا تعالیٰ سمجھا دے آپ کو اس کی توفیق عطا کرے اور ان اوامر کے بجالانے میں آسانی ہو (ایڈیٹر) ورنہ باقی امور پر جو ریا وغیرہ کے لئے کئے جاتے ہیں اگرچہ بظاہر اُن کی صورت اوامر کے مطابق ہوتی ہے عذاب اور ویل ہیں

اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری ۔ عجب ۔ خود بینی تکبر ۔ نخوت ۔ رعونت وغیرہ صفات رذیلہ تو ترقی کر گئے ہیں اور مخلصین لہ الدین وغیرہ صفات حسنہ جیسے وہ آسمان پر اُٹھ گئے ہیں توکل ۔ تفویض وغیرہ سب کا لعدم ہیں ۔ اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخمریزی ہو وہ تخلیں ومیت ہے اب اس بلے کئی مہینے جا ہرکرد تر ہیں ایک طرف ایک ذقیت مامور کو ارسال کیا ہے ایک طرف اتمام حجت ہوگئی ہے اب وہ زمانہ جاہل سکھون کا نہیں ہے ایک طرف آسمان نشانوں سے اتمام حجت کر رہا ہے جیسے کہ ہم نے مزمول مسیح ابن ان کی ایک فہرست دی ہے تبلیغات کا سلسلہ بھی جاری ہے کہ طاعون شروع ہے جو ان لوگوں کے آبا و اجداد نے بھی نہ دیکھی تھی لیکن ابھی تک توجہ نہیں ہے تاہم خدا کا بڑا فضل ہے کہ بعض سعید لوگ بھی نکلتے آتے ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے مگر تاہم کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا کہ بیعت کے خط نہ آتے ہوں پس کچھ طاعون لے گی کچھ سمجھ جاویں گے اور اس طرح پر خدا کا کام ہو کر رہیگا۔

اس مقام پر جناب محمد ابراہیم خان صاحب بن حاجی موسیٰ خان برادر زادہ خان بہادر افضل خان مرحوم نے کراچی (علاقہ سندھ) کا ذکر کیا کہ وہاں کے لوگ بہت غافل ہیں اور ان کو ان باتوں کا علم ہی نہیں ہے اس پر حضرۃ اقدس نے فرمایا

کہ مطلق جاہل سے انسان گھبراجاتا ہے پھر حال کچھ تو پڑھے لکھے وہاں ہیں اور انگریزی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ انگریزوں کی تعلیم کا ... کتنا ہی کیوں نہ ہو مگر تاہم یہ فائدہ ضرور ہے کہ فہم میں وسعت اور باتوں کے سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے رفتہ رفتہ پیدا ہو جاویں گے وحشی لوگ جنکو کھانے پینے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے ان سے انسان کیا کلام کر سکتا ہے۔ اس تعلیم یافتہ گروہ پر اگرچہ دنیا کا حجاب ہے مگر تاہم سعید فطرۃ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری طرف آرہے ہیں اب ہماری جماعت کا ایک حصہ انہی میں سے ہے جو دو کیسکو یہاں بیٹھے ہوئے ملا نہیں رہبر آخر خود ہی دیکھ لیا ہے۔ غرضیکہ فہم اور عقل والوں پر بڑی امید ہوتی ہے ڈنگر (وحشیوں) سے انسان نے کیا بات کرنی ہے۔ لیت لوگوں کو کچھ ملانوں نے خراب کیا ہے کچھ جاہل فقیروں نے اور بعض لوگ لنگوٹی پوشوں کے معتقد ہوتے ہیں کچھ ہی کیوں نہ ہو خدا کی کام رکا نہیں کرتے اگر ایک شخص زمین پر باغ بناتا ہے تو اول دیکھ لیتا ہے کہ باغ

کے قابل زمین ہے کہ نہیں۔ اگر اسے بنجر پاتا ہے تو صاف کرتا اور پھوڑتا اور ڈھیلوں کو توڑتا تا تاڑتا ہے تب باغ بناتا ہے پس وہ مالک الملک جو کہ اب یہ باغ طیار کرنے لگا ہے آخر اس نے دیکھ لیا ہوگا کہ کچھ سعید طبائع بھی ہیں اسی تعلیم کی برکت سے کئی لوگ ہماری کتب کو دیکھکر ہدایت پاگئے ہیں حالانکہ ابتدا میں سخت مخالف تھے۔

ایک عقلمند بیشک گھبراہٹ میں پڑتا ہے کہ صلیبی فتنہ اور کارروائیاں حد درجہ تک ترقی کر چکی ہیں ان کی کتابیں دور دور تک پھیل گئی ہیں۔ مجموعی حالت میں ان کی جان توڑ کوششوں کو دیکھا جاتا ہے تو ناامیدی ہو جاتی ہے کہ الٰہی ان کا استیصال کیسے ہوگا اور صفحہ زمین پر توحید کیسے پھیلے گی کل اسباب اسلام کے ضعف کے موجود ہیں اور صلیب کا زور ہے مگر ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کا ارادہ ہو کر رہتا ہے الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ صرف ایک ہی بات ہے جو بھروسہ دلاتی ہے اگرچہ کیسے ہی مشکلات آپڑیں اور عقل فتوے دیوے کہ اب اسلام دوبارہ قائم نہیں ہو سکتا لیکن میں اس بات کو نہیں مانتا۔ جب خدا ارادہ کرتا ہے تو کر کے رہتا ہے اس قسم کی رائیں ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور غلط بھی ثابت ہو رہی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے کیا ان کی نسبت اہل الرائے کی یہ رائے تھی کون تھا جو یقین کرتا کہ ایک غریب آدمی (آنحضرت صلعم) کے پاس نہ قوت نہ شوکت نہ فوج نہ ملک ہے اور ہر طرف مخالفت ہے وہ کامیاب ہو کر رہیگا اور جو وعدے فتح اور نصرت اور اقبالمندی کے وہ دیتا ہے پورے ہو کر رہیں گے مگر باوجود اس ناامیدی کے پھر کیسی امید بندھ گئی اور تمام وعدے پورے ہوگئے الیوم اکملت لکم دینکم کی گواہی ملگئی اور پھر اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کی سورۃ نازل ہوئی ایسے ہی ممکن ہے کہ کوئی ہماری جماعت کا یہ خیال کر بیٹھے کہ اس صلیبی جال کا ٹوٹنا محال ہے مگر میں سناتا ہوں کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے ابھی اس کے پاس بہت سی راہیں ہوں گی جن سے یہ فتنہ مٹیگا اور ان کا ہم کو علم نہیں۔ پس اس بات پر ایمان چاہیے کہ اس کے وعدے برحق ہیں اگر تمام اسباب اس کے منافی نظر آویں پھر بھی اس کا وعدہ سچا ہے اگر ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ نہ ہو پھر بھی اس کا وعدہ سچا ہے۔ وعدہ اس کا کمزور ہو سکتا ہے جس کی قدرت اور اختیار کمزور ہو ہمارے خدا میں کوئی کمزوری نہیں ہے وہ بڑا قادر ہے اور اس کی حرکت جاری ہے ہماری جماعت کو چاہیے کہ اسی ایمان کو ہاتھ میں رکھے بعض وقت جماعت پر ابتلا بھی آتے ہیں اور تفرقہ پڑ جایا کرتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلعم کے صحابہ۔ مکہ۔ مدینہ۔ حبش

کی طرف منتشر ہوگئے تھے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے ان کو پھر ایک جا جمع کر دیا۔ ابتلا اس کی سنت ہے اور ایسے زلزلے آتے ہیں کہ متیٰ نصر اللہ کہنا پڑتا ہے اور بعض کا خیال اس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ ممکن ہے وہ وعدے غلط ہوں مگر انجام کار خدا کی بات سچی نکلتی ہے یہ سلسلہ اپنے وقت پر آسمان سے قائم ہوا ہے اگر اور سب دلائل کو نظرانداز کر دیا جاوے تو صرف وقت ہی بڑی دلیل ہے صدی سے ۲۰ سال بھی گذر گئے خدا کا وعدہ قرآن شریف اور احادیث میں ہے کہ وہ مسیح صلیبی فتنہ کے وقت پیدا ہوگا اب ان فتنوں کا زور دیکھ لو رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ لاکھ مرتد موجود ہے حالانکہ اس سے پیشتر اگر اہل اسلام میں ایک مرتد ہوتا تو قیامت آجاتی کیا اس وقت بھی خدا خبر نہ لے۔ پھر عملی حالت کو دیکھ لو کہ کس قدر ردی ہے نام کو تو مسلمان ہیں مگر کرتوت یہ ہے کہ بھنگ چرس وغیرہ نشوں میں مبتلا ہیں کیا اب بھی وقت نہیں ہے۔ عیسائی لوگ بھی منتظر ہیں اور یہی وقت بتلاتے ہیں اہل کشف نے بھی یہی لکھا ہے قرائن و علامات بھی اسی کو بتلا رہے ہیں اگر اس وقت خدا خبر نہ لیتا تو دنیا میں یا ضلالت ہوتی یا عیسویت جو قرآن پر اور اللہ پر ایمان لاتا ہے اُسے ماننا پڑتا ہے لیکن جو یہود کی طرح وقت کو ٹالنے والے ہیں وہ محروم رہتے ہیں پھر ایک دلیل سواد اعظم کی پیش کرتے ہیں کہ وہ برخلاف ہے نادان اتنا نہیں جانتے کہ مصلح تو اسی وقت آتا ہے جب لوگ بگڑ جاویں۔ اب بگڑے ہوؤں کا اتفاق اور شہادت کیا حکم رکھتی ہے پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ میں مسیح کو معراج میں مردوں میں دیکھ آیا ہوں اور پھر قرآن شریف سے وفات ثابت ہے پس آنحضرت کا فعل اور خدا کا قول دونوں سے وفات ثابت ہے یحییٰ ع تو مر چکے ہیں ان کے ساتھ ہی آنحضرت صلعم نے حضرت عیسے کو دیکھا ہے پس اتنی دیر تک جو مردہ کے پاس بیٹھا رہا وہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے علاوہ ازیں خدا فرماتا ہے کہ بلا نظیر کے کوئی بات قبول نکرو۔ آنحضرت صلعم کی رسالت کے لیے اس نے نظائر پیش کیے مسیح کے حیات کے لیے بھی کوئی نظیر ہونی چاہیے تھی یہ زمانہ اسلام کی بہار کا ہے اگر ہم چپ بھی کریں تو خدا باز نہ آویگا اور اصل میں ہم کیا کرتے ہیں وہ تو سب کچھ خدا ہی کر رہا ہے۔ ہم تو صرف اسی لیے بولتے اور لکھتے ہیں کہ ثواب ہو اب اس کے فضل کا دروازہ کھل گیا ہے اور خدا نے جو ارادہ کر لیا ہے وہ ہو کر رہیگا دیکھو نہ ہمارے وعظ ہیں نہ لکچرار ہیں نہ انجمنیں ہیں

مگر جماعت ترقی کر رہی ہے [illegible] ہزاروں نے صرف خواب کے ذریعہ [illegible] اور سمجھانے والا نہ تھا آخر خدا نے دستگیری کی کیا ہماری طاقت تھی کہ ہم یہ سب کچھ کر لیتے یہ اسی کا ہاتھ ہے جو کر رہا ہے صدق ایسی شئے ہے کہ انسان کے دل کے اندر جب گھر کر جاوے تو اس کا نکلنا مشکل ہے جو لوگ ہمارے عقائد کو بعد تحقیق قبول کر لیتے ہیں تو جان سے زیادہ ان کو عزیز جانتے ہیں ایک نمونہ مولوی عبداللطیف ہیں کہ ہزاروں مرید رکھتے تھے ریاست ان کی تھی دولت بھی بے شمار تھی شاہی دستاربند تھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر موت قبول کی کیا یہ قوت اور برکت جھوٹ میں ہو سکتی ہے کیا بجز سچائی کے اور بھی کسی میں یہ طاقت ہے یہاں پنجاب میں بھی بہت سے لوگ ہیں کہ صرف ایمان کے لئے تکلیف دئے جاتے ہیں۔ قوم برادری اور گاؤں والے ان کو طرح طرح کی اذیت صرف اس لئے دیتے ہیں کہ انہوں نے سچ کو قبول کیا ہے پس اگر خدا دلوں میں نہیں ڈالتا تو وہ ان مصائب کو کیونکر برداشت کرتے ہیں یہاں تک کہ حقیقی باپ اور بھائی بھی ان لوگوں سے الگ ہو جاتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ ہر روز محنت کر کے کماتے ہیں اور اس میں سے ہمیں چندہ دیتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں نمازوں کے پابند ہیں خدا کے آگے تضرع اور ابتہال کرتے ہیں اب سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ ان کو نور ایمان عطا کرے اور دلوں میں صدق ڈالے یہ سب کچھ کب حاصل ہو سکتا ہے۔

دیکھنے اور سمجھنے کے لئے تو ایک نشان کتاب براہین ہی بس ہے جیسے کہتے ہیں کہ حرفی بس است اگر در خانہ کس است سمجھدار آدمی کے لئے ایک ہی بات کافی ہوتی ہے خدا تعالے نے عمر کا وعدہ دیا بتلاؤ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں اتنی برس ضرور زندہ رہوں گا پھر جتنے وعدے براہین میں تھے ان میں سے اکثر پوری ہو گئی ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اس قدر نصرت کب شامل حال ہو سکتی اور وہ وعدے اگر خدا کی طرف سے نہ تھے تو کیسے پوری ہو کر رہتے پس وقت کو۔ زمانہ کو۔ ضلالت کو۔ اندرونی اور بیرونی حالت کو دیکھو تو خود پتہ لگ جاتا ہے۔ مخالفوں سے ہم ناراض نہیں ہیں کیونکہ راستی کا مقابلہ جان توڑ کر ہوا کرتا ہے آنحضرت صلعم کا دیکھو کس قدر مقابلہ ہوا لیکن کیا مسیلمہ کی بھی مخالفت ہوئی۔

جن احباب کی طرف بقایا ہے۔ انکی طرف وی پی ارسال ہو رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر وصول فرمالیویں۔ اگر حساب میں غلطی ہو۔ تو بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں۔ واپسی کی کارخانہ کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ مینیجر

۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۴ء بوقت شب

(اس سے قبل ہم ناظرین کو بتلا چکے ہین کہ سید تفضل حسین صاحب نے جب شام کو حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے نیاز حاصل کی تو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مین زبان مبارک سے بیان فرمانے کی درخواست کی تھی ذیل مین وہی تقریر درج کی جاتی ہے)

مقدمات کی نسبت آپ نے فرمایا کہ یہ ایک منجانب اللہ ابتلا تھا جو کہ پیش آ گیا سنت اللہ اسیطرح سے ہے کہ ماموربن کی زندگی یونہی اسیطرح آسائش سے نہین گذر لی کہ وہ دنیا مین بیکار رہین پھر آپ نے مولویون کی حالت پر فرمایا کہ ان لوگون کے اعمال ور ممبرون پر چڑھ چڑھ کر خطبے پڑھنے سے ہمین تعجب آتا ہے کہ آخر ان کے اعمال کا نتیجہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پر بھی زنگ ہوتا ہے جس سے انسان کے صحیح عقائد بھی نظر نہین آ سکتے اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ کتاب اللہ جسکا ایک ایک لفظ یقینی ہے وہ وفات مسیح کو بیان کرتی ہے احادیث کا اجماع بھی یہی ہے اگر کوئی زندہ ہوتا تو صحابہ کو اس سے بڑھکر اور کیا رنج ہوتا کہ صاحب شریعت سرور انبیاء آنحضرت صلعم تو زمین مین مدفون ہون اور ایک نبی جو کہ صاحب شریعت نہین اور موسوی شریعت کا تابع وہ آسمان پر زندہ موجود ہو اور اس امت کو اختلاف مٹانے اور فیصلہ کرنے کے لئے وہی آسمان سے آوے کیا پلو چھپو کہ خاتم الانبیاء کون ہوا حضرۃ مسیح یا آنحضرت صلعم۔ مگر پھر بھی یہ لوگ جو باز نہین آتے تو معلوم ہوا کہ شامت اعمال ہے تقوی تو نہین رہا تھی عقل سلیم بھی انمین نہین رہی۔ دنیوی عقل کے لئے تقوی کی ضرورت نہین ہے مگر دین سمجھنے کے لئے ضرورۃ ہے اس لئے یہ لوگ دین کی باتون کو بھی نہین سمجھتے خدا تعالی اسی کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون یعنی اندر گھسنا تو در کنار مس کرنا بھی مشکل ہے جب تک انسان متقی نہ ہوئے

احادیث مین منکم ہے قرآن مین منکم ہے۔ پھر بغیر نظیر کے کوئی بات نہین مانی جاتی۔ عیسائیون نے جب مسیح کے بن باپ ہونے سے اس کی خدائی کا استدلال کیا تو خدا تعالی نے نظیر قبلا کر اس کی بات کو رد کر دیا فرمایا ان مثل عیسی کمثل آدم کہ اگر بن باپ ہونے سے انسان خدا ہو سکتا ہے تو آدم کی تو ماں بھی نہ تھی اسے خدا کیون نہین مان لیتے پس جب نصاری کی اس بات کو خدا نے رد کر دیا تو اگر مسیح بھی واقعی آسمان پر زندہ ہوتا اور عیسائی اسے خدائی کی دلیل گردانتے تو اللہ تعالی اس کا بھی رد کرتا اور چند ایک نظائر پیش کرتا کہ فلان فلان اور نبی زندہ آسمان پر موجود ہین ہر ایک پہلو سے ان لوگون پر اتمام حجت ہو چکا ہے اب یہ لوگ مصداق صم بکم عمی کے ہین بھلا دیکھو تو جس حال مین کہ مین زندہ موجود ہون کیا یہ ان کا حق نہ تھا کہ مجھ سے آکر سوال کرتے پوچھتے اور اپنے شکوک و شبہات پیش کرتے مین نے بارہا لکھا کہ ان کے اخراجات سفر دینے کو مین طیار ہون یہان آوین مکان بھی دون گا حتی الوسع مہمان نوازی بھی کرون گا لیکن یہ لوگ ادھر رخ نہین کرتے ہمین کہتے ہین کہ قرآن سے پاہر ہین حالانکہ قرآن ہی سے تو ہمین اس کوچے مین کھینچا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ ہمین قرآن کے معنے وحی نے بتلائے ہین اس کے ہوتے ہوئے دیدہ دانستہ کیسے اپنی آنکھوں کو پھوڑ لین ؛

خدا تعالے کا یہ فرض تھا کہ اگر عیسائی لوگ مسیح کی خدائی کے لئے خصوصیت پیدا کرین تو وہ اس کا رد کرتا جیسے آدم کی مثال بیان کی کیا خدا کو اس خصوصیت کا علم نہ تھا کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے پھر اس کا اس نے کیون رد نہ کیا اسطرح سے قرآن پر حرف آتا ہے اگر مسیح آسمان پر زندہ ہوتا اور عیسائی لوگ اس سے خدائی کی دلیل پکڑتے تو خدا ضرور بیان کرتا کہ فلان فلان انبیاء بھی آسمان پر زندہ موجود ہین اس سے کوئی خدا نہین بن سکتا جبکہ چالیس کروڑ انسان آگے ہی خدا مان کر گمراہ ہو رہے ہین تو تم نے ان کے ساتھ ملکر اور ہان مین ہان ملا کر اس کی خدائی پر اور مہر لگا دی اس کا باعث صرف ان لوگون کی بدعملی ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور۔ اور ایک ایک روپیہ لے کر فتوے بدل دیتے ہین اندرونی راستبازی بالکل نیست و نابود ہو گئی اور اب ۔۔۔ حدیث شریف کے موافق بالکل یہودی ہو گئے ہین یہ امید تو ہے نہین کہ یہ لوگ ان سچائیون کو مانین ہان ان کی ذریت اگر مانے تو مانے

اس کے بعد آپ نے مقدمات کا تذکرہ کیا کہ ان کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ کسطرح اول کرم دین نے مولوی عبدالکریم صاحب کو بذریعہ خطوط اطلاع دی کہ مہر علی شاہ نے فیضی متوفی کی کتاب سے سرقہ کیا ہے اس کی اطلاع پر کتاب نزول مسیح لکھی گئی پھر اس نے اپنے خطوط کے برخلاف ایک مضمون سراج الاخبار مین لکھکر سب دشنام کیا اور ان کو اپنی طرف منسوب کرنے سے انکاری ہوا۔ اس طرح سے ہمارا چلنا کام بند ہو گیا تنگ آکر حکیم صاحب نے دعوی کیا پھر کرم دین نے جہلم مین پھر ایک مقدمہ کیا وہ بڑا خطرناک مقدمہ تھا اس کے متعلق پہلے سے اول ہی خوابات دیکھی تھی جو کہ شائع ہو چکی ہوئی تھے اور قبل از وقت اس مین کامیابی کی خبر بھی خدا سے پاکر ہم نے شائع کر دی تھی اس مین ہمین کامیابی ہوئی پھر کرم دین نے خود ہمیر استغاثہ دائر کیا وہ مقدمات ابھی چل رہے ہین۔ منصف حاکم کو تو خود خبر نہین ہوتی کہ انجام کار مقدمہ کی کیا صورۃ ہوگی۔ ہماری تائید تو بجیہ خدا سے ہوتی ہے ورنہ جمہوری طور پر تو حکام کا میلان ہماری طرف کم ہی ہوتا ہے اور سوائے پروردگار کے اور کس کی ذات ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جاسکے زمین پر کیسے ہی آثار نظر آوین مگر بار بار جو حکم آسمان سے آتا ہے کہ نزی نصراً من عند اللہ وہ آخر ہو کر رہیگا

مگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۴ء بوقت شب

تنعم اور آرام کی زندگی خدا سے قطع تعلق کرتی ہے

مقدمہ کی موجودہ صورت پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ایک ابتلا ہے کوئی مامور نہین آتا جس پر ابتلا نہ آئے ہون مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو قید کیا گیا اور کیا کیا اذیت دی گئی۔ موسی علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک ہوا آنحضرت صلعم کا محاصرہ کیا گیا مگر بات یہ ہے کہ عاقبت بخیر ہوتی ہے اگر خدا کی سنت یہ ہوتی کہ ماموربن کی زندگی ایک تنعم اور آرام کی ہو اور اس کی جماعت پلاؤ زردہ وغیرہ کھاتی رہے تو پھر اور دنیا دارون مین اور ان مین کیا فرق رہتا ہو۔ پلاؤ زردے کھا کر حمداً للہ و شکراً للہ کہنا آسان ہے اور ہر ایک بے تکلف کہہ سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے جب مصیبت مین بھی وہ اسی دل سے کہے۔ مامورین اور ان کی جماعت کو زلزلے آتے ہین ہلاکت کا خوف ہوتا ہے طرح طرح کے خطرات پیش آتے ہین کذبوا کے یہی معنے ہین دوسرے ان واقعات سے یہ فائدہ ہے کہ کچون اور پکون کا امتحان ہو جاتا ہے کیونکہ جو کچے ہوتے ہین ان کا قدم صرف آسودگی تک ہی ہوتا ہے جب مصائب آئے تو وہ الگ ہو جاتے ہین۔

میرے ساتھ یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک ابتلا نہ ہو تو کوئی نشان ظاہر نہین ہوتا خدا کا اپنے بندون سے بڑا پیار یہی ہے کہ ان کو ابتلا مین ڈالے جیسے کہ وہ فرماتا ہے بشر المومنین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یعنی ہر ایک قسم کی مصیبت اور دکھ مین ان کا رجوع خدا تعالی ہی کی طرف ہوتا ہے خدا تعالے کے انعامات انہی کو ملتے ہین جو استقامت اختیار کرتے ہین خوشی کے ایام اگرچہ دیکھنے کو لذیذ ہوتے ہین مگر انجام کچھ نہین ہوتا رنگ رلیون مین رہنے سے آخر خدا کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے خدا کی محبت یہی ہے کہ ابتلا مین ڈالتا ہے اور اس سے اپنے بندے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے مثلاً کسی کے اگر آنحضرت صلعم کی کرفتاری کا حکم نہ ہوتا تو یہ معجزہ کہ وہ اسی رات مارا گیا کیسے ظاہر ہوتا اور اگر مکہ والے لوگ آپ کو نہ نکالتے تو فتحنا لک فتحاً مبینا کی آواز کیسے سنائی دیتی۔ ہر ایک معجزہ ابتلا سے وابستہ ہے عظمت اور عیاشی کی زندگی کو خدا سے کوئی تعلق نہین ہے کامیابی پر کامیابی ہو تو تضرع اور ابتہال کا رشتہ تو بالکل رہتا ہی نہین ہے حالانکہ خدا تعالی اسی کو پسند کرتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ دردناک حالتین پیدا ہون

اس کے بعد عالیجناب محمد ابراہیم خان صاحب بن موسیٰ خان صاحب برادر زادہ مراد خان صاحب مرحوم آمدہ از کراچی اور خانصاحب گلزار خان اور دیگر چند ایک احباب کے بیعت کی بعد بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تقریر فرمائی۔

ضروری نصیحت یہ ہے کہ ملاقات کا زمانہ بہت تھوڑا ہے خدا معلوم بعد جدائی کے دوبارہ ملنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو یہ دنیا ایسی جگہ ہے کہ دم کا بھروسہ نہیں ہے اگر رات ہے تو کل کے دن کی زندگی کا علم نہیں ہے اگر دن ہے تو رات کی زندگی کی خبر نہیں اسی لئے سمجھنا چاہئے کہ

اس سلسلہ کے دو حصہ ہیں

ایک حصہ تو عقائد کا ہے مختصراً یاد رکھو کہ جو بدعات ان میں حال کے لوگوں یا درمیانی لوگوں نے ملا دئے ہیں ان سے پرہیز کیا جاوے یہ تصرف اسی قسم کا ہے کہ کچھ تو بدعات تک رہا ہے اور کچھ اس سے بڑھکر شرک ہو گیا ہے جیسے عیسٰی کو ایک خاص خصوصیت کل بنی نوع انسان و انبیاء و رسل سے دی جاتی ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے باہر رکھا جاتا ہے جس سے آپکی بڑی توہین لازم آتی ہے حالانکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور جب عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ آپکے اخلاق کیا ہیں تو اس نے کہا قرآن شریف آپکا خلق ہے جیسے عیسائی لوگ مسیح کی تعظیم اور آنحضرت صلعم کی توہین کرتے ہیں ویسے ہی آجکل کے مسلمان بھی کرتے ہیں فرق یہ ہے کہ وہ مسیح کو خدا بناتے ہیں اور یہ خدا کے برابر اسے قرار دیتے ہیں جیسے ایک میت پڑی ہوئی ہو تو ایک شخص تو اُسے مردہ کہیگا دوسرا مردہ نہ کہے بلکہ مردہ والے صفات سب اس میں تبلاوے۔ مسیح کے بارے میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ گویا عیسائیوں کے ساتھ ہاتھ ملا دیا ہے وہ توحید جو آنحضرت صلعم لائے اس کا نام تک ان میں نہیں رہا۔ صلیبی مذہب کس زور سے پھیل رہا ہے جس کا ذکر میں نے ابھی چند دن ہوئے کیا تھا پس جب یہ حال ہے تو عقائد کی درستی بہت ضروری شئے ہے۔ سچا۔ صحیح اور خدا کی مرضی کے موافق یہی مسئلہ ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اگر وہ زندہ ہیں تو قرآن شریف باطل ٹھہرتا ہے آنحضرت صلعم کی شہادت جو بہت ہی قابل قدر ہے یہ ہے کہ آپ نے اسے اموات میں یحیٰی کے پاس دیکھ آئے اگر ان کی روح قبض نہیں ہوئی تھی تو دوسرے عالم میں کیسے چلے گئے۔ قیام توحید کے لئے یہ مسئلہ بہت ضروری ہے کہ مسیح فوت ہو گئے اور جو اسے پوری یقین سے نہیں مانتا خطرہ ہے کہ وہ کہیں عیسائیت سے حصہ نہ لے یا ایکدن عیسائی ہی نہ ہو جاوے۔ انسان

اسیطرح مرتد ہوا کرتا ہے کہ ایک ایک جزو چھوڑتا ہوا آخرکار کل چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرے عقائد میں بہت اختلاف نہیں ہے صرف یہی عظیم الشان بات ہے جو خدا نے بتلائی ہے کہ مسیح ع فوت ہو گیا ہے۔

جو لوگ اس بارہ میں ہماری مخالفت کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں بجز اقوال کے اور کچھ نہیں ہے اگر وہ کہیں کہ قرآن کے مخالف احادیث میں نزول کا لفظ موجود ہے تو جواب ہے کہ اول تو وہاں من السما نہیں لکھا کہ وہ ضرور آسمان سے ہی آوے گا دوسرے احادیث تو منکم سے بھی بھری پڑی ہیں نزول اصل میں اکرام اور جلال کا لفظ ہے خود آنحضرت صلعم نے اُسے اپنے لئے استعمال فرمایا ہے حتیٰ کہ احادیث میں تو دجال کے لئے بھی نزول کا لفظ آیا ہے پھر کیا یہ سب آسمان سے آئے اور آویں گے۔ قرآن شریف سے یہی ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح دوبارہ نہ آویگا بلکہ یہ بھی کہ وہ مر گیا جیسا کہ آیت فلما توفیتنی بتلا رہی ہے۔

دوسرا حصہ یہ ہے کہ انسان صرف عقائد سے ہی نجات نہیں پاتا بلکہ اس کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے خدا نے اس بات پر ہی کفایت نہیں کی کہ انسان کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ منہ سے کہنا ہی کافی ہو ورنہ قرآن شریف اس قدر ضخیم کتاب نہ ہوتی ایک فقرہ ہی ہوتا۔

عقائد کی مثال ایک باغ کی ہے جس کے بہت عمدہ پھل اور پھول ہوں اور اعمال صالحہ وہ مصفیٰ پانی ہے جس کے ذریعے سے اس باغ کا قیام اور نشو و نما ہوتا ہے ایک باغ خواہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو لیکن اس کی آبپاشی اگر عمدہ نہ ہو تو آخر خراب ہو جاوے گا۔ اسیطرح اگر عقیدہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن عمل صالح اگر اس کے ساتھ نہ ہوگا تو شیطان آکر تباہ کر دیگا۔

تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی تک کل اہل اسلام کا یہی مذہب رہا ہے کہ کل نبی فوت ہو گئے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا جب کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی صحابہ کا اجماع ہوا حضرت عمرؓ وفات کے منکر تھے اور وہ آپکو زندہ ہی مانتے تھے آخر ابوبکرؓ نے آکر ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی آیت سنائی تو حضرت عمر اور دیگر صحابہ کو آپکی موت کا یقین آیا اور اگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ کوئی نبی زندہ ہے تو سب اُٹھکر ابوبکرؓ کی خبر لیتے کہ ہمارا عقیدہ مسیح کی نسبت ہے کہ وہ زندہ ہے تو کیسے کہتا ہے کہ سب ہی فوت ہو گئے اور کیا وجہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہ ہوں اگر بعض مرتے اور بعض زندہ ہوتے تو کسی قسم کا افسوس نہ ہوتا مگر غرض یہ ہے کہ تیسری صدی تک سب مرتے ہیں پھر مسیح کو کیسے زندہ مانا

جاوے۔ تیسری صدی کے بعد حیات مسیح کا اعتقاد مسلمانوں میں شامل ہوا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ نو نو عیسائی مسلمان ہو کر ان میں ملنے لگے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک نئی قوم کسی مذہب میں داخل ہوتی ہے تو مذہب کی رسوم اور بدعات جو وہ ہمراہ لاتی ہے اس کا کچھ نہ کچھ مذہب میں ملتا ہے ایسے ہی عیسائی جب مسلمان ہوئے تو یہ خیال ہمراہ لائے اور رفتہ رفتہ وہ مسلمانوں میں پختہ ہو گیا۔ ہاں جن لوگوں نے ہمارا زمانہ نہیں پایا نہ اس مسئلہ پر انہوں نے بحث کی وہ تلک امۃ قد خلت کے مصداق ہیں لیکن اب جو ہمارے مقابلہ پر آئے اور اتمام حجت ان پر ہوا وہ قابل اعتراض ٹھہر گئے ہیں اگر ان لوگوں کے اعمال صالحہ ہوتے تو یہ عقیدہ ان میں رواج نہ پاتا جب وہ چھوٹ گئے تو ایسے ایسے عقائد شامل ہو گئے۔

پس جو شخص ایمان کو قائم رکھنا چاہتا ہے وہ اعمال صالحہ میں ترقی کرے یہ روحانی امور ہیں اور اعمال کا اثر عقائد پر پڑتا ہے جن لوگوں نے بدکاری وغیرہ اختیار کی ہے ان کو دیکھو تو آخر معلوم ہوگا کہ ان کا خدا پر ایمان نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اسی لئے ہے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اس کے یہی معنے ہیں کہ اس کی بداعمالی نے اس کے سچے اور صحیح عقیدہ پر اثر ڈالکر اُسے ضائع کر دیا ہے ہماری جماعت کو چاہئے کہ اعمال صالحہ کثرت سے بجالاوے اگر اس کی بھی یہی حالت رہی جیسے اوروں کی تو پھر امتیاز کیا ہوا اور خدا تعالیٰ کو ان کی رعایت اور حفاظت کی کیا ضرورت۔ خدا تعالیٰ اسوقت رعایت کریگا۔ جب تقوےٰ طہارت اور سچی اطاعت سے اُسے خوش کرو گے۔ یاد رکھو کہ اس شخص کا کسی سے کچھ رشتہ نہیں ہے محض لاف اور زیادہ گوئی سے کوئی بات نہیں بنا کرتی۔

سچی اطاعت

ایک موت ہے جو نہیں بجا لاتا وہ خدا تعالےٰ سے شطرنج بازی کرتا ہے کہ مطلب کے وقت تو خدا سے خوش ہوتا ہے اور جب مطلب ہو تو ناراض ہو گیا مومن کا یہ دستور نہیں چاہئے۔ بھلا غور تو کرو کہ اگر خدا تعالےٰ ہر ایک میدان میں کامیابی دیتا رہے اور کوئی ناکامی کی صورت کبھی پیش نہ کرے تو کیا سب جہان موحد نہیں ہو سکتا اور خصوصیت کیا رہے گی اسی لئے جو مصیبت میں وفا اور صدق رکھے گا خدا اسی سے خوش ہوگا

نماز۔ دعا۔ اور یقین

نماز۔ ایسے نہ ادا کرو جیسے مرغی دانے کے لئے

دعا بیمار ی ہے بلکہ سوز وگداز سے ادا کرو اور دعا کین بہت کیا کرو نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان مین بھی بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز وگداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز وگداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے چاہئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتین ہین ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال مین خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جاوینگے معرفت بھی ایک شے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے۔ جیسے جو شخص سم الفار۔ سانپ اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہین جاتا ایسے ہی جب تم کو معرفت ہوگی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے اس کے لئے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھیگا اور نماز خود دعا ہے نماز کو جسقدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔ معرفت صرف قول سے حاصل نہین ہو سکتی۔ بڑے بڑے حکیمون نے خدا کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کی نظر مصنوعات پر رہی اور دعا کی طرف توجہ نہ کی جیسا کہ ہم نے براہین مین ذکر کیا ہے مصنوعات سے تو انسان کو ایک صانع کے وجود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ایک فاعل ہونا چاہئے لیکن یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ ہے بھی ہونا چاہئے اور شے ہے اور ہے اور شے ہے۔ اس ہے کا علم سوائے دعا کے نہین حاصل ہوتا۔ عقل سے کام لینے والے ہے کے علم کو نہین پا سکتے اس لئے ہے خدا را بخدا توان شناخت لا تدرکہ الابصار کے یہی معنی ہین کہ وہ صرف عقلون کے ذریعہ سے شناخت نہین کیا جا سکتا بلکہ جو خود جو نے بتلائے ہین ان سے ہی اپنے وجود کو شناخت کرواتا ہے اور اس امر کے لئے اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم جیسی اور کوئی دعا نہین ہے

تزکیہ نفس کی ترکیب

اصلاح تقوی۔ نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہئے مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس مین ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہین۔ عام مجلس مین کسی کو احمق کہدینا بھی بڑی غلطی ہے اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اسے بچا لیوے یہ نہین کہ منادی کرو جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سر دست کوئی ضائع نہین کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ مین سمجھاتا ہے کہ یہ برا کام ہے اس سے باز آجا پس جیسے رفق حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسی ہی آپس مین بھائیون سے کرو۔ جس کے اخلاق اچھے نہین ہین مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس مین تکبر کی ایک جڑ ہے اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے خدا تعالی فرماتا ہے

اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے چونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہین ہوتا اس لئے آخر کار لم تقولون ما لا تفعلون کا مصداق ہو جاتا ہے اخلاص اور محبت سے کسیکو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ لیکن بعض وقت نصیحت کرنے مین بھی ایک پوشیدہ بغض اور کبر ملا ہوا ہوتا ہے اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا انکو اس آیت کے نیچے نہ لاتا بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے یاد رکھو کہ کوئی پاک نہین ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچی تقوے حاصل نہین ہوتی۔ اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہئے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ ہم سے پہلے طلب کرنا ہی چاہئے تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے۔ جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کر دے یا بدبودار شے کو اٹھا کر دور پھینکدو پس کوئی اگر تقوے چاہتا ہے اور اس کے لئے تدبیر سے کام نہین لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قوے کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطا الہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ہان جو شخص تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا مین مبتلا ہو جاتا ہے جس مین یورپ ہے۔ تدبیر اور دعا دونون کا پورا حق ادا کرنا چاہئے۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کر کے کہ مین کیا شے ہون فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہین۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان مین زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعے سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا ایکدن اور رات جو دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہئے کہ حق دعاؤن کا تقاضا ادا کیا ہے کہ نہین۔ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے ہین اور بہت جلدی کرتے ہین جیسے ایک ناواجب ٹکس لگا ہوا ہے جلدی گلے سے اتر جاوے بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہین لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہین کہ نماز کے وقت سے دوگنا تگنا وقت لے لیتے ہین حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہین ہے کہ نماز مین دعا کرے اس کی نماز ہی نہین۔ چاہئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔

نماز۔ خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو وفا اور صدق کا خیال رکھو اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو وہ کافر اور منافق ہین جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلان فلان نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہین ہے جو اسے منحوس کہتے ہین ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہین آتا یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے دنیا کو درست کرتی ہے نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے لذات جسمانی کے لئے ہزارون خرچ ہوتے ہین اور پھر ان کا نتیجہ بیماریان ہوتی ہین اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف مین دو جنتون کا ذکر ہے ایک ان مین سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔

نماز خواہ مخواہ کا ٹکس نہین ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالی نے نماز بنائی ہے اور اس مین ایک لذت رکھدی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ مین ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے ایسے ہی اگر نماز مین لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے دروازہ بند کر کر کے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پر ہے جس کی تفصیل نہین ہو سکتی جب وہ نہین ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جاوے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى آئندہ کے سب وعدے اسی سے وابستہ ہین ان باتون کو غرض جان کر ہم نے بتلا دیا ہے۔

متکبر دوسرے کا حقیقی ہمدرد نہین ہو سکتا اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانون تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کو ساتھ کرو اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کروگے تو اسلام کی سچائی اسے کیسے پہونچاؤ گے خدا سب کا رب ہے ہان مسلمانون کی خصوصیت سے ہمدردی کرو اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے۔ مال اور دنیا سے دل نہ لگاؤ اس کے یہ معنی نہین ہین کہ تجارت وغیرہ چھوڑدو بلکہ دل با یار اور دست با کار رکھو۔ خدا کاروبار سے نہین روکتا ہے بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھنے سے روکتا ہے اس لئے تم دین کو مقدم رکھو۔

خبرین ٹوٹو

لندن ۲۰ مارچ جنرل کروپاٹکن روسی وزیر جنگ حال سپہ سالار افواج مانچوریا ۱۲ ماہ حال کو سینٹ پیٹرزبرگ سی مانچوریا کو روانہ ہوگا پانچ روسی تارپیڈو کشتیان مصر کے بندر پورٹ سعید سے الجزائر شمالی افریقہ کے فرنچ مقبوضہ الجیریا کا دارالخلافہ کو روانہ ہوئی ہین۔ افواہ ہی کہ انکو حکم دیا گیا ہو کہ بحیرہ روم مین جس قدر تجارتی جہاز گذرین ان کی تلاشی لین کہ کوئی جہاز جاپان کے لئے ممنوع الداخلہ اجناس وا شیاء تو نہین لے جا رہا۔

جاپان نے روسی مراسلات بنام دول مورخہ ۲۳ و ۲۴ فروری کے جواب مین بیان کیا ہے کہ روس کی روز افزون جنگی تیاریون کی وجہ سی جاپان پر فوراً جنگی کارروائی شروع کر دینا لازمی ہو گیا تہا۔ جاپان کے مراسلہ مورخہ ۸ فروری کے یہ الفاظ کہ وہ عملی کارروائی پر مجبور ہوگا صاف دلالت کرتے ہے تہے کہ ان سی اس کی مراد جنگی کارروائی کی ہی۔

شاہ جاپان کی محافظ فوج کا ایک ڈویژن اور جنرل سٹاف اعلیٰ ارکان حرب) جاپان سے جہازون پر سوار ہو کر کوریا کو مغربی ساحل کو گئے ہین امریکا اور انگلستان باہم مشورہ کر رہی ہین کہ ممنوع الداخلہ اشیا واجناس کی متعلق متخاصمین کی کارروائی سے اپنے تجارتی جہازون اور سامان کو محفوظ رکہنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائین۔

جرمن اخبارات کا بیان ہی کہ جب کوریا اور جاپان مین باہم اتحادی معاہدہ ہو گیا ہے تو روس کا یہ عذر فضول ہے کہ جاپان کوریا کی آزادی اور حیادت مین خلل انداز ہوا ہے۔

مصری حکومت نے اجازت دیدی ہے کہ روسی جنگی جہاز دمتری دونسکوی پانچ دن کے اندر جسقدر مرمت کر سکتا ہو سویز کے بندر مین رہکر کرلے۔

پچیس جاپانی فوجی افسر آج لندن سے روانہ ہوئے انگریزی پبلک نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ ان کو دواع کیا۔

وزیرستان کی طرف افغانی وانگریزی مشترکہ سرحد کی حدبندی کا کام اٹہائی ماہ کے عرصہ مین بخیریت وخوبی ختم ہو گیا ہی امیر صاحب کی طرف سی سردار گل محمد خان اور انگریزی حکومت کی طرف سی مسٹر ڈانلڈ ڈپٹی کمشنر اس کام پر مامور ہوئی تہی مسٹر محمد و ح کے ساتھ صرف چند سپاہی تہی وزیریون نے کسی قسم کی شرارت نہ کی اس سی ظاہر ہو رہا ہے کہ اب ان لوگون پر سرکار انگریزی کی صولت وجبروت کا کافی سکہ بیٹھ گیا ہے ریلوے کی محافظ فوج۔ ریلوے لائینون کی حفاظت کے لئے روس نے ایک خاص دستہ فوج کا قائم کر رکہا ہی جو فوج ریزرو سے لی گئی ہی اور سرحدی فوج کہلاتی ہی۔

جاپان کوریا مین بہت سی موقعون پر فوج جمع کر رہا ہی جہاں سی پیشقدمی کرکے دریائے یالو کے کنارہ پر اسی بنیاد پر حملہ کرنیکا ارادہ ہے۔

روس مانچوریا ریلوے کی حفاظت بڑی احتیاط سی کر رہا ہی ہر ایک میل پر ایک مینار طیار کرکے ۳۰ روسی سوار مامور ہین۔

جاپانیون کا بیان ہے کہ مانچوریین لائن کے پل لنگری پر تین جاپانی افسرون کو پہانسی ملنے کی خبر غلط ہی اس نام کی کوئی افسر جنرل سٹاف مین نہین ہین۔

بندر نو چنگ واقع جنوبی مانچوریا کی امریکن کونسل کو روسی سوار نے چابک سے مارا اس سی کل کونسلون اور مغربی باشندون مین جوش پہیل گیا ہے روسی حکام نے اس کی معافی طلب کی ہی۔

موجودہ انگریزی وزرا کی حالت نازک ہوتی جاتی ہی ۲۵ فروری کو پارلیمنٹ مین ایک معاملہ پر رائین لیگئین اگرچہ گورنمنٹ کو حق مین فیصلہ ہوا لیکن صرف ۴۶ رائین زیادہ نہین۔ (وطن)

نیو یارک کا آباد ترین حصہ راچسٹر جل رہا ہی کئی بڑے بڑے مکانات بارود سی اس لئے اڑائے جا رہے ہین کہ آگ زیادہ نہ پہیلی

مشرق اقصیٰ یعنی روس اور جاپان مین چہڑ جانے کے بعد قیاس تو یہ تہا کہ بلغاریہ اور مقدونیہ کچھ عرصہ چپ رہین گے مگر واقعات ان کے برخلاف ہین بلغاریہ اور مقدونیہ پہر شورش پر آمادہ ہوئی ہین اس لئے سلطان روم نے فرامین صادر کئے ہین کہ عساکر علیہ سرحد پر جمع ہو بعض اسلامی اخبارون کی رائے ہی کہ اگر اس وقت بلقان مین جنگ چہڑ جائے تو یقین ہی کہ مثل یونان کے دو تین ہفتون یا زیادہ سے زیادہ دو ماہ مین اس کا خاتمہ ہو جاویگا یونان سے بلغاریہ کی فوجی حیثیت بہت زیادہ ہے لیکن تاہم وہ ٹرکی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتا دول یورپ جیسے یونان وروم کی جنگ مین الگ تہلگ رہے یا جیسے اس وقت روس جاپان کی جنگ کو مضطر اور ششدر ہو کر دیکھ رہی ہین ویسے ہی اس وقت بہی دنگ رہینگے۔

روس کو سوشیلزم اور نہیلزم کے خطرات راتدن لگے ہوئے ہین بعض اخبارات کی یہ رائے ہے کہ اب روس کو جنگ مین مصروف دیکھکر اس کے اندرونی دشمنون یعنی باغی رعایا نے اس کو قلع قمع کرنیکی ٹہرائی ہی اور روس جاپان سی بڑہکر اپنے اندرونی دشمنون سے خائف ہے جو کہ بقول روٹر ہر وقت انگیز اعلان شائع کر رہے ہین۔

جاپان کی مالی حالت ٹیمس کا نامہ نگار ٹوکیو سے لکہتا ہی کہ دراصل جاپان کی موجودہ اور گذشتہ مالی حالتین بہت فرق ہے اس وقت جاپان کے سنٹرل بنک مین ایک سو تیرہ ملین یعنی ایک کروڑ ۱۳ لاکھ پونڈ یا ۱۶ کروڑ ۹۵ لاکھ روپیہ موجود ہے اور اس بنک کو ۳۵ ملین ین کے نوٹ جاری کرنیکا اختیار ہی اور ۵۰ ملین کی ۔۔۔ کفالتین غیر ممالک مین گذشتہ سال فروخت کی گئی ہین آئندہ سال کے بجٹ مین اکتالیس ملین ین کی بچت ہی علاوہ اس کے دیگر کل بنکون مین اس قدر روپیہ موجود ہی کہ وہ اس کا مناسب استعمال نہین کر سکتے۔

جاپانی جنگ کا اثر تجارت پر۔ جاپان نے تجارت کی بہت ترقی کی ہی اور ہندوستان سے اس کے تجارتی تعلقات دن بدن وابستہ ہوتے جاتے ہین مگر اس جنگ کے چہڑ جانے سے اہل الرائے تجار کی رائے ہی کہ گذشتہ سالون مین روئی جاپان کو زیادہ گئی اور چین سے سوت اور نیا مال کی تجارت کم ہو گئی اب چین کے شامل جنگ نہ ہونیکی حالت مین مشینون کو فائدہ ہو لیکن جاپان اپنی ساخت کا سوت چین نہ لیجا سکیگا اور ہندوستان کا مال وہان جاویگا دوسرے بمبئی مین روئی ارزان ہوگی کیونکہ جاپان نہ خریدیگا افیون کی تجارت مین کمی نہ ہوگی کیونکہ ایک مشہور تجربہ کار سوداگر کا قول ہے کہ جنگ ہو یا ہو اہل چین افیون حاصل کرنے مین ہرگز کمی نہ کرینگے۔

بمبئی مین جاپانی لوگ اپنے وطن کی بیواؤن کے لئے فنڈ جمع کر رہے ہین یہ قومی ہمدردی ہے۔

رسید زر

۲۸ جنوری تا ۲۹ فروری ۱۹۰۴ء

اس رسید زر مین صرف اصل قیمت اخبار شامل ہی خرچہ وی پی شامل نہین اور جن اصحاب کی قیمت عہ سے زائد لکھی ہی اس مین سنہ کا بقیہ حساب بہی شامل ہی اور سال کی میعاد چندہ آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک ہی

منشی احمد جان صاحب ہنون
محمد علی صاحب کٹھالہ
بابو شہاب الدین صاحب لائلپور
منشی شمس الدین صاحب ارجنڈ
جناب محمد حسین صاحب پٹیالہ
منشی فوجدار صاحب امرتسر ۶ ماہ
وزیر محمد صاحب امرتسر
حیم خان صاحب نیگلہ
حیات محمد صاحب گلہ مہاران
نور احمد صاحب بستی وریام بابت سال گذشتہ
فتح حسین صاحب کوئٹہ
غلام رسول صاحب دکن
الہ بخش صاحب چک سکندر
گل محمد صاحب بلگام
میر محمد اسمعیل صاحب میڈیکل کلاس لاہور بقیہ ۱۹۰۳ء
سلطان خان صاحب ہوارہ
سید محمد قاسم صاحب شاہجہانپور
......
ڈاکٹر شاہ میر صاحب دکن
محمد علی خان صاحب راولپنڈی
حکیم خادم علی صاحب پسرور

بابو عبدالرحمن صاحب افریقہ معہ پسر خود عبدالعزیز صاحب لاہور سال گذشتہ وحال
فیاض علی صاحب کپورتھلہ ۶ ماہ
بابو الہ بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر نیروبی افریقہ
شیخ غلام نبی صاحب پنڈی
غلام محمد صاحب وکیل لاڑکانہ معہ سال گذشتہ
میاں محمد حسین صاحب کلارک لاہور
صدر الدین صاحب
عبدالمجید صاحب اٹاوہ
الہ بخش صاحب سرواکئی وزیرستان
راجہ شیر محمد صاحب ... نگر معہ سال گذشتہ
مولوی جلال الدین صاحب پیر کوٹ ......
جیک کمپنی کلکتہ معرفت مولا بخش صاحب لائلپور
قاضی رکن الدین صاحب ہرچوکہ
محمد جعفر خان صاحب ازمنڈلہ
حافظ فضل احمد صاحب لاہور

چونکہ گذشتہ ہفتہ مین بہت عمدہ عمدہ تقریرین ہوئی تہین اور چونکہ طویل بہی تہین اس لئے اخبار کا قلم باریک رکہا گیا ہی تاکہ باقی آئندہ نہ لکھنا پڑے۔

یورپ مین اسلام

ڈیلی ڈسپیچ نام ولایتی اخبار لکھتا ہی۔ کہ لارڈ سٹینلی مرحوم کی نسبت یہ معلوم کرکے کہ آپ واقعی مسلمان تھے انگلستان کی پبلک مین آنحضرۃ صلعم کی تعلیمات کی بارہ مین عجیب حیرانی اور تحسین آمیز دلچسپی پیدا ہوگئی ہی۔ چنانچہ لو شیخ الاسلام جزائر برطانیہ (مسٹر عبد اللہ کوئیلم) کو دس دس بارہ بارہ خطوط روز ایسی انگریزون کیطرف سی موصول ہو رہی ہین۔ جو ممکن ہی۔ کہ عنقریب مشرف باسلام ہوجائین ان مشتاقان اسلام مین عام پیشہ ور تاجر۔ اور … لوگ شامل ہین جو سب کی سب برطانی النسل ہین یہ حیرانی اور دلچسپی اسلام کی پاک تعلیمات اور آنحضرۃ صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت ابھی اسوقت اور بھی بڑہیگی۔ جبکہ اہل یورپ کو خدا تعالےٰ وہ نظر بصیرۃ عطا فرمادیگا۔ جس سے وہ آنحضرۃ صلعم یعنی حضرۃ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو شناخت کرینگے اور آپکے پاک تاثیرات ان مین نفخ روح کرکے اُن کو باذن اللہ طیر بنا دینگی۔ موجودہ ترقی اسلام کی جو یورپ مین ہورہی ہی وہ بھی حضرۃ مسیح موعودؑ کی آثار اور برکات مین سی ہی اور جو لوگ انگلستان مین …… اب تک دین اسلام قبول کرچکی ہین انمین ایک صاحب ایسی بھی ہین۔ جو کسی وقت مسیحی پادری تھی آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کی گریجوایٹ (بی۔ اے) ہین۔ تین مقامی واعظ۔ دو ڈاکٹر اور ایک شمالی لنڈن کی بیرسٹر صاحب بلحاظ اپنی سابقہ عقائد مسیحی کی ان مین کئی انگلیکن ہین۔ کئی کیتھلک کئی میتھوڈسٹ کئی یونیٹیرین (موحد عیسائی) کئی پریسبٹیرین وغیرہ۔ بعض ایسی بھی ہین۔ جو پہلی دہریئے تھے۔ مگر الحمد للہ کہ وہ سب دولت اسلام سی مالا مال ہوگئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

بقایا دارانکو اطلاع

جن اصحاب کا سال ماہ مارچ و اپریل مین ختم ہوتا ہی انکی خدمت مین ضرور وی پی ارسال ہورہی ہین۔ مہربانی فرماکر وصول فرماویں۔

شکریہ

جن اصحاب نے اپنے چندے خود دفتر البدر مین ارسال کر دئے ہین کارخانہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے جزاہم اللہ احسن الجزا۔

(مینیجر)

ضوابط اخبار البدر

(۱) چندہ پیشگی معہ خرچہ وی پی جس مین ایک کتاب بھی ارسال ہوتی ہے ؏ ہندوستان سے باہر فارن ممالک کے لئے ؏ ہے۔ قادیان مین پیشگی قیمت ؏ ہے۔ بیرونجات کے احباب اگر بلا تقاضا قیمت خود ارسال کر دیوین تو ؏

(۲) بعض احباب ایک دو ماہ پرادائیگی قیمت کے وعدہ پر اخبار جاری کرواتے ہیں اگر وہ اپنے وعدہ پر چندہ خود نہ ارسال کرین گے تو ان کی طرف وی پی ارسال ہوگا۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اخبار نہ پہونچے تو اس صورت مین کہ اس مقام یا ان کے گرد و نواح مین وہ نمبر پہونچگیا ہو ان کو چاہئے کہ البدر کی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دیوین دیر سے اطلاع دینے مین اغلب ہے کہ وہ نمبر نہ ارسال ہوسکے۔

(۴) تبدیلی پتہ کے لئے وقت تبدیل سے ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دینی چاہئے بصورت دیگر جو نمبر نہ ملین بجدا ہان بشرط موجودگی فی نمبر ؏ کے حساب سے دئے جاوین گے۔

(۵) ہر حال مین جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ اگر بعض استفسارون یا شکایتون کے جواب نہ ملین تو کارخانہ معذور ہے

(۶) خط و کتابت مین چٹ کے نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہئے اور ۱۹۰۶ء کچھ تغیر و تبدل نمبرون مین ہوا ہے اس لئے اپنے نمبر پر ایک صاحب ملاحظہ فرمالیوین۔

علمی افادہ

[illegible]

خدا کے پاک ہاتھون کی بنائی احمدی جماعت مین داخل ہونیوالون کی فہرست

نام	مقام	ضلع
نرجت بی بی بنت منشی جلال الدین صاحب مرحوم۔ ملازمہ جیون خان۔ سارنگپور جال بھیہ ہوشیارپور گرداشنکر		
میان احمد صاحب		
مسماۃ مینا بیوہ امام الدین صاحب	”	”
عبد الکریم صاحب	گوجرانوالہ	نزگرہی
مستری کرمدین	صدر بازار	میانمیر
اہلیہ زبردست خان	کشمیر کلہ گام	لومہری
اہلیہ مہر دل خان		مردان
محمد سیف اللہ		
محمد نصیر اللہ		
عبد القادر کلارک ۱۱۲ - انفنٹری چھاؤنی ڈلیہ کاٹھیاوار		
چانن شاہ صاحب	ہوشیارپور	ماہل پور
غلام نبی مدرس دوم مدرسہ چانن شاہ	”	زبران
عبد الغفور کنسٹیبل ۵۶۲ دفتر سپرنڈنٹ پولیس پٹیالہ ساکن سنور		
امام الدین صاحب پٹواری نہر	پٹیالہ	بھدوڑ
میان محمد عبد اللہ صاحب قریشی	ڈیرہ اسمعیل خان	شہر
میران بخش صاحب	سیالکوٹ	محلہ کشمیری

نام	مقام	ضلع
شیخ محمد رنگریز	محلہ کشمیری	سیالکوٹ
میان اللہ دتا صاحب	”	”
میران بخش صاحب	”	”
نور محمد صاحب	نگہ	
محمد شفیق صاحب	محلہ موری دروازہ	(پسرور)
فضل الہی صاحب	زیرہ محلہ کنجان	فیروزپور
فضل دین صاحب	محلہ پٹہ سیدان	سیالکوٹ
میان عمر الدین صاحب	”	”
بیگم بی بی زوجہ الہ دین	”	”
بشیر محمد برادر منشی ہدایت اللہ صاحب	گارڈ	انارکلی لاہور
محمد بخش صاحب	بن باجوہ	سیالکوٹ
نواب دین صاحب	”	”
سید مصطفےٰ حسین صاحب	منعم گڑھ	شہر جہانسی
محمد حسن (اعظم گڑھی) طالب العلم۔ ایف۔ اے کلاس پریسیڈنسی کالج راج موہن بوس لین کلکتہ		
غلام امام صاحب	صدر بازار کوتوالی	سیالکوٹ
اصغر علی صاحب	کامون کے	
حبیب اللہ صاحب پراچہ	بہرہ	محلہ پراچگان

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب اور ادویہ کی فہرست

طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم اپنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہے اور جس سے دریافت ہو جاتا ہے کہ یسوعی معجزات کی کیا ہر ایک مذہب وملت حتیٰ کہ ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دیدی ہے اور بعض اوقات بڑی بڑی امراض کا علاج ہو جاتا ہے اس کا برمحل اور ٹھیک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہے جو ہدایات ان مین درج ہین ان پر مشق کرنے سے انسان صحت بنیت کہکر اپنی وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہے اور خیالات مین یکسوئی اور ان کے ضبط کرنیکی عادۃ بھی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عام طور پر اس کتاب کی لکھنے والے نے وہ مبالغے کئے ہین کہ آسمان وزمین کے قلابے ملا دیے ہین اور اس کو مشاق کو گویا خدائی کی کل کا چلانیوالا قرار دیدیا ہے لیکن ہماری نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الہی کا نیک یا بد استعمال کر کے ثواب یا عذاب کماتا ہے جیسے خدا کے ارادے سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہے ویسی ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھہ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط وکتابت کرین۔ قیمت عہ

شہادۃ آسمانی حصہ اول ودوم ۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت مین لکھی تھی اس کے اور دیگر معترضین کے اعتراضون کے جواب اس مین دیے گئے ہین ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہے اور مسئلہ جہاد۔ اور خروج دجال یاجوج ماجوج تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دیے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ ۸

سر مکتوم ۔ یہ ۷۰ صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا ثابت کیا ہے اور نیز اس کتاب مین لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ جن مردون کے زندہ ہونے کا ذکر انجیل مین ہے خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵

رویائے صالحہ اس مین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگزشت۔ محمد حسین بٹالوی کے کفرنامہ طیار کرنے کا اور حضرۃ مسیح موعود کا ثبوت صحف سابقہ سے۔ قیمت ۲

اعجاز احمدی ۲۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہین اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہوتا ہے قیمت ا

قول صحیح پنجاب کے مشہور ومعروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب احمدی ساکن لاہور کی نظم جو کہ پنجابی اردو زبان مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہے قیمت ار (محصولڈاک بذمہ خریدار)

عاقبۃ المکذبین لودیانوی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان۔ بیعت کو دس شرائط حضرۃ مسیح کی وفات وحیات پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ار (محصولڈاک بذمہ خریدار)

اسلام اور اس کا بانی یعنی طامس کارلائل صاحب مرحوم المعروف بہیرو وزاینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی

صیانۃ الناس ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل امروہی قیمت ا

الہامی دعا ۔ ربک کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت ۔ (محصولڈاک بذمہ خریدار)

کامن پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے ضلع گجرات قیمت ۔ ایضاً

نظم برائے مستورات بطرز کامن مصنفہ ″ ″ ″

روشنائی احمدیہ ساختہ مرزا عبدالکریم تاجر مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ارزان اور سستا قیمت تاجرون کو

سر الشہادتین ۔ اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادۃ کا واقعہ قریب قریب آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف مین موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہین ان کی تفصیل دی گئی ہے مصنفہ فاضل

مجرب ادویہ

حب دافع دائمی قبض ۔ اس کے استعمال سے صرف عارضی طور پر قبض کشائی نہین ہوتی بلکہ انشاء اللہ قوی مین جو نقص باعث مرض ہوتا ہے اس سے رفع ہو کر آئندہ تازہ قوت قوی کو فضلہ کے اخراج کے حاصل ہوتی ہے قیمت

اکسیر شکم خوش ذائقہ دوا اکثر امراض معدہ کے لئے شفا کا حکم رکھتی ہے قیمت عہ

علاج نکسیر بشرطیکہ ناک کو اندر زخم نہ ہوا ور دماغ سے خون آتا ہو تو فوراً آرام ہو جاتا ہے کہائی اور ناک مین ملنے کی دوا قیمت

حب جدید برائے بخارون اور ابتدائی دق اور کہانسی وغیرہ کا علاج جس کا تجربہ خود قادیان مین ہو چکا ہے۔

روغن بہرہ پن ۔ بشرطیکہ مادرزاد بہرہ نہ ہو اکثرون پر تجربہ ہوا کہ آرام ہو گیا ہے قیمت فی شیشی ۸

دردسر کی گولی ہر ایک قسم کے درد کو اس سے فوراً آرام ہو جاتا ہے اعصاب کو طاقت ملتی ہے ۱۶ گولی عہ

سرمہ زرنگاری اعلیٰ درجہ مقوی بصر دھند جالا آشوب چشم پانی بہنا وغیرہ دیگر امراض چشم کا اعلیٰ درجہ کا علاج ہے اکسیر کا خاندانی نسخہ فی تولہ ۱۲ر

مصفی خون گولیان خالص عشبہ کے جوہر اور چوب چینی کی بنی ہوئی ہین ۲۴ گولی عہ

سلائی گکرہ جسے ہندوستانی زبان مین روہی کہتے ہین خواہ پرانے ہون اس کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے فی سلائی

مذکورہ بالا اشتہار کے حوالہ سے ہر قسم کی درخواست بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور کے نام آنی چاہیے

تفسیر القرآن بالقرآن یہ ایک بےنظیر تفسیر ہے جسکو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت سے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرۃ مسیح آخر زمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ نہایت عمدہ۔ بہترین زبان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کئے ہین دونون بزرگون یعنی حضرۃ مسیح الزمان اور مولانا مولوی نورالدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل باری سے چھپکر طیار ہو چکی ہے خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت۔ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ روانہ کی جاتی ہے بلا جلد مجلد پارہ الم کی قیمت ۶ پارہ عم ۲ر ا

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام نواوڑی ضلع کرنال تمام درخواستین مشتہر کے نام آنی چاہیے نہ کہ دفتر البدر مین

بنارسی مال ہر قسم کا مردانہ اور زنانہ مثل ٹوپی دوپٹے اور گلبدن۔ غلطان ہر قسم اگر خریدنا ہو تو مشتہر سے خرید ہو۔ اصل اخراجات پر صرف ۲ر منافع لیا جاویگا اور مال بہت عمدہ خالص نہایت دیانتداری سے ارسال کیا جاویگا۔ **المشتہر سید عزیز الرحمٰن محلہ شالو متصل کتاب گھر کوہ منصوری**

مطبع انوار الاسلام قادیان مین ہر قسم کی اردو عربی فارسی چھپائی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے

نیوفیشن کے سٹ ۔ ناظرین ہمارے یہان مینا کاری کونٹ گری کا کام کوٹ قمیص کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہین جن کے اوپر نام سنہری وچاندی اور مینا کاری ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان مین لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہے کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہین اور یہ عمر بھر مین ایک دفعہ کافی ہین۔

نمبر ا ۔ بٹن سٹ نام بھی سنہری کام بھی سنہری قیمت ۱۲ر **نمبر ۲** ۔ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندی کا قیمت **نمبر ۳** ۔ بٹن سٹ نام بھی چاندی کا اور کام بھی چاندی کا قیمت ۶ر **نمبر ۴** ۔ انگشتری بیل بوٹا چاندی کا قیمت ۲ر خط آنے پر بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتا ہے۔

پتہ - ایس جی ایم کمپنی گوجرات پنجاب

عطر عمدہ ہر قسم کا اور تیل خوشبودار ہر قسم کا سرمہ ہر قسم کا۔ دوائی یونانی وانگریزی ومصری ٹیکہ ولنگی ہر قسم وہر کے۔ رومال وسوسی ہر قسم وہر کے۔ بنیان۔ وجراب ہر طرح کی دیسی وانگریزی سوتی واونی کلاہ وٹوپی ہر قسم کی سادی وکامدار ہر کی۔ گیس بتی۔ کمربند۔ سواران وسپاہیانہ وملاحانہ ہر طرح کے۔ جوتے خورد وکلان سادہ وکامدار اور بوٹ وگرگابی اور ڈسوٹ دیسی وانگریزی اور پنجابی ولدھیانہ وہندوستانی وغیرہ وغیرہ برتن مرادآبادی گلوبند ہر قسم کے خورد وکلان شانہ مردانہ وزنانہ لکڑی کا اور سینگ کا ہر قسم قفل آہنی وپیتل کے ہر قسم خورد وکلان۔ تولیہ ہر قسم کے۔ دری ہر قسم کی۔ قینچی دیسی وولایتی ہر قسم کی۔ چاقو دیسی وولایتی ہر قسم کے۔

المشتہر حافظ نور احمد اینڈ کو تاجر بیٹھہ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

انوار الاسلام پریس قادیان مین محمد افضل ومعراج الدین پروپرائٹران کے اہتمام سے چھپا

نمبر ۱۱ | ہر ایک ماہ کی انگریزی یکم - ۸ - ۱۶ - ۲۴ - تاریخکو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداروں کو اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اسکی بر وقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کیلئے ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ابتدائی حالت ہے اشاعت بہت قلیل اور سٹاف نامکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت مین چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوت اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ مین جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہون بلکہ اس کی اشاعت مین سرگرمی کو کوشش کرین اور مطلوبہ تعداد کو پورا کر کے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ دار بنا دیوین اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجالانے کی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضا و قدر سے ہر ایک لاچار ہے ۔ منیجر

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپکی جماعت کا مذہب

ماسلمانیم از فضل خدا | مصطفےٰ مارا امام و مقتدا | اندرین دین آمدہ از ما دریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم | آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست | بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام | دامنِ پاکش بدست ما مدام | مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و باجان بدر خواہد شدن | ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست | آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود | ما ازو یابیم ہر نور و کمال | وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جانِ ماست | ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست | از ملائک و از خبر ہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد | آن ہمہ از حضرتِ احدیت ست | منکران مستحق لعنت است
معجزاتِ او ہمہ اندر راست | منکرِ آن موردِ لعن خداست | معجزاتِ انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین | برہمہ از جان و دل ایمانِ ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب | نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہین

ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے ۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۳ بار ۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین آمین پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین ۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے راہون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کے وقت انکا مغلوب نہین ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا ۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہین دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین خدا تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ مین تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا ۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر راہ مین دستور العمل قرار دیگا ۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا ۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور تعلقون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو ۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا ۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسے چودہ سال ہوئے ہین جبکہ البدر اپنے پورے عنوان کے ساتھ اس چہار دہم سال کی یادگار مین جو آپکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا ۔

قادیان کی غیر مترقبہ نعمتین کو

(۱) حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورانی اور فرحت بخش چہرہ کی زیارت۔ آپکی مجلس۔ پاک تاثیرات اور شیرین بیان
(۲) حضرۃ مولانا عبدالکریم صاحب کی قراءت قرآن اور شیرین بیان
(۳) حضرۃ حکیم نورالدین صاحب کا درس قرآن وعظ و نصائح اور صاحب حال ہونے کی کیفیت۔
(۴) محمد اسمعیل صاحب مدرس۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیانی اور میان نور احمد صاحب کابلی کی آذان برائے نماز
(۵) زیادت علوم دینیہ و واقفیت سنن الہیہ جو انسان کو یہان رہنے سے بلا کسب خود بخود وہبی طور پر حاصل ہوتے ہین۔

رویت چاند کی نسبت ایک صاحب اعتراض کرتے ہین کہ دو شخصون کی شہادت پر کیون مدار کیا گیا جبکہ ایک جم غفیر اس کے برخلاف تہا۔ اس کا جواب تو اسی مضمون رویت والے مین دیا گیا ہے کہ ایسے امور مین مثبت کا اعتبار نفی کرنیوالے سے زیادہ ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ رویت چاند مین شہادۃ کی ضرورت اسیوقت پڑیگی جبکہ ایک جم غفیر کو وہ نظر نہ آویگا ورنہ شہادت اور استفسار کا فائدہ ہی کیا ہوا جبکہ ایک جم غفیر نے خود دیکھ لیا علاوہ ازین مختلف بلاد اور امصار مین عید الضحی بروز شنبہ یعنے ہفتہ کو ہوئی ہے پس جم غفیر نے اس طرح سے بھی شہادتون کی تائید کی۔

قصر نماز کی نسبت وہی صاحب سوال کرتے ہین کہ مقدمات مین چونکہ حضرۃ مسیح موعود مسافر ہوتے تھے نماز قصر ہوتی تھی کہ نہین۔ اطلاعاً گذارش ہے کہ نماز برابر قصر ہوتی تھی یعنی ظہر اور عصر کی دو دو رکعت ظہر یا ظہر اور عصر کے درمیانی اوقات مین جمع ہوکر ادا کی جاتی تھین اور مغرب مین تین رکعت اور عشا کی دو رکعت بھی اسیطرح مغرب یا مغرب اور عشا کے درمیانی وقت پر جمع کرکے ادا کی جاتی تھین۔

محکمہ ڈاک کی توجہ کے لائق - بربرا اور عدن کالم مین جو خریدار البدر ہین ان کی طرف سے شکایت پہونچی ہے کہ دو ماہ سے کوئی اخبار ان کو نہین ملا ہے حالانکہ کارخانہ کی طرف سے اخبار اشاعت کے اوقات پر ان کے نام برابر ڈاک خانہ مین حوالہ جاتے رہے ہین اس لئے محکمہ ڈاک کے مقامی افسران وغیرہ کو اس امر کا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ یہ شکایت رفع ہو۔

(مینجر)

توسیع اشاعت

(۱) مکرمی سعید الدین صاحب احمدی کٹک سے اور حافظ غلام رسول صاحب احمدی سوداگر وزیر آباد سے اور بابو شاہدین صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر گولڑہ سے ایک ایک خریدار البدر کو دیتے ہین خدا تعالےٰ ان احباب کو جزائے خیر عطا کرے۔
(۲) مکرمی سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ بربرا افریقہ سے یادگار مرحوم رحمت علی مین مرحوم کے نام جو اخبار جاتا تھا وہ خود خرید لئے ہین اور البدر کی خدمات اور مالی مشکلات کا اندازہ کرکے خود سید صاحب نے البدر کی قیمت اس سال سے پانچ روپے مقرر کردی ہے اور ایک اخبار رعایتی قیمت پر ہندوستان مین ایک صاحب کے نام جاری کروایا ہوا ہے علاوہ اس کے بربرا مین اور چند ایک احباب کو خریداری کی تحریک کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالیجناب سید صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اس قسم کی دینی اور قومی ضرورتون کو احساس کرنیکا خوب مادہ عطا کیا ہوا ہے کاشکہ دوسرے احمدی بھائی بھی ان ضرورتون کو اس طرح سے احساس کرین تو البدر کی اشاعت بہت جلد ایکہزار سے اوپر ہو جاوے۔
صرف ایک خریدار کو ایک ایک خریدار اور دینا پڑتا ہے۔
(۳) کارخانہ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ اور منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ۔ اور منشی نذیر الدین صاحب ایجنٹ سپلائی ٹرانسپورٹ کارپس بربرا کا خصوصیت سے شکرگذار ہے جنہون نے اپنے خادم البدر کے استحکام اور قیام کے لئے اسے دس دس روپے سالانہ چندے پر خریدا ہے اور سید صادق حسین صاحب نے دوران سال مین اور بھی امداد کا وعدہ فرمایا ہے خدا تعالےٰ ایسے معاونین کے درجات بلند فرماوے جو اس دینی کار خیر مین اور خدمت بنی نوع انسان کی بجا آوری مین کارخانہ کا ہاتھ بٹاتے ہین
سید عبد الرحیم صاحب نگلی احمدی حیدرآباد دکن مین خصوصیت سے البدر کی اشاعت مین کوشان ہین چنانچہ آپ کی تحریک مین عالی جناب میر مرداں علی صاحب نے تین اور اخبار خریدے ہین +

خبرین

مہم سومالی لینڈ - اخبار عام لکھتا ہے کہ تازہ ترین خبرین بجائے خوشی کے رنج پیدا کرنیوالی ہین طوالت کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور ملا کو ہمیشہ ترقیانہ ہونیکا کافی موقعہ ملجاتا ہے۔ ملک اور موسم کے تغیرات اسی کی حامی ہین جو سمالی تو مین اپنے آپ کو دستدار ظاہر کرتی ہین وہ اندرونہ طور پر دشمن ثابت ہوتی ہین پانی کی سخت مشکلات درپیش ہین حادی نوگل مین ملا ہرگز قابو نہین آتا ہے معلوم ہوا کہ سمالی لینڈ کے شمال مشرقی حصہ مین ملا موجود ہے اور یہان کی ملک اور زمین کی کیفیت کسیکو معلوم نہین ہے برٹش مہم کی فوجین ملا اور اس کے پیرون کی مداح ہین +

لنڈن کے تمام پاگل خانے پر ہین اس سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ کفارہ اور تثلیث اور ایک انسان کو خدا ماننے والے دماغون کی کیا حالت ہوتی ہے اور جب ان کا انجام یہ ہے تو معلوم ہوا کہ اول اول بھی ان دماغون نے کسی ایسی ہی جوش مین انسان کو خدا مان لیا ہوگا۔ **نور افشان** پردہ پوشی کرتا ہے اور دیوانگی کی اس کثرت کی وجہ موجودہ تہذیب قرار دیتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس تہذیب کی تعلیم آخر کس عقیدہ نے ان کو دی ہے کیا کفارہ نے شراب اور زنا کا دروازہ کھولکر لوگون کو بدحواس نہین بنا دیا تہذیب تو کفارہ کے تابع ہے کفارہ کا مسئلہ آج ہٹا دو اصلاح دیکھ لو۔

روس کی انقلاب پسند جماعت نے اس جنگ روس و جاپان سے فائدہ ہم پہنچانیکی کوشش کی ہے اور بڑے بڑے اعلان دور و نزدیک کے نواحات مین شائع ہوئے ہین انکا مضمون موجودہ جنگ کا تذکرہ ہے کہ یہ شخصی حکومت کا نقص ہے ورنہ یہ لڑائی پیش نہ آتی اس سے سال ہا سال کی ترقی یکدم تمام ہو جاوے گی آخر مین تحریک ہے کہ اس موقعہ پر مناسب ہے کہ جاپان پر کسی حکمت سے فتح پاکر اس کے ساتھ ہی روس مین شخصی حکومت کا خاتمہ کیا جاوے۔

سرحد کوریہ کے دریائے یالو کے دونون کنارون پر روسی فوجین جمع ہورہی ہین اور خشکی کی لڑائی کا انتظام ہورہا ہے ترکستان کے گورنر کو حکم ملا ہے کہ وہ ہمہ نوع طیار رہے ہندوستان پر فوج کشی ہوگی کیونکہ برٹش نے ایران یا تبت مین۔ روسی حقوقون کو نقصان پہونچایا۔

کلکتہ - اور بمبئی مین جاپان جانیوالے تمام خطوط کھولکر دیکھ لئے جاتے ہین +

منچوریا لائن لوٹ گئی - ایک پل اڑ گیا بہت روسی ہلاک ہوئے

جنگ روس و جاپان مین امریکہ بالکل الگ رہیگا اعلان کردیا۔

امرتسر مین کاٹن ملز کمپنی کو پچھلے سال خالص منافع ۶۰ ۶۷۶ روپیہ وصول ہوا۔

پنجاب مین مڈل سکول کا امتحان یونیورسٹی کی ماتحتی سے آزاد کیا گیا۔

پیرس کے ایک پولیس مجسٹریٹ کے لڑکے نے نبس ہزار روپے کی چوری کی پولیس مجسٹریٹ نے اس لڑکے کو خود

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو کہ آپ نے ۲۷ فروری کی شام کو بعد نماز مغرب فرمائی

(جس میں آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہنے کے ذرائع بتلائے گئے ہیں اور وہ طریق سکھلائے گئے ہیں جن کو انسان اپنے روزانہ کاروبار دنیاوی میں مدنظر رکھکر ایک با خدا اور مقرب الٰہی انسان بنجاتا ہے۔)

بغیر موسم کی وجہ سے آج مغرب اور عشاکی نماز مسجد کی سقف پر ادا کی گئی چند ایک احباب نے اپنی واپسی کی اشد ضروریات پیش کیں ان کو رخصت عطا فرمائی گئی ایکن عالی جناب محمد ابراہیم خان صاحب شریف بن حاجی موسیٰ خان صاحب برادر زادہ خان بہادر مراد خان مرحوم آمدہ از کراچی کی رخصت طلبی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ چند دن اور رہیں آمدن بارادت رفتن باجازت اور اسیطرح جناب تفضل حسین صاحب منشی تحصیلدار رئیس اٹاوہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہوں کو بھی فراغت ہے اور ایک عرصہ کے بعد آئے ہیں یہ بھی چند دن رہیں۔

طاعون کے تذکرے پر آپ نے فرمایا۔

سچے مسلمان بننے کا وقت ہے اس کے سوا گذارہ نہیں ہے یقین بڑی شے ہے اسی کے مطابق خدا تعالیٰ انسان سے معاملہ کرتا ہے۔ خدا سے معاملات صاف کرو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ معاملات صاف کرے ✦

خاص آدمی طاعون سے محفوظ رہتے ہیں

احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اور ان کی اولاد بھی طاعون سے فوت ہوئے تھے اور یہ بھی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لئے اس سے موت شہادۃ ہے اور اسکو رجزاً من السماء بھی کہا گیا ہے۔ پس جبکہ صحابہ کرام بھی اسمیں مبتلا ہوئے تو اب یہ شک تو نہیں ہو سکتا کہ وہ نعوذ باللہ مومن نہ تھے پس معلوم ہوا کہ مومن کے لئے طاعون سے مر جانا حرج تو نہیں ہے لیکن جہاں خدا تعالیٰ کو کوئی نشان دکھانا ہو تو اس مقام یا انسان کے لئے ایک روک ڈالدیجاتی ہے مثلاً تمام امراض تو جیسے عام انسانوں کو ہوتے ہیں نبیوں کو بھی ہوتے ہیں تاہم خاص خاص امراض سے ان کی ذات کو محفوظ رکھا جاتا ہے ✦

صحابی رضی اللہ عنہ کوئی بہرا نہ تھا۔ یہ نکتہ قابل یاد ہے

حضرت حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ کئی ہزار تھی مگر ان میں سے ایک بھی بہرا نہ تھا۔ ہاں اندھے تھے اس پر حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کان اصل میں بڑی نعمت ہے آنکھ نہ ہو تو بھی گذارہ ہو جاتا ہے لیکن کان کے نہ ہونے سے بہت ہی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسوقت دین کی باتیں سننی مفید ہیں۔

خدا کا تواب اور غفار ہونا انسان کیلئے غنیمت ہے

اللہ تعالیٰ میں یہ صفت مومن کے لئے بہت ہی مفید ہے کہ توبہ اور استغفار سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر یہ صفت نہ ہوتی تو پھر انسان کی بالکل تباہی ہو جاتی۔ یہ بہت ہی بڑی صفت ہے کہ اس کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنے سے بالکل معصوم ہو جاتا ہے گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا سچی توبہ کے بعد چاہیے کہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے صاف رکھے تا کہ کوئی حزن اور غم اوس کے نزدیک نہ پھٹکے کیونکہ اس سے انسان ولی بن جاتا ہے ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون یہ کس قدر خدا کا فضل ہے کہ خدا ان کو اپنا ولی کہتا ہے حالانکہ وہ عاجز انسان ہے خدا کی ولایت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکو کوئی ایسی احتیاج ہے جیسے ایک انسان کو دوست کی ہوتی ہے یا نعوذ باللہ کہ خدا کسیکو اپنا دوست بنا لیتا ہے بلکہ اس کے معنے تفضل اور عنایت سے کسیکو اپنا بنا لیتا ہے اور اس سے اس شخص کو فائدہ پہنچتا ہے نہ کہ خدا کو۔ خدا تعالیٰ جب کسیکو اپنا ولی بناتا ہے تو ہزاروں گناہ اور امراض سے اوسے بچاتا ہے نہ صرف اسکو بلکہ اس کے اہل و عیال کا بھی کفیل ہو جاتا ہے اور یہ ہی نہیں بلکہ ان مکانوں میں اور زمینوں میں جو وہ رہتے ہیں ان میں ایک برکت دی جاتی ہے اور ان کے کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے صرف ولی بننا اور ولایت کو سمجھنا ہی مشکل ہے کیونکہ ایک انسان دوسرے انسان کو دھوکہ یا خوشامد سے اس کا دوست ثابت کر سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ سے دھوکا نہیں چل سکتا وہ خوب جانتا ہے کہ ہر ایک کا اندرونہ کیسا ہے اور ہر ایک جوہر پر اللہ تعالیٰ کا اصطفا اور اجتبا ہونا ہی ممکن ہے کہ سابقہ زندگی میں کسی سے صغائر یا کبائر سرزد ہوئے ہوں لیکن سچے تعلق اور صاف معاملہ پر کل گناہ بخشدیتا ہے حتیٰ کہ اسے یاد تک نہیں دلاتا کہ تجھ سے یہ گناہ سرزد ہوئے ہیں نہ اس کو کہیں شرمندہ ہونے دیتا ہے یہ خدا تعالیٰ کا کس قدر احسان اور فضل ہے۔

تمام برکات انسان کو صفائی سے حاصل ہوتی ہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی نظر میں وہ صاف ثابت ہو اور خدا ہی اس کا مقصود ہو۔ جیسے خدا تعالیٰ نے ابراہیم ؑ کا قصہ اور دوسرے انبیاء کے حالات بیان کئے ہیں غرضیکہ اسیطرح سے انسان برگزیدہ ہو جاتا ہے کہ جب اس میں صدق اور نفسانیت نہ پائی جاوے تب خدا اُسے بعض موت سے محفوظ رکھتا ہے اور کامل تعلق پر اس کی سب مرادیں پوری کر دیتا ہے۔

وہ قادر بھی ہے اور کریم بھی اور اپنی ان ہر دو صفات سے وہ ہر ایک حاجت روائی کرتا ہے اگر یہ دونو صفات اس میں نہ ہوں تو پھر کچھ بھی نہ ہو مثلاً ایک شخص کریم یعنی سخی تو ہے لیکن اس کے پاس مال نہیں ہے کسی کو دے تو وہ کیا دیگا یا ایک شخص مالدار تو ہے مگر فیاض نہیں ہے بخیل ہے تو وہ بھی کسیکو کچھ نہ دیگا خدا تعالیٰ میں اسی لئے دونوں باتیں ہیں کہ قادر بھی ہے اور کریم بھی اور اسی لئے اس کا وجود بہت مفید اور بابرکت ہے سرمد کا شعر اس موقعہ پر کیا خوب چسپاں ہے۔

سرمد گلہ اختصار میباید کرد — یک کار ازیں دو کار میباید کرد
یا تن برضائے دوست میباید داد — یا قطع نظر زیار میباید کرد

اگر ایک شخص بیمار ہو اور طبیب کی پوری اطاعت نہ کرے تو اُسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا ایک عارضہ دور ہوگا تو دوسرا لگ جاوے گا یہی آفتیں اور قصور ہیں جن میں دنیا مبتلا ہے ان سے پناہ مانگ کر پوری طور پر خدا کا ہو جانا چاہیے پنجابی میں کیا خوب کہا ہے۔

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

بہت لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں کیا کلمہ نہیں پڑھتے وہ لوگ اصل میں حقیقت سے بے خبر ہیں نماز اس کا نام نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ نماز اور کلمہ میں برکات ضرور ہیں مگر ان کو ہی پڑھنا اور سمجھنا ہے جنکو خدا پڑھاوے رسم اور عادت کے طور پر بجالانے سے کچھ نہیں بنتا۔ نماز وہ ہوتی ہے جس میں خدا سے پیوند ہو اور انسان جان لے کہ میرے اندر تبدیلی واقع ہوئی ہے اور اُسے خبر ہو کہ چند گذشتہ سالوں میں جو کچھ میں تھا اب وہ نہیں ہوں ابدال ایسے ہی لوگوں کا نام ہوتا ہے جو اپنی اندر تبدیلی کریں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں مومنین کے حالات بدلتے رہیں گے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے دو جنت کا وعدہ کیا ہے ایک دنیا کی اور ایک آخرۃ کی پس جبکہ مومن کی حالت جنت میں بدلتی رہیگی تو اس دنیا میں بھی جو جنت اُسے ملتی ہے اس میں تبدیلی اس کی حالت کی ہوتی رہنی چاہیے اسی لئے اُسے ایک رعب دیا جاتا ہے اور نفس امارہ کے جذبات سے روکا جاتا ہے جیسے خدا تعالیٰ نے ابراہیم ؑ کے لئے آگ کو **برداً وسلاماً** کر دیا ایسے ہی اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ تطہیر کامل ہو جاوے جب تک تبدیلی محسوس نہ کرے تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے ✦

ہر ایک کام خدا کے لئے ہونا چاہیے

دنیا کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا دیکھو ایک شخص جائداد پیدا کرتا ہے باغ باغیچہ لگاتا ہے بڑی بڑی عمارتیں بناتا ہے اور پھر اولاد کی طلب ...... صرف اس لئے کرتا ہے کہ کوئی ان چیزوں کا وارث ہو اس کمبخت کو اتنی خبر

نہیں کہ تیری اپنی قیمتی زندگی جب ختم ہوچکی اور تو مر گیا تیرا قصہ تو دنیا سے فیصلہ ہو گیا خواہ کچھ ہی ہو تو تو واپس نہیں آسکتا قرآن شریف سے ثابت ہے کہ نہ مومن مر کر جنت سے واپس آتے ہیں اور نہ کافر دوزخ سے۔

حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون

تو کافروں کے نہ آنے کا ثبوت ہے اس میں لفظ اہلکنٰھا عذاب پر دلالت کرتا ہے اور اہل جنت کے لئے ہے۔

لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی کسی صورت میں واپس نہ آویں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یحیٰی کے ساتھ معراج میں دیکھا ہے اب یحیٰی تو فوت ہو کر جنت میں چلے گئے کیا اس مردے کے ساتھ یہ زندہ بیٹھے ہوئے تھے پس ایسی صورت میں جب کہ ہر ایک دنیا سے جاویگا اور ہم بھی جاویں گے تو قصہ تمام کر کے جاویں گے پھر ہمیں کیا فکر کہ ہمارے املاک کون لیگا اور گدی پر کون بیٹھیگا اسی کا نام دنیا ہے اور یہ دین کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

ہاں ایک صورت ہے کہ جس سے بعض باتیں دین میں داخل ہو سکتی ہیں جیسے قرآن شریف میں ہے۔

یطعمون الطعام علی حبہ مسکین و یتیما و اسیرا

مسکین - جیسے باپ بوڑھا ہو گیا ہی چل پھر نہیں سکتا تو اس کے ساتھ احسان کی نیت سے سلوک کرنا اور اس کو کھلانا

یتیم - جیسے بچہ کہ اس کے ماں باپ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے اُسے نیک و بد کی کوئی تمیز نہیں نہ کپڑے وغیرہ اور طہارت کا انتظام کر سکتا ہے تو بچوں کی پرورش گویا یتیموں کی پرورش ہے۔

اسیر - جیسے بیوی کہ اگر اس کے حقوق کا حفظ ادا نہ کئے جاویں تو وہ ایسا قیدی ہوا جس کی خبر لینے والا کوئی نہیں۔ یعنی خدا کے حکم سے سب کی خدمت اور پرورش کرے اور بذاتِ خود الگ رہے اولاد کے لئے اس کی یہ نیت ہو کہ

وجعلنا للمتقین اماما

یعنی نیک بخت دیندار اولاد ہو کہ اس کے بعد اس کے حق میں دعا کرے (اور اس کے درجات کی بلندی کا باعث ہو) مگر سوچکر دیکھو کہ کتنے ایسے ہیں جو اس نیت اور ارادہ سے اولاد کی خواہش کرتے ہیں اور تہجد کے وقت جھک جھک خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے مولا تو ایسی اولاد دے جو متقی ہو تیری راہ میں جان دینے والی ہو۔ بعض کو تو خبر ہی نہیں کہ اولاد طلب کیوں کرنی چاہیے اور اکثر صرف مال جائداد کے لئے طلب کرتے ہیں حالانکہ صرف یہ چاہیئے دین کی خادم ہو اور بیوی بھی اس نیت سے کرے کہ اس کے ذریعے سے اولاد ہو کر خادم دین ہو اور نفس کے جوشوں اور جذبات سے بچانے والی ہو اور رحم اور شفقت کی نظر سے یہ نیت بھی ہو سکتی ہے کہ ان کے لئے کچھ املاک چھوڑ جاؤں تاکہ ضائع نہ ہوں اور دربدر بھیک مانگتے پھریں یا افلاس سے تنگ آکر تبدیل مذہب نہ کریں اور اگر ان نیتوں سے باہر جاتا ہے تو دین سے باہر جاتا ہے اور ایمان کو تاریکی میں رکھکر اس کے ثمرات اور برکات سے بے نصیب رہتا ہے ہر ایک حرکت قول اور سکون سب کچھ خدا کے لئے ہونا چاہیئے کھانے پینے عمارتوں کے بنانے اُٹھنے۔ بیٹھنے چلنے پھرنے اور ہر ایک فعل میں خدا ہی مدنظر ہو تو سب کاروبار عبادت میں داخل ہوں گے اور جب مقصود اور نیت اور ہو تو پھر انسان مشرک ہو جاتا ہے اس لئے چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے کاروبار پر نظر ڈالکر دیکھتے رہو کہ آیا تمہارا رجوع خدا کی طرف ہے کہ نہیں۔

اصل میں صید بزدیک است دور انداختہ والی بات ہے کہ بات تو بذاتِ خود بہت تھوڑی ہوتی ہے مگر بدقسمت انسان اُسے لمبی بنا کر خود دور ڈالتا ہے

انسان کو چاہیئے کہ ہر ایک کاروبار میں تبتل الیہ تبتیلا کا مصداق ہو یعنی ہر ایک کام کو اس طرح سے بجا لاوے گویا وہ خود اس میں نفسانی حظ کوئی نہیں رکھتا صرف خدا تعالےٰ کے حکم کی اطاعت کی وجہ سے بجا لا رہا ہے اور اسی نیت سے مخلوق کی حقوق کو ادا کرنا دین ہے ہر ایک بات اور کام کا آخری نکتہ خدا تعالیٰ کی رضامندی ہونی چاہیئے اگر دنیا کے لئے ہے تو خدا کا غضب کماتا ہے حضرت ابراہیم کی بھی اولاد ہوئی مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ سوائے دین کے کسی اور مطلب کے لئے تھی۔ اصل اسلام اسی کا نام ہے کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اسلمت کہہ دیا تھا ویسے ہی اطاعت اللہ تعالےٰ کی کی جاوے اور کسی غیر کو اس میں شریک نہ کیا جاوے نفس اور شیطان کے جذبات سے اپنے آپ کو الگ کیا جاوے حتی کہ جان دینے تک دریغ نہ کرے ورنہ وہ مسلم نہ ہوگا خدا کا منشا ہے کہ اس کی بیدا اطاعت کی جاوے اور وہ یہی ہے کہ جان کا بھی خیال نہ ہو اس کے بعد پھر ادر لیا ہے اگر یہ نہیں تو آخر ایک حد تک جا کر اس کا جوشِ اطاعت ٹھہر جاویگا لیکن اگر اس نے جان بھی اس کی نذر کر دی ہوئی ہے تو اس نے گویا کوئی حد اطاعت کی اپنی طرف سے مقرر نہیں کی صحابہ کرام میں بھی یہی بات تھی خدا تعالیٰ اسکا تذکرہ فرماتا ہے کہ ان میں سے بعضوں نے جان دیدی اور بعض ابھی تک منتظر ہیں۔ تو ناگہانی آفات سے بچنے کے لئے یہ چند کلمات ہیں لیکن یاد رہے کہ اعمال میں ظلم کا حصہ ہرگز نہ ہو اگر یہ ہوگا تو قہر الٰہی سخت شے ہے بڑی بڑی قومیں گذری ہیں آخر ظلم کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے قہر نے ان کو ہلاک کر دیا ناقص ایمان انسان کو قہر الٰہی سے نہیں بچا سکتا اس سے بچنے کے لئے کامل ایمان کی ضرورت ہے اگر وہ ہو تو پھر ادعونی استجب لکم اس کا وعدہ ہے جماعت کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں دعا کرتے رہیں کہ خدا تعالیٰ شماتت اعدا سے بچاوے اور جہاں تک ممکن ہو صغائر و کبائر سے بچیں ایسا نہ ہو کہ پھر گناہ کا وبال ان پر پڑے یہ غفلت کی زندگی بھی ایک گناہ ہے ایک گناہ وہ ہوتے ہیں کہ عالم شباب میں ہوتے ہیں اگر ان کے بعد انسان کی عمر بابی اور پھر بھی باز نہ آیا تو یہ بہت ہی بری بات ہے گناہ بہت بری شے ہے جس قدر امراض جسمانی ہیں شاید اتنے ہی گناہ بھی ہیں۔ اور امراض کی طرح بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کی جزو ہوتے ہیں لیکن اگر خدا کے آگے متواتر استغاثہ کرتا رہیگا اور گناہ سے راضی نہ ہوگا تو امید ہے کہ وہ اس کے قلب پر سکینت نازل کریگا جب خدا راضی ہوتا ہے تو خود بخود کوئی بات دل میں پڑ جاتی ہے جو اس کو امن میں لے آتی ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کا وعدہ ہے۔ دعا جیسی کوئی شے نہیں ہے میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ہاں بعض فقیر آتے ہیں ان میں سے بعض ایسے اڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اس قدر شور ڈالتے ہیں کہ آخر ان کو دینا ہی پڑتا ہے تو خدا تو بندوں سے بھی بہت رحیم ہے۔ دعا قبول کروانے کے لئے ضروری بات ہے کہ دعا سے باز نہ آوے۔

کونسی دعا کرنی چاہیئے

انسان کی ضرورتوں اور خواہشوں کی تو کوئی حد نہیں اور بعض لوگ انہی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور ان کو خدا کو راضی کرنے اور گناہ سے بچنے کی دعا کا موقعہ ہی نہیں پیش آتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ دنیا کے لئے جو دعا کی جاتی ہے وہ جہنم ہے۔ دعا صرف خدا کو راضی کرنے اور گناہوں سے بچنے کی ہونی چاہیے باقی جتنی دعائیں ہیں وہ خود اس کے اندر آجاتی ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم بڑی دعا ہے صراط مستقیم گویا خدا کو شناخت کرتا ہے اور انعمت علیھم کل گناہوں سے بچتا ہے اور صالحین میں داخل ہوتا ہے اگر ایک آدمی باخدا ہو تو سات پشت تک خدا تعالےٰ اس کی اولاد کی خبر گیری کرتا ہے جب یہ بات ہے تو سوچکر دیکھو کہ اور باتوں کی دعا کی ضرورت ہی کیا ہے کان ابوھما صالحا جو

سورہ کہف مین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون لڑکے بذاتِ خود صالح نہ تھے ان کا باپ صالح تھا اسی کی برکت سے خدا تعالےٰ ان کا کفیل ہوا تھا۔ دعا ایسی کرنی چاہیئے کہ نفس امارہ گداز ہو کر نفس مطمئنہ کی طرف آجاوے اگر وہ اہدنا الصراط المستقیم (جیسے کہ معنے مذکور ہوئے) طلب کرتا رہیگا تو دوسری جو اسے ضرورتین ہین جن کے لئے وہ دعا چاہتا ہے وہ خدا خود پوری کر دے گا شیخ عبدالقادر جیلانی لکھتے ہین کہ اگر اسے بیوی کی ضرورت ہے تو وہ بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہی حالات کا ذکر کرتے ہین غرضیکہ خدا اس کا کفیل مثل مان باپ کے ہوجاتا ہے۔ اور جب خدا متولی اور کفیل ہو تو کس قدر مزے کی بات ہے

مسائل

سوال ہوا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا درست ہے۔ کہ نہین۔

جواب۔ ہرگز نہین۔

سوال۔ قرآن شریف مین جو آیا ہے کہ خدا کی راہ مین جو مارے گئے تم ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہین

جواب۔ اس سے یہ تو ثابت نہین ہوتا کہ وہ تمہاری آواز بھی سنتے ہین بٹالہ مین جو لوگ زندہ موجود ہین کیا تم اگر ان کو یہان سے بلاؤ تو آواز دیوین گے ہرگز نہین اگر مردہ کو آواز دو تو وہ بھی جواب دیگا معلوم ہوا وہ بھی نہین سنتا بغداد مین جا کر شیخ عبدالقادر صاحب کی مزار پر آواز دیکر دیکھلو کیا جواب دیتے ہین؟ ہان خدا کو کامل ایمان کے ساتھ بلاؤ تو وہ جواب دے گا اگر قبرون مین پڑے ہوئے مردے بھی سنتے ہین تو بلا کر دکھاؤ +

سوال۔ خدا جو فرماتا ہے کہ وہ زندہ ہین۔

جواب۔ اگر زندہ کہتا ہے تو اپنے نزدیک کہتا ہے نہ کہ ہماری تمہارے نزدیک۔ اور زندگی مین یہ کوئی لازمی امر نہین ہے کہ قوت سامع اور حاضر ناظر ہونا ان کا ثابت ہو ہم زندہ ہین لیکن لاہور کی آواز نہین سن سکتے اگر وہ بھی اسیطرح حاضر ناظر اور دعا کے سننے والے اور مرادون کو پورا کرنیوالے ہین تو خدا اور انمین فرق کیا ہوا۔

جائے شرم ہے کیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالقادر سے کم ہین جو یہ فضیلت صرف شیخصاحب کے لئے تجویز کی جاتی ہے یا ابوبکر یا عمر کیون نہین کہتے ایک کی تخصیص تو شرک بنا دیتی ہے دنیا مین اسلام اس لئے آیا ہے کہ توحید پھیلاوے اگر شیخ عبدالقادر کو قرب حاصل ہوا تو توحید سے ہوا اگر وہ

غیر اللہ کو پکارنے والے ہوتے تو مقام قرب سے گرائے جاتے انہون نے کامل طاعت کی تو درجہ پایا +

سوال۔ مردون کو کن کن باتون کا ثواب پہونچتا ہے

جواب۔ حدیث سے ثابت ہے کہ طعام کا ثواب اور دعا کا بھی پہونچتا ہے قرآن شریف کی تلاوت کی نسبت میری نظر سے نہین گذرا۔ ہان جو قرآن شریف پر عامل ہوگا اس کی دعا زیادہ قبول ہوگی۔

سوال۔ مردہ کا ختم وغیرہ جو کرایا جاتا ہے یہ جائز ہے کرنا جائز

جواب اس کا کوئی ثبوت نہین ہے صرف دعا اور صدقہ میت کو پہونچتی ہے مومن کو چاہیئے کہ نماز پنجگانہ ادا کرے اور رکوع سجود مین میت کے لئے دعا کرے یہ طریق نہین ہے کہ الگ کلام پڑھ کر بخشتے +

اب دیکھو لغت کا کلام منقول چلا آتا ہے کسی کا حق نہین ہے کہ اپنی طرف سے معنے گھڑ لے ایسے ہی آنحضرت صلعم سے جو امر ثابت ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے نہ کہ اپنی من گھڑت پر

سوال اسلام علیکم یا اہل القبور جو کہا جاتا ہے کیا مردے سنتے ہین +

جواب۔ دیکھو وہ سلام کا جواب وعلیکم السلام تو نہین دیتے۔ خدا تعالےٰ وہ سلام (جو ایک دعا ہے) ان کو پہونچا دیتا ہے۔ اب ہم جو آواز سنتے ہین اس مین ہوا ایک واسطہ ہے لیکن یہ واسطہ مردہ اور تمہارے درمیان نہین لیکن اسلام علیکم مین خدا تعالےٰ ملائکہ کو واسطہ بنا دیتا ہے اسیطرح درود شریف ہے کہ ملائکہ آنحضرت صلعم کو پہونچا دیتے ہین +

سوال۔ ختم کی ریوڑیان وغیرہ لیکر کھانی چاہئین کہ نہ

جواب ختم کا دستور بدعت ہے شرک نہین ہے اس لئے کھانی جائز ہے لیکن ختم دینا دلوانا ناجائز ہے اور اگر کسی پیر کو حاضر ناظر جان کر اس کا کھانا دیا جاتا ہے وہ ناجائز۔

سوال۔ یہ جو لکھا ہے کہ مدینہ جا کر شیخ عبدالقادر رح نے یا حبیب اللہ خذ بیدی کہا

جواب۔ اول تو اس کی سند کیا پھر بعض وقت اہل اللہ کو مکاشفہ ہوتا ہے اس مین خدا تعالیٰ اہل قبور سے باتین کرا دیتا ہے مگر یہ خدا کا فضل ہوتا ہے۔

سوال۔ اگر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے تو جائز ہے کہ نہین +

جواب۔ حدیث شریف مین اس کی بہت تاکید ہے بلکہ لکھا ہے کہ اس کے بغیر۔ نماز ہی نہین اگر جہری نماز ہو تو امام کے اوقاف مین پڑھ لیوے اور خفی ہے تو پیچھے پڑھ سکتا ہے اگرچہ نہ پڑھنے کو بھی جائز کہا ہے لیکن میرا مذہب تو یہی ہے سورہ فاتحہ ضرور امام کے پیچھے پڑھ لے

۲۸ فروری ۱۹۰۳ء بوقت ظہر

تدبیر و توکل

تدبیر اور توکل پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

کر وفی السماء رزقکم وما توعدون سے ایک نادان دہوکہ کھاتا ہے اور تدابیر کے سلسلہ کو باطل کرتا ہے حالانکہ سورہ جمعہ مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ کہ تم زمین مین منتشر ہوجاؤ اور خدا کے فضل کی تلاش کرو۔ یہ ایک بہت ہی نازک معاملہ ہے کہ ایک طرف تدابیر کی رعایت ہو اور دوسری طرف توکل بھی پورا ہو اور اس کے اندر شیطان کو وساوس کا بڑا موقعہ ملتا ہے (بعض لوگ ٹھوکر کھا کر اسباب پرست ہوجاتے ہین اور بعض خدا تعالےٰ کے عطا کردہ قوے کو بیکار محض خیال کرنے لگ جاتے ہین) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگ کو جاتے تو طیاری کرتے گھوڑے ہتیار بھی ساتھ لیتے بلکہ آپ بعض اوقات دو دو زرہ پہن کر جاتے تلوار بھی کمر سے لٹکاتے حالانکہ ادھر خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا تھا واللہ یعصمک من الناس بلکہ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجویز فرمایا کہ اگر شکست ہو تو آپ کو جلد مدینہ پہونچا دیا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ قوی الایمان کی نظر استغناء الٰہی پر ہوتی ہے اور اسے خوف ہوتا ہے کہ خدا کے وعدون مین کوئی ایسی مخفی شرط نہ ہو جسکا اسے علم نہ ہو۔

جو لوگ تدابیر کے سلسلہ کو بالکل باطل ٹھہراتے ہین ان مین ایک زہر ملا مادہ ہوتا ہے ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر بلا آوے تو دیدہ دانستہ اس کے آگے جا پڑین اور جس قدر پیشہ والے اور اہل حرفت ہین وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاوین۔

حل مسائل۔

ایک شخص نے چند مسائل دریافت کئے وہ اور ان کے جواب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دئے۔ ان کو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

سوال۔ میت کے قل جو تیسرے دن پڑھے جاتے ہین ان کا ثواب اسے پہونچتا ہے یا نہین +

جواب۔ قل خوانی کی کوئی اصل شریعت مین نہین ہے صدقہ دعا اور استغفار میت کو پہونچتی ہے ہان یہ ضرور ہے کہ ملاؤن کو اس سے ثواب پہونچ جاتا ہے سو اگر اسے ہی مردہ تصور کر لیا جاوے (اور واقعی ملان لوگ روحانیت سے مردہ ہی ہوتے ہین) تو ہم مان لین گے +

ہمین تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتون پر امید کیسے باندھ لیتے ہین دین تو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس مین ان باتون کا نام تک نہین صحابہ کرام

کبھی فوت ہوئے کیا کسی کے قل پڑھے گئے صد ہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔

ایک طریق **اسقاط** کا رکھا ہے کہ قرآن شریف کو گھیر دیتے ہیں یہ اصل میں قرآن شریف کی بے ادبی ہے انسان خدا سے سچا تعلق رکھنے والا نہیں ہو سکتا جب تک سب نظر خدا پر نہ ہو۔

سوال۔ ایک عورت تنگ کرتی ہے کہ سودی روپیہ لیکر زیور بنا دو اور اس کا خاوند غریب ہے۔

جواب۔ وہ عورت بڑی نالائق ہے جو خاوند کو زیور کے لئے تنگ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سود لیکر بنا دے۔ پیغمبر خدا صلعم کو ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا اور آپکی ازواج نے آپ سے بعض دنیوی خواہشات کی تکمیل کا اظہار کیا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو یہ فقیرانہ زندگی منظور نہیں ہے تو ان کو کہدے کہ آؤ تم کو الگ .... کر دوں۔ انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہی بادشاہ ہو گئیں وہ صرف خدا کی آزمائش تھی۔

سوال۔ ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔

جواب۔ یہ عورت کا حق ہے اسے دینا چاہئے اول تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کر دینا چاہئے پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر اپنا مہر بخش دیتی ہیں یہ صرف رواج ہے جو مروت پر دلالت کرتا ہے۔

سوال۔ اور جن عورتوں کا مہر مچھر کی دو من چربی ہو وہ کیسے ادا کیا جاوے۔

جواب لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا اس کا خیال مہر میں ضرور ہونا چاہئے خاوند کی حیثیت کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی حیثیت ۱۰ روپے کی نہ ہو تو وہ ایک لاکھ کا مہر کیسے ادا کریگا اور مچھر کی چربی تو کوئی مہر ہی نہیں یہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا میں داخل ہے۔

سوال۔ میت کے لئے فاتحہ خوانی کے لئے جو بیٹھتے ہیں اور فاتحہ پڑھتے ہیں۔

جواب۔ یہ درست نہیں ہے بدعت ہے آنحضرت صلعم سے یہ ثابت نہیں کہ اسطرح صف بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ خوانی کرتے تھے۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ بوقت شب

چند ایک احباب نے بیعت کی جس پر حضرت اقدس نے ایک جامع تقریر در بارہ تزکیہ نفس و اصلاح اخلاق فرمائی جو اس قابل ہے کہ بہت توجہ سے پڑھی جاوے اور اس پر عمل درآمد کے لئے اپنے اور دوسرے بھائیوں کے لئے دعا کی جاوے

دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح سے دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے طیار رہو۔

گناہ کیا ہے گناہ اسی بات کا نام ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو ہدایتیں اپنے بندوں کو قرآن شریف کے ذریعہ سے دی ہیں ان کے برخلاف کرنا۔ دلیری سے اس کی احکام کو توڑنا شوخی اور شرارت سے اس کی خلاف ورزی کرنی یہی گناہ ہے۔ جب ایک بندہ دیدہ دانستہ گناہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بہت ہی ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ گنہ گار دوزخ میں پڑے بلکہ دنیا میں بھی طرح طرح کے عذاب اُسے بھوگنے پڑتے ہیں۔ دیکھو اگر دنیا کے ایک ادنےٰ حاکم کی خلاف ورزی کرو تو پکڑے جاتے ہو اور سزا کے مستحق ہوتے ہو۔ لیکن تاہم اس حاکم دنیاوی کی گرفت سے تم اس طرح نجات بھی پا لیتے ہو کہ کسی دوسرے حاکم کی عملداری میں بھاگ جاؤ مثلاً اگر انگریزوں کے ملک میں کوئی خلاف ورزی کرکے فرانس کے ملک میں چلا جاوے تو انگریز اُسے سزا نہیں دے سکتے لیکن خدا تعالیٰ کی گرفت سے تم کہیں دوسری جگہ جاکر اپنی جان نہیں بچا سکتے کیونکہ یہ سب زمینیں اور آسمان اُسی کی ہیں اور کوئی دوسرا آسمان اور زمین ایسا نہیں بنا سکتا کہ وہاں تم کو پناہ مل سکے اس لئے انسان کو چاہئے کہ خدا سے ہمیشہ ڈرتا رہے۔

دوکھ اور مصیبت کے دو اقسام

گناہ بہت بڑی شے ہے عادۃ اللہ اسیطرح چلی آئی ہے کہ شوخی سے اللہ تعالےٰ کو غضب آتا ہے اس لئے

دکھ کے دو قسم ہوتے ہیں

ایک تو وہ جن پر انسان صبر نہیں کر سکتا مثل بکری کے ذبح ہوتی ہے اور کوئی پناہ اُسے نہیں ملتی وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے (ما اصابکم من مصیبۃ الا بما کسبت ایدیکم) دوسرا وہ دکھ جو جبکہ انسان کو تسلی ملتی ہے اور اُسے صبر کی توفیق دیجاتی ہے فرشتے تسکین کے ساتھ اس پر نازل ہوتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں کو بھی ہوتے ہیں اور وہ منجانب اللہ ہوتے ہیں جس کی طرف اشارہ کرکے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف الخ)۔ جب تک انسان زندہ ہے شیطان اس کی تاک میں لگا ہوا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس سے نیک عمل نہ ہونے دیوے وہ انسان کو دھوکہ دیتا ہے فریب دیتا ہے لیکن یاد رکھو کہ مرنے کے ساتھ عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اس وقت تم کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرو کسی طرح سے خدا کو راضی نہ کر سکو گے اور بدعملی کا برا انجام ہمیشہ بھگتنا پڑیگا جس کی کوئی میعاد مقرر نہیں خوش قسمت وہ انسان ہے جسکو ایمان ملے اور وہ جان لیوے کہ خدا کی ناراضگی ایک جہنمی زندگی ہے خدا کی رضامندی کے یہ معنے نہیں ہوئے کہ بہت سا مال و دولت ملجاوے بلکہ یہ کہ شیطان کے حملے سے انسان اپنے ایمان کو بچا لیوے۔ اس کے لئے چاہئے کہ دعا کرو یہ کوئی آسان بات نہیں ہے جو تم کو یونہی حاصل ہو جاویگی جب تک خدا تعالےٰ توفیق ندے اس لئے اسی سے دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ جو امور تیری مرضی کے خلاف ہیں تو ان سے ہمیں بچا اور اپنی رضامندی کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخش کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اُسے ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔

گناہوں کا علم کیسے ہو

بہت لوگ ایسے ہیں کہ ان کی زندگی ایک اندھے نابینا کی طرح ہوتی ہے عوام تو درکنار لکھے پڑھے عالموں فاضلوں کو بھی گناہ کا علم نہیں ہوتا اگرچہ وہ سو سو سال کی عمر پاویں گناہ کا پتہ ہمیشہ ٹٹولنے اور مجاہدے سے لگتا ہے بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں۔ جیسے حسد، بغض تکبر ریا عجب وغیرہ ان کو برے اخلاق کہا کرتے ہیں اور انہی میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ صرف شیطان ہی میں تکبر نہیں ہے بلکہ بہت ہیں جو اپنے بھائیوں سے تکبر کرتے ہیں ان برے خلقوں کا جو انسان کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں علم نہیں ہوتا۔ جب تک ان کو انسان خود نہ ٹٹولے اور تلاش کرے۔ مثلاً ایک غصہ ہے کہ جب انسان کرتا ہے تو کہاں تک اس کی نوبت پہونچتی ہے پھر حسد ہے کہ کسی کو یا دوسرے کی مال و دولت کو دیکھکر انسان کڑھتا ہے اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس یہ نہ ہو پھر ایک بخل ہے کہ مسلمانوں کو ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ہمسایہ کی ہمدردی اور اس پر رحم نہیں کرتا۔ دنیا سے محبت کرکے اپنے قوے اور مال سے دوسروں کو آرام نہیں پہونچاتا۔ غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا چاہئے۔

اور صرف گناہ سے بچنا تو ایک ادنےٰ بات ہے چاہئے کہ اُن سے بچکر نیکی اور اطاعت اور عبادت میں کوشش کرو تب برکت سے دل بھر جائیگا اس کی مثال ایسی ہے کہ جس کپڑے کو گند

لگا ہوا ہے اندر سے نہیں دھوکر جلن کا لوٹن چھوڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے تو یہ صاف کر کے اسے معطر کرنا اور عمدہ طرح سے رکھنا جس سے دوسروں کو فائدہ پہونچے اور ان کو خوش نما نظر آوے یہ عمدہ بات ہے ایسے ہی دل کو ہر ایک قسم کے اخلاق رذیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگانا چاہیئے کہ اندر سے خوشبو آوے جب تک یہ حالت نہ ہو کسی قسم کا شکوہ خدا سے نکرنا چاہیئے اور اس بات پر نازاں نہ ہونا چاہیئے کہ میں گناہ نہیں کرتا مطلق گناہ سے بچنا کوئی نیکی نہیں اس کے لئے دیکھو تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء (کی)

کارآمد وجود بننے سے خدا برکت دیتا ہے

بہت ہیں کہ وبا سے مرتے ہیں اور خدا کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ خشک ہونٹوں کا اقرار کوئی شے نہیں ہے۔ اپنے آپ کو خدا کی راہ میں ..... ایک کارآمد وجود ثابت کرنا چاہیئے۔ ایک بکری اگر تمہارے گھر میں ہو اور عمدہ دودھ دیوے جس سے تمہارے بال بچے پرورش پاتے ہوں تو تمہارا دل اسے ذبح کرنے کو کبھی نہیں چاہتا لیکن اگر وہ تمہارے کام کی نہیں رہی اور کوئی فائدہ تم کو اس سے حاصل نہیں ہوتا تو تم اسے ذبح کر دینے میں کوئی دریغ نہ کروگے پس ایسا ہی یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کی راہ میں نیکی کرنیوالا۔ دوسروں کو نفع پہونچانیوالا نہ ہو تب تک خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہے اور وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہے جو دودھ نہیں دیتی۔ اسی لئے اپنے وجود کو خدا کے کام میں لگاؤ اس کی عبادت کرو اور اس کی رضامندی کے لئے بندوں کو آرام پہونچاؤ۔

زبانی تلاوت اور وظائف کارآمد نہیں جب تک عمل نہو

بعض آدمی صرف زبان سے استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہتے ہیں اور پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہم تو ایک ایک سو دفعہ ہر روز پڑھتے ہیں لیکن فائدہ نہیں ہوتا ان سے کوئی پوچھے کہ خدا نے تم کو انسان بنایا ہے نہ کہ طوطا بنایا ہے اگر انسان ہو تو سمجھ کر پڑھو اور اس کے معانی پر غور کرو نہ یہ کہ طوطے کی طرح پڑھتے تو رہے لیکن سمجھا ایک حرف بھی نہیں۔ یاد رکھو کہ صرف زبان سے کلمات کے تکرار کرنے میں برکت نہیں ہوتی جب تک دل بھی اس کے ساتھ نہ ہو خواہ قرآن ہی کیوں نہ پڑھتا ہو خواہ کلمہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر طوطے کی طرح پڑھتا ہے اور سمجھ کر اس پر عمل درآمد نہیں کرتا تو کچھ برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ صرف قول ہوگا حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ عمل صالحہ کرو۔ بعض نادان فخر کیا کرتے ہیں کہ آج ہم نے سارے دن میں ایک قرآن ختم کیا ہے اس سے کوئی پوچھے کہ فائدہ کیا ہوا زبان سے تو تو نے کام کیا لیکن باقی اعضاء کو بہن ناکارہ بنا دیا یا وہ فضول اور بیکار رہنا ئے گئے ہیں اسی لئے بعض قرآن پڑھنے والوں پر لعنت ہوتی ہے کہ ان کی تلاوت قرآن صرف قول ہی قول ہوتی ہے اور اعمال اس کے مطابق نہیں ہوتے۔

گورنمنٹ نے تعزیرات ہند بنائی ہے اگر اسے کوئی ہر روز پڑھ جایا کرے اور عمل درآمد نکرے غبن کرتا ہو رشوہ وغیرہ برابر لیتا رہے تو کیا اس کی گرفتاری کے وقت یہ عذر کام آویگا کہ میں تعزیرات ہند روز پڑھ لیا کرتا تھا بلکہ اسے اور زیادہ سزا ملے گی کہ باوجود علم کے اس نے برا کیا یاد رکھو کہ صرف زبان سے کام لینا کام نہ آویگا اس لئے اپنے آپ کو دکھ دو تکلیف دو اور خدا کو راضی کرو تو وہ تمہاری عمر بڑھا دیگا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو چیز لوگوں کو فائدہ رساں ہوتی ہے خدا اسے زیادہ دیر زمین میں رکھتا ہے کوئی زمیندار اپنے بیل کو ذبح نہیں کرتا جب تک وہ ناکارہ نہ ہو جاوے جب وہ کام کا نہیں رہتا تو آخر زمیندار کہنے لگتا ہے کہ دو چار روپے کھال ہی کے آجاوینگے گوشت بھی کام آجاویگا اسیطرح جب انسان خدا کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا تو ودخس کم جہان پاک کا مصداق ہو جاتا ہے۔ کیا تم بے گھر کی اچھی چیز دان کو باہر پھینک دیتی ہو۔ ہرگز نہیں۔ سونا چاندی وغیرہ بیش قیمت اشیاء کو کیسے سنبھال سنبھال کر رکھتی ہو لیکن ایک چوہا مرا ہوا نظر آوے تو اسے فوراً پھینک دوگے اسیطرح خدا اپنے نیک بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور بعجز لی کی موت نہیں دیتا با برکت ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عزیزوں سے سلوک کرو۔ شریکوں کی زمینیں نہ دبا کو چھوڑ مقدمے نکرو۔ جھوٹی گواہی نہ دو ان باتوں سے دل پاک رہیگا اور برکت دی جاویگی اور ولی کہلاؤ گے

اخلاقی اصلاح بہت مشکل ہے

اخلاق کی اصلاح کرنا بہت مشکل ہے

ایک خونی کو خون ترک کر دینا آسان ہے اور چور کو چوری چھوڑ دینا سہل ہے لیکن غصہ والے کو غصہ اور تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہے۔ دوسرے کو حقیر نہ جاننا۔ اپنے آپ کو چھوٹا خیال کرنا اور جو خدا کی عظمت کے واسطے اپنے آپ کو چھوٹا بنا دیگا تو خدا اسے خود بڑا کر دیگا جس قدر اولیاء گذرے ہیں اول انہوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی کی طرح جانا تب انجام یہ ہوا کہ اولیاء ہو گئے دوسرے کو چھوٹا اور اپنے آپ کو بڑا جاننا یہ بھی ایک شرک ہے۔

تکبر کے اقسام

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے بعض وقت دوسرے کو آنکھوں سے گھور کر دیکھتا ہے۔ اس کے بھی یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر جانتا ہو پھر زبان کا تکبر ہے سر کا تکبر ہے پاؤں کا تکبر ہے ان سب تکبروں سے بچنا چاہیئے صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے جو جن ہوتے ہیں وہ سب نکل جاتے ہیں آخری جن تکبر ہے جو سب سے آخر نکلتا ہے بعض وقت دولت کا تکبر ہوتا ہے کہ دوسروں کو کنگال خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے بعض وقت خاندان کا تکبر ہوتا ہے ایک عورت سیدانی تھی اسے پیاس لگی وہ دوسری عورت کے گھر جا کر کہنے لگی کہ پانی دو لیکن پیالہ دھو کر دینا کیونکہ امتی ہو اور ہم سید ہیں یہ بھی تکبر ہوتا ہے بعض وقت ایک بھائی کا عیب دیکھکر اس کی پردہ پوشی نہیں کرتا بلکہ اس کے ایک ایک لفظ کی اصلاح علانیہ کرتا ہے یہ بھی تکبر ہوتا ہے ان سب سے بچنا موت ہے اور اسیوقت خدا کی برکت نازل ہوتی ہے جب تک یہ نہیں تو نہ برکت ہے اور نہ خدا تعالیٰ متکفل ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ یہ سامنے دیوار ہے اگر اس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ سوئی سے کر دو تو ان سے وہ روشنی حاصل نہ ہوگی جو کہ ایک بڑے سوراخ سے اندر آوے گی اور کل مکان کو منور کر دے گی ایسے ہی جب تک تم سچے مسلمان ہو کر تبدیلی اخلاق سے ایک بڑا سوراخ دل کے اندر نہ کروگے تو خدا کا نور داخل نہ ہوگا اور اسیوقت تمام وعدے قرآن شریف کے جو کہ استجابت دعا وغیرہ کے ہیں سب پورے ہوں گے۔

بعض وقت انسان شکایت کرتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی اس کی حالت اصل میں اس بیمار کی ہوتی ہے کہ جس نے ابھی صحت تو پائی نہیں ہوتی اور غذا اس

نے توڑنے مین طاقت آتی ہے لیکن شکایت کرنا ہے کہ مین چل پھر نہین سکتا فلان فلان اشیا کھا نہین سکتا پس جب حالت مین ابھی وہ اس قابل نہین ہوا کہ اس کی دعا قبولیت کی حد تک پہونچ جاوے تو اسے شکایت کا کیا حق ۔ اصل بات یہ ہے کہ سچا مسلمان بننا ایک سوئی کے ناکے مین سے نکلنا ہوتا ہے۔ لیکن جب تک یہ (نفس) موٹا ہے تب تک اس مین سے کیسے نکل سکتا ہے ہان لیکن طرح مشکل بھی نہین ہے کہ ہر وقت دعا کرتا رہے دعا سے ہر ایک مشکل حل ہوجاتی ہے تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف غور سے پڑھو اور عمل درآمد کیا کرو یاد رکھو وہ (اللہ تعالےٰ) حقیقۃ افعال سے خوش ہوگا صرف اقوال سے ہرگز نہ ہوگا یہ اس کی عادت ہے جو ابتدا سے چلی آتی ہے خدمت سے انسان بھی خوش ہوتا ہے اور خدمت ہی سے خدا بھی خوش ہوتا ہے جس وقت اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کرتا ہے اور میرے لئے مخلوق پر شفقت کرتا ہے تو اس وقت اس پر فرشتے نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے مسلمان مین فرق کرتا ہے۔

گناہ کو چھوڑنیکا طریق ہر ایک بدی اور گناہ اپنی کوشش سے اگر دور کرنا چاہو تو کبھی دور نہ ہوگا جب تک خدا تعالیٰ توفیق نہ دے اس لئے چاہئے کہ گناہون کو یادداشت مین رکھو اور رات دن ان کو دور کرنیکی کوشش کرو اگر ان کا باعث صحبت بد ہے تو اسے ترک کرو اگر بدخلقی ہے تو جیسے ہر ایک مرض کا ایک سبب ہوتا ہے پس جب تم ان اسباب کو ترک کروگے جس سے گناہ ہوتا ہے تو گناہ خود بخود چھوٹ جاویگا بعض وقت اس مین عاجز بھی آجاتا ہے اور چھوڑنا چاہے تو بھی اس سے نہین چھوٹتا ایسی صورت مین دعا سے کام لو یاد رکھو مجرمانہ زندگی سے موت بدرجہا بہتر ہے اس سے اتنا تو ہوتا ہے کہ گناہون کا سلسلہ لمبا نہین ہوگا (اس سے یہ مراد نہین ہے کہ نعوذ باللہ خودکشی کرلی جاوے) مگر پوری کوشش اور دعا سے کام لینے سے آخر انسان نجات پا جاتا ہے کیونکہ دعا بھی معمولی شے نہین ہے اصل مین وہ بھی ایک موت ہی ہے۔ جب تک انسان ایک بات کے واسطے پورے طور پر مضطرب ہو اور راتون کو آرام ترک کرنہ جاگے اور خدا کی بارگاہ مین تضرع اور ابتہال سے اپنے آپ کو موت تک نہ پہونچا دیوے تب تک دعا نہین ہوتی۔

طریق دعا۔ سب سے ضروری دعا خدا کے سامنے اپنے آپ کو پاک صاف بنانے کی ہے اور اس مین بہت مشقت ہے اگر یہ قبول ہوجاوے اور انسان خدا کی نظرون مین پاک صاف قرار پا جاوے تو دوسری دعائیں خود بخود قبول ہوجاوین گی یعنی اول اول جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہین جب وہ دور ہوگئے تو پھر دوسرے حجابون کے دور کرنے کے لئے بہت محنت کی ضرورت نہین رہتی ہر دعا ایک مجاہدہ چاہتی ہے ۔ جو دعا سے دور ہے وہ خدا سے دور ہے جو فقیر اڑ کر بیٹھ جاتے ہین آخر ان کو کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے (مگر گداے خر گدا نہ بنے) کہ میرا پیچھا نہین چھوڑتا تو خدا تو بخیل نہین ہے وہ بڑا رحیم کریم ہے اگر تم اڑ کر اس سے مانگو اور برابر مانگتے رہو اور جو حق مانگنے کا ہے اس طرح مانگو تو وہ کیون نہ دیگا ہان دعا چاہئے صرف زبان کی بک بک ہی نہ ہو جو لوگ اوپری زبان سے دعا کرتے ہین اور آداب دعا کو انہون نے مدنظر نہ رکھا آخر کار قبولیت کے آثار نہ دیکھکر خدا سے منکر ہوگئے پنجابی کی یہ مثل خوب ہے۔

جو منگے سو مر رہے جو مرے سو منگن جا

(یعنی جو مانگنا چاہتا ہے اسکو ایک موت اپنے اوپر وارد کرنی چاہئے اور مانگنے کا حق اسی کا ہے جو اول مرجاوے) دعائین انسان کی جب کمال اضطرار تک پہنچ جاتی ہین تو اس کی قبولیت کے سامان کئے جاتے ہین

خدائی کا جلوہ جس نے دیکھنا ہو وہ دعا بہت کرے

ان آنکھون سے وہ نظر نہین آتا بلکہ دعا کی آنکھون سے نظر آتا ہے کیونکہ اگر دعا کے قبول کرنے والے کا پتہ نہ لگے تو جیسے لکڑی کو گھن لگ کر وہ نکمی ہوجاتی ہے ویسے ہی انسان پکار پکار کر تھک کر آخر دہریہ ہو جاتا ہے ایسی دعا چاہئے کہ اس کے ذریعہ ثابت ہو جاوے کہ اس کی ہستی برحق ہے جب اس کو یہ پتہ لگ جاوے گا تو اس وقت وہ اصل مین صاف ہوگا یہ بات اگرچہ بہت مشکل نظر آتی ہے لیکن اصل مین مشکل بھی نہین ہے بشرطیکہ تدبیر اور دعا دونون سے کام لیوے جیسے

ایاک نعبد وایاک نستعین

کے معنون مین (ابھی تھوڑے دن ہوئے) تبلایا گیا ہے نماز پوری پڑھو صدقہ اور خیرات دو توپوری نیت سے دو کہ خدا راضی ہوجاوے اور توفیق طلب کرتے رہو کہ بیماری عجب وغیرہ زہریلے اثر جس سے ثواب اور اجر باطل ہوتا ہے دور ہوجاوین اور دل اخلاص سے بھر جاوے ۔ خدا پر بدظنی نکرو وہ تمہارے لئے ان کامون کو آسان کرسکتا ہے (بلکہ کردیا ہے کہ ایک تیرے جیسا مقدس وجود ہم مین مبعوث فرما کر اپنی طرف راہ نمائی کی۔۔ ایڈیٹر) وہ رحیم کریم ہے۔

باکریمان کارہا دشوار نیست

اگر پیچھے لگے رہوگے تو اسے رحم آہی جاویگا۔

خدایابی سے محروم رہنے کے اسباب بہت لوگ ہین کہ سیدھی نیت سے طلب نہین کرتے تھوڑا طلب کرکے تھک جاتے ہین ۔ دیکھو اگر ایک زمین مین ۔ چالیس ہاتھ کھودنے سے پانی نکلتا ہے تو تین چار ہاتھ کھود کر جو شکایت کرے کہ پانی نہین نکلا تم سے تم کیا کہوگے اس قسم کے بدقسمت انسان ہوتے ہین کہ وہ دو چار دن دعا کرکے کہتے ہین کہ ہمین پتا کیون نہ لگا اور اسطرح ایک دنیا گمراہ ہوگئی ہے ۔ وظیفہ اور وچا ہو کر کرتے رہے مگر جس حد تک کھودنیسے پانی نکلنا تھا اس حد تک نہ کھودا یعنے نہ پہونچے تو خدا کی ذات سے منکر ہو گئے اور آخر کار خلقت کا رجوع اپنی طرف دیکھکر ٹھگ بن گئے اس کا باعث یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جس رفتار سے چلنا چاہئے تھا اس رفتار سے نہ چلے اور اس کے عطا کردہ دوسرے قوے اور اعضاء سے کام نہ لیا اور طوطے کی طرح وظیفون پر زور لگاتے رہے آخر کار لعنتی ہوگئے۔

گر نہ باشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

اس کے یہ معنے ہین کہ اس کی راہ پر چلا جاوے یہانتک کہ مرجاوے۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

کے یہی معنی ہین وہ موت جب آتی ہے تو ساتھ ہی یقین بھی آجاتا ہے موت اور یقین ایک ہی بات ہے غرض کہ اس کمزوری اور کسل نے لوگون کو خدا یابی سے محروم کردیا ہے کہ پورا حق تلاش کا ادا نہ کیا راستہ مین جھلکا ملگیا اسی پر راضی ہوگئے اور دوکاندار بن گئے

اطاعت عبادت خدمت مین اگر صبر برگزیدون کی لیاقت مین ضعیف کو دخل نہین اللہ عنہ وہ اظہار پسند کرتا ہین

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب کی فہرست

طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہے اور جسکے دریافت ہو جانے نے یسوعی معجزات کی کل ہر ایک مذہب وملت حتی کہ ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دیدی ہے اور جسکے ذریعہ سے بڑی بڑی امراض کا علاج ہو جاتا ہے اسکا بر محل اور ٹھیک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہے جو ہدایات اس مین درج ہین انپر مشق کرنیسے انسان صحت نیت رکھکر اپنے وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہے اور خیالات مین یکسوئی اور انکے ضبط کرنیکی عادت بھی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عام طور پر اس کتاب کے لکھنے والون نے وہ مبالغے کئے ہین کہ آسمان اور زمین کے قلابے ملادئے ہین اور انکے مشاق کو گویا خدائی کی کل چلانیوالا اقرار دیدیا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الٰہی کا نیک یا بد استعمال کر کے ثواب یا عذاب کماتا ہے جیسے خدا کی ارادہ سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہے ویسے ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط و کتابت کرین قیمت ۴؎

شہادۃ آسمانی حصہ دوم و اول ۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین لکھی ہے اور دیگر معترضین کے اعتراضون کی جواب اس مین دئے گئے ہین ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہے اور مسئلہ جہاد ۔ اور خر دجال یاجوج ماجوج تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ

سر مکتوم یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ثابت کیا ہے اور نساء کم حرث لکم پر لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ جن مردون کے زندہ ہونیکا ذکر انجیل مین ہے خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵؎

رویائے صالحہ جسمین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت ۔ محمد حسین بٹالوی کے کفر نامہ طیار کرنیکا اور حضرۃ مسیح موعود ع کا ثبوت صحف سابقہ ہے قیمت ۲؎

اعجاز احمدی ۲۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہین اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہوتا ہے قیمت ۱؎

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب ساکن لاہور کی نظم جو کہ آپنے اردو زبان مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہے قیمت ۱؎ (محصول ڈاک بذمہ خریدار)

عاقبۃ المکذبین لودیانوی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان بیعت کے دس شرائط حضرۃ مسیح کی وفات و حیات پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ۱؎

اسلام اور اسکا بانی یعنی طامس کارلائل صاحب مرحوم المعروف بہ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی لکچر کا ترجمہ مترجمہ منشی عبد العزیز خان صاحب صادق قیمت ۳؎

صیانۃ الناس مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل امروہی قیمت ۱؎

الہامی دعا ۔ رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت

کامن پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے ضلع گوجرات

نظم برلنے نرمنورات بطریق کامن مصنفہ " " "

ردستانی احمدیہ ساختہ مرزا عبد الکریم مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ۱؎ فی تولہ اوسط قسم تاجر ونکو

سر الشہادتین اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ من وعن آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف مین موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود ع کے وقت مین پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہین ان کی تفصیل دی گئی ہے مصنفہ

الفرقان شاہجہانپور سے ایک رسالہ بنام البرہان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین نکلتا ہے اس کا جواب حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے الفرقان مین دیا ہے جو کہ حقائق اور معارف کا عمدہ مخزن ہے ۲۰×۲۶ کی تختی پر بہت عمدہ طبع ہوا ہے قیمت صرف دفتر البدر سے ملسکتا ہے

عکسی تصویر حضرۃ اقدس ع ۔ کارڈ سائز ۱؎ کیبنٹ سائز ۸؎ نصف درجن کے خریدار کو

مذکورہ بالا اشتہار کے حوالہ سے تمام درخواستین بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

ضوابط اخبار البدر

(جن کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کر لینا چاہئے)

(۱) **حجم** اخبار کا ۸ صفحے ہین جسمین ٹائیٹل پیج شامل ہے دو فالتو صفحے صرف اتفاقاً چندماہ اشتہارون کے لئے ایزاد ہین بعض تاریخون پر کثرت مضامین کے لحاظ سے دس صفحہ بھی دئے جاتے ہین لیکن وہ آئندہ نمبرون مین وضع کر لئے

(۲) **مضامین** البدر کا خاص اور مقدم مضمون حضرۃ امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلے سے پہونچانا ہے بصورت نہ ہونے تقریرون وغیرہ کے آپ کی تصنیفات مین سے عمدہ مضامین تبلیغ عملدرآمد اور ازدیاد معرفت کے لئے یاددہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہین اس کے بعد درس قرآن سے نکات اور جماعت احمدیہ کی خبرین اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذاہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات ...... اور مراسلات وغیرہ۔

(۳) **اوقات اشاعت** اخبار کی اشاعت کی تاریخین اگرچہ ہر ماہ کی یکم ۸ - ۱۶ - ۲۴ ہین اور حتی الوسع بڑی دیانتداری سے کوشش کی جاویگی کہ وقت پر اشاعت ہو مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ نیز ذمہ نہین لیتا۔

(۴) **خط و کتابت** کارخانہ سے متعلق خط و کتابت خواہ کسی قسم کی ہو اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہین۔

(۵) **عدم رسید اخبار** اگر ایک ہی مقام یا اس کے گرد و نواح مین اخبار پہونچ گیا ہو اور آپکو نہ ملا ہو تو تاریخ رسید کے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ مین اطلاع دینی چاہئے ورنہ ممکن ہے کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) **تبدیل پتہ** تبدیلی کے وقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہئے جہاں پتا بدلنا ہے وہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا اور آپکو نہ ملا تو ہم ذمہ وار نہین۔

(۷) **چندہ سالانہ** پیشگی اگر بلا تقاضا خود ارسال کیا جاوے تو ۲؎ پیشگی بذریعہ وی پی جس مین ایک کتاب قیمتی ۳؎ بھی ہے ۲؎ **برٹش فارن ممالک** یعنی ہندوستان کے باہر ہے ۔ جو خریدار ایکدہ ماہ بعد ادائیگی قیمت

تفسیر القرآن بالقرآن یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرۃ مسیح آخر زمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نور الدین صاحب کو لفظ بلفظ سے زیادہ سنادی تھی حضرۃ مسیح الزمان نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے نہایت عمدہ بے نظیر تفسیر زبان سے قرآنی نکات خوب بیان کئے ہین دلون پر اثر کرنیوالی ہے حضرۃ مسیح الزمان اور مولانا مولوی نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت ۔ ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ ارسال کی جاتی ہے۔ بلا جلد ہے مجلد ہے پارہ الم کی قیمت ۱؎ پارہ عم ۲؎ المشتہر خاکسار **فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام** ٹیلا وری ضلع کرنال تمام درخواستین مشتہر کے نام آنی چاہئیں نہ کہ دفتر البدر مین۔

نیو فیشن کے سٹ ناظرین ہمارے یہان مینا کاری کوفت گری کا کام کوٹ قمیص کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہین جن کے اوپر نام سنہری و چاندی اور بیل بوٹا ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان مین لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہے کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہین اور یہ عمر بھر مین اگر ٹوٹ جاوین **نمبر ۱** بٹن سٹ نام بھی سنہری اور کام بھی سنہری قیمت ۳؎ **نمبر ۲** ۔ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندی قیمت ۹؎ **نمبر ۳** ۔ بٹن سٹ نام بھی چاندی اور کام بھی چاندی قیمت **نمبر ۴** انگشتری بیل بوٹا چاندی کا قیمت ۲؎ خط کے آنے پر بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتا ہے ۔ پتہ الشاہ جی ۔ ایم کمپنی گوجرات پنجاب۔

عطر عمدہ ہر قسم کا اور تیل خوشبودار ہر قسم کا سرمہ ہر قسم کا دوائی یونانی و انگریزی (مصری) پٹکہ و لنگی ہر قسم رومال وسوسی ہر قسم دہر کے بنیان و جراب ہر طرح کی دیسی و انگریزی سوتی و اونی کلاہ و ٹوپی ہر قسم کی سادی و کامدار ہر کی گیٹس یعنی پٹی کمر بند سواران و میا پیمانہ دیا جامہ ہر طرح کی جوتی خورد و کلان سادہ و کامدار اور بوٹ و گرگابی ہوز دیسی انگریزی اور پنجابی و لودیانہ و ہندوستانی وغیرہ وغیرہ برتن مراد آبادی گلو بند ہر قسم کے خورد و کلان شانہ مردانہ اور زنانہ کاہی کے اور سینگ کے ہر قسم قفل آہنی و پیتل کے ہر قسم خورد و کلان تولیہ ہر قسم کے ۔ دری ہر قسم کی قینچی دیسی و ولایتی ہر قسم کی چاقو دیسی و ولایتی ہر قسم کے قیمت کا حال مشتہر سے دریافت کرو۔

المشتہر حافظ نور احمد احمدی اینڈ کو تاجر سیٹھ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

دار الاسلام پریس قادیان دار الامان مین محمد افضل و معراج دین صاحب پروپرائیٹران کے اہتمام سے چھپا

خریداروں کو اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی امداد اور سرمایہ پر ہے اس کی بروقت اشاعت اور اڈیٹوریل شاف کی تکمیل اور ذمہ داری کو بہ ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت ، اشاعت بہت قلیل اور شاف نامکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسی وقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو احباب اور ہمدردی کر خیال کو دل دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ اس کی اشاعت میں سعی کر کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد کو پورا کر کے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ دار بنا دیویں اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانت داری سے بجالانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضاء و قدر سے ہر ایک لاچار ہے ۔ مینیجر

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسولے کش محمد ہست نام
جان شدہ با جان بدر خواہد شدن
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
آن نہ از خود از ہمان جا ئے بود
اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
معجزات او ہمہ اندر راست
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یک قدم دوری ازان روشن کتاب

مصطفےٰ مارا امام و مقتدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت ست
منکر آن مورد لعن خداست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اندرین دین آمدہ از مادریم
بادۂ عرفان ما از جام اوست
مہر او با شیر شد اندر بدن
ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
وصل دلدار ازل بے او محال
از ملائک و از خبر ہائے معاد
منکران مستحق لعنت است
معجزات انبیاء سابقین
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

وہ الفاظ جنمیں حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہیں

ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے ۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۳ بار - آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں ۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے راہوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔

سوم - یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالٰی کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا ۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالٰی کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا ۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر راہ میں دستور العمل قرار دیگا ۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا ۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ کو دیا تھا - ۱۸۸۹ سے ۱۹۰۲ تک چودہ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنے موجودہ عنوان کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو آپکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا ۔

توسیع اشاعت

(۱) سید جلال الدین صاحب البدر کی خدمات کی قدر دانی ان الفاظ مین فرماتے ہین۔

بندہ کو آپکے اخبار کے ساتھ بہت ہمدردی ہی اور ہر ایک صاحب فہم احمدی کو ہونی چاہئی کیونکہ اخبارات واقعی اس سلسلہ کے روح روان ہین جن کے ذریعہ سے اپنے پیارے آقا کے کلمات طیبات دور دراز غریب الوطنون کو پہنچ رہے ہین ہم سب جماعت والون کو ان کی بقاء کے لئے بہمہ جان ودل کوشش ومدد کرنی چاہئی کیونکہ ان کے ذریعہ سے اعدا کا وہ قتل (بذریعہ تبلیغ احکام الہی) ہو رہا ہے کہ ہمارے موہوم مہدی (جن کے مخالف منتظر ہین) بیچارے مشکل سے کر سکتے۔ لیکن یہ ہفتہ وار چڑہائی چارون اطراف کو (بذریعہ ملفوظات) کھست کرتی جاتی ہے خدا ان کو جلد روزانہ حملون کی نوبت تک پہونچاوے

قابل توجہ ۔ ہم اپنے دیرینہ کرمفرما ؤن منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ۔ سید عبدالرحیم صاحب کلکی حیدرآباد دکن ۔ حافظ غلام رسول صاحب احمدی سوداگر وزیرآباد ۔ سید مدثر شاہ صاحب پشاور اور دیگر اصحاب جنہون نے سال گذشتہ مین البدر کی اشاعت مین ایک کافی اور قابل قدر حصہ لیا تہا ان کی توجہ کو اس سال پھر ان کے قومی خادم البدر کی اشاعت کیطرف مائل کرتے ہین امید ہے کہ ان اصحابنے جس ہمدردی اور دل سوزی سے اس ہیچمہرز ایڈیٹر اور منیجر کی اول سال مین حوصلہ افزائی فرمائی تھی اور اپنی خداداد کوشش اور ہمت سے ایک غیر ممکن امر کو ممکن کر دکھایا تہا اب اس سال بھی واپنی عنایت سے حوصلہ افزائی کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمادین گے اور ہمارے دوسرے اور نئے خریدار دن مین سے کم از کم اسی قدر اور احباب بھی البدر کی سرپرستی اہتمام کے لئے ویسے ہی کمر ہمت باندھنگے جیسے مذکورہ بالا احبابنے باندھی تھی اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی محنت اور ہمدردی کا اجر دیگا۔ افریقہ کے اصحاب بھی کسیطرح پیچھے نہ رہنا چاہیں ان کے لئے سید جلال صاحب کی نظیر کافی ہے۔

بابو غلام غوث صاحب ہیڈ نرسی اسسٹنٹ فرلفہ حال وارد قادیان نے اپنے خرچ سے اپنے دو دوستون کے نام اخبار جاری کروائے ہین۔

بابو شمس الدین صاحب گٹ پرس شملہ نے اپنے خرچ پر ایک صاحب کے نام بدر جاری کروایا ہے۔

محکمہ ڈاک کی توجہ کے قابل

قادیان سے جو رسالے و اخبار نکلتے ہین ان کی نسبت بربرا علاقہ سمالی لینڈ سے بڑی سخت شکایت آئی ہے جسے ہم بلفظہ درج کر کے منتظم افسران ڈاک خانہ کی توجہ کو اصلاح انتظام کی طرف متوجہ کرتے ہین لطف یہ ہے کہ وہ اخبارات واپس ہو کر قادیان مین بھی نہین پہونچے۔

ممتاز علی خان صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ نیٹو فیلڈ ہاسپٹل سکنڈ برائیگیڈ سمالی لینڈ فیلڈ فورس بربرا سے تحریر کرتے ہین کہ مورخہ ۸ جنوری سے لیکر سوائے ۱۶ فروری والے البدر کے اور کوئی بھی پرچہ البدر کا نہین ملا حیران ہون برائے مہربانی لفافہ یا پرچے ارسال فرما کر مشکور فرما دین ابتک ان کا منتظر تہا لیکن جب ۱۶ فروری والا البدر ملگیا اور وہ نہ ملے تو مجبوراً گذارش کرنا پڑا۔

ایسا ہی **الحکم کا حال** ہے کہ مجھے ایک بھی پرچہ اس کا نہین ملا ریویو آف ریلیجنز کا بھی یہی حال ہے کہ جنوری وفروری کا بالکل نہین ملا ہر دو صاحبان کی خدمت مین پہلے عرض کر چکا ہون کہ آپنے جو کتابین ارسال فرمائی تھین وہ بھی نہین ملین۔

ایسی ہی عدن کالم کی طرف سے شکایت آئی ہے کہ متواتر دو ماہ سے اخبار ان کو نہین ملے علاوہ اس آرٹیکل کے ہم نے بمبئی اور لاہور کے پوسٹماسٹر جنرل صاحبان کی خدمت مین شکایتی خط بھی تحریر کئے ہین اور اگر اب بھی شکایت کنندہ اصحاب کو اخبار وغیرہ نہ پہونچین تو وہ علاوہ ہمین اطلاع دینے کے بمبئی اور نیز اپنے علاقہ کے افسران ڈاک کو بھی شکایتی اطلاع پہونچا دین تا کہ ان کی توجہ خصوصیت سے اس طرف منعطف ہو۔

طاعون کی نسبت ضروری اطلاع

ان دنون جبکہ خدا تعالیٰ کی مشیت سے طاعون اپنے کارنامے حضرۃ مسیح موعود کی تائید مین بڑے زور شور سے دکھا رہی ہے ایسے موقعہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن اور مکذب عموماً خلاف واقعہ امور بیان کر کے لوگون کو دہوکا دیا کرتے ہین اور حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے مصنوعی پیشگوئیان افترا کر کے لوگون کو سنایا کرتے ہین خصوصاً پیسہ اخبار تو ایسے امور کو اپنی اخبار مین شائع کرنا شیر مادر کی طرح جائز اور حلال سمجھتا ہے اور ان کی انتظاری مین بیقرار بیٹھا رہتا ہے اس لئے ذیل ہین وہ تمام کلمات دافع البلاء اور کشتی نوح سے انتخاب کر کے لکھے جاتے ہین جن مین طاعون اور احمدی جماعت کی نسبت پیشگوئیان ہین تا کہ لوگون کو اصل الفاظ معلوم ہون اور وہ ہر ایک مفتری کا منہہ بند کر سکین۔

(۱) ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ ۔ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلاء طاعون کو ہرگز دور نہ کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلین جو ان کے دلون مین ہین یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لین تب تک طاعون دور نہین ہو گی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان مین تھا (دافع البلاء، صفحہ ۵)

حاشیہ صفحہ ایضاً - اوی عربی لفظ ہے جسکے معنی ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسمون مین سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی۔ جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس اس کلام الہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی اسی کی تشریح دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین (۱) یہ کہ کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذو نادر طور پر ہو جاوے جو بربادی بخش نہو اور موجب فرار وانتشار نہو کیونکہ شاذو نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (ب) یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین ان کے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی جو لوگون کو دیران کرنیوالی اور بھگا دینیوالی ہوتی ہے مگر اس کے مقابلہ پر دوسرے شہرون اور دیہاتون مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہون گی تمام دنیا مین ایک **قادیان** ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک۔

(۲) انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا

یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہین ہم ان کی

نور الدین بجواب ترک اسلام ۱۶۰۰ طبع ہوا تہا ابھی ایک ماہ نہین گذرا کہ قریب ۹ صد کے فروخت ہو چکا ہے بڑی تختی کی کتاب ۳۴۴ صفحہ علاوہ محصول ڈاک ۸ / مین گویا مفت ہے

زمین کے قریب آتے جاتے ہیں۔

(۳) یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احدٌ

طاعون پر ایک ایسا وقت ابھی آنیوالا ہے کہ کوئی بھی اسمیں گرفتار نہوگا یعنی انجام کار خیر و عافیت ہے۔ ایضاً صفحہ ۷

(۴) خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا مین رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتون کے لئے نشان ہے (ایضاً صفحہ ۱۰)

(۵) اور ایک دن آنیوالا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے ایضاً صفحہ ۱۱

(۶) عموماً قادیان مین سخت بربادی افگن طاعون نہین آویگی جس سے لوگ کتون کی طرح مرین اور ماری غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہوجاوین۔ اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہون مخالفون کی نسبت طاعون سے محفوظ رہین گے۔ مگر ایسے لوگ ان مین سے جو اپنے عہد پر پکے طور پر قائم نہین یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم مین ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرین گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگون کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہین (کشتی نوح صفحہ ۲)

(۷) یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگون کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہین کرتے بلائے طاعون سے نجات دیگا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اس کا خاص فضل رہیگا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان یا عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم مین ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت مین بھی کیس ہوجاوے (کشتی نوح صفحہ ۴)

(۸) میرے منجانب اللہ ہونیکا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہین گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلۃً طاعون کے حملہ سے بچا رہیگا اور وہ سلامتی جو ان مین پائی جاویگی اس کی نظیر کسی گروہ مین قائم نہین ہوگی اور قادیان مین طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کردے نہین آوے گی الا کم شاذ و نادر کشتی نوح صفحہ ۴

(۹) بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کریگی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جاویگی۔

(۱۰) کسیکو یہ وہم نہ گذرے کہ شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت مین بذریعہ طاعون کوئی فوت ہوجاوے تو نشان کے قدر و مرتبہ مین کوئی خلل آویگا کیونکہ پہلے زمانون مین موسیٰ اور یشوع اور آخر مین ہمارے نبی صلعم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگون نے تلوار اٹھائی اور صدہا انسانون کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جاوے اور یہ نبیون کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم پائی حالانکہ مقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان مین کچھ فرق نہ آتا تھا۔ (کشتی نوح صفحہ ۵)

(۱۱) کیا یہ عظیم الشان نشان نہین کہ مین بار بار کہتا ہون کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کریگا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہ رہیگا اور وہ سمجھ جاویگا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے (کشتی نوح صفحہ ۵)

قوم کو خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

ہوتی آئی ہے کہ اچھونکو برا کہتے ہین

سچ کہتے ہین گالی پہ قلم اٹھ نہین سکتا
بدگوئی کا یہ بار ستم اٹھ نہین سکتا
غمخوار کو کہتے ہین برا قوم کے نادان
ہم دیکھتے ہین ہم سے یہ غم اٹھ نہین سکتا
ہم صدق کے حامی ہین خادم دل و جان کر
ہان کذب کا یہ بار الم اٹھ نہین سکتا
ہم جانتے ہین یہ کہ ہے منزل کٹھن اپنی
اس راہ پہ یون سہل قدم اٹھ نہین سکتا
حق پاتے ہین جو ساتھ ہی پاتے ہین وہ تلخی
بے رنج تو یہ گنج کرم اٹھ نہین سکتا
ٹھٹھے مین اڑاتے ہین ہمین قوم کے جاہل
سو داس سے کوئی بیش یا کم اٹھ نہین سکتا
جو کہتے ہین اور کرتے ہین ہم جانتے ہین مولا بے صبر کے یہ کار اہم اٹھ نہین سکتا
خبث اپنا دکھاتے ہین ہمین قوم کے نادان
صادق کا تو کاذب سے بھرم اٹھ نہین سکتا
غمخوار کی آنکھین ہین غم قوم مین نمناک
حق چھپنے سے پہلے یہ قلم اٹھ نہین سکتا
ایذا جو ہمین دیتی ہے وہ دے لے تو ای قوم
پر فکر ترا ایک بھی دم اٹھ نہین سکتا
ہم دیکھتے ہین صاف کہ ہین صدق کے حامی
پر تم سے صداقت کا علم اٹھ نہین سکتا
مت گالیان دو ہمکو تو اے امت احمد
یہ لطف ترا خیر امم اٹھ نہین سکتا
تو دیکھ زمانے کی روش اور سنبھل آجا
اب کھوٹا ترا دام و درم اٹھ نہین سکتا
بے سوچے انجام کے اب کوئی نتیجہ
اے راہبر ملک عدم ...... اٹھ نہین سکتا
حامد کی نصیحت ہے یہی تم کو عزیزو
کچھ فائدہ بے خلق و کرم اٹھ نہین سکتا

دیگر

بدگوئی سے اجتناب اولیٰ + بدگوئی سے بے جواب اولیٰ
جس خانۂ دل مین کچھ بدی ہے + وہ خانۂ دل خراب اولیٰ
اے فتنۂ قوم اب تو سوجا + بیداری سے تیری خواب اولیٰ
جس جا مین ہون پیدا شرک شان + ہجرت ہو وہان شتاب اولیٰ
جس دل مین نہین ہے دین کی غیرت + جلجائے وہ دل کباب اولیٰ
جس صبر سے جائے دین و ایمان + اس صبر سے اضطراب اولیٰ
بن اپنے تو نفس کا محاسب + اس جنس کا بے حساب اولیٰ
مت مست غرور نفس ہو تو + ہے چھوڑنی یہ شراب اولیٰ
حامد کا یہی ہے قول آخر + ہونا نہین بے حجاب اولیٰ

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

براہ مہربانی چند سطور کو اپنے اخبار مین جگہ دیکر ممنون فرما دیں۔ اور یہ ہے کہ بہیرہ مین طاعون ہے اور لوگ شہر چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہین ہندو لوگ تو تمام شہر سے نکل گئے کوئی برائے نام ...... ہین۔ بہیرہ شہر کی آبادی قریباً بیس ہزار ہے جس مین سے کم حصہ بہیرہ مین آئی رہتے ہون گے اور باقی حصہ آدمی چلے گئے۔ بازار بالکل بند بلکہ سنسان ہین لوگ گھرون مین قفل لگا کر چلے گئے ہندوؤن نے تین چار بھینسین خرید کر کے اور ان کو شہر مین باجون کے ساتھ پھرایا لوگون نے اس قدر تنبل ڈالا کہ جسکا حساب نہین ہے اور شہر سے باہر نکال دیا یہان ایک صاحب جن کا اسم مبارک جن پیر ہے وہ گدی نشین ہین انہون نے کہا کہ مجھے خواب آئی ہے کہ چار اونٹ لاؤ۔ ایک کو ذبح کرو

مراسلات

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تیما پور علاقہ دکن و پادری گولڈ سمتھ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بمقام تعلقہ شورا پور ضلع لنگسگور علاقہ نظام سرکار عالی حیدر آباد دکن میں امسال پادریون کا جلسہ بتقریب عید کرسمس قرار پاکر کئی ایک پادری مدعو کئے گئے۔ بانی جلسہ نانپا پادری کے مکان میں ۹ر جنوری ۱۹۰۴ء کو پادری گولڈ سمتھ صاحب بہادر کا وعظ سننے کے لئے دعوتی رقعے تقسیم ہوئے منجملہ ان کے ایک رقعہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب [illegible] کو بھی پہنچا ۔ ساڑھے سات بجے رات کے پادری صاحب کا وعظ [illegible] جسمین مسیح کا ابن اللہ ہونا اور سولی پر مر کر [illegible] بیان کئے ہوئے ۔ بذریعہ قربانی یسوع ۔ کفارہ کا نتیجہ سنایا گیا ۔ وعظ ختم ہونے کے بعد [illegible] تحریری سنائی گئی۔ [illegible] کرنا ہو تو کہے ۔ اسپر اجازت لیکے جناب مولوی [illegible] مددگار مدرس مڈل سکول شورا پور اپنی تحریر جسمین خدائے پاک کی حمد و صفت لاولدیت اور رسول مقبول صلعم مولوی محمد عبد اللہ صاحب کو یہ امید تھی کہ اس جلسہ مین دوسرے لوگون کو بھی کہنے کی اجازت ہوگی ۔ مگر سید صاحب موصوف تحریر پڑھنے سے ایک امید ہوگئی ۔ بنا برین مولوی صاحب موصوف بھی سٹیج پر کھڑے رہکر تقریر ذیل سنائی

حضرات حاضرین جلسہ ۔ ! خاکسار کے لئے عمر بھر مین یہ پہلا موقع ہے جو پبلک کے روبرو بولنے کے لئے کھڑا ہے ایسی بڑی بڑی جلسون مین جسمین ذی علم پادری صاحبان اور عہدہ داران سرکاری موجود ہون ۔ اچھے اچھے مقرر بھی اپنی تقریر کیوقت ہچکچاتے ہونگے ۔ اگر یہ عاجز بھی اپنی اس تقریر مین کہین رکے اور ہچکچائے ۔ تو اسکی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کر کے چشم پوشی فرمائیں ۔ **صاحبو** ۔ دنیا مین ہر ایک انسان کی غرض ابدی نجات کا حاصل کرنا ہے ۔ اسوقت مذہبی لحاظ سے نجات کا دعویٰ کرنیوالے تین گروہ ... نظر آتے ہیں ۔ ایک تو **عیسائی** ۔ دوسرے **ویدانت** تیسرے **اہل اسلام** ہمکو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان ہر تین مذاہب مین نجات پانے کے کیا کیا طریق ہیں ۔

سامعین ! عیسائیون کے ہان نجات کا یہ ذریعہ ہو سکا ہے کہ تمام لوگون کے گناہ کے عوض یسوع مسیح کی قربانی کی گئی ۔ اب اس پر جو ایمان لاتا ہے ۔ وہ نجات پاتا ہے ۔

صاحبو ! وید والون کے ہان نجات کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے گناہ کے عوض **گائے بیل بھینس بکری کتے بلے** ۔ وغیرہ کا جنم لینا ہوتا ہے

حضرات ! قرآن شریف کے رُو سے اہل اسلام کے ہان نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ پہلے گناہ سے **توبہ** کی جائے اور آیندہ کے لئے خدائے کریم کی ذات حاضر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین حاصل کر کے اور امر الٰہی کے عامل ہو کر منہیات سے پرہیز کرتے ہوئے اُس کے فضل و کرم کا امیدوار رہے ۔ بس

منصفین ۔ اب خاکسار ان ہر تین نجات کے طریقون کو مع شرح و جرح پبلک کے روبرو پیش کر کے فیصلہ کا امیدوار رہیگا ۔

پہلا کفارہ سے نجات حاصل ہونے کا مسئلہ ایک ایسا بیہودہ مسئلہ ہے ۔ کہ ایک تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی اس بات کا کبھی قایل نہ ہوگا ۔ کہ گناہ تو کریں ہم اور مارا جائے **غریب بیچارہ یسوع مسیح !!!**

تثلیث پرستون کا مقولہ ہے ۔ کہ خداوند کریم رحیم و عادل ہے ۔ اگر بندون پر رحم کر کے چھوڑ دے ۔ تو عدل کے خلاف ہے ۔ اگر سزا دیوے تو رحم کی [illegible] **اکلوتے بیٹے** یسوع کو دنیا [illegible] گناہون کے بلا و بدتر کے **صدقہ** مین سولی دیا ۔ تاکہ عدل و رحم دونون برقرار رہے ۔

حضرات غور سے دیکھا جائے ۔ تو اس بناوٹی کفارہ سے رحم قایم رہتا ہے نہ عدل ۔ کیونکہ ایک کے بدلہ مین دوسرے کو سزا دینا سراسر عدل کے خلاف ہے ۔ گناہ کرین ہم اور قربان جائے یسوع !!

رحم تو اس سے بڑھکر کیا ہوگا ۔ کہ دوسرون کے گناہ کے عوض بیٹے کے گلے پر چھری پھیری جاتی ہے اگر غور سے بدلائل دیکھا جائے ۔ تو انجیل ہی سے یہ ثابت ہوتا ہے ۔ کہ یہ کفارہ کی عمارت ہی بے بنیاد ہے ۔ یسوع سولی پر ہرگز نہیں مرا بلکہ وہ زندہ اُتر کر مفقود الخبر ہو گیا

ثانیاً ویدانتیوں کے ہان بھی جو نجات کا طریق ہے وہ بھی ٹھیک نہیں ہے ۔ چونکہ دُودھ دہی گھی مسکہ ۔ چھاچھ وغیرہ یہ ایسی عمدہ چیزین ہیں ۔ کہ ویدانت یعنی اہل ہنود بھی دُودھ غنی مثمر چشمہ تک نہیں سمجھتے ۔ اگر ہزار ہا طبیب ملکر ایک عرقیات ملاکر دُودھ بنالین ۔ تو ہو نہیں سکتا مگر یہ سب چیزین بنتی کس سے ہیں ۔ ؟ ۔ **گناہون** ۔ سے ۔ کیونکہ جب ہم گناہ نہ کرین ۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گائے بھینس وغیرہ پیدا نہیں ہونگے ۔ پھر دُودھ دہی وغیرہ کہان سے !!

تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے ۔ کہ گیہون سے گیہون اور جوار سے جوار اگتی ہے ۔ مگر یہ عجیب کرشمہ ہے کہ کالی دھتورے سے اُجلا ساگودانہ اُگنے لگا

اب ہم وید کی رُو سے کسطرح لوگونکو یہ کہسکتے ہیں ۔ کہ گناہ مت کرو ۔ کیونکہ اس کے معنے دوسرے لفظون مین یہ ہونگے کہ دُودھ مت کہاؤ ۔ گھی مت کہاؤ

ثالثاً ۔ اب اسلام کے نجات کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے یہ تو معلوم ہے ۔ کہ گناہ ایک مہلک بیماری ہے ۔ بیمار کے لئے طبیب لوگ پہلے جلاب دیتے ہیں ۔ تاکہ پہلا مواد فاسد سب نکل جائے ۔ پھر عمدہ غذا جو اُس کی طبیعت کے موافق ہو کھانے کیلئے کہکر ان چیزون کا پرہیز بتاتے ہیں ۔ جن سے بیماری عود کرنے یا بڑھنے کا خوف ہو ۔ پھر دوا کا نسخہ بیماری کو زائل اور طاقت کو سنبھال رکھنے والا تجویز کرتے ہیں ۔ ایسا ہی مذہب اسلام مین گناہ کی بیماری کیلئے توبہ بجائے جلاب کے ہے ۔ اور گناہون سے بچنا بجائے پرہیز کے ہے ۔ اور عبادات الٰہی بجائے غذائے لطیف کے اور آیندہ کے لئے تاکہ بیماری عود نکرے ۔ اللہ جل جلالہٗ کی ذات و صفات پر یقین رکھنا ہے ۔ چونکہ انسان کو ہر ایک چیز کی سانپ کے زہر کی نسبت ہے ۔ کبھی سانپ کی بل پر ہاتھ [illegible] دیتا ۔ پھر خدا کے حاضر و ناظر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین گناہ مین کیونکر جانے دیگا ۔ اگر کسی باغ مین ہم جائین ۔ دل مین یہ خیال ہو کہ اس کا مالک کہین ہوگا تو اس کے میوہ چرانے مین جرات ہوگی ۔ اگر یہ یقین ہو کہ باغ مین موجود ہے ۔ اور دیکھتا ہے ۔ اور چرانے والون کو سزا دیتا ہے ۔ تو ہرگز نکی جاویگی ۔ ایسا ہی اکثر لوگون کا ایمان خدا ہوگا کر لے ہے ۔ اگر ایسے کرتے ہوتا تو کبھی گناہ کیطرف نہ جھکتے یہ وہ نسخہ ہے ۔ جو مذہب اسلام نے نجات کے لئے مقرر کر رکھا ہے ۔ افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال کرنیوالے بہت کم پائے جاتے ہیں

حضرات ! ان ہر تین نجات کے طریقون میں سے کونسا طریق عمدہ ہے ۔ ہر ایک شخص بجائے خود فیصلہ کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ **محقق** ۔ ہو نہ کہ **مقلد**

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔ دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے پادری گولڈ سمتھ صاحب قصبہ تیما پور جو شورا پور سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے ۔ مولویصاحب کی مسجد مین آپہنچے ۔ اور یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی بحث چھیڑی ۔

پادری صاحب ۔ اجی مولویصاحب کل آپ نے لیکچر مین حضرت یسوع کا سُولی پر نہ مرنا بیان کیا ہے انجیل مین اس کا کیا ثبوت ہے ؟

مولوی صاحب ۔ اگر آپکو ثبوت درکار ہے

جنگ کی خبرین

یہ خبر غلط ہے کہ روس نے اور ہیل نام دخانی جہاز کو گرفتار کر لیا کیونکہ وہ لیورپول سے سنگاپور پہونچ گیا اور ایک بڑی مقدار عملہ کی جاپان کے لئے لایا ہے۔

پنگیانگ کے شمال میں روسی و جاپانی سوارون مین خفیف کا مقابلہ ہوا لیکن طرفین مین سے کسیکو نقصان نہین ہوا۔

۱۰ تاریخ کو پورٹ آرتھر پر متواتر دو دفعہ حملہ جاپانیون نے کئے ۱۲ بجے رات سے ۸ بجے صبح تک مقابلہ ہوتا رہا روسی قلعہ والون نے ایک ادھ ٹ سے آگ برسائی تہی۔

پیرس مین سر رشتہ بحری کا ایک افسر اسلئے گرفتار کیا گیا کہ اس نے جاپانیون کے لئے کچہ خفیہ باتین چاہی تہین اور خط پکڑا گیا تہا

جاپان و کوریہ کے نئے معاہدہ کے رد سے جو کہ کوریہ کے سرکاری گزٹ مین شائع ہوا ہے اور اس تمام سابقہ رعایتون سے محروم کیا گیا اس سے پیشتر جسے معدنیات و جنگلات کے حقوق حاصل تھے۔

پورٹ آرتھر مین فوجی سامان کے خوراک کے ذخیرہ مین بہاری غبن تہا یہ جہاز کہانڈ کے بورون کے بورون مین کر برآمد ہوئی اور اینٹ و دستر سامان مین آمیزش ہوئی ہے۔

جاپان نے کوریہ نامی ایک دخانی جہاز جسپر خوراک کے لئے گوشت لادا ہوا تہا اور ولاڈیووسٹک جا رہا تہا گرفتار کر لیا اور اس کے علاوہ اور دو جہاز کا لیک اور باربرک بہی پکڑ لئے ہین۔

برٹش بائبل سوسائٹی نے انجیلین روسی و جاپانی سپاہیون مین تقسیم کی ہین دیکھین ان بائبلون کو پڑہکر کس کی فوج ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسرا خود بخود آگے کرتی ہے۔

۱۰ تاریخ کے حملے مین جاپان نے جو گولہ باری کی اس پر ہر ایک نے عش عش کی۔

روسی بندر ینگ کاؤ کو بند کرنے کے لئے جہاز غرق کئے جا رہے ہین امریکا اس پر اعتراض کرتا ہے۔

چین کے علاقہ تسمنی مین فرنگیون کے برخلاف ایک بلوہ ہوا ہے ایک فرانسیس مر گیا جس سے سخت خوف ہے۔

جاپان نے دس کروڑ ین (سکہ جاپان) کے قرضہ کا اعلان کیا تہا قوم کی سرگرمی دیکھو کہ بجائے ۱۰ کے ۴۵ ین کی درخواستین آ گئی ہین

روسی فوجین کوریا سے بالکل چلی گئین۔

جاپانیون نے مشہور کیا ہے کہ روس پورٹ آرتھر کو خالی کر کے چلا گیا ہے مگر اصل مین یہ بات غلط ہے۔

۸ فروری سے ۹ مارچ تک روس کو جنگی جہازون کا نقصان ہوا اور اس کے مقابلہ مین جاپان کے چار جہاز تباہ

ہوئے ہین اور وہ بہی جاپان نے خود ہی مصلحتاً غرق کر دئے تھے۔

کوریہ کا ایک وزیر در پردہ روسی دوست تہا سخت بےعزتی سے ملک سے دربدر کیا گیا ہے۔

۱۳ مارچ کو پورٹ آرتھر مین ایک اور مقابلہ ہوا روسی جہاز بیکار ہو گیا ہے۔

پورٹ آرتھر کی خبر ہے کہ پیغام رسانی کی تمام بحری تارون پر جاپانی قبضہ ہو گیا ہے۔

آرکو جو جنگ ہوئی تھی اس مین ایک جاپانی نے روسی جہاز مین کودکر کپتان کو مار دیا اور سمندر مین غرق کر دیا۔

ایک لاکہ جاپانی فوج معہ توپ خانہ کوریا کو روانہ ہوئی ہے اور ۸۰ ہزار تیار ہو رہی ہے۔

جنوب مغربی جرمن افریقہ مین تہا ... دہ مستعد بر سر گورنمنٹ اٹلی زنجبار سے بنادر کا علاقہ خریدنا چاہتی ہے

برٹش انڈیا دخانی کمپنی کا مسافر نام آگبوٹ ولایت سے آتا مدراس پہنچا اس کے مسافر بیان کرتے ہین کہ بحیرہ قلزم مین گذرتے ہوئے روسی جنگی جہازون نے ان کا تعاقب کیا تہا۔ سوموار کے روز رات کے دس بجے کے بعد یک لخت سرچ لائٹ کی چکا چوند کرنیوالی روشنی کی لپٹ جہاز پر پڑی جس سے تمام مسافرون مین ایک سخت

....

سنسناہٹ پیدا ہوا آخر کار جہاز نے روسی جنگی جہازون کی طرف رخ بدلا اور روسی جنگی جہازون کی طرف سے ایک اور گولہ آیا تب مسافر جہاز ٹہر گیا۔ روسی تارپیڈو کشتی کے ساتہ ایک دخانی کشتی تھی اسپر روسی افسر وارد ہوئے اور مسافر جہاز پر چڑھ آئے جہاز اور کل کاغذات جہاز کی پڑتال کی گئی کہ مبادا کوئی سامان حرب جاپان کے لئے نہ جاتا ہو آخر کار روسی افسرون نے غلطی سے رو کنے کا اعتراف کیا۔

عام خبرین

کابل مین حبیبیہ کالج کھل گیا ہے اسکی ابتدائی جماعتون مین تین سو لڑکے داخل ہو گئے ہین اردو بھی پڑہائی جاویگی یہ قیام کالج اصل مین احمدی سلسلہ کے لئے خیر مقدم ہے۔ یا گورنمنٹ کابل خود افغانستان کو احمدی پاک اصولون کی قبولیت کے لئے طیار کرنے لگی ہے دراصل خدا تعالے ایک امر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اسباب پیدا کر رہا ہے

کانگڑی۔ آگ تاپنے کی ایک بغلی ہے جسے کشمیری کثرت سے استعمال کرتے ہین اس کی تعریف مین کہا جاتا ہے

اے کانگڑی اے کانگڑی + قربان زلو حور و پری
چون در بغل میگیرمت + حقا عجائب دلبری

لکہنو مین طاعون کا بہت زور ہے۔

۱۶ مارچ کو کمشنر صاحب لاہور سے گورداسپور تشریف لائے روسا وغیرہ استقبال اور ملاقات کے لئے موجود تھے سنا گیا ہے کمشنر صاحب نے صرف ایک صاحب .... سے ملاقات کی اور واپس چلے گئے۔

قیصر ولیم شاہ جرمن بحیرۂ روم کی سیر کو نکلے۔

ہوشیارپور مین مولوی الہی بخش صاحب وکیل کو عدالت نے صرف تہوکنے پر دو روپیہ جرمانہ کیا نگرانی دائر کی گئی ہے فیصلہ کا انتظار ہے۔

تراد مندم مین ایک عورت کا خاوند مر گیا اس کے غم مین بیوہ نے اپنے آپ کو کنوئین مین گراکر خاتمہ کر لیا جب بیٹے نے ماں باپ کو مرتے دیکہا تو اس نے بھی خودکشی کر لی۔

افواج کے صحت کے امتحان سے یہ تجربہ ہوا ہے کہ پست قد کشادہ سینہ سپاہی سب سے زیادہ طاقتور اور زحمت کش ہوتے ہین۔

وڈیانہ (ملک امریکہ) کے ڈاکٹر ہیل صاحب اب ایک تجربہ کرنے لگے ہین جس سے امید رکھتے ہین کہ آئندہ کالے حبشیون کی اولاد مصنوعی طریقہ پر گوری پیدا کی جا سکیگی۔ سنکا رونکا درحقیقت مانا گر بہ مین رہتے ہوئے بڑا بہاری اثر پڑ جاتا ہے اور اگر کہین خاص حالتون مین رکھنے سے کالے کا لڑکا گورا پیدا ہو سکے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی

ہفتہ مختتمہ ۸ مارچ سنہ تک ہند مین وبائے طاعون ۱۹۹ ۲۸ فوتیان ہوئین جو کہ ہفتہ سابق سے ہزار زیادہ ہین۔

پنجاب مین طاعون سے ۵۵۵۰ لوگ فوت ہوئے

مہم سومالی لینڈ مین جنرل میننگ نے دشمن کی حمایت پر کامیاب حملہ کیا ۱۵۰ آدمی ملا کے قتل ہوئے اور تین ہزار اونٹ بھی ان کے گرفتار کئے گئے۔

لاہور مین کیکر سنگہ اور کلو پہلوانون کی کشتی بروز سوموار ۱۴ مارچ کو ہوئی ہلرئے شاہدرہ مین اکہاڑہ کا انتظام تہا دس بارہ ہزار تماشائی سے کم نہ تھی پہلی کلو نے کیکر سنگہ کو نیچے دبا لیا اور پہر کیکر سنگہ نے اسے دبا لیا لیکن آخرکار کلو غالب آ گیا اور اس کی گرفت مین کیکر سنگہ کی انگلیان سخت مضروب ہو گئین جس سے کیکر سنگہ مقابلہ سے عاجز آ گیا اور ہاتہ باندہکر صاحب ڈپٹی کمشنر کے سامنے کہا کہ مین نے ہار مان لی فتح کا تمغہ کلو کو دیدیا جاوے۔ انصاف بر انصاف۔ ناظرین نے اخبارون مین پڑہا ہوگا کہ بابو صفدر جنگ صاحب کوتوال امرتسر نے ایک مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی بنام گنیا تمار باز و مالکان اخبارات پبلک گزٹ امرتسر وغیرہ دائر کیا تہا لیکن ابتدائی عدالت نے فیصلہ کوتوال صاحب کے برخلاف دیا تہا

نسبتاً پاکیزہ ہو گئے ہیں اس تجربہ نے مجھے یہ تو بتلا دیا کہ سچ میں جو کمزوری ہے جس کو معاصی کی ارتکاب کی طرف میلان ہوتا ہے اس کا علاج ضرور یہاں ہے حتی کہ پھر مجھے افریقہ جانے کا اتفاق ہوا وہاں کچھ عرصہ میری حالت اچھی رہی لیکن چونکہ دارالامان سے بعد بہت تھا درمیان میں سمندر بھی حائل تھا خود وہاں نیکوں کی مجلس بہت کم میسر تھی اس لئے وہ حالی حالت رفتہ رفتہ مکدر ہو گئی اور سخت ابتلا روحانی مجھکو پیش آیا جس کا علاج بجز اس کے اور میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں اب مستقل رہائش قادیان میں کروں اور ان کمزوریوں کا قلع قمع اگر خدا تعالیٰ کا بھی ارادہ ہو تو یکمشت طور سے کیا جاوے چنانچہ اس سابقہ تجربہ اور علاج کی ضرورت نے مجھے سب سے الگ کر کے قادیان میں لا بٹھایا ہے جسکو عرصہ دو سال کا ہو چلا ہے اور یہ خدا کا فضل ہے جس کا شکریہ میں عاجز انسان کسطرح سے پوری طور سے ادا کر سکوں اور یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اس اثنا میں خود یہاں مجھے ابتلا پیش آئے اور جو قادیان میں رہنے کے لئے آئیگا اسے ضرور آویں گے لیکن خدا تعالیٰ نے مجھکو استقامت دی اور اس کے پچھلے فضلوں پر نظر کر کے مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی مولا کریم اپنے ایسے ہی فضل شامل حال رکھیگا آمین

غرض یہ میرا اپنا تجربہ ہے کہ جب شخص خدا تعالیٰ کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو اس نے دستگیری کی ہے اور مشکلات کو حل کر دیا ہے اور اسی تجربہ کی بنا پر میں بحیثیت آپ کا ایک بھائی ہونیکے کہتا ہوں کہ معمولات سفر اور زیر باری اخراجات کا خیال مد نظر رکھکر اس نعمت عظمیٰ تزکیہ نفس سے محروم نہ رہنا چاہیے اور جو وقت کہ اپنے آقا اور مرشد کے قدموں میں حاضر ہو کر اس سے فیض حاصل کرنیکا مل سکتا ہے اسے ضروریات دنیوی کی خاطر ہاتھ سے نہ دینا چاہیے دنیا کے کام تو کبھی ختم نہیں ہونے ہیں تو اسیطرح چلے چلیں گے

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اس لئے اب اس موقعہ پر جبکہ خود حضرۃ امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام نے اہل پنجاب اور اہل ہند کی جماعت کا مقابلہ کر کے دکھلا دیا ہے ضروری امر ہے کہ رگ حمیت میں جوش آوے اور بڑی بھاری قوت سے ہر ایک قسم کی رکاوٹ کا مقابلہ کر کے اپنے امام اور پیشوا کے قدموں میں حاضر ہونا چاہیے۔

خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق کثرۃ سے یہاں آ کر رہنے کی اور مجھے استقامت کی عطا کرے آمین۔

میں اپنے پنجابی بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور ملتمس ہوں کہ وہ اس سرٹیفکیٹ کے حاصل کرنے کی خوشی میں اپنے خادم البدر کی اشاعت میں سر توڑ کوشش فرما دیں اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کی جوان پر آگے سے زیادہ قدر کریں اور تقوی اور طہارۃ میں ترقی کریں اور اپنی دعاؤں میں مجھے بھی ساتھ ساتھ یاد رکھیں۔ ع

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ

۱۱ فروری ۱۹۰۴ء کو رائے صاحب لالہ نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے یہ امر تجویز فرمایا تھا کہ اس مدرسہ کو ایک لنگا بزڈ مدرسہ بنا دیا جاوے جس سے ہر ایک قسم کی اطلاع متعلقہ سلسلہ تعلیم براہ راست یونیورسٹی پنجاب کی طرف سے ان کو ملتی رہے اس اور خواہش پر رائے صاحب موصوف تشریف لائے تھے۔ آپ شکل سے بزرگی اور شرافت ٹپکتی تھی اور بڑے اخلاق اور شفقت سے ہر ایک ضروری امر کو دریافت فرماتے تھے جس سے یہ امر ترشح ہوتا تھا کہ جس دل اور دماغ سے آجکل عام تعلیم یافتہ ہندو خصوصاً آریہ ہمارے سلسلہ کو دیکھتے ہیں خدا کے فضل سے رائے صاحب کا دل و دماغ اس قسم کے متعصبانہ خیال سے بالکل پاک ہے اور ابھی تک اہل اسلام کے ساتھ محبت و انس کی ان قدیمی تعلقات کا اثر آپ کی ذات میں موجود ہے جو آج سے کچھ عرصہ پیشتر کے اہل ہنود اہل اسلام کے ساتھ رکھتے تھے صاحب موصوف کے ساتھ ایک اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب اور ایک ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اور ایک اسسٹنٹ انسپکٹر سرکلٹ صاحب بھی تھے ان سب کے ساتھ ہو کر مفتی محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ نے سکول اور بورڈنگ کی عمارت اور انتظامی امور کا معائنہ کروایا اور قریب ۳ گھنٹہ تک مدرسہ کے رجسٹروں کی پڑتال وغیرہ ہوتی رہی اور ہر ایک صاحب نے اپنے اپنے فرائض منصبی کو بڑی عمدگی اور خوش اسلوبی اور حسن خلق کیساتھ نبھایا جس کے لئے ہم مدرسہ صاحبان کا عموماً اور رائے صاحب کا خصوصاً شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مدرسہ کی رائے بک (وہ کتاب جس پر معائنہ کرنیوالے صاحب اپنی رائے لکھا کرتے ہیں) پر جو کچھ رائے صاحب لالہ نند کشور صاحب نے تحریر فرمائی ہے اسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۰۴ء بمعہ بابو ہر چند اس غرض سے کیا کہ آیا یہ مدرسہ بحیثیت ایک پبلک سکول کے منظور ہونے کے لائق ہے کہ نہیں اور آیا یہ اس قابل ہے کہ اپنے طلباء کو یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھیج سکے۔؟

اس سکول کی بنیاد ۱۸۹۸ء میں حضرۃ میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے ایک پرائمری سکول کی حیثیت میں ڈالی تھی یہ سکول ۱۸۹۹ء میں مڈل سکول کے درجہ تک ترقی کر گیا ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول بن گیا اور ۱۹۰۳ء میں کالج کی پہلی جماعت کھولی گئی جس میں تین لڑکے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حضرۃ مرزا صاحب کے مریدوں کی اولاد اور دوسروں کو دیجاوے۔ انکا دن لڑکوں کا سکینڈری اور کالج والیا کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس مدرسہ کی اسجگہ بہت ضرورت ہے کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۳۹۸۶ روپے تھا حالانکہ چندہ موجودہ کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور آئندہ ہر طرح سے امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتا رہیگا کیونکہ اس مدرسہ کے حامی اور منیجر باثروت وقابل وثوق آدمی ہیں جن میں کہ ایک نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ بھی ہیں۔

شرح فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور کل فیس سال گذشتہ کی ۵۲۶ روپے تھی مگر معاف طلباء کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۴۵ فیصدی معاف ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلباء کو مفت تعلیم دینے کی طرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے یقین دلوایا ہے کہ ایسے طلباء کی تعداد قریباً سرکاری کوڈ کے قواعد کے مطابق کر دیجاوے گی عمارت کے بارہ کمرے ہیں جو کہ موجودہ تعداد کے لئے کافی گنجائش رکھتے ہیں اور ان میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کا سامان بھی عمدہ ہے اسباب اور آلات بھی ضرورت کے مطابق کافی ہیں سوائے اس بات کے کہ استادوں کے آگے ایک چھوٹی چھوٹی میز ان کے استعمال کے لئے نہیں ہے۔ سائنس کے آلات صرف برائے نام ہیں مدرسہ کے ساتھ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی ہے جو کہ عمدہ حالت میں ہے اور انتظام بھی خوب ہے اس میں ایک چھوٹی سی ڈسپنسری شفاخانہ بورڈروں کے واسطے ہے جن کی موجودہ تعداد چالیس ہے۔

رواجی تعلیم کی سکیم بھی قریباً سرکاری مدارس کی سی ہے اور مفصلہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ انگریزی عربی۔ فارسی۔ اردو و جغرافیہ۔ تاریخ۔ سائنس تعلیم جسمانی بھی دیجاتی ہے لڑکوں کو ہر روز ڈرل کرایا جاتا ہے کرکٹ۔ فٹ بال کھیلنے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔

سٹاف مدرسین پندرہ آدمیوں کا ہے جس میں ایک گریجوایٹ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں اور باقیوں نے کوئی سرکاری امتحان پاس نہیں کیا ہوا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سب تجربہ کار استاد ہیں اور تعلیمی سلسلہ میں وہ گورنمنٹ یا ایڈڈ سکولوں میں رہ چکے ہیں وہ

قابل رشک امر

حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کچھ عرصہ گذرا کہ اہل پنجاب کی تعریف فرمائی تھی جس .... کی طرف میں اپنے ہندوستانی احمدی بھائیون کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہون کیونکہ ایک احمدی ایڈیٹر کے منصب کے لحاظ سے مین اپنا سب سے اول فرض یہ خیال کرتا ہون کہ روحانی ترقیات اور ابدی نجات کے متعلق جو امور بہت ضروری اور قابل عملدرآمد ہین ان کو اپنے بھائیون تک پہنچایا جاوے تاکہ ہر ایک سعید جو سعادۃ اور راستی کا بھوکا اور پیاسا ہے وہ سعادۃ عظمیٰ سے ایک وافر حصہ لینے سے کہین خدانخواستہ محروم نہ رہ جاوے۔

مجھے امید ہے کہ میرے ہندوستانی بھائی اس امر سے خوب واقف ہون گے کہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اس غرض سے قائم کیا ہے کہ زمانہ نبوی کے انوار و برکات اور تقوےٰ اور تزکیہ نفوس) کا نقشہ پھر دنیا کو ایک دفعہ دکھایا جاوے اور اسلام کا نورانی چہرہ جسکو اندرونی اور بیرونی مخالفون نے اس وقت اپنے عملدرآمد اور نیز جہالت اور لاعلمی سے داغدار بنا دیا ہے وہ پھر اپنی پوری چمک اور دمک سے ظاہر ہو اسی غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرۃ مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے اور یہ اس کا بڑا فضل اور رحمت ہے کہ اس نے ہم لوگون کو اپکی قبولیت اور اتباع کی توفیق عطا کی ہے ورنہ دل اور دماغ جیسے ہمارے ہین ویسے ہی ہمارے مخالفین کے بھی ہین۔ لیکن حق حکمت اور راستی کی ایک بات جو کہ ہماری سمجھ مین آگئی ہے۔ ان کی سمجھ مین نہین آتی پس ہمارے قلب اور دماغ کو ایک امر عظیم کے فہم اور قبول کے قوائے عطا کر دینا اور دوسرون کو اس سے محروم رکھنا ایک بڑا انعام الٰہی ہے جس کی قدر ہم سب کو کرنی چاہئے۔

قادیانی اخبارون اور رسالون مین جو مضامین تقوےٰ اور طہارۃ کی تحصیل کے لئے نکلتے رہتے ہین انمین ایک یہ بھی بات بیان ہوتی ہے کہ مطلق تلاوت کتب سماوی کی انسان کی نجات کے لئے کفیل نہین ہے اگر مطلق تلاوت سے نجات کی کٹھن منزل طے ہو سکتی تھی تو پھر انبیاء و مرسلین اور ان کے خلفائے راشدین کی بعثت کی ضرورت نہ تھی اسی لئے خدا تعالےٰ ہمیشہ سے ایک خاص بندہ اپنے بندون مین سے منتخب کرتا رہا ہے جسکو علم کتاب دیا جاتا ہے اور اس کے وجود مبارک مین ایک انفعالی اثر رکھا ہوا ہوتا ہے کہ جو لوگ اس کی مجلس مین کثرۃ سے رہتے ہین ان پر وہ اثر پڑتا رہتا ہے اور جیسے سورج کی دہوپ مین آنے سے ایک حرارت جسم مین سرایت کر کے اندرونی اخلاط مین ایک خاص تغیر پیدا کرتی ہے اور برودت سے جو انجماد رگون رشتون مین ہوتا ہے اسکو دور کرتی ہے اسیطرح اس مزکی نفس انسان کی مجلس اور صحبت سے اندرونی قویٰ اور اخلاط جو کہ روحانی کاروبار کرنے سے معذور ہوتے ہین یا ان کا قوام اعتدال پر نہ ہونے کی وجہ سے افراط اور تفریط کی صورۃ مین ہوتا ہے اپنے اصلی محوری اور اعتدال پر آجاتے ہین خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین بھی اس کی طرف اشارہ فرما کر بتلاتا ہے کہ تزکیہ نفس کا بڑا مدار مزکی نفس انسان کی صحبت اور معیت ہے کیونکہ یزکیھم کی صفت صرف خدا کے مامور اور مرسل کی ہی آئی ہے کتاب سماوی کی نہین آئی اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ مامورین الٰہی کے ہم مجلس اور ہم صحبت کثرت سے ہوتے رہتے ہین وہ تقویٰ کے مدارج مین ترقی کرنیوالے اور صدیق اور فاروق جیسے خطابون کے مستحق ہوتے ہین۔ اہل پنجاب کی تعریف مین جو مختلف تذکرے ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

پنجاب کے لوگ بار بار حضرۃ امام کے پاس آنے کی وجہ سے صدق و صفا مین ترقی کر رہے ہین اور بعض السنہ نظر آتے ہین کہ عنقریب عبد اللطیف بننے والے ہین اور یہ پنجاب پر خدا کا فضل ہے کہ وہ حضرۃ امام کیطرف توجہ کرتا جاتا ہے۔

پس یہ ہندوستانی احمدی بھائیون کے لئے ایک رشک کا مقام ہے دیکھو اہل پنجاب ترقی کرتے جاتے ہین اس ترقی کی کیا وجہ ہے صرف یہی کہ ان کی آمدورفت کثرۃ سے ہے اور اس کثرت صحبت اور مجلس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہو رہا ہے دن بدن فانی اور جسمانی خواہشون کا جوش فرو ہو کر ایک تازہ قوت اور نشوونما ان کے روحانی قویٰ کو بخش رہا ہے جس سے وہ قرب الٰہی کے منازل بتدریج طے کرنے کے قابل ہوتے جاتے ہین مین ایک دلی ہمدردی سے آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہون کہ آپ پیچھے رہین اس مین شک نہین کہ قرب کے جو اسباب اہل پنجاب کو میسر ہین وہ آپ کو نہین مثلاً لاہور یا امرتسر یا سیالکوٹ کے احباب جیسے اپنے چند یوم کی رخصتون مین قلیل مصارف پر قادیان ہو کر واپس ہو جاتے ہین مگر تاہم ان کے اندر ایک جوش اور شوق اس امر کا ہونا چاہئے کہ صحبت سے مستفید ہونے کا ہے جو بار باران کو یہان لے آتا ہے اگر اسی قسم کی کثرۃ آپ صاحبون کی بھی ہووے تو امید ہے کہ آپ ان سے ثواب مین ضرور بڑھ جاوین۔ خدا کی راہ مین جو زیادہ صعوبت اٹھاتا ہے اور مالی اور جانی نقصان برداشت کرتا ہے وہی زیادہ مقرب ہوتا ہے اگرچہ سفر اور مالی اخراجات کی صعوبتین آپ کو زیادہ ہون گی لیکن اسی نسبت سے ثواب بھی تو آپ ہی کو زیادہ ہوگا علاوہ ازین محبت اور شوق کے ولولے ایسی چیزین ہین کہ ہر ایک مشکل سے مشکل امر کو آسان کر دیتی ہین۔

مین نے اپنے آقا اور امام علیہ الصلوۃ والسلام کی زبانی کئی بار سنا ہے کہ جب انسان خدا کے لئے قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالےٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور ایک ایک قدم پر اس کے لئے حسنات لکھتا ہے اور ہر ایک مشکل کو اس کے لئے کھولتا ہے۔

میرا اپنا تجربہ بھی اس کے متعلق یہ ہے کہ جب ابتدائی ایام مین مین نے حضرۃ میرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام سے بیعت کی تو مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ کا دعویٰ مہدی اور مسیح موعود ہونے کا ہے اور نہ مجھے دینی علوم سے کچھ بہرہ تھا جس سے مین مہدی اور مسیح کے وجود کی ضرورت کو محسوس کرتا مجھے دل مین یہ خلش رہا کرتی تھی کہ بعض ایسے امور ہین کہ جن کو مین گناہ اور معصیت جانتا ہون اور وہ برے بھی ہین مگر تاہم پھر بھی باوجود اس علم کے وہ سرزد ہو جاتے ہین کوئی ایسی تجویز ہونی چاہئے جس سے وہ امور ...... سرزد نہ ہون ان ایام مین تزکیہ نفس کے متعلق بعض کتب کے مطالعہ کا اتفاق ہوا اور صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کے حالات پڑھ کر طبیعت مین یہ امنگ پیدا ہوتی تھی کہ اگر ان صفات کے لوگ اب بھی موجود ہون تو ان سے ملاقات کرین غرض کہ نفس کی کمزوریون کے علاج کا خیال میرے دل پر غالب تھا اور مرزا صاحب کا چرچا سنکر مین نے تجربۃً بیعت کی کہ دیکھین اس سے کیا فوائد مرتب ہوتے ہین بعد بیعت کے ایک تغیر مین نے اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے قادیان مین ایسا محسوس ہوتا تھا کہ فاسقانہ خیالات میرے قلب مین داخل ہونا چاہتے ہین اور کوئی شے ہے کہ ان کو داخل ہونے نہین دیتی۔ بعد بیعت کے مین قادیان سے چلا گیا اور پھر جب تک دو سال کے قریب مین لاہور مین رہا میرا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ جب کبھی ظلمت بھرے خیالات کا غلبہ اپنے اندر پاتا ....

تو جھٹ ایک شب یا ایکدن کے لئے قادیان آجاتا اور حضرت مرزا صاحب سے ملکر چلا جاتا اور مین دیکھتا کہ میرا جسم آگے سے ہلکا پھلکا ہو گیا ہے اور خیالات

تمام متدین اور پرہیزگار آدمی ہیں اور صرف حضرت مرزا صاحب کے خدمت میں رہنے کی خاطر اور اُن کے مریدوں میں دینی و دنیوی تعلیم پھیلانے کی خاطر برائے نام تنخواہوں پر پڑے ہوئے ہیں۔

اپریل ۱۹۰۳ء سے انٹر سکول رولز کی پابندی کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر رجسٹروں کے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ قریباً بیس لڑکوں کا داخلہ ایسا تھا کہ ان میں سے وجہ نہیں بتلائی جاسکی اور بعض کو بغیر سارٹیفکیٹ کے داخل کیا گیا ہے اور ایک دو کو تو اعلیٰ جماعت میں بھی کر لیا گیا ہے ان تمام باتوں کی طرف میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو توجہ دلائی ہے اور ان کو لکھ دیا ہے کہ اگر انٹر سکول رولز کی پورے طور سے پابندی آج کے دن سے کی جائے گی تو مجھے اس سکول کے منظور ...... کرانے کے لئے آئندہ اگست میں سفارش کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کیونکہ مدارس کی منظوری کے واسطے وہی وقت مقرر ہے فقط

دستخط

نندکشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کیمپ

بٹالہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء

اعتراض کا جواب

رحمت خان صاحب (خانقاہ ڈوگران) نے

۱۲ مارچ کے پیسہ اخبار کلب کے کالم میں قبر مسیح پر ایک اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہوتی تو عیسائی بجائے یورپ و امریکہ کے کشمیر افغانستان اور بلوچستان ایران و وسط ایشیا میں ہوتے۔ اس کا جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے کیا ہمارا نادان دشمن پیسہ اخبار اسے بھی درج کردیگا صرف اس کی خاطر ہم مختصر الفاظ لکھتے ہیں۔

جواب (۱) سائل کے سوال کے تو یہ معنے ہیں کہ کہ چونکہ مسیح علیہ السلام کے نام لیوا یورپ و امریکہ میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں اس لئے مسیح کی قبر اگر ہوتی تو وہاں ہوتی یا کم از کم اس کے نزدیک۔ اس کثرت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے یورپ و امریکہ میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا ہو حالانکہ واقعات کے بالکل برخلاف ہے یورپ امریکہ تو درکنار انکو تو کسی دوسرے ولایت کا آب و دانہ ہی نصیب نہ ہوا یہودیوں کو اُس سرزمین پر جان چھپانے کی کوئی جگہ نہ ملی تو اوپر بھاگے اور جب تک یہودی یا یہودی صفت لوگ زمین پر موجود ہیں اُن کو ہرگز جرأت نہیں ہوسکتی کہ دوبارہ زمین پر آویں ورنہ اگر انکو کچھ بھی تاب مقابلہ ہوتی تو زمین پر ہی رہکر دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔ پس ثابت ہے کہ وہ یورپ اور امریکہ تو گئے ہی نہیں اور اسی لئے کسی امت کی کثرۃ اس امر کی مستلزم نہیں رہی کہ ان کا ہادی اور مرشد ضرور اسی جگہ مدفون ہو۔

بلکہ خود مسیح کا جو مقام مولد اور جائے صلیب ہی اور جہاں انہوں نے کچھ عرصہ منادی کی وہاں۔ ان کے جانی دشمن اور ان پر لعنت اور تبرا بھیجنے والے یہودی جن سے ڈر کر اس نے جان بچائی ابھی تک موجود ہیں مسلمان بھی وہاں آباد ہیں ہاں اگر یہ فخر حاصل ہے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ جو مقام (عرب) آپکا مولد اور مدفن ہے وہاں ایک بھی آپ کا دشمن موجود نہیں ہے سب آپ کے ثنا خوان اور غلام اور آپکا کلمہ پڑھنے والے موجود ہیں اور مقابلہ سے دیکھو تو اس سے آنحضرۃ صلعم کی قوت قدسی اور روحانیت کا پتہ ملتا ہے اس کے مقابلہ پر مسیح کی کچھ بھی حقیقت نہیں رہتی۔

(۲) موجودہ عیسائی جس قدر یورپ و امریکہ میں ہیں ان کا ایک بڑا حصہ بحیثیت مذہب کے ہرگز عیسائی نہیں ہیں۔ اور جو ہیں وہ مسیح کی تعلیم کے منکر مسیح علیہ السلام کے کلکتہ (یروشلم) سے چلے آنے کے بعد پولوس نے کفارہ اور تثلیث کا غلط عقیدہ تراش کر اس مسیح کی طرف منسوب کیا۔ اور عیاش اور فاسق طبع لوگوں نے من بھاتی مرادیں پوری ہوتے دیکھ کر اسے قبول کر لیا۔ اس لئے یورپ اور امریکہ کے عیسائی سچے عیسائی ہرگز نہیں ہیں بلکہ پولوسی عیسائی ہوئے جن کو مسیح کی حقیقی تعلیم سے جو اسلام سے کسی طرح سے منافی نہیں ہے کچھ بھی مس نہیں ہے اور ان کو حقیقی معنوں میں عیسائی کہنا ہی غلط ہے۔

(۳) جب تک پولوس نے موجودہ عیسائی مذہب کا تو وہ طوفان نہیں کھڑا کیا تھا تب تک جس قدر لوگ حضرۃ مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے وہ عیسائی لقب سے ہرگز نہیں پکارے جاتے تھے بلکہ یہودیوں کا ایک فرقہ کے نام سے نامزد تھے ان کا طریق عبادت وغیرہ سب کچھ توریت کے مطابق تھا جس پر خود مسیح بھی عمل درآمد کرتا تھا اس لئے یہ امر ضروری نہیں کہ مسیح ؑ جب کشمیر آئے تو جن لوگوں نے ان کو قبول کیا وہ ضرور عیسائی مشہور ہوتے بلکہ جیسے کہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کشمیر بنی اسرائیل ہیں وہ مسیح کو قبول کر کے بھی یہودی ہی کہلائے اس لئے یہ امر ضروری ہوا کہ جو لوگ کشمیر وغیرہ میں مسیح پر ایمان لائے تھے وہ عیسائی بھی کہلاتے اس کی نظیر ہم اہل اسلام میں بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنے وقت کے مجددین اور ماموریں کو قبول کرتے ہیں اگرچہ وہ ایک خاص فرقہ تو مشہور ہو جاتے ہیں جیسے حنفی وغیرہ لیکن تاہم وہ اہل اسلام ہی مانے جاتے ہیں اور خاص اس فرقہ سے عرف عام میں نامزد نہیں۔

اس لئے اہل کشمیر کے ناموں کے ساتھ لفظ جُو بھی لگا ہوا ہوتا ہے جو کہ انگریزی لفظ جیو (Jew) ہے جس کے معنے یہودی کے ہیں جیسے احمد جو۔ رحمان جو وغیرہ ہیں

(۴) اس امر کا ثبوت کہ اہل کشمیر اور اس کے گرد و نواح نے مسیح کو قبول کر لیا تھا یہ ہی کہ وہ لوگ ابتک اس کے مزار کی تعظیم و تکریم ویسی ہی کرتے ہیں جیسے ایک ہادی اور مرشد کے مزار کی عام لوگ کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک وہ مقبرہ محفوظ چلا آیا ہے پھر جب اسلام آیا تو چونکہ مسیح کی حقیقی تعلیم اسلام کے منافی نہ تھی اس لئے وہ سب مسلمان ہو گئے اگر ان لوگوں نے بنی اسرائیل ہوکر مسیح کو قبول نہ کیا ہوتا تو ہند میں اسلام کی آمد پر ضرور تھا کہ بعض مسلمان ہوتے اور بعض بدین وجہ یہودی رہتے کہ ابھی ان کے نزدیک مسیح آسمان سے تو آیا ہی نہیں تو نبی آخر الزمان کیسے پیدا ہو گئے اور پھر ان کا بقیہ پایا جاتا تمام افغانستان اور کشمیر کا مسلمان ہو جانا اس امر پر دلیل ہے کہ انہوں نے مسیح کو شناخت اور قبول کر لیا تھا اور اسکی سچی تعلیم ان کو ملی اسی لئے بلا حیلہ و حجت وہ مسلمان ہو گئے۔

رسید زر

۱۵ مارچ تک

اس رسید زر میں صرف اصل قیمت اخبار شامل ہے خرچہ وی پی ڈاک شامل نہیں ہے اور جن احباب کی قیمت ۲ سے زیادہ ہے ان کی میعاد چندہ آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک ہے

عبداللہ صاحب انگریز ملتان ۴
عالی جناب فضل الٰہی صاحب رئیس راولپنڈی ۵
منشی عبدالکریم صاحب لودیانہ ۲
محمد اظہر الدین صاحب اروپ ۲
حافظ احمد دین صاحب چک اسکندر ۲
محمد علیخان صاحب افریقہ ۳
میر احمد شاہ صاحب راولپنڈی ۲
میاں عبداللہ طالب العلم جموں ۲
محمد عالم صاحب قاضی کوٹ ۲
نور بخش صاحب جالندھر ۲
سید جلال صاحب بربرا افریقہ ۲
مسماۃ جیوان صاحبہ ۲
سید مبارک علی صاحب فرنگ ۶
منشی غلام علی صاحب بیوعہ
چودہری غلام حیدر صاحب وزیر آباد ۲
چودہری رستم علی صاحب انبالہ ۲
حکیم محمد قاسم صاحب فیول کلارک ۲
منشی نجم الدین صاحب کربل ۲
منشی نظام الدین صاحب از لنگر ۲
میر مردان علی صاحب دکن ۲
جناب حبیب الرحمن صاحب بھگوارہ ۲
شیخ احمد اللہ صاحب والد اللہ داد ۲
منشی محمد حسین صاحب ظفروال ۲

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب کی فہرست

طب روحانی یعنی دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہو اور لوگون کے دریافت ہو جانے سے یسوعی معجزات کی کل ہر ایک مذہب و ملت حتیٰ کہ ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دہری ہادادر سکو ذریعہ سے بڑے بڑے امراض کا علاج ہو جاتا ہے اسکا بر محل اور ٹھیک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہے جو ہدایات انکین درج ہاین انپر مشق کر کے ہر انسان صحت نیت رکھکر اپنے وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہے اور خیالات مین یکسوئی اور انکی ضبط کرنیکی عادت بھی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عام طور پر اس کتاب کے لکھنے والون نے مبالغے کئے ہین کہ آسمان اور زمین قلابے ملا دئے ہین اور انکی مشاق کو گویا خدائی کی کل چلانیوالا اقرار دیدیا ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الٰہی کا نیک یا بد استعمال کر کے ثواب یا عذاب کماتا ہے جیسے خدا کا ارادہ کسی ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہے ویسے ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط و کتابت کرین قیمت ۸/

شہادۃ آسمانی حصہ دوم و اول ۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین لکھی اس کا اور دیگر معترضین کے اعتراضون کا جواب اس مین دیا گیا ہے ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہے اور مسئلہ جہاد و خر دجال یاجوج ماجوج تعمیر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ

سر مکتوم یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ثابت کیا ہے اور نساء کم حرث لکم پر لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ دین مردون کے زندہ ہونیکا ذکر انجیل مین ہے خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵/

رویائے صالحہ جسمین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت ۔ محمد حسین بٹالوی کے کفر نامہ طیار کرنیکا اور حضرۃ مسیح موعود عم کا ثبوت صحف سابقہ سے ہے قیمت ۲/

اعجاز احمدی ۳۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد مین اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہوتا ہے قیمت ا/

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب ساکن لاہور کی نظم جو کہ آپنے اردو زبان مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہے قیمت ا/ (محصولڈاک بذمہ خریدار)

عاقبۃ المکذبین لودیانوی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان بیعت کے دس شرائط حضرۃ مسیح کی وفات و حیات پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ا/

اسلام اور اسکا بانی یعنی طامس کارلائل صاحب مرحوم المعروف بہ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی لکچر کا ترجمہ مترجمہ منشی عبد العزیز خان صاحب صادق قیمت ۳/

صیانۃ الناس مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل امروہی قیمت ا/

الہامی دعا ۔ رب کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت ۱/

کامن پنجابی مصنف مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے ضلع گوجرات ۱/

نظم برائے مستورات بطریق کامن مصنفہ " " "

رد تناسخ احمدیہ ساختہ مرزا عبد الکریم مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ا/ فی تولہ اوسط قسم تاجرونکو

الشہادتین اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ من وعن آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف مین موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود عم کے وقت مین پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہین ان کی تفصیل دی گئی ہے مصنفہ

الفرقان شاہجہانپور سے ایک رسالہ بنام البرہان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین نکلتا ہے اس کا جواب حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے الفرقان مین دیا ہے جو کہ حقائق اور معارف کا عمدہ مخزن ہے ۲۰×۲۶ کی تختی پر بہت عمدہ طبع ہوا ہے قیمت صرف دفتر البدر سے مل سکتا ہے

عکسی تصویر حضرۃ اقدس ع ۔ کارڈ سائز ۴/ کیبنٹ سائز ۸/ نصف درجن کے خریدار کو

مذکورہ بالا اشتہار کی حوالہ سے تمام درخواستین بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

ضوابط اخبار البدر

(جن کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کر لینا چاہئے)

(۱) **حجم** اخبار کا ۸ صفحہ ہین جسمین ٹائیٹل پیج شامل ہے دو فالتو صفحہ صرف امتحاناً چند ماہ اشتہارون کے لئے ایزاد ہین بعض تاریخون پر کثرۃ مضامین کے لحاظ سے دس صفحہ بھی دئے جاتے ہین لیکن وہ آئندہ نمبرون مین وضع کر لئے

(۲) **مضامین** البدر کا خاص اور مقدم مضمون حضرۃ امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات ہین جو حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلے سے پہونچتا ہے بصورت نہ ہونے تقریرون وغیرہ کے آپ کی تصنیفات مین سے عمدہ مضامین تبلیغ علماً و عملاً اور ایزاد معرفت کے لئے یاددہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہین اس کے بعد درس قرآن سے نکات اور جماعت احمدیہ کی خبرین اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذاہب باطلہ اور بطور البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات .... اور مراسلات وغیرہ۔

(۳) **اوقات اشاعت** اخبار کی اشاعت کی تاریخین اگرچہ ہر ماہ کی یکم ۸ - ۱۶ - ۲۴ - ہین اور حتی الوسع بڑی وپابندی سے کوشش کی جاویگی کہ وقت پر اشاعت ہو مگر تاہم ہر وقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ اپنے ذمہ نہین لیتا۔

(۴) **خط و کتابت** کارخانہ کے متعلق خط و کتابت خواہ کسی قسم کی ہو اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہین۔

(۵) **عدم رسید اخبار** اگر ایک ہی مقام یا اس کے گردو نواح مین اخبار پہونچ گیا ہو اور آپکو نہ ملا ہو تو تاریخ رسید کے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ مین اطلاع دینی چاہئے ورنہ ممکن ہے کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) **تبدیل پتہ** تبدیلی کے وقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہئے جہان پتا بدلنا ہو ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا اور آپکو نہ ملا تو ہم ذمہ وار نہین۔

(۷) **چندہ سالانہ پیشگی** اگر بلا تقاضا خود ارسال کیا جاوے ۲ پیشگی بذریعہ وی پی جس مین ایک کتاب قیمتی ا/ ۳ ... **برٹش فارن ممالک** یعنی ہندوستان سے باہر ہے ۔ **جو خریدار** ایک ماہ بعد ادائیگی قیمت

تفسیر القرآن بالقرآن یہ ایک بینظیر تفسیر ہے جسکو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرۃ مسیح آخر زمان عم اور مولانا مولوی نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی حضرۃ مسیح الزمان نے ذ... اس کی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے نہایت عمدہ بینظیر تفسیر ہے قرآنی نکات خوب بیان کئے ہین دلون پر اثر کرنیوالی ہے حضرۃ مسیح الزمان اور مولانا مولوی نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہے جیسی ہر خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت ۱/ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ ارسال کی جاتی ہے ۔ بلا جلد ہے مجلد ہے پارہ الم کی قیمت ہر پارہ عم ۱/ **المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام** ترا وڑی ضلع کرنال تمام درخواستین مشتہر کے نام آنی چاہئین نہ کہ دفتر البدر مین۔

نیو فیشن کے سٹ ناظرین ہمارے یہان مینا کاری کوفت گری کا کام کوٹ قمیض کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہین جن کے اوپر نام سنہری و چاندی اور بیل بوٹا ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان مین لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہے کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہین اور یہ عمر بھر مین اکھیڑ نہ کافی ہین **نمبر ۱** ۔ بٹن سٹ نام بھی سنہری اور کام بھی سنہری قیمت ۱۲/ **نمبر ۲** ۔ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندیکا قیمت ۹/ **نمبر ۳** ۔ بٹن سٹ نام بھی چاندیکا اور کام بھی چاندیکا قیمت ۸/ **نمبر ۴** انگشتری بیل بوٹا چاندیکا قیمت ۴/ خط کے آنے پر بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتا ہے **پتہ ایس جی ۔ ایم کمپنی گوجرات پنجاب۔**

عطر عمدہ ہر قسم کا اور تیل خوشبودار ہر قسم کا سرمہ ہر قسم کا دوائی یونانی و انگریزی دھسری پٹکہ دلنگی ہر قسم رومال و سوسی ہر قسم دہر کے بنیان و جراب ہر طرح کی بلیسی و انگریزی سوتی و اونی کلاہ و ٹوپی ہر قسم کی سادی و کامدار ہر کی گیس یعنی بتی کمربند سواران و سپاہیانہ و پاجامہ ہر طرح کی جوتی خورد و کلان سادہ و کامدار اور بوٹ و گرگابی اور شوز دیسی و انگریزی اور چپل و لودیانہ و ہندوستانی وغیرہ وغیرہ برتن مرادآبادی گلوبند ہر قسم کے خورد و کلان مثلا مردانہ اور زنانہ لکڑی کی اور سینگ کے ہر قسم قفل آہنی و پیتل کے ہر قسم خورد و کلان تولیہ ہر قسم کے ۔ دری ہر قسم کی قینچی دیسی و ولائتی ہر قسم کی چاقو دیسی و ولائتی ہر قسم کے قیمت کا حال مشتہر سے دریافت کرو۔

المشتہر حافظ نور احمد احمدی اینڈ کو تاجران بیٹھ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان مین محمد افضل و معراج الدین صاحب پروپرائیٹران کے اہتمام سے چھپا

ملفوظات حضرة احمد مسیح الزمانؑ

سلسلہ کے دیکھو نمبر ۶ جلد ۳ مورخہ ۸ فروری سے

خداتعالےٰ نے قرآن شریف فرماتا ہے "قلیل من عبادی الشکور" کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہین جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہین اور خدا تعالےٰ نے ان کو اپنی محبت اور نور عطا کیا ہے وہ خواہ قلیل ہون مگر اصل مین ہی سواد اعظم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو امت کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے۔ مگر سواد اعظم کے حکم مین ہین۔

یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ جو لوگ شرارتون منصوبون اور حیلہ بازیون مین رہتے ہین ان کا عمل ایک بالشت بھی آسمان پر جاسکے اور وہ ان نیک بندون کے برابر ہون جن کی عظمت خدا کی نظر مین ہے۔ عبد اللطیف کی ہی ایک نظیر دیکھ لو کہ بار بار موقعہ ملا کہ جان بچا دے مگر اس نے یہی کہا کہ مین نے حق کو پا لیا اس کے آگے جان کیا شے ہے سوچو تو جھوٹ کے واسطے دیدہ دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے۔

ایک بدنصیبی ان لوگون کی یہ کہ صحبت اختیار نہین حاصل کرتے اور دور دور رہتے ہین ان کے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس مین نہ ہڈی ہے نہ گوشت۔ نہ پوست نہ خون۔ نہ روح اور پھر اسے انسان کہا جاتا ہے۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہین۔ کتاب اللہ کی عزت نہین کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرتؐ نے لعنت کی ہے آپ نے دو گروہون کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعود کا۔ اور درمیانی زمانہ کو جس مین ان کی تعداد کروڑون تک پہونچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے۔ پھر اصل مین یہ کثرت بھی نہین ہر خود ان مین پھوٹ پڑی ہوئی ہے ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو کیا خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ آوے گا۔ خود انہی مین سے ہین جو مانتے آتے ہین کہ مسیح اسی امت مین سے ہوگا صحیح حدیثون مین اما مکم منکم موجود ہے سورہ نور مین منکم ہے۔

معراج مین آپ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنے والے کا اور بتلایا پھر کیا یہ سچ نہین ہے کہ اس بات پر اجماع ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہوچکے ہین ان تمام ثبوتون کے بعد اور ان کو کیا چاہئیے۔

۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء

سیر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یہ اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ اس مین ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایون مین ہو رہے ہین۔ کہین طوفان سے کہین زلزلون سے۔ کہین آگ کے لگنے سے اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتین دنیا مین ہوتی ہی ہین مگر آج کل ان کی کثرۃ خوارق عادۃ طور پر ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت مین طاعون کا نام نہین ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوۃ اور پوری توجہ سے لوگون نے دنیا اور اس کے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلون سے اٹھا دیا ہے اب صرف وعظون کا کام نہین کہ اس کا علاج کرسکین عذاب الٰہی کی ضرورت ہے۔

بابو شاہ دین صاحب نے کہا کہ حضور عذاب سے بھی لوگ عبرۃ نہین پکڑ سکتے ہین کہ ہمیشہ بیماریان وغیرہ ہوا ہی کرتی ہین فرمایا قرآن شریف مین طوفان نوح کا ذکر ہے۔ زلزلہ کا ذکر ہے۔ بجلی کا ذکر ہے اور یہ سب حادثات دنیا مین ہمیشہ ہوتے رہتے ہین کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے جن کا ذکر خدا نے کیا پھر اور ان سب کا .... ہمیشہ دنیا مین وجود رہتا ہے مگر جب کثرت ہوا اور ہولناک صورت سے ظاہر ہون اور ایک دنیا مین تھلکہ پڑجاوے تب یہ نشان ہوتے ہین وحی بھی اسیطرح سے ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ لوگون کو سچی خوابین آتی ہین۔ تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی خصوصیت ہمیشہ کثرۃ اور درجہ کمال سے ہوتی ہے۔ اب اس وقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اس کی نظیر یہ دکھلاوین

گذشتہ دنون مین عالی جناب احسان علی خان صاحب برادر نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے ہوئے تھے انہون نے حضرۃ اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی اور آپنے ایک جامع تقریر بھی اس وقت فرمائی تھی جس سے آپ کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع قمع ہوا تھا اسی کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ ان کے ایک مصاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ابھی مسیح و مہدی کی ضرورۃ نہین کیونکہ لوگ نمازین پڑھتے ہین۔

اس پر آپنے فرمایا کہ عام طور پر و صرف دلون مین گھر کر گئی ہو لاکھ یا مسلمان عیسائی ہوگئے ہین صلیبی فتنہ بڑھ رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہین تو کیا یہ چاہتے ہین کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے اس کی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اس مین روح کا نام و نشان نہ ہو اور صرف اس کے آنکھ کان ناک وغیرہ دیکھکر کہا جاوے کہ یہ میت نہین ہے۔ اگر نہین تو اور چار دن رکھکر دیکھلو جب سڑیگا تو خود پتہ لگ جاوے گا۔ روحانیت کا نام و نشان نہین صرف پوست ہی پوست ہو ایسی کہتے ہین کہ ضرورۃ نہین۔

اہل تشیع کو جو محبت حضرۃ امام حسین علیہ السلام سے ہے اور آپ کے واقعہ شہادت کو سنکر جسطرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہین اس مین سے تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگون کے حق مین جو دلی خلوص سے امام سے محبت رکھتے ہین اور ان کی شان مین ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہین فرمایا کہ اس بات سے ہم منع نہین کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی .... مین آنسوؤن سے رو لے

فرمایا کہ ہدایت کے ۳ طریقے ہین۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہین۔ بعض تنبیہ کے محتاج ہوتے ہین۔ بعض کو آسمانی نشان اور تائید نظر آجاتی ہے کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب اس وقت جو کچھ خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمدید ہے دوسرے نقول ہین۔

یکم فروری ۱۹۰۴ء

سیر

اتمام حجت کی تکمیل

فرمایا کہ قوائے خواہ کتنے ہی قوی ہون اور عمر کس قدر ہی اجل کیون نہ ہو مگر تاہم عمر کا اعتبار نہین ہے نہین معلوم کہ کس وقت موت آجاوے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فرض کا ایک حصہ بذریعہ تحریر دون گا

اجتہادی غلطی | کسی صاحب نے لودھیانہ سے حضرت صاحب کو مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام جو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بارے میں لکھا گیا تھا وہ قبل ازین کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد پر چسپان ہو چکا ہے۔ اس پر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد امر دیگر ہے اور تفہیم الٰہی امر دیگر۔ اگر ہم نے ایک معنے اپنی رائے اور فکر سے کر دیئے تو آخر اپنے وقت پر خدا تعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنے بتلا دیئے۔ اس الہام میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں عسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہماری محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاؤں سے ہوتی رہیں کہ نہیں جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت صلعم کو انگور کا خوشہ دیا تو آپ نے اس کے یہ معنے سمجھے کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ اس کا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنے پورے طور پر سمجھ میں آئے۔

ایک مفتری کی زندگی حباب کی طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سچائی کی خوشبو ہے کہ [illegible] واعظ ہیں (نہ کانفرنسیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں) نہ لکچرار ہیں لیکن ہماری صداقت خودبخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے ان لوگوں نے بہترا دبایا اور روکتے رہے اور اب بھی کرتے اور روکتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اب باریک نظر سے غور سے دیکھو تو ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور یہی نشانی ہے اس بات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے مخالف آج تک کبھی کے کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چپ چاپ بیٹھے ہیں کسی تدبیر اور ایسی طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اشتہار بازی ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کچھ۔ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے روز جو ڈاک آتی ہے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن ہوتا ہو ورنہ ہر روز بلاناغہ بیعت کے خطوط آتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ اس میں کوئی نہ کوئی بیعت کے لئے طیاری نہ کرتا ہو۔

تین قسم کے لوگ | فرمایا کہ اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں ان کی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں ان کی تعداد ترقی پر ہے۔

تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں نہ ادھر ان کی تعداد کثیر ہے وہ ملاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں ورنہ ان کے ساتھ ملکر سب و شتم کرتے پس اس لئے وہ ہمارے مد [illegible] میں ہیں۔

فرقہ معاندین غنیمت ہے | یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اصل میں کوئی شے نہیں ہیں انہی کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے وہ شور ڈال ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں ان کی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لئے تناقض ہوتا ہے خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے حال کچھ ہے آخر شور شرابا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا۔ پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر تنقید پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا بہت سا کام دنوں میں ہو رہا ہے لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور ان کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ آنیوالا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں ہمیں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق پا لیتے ہیں۔

۷ فروری ۱۹۰۶ء

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب سیر سے چند منٹ پیشتر تشریف لائے اور شامل سیر ہوئے۔

سیر

آج راستہ میں زیادہ تذکرہ ان عوارضات کا رہا جو کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو لاحق ہیں اور منجملہ ان عظیم الشان نشانات کے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کی علامات میں بتلائے گئے ہیں آپ نے ڈاکٹر صاحب سے درد گردہ کے قریب ایک درد کا حال بیان کیا اور پھر آپ نے یکایک اطراف بدن سرد ہو کر چکر اور تغیر چشم وغیرہ کی کیفیت سنائی۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ ادویہ ان کے متعلق عرض کیں آخر اسی تذکرہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ظاہر پر حمل کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے یہ منتظر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آدیں اور وہ زرد چادریں اوڑھی ہوئی ہوں ایک اوپر اور ایک نیچے لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ آیا وہ چادریں آسمان پر ہی رنگی جاویں گی یا یہاں سے ان فرشتوں لیکر آسمان پر پہونچا دیں گے اور وہ اوڑھ کر نیچے اتریں گے ان چادروں سے مراد امراض ہیں اور یہی دو قسم امراض ہمیں لگی ہوئی ہیں۔ نیچے کی چادر سے مراد ذیابیطس کی بیماری ہے اور اوپر سے مراد سر کی بیماری ہے ان دونوں میں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں۔

سر کی بیماری کا راز | سر کے ان عوارضات کا یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس وقت جہاد کے خیالات کو دور کرنے کی ضرورت تھی اور ہمیں اس سے الگ رکھنا تھا اس لئے یہ امراض لاحق کر دیئے اور یہ بھی اس میں حکمت ہے کہ اپنی کسی کارروائی پر ہمیں گھمنڈ نہ ہو بلکہ ہر وقت اسی کے فضل کے خواستگار رہیں۔

نزول کے لفظ میں بھی یہی سر ہے گویا آسمان سے اترا ہے سب کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس میں انسانی دخل نہیں ہے اور جب وہ انسانی ارادوں اور منصوبوں سے الگ ہوئے تو وہ سب امور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں جب سخت لڑائی ہو تو کہا کرتے تھے کہ خدا خود اتر کر لڑا۔

ان لوگوں نے سب امور کو جسمانی بنا لیا ہے۔ چادریں رنگی ہوئیں گویا بھگوے کپڑے اور ہاتھ میں نیزہ اور جنگلوں میں سور مارتا پھرتا ہے۔ ان میں بھی ضدین کو جمع کیا ہے ادھر بھگوے کپڑے پہناتے ہیں ادھر ہاتھ میں نیزہ۔

اس کے بعد پردہ کے مضمون پر آپ گفتگو فرماتے رہے جس کو ہم نے پردے کے عنوان سے اسی اخبار کے صفحہ [illegible] پر دیا ہے۔

۸ فروری ۱۹۰۶ء

سیر

سیر کے اول حصہ میں مقدمات کا تذکرہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حکام کے دل پر تصرف کر کے ہماری تائید کرتا ہے اور جو ہماری منشا اور مراد ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

کسر صلیب کا جوش مسیح کی روح میں | اس کے بعد روئے سخن کسر صلیب کے مضمون کی طرف پلٹا

اور زمانہ کی حالت آپ نے بتلائی کہ جسکو دیکھو دنیا ہے وین کی فکر اس کے لئے سوز گداز ہرگز نہیں دنیا کو کیڑے پڑے ہوئے ہین عیسویت کے مہلک فتنہ کی نسبت آپ نے فرمایا کہ بہت غور اور فکر کے بعد مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ اب صرف قلمون اور کاغذون کا کام ہی نہین ہے کہ وہ اس فتنہ کو فرو کر سکے۔ کتابین ہم نے لکھین تو اس کے مقابل پر انہون نے بھی لکھدین لوگ اپنے اپنے نفس کے فکر مین اس قدر مصروف ہین کہ ان کو مقابلہ کرنے کی فرصت ہی نہین ہوتی۔ اور جب انہون نے مقابلہ ہی نہ کیا تو پھر حق کیونکر کھلے اس لئے اب میرا ارادہ ہے کہ ایک لمبا سلسلہ دعا اور انقطاع کا شروع کیا جاوے نرے وعظ اور تبلیغ سے کیا ہوتا ہے انبیاء بھی جب وعظ اور تبلیغ سے تھک گئے اور دیکھا کہ ابھی فتنہ برقرار ہے تو پھر انہون نے دعا کی طرف توجہ کی تا کہ توجہ باطنی سے فتنہ کو پاش پاش کیا جاوے جیسے کہ اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید** پ ۱۳ ع ۱۵- یعنی جب رسولون نے دیکھا کہ وعظ اور پند سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو انہون نے ہر ایک بات سے کنارہ کش ہو کر خدا کی طرف توجہ کی اور اس سے فیصلہ چاہا تو پھر فیصلہ ہو گیا۔

نوح علیہ السلام بھی جب وعظ و پند سے عاجز آ گئے تو آخر انہون نے دعا کی اور سب ہلاک ہوئے سخت طوفان آیا۔ ان کی کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری جسے ارارات کہتے ہین۔

ارراٹ کی وجہ تسمیہ۔ اس کا نام ارراٹ اسی لئے ہے ہ ارراٹ عبرانی زبان مین پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہین اور ارارات کے معنے ہین مین نے دیکھ لیا۔ نوح علیہ السلام نے جب خشکی کی تلاش مین چارون طرف نظر ماری اور پانی ہی پانی نظر آیا تو چونکہ کچھ پانی اتر چلا تھا اس لئے جودی پہاڑ کی چوٹی ان کو نظر آئی اور اسی وجہ سے اس کا نام ارارات پڑ گیا۔ غرضکہ یہ نشان بھی اسیطرح نوح کے دنون کی طرح ہوگا اور اگر اس طرح نہ ہو تو پھر کل جہان دہریہ بن جاوے۔

نفخ صور کے معنے۔ مسیح موعود کے متعلق جو یہ آیا ہے **ونفخ فی الصور فجمعناهم جمعا** اس سے بھی مسیح موعود کی دعا کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے نزول از سما کے یہی معنے ہین کہ جب کوئی امر آسمان سے پیدا ہوتا ہے تو کوئی اس کا مقابلہ نہین کر سکتا اور رد نہین کر.... سکتا آخری زمانہ مین شیطان کی ذریت بہت جمع ہو جاوے گی کیونکہ وہ شیطان کا آخری جنگ ہے مگر مسیح موعود کی دعائین اسے ہلاک کر دین گی۔

دل را بدل رہیست۔ دلون کو دلون سے راہ ہوتی ہے پادری لوگ جسطرح سے ہمین برا جانتے ہین اور ہمارے استیصال کے درپے ہین ویسے دوسرے کسی فرقہ اہل اسلام کو برا نہین جانتے بلکہ آپس مین ایک دوسرے کے ہمزبان ہوتے جاتے ہین یہ ان کی فطرتون نے گواہی دیدی ہے کہ اپنے مذہب کا اصل دشمن انہون نے ہمین جانی دشمن مان لیا ہے جیسے چوہا جب بلی کو دیکھتا ہے تو گو اس نے اول سے نہ دیکھا ہو مگر وہ اس سے دہشت کھاتا اور سہم جاتا ہے یا جیسے بکری شیر کو سویا ہوا دیکھ لے تو تاڑ جاتی ہے کہ اب میری جان کی خیر نہین خدا معلوم یہ علم ان کو کیسے ہو جاتا ہے الہام ہی ہوتا ہوگا۔ ٹھیک اسیطرح ان لوگون نے تاڑ لیا ہے کہ عیسائی مذہب کے دشمن اگر ہین تو ہم ہی ہین اور کوئی فرقہ مسلمانون مین سے نہین ہے

فطر کے معنے۔ فطر کے معنے پھاڑنے کے ہین اور فطرت سے مراد ہے کہ انسان خاص طور پر پھاڑا گیا جب آسمان سے لعنت آتی ہے تو نیک قوتین پھٹنا شروع کر دیتی ہین۔

براہین کا وہ الہام بڑا زور والا ہے **وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب** کہ خدا ایسا نہین کہ تجھے چھوڑ دے جب تک خبیث اور طیب مین فرق نہ کر دے۔ عیسائیون کا جب سے پنجاب مین قدم پڑا ہے مسلمانون نے بھی ان کی ابطال مین کمی نہین کی رسالہ اور کتابین وغیرہ ان کی تردید مین ہمیشہ نکلتے رہے لیکن.... کارگر نہ ہوئے اور عیسائیون کی جمعیت بڑھتی گئی اصل مین اس کا استیصال جانکاہ اور دلسوز دعا کون پر موقوف ہے جیسے کہ **واستفتحوا** سے ظاہر ہے جب تدبیرین کر کر کے انسان تھک جاتا ہے تو آخرکار پھر دعا ہی کام آتی ہے اور جب دعا اپنی انتہا تک پہونچے تو پھر مطلب ہو جاتا ہے۔

ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگون کو اس قسم کی دعا سے مطلب ہی کیا ہے کہ اس فتنہ اور بطلان کی استیصال کے لئے دعائین کرین ان کی تو کل دعائین اپنے اپنے نفس کی ضروریات تک محدود رہتی ہین۔ حالانکہ اس زمانہ مین دعا ایک بڑا جنگ ہے اور خود دعا مین مشکل بھی پیش آتی ہے گوشہ نشینی کی ضرورت پڑتی ہے مجھے ایکدفعہ خیال آیا ہے کہ باغ مین ایک مکان بنا لون کہ وہان تخلیہ مین دعا ہو کیونکہ عمر گذرتی جاتی ہے۔ اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ نرے قلم کا اب یہ کام نہین رہا کیونکہ پادریون وغیرہ کے پاس روپیہ بہت ہے اور لوگون کو اغراض نے دبا رکھا ہے۔ کسی نے نوکری کے لئے کسی نے کسی حاجت کے لئے اپنے آپ کو ان کا دست نگر بنا رکھا ہے اس لئے دلائل وغیرہ کا جو اثر دلون پر ہونا چاہیئے وہ نہین ہوتا اب یہ وقت ہے کہ ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ دعا مین لگے۔ جو مومن آسائش کی زندگی چاہتا ہے تو اس کے حاصل کرنے کا اصول یہی ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے اور اس کے غیر پر نظر نہ رکھے اپنے اوقات کو خدا تعالے کے وقف کرے اور دین کی تائید مین لگے۔

حضرت مسیح ع کی جان بھی آخر دعا ہی سے بچی کیونکہ انہون نے جب دیکھا کہ اب مجھکو صلیب دین گے اور اس طرح کی موت ایک لعنتی.... موت ہوگی جس سے ایک فتنہ کا اندیشہ ہے تو آپ خدا کی بارگاہ مین بہت روئے لکھا ہے کہ ساری رات روتے رہے آگے حدیث کے الفاظ یہ ہین کہ **سمع دعاؤہ للتقوی**۔ کہ اس کی دعا تقوی کی وجہ سے قبول ہوئی جیسے اس مسیح کی دعا اس لعنت سے سنی گئی کہ وہ لعنتی سے بچا یا گیا ہم امید کرتے ہین کہ اس فتنہ کو دور کرنے کے لئے ویسی ہی ہماری دعا بھی سنی جاوے گی اس کی دعا اپنی موت کے بچنے کے لئے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لئے ہے

درخواست دعا

ایک ہمارے.... بھائی ساکن پنجاب جو کہ گوالیار مین ہین ذیل کے الفاظ مین احمدی جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہین

مجھے ایک ایسی مشکل ہے جیسے دریا مین کشتی کے بے بس ہونے سے اس کے غرق ہونے یا ٹوٹ جانے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اگر فضل الہی شامل ہو تو فوراً کنارے جا لگتی ہے اس لئے جملہ احباب کو دعا کا خواستگار ہون

عبداللہ از ریاست گوالیار

کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل چکا ہے کہ یہ ایک عظیم ظلم ہوا ہے جس کی سزا کابل بھگتیگا وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا اور عبداللطیف صاحب شہید کا وہاں شہید ہونا اور احمدی عقائد کا وہاں رواج پانا خود حضرۃ مسیح موعود کا وہاں جانا ہی ہے ✤

محمد سعید

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ کا نام **محمد سعید** ہے۔ عمر آپ کی شاید ۲۵ یا ۳۰ سال کے درمیان ہے مگر قد و قامت کے لحاظ سے آپ ۴۰ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہین اور اپنے باپ کے قدم بقدم حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہین جب آپکے والد عبداللطیف صاحب شہید کئے گئے اور ان کو کابل مین طلب کیا گیا تو بعض کمزور دل لوگون نے مشورہ دیا کہ اپنے والد کی طرح اپنے آپ کو مرزا صاحب پر راسخ الاعتقاد ظاہر کر کے عزیز جان کو نہ تلف کرو۔ اس پر محمد سعید صاحب نے ان کو جواب دیا تھا کہ جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ ہے اگر وہ مارے گئے اور مین مر جاؤن تو کیا حرج ہے آخر مین اسی باپ کا فرزند ہون ✤

سنا گیا ہے کہ امیر صاحب کابل بھی اب اپنے اس کئے پر پشیمان ہین اور ان کی اولاد کو اب امیر صاحب نے تیس ہزار جریب زمین علاقہ ترکستان کی طرف عطا کی ہے۔ کابل کی جریب یہان کی جریب سے طول مین ۳ گنا ہوتی ہے اور جن قاضیون نے مولوی صاحب شہید کے قتل پر فتوے دیا تھا کچھ ان کی ناجائز کارروائیون کا انکشاف بھی ہوا ہے جس سے ان قاضیون کی وقعت امیر صاحب کے دل مین گھٹ گئی ہے۔

کابل مین قحط سے پریشانی پھیل رہی ہے اور امیر صاحب نے باہر سے غلہ منگوانے کو کوچی لوگون سے ۱۶ ہزار اونٹ حاصل کئے ہین اور اس کے لیے ساٹھ ہزار جانوران باربرداری سرکاری ہین بہر حال خدا کی باتین پوری ہو کر رہتی ہین۔ اور ایک صادق من اللہ کی صداقت پر آسمان اور زمین نے سرزمین کابل مین مہر لگائی ہے ✤

جیسے سر الشہادتین مین فاضل مرولی نے بیان کیا ہے کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس قوم پر عذاب الہی ضرور ہونے والا ہے جیسا کہ لکھا ہے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم خامدون۔ الخ یہ قصہ منجملہ اسی کے ہے کاش کہ اہل کابل عبرت پکڑین ✤

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بفضل خدا ۵ فرزند اور ۵ دختر ہین ✤

مرحوم رحمت علی

مرحوم کے حالات شہادۃ جو کہ سید جلال حکا کے خط کے وسیلہ سے احمدی برادران تک پہنچے ہین۔ اب خاص مقام جنگ کے آمدہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ صحیح واقعات نہ تھے اور نہ آپ کسی مجروح دشمن سومالی کو ڈرس کر رہے تھے شہادۃ کے صحیح واقعات ذیل کے خط سے معلوم ہونگے جو کہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر ممتاز علی خانصاحب نے ارسال کیا ہے۔

کل احمدی احباب سے درخواست ہے کہ اپنے ان تمام بھائیون کے حق مین جو دعا نیک واپس آنے کی دعا مانگین جو کہ اس وقت ایز محسن برٹش گورنمنٹ کی طرف سے سومالی لینڈ مین اپنے صدق و وفا سے بھری ہوئی اطاعت کا ثبوت دے رہے ہین اور جو سمالی جہاد کے غلط اصول پر برٹش گورنمنٹ جیسی عدل پرور اور انصاف پسند اور امن اور صلح کو چاہنے والی سلطنت سے جنگ کر رہے ہین ان کے مقابل پر وہ اپنے صلح پسند اسلامی عقائد کا ثبوت عملی طور پر دیکر مخالف اور مفتری مولویون کے منہ پر سیاہی مل رہے ہین ✤ وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم

یہ عاجز نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ مورخہ ۱۰ جنوری کے جد بالی لڑائی مین (جس مین عاجز اور ڈاکٹر صاحب بھائی صاحب جمن خانصاحب بھی شامل تھے) ہمارے محسن و مربی بھائی صاحب اور محترم بزرگ یعنی ڈاکٹر رحمت علی صاحب دشمن کے ہاتھ سے شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حیف صد حیف دشمن کے نہایت ہی قریب آجانے کے باعث سمالی نو زنیٹڈ انفنٹری بھاگ پڑی اس وقت آپکے شکم مین گولی لگی۔ کچھ دیر بعد آپ گھوڑے پر سوار نہ رہ سکے۔ اور گر پڑے۔ تب دو زانو بیٹھکر **کلمہ شہادۃ باآواز بلند ورد زبان رکھا** بعدہ شیطان سیرت مردود دشمن نے بھالون سے ہلاک کیا۔ وہان ہی آپکے نمک حلال وفادار سمالی اردلی نے اپنے آقا پر جان فدا کی۔ اللہ تعالے ان کو غریق رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے آمین۔ ثم آمین۔

ان کا انگریز ڈاکٹر صاحب لفٹننٹ پیرس بھی وہان ہی مارا گیا۔ یہ لڑائی ۱۱ بجے تک ہوتی رہی ہزار کوشش کی کہ نعش مبارک کو لا کر دفن کرین لیکن اللہ تعالی کو یہ منظور نہ تھا۔ ڈاکٹر جمن خانصاحب نے اپنے افسرون کو کہکر نعش منگانے کی کوشش کی۔ میں نے اپنے افسرون سے کہکر معاملہ اپنے جنرل صاحب تک پہونچایا۔ آخر ایک پارٹی آپ کو لانے کے لئے گئی۔ مگر افسوس کہ وہان پر ہی دفن کر آئے اور ہم جنازہ سے بھی محروم رہے افسوس صد افسوس۔ محترم و مرحوم بھائی صاحب جماعت کے گران بہا اور اولوالعزم جان نثار تھے آپ کی وفات حسرت آیات البدر و الحکم مین شائع کر کے احمدی جماعت سے نماز جنازہ کی درخواست کیجاوے تو از حد عنایت ہوگی۔ جو صدمہ ہم چند احمدی برادران کو گذرا ہے وہ تحریر سے باہر ہے آپ کا بستر خراب ہو رہا تھا وہ اپنے صاحب سے رپورٹ کر کے مین نے اپنے پاس منگوا لیا ہے ارادہ ہے اس کو فروخت کر کے روپیہ آپ کی خدمت مین روانہ کردون آپ حسب مناسب یا تو مرحوم کے والد صاحب یوی صاحبہ یا بھائی صاحب کو دیدین یا جیسا مناسب ہو کرین اور سمالی لینڈ کے سب احمدی جماعت کی طرف سے آنصاحب کے پس ماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی اور اظہار تاسف بھی بحریر فرمادین۔ حضرۃ اقدس کی خدمت مین دعای مغفرت کے لیے عرض کرین۔ زیادہ نیاز

کمترین عاجز ان جی کیسار ممتاز علی خانصاحب
ہاسپیٹل اسسٹنٹ سازبرا

دوسری لڑائی مد کے لیے دوبارہ آج آگے جانے والے تھے مگر رک گئے۔ زندگی کا اعتبار نہیں گویا ان بدن کے چارون طرف بارش کی طرح آرہی تھین مگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا ✤

الفرقان بجواب البرہان حضرۃ مولانا

یادگار مرحوم

افریقہ کے احمدی بھائی خصوصیت سے توجہ فرماویں

ہمارے جو احمدی بھائی اس وقت برٹش گورنمنٹ کی خدمات پر مشرقی افریقہ اور سمالی لینڈ میں متعین ہیں ان کو البدر سے ایک خاص اور متمیز تعلق ہونا چاہئے کیونکہ البدر کے ذریعے سے جو خدمت احمدی قوم اور سلسلہ احمدیہ کی ہو رہی ہے اس کا محرک اور مجوز اور اس وقت ایڈیٹر اور مینیجر ایک ان کا وہ احمدی بھائی ہے جسے خدا تعالیٰ نے سب سے اول افریقہ کی سرزمین میں پہونچایا تھا اور یوگنڈا ریلوے کی تعمیر کے لئے جو جہاز سب سے اول ہندوستان سے روانہ ہوا تھا وہ اس کا مرکب تھا۔ اس سرزمین میں پہونچنے پر خدا نے جس طرح اُسے بچا رکھا اور جو کام اس سے چاہا لیا اور یہ بھی اس کے فضلوں میں سے ایک فضل تھا کہ مرحوم رحمت علی صاحب کو اس سلسلہ عالیہ کی طرف رجوع لانے کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے اُسے بھی منتخب کیا تھا اور مرحوم کا اس سلسلہ میں داخل ہو جانا احمدی تاثیرات کے کام کرنے کے لئے ایک کلید یا ریگولیٹر تھا جس کے ذریعے سے روح القدس کی تاثیرات ایک سٹیم کی طرح جلد جلد اپنے کام کرنے لگ گئیں اور جو کل اور پرزہ حرکت اور کام کرنے کے قابل تھا وہ کام میں لگ گیا۔

اور جن ہمارے احباب کو افریقہ میں حضرۃ امام الزمان کی بیعت یا محرکات بیعت کا شرف حاصل ہوا ہے ان پر بھی یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اس خطہ زمین کو مولا کریم نے انتخاب کیا جس کی آب و ہوا نے ان کے روحانی قوائے کو نشو و نما کی طاقت بخشکر ہدایت کی طرف راہ نمائی کی اور میں نے افریقہ میں تجربہ کیا ہے کہ بعض لوگ جو پنجاب میں بڑے متعصب اور معاند تھے اور فسق و فجور میں مبتلا تھے افریقہ میں پہونچکر وہ خدا تعالیٰ کے منعم علیہ بندوں میں سے ہو گئے اور حق کی قبولیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔ کیونکہ ہندوستان اور پنجاب میں خانگی افکار۔ تنگی روزگار اور راتدن دجال صفت مولویوں کے زیر اثر رہنے کی حق کی قبولیت کے قوائے اپنا کام نہ کر سکتے تھے افریقہ میں پہونچکر ان الجھنوں سے ان کو نجات ہوئی اور دماغوں کو غور و فکر کرنے اور حق اور باطل میں مقابلہ کرنے کا موقعہ ملا تو سعید طبائع نے جھٹ حق کو قبول کر لیا۔

اس لئے میں اپنے افریقی احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خصوصیت سے البدر کے استحکام و قیام میں امداد فرما کر عند اللہ اجر حاصل کریں۔ اور جو خدمت دینی قومی اور احمدی سلسلہ کی البدر کے ذریعہ سے ہو رہی ہے اس کے بجا لانے میں وہ ایک دست بازو ہو جاویں جن ایام میں رحمت علی مرحوم اور یہ خاکسار یوگنڈا ریلوے میں تھے اس وقت افریقہ کی جماعت نے مالی خدمات میں تمام دوسرے مقام کی جماعتوں سے ایک تمیز حاصل کی ہوئی تھی اب ان دنوں کی مجھے خبر نہیں کہ کیا حال ہے بہر حال ان ایام کی خدمات سے میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں کہ افریقہ کی جماعت کو مالی حیثیت سے خدمت دین بجا لانے کا عمدہ موقع حاصل ہے اور ان دنوں میں جبکہ ہمارا پیارا دوست ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مشیت ایزدی سے افریقہ میں جان دیکر ثابت کر دیا ہے کہ ان کی زندگی کے پاکیزہ اور مبارک ایام اسی سرزمین کے لئے وقف کئے گئے تھے اور اپنے اعمال و تاثیرات قدسیہ کی وجہ سے وہ افریقہ کی جماعت کے ایک نشان تھے۔ یہ ایک عجیب موقعہ افریقی بھائیوں کے لئے ہے کہ اپنے محترم دوست کی یادگار اور اس کی روح پر فتوح کو ثواب پہونچانے کے لئے وہ احمدی سلسلہ کی خاص امداد فرماویں اور اسی ضمن میں اپنے قومی خادم البدر کی استحکام قیام اور امداد کی طرف اپنی خاص توجہ کو مبذول کراویں۔

البدر کی امداد اور اس کے ذریعہ سے مرحوم بھائی رحمت علی کو ثواب وہ اس طرح سے پہونچا سکتے ہیں کہ دفتر البدر میں اکثر ایسے احمدی بھائیوں کی درخواستیں آتی رہتی ہیں جن کو مصالح ایزدی سے مالی استطاعت بہت کم ہوتی ہے اور اگرچہ اس کی قیمت ۲ سالانہ بہت قلیل ہے مگر وہ اس کی بھی برداشت نہیں کر سکتے اس لئے ذی استطاعت احباب اپنے اخراجات اور ذمہ واریوں پر متعدد پرچے سالانہ البدر کے خرید کر ان کم استطاعت احباب کو دلویں یا خاص طور پر البدر کی امداد فرماویں کیونکہ کارخانہ ابھی تک اس قابل نہیں ہوا کہ صرف اپنے اخراجات کی آپ برداشت کرے

مسئلہ اسی غرض کی تکمیل کے لئے میں نے ۹ فروری کی سیر میں حضرۃ امام الزمان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی اخبار کسی غریب شخص کے نام جاری کروا کر اس کا ثواب کسی متوفی کو پہونچایا جاوے تو پہنچتا ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ دینی اخبار ہو۔ اس لئے میں اپنے افریقہ کے نیز ہندوستان و پنجاب کے ذی استطاعت بھائیوں سے چاہتا ہوں کہ ان میں سے جو اصحاب مرحوم کے ساتھ انس و محبت رکھتے ہیں اور عند اللہ ان کے درجات کی بلندی اور مراتب کی رفعت چاہتے ہیں وہ علاوہ اپنی پُرسوز اور جانگداز دعاؤں کے مالی طور سے بھی اپنے ارادوں کو مذکورہ بالا تجویز سے پورا کریں تاکہ ایک غائب بھائی کی ہمدردی کے علاوہ ان کو ایک دینی خدمت یعنی البدر کے قیام میں امداد دینے کا بھی ثواب حاصل ہو کیونکہ اخبار یا رسالہ جاری کرانے سے ایک صدقہ جاریہ قائم ہو جاتا ہے کیونکہ اس ذریعہ سے جس جس شخص کی نظر ان دینی مضامین پر پڑے گی اور جو جو لوگ اس سے مستفید ہونگے اس سب کا اجر اس جاری کرانے والے کے نام پر لکھا جاویگا۔ گویا صدقات اور خیرات کے جس قدر مدین ہوتی ہیں ان میں سے ایک مد کسی رسالہ یا اخبار کسی کے نام جاری کرا دینا بھی ہے جسے ہمارے بھائیوں کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔

اور اگرچہ مذکورہ بالا مضمون میں میں نے البدر کی اجرا ہی کی ترغیب دی ہے۔ لیکن اس سے یہ میرا منشاء نہیں ہے کہ قادیان میں جس قدر دیگر مواقع صدقہ و خیرات کے مالی طور پر ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جاوے بلکہ ہر ایک شخص لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ میگزین۔ الحکم مساکین کی مدوں میں بھی حسب استطاعت امداد دیکر اپنے متوفی بھائیوں یا رشتہ داروں کی مغفرت اور بلندی درجات کا موجب ہوا کرے۔

چونکہ میرے ہاتھ میں البدر کا اہتمام ہے اس لئے اس کی فکر مجھے ہی لگی ہوئی ہے اور اسی لئے میں نے چاہا ہے کہ دوسرے بھائی عموماً اور افریقہ کی جماعت کے احباب خواہ وہ ہندوستان میں ہیں یا افریقہ میں۔ خصوصاً ایسے ایسے موقعہ پر البدر کی امداد بھی کیا کریں۔

میرا اپنا عمل درآمد اس پر ہے

اپنی تحریر پر میں خود اس طرح سے عمل کرتا ہوں کہ اپنے مرحوم دوست کی یادگار اور عند اللہ اس کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دس اخبار صرف ۱۲ پیشگی قیمت پر ان احمدی بھائیوں کو دونگا جو کہ پورا ۲ پر اسے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور جب تک البدر کا قیام ہے اور اس کا اہتمام میرے ہاتھ میں ہے اور اس کا یہی حجم اور قیمت ہے تب

تک اسی قیمت پر البدر کے ہمیشہ خریدار رہیں گے جن دس مسکین بھائیوں کی درخواستیں اول آجاوینگی ان کو اخبار بذریعہ وی پی ارسال کیا جاویگا ؂

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

جن ستون پر مرحوم بھائی رحمت علی کے احسانات اور عنایات متمیز طور پر تھے اور ان کے دل میں امنگ تھی کہ وہ اس کا معاوضہ ادا کریں اب ان کے لئے موقعہ ہے کہ بذریعہ دعاؤں کے اور انفاق مال کے جس کا ایک طریق او پر مذکور ہوا اس آیت پر عمل در آمد کر کے بار احسان سے سبکدوش ہوں ؂

جلد باز دشمن کی جھوٹی خوشی

اور مقدمات

خدا تعالے کی حکمت بالغہ نے ہمیشہ سے یہی چاہا ہے کہ اپنے ماموروں اور برگزیدوں کی ہر ایک کامیابی اور نشان اور خوارق عادۃ تجلی پر ایک پردہ پڑا رہے تا کہ ایمان بالغیب جو کہ نجات کے لئے ضروری امر ہے ہاتھ سے نہ چلا جاوے اور اس میں یہ بھی سر ہے کہ ہر ایک نااہل ان کی پاکیزہ جماعت میں داخل ہو کر ان اہل بصیرت اور حقیقت شناس صدیقی صفات مومنوں کے ساتھ ہم پلہ نہ ہو جاوے جو اپنی فطرتی پاکیزگی اور رشد اور سعادت کی وجہ سے ایک مامور من اللہ کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ ورنہ اگر ان حقائق کا انکشاف پورے طور پر ہو جاوے تو دنیا میں کوئی چوڑھا چمار اور کنجر وغیرہ ایسا نہ رہے جو کہ مومن کہلانے کا مستحق نہ ہو اور ہر ایک دوڑ دوڑ کر خدا کے رسولوں کو قبول کر لیا کرے۔ اسی لئے تمام برگزیدوں کی کامیابیوں میں ایک نہ ایک پہلو ضرور ایسا رہتا ہے جس سے بد اندیش کوتاہ بین اور اسباب پرست دشمن دھوکا کھاتا ہے۔ ابتدا سے یہ سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے اور اسی طرح چلی جاوے گی ؂

اس زمانے میں جبکہ اللہ تعالے نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے یہی اس کی سنت برابر کام کر رہی ہے کہ جلد باز دشمن ہر ایک نشان الہی پر اپنی کوتاہ فہمی سے ٹھوکر کھا کر اس سچی فوز و نجات سے محروم رہتا ہے جو کہ ضد اور تعصب سے پاک ہو کر ایک ذرا سے غور و تدبر سے حاصل ہو سکتی ہے

ان دونوں میں جو فیصلہ عدالت گورداسپور نے کیا ہے اس پر بھی دیکھا جاتا ہے کہ جلد باز دشمن اپنی شوخی طبع سے ویسے ہی ٹھوکر کھا رہے ہیں جیسا کہ ازمنہ سابقہ میں راستبازوں کے وقت اشقیا کا گروہ ٹھوکر کھاتا رہا ہے کوئی کہتا ہے کہ مولوی کرم دین صاحب بڑی عزۃ سے بری ہوئے کوئی کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اور الہامات غلط نکلے اور وہ سب مولوی کرم دین کے حق میں پورے ہوئے اور اسطرح سے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر کے کوشش کی جا رہی ہے کہ سادہ لوح طبائع کو دھوکا دیا جاوے اور لوگوں کو صراط مستقیم سے بہکا کر اپنے مقصد شیطنت کو پورا کیا جاوے لیکن کیا حق شناس اور انصاف پسند طبائع اس جال میں آ جاویں گی اور ان اوباشانہ تحریروں کے مطالعہ سے کیا ان کو نورانی اور حق شناس فراست مکدر ہو گی! ہرگز نہیں ہرگز نہیں ؂

(۱) کیونکہ حضرۃ مرزا صاحب نے مقدمات میں کامیابی کی پیشگوئی کی ہے اور یہ پیشگوئی ہرگز نہیں کی کہ وہ کامیابی ہمیں ضرور اسی بار۔ اور اسی دغا والے مقدمہ میں رائے چندو لعل صاحب بہادر مجسٹریٹ کی عدالت سے ہی ہو گی۔ اگر نہیں یہ صراحت یا کنایت سے لکھا ہوا ہے تو بتلایا جاوے اور اگر اس پیشگوئی میں صرف یہ ہے کہ مقدمات میں متقی فریق کامیاب ہو گا تو اللہ تعالے خود اپنی کلام پاک سے اس پر مہر لگاتا ہے العاقبۃ عند ربك للمتقين۔

جب تک ایک مقدمہ میں اپیل نگرانی وغیرہ کی گنجائش باقی ہے اور ایک فریق نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں عدالت عالیہ میں چارہ جوئی نہیں کرتا یہی فیصلہ منظور ہے تب تک ان ماتحت عدالتوں کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق قرار دینا سخت جاہلانہ اور احمقانہ شیوہ ہے۔ * * * * * * * * * * * * * * *
* *
* *
* *

(۲) جلد باز دشمن کا یہ کہنا کہ مولوی صاحب عزت کر بری ہو گئے۔ اگرچہ اپنے ظاہری الفاظ میں تو مولوی صاحب سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے لیکن اس قسم کی ہمدردی ہمیشہ نادان دوست ہی کیا کرتے ہیں ؂ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جو فیصلہ عدالت نے دیا ہے اس میں کونسا پہلو مولوی صاحب کی عزۃ کا برقرار رکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے حلفیہ بیانوں میں اسطرح لکھایا تھا کہ یہ خطوط اور اخبار سراج الاخبار کا مضمون جو میری طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ نہ میرے مضامین ہیں اور نہ میرے دستخط۔ یہ مولوی صاحب کا حلفیہ بیان تھا جو کہ عدالت میں دیا گیا تھا لیکن عدالت نے فیصلہ دیا کہ خطوط اور سراج الاخبار والا مضمون یہ سب مولوی کرم دین کے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم اسے یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مولوی صاحب عدالت میں حلف لیکر بھی ایک امر کو خلاف واقعہ بیان کر دینے والے ہیں۔ اور جب عدالت نے یہ فیصلہ دیدیا کہ سراج الاخبار کا مضمون مولوی صاحب کا ہی ہے اور اس مضمون میں مولوی صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ میں نے "دھوکا دیا" تو اب بتلاؤ کہ آیا مولوی صاحب کی عزۃ رہ گئی یا گئی۔ ہم اس پر اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے صرف پبلک خود ہی فیصلہ کرے کہ آیا جب ایک شخص بحیثیت ایک بڑے معزز اور مستند مولوی کے اپنے آپ کو عدالت میں ظاہر کرتا ہے اور اسطرح سے وہ گویا قوم کی ناک بنتا ہے پھر جب وہ عدالت میں ایک امر کی حقیقت پر پردہ ڈالتا ہے اور خود اس کے ہاتھ اور قلم کے لکھے ہوئے جو مضامین ہیں ان از رو ئے حلف لے کے کہتا ہے کہ یہ میرے لکھے ہوئے نہیں ہیں اور آخر کار خدا تعالے اس حقیقت کو کھولتا ہے اور عدالت کے ذریعہ سے اس امر پر مہر لگاتی ہے کہ واقعی یہ خطوط مولوی صاحب ہی کے ہیں تو جو لوگ ان مولوی صاحب کا اس قدر اعزاز و اکرام کرتے تھے اور اخباروں یا رسالوں کے قوم کے سامنے ان کو پیش کرتے تھے ان کی ناک رہی یا گئی ؟

یہ ایک دوسری بات ہے کہ عدالت کی رائے میں آیا وہ دغا مستغیث کو دیا گیا یا کسی اور کو دیا گیا اور اسی قسم کے وجوہ پر وہ ایک ملزم کو بری کر دے مگر جس حالت میں اس اشاعت یافتہ مضمون کو جس میں ملزم خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے دھوکا کیا عدالت ملزم کا ہی مضمون قرار دے تو نفس دغا کا اس کی طرف خود ثابت ہو جاتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ جس شخص نے استغاثہ دائر کیا ہے آیا دغا اس کو ہوا یا کسی اور کو یہ ایک جداگانہ بحث ہے جسے اس وقت چھیڑنا مناسب نہیں۔

ہمارے ان اسلام کے لیڈر علماء ایڈیٹروں وغیرہ کو جا ہئیے امور کو مولویصاحب کی عزۃ قرار دیتے ہیں شرم میں ڈوب مرنا چاہیئے اور خدا کا خوف کرنا چاہئیے کہ کیا مسلمانوں میں اسی قسم کے مولوی ہوا کرتے ہیں اور کیا قرآن شریف کی پاک تعلیم کے یہی نمونے ہیں جنکو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے ایسے خیالات پر افسوس اور صد افسوس۔ یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے جو کہ اس وقت شوخی اور شرارت سے کیا جا رہا ہے

اندلون مین جبکہ خدا کی غیرت جوش مین ہے اور وہ چاہتی ہے کہ جن لوگون نے قولاً یا عملاً کتاب اللہ اور اس کے پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے ان سے انتقام لیا جاوے اور اسلام کی عزت عظمت اور جلال دوبارہ دنیا مین قائم ہو یہ سخت سوء ادبی ہے کہ صرف حضرت مرزا صاحب ہے بخل در صنو اور تعصب کیوجہ سے زبانون اور قلمون کو ایک بے لگام گھوڑے کی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان قرار دیکر یہ نہین خیال کیا جاتا کہ ہماری اقوال اور تحریرات سے کتاب اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان ہر دو کی پاک تاثیرات کی عظمت برقرار رہتی یا جاتی ہے کاش خدا تعالے تم کو سمجھ دے اور تم اپنے نیک اعمال سے اس قابل ہو کہ وہ تم کو سمجھ دلوے اور تم جانو کہ کس قدر گناہ اور کفر عظیم ہے جو ایک بیجا عداوۃ تم سے اپنے پاک مذہب اسلام کے بارے مین کروا رہی ہے ✦

(۳) جو کچھ فیصلہ عدالت نے کیا ہے اور جسکو اختصاراً ذکر کر دیا گیا ہے اس پر محققانہ نظر کرنے سے انسان اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ اس کا ایک حصہ حضرت مرزا صاحب کے مفید مطلب ہے اور ان تمام پیشگوئیون کو پورا کرتا ہے جو کہ قریب ایک سال سے شتہر ... کی گئی تھین یہان پر اس کا مفصل بیان کرنا چونکہ قبل از وقت ہے اس لئے ہم اسے کسی دوسرے وقت پر چھوڑتے ہین ✦

ہم اپنے ناظرین کی تسلی کے لئے یہ لکھنا بھی ضروری خیال کرتے ہین کہ بعض عظیم الشان کامیابیون کا ابتدا خفیف اور چھوٹی چھوٹی ظاہری ناکامیون سے ہوا کرتا ہے اور وہ بھی ایک ظاہر پرست کی آنکھ مین ناکامی ہوتی ہے ورنہ اصل مین بذات خود وہی ایک بڑی فتح اور نصرت ہوا کرتی ہے اس کی نظیر ہمین زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی ملتی ہے کہ جب آپ عمرہ کرنے کے لئے مکہ تشریف لے چلے تو مشرکین نے حدیبیہ پر آپکو روک دیا اور اس بات پر فیصلہ ٹھہرا کہ اگلے سال آپ عمرہ کرین اور اور دوسری شرائط بھی اس قسم کی تھین جن سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنحضرۃ صلعم نے دبکر صلح کرلی۔ اور اکابر اصحاب کو اس سے ابتلا پیش آیا۔ لیکن چونکہ یہی صلح جو کہ بظاہر ناکامی کی صورت رکھتی تھی ایک بڑی کامیابی اور فتح اور نصرۃ کی تخم ریزی تھی اور تبلیغ اور اشاعت اسلام کو اس سے عظیم فائدہ پہونچا تھا خدا تعالے نے اس کا نام فتح مبین رکھا۔ اس لئے اس وقت بھی جلدباز دشمنون کے شور و غل اور ان کی ہا و ہو پر کبھی توجہ نہ کرنی چاہئے ان کی خوشیان جھوٹی خوشیان ہین جو کہ بہت جلد فنا ہو کر ان کے موہنون پر ندامت کی سیاہی ملین گی۔ بلکہ خدا تعالی کی باریک در باریک مصالح پر نظر ہونی چاہئے کہ جس نے اپنے فضل عظیم سے ایمان کے جامہ کو ہمارے زیب تن کیا ہے اور ہمین توفیق عطا فرماکر اپنے مرسل اور مامور کی معیت اور اس کی قبولیت کا شرف دیا ہے۔

دشمنون کی یہ جلدبازی اور غل غپاڑا اور ہماری طرف سے صبر اور استقلال اور انجام پر نظر۔ یہی وہ امور ہین جو کہ ہمین دوسرون سے متمیز کراتے ہین ورنہ اگر جلدباز دشمنون کے مقابلہ پر ہم بھی جلدبازیان کرین اور وہ م بحیثیت ایک مومن کے ہماری نظران باریک در باریک مصالحہ پر بھی ہونی چاہئے جو کہ خدا تعالے نے اپنے ایسے افعال مین رکھے ہوئے ہوتے ہین اور وہ انہی کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے عسی ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم۔ وعسی ان تحبو شیئا و ھو شر لکم۔ اس تحریر کے بعد میری نظر مین اب کوئی ضرورت باقی نہین رہتی کہ اس مقدمہ کے متعلق مخالف اخبار نویسون یا تمام لوگون کی اظہار رائے پر توجہ کی جاوے مگر تاہم انشاءاللہ ایکدو آرٹیکل ...

البدر کے للہی خریدار

میرے ایک افریقہ کے دوست سید غلام محمد صاحب احمدی ہیڈکلارک سب کمشنر آفس ضلع لسوگا یوگنڈا پروٹکٹوریٹ نے ماہ ستمبر مین البدر کے دس نسخہ اس طرح سے خریدے تھے کہ ان کے اخراجات پر دس اخبار دس ایسے احباب کے نام جاری کئے جاوین جو خریداری کی استطاعت نہین رکھتے چنانچہ اس ترمیم سے کہ اگر بجائے دس کے بیس خریدار ایسے ہو جاوین کہ جو نصف قیمت اخبار خود ادا کرین اور نصف سید صاحب کے عطیہ سے وصول ہو جاوے تو اشاعت بھی بڑھ جاوے گی۔ اور بجائے دس کے بیس صاحب سید صاحب کے ذریعہ مستفید ہو سکین گے ان خریدارون کی تلاش کی گئی تھی اب تک جس قدر ایسے خریدار پیدا ہوئے ان مین سے بعض تو نصف قیمت ادا کرتے ہین اور بعض کے نام بلاقیمت اخبار جاری ہے۔ اور جو رقم سید صاحب موصوف کی طرف سے ہمین وصول ہوئی اس مین سے ابھی ۔۔۔ باقی ہین کہ جس کے ذریعے سے نصف نصف قیمت پر ۵ خریدارون کے نام اور پوری مفت قیمت پر ۳ خریدارون کے نام اخبار جاری ہو سکتا ہے۔ فروری کے آخر تک اس قسم کی کل درخواستین آجانی چاہئین خدا تعالی سید صاحب موصوف کو اس نیک عمل کی جزائے خیر عطا کرے اور ہمارے دوسرے ذی وسعت احباب کو بھی اس کی تحریک ہو تاکہ البدر کی اشاعت کا مطلوبہ نمبر جلد پورا ہو اور کارخانہ استحکام پکڑے ✦

طاعون کا دردناک نظارہ

شہر سیالکوٹ سے ایک خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک گھر مین کل ۱۲ آدمیون کا کنبہ تھا ان مین سے ۴ آدمی تو ایک ہی دن ایک ہی وقت مین طاعون سے ہلاک ہوئے اور ایک ہی وقت مین ان کے جنازہ گھر سے نکلے پھر اس کے بعد ہر روز دو دو یا شاید تین تین مرتے رہے اور اسطرح سے مرگئے اور آخر کار دو بچے باقی رہ گئے ✦

راولپنڈی مین پھر طاعون کی خبر سنی گئی ہے۔

بٹالہ اور گورداسپور مین طاعون کا زور ہوگیا ہے۔

مقدمات۔ کے انتقال کی درخواست ڈپٹی کمشنر صاحب نے نامنظور کی ہے غالباً اس کی چارہ جوئی چیف کورٹ مین کیجاویگی

۲۶ جون ۱۹۰۳ء ۸ اگست ۱۹۰۳ء

سید نظام الدین صاحب مدراسی آصف نگر

۲۶ ماہ جون ۱۹۰۳ء کو البدر کے ناظرین پر یہ امر واضح ہوگا کہ ہم نے ذکر کیا تھا کہ صاحب مذکور الصدر کا نام و پتہ حضرة مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو خواب میں بتلایا گیا تھا۔ اس پر مفتی صاحب نے ایک کارڈ آپ کے نام ڈالکر اس رویا کی حقیقت کا انکشاف چاہا سید صاحب کا پتہ مفصل تو معلوم نہ تھا مگر توکل علی اللہ جس مقام کا نام بتلایا گیا تھا وہی لکھکر ڈاک میں ڈالدیا گیا اور صرف اس قدر مضمون لکھا کہ اگر آپ کو یہ کارڈ ملے تو جواب سے جلد سرفراز فرماویں اس میں ایک راز ہے اور پھر دوسرے دن ایک اور کارڈ ڈالا گیا اور خواب بھی لکھدیا۔ ایک ماہ تک کچھ جواب نہ آیا کچھ دن زیادہ گذرے تھے کہ دوسرا کارڈ واپس آیا جس پر بہت سی ڈاکخانہ کی لگی ہوئی تھیں جس سے پتہ لگتا تھا کہ محکمہ ڈاک نے تلاش مکتوب الیہ میں بہت کوشش کی ہے مگر چند روز بعد جو پہلا کارڈ ارسال کیا تھا اس کا جواب آگیا اور معلوم ہوا کہ سید صاحب مدراس سے آصف نگر حیدر آباد میں مقیم ہیں پھر اس کے بعد سید صاحب موصوف کے دو خط مشتمل بر رویا و کشوف آئے جن میں آپ نے حضرة مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں اللہ تعالے سے اطلاع پائی تھی وہ رویا اور کشوف ۲۶ جون ۱۹۰۳ء اور ۲۸ اگست ۱۹۰۳ء کے اخبار البدر میں زیر عنوان کشفی شہادت و عالم خواب درج ہیں وہاں ملاحظہ کرلئے جاویں۔

۷ جنوری ۱۹۰۴ء کو سید صاحب کو رویا میں یہ دکھلایا گیا کہ آپ حالت نزاع میں ہیں کہ حضرة مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا دست مبارک ان کی طرف بڑھایا کہ اس اثنا میں آنکھ کھل گئی اس کی تفسیر سید صاحب کے ذہن نشین یہ ہوئی کہ اب مجھے حضرة امام الزمان کی بیعت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ اسی لئے ایک ماہ کی رخصت لیکر قادیان کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ کی شدائد و مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے ۲۰ جنوری کو یہاں پہونچے اور ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء کو حضرة اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی عزت حاصل کی اور گذشتہ ہفتہ میں واپس حیدر آباد دکن تشریف لے گئے ہیں۔ مگر راستہ سے بوجہ علالت طبع واپس آگئے

ایسے احباب کے وجود کہ جن کو خدا تعالے ان کے ذاتی یا نسبی رشد کی وجہ سے محض اپنے فضل سے ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور خود دستگیری فرماکر ایک صادق من اللہ کی

تعدد ازدواجی کی جماعت کو تاکید

مفتی فضل الرحمن صاحب احمدی قادیانی نے ذیل کے ملفوظات حضرت امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے مجھے پہونچائے ہیں ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء کی علی الصباح کو جب مفتی صاحب موصوف نے حضرة حکیم مولوی نور دین صاحب کے ہاں فرزند ارجمند کی ولادت کی خبر حضرة امام الزمان ع کو گورداسپور میں جاکر پہونچائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس سے پیشتر مولوی صاحب کو اولاد کا بہت صدمہ پہونچا ہوا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا نام عبد القیوم رکھا جاوے

پھر فرمایا۔

کہ میرا تو یہی جی چاہتا ہے کہ میری جماعت کے لوگ کثرت ازدواج کریں اور کثرت اولاد سے جماعت کو بڑھاویں مگر شرط یہ ہے کہ پہلی بیویوں کے ساتھ دوسری بیوی کی نسبت زیادہ اچھا سلوک کریں تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔ دوسری بیوی سے پہلی بیوی کو اسی لئے ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ وہ خیال کرلیتی ہے کہ میری غور و پرداخت و حقوق میں کمی کی جاوے گی مگر میری جماعت کو اس طرح نہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ عورتیں اس بات سے ناراض ہوتی ہیں مگر میں تو یہی تعلیم دونگا ہاں یہ شرط ساتھ رہے گی کہ پہلی بیوی کی غور و پرداخت اور اس کے حقوق دوسری کی نسبت زیادہ توجہ اور غور سے ادا ہونا اور دوسری سے اسے زیادہ خوش رکھا جاوے ورنہ وبال ہوکر بجائے ثواب کے عذاب ہو۔ عیسائیوں کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور بعض دفعہ پہلی بیوی کو زہر دیکر دوسری کی تلاش سے اسکا ثبوت دیا ہے یہ تقوٰے کی عجیب راہ ہے۔ مگر بشرطیکہ انصاف ہو اور پہلی کی نگہداشت میں کمی نہ ہو۔

الحمد للہ کہ اس پیغام رسان ایڈیٹر کا اس پر اول سے ہی عمل در آمد ہے۔

...معیت کا فخر بخشتا ہے اہل بصیرت کے لئے عظیم الشان نشان ہیں اگرچہ اس وقت کے کور باطن اور شب پر چشم منکر اور مخالف ان سے فائدہ نہ اٹھاویں لیکن انہی میں سے اکثروں کی آئندہ نسل ان نشانات الٰہی سے فائدہ اٹھا دے گی۔

گذشتہ ماہ میں اور اس سے پیشتر چند نظمیں دفتر البدر میں بعض محبان حضرة مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے وصول ہوئی ہیں ان اصحاب

ضوابط اخبار البدر

(۱) چندہ پیشگی معہ خرچہ وی پی جس میں ایک کتاب بھی ارسال ہوتی ہے ۳ ۸/
ہندوستان سے باہر فارن ممالک کے لئے ۳ ۸/
قادیان میں پیشگی قیمت عہ
بیرونجات کے احباب اگر بلا تقاضا قیمت خود ارسال کر دیں تو ۳ ۸/

(۲) بعض احباب ایک دو ماہ پر ادائگی قیمت چندہ پر اخبار جاری کرواتے ہیں اگر وہ اپنے وعدہ پر چندہ خود نہ ارسال کرینگے تو ان کی طرف وی پی ارسال ہوگا۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اخبار نہ پہونچے تو اس صورت میں کہ اس مقام یا ان کے گرد و نواح میں وہ نمبر پہونچ گیا ہو ان کو چاہیئے کہ البدر کی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دیدیں دیر سے اطلاع دینے میں اغلب ہے کہ وہ نمبر نہ ارسال

(۴) تبدیلی پتہ کے لئے وقت تبدیل سے ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دینی چاہیئے بصورت دیگر جو نمبر نہ ملیں بعد ازاں بشرط موجودگی وہ فی نمبر ۲/ کے حساب سے دیئے جاوینگے۔

(۵) ہر حال میں جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ اگر بعض استفساروں یا شکایتوں کے جواب نہ ملیں تو کارخانہ معذور ہوگا

(۶) خط و کتابت میں چٹ کے نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہیئے اور ۱۹۰۴ء میں کچھ تغیر و تبدل نمبروں میں ہوا ہے اس لئے اپنے اپنے نمبر ہر ایک صاحب ملاحظہ فرمالیویں۔

بعض احباب کی خدمت میں سر الشہادتین اور قول الصحیح وی پی نہیں کئے گئے لیکن پہونچا دئے گئے ہیں اس لئے ان کی خدمت میں التماس ہے ہر ایک نسخہ کی قیمت فی نسخہ ۲/ کے حساب سے معہ محصول ڈاک۔ دفتر البدر میں پہونچا دیں

تاکید ہے (مینیجر)

نے تحریر کیا تھا کہ محض شوق کے ولولہ نے یہ ترتیب الفاظ میں ڈلوائی ہے ورنہ بذات خود ہم شاعر نہیں ہیں اس لئے اظہار محبت کے لئے ان کو ضرور درج اخبار کر دیا جاوے چونکہ وہ نظمیں قابل اصلاح نہیں اس لئے درج اخبار نہیں ہوئیں محبان صادق اس سے ملول نہ ہوں خدا تعالیٰ ان کی نیت اور محبت صادق کی انکو جزا دیگا (مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا

البدر

ہر انگریزی ماہ کی ۱ - ۸ - ۱۶ - ۲۴ تاریخ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۳

خریدارون کو اطلاع اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے ...

وہ الفاظ جنمین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہین

ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جن مین مین گرفتار تہا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ تین بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت — اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین آمین۔ پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین

فتوی ممانعت جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگون کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوی فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

...

اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

نوٹ ۔ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ کو دیا تہا ...

ملفوظات حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت آج بفضل خدا بہت تندرست رہی اور آپ نے بعد نماز مغرب عشاء کی نماز تک مجلس فرمائی۔

طاعون کا ذکر ہوتا رہا کہ اب فروری کا مہینہ آگیا ہے اس کا زور ہوگا۔ چنانچہ مختلف مقامات سے اب اس کی خبریں آنی شروع ہوگئیں ہیں +

خدا شناسی اور سچے ایمان کی ضرورت

فرمایا کہ ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا کی قدرت اور جزا سزا پر سچا ایمان ہو اسی کی کمی سے دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دنیا کی طرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت۔ وجاہت۔ عزت ملے جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو۔ مگر وہ دنیا کے لئے ہے خدا کے لئے ہرگز نہیں۔ دین کا اصل لب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا پر سچا ایمان ہو مگر اب مولوی وعظ کرتے ہیں تو ان کے وعظ کی بھی علت غائی یہ ہوتی ہے کہ اسے چند پیسے مل جاویں جیسے ایک چور باریک در باریک حیلے چوری کے لئے کرتا ہے ویسے ہی یہ لوگ کرتے ہیں ایسی حالتیں بجز اس کے کہ عذاب الٰہی نازل ہو اور کیا ہو سکتا ہے +

ایک اعتراض ہم پر یہ ہوتا ہے کہ اپنی تعریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو۔ مطہر برگزیدہ قرار دیتے ہیں۔ اب ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ خدا جو امر ہمیں فرماتا ہے کیا ہم اس کی نافرمانی کریں اگر ان باتوں کو اظہار نہ کریں تو معصیت ہو۔

قرآن شریف میں آنحضرۃ صلعم کی نسبت کیا کیا الفاظ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمائے ہیں ان لوگوں کے خیال کے مطابق تو وہ بھی خودستائی ہو گی +

خودستائی کرنیوالا حق سے دور ہوتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ فرماوے تو مہر کیا کیا جاوے یہ اعتراض ان نادانوں کا صرف مجھ پر ہی نہیں ہے بلکہ آدم سے لیکر جس قدر نبی رسول آئے یا اور مامور گذرے ہیں سب پر ہے۔ ذرا غور کرنے سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا مامور کرتا ہے ضرور ہے کہ اس کے لئے اجتبا اور اصطفا ہو اور کچھ نہ کچھ اس میں ضرور خصوصیت چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ کرے خدا کی نظر خطا جانے والی نہیں ہوتی۔ پس جب وہ کسی کو انتخاب کرتا ہے تو وہ معمولی آدمی نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ اس سوال کا آخر ماحصل یہ ہے کہ وہ ہمیں مفتری کہیں گے۔ مگر پھر ان پر سوال ہوتا ہے کہ عجب خدا ہے کہ اس قدر عرصہ دراز سے برابر افترا کا موقعہ دئے چلا جاتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی وقوع میں آتا ہے اگر مفتری ہو ان کے ساتھ خدا کے یہ سلوک ہیں اور اس طرح سے ان کی تائید اور نصرۃ کی جاتی ہے جیسے کہ ہماری۔ تو پھر کل انبیاء کو بھی انہیں مفتری قرار دینا پڑے گا۔ وہی علامات اور براہین جو کہ آنحضرۃ صلعم کے وقت میں آپ کی صداقت کے نشان اور دلیل تھے وہی اب بھی موجود ہیں۔ جسے خدا تعالیٰ انتخاب کرے اگر وہ اس کی تعریف نہ کرے تو کیا گندا کہے اس سے خدا پر حرف آتا ہے کہ اس کا انتخاب گندا ٹھہرتا ہے +

اگر دنیا کے مجازی حکام اعلیٰ کو بھی دیکھو تو وہ بھی حتی الوسع کمشنری لفٹنٹی۔ ڈپٹی کمشنری وغیرہ کے عہدوں کے لئے انہی کو انتخاب کرتے ہیں جو کہ ان کی نظر میں لائق ہوتے ہیں۔ اگر وہ حکام اعلیٰ کی نظر میں نالائق اور ذمہ داریوں کے بجا آوری کے ناقابل ہوں تو انتخاب نہیں کئے جاتے پس اسیطرح اگر مامورین وغیرہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں نالائق۔ نکمے اور اشقیا ہوں تو پھر لوگوں کو مزکی نفس بنانے کی خدمت ان سے کیسے لی جاوے +

یہ ایک نکتہ ہے کہ ان کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ صرف میری ذات پر نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے کہ آدم سے لیکر جس قدر نبی اس وقت تک گذرے ہیں سب اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بھلا وہ ایک ایسا اعتراض کرکے تو دکھلاویں جو سالقہ انبیاء میں سے کسی پر نہ ہوا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمان کے لوازم تمام اس وقت ردی ہو گئے ہیں۔ دل حلاوت ایمان سے خالی ہیں دنیا کی زیب و زینت کے خیال نے دلوں پر تصرف کر لیا ہے ایک گہرے بحر ظلمات میں لوگ پڑے ہوئے ہیں اس وقت بڑی ضرورت اور احتیاج اس امر کی ہے کہ وہ تقویٰ جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور کتاب اللہ نازل ہوئی حاصل ہو۔ ایک مردہ ایمان لوگوں کے پاس ہے اس لئے اس ایمان کی کوئی نشانی بھی ہاتھ میں نہیں ہے اور اسی باعث سے یہ وبال ان لوگوں پر ہے پھر کہتے ہیں کہ کیا ہم نماز ادا نہیں کرتے۔ روزے نہیں رکھتے کلمہ نہیں پڑھتے ان کم سمجھوں کو اتنی خبر نہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو یہود بھی تو سب عبادتیں کرتے تھے پھر وہ کیوں مغضوب ہوئے۔

ان کی نہایت بدقسمتی اور شقاوت ہے کہ بھلا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ دین کیا ہے کب کہا جاتا ہے کہ فلاں متقی ہے۔ فلاں مومن ہے۔ صرف چھلکے یعنی پوست پر ناز ان ہیں اور مغز کو بالکل کھو دیا ہے جو کہ دین کی اصل روح و روان ہے اب خدا چاہتا ہے کہ وہ روح دوبارہ پیدا کرے اگر ان لوگوں میں تقویٰ اور معرفت ہوتی تو یہ اعتراض کرکے خود ہی نادم ہوں۔

سواد اعظم کیا شئے ہے

ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سواد اعظم حیات مسیح کا قائل ہے اگر سواد اعظم کے یہ معنے ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اس کی بات سچی ہوتی ہے تو آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت یہود و عیسائی قوم کا بھی سواد اعظم تھا وہ اہل کتاب بھی تھے۔ بڑے بڑے عالم فاضل عابد زاہد موجود تھے ان کے معیار سے تو آنحضرۃ صلعم کے حق میں ان کی شہادۃ معتبر ماننی چاہیئے اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور ان کی شہادۃ معتبر ہوتی ہے۔ بھلا سوچ کر دیکھو کہ جس راہ میں بچھو۔ سانپ اور درندے وغیرہ ہوں۔ کیا اگر دس ہزار اندھے اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی بھی ان کی بات مانے گا۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب مریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اگرچہ آپ ایک فرد واحد تھے لیکن آپ کے مقابل ہزارہا منکرین کی بات قابل اعتبار نہ تھی جو آپ کی مخالفت کرتے تھے اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں۔ انیہوں۔ بھنگیوں۔ چہیسیوں نیز ہندو وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے۔ مخلوق پرستوں کا بھی

ترسیل زر کے متعلق ضروری اطلاع

اکثر احباب حضرۃ امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام مختلف مدات مثل مدرسہ لنگر خانہ۔ میگزین۔ الحکم۔ البدر وغیرہ کے چندے یکجائی طور پر روانہ فرما دیتے ہیں کہ جن کی تقسیم مین حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اور نیز مولوی صاحب کو کمال تکلیف ہوتی ہے اور آپ کا بیش قیمت وقت چھوٹی چھوٹی رقوم کے تقسیم اور حساب مین صرف ہو جاتا ہے اور بعض وقت غلطی سے ایک مد کا روپیہ دوسرے مد مین صرف ہو جاتا ہے اس لئے ہر ایک مجاہد فی اللہ کو چاہئے کہ جہان وہ محض خدا تعالے کی رضا مندی کے لئے اپنی کما مین سے کچھ حصہ اس انفاق فی سبیل اللہ کے لئے نکالتا ہے وہان اور بھی ایک آنہ یا آدھ آنہ زیادہ صرف کر کے ہر ایک مد اور کارخانہ کا روپیہ اسکے مہتمم کے نام الگ الگ ارسال کیا کرے اور کفایت کی غرض سے یکجائی طور پر ایک کے نام چندے نہ ارسال کئے جادین جس حال مین سب اخراجات انفاق فی سبیل اللہ ہے تو ایک آنہ یا آدھ آنہ کی کفایت کو مدنظر رکھکر حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے بیش قیمت وقت کو اس کی خاطر لینا خلاف آداب طالب بھی ہے اور اس زیادہ خرچ کا اجر اللہ تعالے ہر ایک کو اس کے اخلاص اور نیت پر اسے دے چھوڑے گا۔

حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اور نیز مولوی عبد الکریم صاحب کے نام صرف لنگر خانہ یا لخاص مشن کی امداد کے متعلق چندہ وغیرہ آنا چاہئے۔

عام شکایت

آج البدر کی نسبت عام شکایتن اس کے خریدارون کی یہ ہے کہ بر وقت اشاعت نہین ہوتی اور بعض احباب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے خریدار پیدا کئے جاتے ہین مگر اسی نقص کی وجہ سے کہ اخبار کی اشاعت وقت موعود پر نہین ہوتی خریداری سے عام نارا ضگی پھیل جاتی ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اخبار کے شائقین کو اخبار دیر سے پہونچنے مین ضرور بیمزگی ہوتی ہے اور اکثر لوگ جو کہ مذبذب یا حسن عقیدت رکھنے والون مین ہوتے ہین اور ابھی تک ایک رگ غیریت کی ان کے اندر باقی ہوتی ہے وقت موعودہ پر مطالعہ اخبار کے لئے ان کا بار بار تقاضا بھی خریدارون کے ایذا کا موجب ہوتا ہے اور ان تمام باتون کو مین بذات خود محسوس کرتا ہون کیونکہ اپنے سلسلہ ملازمت مین اخبارون کا خریدار رہ چکا ہون مگر تاہم اب جب کہ مین عملی حالت مین اس کام مین خود حصہ لے رہا ہون تو میرے اپنے نزدیک وہ تمام شکایات جو کہ مین خود التوائے اخبار کے لئے کیا کرتا تھا بہت ہی بے معنے نظر آ رہی ہین اور خود مین ہی نہین بلکہ جن بعض حقیقت رس احباب کو ماہ دو ماہ یا کم از کم چند ہفتہ تک قادیان مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے اور جنہون نے خود امتحاناً قادیانی ایڈیٹرون کی مشکلات کا اندازہ کیا ہے وہ بھی ایک حد تک ہمین معذور قرار دے گئے ہین اور بجائے اس کے کہ انتظامی نقص کی وجہ سے وہ ناراض ہوتے۔ ان کی شفقت اور ہمدردی البدر سے بڑھ گئی ہے بہر حال یہ ایک دلچسپ مضمون قابل بحث ہے جسے انشاء اللہ کسی دوسرے نمبر مین درج کر کے اس قسم کی شکایتون کا جواب دیا جاوے گا۔

ریویو

مولویون کی چٹھی بنام مسیح علیہ السلام اور حضرۃ مسیح کا جواب بنام مولوی صاحبان

یہ ایک کتاب پنجابی زبان مین میان محمد اسمٰعیل صاحب احمدی موضع تتر گرامی ضلع گوجرانوالہ نے تصنیف کی ہے جو کہ ۴۴ صفحہ پر لاہور کے اسلامیہ سٹیم پریس مین طبع ہوئی ہے اس چٹھی کو چھاپنے سے پہلے مصنف نے قادیان مین حضرۃ اقدس اور آپکے احباب کو سنایا تھا واقعی مین قابل مطالعہ ہے مولویوں کی فریاد اور دعا دیئے کو حضرت مسیح کی خدمت مین دکھایا ہے کہ جسطرح ہو آسمان سے جلدی اتر دو ورنہ مرزا صاحب ہماری جگہ لئے جاتے ہین۔ پھر اس کا لطیف جواب حضرۃ مسیح کی طرف سے آیا ہے جس سے تمام مولوی اپنا منہ لیکر رہ گئے ہین۔ جو اصحاب پنجابی زبان کو پڑھ یا سمجھ سکتے ہین وہ اس سے خوب محظوظ ہون گے۔ ہماری رائے مین کاغذ کتاب کو عمدہ نہین لگایا گیا اور لاہور جیسے مقام مین جب یہ چھپی ہے تو اس کی قیمت ا/ واقعی زیادہ ہے اگر ارزان ہو جاوے تو یہ اس قابل ضرور ہے کہ کم سے کم بکثرۃ پنجابی مولویون اور ان کے زیر اثر لوگون مین شائع کیا جاوے ہان جو اصحاب نکتہ رس ہین ان کے نزدیک تو یہ قیمت اور بھی تھوڑی ہے یہ کتاب مصنف اور غلام رسول صاحب درزی چوک بازار گوجرانوالہ نیز منشی کرم علی صاحب مصلح سنگ قادیان سے نقد قیمت پر مل سکتی ہے۔

قول الصحیح کی نسبت قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اول المومنین مین سے ہین تحریر فرماتے ہین کہ پانچ نسخہ نظم میان ہدایت اللہ والے ارسال کر دیوین یہ نظم دیہاتی لوگون کے واسطے بہت مفید ہے اسواسطے خیال ہے کہ بطور اشاعت دیہات مین کچھ جلدین تقسیم کی جاوین لوگ شوق سے پڑھتے ہین فقط۔

یہ نظم سلیس اردو مین ہے اور جلی قلم سے لکھی گئی ہے کہ مستورات بھی پڑھ اور سمجھ سکین اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے جو اصحاب خریدین ان کو ایک روپیہ کے ۲۰ نسخہ علاوہ محصولڈاک ارسال ہون گے۔

اپنے محترم بھائی رحمت علی صاحب کی وفات کے حالات بصورت کتاب ارسال ہین مضمون کو ترتیب

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب اور ادویہ کی فہرست

طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ میں عام چرچا ہے اور جس کے دریافت ہو جانے نے یسوعی معجزات کی کلاہ ایک مذہب و ملت حتیٰ کہ ایک دہریہ کے ہاتھ میں بھی دیدی ہے اور جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے امراض کا علاج ہو جاتا ہے اس کا برمحل اور ٹھیک استعمال اس کتاب میں بتلایا گیا ہے جو ہدایات ان میں درج ہیں ان پر مشق کرنے سے انسان صحت بنفسہ کہکر اپنے وجود کو زیادہ نافع بنا سکتا ہے اور خیالات میں یکسوئی اور ان کے ضبط کرنیکی عادۃ بھی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عام طور پر اس کتاب کے لکھنے والوں نے وہ مبالغے کئے ہیں کہ آسمان و زمین کی قلابیں ملا دی ہیں اور اس کو مشاق کو گویا خدائی کی کل کا چلانے والا قرار دیدیا ہوتا ہے لیکن ہماری نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الہی کا نیک یا بد استعمال کرکے ثواب یا عذاب کماتا ہے۔ جیسے خدا کے ارادے سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہے ویسے ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط و کتابت کریں۔ قیمت عہ

شہادۃ آسمانی حصہ اول و دوم ۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت میں لکھی تھی اس کے اور دیگر معترضین کے اعتراضوں کے جواب اس میں دئے گئے ہیں ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہے اور مسئلہ جہاد۔ اور خر دجال یاجوج ماجوج تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸ر

مہر مکتوم ۔ یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا ثابت کیا ہے اور نیز حضرت کلمہ پر لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے اور دکھلایا ہے کہ جن مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر انجیل میں ہے خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵ر

رویائے صالحہ اس میں مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت۔ محمد حسین بٹالوی کے کفرنامہ طیار کرنے کا اور حضرۃ مسیح موعود کا ثبوت صحف سابقہ سے۔ قیمت ۲ر

اعجاز احمدی ۲۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہیں اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہوتا ہے قیمت ۱ر

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی ساکن لاہور کی نظم جو کہ پنجابی اردو زبان میں حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہے قیمت ار (محصولڈاک بذمہ خریدار)

عاقبۃ المکذبین لودیانہ کے مخالف مولویوں کا انجام جو ہوا اس کا بیان۔ بیعت کردس شرائط حضرۃ مسیح کی وفات و حیات پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ار (محصولڈاک بذمہ خریدار)

اسلام اور اس کا بانی یعنی طامس کارلائل صاحب جو المعروف بہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی

صیانۃ الناس۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب منجانب فاضل امروہی قیمت ار

الہامی دعا۔ رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت ار (محصولڈاک بذمہ خریدار)

کامن پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکی ضلع گجرات قیمت ار ایضاً

نظم برائے مستورات بطرز کامن مصنفہ ″ ″ ″

روشنائی احمدیہ ساختہ مرزا عبدالکریم تاجر مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ارزاں اوسط قسم تاجروں کو

سر الشہادتین۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادۃ کا واقعہ منو و عن آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف میں موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وقت میں پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہیں ان کی تفصیل دی گئی ہے مصنفہ فاضل

مجرب ادویہ

حب دافع دائمی قبض۔ اس کے استعمال سے صرف عارضی طور پر قبض کشائی نہیں ہوتی بلکہ اندرونی قوی میں جو نقص باعث مرض ہوتا ہے اس سے رفع ہو کر آئندہ تازہ قوت قوی کو فضلہ کا اخراج کے قابل ہوتی ہے قیمت ۸ر

اکسیر شکم خوش ذائقہ دوا اکثر امراض معدہ کے لئے شفا کا حکم رکھتی ہے قیمت عہ

علاج نکسیر بشرطیکہ ناک کے اندر زخم نہ ہو اور دماغ سے خون آتا ہو تو ضرور آرام ہو جاتا ہو کہیا ہو اور ناک میں طوالت کی دوا

حب جدید برائے بخاروں اور ابتدائی دق اور کھانسی وغیرہ کا علاج جس کا تجربہ خود قادیان میں بھی ہو چکا ہے

روغن بہرہ پن۔ بشرطیکہ مادر زاد بہرہ نہ ہو اکثروں پر تجربہ ہوا کہ آرام ہو گیا ہے قیمت فی شیشی عہ

دردسر کی گولی ہر ایک قسم کے درد کو اس سے فوراً آرام ہو جاتا ہے اعصاب کو طاقت ملتی ہے ۱۶۰ گولی عہ

سرمہ زنگاری اعلیٰ درجہ مقوی بصر۔ دھند غبار آشوب چشم پانی بہنا وغیرہ دیگر امراض چشم کا نادر علاج اعلیٰ درجے کے اطبا کا خاندانی نسخہ فی تولہ

مصفی خون گولیاں خالص عشبہ کے جوہر اور چوب چینی کی بنی ہوئی ہیں ۸۰ گولی عہ

سلائی گکرہ جسے ہندوستانی زبان میں روہی کہتے ہیں خواہ پرانے ہوں اس کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے فی سلائی

مذکورہ بالا اشتہار کے حوالہ سے ہر قسم کی درخواست بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور کے نام آنی چاہیے

تفسیر القرآن بالقرآن پ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرۃ مسیح آخر زمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو لفظ سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان نے ذوقاً و فناً اسکی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ نہایت عمدہ۔ شیریں زبان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کئے ہیں دلوں پر اثر کرنیوالی ہے حضرۃ مسیح الزمان اور مولانا مولوی نورالدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل باری سے چھپکر طیار ہو چکی ہے خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت۔ ۲ر کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ روانہ کی جاتی ہے۔ بلا جلد ۲ر مجلد ۳ر پارہ الم کی قیمت ۱۲ر پارہ عم ۱۲ر المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال تمام درخواستیں مشتہر کے نام آنی چاہئیں نہ کہ دفتر البدر میں

بنارسی مال ہر قسم کا مردانہ اور زنانہ مثل ٹوپیاں اور گلبدن۔ غلطان ہر قسم اگر خریدنا ہو تو مشتہر سے خریدا جاوے۔ اصل اخراجات پر صرف ۲ فیصدی منافع لیا جاویگا اور مال بہت عمدہ خالص نہایت دیانتداری سے ارسال کیا جاویگا۔ المشتہر سید عزیز الرحمن محلہ شالو متصل کتاب گھر کوہ منصوری

نیوفیشن کے سٹ۔ ناظرین ہمارے یہاں مینا کاری کوفت گری کا کام کوٹ قمیض کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہیں جن کے اوپر نام سنہری و چاندی اور بیل بوٹا ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان میں لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہے کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اور یہ عمر بھر میں ایک دفعہ کافی ہیں۔ **نمبر ۱**۔ بٹن سٹ نام بھی سنہری کام بھی سنہری قیمت ۱۲ر **نمبر ۲**۔ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندی کا قیمت **نمبر ۳**۔ بٹن سٹ نام بھی چاندی کا اور کام بھی چاندی کا قیمت ۶ر **نمبر ۴**۔ انگشتری بیل بوٹا چاندی کا قیمت ۲ر خط آنے پر بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتا ہے۔

پتہ۔ ایس جی ایم کمپنی گوجرات پنجاب

عطر عمدہ ہر قسم کا اور تیل خوشبودار ہر قسم کا سرمہ ہر قسم کا۔ دوائی یونانی و انگریزی و مصری ٹکیہ و لنگی ہر قسم و ہر کے۔ رومال و سوسی ہر قسم و ہر کا۔ بنیان۔ و جراب ہر طرح کی دیسی و انگریزی سوئی و داونی۔ کلاہ و ٹوپی ہر قسم کی سادی و کامدار ہر کی۔ گیلس یعنی پٹی۔ کمربند۔ سوہراں و سیاہیانہ و پاجامہ ہر طرح کا۔ جوتے خورد و کلاں سادہ و کامدار اور بوٹ و گرگابی اور تلو زردیسی و انگریزی اور پنجابی و لودیانہ و ہندوستانی وغیرہ وغیرہ برتن مرادآبادی گلو بند ہر قسم کے خورد و کلاں **تماشہ** مردانہ و زنانہ لکڑی کا اور سینگ کی ہر قسم۔ قفل آہنی و پیتل کے ہر قسم خورد و کلاں۔ تولیہ ہر قسم کے۔ دری ہر قسم کی۔ قینچی دیسی و ولایتی ہر قسم کی۔ چاقو دیسی و ولایتی ہر قسم کے

المشتہر حافظ اللہ داد احمدی اینڈ کو تاجر پیٹھ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

مطبع انوار الاسلام قادیان میں ہر قسم کی اردو عربی فارسی چھپائی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے

انوار الاسلام پریس قادیان میں محمد افضل و معراج الدین پروپرائیٹران کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد ﷺ کا

ان اللّٰہ قد جاء مع الوقت مسیحہ وما ترکم ...

فیض ہے یہ غلام ...

البدر

چہ گویم بالگر آئی چہار دقادیان ...

لقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ

جلد ۳	ہر انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے	نمبر

خریداروں کو اطلاع ہمیں احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی تعاون ... پر ہے اس کی بروقت اشاعت اور سامان ... کی تکمیل ... داری کے لئے ضروری ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ... ۵ ... سو ہو اس لئے احباب ... موجودہ حالت میں جب کہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل ... اخراجات کا ذمہ بار ہے اگر ... وقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جائے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ اس کی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد کو پورا ... فرائض کو حتی الوسع دیانت داری سے بجا لائیں

وہ الفاظ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہیں

ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ تین بار رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت — اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں آمین۔ پھر اس کے بعد آپ مع دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
موسو ہو گند دل میں طہارت نہیں رہی
خوار ہو گئی ہے وہ نعمت نہیں رہی
سونے سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی

وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
تمکو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
دین بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
اب کوئی تمہیں جبر نہیں غیر قوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے

اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
کرتی نہیں ہے منع صلیب اور صنم سے
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
روتی رہو دعا کرو میں بھی وہ اثر نہیں
شیطان کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوکر

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایمان نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیئے
ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئیگا
اک غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے
تھوڑے نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
بچنے کی سے یار و باز بھی آؤ گے یا نہیں
باطن سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے

تم تو وہ ... ہو کہ کمال سزا ہوئے
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
وہ نور ہونا تو عرفان نہیں رہا
آیت علیکم انفسکم یاد کیجیئے
اور کہ خود ان کے قتل سے دل کو ڈرائیگا
بہتان میں یہ شیوہ مینا ہے فروغ ہیں
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
تم میں سے ہمنے ... ڈالکر ... گئے
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
خواہش پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
تخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں!
اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

فتویٰ ممانعت جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
ہوویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسفند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر دیگا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان علیہ السلام ۱۲ جنوری ... کو شائع کیا تھا نومبر دسمبر ... تک اسے چودہ سال ہوئے ہیں جبکہ السلسلہ پوری ... کیساتھ اس جلد ... سال کی یادگار میں جو کہ آپکی فتح اور نصرۃ کا زمانہ ہے قادیان ...

ملفوظات حضرت احمد

مسیح الزمان علیہ السلام

گذشتہ اشاعت کے آگے

ہے کہ جب کسی کو دجال کے
ہر جگہ اس کا تسلط ہوگا
سے وہ ہلاک ہوگا
ہر ... مبتلا نہ ہوجاوے گا
... چیزیں یہ بھی ساتھ
... یا چھوڑ دیا بلکہ ان
ے تھے اولو الایدی
... ہے ۔ ہاں یہ ضرور ہے
رے نظر خدا پر رکھے ۔ بیان اور زبان
... سب طاقت ہے ان سے کام لیا جاوے اب
یہ دن نہیں کہ ان میں ایک حصہ اپنے وقت کا خاص دعا
کے لئے رکھا جاوے جب تبتل اور انقطاع کر کے انسان
دعا کرتا ہے تو دوسرے علوم بھی آ سے بہت سو جھتے
ہیں تو ایک حصہ یہ ہو کہ دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ ان
لوگوں کے خیالات کے استیصال کے لئے دل میں ڈالے
اور دوسرا حصہ اور دعاؤں کے لئے جو اس کے متعلق ہوں

الہام فرمایا کہ کھانسی کی شدت بہت ہوتی تھی اور بعض وقت حالت جان کندنی کی سی ہو جاتی تھی اور کوئی امید زندگی کی باقی نہ رہتی تھی کہ مجھے الہام ہوا

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۔ اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ موت کا جو خیال کرتے ہو وہ غلط ہے یہ اس وقت ہوگی جب خدا کی فتح اور نصرۃ ہوگی اور لوگ فوج در فوج اس سلسلہ میں داخل ہوں گے ۔

اس وقت کوچ کرنا تو ضروری ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک ایک کام کے لئے پیدا کیا جاتا ہے ۔ جب وہ کام ہو گیا تو پھر یہاں رہنے کی ضرورت کیا ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ بعض لوگ صرف کھانے پینے کے لئے پیدا ہوتے ہیں جب وہ اپنی مقدار مقدر کھا پی لیتے ہیں تو موت آجاتی ہے لیکن تائید الٰہی ان لوگوں کے شامل حال نہیں ہوتی مگر جو دین کے لئے آتے ہیں ان کے ساتھ خدا تعالیٰ نرمی اور ملائمت کا معاملہ کرتا ہے اور اس دنیا سے وہ نہیں اٹھائے جاتے جب تک اس کام کو پورا نہ کر لیں ۔

درازی عمر کا نسخہ انسان اگر درازی عمر چاہتا ہے تو خاص دین کے لئے کچھ وقت وقف کرے خدا کے ساتھ دغا بازی نہیں چلتا اگر کوئی دین کی تائید کے لئے کچھ لکھے یا کہے تو صرف ہمیں سنانے سے ہی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی نیت کیا ہے ۔ ہر ایک کا معاملہ خدا سے صاف ہونا چاہئے وہ دلوں کی نیت کو جانتا ہے بیہودہ بات یہاں نہیں چل سکتی تو خدا کے نزدیک کیا وقعت رکھ سکتی ہے اس لئے کوئی موٹی بات کر کے دکھائی چاہئے جو نمایاں ہو اور درازی عمر کے لئے یہی مفید ہے ۔ اگر دنیا کے لئے کوئی کتنا ہی کرتا ہے تو خدا کو اس سے کیا ۔ دین کے لئے کچھ کر کے دکھانا چاہئے عمر درازی کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک وفادار خادم دین کا بن جاوے ۔ خدا کا خالص بندہ ہو کیونکہ آج دین کو ضرورت ہے کہ کوئی اس کا بنے ورنہ عمر کا ذمہ دار کوئی نہیں ۔ ایک صحابی کو جنگ میں تیر لگا وہ اپنی جان سے مایوس ہوئے اسی وقت خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ مجھے عمر کا تو فکر نہیں ہے تھوڑی ہو یا بہت مگر جن یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا ہے میں چاہتا تھا کہ ان سے انتقام لوں وہ اسی وقت اچھے ہوگئے اور پھر برابر زندہ رہے حتیٰ کہ ان یہودیوں سے انتقام لیا ۔ خدا کی قدرت جب انتقام لے چکے تو اسی مقام سے خون جاری ہوگیا اور وہ فوت ہوگئے ۔

جن راہوں سے اقبال حاصل ہوتا ہے اور دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے ان کو تو یہ لوگ نہیں دیکھتے اور جن سے نحوست آتی ہے ان کو مقدم رکھتے ہیں ۔

فتنہ نصاریٰ پر رائے میرا مذہب یہ ہے کہ اگر چہ بہت لوگوں نے اس باطل کی تردید میں آزادانہ مضامین بھی لکھے ہیں مگر ابھی تک یہ حالت ہے جیسے سفید بیل کی کھال پر کوئی ایک بال سیاہ ہو کیونکہ قومی تعصب نے گھر کیا ہوا ہے اگر کوئی نیک بخت انگریز ہو اور وہ اسلامی شعار کا قائل ہو تو اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا اور یہ فتنہ اس قدر بڑھ گیا ہوا ہے کہ اگر کل درخت قلمیں بن جاویں تو بھی اسے کفایت نہیں کر سکتیں ۔ دنیا کا وہ حصہ جو کہ وحشیانہ زندگی بسر کرتا ہے چھوڑ کر باقی میں نصف کے قریب عیسائی ہیں اب اس وقت ہر ایک

مومن کا کام

یہ چاہئے کہ جب تک دم میں دم ہے اس باطل مذہب کا مقابلہ کرتا رہے اور اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔

۹ فروری ۱۹۰۴ء

کمال کے ساتھ عیوب جمع نہیں ہو سکتے شام کے وقت عشا سے پیشتر آپ نے مجلس فرمائی اور فرمایا کہ کمال کے ساتھ عیوب جمع نہیں ہو سکتے اس زمانہ میں ایک عبداللطیف کا ہی نمونہ دیکھ لو کہ جس حالت میں اس نے جان جیسی عجیب شئے سے دریغ نہ کیا تو اب جان کے بعد اس پر کیا نکتہ چینی کر سکتے ہیں ۔ خواہ کوئی ہزار پردہ ڈالے ۔ مگر ان کی استقامت پر شک نہیں ہو سکتا ۔ بیوی ۔ بچوں ۔ مال وجاہ کی پرواہ نہ کرنا اور یہاں سے جا کر ان میں سے کسی سے نہ ملنا ایسی استقامت ہے کہ سن کر لرزہ آتا ہے ۔ دنیا میں بھی اگر ایک نوکر خدمت کرے اور حق وفا کا ادا کرے تو جو محبت اس سے ہوگی وہ دوسرے سے کیا ہو سکتی ہے جو صرف اس بات پر ناز کرتا ہے کہ میں نے کوئی اچک پنا نہیں کیا حالانکہ اگر کرتا تو سزا پاتا ۔ انہی باتوں سے حقوق قائم نہیں ہو سکتے ۔ حقوق تو صرف صدق و وفا سے قائم ہو سکتے ہیں ۔ جیسے ابراہیم الذی وفی ۔

۱۰ سے ۱۳ فروری ۰۴ء تک

صرف ایک دو دن سیر ہوئی مگر مقدمات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ۱۱ فروری کی شام کو مختصر اذکار سید احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب فتوح الغیب کی نسبت ہوئے جو کہ ذیل میں ہیں ۔

اقوال سلف کی اصلاح فرمایا سید احمد صاحب سرہندی کا ایک خط ہے جس میں انہوں نے بتلایا ہے کہ اس قدر احمد مجھ سے پیشتر گذر چکے ہیں اور ایک آخری احمد ہے پھر آپ نے اس کی ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے اور خود .... اس کے زمانے سے پیشتر ہونا پر افسوس کیا ہے اور لکھا ہے یا اسفا علی لقائہ پھر فرمایا کہ ان کا ایک قول میرے نزدیک درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ کرامات اس وقت صادر ہوتی ہیں جب کہ سالک الی اللہ کا صعود تو اچھا ہو مگر نزول اچھا نہ ہوا اور اگر نزول بھی اچھا ہو تو پھر کرامات صادر نہیں ہوتیں گویا کرامات کے صدور کا وہ ادنیٰ درجہ قرار دیتے ہیں ۔ حالانکہ یہ غلط ہے جس قدر انبیاء آئے ہیں ان سے بارش کی طرح کرامات صادر ہوتی رہی ہیں آل کا اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی پردہ پوشی کرتے ہیں اور خود ان

یا کرا لئے کا انتظام کرتے نہ دیکھا اور نہ سنا ہے
ہماری مخالفت نیوگ سے صرف اس لئے ہے کہ یہ
ایک بدکاری خیز رسم ہے اور اس کے اعتقاد اور
ارتکاب سے انسان فواحش کا مرتکب ہوتا ہے ہم
تو اپنے وطن اور ہمسایہ آریوں کو ایسے گند میں غرق
... دیکھ نہیں سکتے ہمیں سچی ہمدردی اس بات پر مجبور
... آریوں کو اس سے روکیں۔ لیکن یہ
... کا واقعہ میں نیوگ پر عمل نہیں۔ ہم
... ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس
... ان کو آریوں کے پیش کرتے
... حاصل ہے ان کی اپنی فطرتین
... یہ میں اُن کو نیوگ سے بملامت
... ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے۔ لیکن انسان
... ہیں ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی رکیک تاویل
... ہمسایہ قوم سے شرم ... ہے آریوں نے
مخفی نیوگ کو جائز بنا لیا ہو۔ کیونکہ اُن کا اپنا اختیار
ہے۔ اور خفیہ طور سے نیوگ کرتے کراتے ہوں
اس لئے اس کی اصلیت دریافت کرنے کی غرض سے
ہم نے آریہ صاحبان کی خدمت میں ادب اور عاجزی
سے یہ درخواست کی تھی اور اب بھی با دب زور
سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم پر اس قدر مہربانی
کریں کہ ایک ایسی فہرست مرتب کر کے شائع کریں
جس میں دو تین سو معزز لیڈنگ آریوں کے
گرامی نام مع مفصل پتہ کے لکھے ہوں جنہوں نے
آپ یا اپنے گھروں میں نیوگ کیا یا کرایا ہو۔ کس کس
کے ساتھ نیوگ کیا اور اُس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح
مفصل پتہ کے ساتھ دو تین سو ایسی بھاگوان
شریمتیوں کے نام بھی اس فہرست میں درج کریں جو
اپنی اس پوتر اور علمی اور اخلاقی رسم سے فیضیاب ہوئیں
اور ان کی فیضیابی کا نتیجہ کیا ہوا اور ساتھ ہی اس
کے تین چار سو نیوگ زادہ بچوں کے نام بھی لکھ
دیں۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا ایسی درخواست
کرنا گالی ہے ؟

(۴) مشاہدہ اور تجربہ ہی ایک شے ہے جس کے
ذریعہ سے انسان کسی امر کے یقینی نتیجہ تک پہونچ
سکتا ہے خشک خیال اور لاف گزاف بالکل بے سود ہوتے
ہیں۔ ابھی وقت تک اور اس وقت تک جب تک
کہ مذکورہ بالا فہرستیں شائع نکریں۔ ہم یہی سمجھتے ہیں
کہ نیوگ کے متعلق آریوں کو خود کچھ تجربہ اور
مشاہدہ حاصل نہیں۔ صرف طبع آزمائی
کی غرض سے یا نادانی سے خیالی لاف وگزاف
گزاف کر رہے ہیں جائے غور ہے کہ جس نیوگ کے
متعلق اپنا اور اپنی قوم کے اکابر کا کوئی تجربہ اور مشاہدہ
پیش نہیں کرتے اور جس کے عملی ارتکاب کے خود ہی
قائل نہیں۔ اور کوئی نمونہ اور نتیجہ نہیں دکھلاتے
اور جس کا کوئی عملی وجود ہی ثابت نہیں کرتے اسی
کے قابل عمل ہونے پر مباحثہ کرنے کے لئے ہم کو
اور دوسرے لوگوں کو بلانا کس حد تک دانائی اور عقلمندی
اور حق شناسی پر مبنی ہو سکتا ہے۔ سوائے دو اینچ
زبان کے اُن کے وجود کی کمیٹی تمام جوارح
اور اعضا تو ہماری تائید کا ثبوت دے رہے
ہیں۔ یہ تو مسلم بات ہے کہ نیوگی ضروریات تو ہمیشہ
آریہ گھروں میں رہتی ہیں اور شاید ہی ان کا کوئی
خاندان نیوگ کی کسی نہ کسی ضرورت سے کبھی فت
خالی ہو۔ تو باوجود ضروریات میں محیط ہونے
کے نیوگ کو عملاً کرنے سے گریز کرنا اور اس سے کوئی
فائدہ نہ اُٹھانا ہمارے ہاتھ میں اُن کی شکست
کی ایک زبردست دستاویز ہے۔

پیارو! خود تو تمہاری نیچر اُس کو گندہ اور
ناپاک اور مجرمانہ کام سمجھ کر اس پر عمل کرنے سے
شرمندہ ہے۔ اور تم کسی طرح سے اپنی قوم میں
عملی رواج ثابت نہیں کرتے تو اس کے تو یہی
معنے ہیں کہ نادان لوگوں کو دام تزویر میں لا کر
مذہبی آڑ میں بے قید عیاشی کا لائسنس حاصل
کر لیا جائے اور اسی کی طفیل کفایت شعاری
سے مزے اڑانا نصیب ہو۔ اگرچہ ممکن ہے
کہ چند عقلمند عیش پسند جوانوں کا نیوگ کے مسئلہ
کا ایڈووکیٹ بن کر اُن کی ترویج کے لئے کوشش
کرنا کسی ایسی غرض کے لئے ہو۔ لیکن ہم ان
پر اس قدر بدظنی نہیں کرنا چاہتے۔ اتنا ضرور
سمجھتے ہیں کہ دراصل نیوگ کو خود ہی ایسا گندہ
جانتے ہیں کہ اول تو کرتے نہیں۔ اور اگر کرتے
بھی ہیں تو بھی اس کو ایسا گندہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے
سامنے عملی گواہی پیش کرنے سے نادم ہیں
کیونکہ اگر فی الحقیقت اس کو ست سمجھتے ہیں اور
اس پر عمل نہیں کرتے تو آریہ نیم کے رو سے دہرم
سے دور اور راست کرنیوالے ٹھہرتے ہیں پس ضروری
ہے کہ ہر کام سے پہلے آریہ صاحبان ہماری مطلوبہ
فہرستیں شائع کریں تاکہ ہم کو بھی ان کے عملی نتائج
اور فوائد اور نقصانات کے موازنہ کرنے کا موقعہ
میسر ہو۔ باقی لاف گزاف پر تو آپ لوگ بھی مباحثہ
کرنا بیعقلی سمجھتے ہوں گے۔ اس پر بحث ہو ہی کیا
سکتی ہے۔ اب عرصہ قیل وقال میں بہت گزر چکا ہے
اس لئے ہم آریہ اصحاب کو ایک ماہ کی مہلت دیتے
ہیں۔ اگر اس ماہ میں آریوں نے یہ فہرستیں مکمل اور
مستند طور پر شائع نہ کیں تو اس کے یہی معنے ہوں گے
کہ وہ جھوٹے ہیں اور ہماری فتح ایک اور ڈگری اُن پر
ہو جاوے گی اور پھر ہم کو حق حاصل ہوگا کہ اس کو آریوں
پر یہ حجت پیش کریں۔ اور پبلک کو اس سے مطلع
کریں۔ اس کے فیصلہ ہو جانے کے بعد ہم یہاں تک
بھی طیار ہوں گے کہ اگر آریہ صاحبان اسی قدر ثابت
کر دیں کہ آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کے ممبروں نے
ذاتی طور پر نیوگ کا تجربہ کر لیا ہے اور جن عورتوں کا جن
مردوں سے نیوگی سنجوگ ہوا ان کا مفصل نام و پتہ و اولاد
وغیرہ ایک مستند فہرست میں شائع کریں تو پھر بعد
تحقیقات ہم اپنے خیالات اور نتیجہ تحقیقات کو نیک
نیتی سے عرض کر دیں گے۔ لیکن اگر اس سے بھی گریز
کریں تو پھر انصاف نہیں سمجھ سکتا کہ دنیا میں کونسا گوشہ
ان کو جگہ دیگا اور کس منہ سے نیوگ اور آریہ دہرم
کا نام لیں گے۔ ناظرین غور کرو! کیا یہ گالیاں ہیں
یا واقعات کا اظہار ؟ باقی دارد

مسٹر ڈوئی کا دجل

مسٹر ڈوئی جو کہ الیاس ہونے کے مدعی ہیں وہ ہندوستان
اور دیگر ممالک میں اپنی مشن کے لئے امریکہ سے روانہ ہو گئے
ہیں اگرچہ انہوں نے اپنے پروگرام میں دکھلایا ہے
کہ ہندوستان کے بڑے بڑے مقامات پر بھی وہ
پہونچینگے لیکن تعجب ہے کہ پنجاب یعنی ہندوستان کے
شمالی حصہ کو اپنی تبلیغ سے بالکل محروم رکھنا چاہا
ہے چور کی داڑھی میں تنکا۔ شاید خوف ہو کہ مسیح
موعود کی صداقت کی شہادت دینی پڑ جاوے کچھ عرصہ
ہوا کہ ہم نے البدر کے کسی نمبر میں ظاہر کیا تھا کہ ڈوئی
اپنے ہر ایک مرید کے آگے ایک چھپی ہوئی فارم
پیش کرتا ہے جس میں عیسویت کے اعتقاد ہوتے
ہیں اور ان میں اپنے عہدہ رسالت یعنی الیاس ہونے
اور اس پر ایمان لانے کا بالکل ذکر نہیں ہوتا۔ وہی فارم
انہوں میں ایک صاحب مسٹر اسٹیفن بیرٹ کے آگے
پیش ہوئی انہوں نے آسے پڑھ کر اور یہ دیکھ کر کہ اس
میں کوئی ایسی بات نہیں جو کہ عیسائی عقائد کے خلاف
ہو اور نہ ڈوئی کا کوئی دعویٰ رسول یا الیاس ہونے
کا ہے اس پر دستخط کر دیئے۔ مسٹر ڈوئی نے جھٹ

ملفوظات حضرۃ احمد مسیح الزمانؑ

سلسلہ کے دیکھو البدر نمبر ۲ جلد ۳ مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۴

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرماتا ہے "قلیل من عبادی الشکور" کہ شکر گزار اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہین جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہین اور خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقویٰ سے عطا کیا ہے وہ خواہ قلیل ہون مگر اصل مین وہی سواد اعظم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو امت کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے۔ مگر سواد اعظم کے حکم مین ہین۔

یہ کبھی نہین ہو سکتا کہ جو لوگ شرارتون منصوبون اور حیلہ بازیون مین رہتے ہین ان کا عمل ایک بالشت بھی آسمان پر جا سکے اور وہ ان نیک بندون کے برابر ہون جن کی عظمت خدا کی نظر مین ہے۔ عبد اللطیف کی ہی ایک نظیر دیکھ لو کہ بار بار موقعہ ملا کہ جان بچا دے مگر اس نے یہی کہا کہ مین نے حق کو پا لیا اس کو آگے جان کیا شے ہے سوچکر دیکھو کیا جھوٹ کے واسطے دیدہ دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے۔

ایک بدنصیبی ان لوگون کی یہ ہے کہ صحبت آکر نہین حاصل کرتے اور دور دور رہتے ہین ان کے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس مین نہ ہڈی ہے نہ گوشت۔ نہ پوست نہ خون۔ نہ روح اور پھر اسے انسان کہا جاتا ہے۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہین۔ کتاب اللہ کی عزت نہین کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرتؐ نے لعنت کی ہے آپ نے دو گروہون کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعود کا۔ اور درمیانی زمانہ کو جس مین ان کی تعداد کروڑون تک پہونچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے۔ پھر اصل مین یہ کثرت بھی نہین ہے خود ان مین پھوٹ پڑی ہوئی ہے ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو کیا خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ آوے گا۔ خود انہی مین سے ہین جو مانتے آئے ہین کہ مسیح اسی امت مین سے ہوگا صحیح حدیثون مین اما مکم منکم موجود ہے سورہ نور مین منکم ہے۔

معراج مین آپ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنے والے کا اور بتلایا پھر کیا یہ سچ نہین ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہو چکے ہین ان تمام ثبوتون کے بعد اور ان کو کیا چاہئے۔

۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

سیر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یہ اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ اس مین ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایون مین ہو رہے ہین۔ کہین طوفان سے کہین زلزلون سے کہین آگ کے لگنے سے اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتین دنیا مین ہوتی ہی ہین مگر آج کل ان کی کثرۃ خوارق عادۃ طور پر ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت مین طاعون کا نام نہین ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوۃ اور پوری توجہ سے لوگون نے دنیا اور اس کے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلون سے اٹھا دیا ہے اب صرف وعظون کا کام نہین کہ اس کا علاج کر سکین عذاب الٰہی کی ضرورت ہے۔

بابو شاہ دین صاحب نے کہا کہ حضور عذاب سے بھی لوگ عبرۃ نہین پکڑ سکتے ہین کہ ہمیشہ بیماریان وغیرہ ہوا ہی کرتی ہین فرمایا قرآن شریف مین طوفان نوح کا ذکر ہے۔ زلزلہ کا ذکر ہے بجلی کا ذکر ہے اور یہ سب حادثات دنیا مین ہمیشہ ہوتے رہتے ہین کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے جن کا ذکر خدا نے کیا ہے اور ان سب کا .... ہمیشہ دنیا مین وجود رہتا ہے مگر جب کثرت ہوا اور ہولناک صورت سے ظاہر ہون اور ایک دنیا مین تھلکہ پڑ جاوے تب یہ نشان ہوتے ہین وحی بھی اسیطرح سے ہمیشہ رہی ہے۔ ہمیشہ لوگون کو سچی خوابین آتی ہین۔ تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی خصوصیت ہمیشہ کثرۃ اور درجہ کمال سے ہوتی ہے۔ اب اس وقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اس کی نظیر یہ دکھلا دین۔

گذشتہ دنون مین عالی جناب احسان علی خان صاحب برادر نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے ہوئے تھے انہون نے حضرۃ اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی اور آپ نے ایک جامع تقریر بھی اس وقت فرمائی تھی جس سے آپ کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع قمع ہوا تھا انہی کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ ان کے ایک مصاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ابھی مسیح و مہدی کی ضرورۃ نہین کیونکہ لوگ نمازین پڑھتے ہین۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ عام طور پر نہ صرف دلون مین گھر کر گئی ہے لاکھ ہا مسلمان عیسائی ہو گئے ہین صلیبی فتنہ بڑھ رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہین تو کیا یہ چاہتے ہین کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے اس کی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اس مین روح کا نام و نشان نہ ہو اور صرف اس کے آنکھ کان ناک وغیرہ دیکھ کر کہا جاوے کہ یہ میت نہین ہے۔ اگر نہین تو اور چار دن رکھ کر دیکھ لو جب سڑیگا تو خود پتہ لگ جاوے گا۔ روحانیت کا نام و نشان نہین صرف پوست ہی پوست ہو ایسی کہتے ہین کہ ضرورۃ نہین۔

اہل تشیع کو جو محبت حضرۃ امام حسین علیہ السلام سے ہے اور آپ کے واقعہ شہادۃ کو سنکر جسطرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہین اس مین سے تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگون کے حق مین جو دلی خلوص سے امام صاحب سے محبت رکھتے ہین اور ان کی شان مین ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہین فرمایا کہ اس بات سے ہم منع نہین کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی .... مین آنسوؤن سے رو لے

فرمایا کہ ہدایت کے ۳ طریقے ہین۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہین۔ بعض تنبیہ کے محتاج ہوتے ہین۔ بعض کو آسمانی نشان اور تائید نظر آجاتی ہے کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب اس وقت جو کچھ خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمدید ہے دوسرے نفول ہین۔

یکم فروری سنہ ۱۹۰۴ء

سیر

اتمام حجت کی تکمیل

فرمایا کہ قویٰ خواہ کتنے ہی قوی ہون اور عمر کس قدر ہی اطول کیون نہ ہو مگر تاہم عمر کا اعتبار نہین ہے نہین معلوم کہ کس وقت موت آ جاوے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فرض کا ایک حصہ بذریعہ تحریرون کے

ہم نے پورا کردیا ہے مگر تاہم ایک بڑا ضروری حصہ باقی ہے کہ عوام الناس کے کانون تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہونچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس مین ایک بڑا حصہ ایسے لوگون کا ہوتا ہے جو کہ تعصب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہین اور محض مولویون کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہین جو کچھ یہ مولوی کہدیتے ہین آمنا وصدقنا کہکر مان لیتے ہین ہماری طرف کی باتون اور دعودن اور دلیلون سے محض ناآشنا ہوتے ہین اس لئے ارادہ ہے کہ بڑے بڑے شہرون مین جاکر بذریعہ تقریر کے لوگون پر اتمام حجت کیجاوے اور ان کو بتلایا جاوے کہ ہمارے مامور ہونے کی غرض کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہین فقط۔ دراصل یہ ایک لمبی تقریر تھی جسکا خلاصہ مین نے درج کردیا ہے حضرۃ اقدس علیہ السلام بہت دور نکل گئے تھے اور مین پیچھے پہونچا۔ حافظ روشن علی صاحب برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی زبانی یہ خلاصہ سنکر درج کیا گیا ہے جس کی تصدیق دیگر احباب نے بھی کی۔ اس اتمام حجت کے بعد پنجاب کے بڑے بڑے شہر یا تو خدا تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہونگے اور بصورت انکار سخت غضب کے۔

خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ایمان

فرمایا کہ عمر کی نسبت اگرچہ مجھے الہام بھی ہوا ہے اور خوابین بھی آئی ہین مگر جب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر نظر پڑتی ہے تو مجھے اپنی عمر کا کوئی اعتبار نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا کوئی حق نہین ہے پھر مجھے لوگون پر تعجب آتا ہے کہ ان کو عمر کا کوئی وعدہ بھی نہین ملا ہوا مگر پھر بھی وہ ایسے عمل کرتے ہین جیسے کہ مطلق موت آنی ہی نہین۔ سعادت یہ ہے کہ موت کو قریب جانے تو سب کام خود بخود درست ہوجاوین گے۔

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بہت سے آثار بتلائے مگر تاہم اگر ذرا سخت آندھی چلتی یا بارش ہوتی تو آپ گھبرا جاتے اور خیال کرلیتے کہ کیا قیامت تو نہین آئی۔ اسوقت آپ کی نظر خدا کی بے نیازی پر ہوتی جنگ بدر مین فتح کا وعدہ تھا مگر تاہم رو رو کر دعائین کرتے۔ آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ فتح کا وعدہ تو ہے مگر شاید کوئی شرط اس مین ایسی پنہان ہو جس کا مجھے علم نہین تو پھر فتح نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا وعدے تھے مگر آخر قوم کی قوم جنگلون مین مر کھپ گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ الٰہی وعدے جن شرائط کے ساتھ مشروط تھے ان کو بہرحال قوم نے کاروائی کی۔ جماعت کی شامت اعمال کا اثر ماموریر پڑتا ہے۔ جنگ احد مین ایک لڑکے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانا تو آپ کو کس قدر تکلیف ہوئی ستر زخم آپ کو لگے دانت شہید ہوا۔ خود اس قدر سر مین دھس گئی کہ حتی بندر لگاکر اسے نکالتے اور نہ نکلتی۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آگے کسی کیا پیش چل سکتی ہے۔

۲ فروری ۱۹۰۴ء سے ۴ فروری تک۔

حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت علیل رہی اور بایں وجہ سیر بھی ملتوی رہی بوجہ اس دوران چکر وغیرہ کے دماغی امراض جو آپ کو مصلحت الٰہی سے لاحق ہین ان کے دورے رہے۔ مختلف اوقات مین آپ شریک نماز باجماعت ہوتے رہتے اور جو اذکار ان اوقات مین ضبط ہوئے وہ ہدیہ ناظرین ہین۔

مرحوم رحمت علی کے ذکر پر آپ نے فرمایا کہ اس کی پاکیزہ فطرت کی شان ہے کہ افریقہ مین غائبانہ طور پر ہمین قبول کیا اور اس چھوٹی سی عمر مین ترقی اخلاص بھی کی۔ اسی سال مین اور کئی ہمارے مخلص فوت ہوئے ہین۔

شہید کے تذکرے پر آپ نے فرمایا کہ [illegible] تمام شہید بیٹون کو تو اطبا نے عفونت پیدا کرنیوالی لکھا ہے مگر یہ ان مین سے نہین ہے آپ وغیرہ اور دیگر پھل اس مین رکھکر تجربے کئے گئے ہین کہ وہ بالکل خراب نہین ہوتے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہین۔

فرمایا کہ ایک دفعہ مین نے انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اس کی زردی تو ویسی ہی رہی مگر سفیدی اکٹھا ہو کر مثل پتھر کے سخت ہوگئی۔ جیسے پتھر نہین ٹوٹتا ویسے ہی وہ بھی نہین ٹوٹتی تھی۔

خدا تعالیٰ نے اسے شفاء للناس کہا ہے واقعی مین عجیب اور مفید شے ہے تو کہا گیا ہے یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے ریاضت کش اور مجاہدہ کرنیوالے لوگ اکثر اسے استعمال کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیون ...... وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے۔

اس مین الناس کے اوپر الف لام لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس کے اپنے (یعنی خدا تعالیٰ کے) ناس (بندے) ہین اور اس کے قرب کے لئے مجاہدے اور ریاضتین کرتے ہین ان کے لئے شفا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اسے کیا کام۔

تناسخ کی اصل فرمایا کوئی عمدہ آدمی فوت ہو تو صدمہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن دنیا ایسی جگہ ہے کہ اس مین پھر ویسے امثال پیدا ہو جاتے ہین نیکون کے بھی۔ بدون کے بھی۔ اسی لئے بعض نے دنیا کو دوری لکھا ہے کہ جن صفات کے لوگ اس کے ایک دور مین گذر جاتے ہین پھر اسی قسم کے لوگ وہی سیرتین اور صورتین لیکر دوسرے دور مین پیدا ہوتے رہتے ہین۔

مخدوم حضرۃ مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ حضور یہین سے ٹھوکر کھاکر لوگ تناسخ کے قائل ہوگئے ہین۔

۵ فروری ۱۹۰۴ء

۵ تاریخ کو حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سیر کو تشریف لیگئے [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] عصر کے وقت آپ نے مجلس فرمائی مختلف تذکرے ہوتے رہے [illegible] کا ذکر کیا گیا۔

مداہنت کی انتہا فرمایا دوسری قوم کے رعب مین آکر اور ان کی ہان مین ہان ملاتے ہوئے جب یہان تک نوبت پہونچی کہ آپ آخر ایام مین تثلیث کے ماننے والون کو بھی نجات یافتہ قرار دیکر مداہنت کی انتہا یہی ہوا کرتی ہے کہ آخر اسی قوم کا انسان کو بننا پڑتا ہے قرآن شریف مین اسی لئے ہے لن ترضی عنک الیہود و النصاری حتی تتبع ملتہم دوسرے کو راضی کرنے کے لئے انسان کو اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے اسی لئے مداہنت سے مومن کو پرہیز کرنا چاہئے۔

فرمایا کہ مجھے بھی یہ الہام ہوا ہے جیسے کہ براہین مین درج ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اس وقت ان لوگون (یعنی مخالفون) مین سے شاذ و نادر ہی ہوگا جو ہم سے راضی ہو ورنہ ہمارے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہتا ہو ہان اگر شخصی طور پر کسی کی ذات مین اخلاق سرشت ہوا ہو تو وہ شاید ہم سے اخلاق سے پیش آجاوے ورنہ قومی طور پر تو ہم سے ہرگز اخلاق سے پیش آنا نہین چاہتے۔

اجتہادی غلطی کسی صاحب نے لودھیانہ سے حضرت صاحب کو مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام جو اب شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے بارہ میں لکھا گیا تھا وہ قبل ازیں کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد پر چسپاں ہو چکا ہے۔ اس پر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد اور شے ہے اور تفہیم الٰہی اور شے۔ اگر ہم نے ایک معنے اپنی رائے اور فکر سے کر دیئے تو آخر اپنے وقت پر خدا تعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنے بتلا دیئے۔ اس الہام میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں عسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو کرہ لکم اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہماری محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاؤں سے ہوتی رہیں کہ نہیں جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت صلعم کو انگور کا خوشہ دیا تو آپ نے اس کے یہ معنے سمجھے کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ اس کا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنے پورے طور پر سمجھ میں آئے۔

ایک مفتری کی زندگی حباب کی طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سچائی کی خوشبو ہے کہ نہ واعظ ہیں (نہ کانفرنسیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں) نہ لیکچرار ہیں لیکن ہماری صداقت خود بخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے ان لوگوں نے بہترا واویلا کیا اور رو کتے رہے اور اب بھی کرتے اور روکتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اب باریک نظر سے غور سے دیکھو تو ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور یہی نشانی ہے اس بات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے مخالف آج تک کبھی کے کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چپ چاپ بیٹھے ہیں کسی تدبیر اور انسانی طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اثر انداز ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کچھ۔ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے روز جو ڈاک آتی ہے شاذونادر ہی کوئی ایسا دن ہوتا ہو ورنہ ہر روز بلا ناغہ بیعت کے خطوط آتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ اس میں کوئی نہ کوئی بیعت کے لئے طیاری نہ کرتا ہو۔

تین قسم کے لوگ فرمایا کہ اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں ان کی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں ان کی تعداد ترقی پر ہے۔

تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں نہ ادھر ان کی تعداد کثیر ہے وہ ملاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں ورنہ ان کے ساتھ مل کر سب وشتم کرتے نہیں اس لئے وہ ہماری مد میں ہیں۔

فرقہ معاندین غنیمت ہے یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اصل میں کوئی شے نہیں ہیں انہی کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے وہ شور ڈال ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں ان کی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لئے تناقض ہوتا ہے خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے حال کچھ ہے آخر شور شرابا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا۔ پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر تنقید پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا بہتوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور ان کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ آنیوالا آوے جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں ہمیں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرنے کرتے خود حق پا لیتے ہیں۔

۷ فروری ۱۹۰۶ء

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب میرٹھ سے چند منٹ پہنچ تشریف لائے اور شامل سیر ہوئے۔

سیر

آج راستہ میں زیادہ تذکرہ ان عوارضات کا رہا جو کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو لاحق ہیں اور منجملہ ان عظیم الشان نشانات کے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کی علامات میں بتلائے گئے ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے درد گردہ کے قریب ایک درد کا حال بیان کیا اور پھر آپ نے یکایک اطراف برد ہو کر اور تغیر چشم وغیرہ کی کیفیت سنائی۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ ادویہ ان کے متعلق عرض کیں آخر اسی تذکرہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ظاہر پر حمل کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے یہ منتظر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آویں اور دو زرد چادریں اوڑھی ہوئی ہوں ایک اوپر اور ایک نیچے لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ آیا وہ چادریں آسمان پر ہی رنگی جاویں گی یا یہاں سے ہی فرشتے لیکر آسمان پر پہونچا دیں گے اور وہ اوڑھ کر نیچے اتریگے ان چادروں سے مراد امراض ہیں اور یہی دو نوں امراض ہمیں لگی ہوئی ہیں۔ نیچے کی چادر سے مراد پیشاب کی بیماری ہے اور اوپر سے مراد سر کی بیماری ہے ان دونوں میں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں۔

سر کی بیماری کا راز سر کے ان عوارضات کا یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس وقت جہاد کے خیالات کو دور کرنے کی ضرورت تھی اور ہمیں اس سے الگ رکھنا تھا اس لئے یہ امراض لاحق کر دیئے اور یہ بھی اس میں حکمت ہے کہ اپنی کسی کارروائی پر ہمیں گھمنڈ نہ ہو بلکہ ہر وقت اس کے فضل کے خواستگار رہیں۔

نزول کے لفظ میں بھی یہی سر ہے گویا آسمان سے اترا ہے سب کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس میں انسانی دخل نہیں ہے اور جب وہ انسانی ارادوں اور منصوبوں سے الگ ہوئے تو وہ سب امور خدا تعالیٰ ہی کی ٹھہرے جیسے جب سخت لڑائی ہو تو کہا کرتے ہیں کہ خدا خود اتر کر لڑا۔

ان لوگوں نے سب امور کو جسمانی بنا لیا ہے۔ چادریں رنگی ہوئی ہیں گویا بھگوے کپڑے اور ہاتھ میں نیزہ اور جنگلوں میں سور مارتا پھرتا ہے۔ ان میں بھی ہندوؤں کو جمع کیا ہے ادھر بھگوے کپڑے پہناتے ہیں ادھر ہاتھ میں نیزہ۔

اس کے بعد پردہ کے مضمون پر آپ گفتگو فرماتے رہے جسے ہم نے پردے کے عنوان سے اسی اخبار کے صفحہ ۱۰ پر دیا ہے۔

۸ فروری ۱۹۰۶ء

سیر

سیر کے اول حصہ میں مقدمات کا تذکرہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حکام کے دل پر تصرف کر کے ہماری تائید کرتا ہے اور جو ہماری منشاء اور مراد ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

کسر صلیب کا جوش مسیح کی روح میں اس کے بعد روئے سخن کسر صلیب کے مضمون کی طرف پلٹا

اور زمانہ کی حالت آپ نے بتلائی کہ جسکو دیکھو وہ دنیا ہی کی فکر اور اس کے لئے سوز وگداز ہے ہرگز نہیں دنیا کا کیڑا بنے ہوئے ہیں۔ عیسویت کے مہلک فتنہ کی نسبت آپ نے فرمایا کہ بہت غور اور فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اب صرف قلموں اور کاغذوں کا کام ہی نہیں ہے کہ وہ اس فتنہ کو فرو کر سکے کتابیں ہم نے لکھیں تو اس کے مقابل پر انہوں نے بھی لکھدیں لوگ اپنے اپنے نفس کے فکر میں اس قدر مصروف ہیں کہ ان کو مقابلہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ اور جب انہوں نے مقابلہ ہی نہ کیا تو پھر حق کیونکر کھلے اس لئے اب میرا ارادہ ہے کہ ایک لمبا سلسلہ دعا اور انقطاع کا شروع کیا جاوے نرے وعظ اور تبلیغ سے کیا ہوتا ہے انبیاء بھی جب وعظ اور تبلیغ سے تھک گئے اور دیکھا کہ ابھی فتنہ برقرار ہے تو پھر انہوں نے دعا کی طرف توجہ کی تا کہ توجہ باطنی سے فتنہ کو پاش پاش کیا جاوے جیسے کہ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید** (پ ۱۳ ع ۱۵) - یعنی جب رسولوں نے دیکھا کہ وعظ اور پند سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو انہوں نے ہر ایک بات سے کنارہ کش ہو کر خدا کی طرف توجہ کی اور اس سے فیصلہ چاہا تو پھر فیصلہ ہو گیا۔

نوح علیہ السلام بھی جب وعظ و پند سے عاجز آ گئے تو آخر انہوں نے دعا کی اور سب ہلاک ہو گئے سخت طوفان آیا۔ ان کی کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری جسے اراراٹ کہتے ہیں ؎

اراراٹ کی وجہ تسمیہ - اس کا نام اراراٹ اسی لئے ہے - راٹ عبرانی زبان میں پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں اور ارا کے معنے میں نے دیکھ لیا - نوح علیہ السلام نے جب خشکی کی تلاش میں چاروں طرف نظر ماری اور پانی ہی پانی نظر آیا تو چونکہ کچھ پانی اتر چلا تھا اس لئے جودی پہاڑ کی چوٹی ان کو نظر آئی اور اسی وجہ سے اس کا نام اراراٹ پڑ گیا - غرضکہ یہ نشان بھی اسیطرح نوح کے دنوں کی طرح ہوگا اور اگر اس طرح نہ ہو تو پھر کل جہان دہریہ بن جاوے -

نفخ صور کے معنے - مسیح موعود کے متعلق جو یہ آیا ہے **ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعا** اس سے بھی مسیح موعود کی دعا کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے نزول از سما کے یہی معنے ہیں کہ جب کوئی امر آسمان سے پیدا ہوتا ہے تو کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور رد نہیں کر سکتا آخری زمانہ میں شیطان کی ذریت بہت جمع ہو جاوے گی کیونکہ وہ شیطان کا آخری جنگ ہے مگر مسیح موعود کی دعائیں اسے ہلاک کر دیں گی۔

دل را بدل رہیست - دلوں کو دلوں سے راہ ہوتی ہے پادری لوگ جسطرح سے ہمیں برا جانتے ہیں اور ہماری استیصال کے درپے ہیں ویسے دوسرے کسی فرقہ اہل اسلام کو برا نہیں جانتے بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمزبان ہوتے جاتے ہیں یہ ان کی فطرتوں نے گواہی دیدی ہے کہ اپنے مذہب کا انہوں نے ہمیں جانی دشمن مان لیا ہے جیسے چوہا جب بلی کو دیکھتا ہے تو گو اس نے اول سے نہ دیکھا ہو مگر وہ اس سے دہشت کھاتا اور سہم جاتا ہے یا جیسے بکری شیر کو سویا ہوا دیکھ لے تو تاڑ جاتی ہے کہ اب میری جان کی خیر نہیں خدا معلوم یہ علم ان کو کیسے ہو جاتا ہے الہام ہی ہوتا ہوگا۔ ٹھیک اسیطرح ان لوگوں نے تاڑ لیا ہے کہ عیسائی مذہب کے دشمن اگر ہیں تو ہم ہی ہیں اور کوئی فرقہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے

فطر کے معنے - فطر کے معنے پھاڑنے کے ہیں اور فطرت سے مراد ہے کہ انسان خاص طور پر پھاڑا گیا جب آسمان سے لعنت آتی ہے تو نیک قوتیں پھٹنا شروع کر دیتی ہیں ؎

براہین کا وہ الہام بڑا زور والا ہے **وما کان اللہ لیذرک حتی یمیز الخبیث من الطیب** کہ خدا ایسا نہیں کہ تجھے چھوڑ دے جب تک خبیث اور طیب میں فرق نہ کر دے - عیسائیوں کا جب سے پنجاب میں قدم پڑا ہے مسلمانوں نے بھی ان کی ابطال میں کمی نہیں کی رسالے اور کتابیں وغیرہ ان کی تردید میں لکھتے رہے لیکن ...... کارگر نہ ہوئے اور عیسائیوں کی جمعیت بڑھتی گئی اصل میں اس کا استیصال جانگداز اور دلسوز دعا کرنے پر موقوف ہے جیسے کہ واستفتحوا سے ظاہر ہے جب تدبیریں کر کر کے انسان تھک جاتا ہے تو آخر کار پھر دعا ہی کام آتی ہے اور جب دعا اپنی انتہا تک پہونچ چکی تو پھر مطلب ہو جاتا ہے ؎

ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگوں کو اس قسم کی دعا سے مطلب ہی کیا ہے کہ اس فتنہ اور بطلان کی استیصال کے لئے دعائیں کریں ان کی توکل دعائیں اپنے اپنے نفس کی ضروریات تک محدود ہیں - حالانکہ اس زمانہ میں دعا ایک بڑا جنگ ہے اور خود دعا میں مشکل بھی پیش آتی ہے گوشہ نشینی کی ضرورت پڑتی ہے مجھے ایکدفعہ خیال آیا ہے کہ باغ میں ایک مکان بنالوں کہ وہاں تخلیہ میں دعا ہو کیونکہ عمر گذرتی جاتی ہے۔ اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔ نرے قلم کا اب یہ کام نہیں رہا کیونکہ پادریوں وغیرہ کے پاس روپیہ بہت ہے اور لوگوں کو اغراض نے دبا رکھا ہے۔ کسی نے نوکری کے لئے کسی نے کسی حاجت کے لئے اپنے آپ کو ان کا دست نگر بنا رکھا ہے اس لئے دلائل وغیرہ کا جو اثر دلوں پر ہونا چاہیئے وہ نہیں ہوتا اب یہ وقت ہے کہ ہر ایک مومن کو چاہیے کہ دعا میں لگے - جو مومن آسائش کی زندگی چاہتا ہے تو اس کے حاصل کرنے کا اصول یہی ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے اور اس کے غیر پر نظر نہ رکھے اپنے اوقات کو خدا تعالے کے وقف کرے اور دین کی تائید میں لگے۔

حضرت مسیح کی جان بھی آخر دعا ہی سے بچی کیونکہ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مجھکو صلیب دیں گے اور اس طرح کی موت ایک لعنتی ..... موت ہوگی جس سے ایک فتنہ کا اندیشہ ہے تو آپ خدا کی بارگاہ میں بہت روئے لکھا ہے کہ ساری رات روتے رہے آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ **سمع دعاءہ للتقوی**۔ کہ اس کی دعا تقوی کی وجہ سے قبول ہوئی جیسے اس مسیح کی دعا اس فتنہ سے کہ وہ لعنتی ہے بچا یا گیا ہم امید کرتے ہیں کہ اس فتنہ کو دور کرنے کے لئے ویسی ہی ہماری دعا بھی سنی جاوے گی انکی دعا اپنی موت کے بچنے کے لئے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لئے ہے

درخواست دعا

ایک ہمارے بھائی ساکن پنجاب جو کہ گوالیار میں ہیں ذیل کے الفاظ میں احمدی جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں

مجھے ایک ایسی مشکل ہے جیسے دریا میں کشتی کے بے بس ہو جانے سے اس کے غرق ہونے یا ٹوٹ جانے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اگر فضل الہی شامل ہو تو فوراً کنارے پر جا لگتی ہے اس لئے جملہ احباب سے دعا کا خواستگار ہوں

عبداللہ از ریاست گوالیار

پردہ

آج کل عورتوں کے پردہ پر اکثر اخبارون مین لے دے ہو رہی ہے۔ یورپ کی تہذیب کے دلدادہ تو اس بات پر زور دیتے ہین کہ پردہ ہرگز نہ ہونا چاہئے اور ادھر پردہ کے حامی جن کے ساتھ ایک حد تک ہمارا اتفاق رائے ہے ان کی تردید کرتے رہتے ہین اس لئے ہماری بڑی آرزو تھی کہ اس کے متعلق کبھی خود امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے بھی کچھ کلمات نکل جاوین تو ان کو درج اخبار کر دیا جاوے وہ موقعہ ۷ فروری کی سیر مین پیش آیا جب کہ بہار کی موسم کی ہوا پر حضرۃ امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بہار کی موسم کی ہوا لو۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے کہ جب موسم منتعفن ہوتا ہے تو ان کو اسی چار دیواری کے حبس مین زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ لوگ اگرچہ ملامت کرتے ہین اور برا جانتے ہین لیکن جب کہ ایک امر خدا کی رضا کے برخلاف نہین ہے تو ہمین اس کے بجا لانے مین کیا تامل ہے۔ جبکہ خدا نے مرد و عورت مین .... مساوات رکھی ہے تو اسی خیال سے کہ کہین ان کو حبس مین رکھنا معصیت کا موجب نہ ہو مین گاہے گاہے اپنے گھر سے چند دوسری عورتوں کے ساتھ باغ مین سیر کے لئے لے جایا کرتا تھا اور اب بھی ارادہ ہے کہ لیجایا کرون ٭

یورپ کے اعتراض پردہ پر بے حیائی کے ہین اور ان مین تفریط ہے اور مسلمانون مین افراط ہے کہ گھرون کو عورتون کے لئے بالکل حبس بنا دیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حضرت عائشہ کو باہر اپنے ساتھ لیجایا کرتے جنگون مین بھی اپنے ساتھ رکھتے جو پردہ کہ سمجھا گیا ہے وہ غلط ہے قرآن شریف نے جو پردہ تبلایا ہے وہ ٹھیک ہے ٭

مولوی عبدالکریم صاحب ذکر کرتے تھے کہ کسی نے مصر مین ایک کتاب پردہ کی تردید مین لکھی ہے اس کے مقابل پر ایک غیرتمند مسلمان نے پردہ کی تائید مین ایک کتاب لکھی ہے اور تبلایا ہے کہ بے پردگی کے فوائد اگر دیکھنے ہون تو انگلستان اور فرانس مین جا کر وہان کی زنا کاریان۔ بے حیائیون۔ ولد الزناؤن کو دیکھو۔

ایک شخص نے پردہ کی تائید مین ایک مثنوی ایک اخبار مین درج کی ہے اس نے لکھا ہے کہ ہر ایک مفید اور عمدہ شے پردہ مین ہوتی ہے اور جب تک پردہ مین ہے تب تک ہی محفوظ رہتی ہے مثلاً گندم کا دانہ اور دوسرے اناج وغیرہ لکھتے لکھتے آخر لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا کہ خدا تعالیٰ خود پردہ مین ہے فقط

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے بیان کیا کہ جس قدر نو تعلیم یافتہ پردہ کے خلاف مین تقریرین کرتے ہین ان مین سے ایک کا بھی عمل درآمد اس پر نہین ہے اپنی بیبیون کو انہون نے بڑے بڑے محفوظ مکانون مین رکھا ہے اور بالکل ان کو باہر نکلنے نہین دیتے۔ لاہور کے ایک بڑے سربرآوردہ بیرسٹر نے ایک دفعہ پردہ کی مخالفت مین بڑے زور شور سے لکچر دیا آخر ایک شخص نے اُسے خط لکھا کہ مین فلان ٹرین مین لاہور پہونچون گا آپ معہ اپنی بیوی کے سٹیشن پر ملاقات کرین اور اپنی بیوی کو مجھ سے انٹروڈیوس کرا دین (بیرسٹر صاحب نے اس پر عمل نہ کیا) ایک دفعہ پردہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ نیچری لوگ اس پر بہت زور دیتے ہین کہ پردہ کی رسم کو اڑا دینا چاہئے اس پر قاضی ضیاء الدین صاحب قادیانی نے لطیف نکتہ بیان کیا کہ پردہ کے متعلق زور دینا کہ اسے ہٹایا جاوے پردہ نشینون کا کام ہے پس جس حالت مین عورتین کہ جن کے متعلق یہ مسئلہ ہے اس کی نسبت کوئی شکایت پبلک مین نہین کرتین تو ان مردون کو کیا پڑی ہے کہ یہ گلے پھاڑ پھاڑ کر اسے دور کرنا چاہتے ہین۔ مدعی سست گواہ چست والی مثال ہے ٭

افغانستان اور مسیح موعود عم

حضرۃ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کی شہادت کے اب افغانستان کو حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کے زیر اثر کر دیا ہے اور آپ کی شہادۃ سے ہمارے تعلقات افغانستان سے بہت کچھ وابستہ ہو گئے ہین اس لئے وہان کی آمدہ خبرون سے ہمین اور ہمارے احباب کو ایک خاص دلچسپی ہونی چاہیئے کہ ایک سرزمین جس کے خمیر مین خونریزی کا بیج بویا گیا ہے اور جان کو ہتھیلی پر رکھ کر چلنا پھرنا اس کے باشندون کا کام ہے اور جنھون نے اپنی نجات کا مدار صرف اس بات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک کافر کو تیغ بیدریغ سے قتل کر دیا جاوے۔ جب ایسی سرزمین حضرت مسیح موعود عم کے زیر اثر ہو کر ان تمام ظالمانہ خونریزی کے خیالات سے پاک صاف ہو جاوے اور خدا تعالےٰ کی مخلوق پر اس کی شفقت اور رحم بڑھ جاوے اور جا امتیاز مذہب بنی نوع انسان پر ہمدردی کی روح ان مین پھونکی جاوے تو یہ تغیر و تبدل منجملہ عظیم الشان معجزات کے ہوگا اور بجائے اس کے کہ لاکھہا روپیہ صرف کر کے مدرسے اور مکتب وہان قائم ہون اور ہزارون حیلون سے رفتہ رفتہ ان اقوام سے اصلاح لے جاوین اور ان کی قوتون کو کمزور کیا جاوے۔ صرف مسیح موعود کے پاک انفاس کی برکت اور تاثیر سے یہ مطلب شفقت علیٰ خلق اللہ کی حاصل ہو جاوے تو امن پسند حکام اور سلاطین کے لئے یہ کس قدر شکریہ کا مقام ہو سکتا ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب تو شہید ہو کر خون کا اشتہار اس سرزمین مین دے گئے۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر مہر لگا گئے اور آپ کے دعاوی اور تعلیم کی تخم ریزی کر گئے۔ لیکن اب یہ خونی اشتہار وقتاً فوقتاً کس کس رنگون مین جلوہ دکھلاتا ہے۔ یہ ایک عجیب نظارہ قدرت ہے جو کہ ایمان کو تازگی دل کو سرور بخشتا ہے۔

سنا گیا ہے کہ علاقہ ترکستان مین ایک مزار ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار کہلاتا ہے وہان سے ایک مجذوب کابل مین آیا اور اس نے مختلف جگہون پر کھڑے ہو کر بآواز بلند کہا ہے کہ سید عبداللطیف صاحب بڑے ظلم کے ساتھ مارے گئے ہین اور مین دیکھتا ہون لیکن یہ لوگ نہین دیکھتے کہ اس کا پھر کابل مین موجود ہے اور نزدیک ہے کہ کابل اپنے کئے کی سزا پاوے۔ عوام الناس کا چونکہ ایسے مجذوبون پر حسن عقائد ہوتا ہے اس لئے کابل مین بہت کھلبلی ہے

ایسے مجذوب جو کہ مامورین مین سے نہین ہوتے اگرچہ ان کی کلام بحیثیت ایک سند یا نہ پیشگوئی کے نہین تسلیم کی جا سکتی مگر چونکہ انقطاع دنیا مین وہ اہل اللہ اور مامورین سے مناسبت رکھتے ہین۔ اس وجہ سے بعض غیبی اخبار ان پر منکشف ہو جاتے ہین۔ اسیطرح ہم اس مجذوب کی اس پیشگوئی پر چندان یقین نہین کرتے لیکن ہان خدا کے برگزیدہ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل چکا ہے کہ یہ ایک عظیم ظلم ہوا ہے جس کی سزا کابل کو ہوگی وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا اور عبداللطیف صاحب شہید کا وہاں شہید ہونا اور احمدی عقائد کا وہاں رواج پانا خود حضرۃ مسیح موعود کا وہاں جانا ہی ہے ❁

محمد سعید

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ کا نام محمد سعید ہے۔ عمر آپ کی شاید ۲۵ یا ۳۰ سال کے درمیان ہے مگر قد و قامت کے لحاظ سے آپ ۲۰ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے قدم بقدم حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہیں جب آپ کے والد عبداللطیف صاحب شہید کئے گئے اور ان کو کابل میں طلب کیا گیا تو بعض کمزور دل لوگوں نے مشورہ دیا کہ اپنے والد کی طرح اپنے آپ کو مرزا صاحب پر راسخ الاعتقاد ظاہر کرکے عزیز جان کو تلف کرو۔ اس پر محمد سعید صاحب نے ان کو جواب دیا تھا کہ جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ ہے۔ اگر وہ مارے گئے اور میں مر جاؤں تو کیا حرج ہے آخر میں اسی باپ کا فرزند ہوں ❁

سنا گیا ہے کہ امیر صاحب کابل بھی اب اپنے اس کئے پر پشیمان ہیں اور ان کی اولاد کو اب امیر صاحب نے تیس ہزار جریب زمین علاقہ ترکستان کی طرف عطا کی ہے۔ کابل کی جریب یہاں کی جریب سے طول میں ۳ گنا ہوتی ہے اور جن فتنویوں نے مولوی صاحب شہید کے قتل پر فتوے دیا تھا کچھ ان کی ناجائز کارروائیوں کا انکشاف بھی ہوا ہے جس سے ان فتنویوں کی وقعت امیر صاحب کے دل میں گھٹ گئی ہے ❁

کابل میں قحط سے پریشانی پھیل رہی ہے اور امیر صاحب نے باہر سے غلہ منگوانے کو کوچی لوگوں سے ۱۶ ہزار اونٹ حاصل کئے ہیں اور اس کے علاوہ ساٹھ ہزار جانوران باربرداری سرکاری ہیں غرض حال خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں اور ایک صادق من اللہ کی صداقت پر آسمان اور زمین نے سرزمین کابل میں مہر لگائی ہے ❁

جیسے سرالشہادتین میں فاضل مرحوم نے بیان کیا ہے کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس قوم پر عذاب الہی ضرور ہونے والا ہے جیسا کہ لکھا ہے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم خامدون الخ یہ قحط منجملہ اسی کے ہے کاش کہ

اہل کابل عبرت پکڑیں ❁

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بفضل خدا ۵ فرزند اور ۵ دختر ہیں ❁

مرحوم رحمت علی

مرحوم کے حالات شہادۃ جو کہ سید جلال صاحب کے خط کے وسیلہ سے احمدی برادران تک پہونچے ہیں۔ اب خاص مقام جنگ کے آمدہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ صحیح واقعات نہ تھے اور نہ آپ کسی مجروح دشمن سومالی کو ڈرس کر رہے تھے شہادۃ کے صحیح واقعات ذیل کے خط سے معلوم ہونگے جو کہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر ممتاز علی خانصاحب نے ارسال کیا ہے۔

کل احمدی احباب سے درخواست ہے کہ ہمارے ان تمام بھائیوں کے حق میں خیر و عافیت واپس آنے کی دعا مانگیں جو کہ اس وقت ہمارے محسن برٹش گورنمنٹ کی طرف سے سومالی لینڈ میں اپنے صدق و وفا سے بھری ہوئی اطاعت کا ثبوت دے رہے ہیں اور جو سومالی جہاد کے غلط اصول پر برٹش گورنمنٹ جیسی عدل پرور اور انصاف پسند اور امن اور صلح کو چاہنے والی سلطنت سے جنگ کر رہے ہیں ان کے مقابل پر وہ اپنے صلح پسند اسلامی عقائد کا ثبوت عملی طور پر دیکر مخالف اور مفتری مولویوں کے منہ پر سیاہی مل رہے ہیں ❁ وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم

یہ عاجز نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ مورخہ ۱۰ جنوری کے جد بالی لڑائی میں جس میں عاجز اور ڈاکٹر صاحب بہائیصاحب حمن خانصاحب بھی شامل تھے) ہمارے محسن و مربی بھائی صاحب اور محترم بزرگ یعنی ڈاکٹر رحمت علی صاحب دشمن کے ہاتھ سے شہید ہو کر داخل جنت ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حیف صد حیف دشمن کے نہایت ہی قریب آجانے کے باعث سپاہی مونٹڈ انفنٹری بھاگ پڑے اس وقت آپکے شکم میں گولی لگی۔ کچھ دیر بعد آپ گھوڑے پر سوار نہ رہ سکے اور گر پڑے۔ تب دوڑ الو... بلند آواز سے

کلمہ شہادۃ باواز بلند ورد زبان رکھا

بعدہٗ شیطان سیرۃ مردود دشمن نے بھالوں سے ہلاک کیا۔ وہاں ہی آپکے نمک حلال وفادار سائیس نے اپنے آقا پر جان فدا کی۔ اللہ تعالے ان کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے آمین۔ ثم آمین۔

ان کا انگریز ڈاکٹر صاحب لفٹننٹ یورپین بھی وہاں ہی مارا گیا۔ لڑائی ۱۱ بجے تک ہوتی رہی ہزار کوشش کی کہ نعش مبارک کو لا کر دفن کریں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ ڈاکٹر حمن خانصاحب نے اپنے افسروں کو کہکر نعش منگانے کی کوشش کی۔ میں نے اپنے افسروں سے کہکر معاملہ اپنے جنرل صاحب تک پہونچایا۔ آخرش ایک پارٹی آپ کو لانے کے لئے گئی۔ مگر افسوس کہ وہاں پر ہی دفن کر آئے اور ہم جنازہ سے بھی محروم رہے افسوس صد افسوس۔ محترم و مرحوم بھائیصاحب جماعت کے گران بہا اور الوالعزم جان نثار تھے آپ کی وفات حسرت آیات البدر و الحکم میں شائع کرکے احمدی جماعت سے نماز جنازہ کی درخواست کیجاوے تو از حد عنایت ہوگی۔ جو صدمہ ہم چند احمدی برادران کو گذرا ہے وہ تحریر سے باہر ہے آپ کا بستر خراب ہو رہا تھا وہ اپنے صاحب سے رپورٹ کرکے میں نے اپنے پاس منگوالیا ہے ارادہ ہے اس کو فروخت کرکے روپیہ آپ کی خدمت میں روانہ کردوں آپ حسب مناسب یا تو مرحوم کے والد صاحب یوی صاحبہ یا بھائیصاحب کو دیدیں یا جیسا مناسب ہو کریں اور سمالی لینڈ کے سب احمدی جماعت کی طرف سے آنصاحب کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی اور اظہار تاسف بھی تحریر فرما دیں۔ حضرۃ اقدس کی خدمت میں دعائے مغفرت کے لئے عرض کریں۔ زیادہ نیاز

یکے از عاجزان خاکسار ممتاز علی خانصاحب

ہاسپیٹل اسسٹنٹ از بربرا

دوسری لڑائی کے لئے دوبارہ آج آگے جانے والے تھے مگر رک گئے۔ زیست کا اعتبار نہیں گولیاں بدن کے چاروں طرف بارش کی طرح آئی تھیں مگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا ❁

الفرقان بجواب البرہان - حضرۃ مولانا

یادگار مرحوم

افریقہ کے احمدی بھائی خصوصیت سے توجہ فرماوین

ہمارے جو احمدی بھائی اس وقت برٹش گورنمنٹ کی خدمات پر مشرقی افریقہ اور سمالی لینڈ مین متعین ہین ان کو البدر سے ایک خاص اور ممتیز تعلق ہونا چاہئے کیونکہ البدر کے ذریعے سے جو خدمات احمدی قوم اور سلسلہ احمدیہ کی ہو رہی ہے اس کا محرک اور مجوز اور اس وقت ایڈیٹر اور مینجر ایک ان کا وہ احمدی بھائی ہے جسے خدا تعالے نے سب سے اول افریقہ کی سرزمین مین پہونچایا تہا اور یوگنڈا ریلوے کی تعمیر کے لئے جو جہاز سب سے اول ہندوستان سے روانہ ہوا تھا وہ اس کا مرکب تہا۔ اس سرزمین مین پہونچنے پر خدا نے جسطرح اُسے بچا رکھا اور جو کام اس سے چاہا لیا اور یہ بھی اس کے فضلون مین سے ایک فضل تھا کہ مرحوم رحمت علی صاحب کو اس سلسلہ عالیہ کی طرف رجوع لانے کے لئے خدا تعالے نے اُسے بھی منتخب کیا تہا اور مرحوم کا اس سلسلہ مین داخل ہوجانا احمدی تاثیرات کے کام کرنے کے لئے ایک کلید یا ریگولیٹر تھا جس کے ذریعے سے روح القدس کی تاثیرات ایک سٹیم کی طرح جلد جلد اپنے کام کرنے لگ گئین اور جو کیل اور پرزہ حرکت اور کام کرنے کے قابل تہا وہ کام مین لگ گیا۔

اور جن ہمارے احباب کو افریقہ مین حضرۃ امام الزمان کی بیعت یا محرکات بیعت کا شرف حاصل ہوا ہے ان پر بھی یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے اس خطہ زمین کو مولا کریم نے انتخاب کیا جس کی آب و ہوا نے ان کے روحانی قوائے کو نشو و نما کی طاقت بخشکر ہدایت کی طرف راہ نمائی کی اور مین نے افریقہ مین تجربہ کیا ہے کہ بعض لوگ جو پنجاب مین بڑے متعصب اور معاند تھے اور فسق و فجور مین مبتلا تھے افریقہ مین پہونچکر وہ خدا تعالے کے منعم علیہ بندون مین سے ہوگئے اور حق کی قبولیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔ کیونکہ ہندوستان اور پنجاب مین خانگی افکار۔ تنگی روزگار اور راتدن دجال صفت مولویون کے زیر اثر رہنے کی حق کی قبولیت کے قوائے اپنا کام نہ کرسکتے تھے افریقہ مین پہونچکر ان الجھنون سے ان کو نجات ہوئی اور دماغون کو غور و فکر کرنے اور حق اور باطل مین مقابلہ کرنے کا موقعہ ملا تو سعید طبائع نے جھٹ حق کو قبول کرلیا۔

اس لئے مین اپنے افریقی احمدی بھائیون کی خدمتین عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ خصوصیت سے البدر کے استحکام و قیام مین امداد فرماکر عند اللہ اجر حاصل کرین۔ اور جو خدمت دینی قومی اور احمدی سلسلہ کی البدر کے ذریعہ سے ہو رہی ہے اس کے بجالانے مین وہ ایک دست بازو ہوجاوین جن ایام مین رحمت علی مرحوم اور یہ خاکسار یوگنڈا ریلوے مین تھے اس وقت افریقہ کی جماعت نے مالی خدمات مین تمام دوسرے مقام کی جماعتون سے ایک تمیز حاصل کی ہوئی تھی اب ان دنون کی مجھے خبر نہین کہ کیا حال ہے بہر حال ان ایام کی خدمات سے مین یہ اندازہ کرسکتا ہون کہ افریقہ کی جماعت کو مالی حیثیت سے خدمت دین بجالانے کا عمدہ موقع حاصل ہے اور ان دنون مین جبکہ ہمارا پیارا دوست ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مشیت ایزدی سے افریقہ مین جان دیکر ثابت کردیا ہے کہ ان کی زندگی کے پاکیزہ اور مبارک ایام اسی سرزمین کے لئے وقف کئے گئے تھے اور اپنے اعمال و تاثیرات قدسیہ کی وجہ سے وہ افریقہ کی جماعت کے ایک نشان تھے۔ یہ ایک عجیب موقعہ افریقی بھائیون کے لئے ہے کہ اپنے محترم دوست کی **یادگار** اور اس کی روح پر فتوح کو ثواب پہونچانے کے لئے وہ احمدی سلسلہ کی خاص امداد فرماوین اور اسی ضمن مین اپنے قومی خادم البدر کی استحکام قیام اور امداد کی طرف اپنی خاص توجہ کو مبذول کراوین ؀

البدر کی امداد اور اس کے ذریعہ سے مرحوم بھائی رحمت علی کو ثواب وہ اس طرح سے پہونچا سکتے ہین کہ دفتر البدر مین اکثر ایسے احمدی بھائیون کی درخواستین آتی رہتی ہین جن کو مصالح ایزدی سے مالی استطاعت بہت کم ہوتی ہے اور اگرچہ اس کی قیمت ۲ سالانہ بہت قلیل ہے مگر وہ اس کی بھی برداشت نہین کرسکتے اس لئے ذی استطاعت احباب اپنے اخراجات اور ذمہ واریون پر متعدد پرچے سالانہ البدر کے خرید کران کم استطاعت احباب کو دیوین یا خاص طور پر البدر کی امداد فرماوین کیونکہ کارخانہ ابھی تک اس قابل نہین ہوا کہ صرف اپنے اخراجات کی آپ برداشت کرے

مسئلہ۔ اسی غرض کی تکمیل کے لئے مین نے ۹ فروری کی سیر مین حضرۃ امام الزمان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی اخبار کسی غریب شخص کے نام جاری کرواکر اس کا ثواب کسی متوفی کو پہونچایا جاوے تو پہونچتا ہے کہ نہین۔ آپنے فرمایا کہ پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ دینی اخبار ہو۔ اس لئے مین اپنے افریقہ کے نیز ہندوستان و پنجاب کے ذی استطاعت بھائیون سے چاہتا ہون کہ ان مین سے جو صاحب مرحوم کے ساتھ انس و محبت رکھتے ہین اور عند اللہ ان کے درجات کی بلندی اور مراتب کی رفعت چاہتے ہین وہ علاوہ اپنی دلسوز اور جگر گداز دعاؤن کے مالی طور سے بھی اپنے ارادون کو مذکورہ بالا تجویز سے پورا کرین تاکہ ایک غائب بھائی کی ہمدردی کے علاوہ ان کو ایک دینی خدمت یعنی البدر کے قیام مین امداد دینیکا بھی ثواب حاصل ہو

کوئی اخبار یا رسالہ جاری کرانے سے ایک صدقہ جاریہ قائم ہو جاتا ہے کیونکہ اس ذریعہ سے جس جس شخص کی نظر ..... ان دینی مضامین پر پڑے گی اور جو جو لوگ اس سے مستفید ہونگے اس سب کا اجر اس جاری کرانے والے کے نام پر لکھا جاویگا۔ گویا صدقات و خیرات کے جس قدر مدین ہوتی ہین انمین سے ایک مد کسی رسالہ یا اخبار کسی کے نام جاری کرا دینا بھی ہے جسے ہمارے بھائیون کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے ؀

اور اگرچہ مذکورہ بالا مضمون مین مین نے البدر کی اجراہی کی ترغیب دی ہے۔ لیکن اس سے یہ میرا انشاء نہین ہے کہ قادیان مین جسقدر دیگر مواقع صدقہ و خیرات کے مالی طور پر ہین ان کو نظر انداز کردیا جاوے بلکہ ہر ایک شخص لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ میگزین۔ الحکم مساکین کی مدون مین بھی حسب استطاعت امداد دیکر اپنے متوفی بھائیون یا رشتہ دارون کی مغفرت اور بلندی درجات کا موجب ہوا کرے۔

چونکہ میرے ہاتھ مین البدر کا اہتمام ہے اسی لئے اس کی فکر مجھے ہی لگی ہوئی ہے اور اسی لئے مین لے جاتا ہے کہ دوسرے بھائی عموماً اور افریقہ کی جماعت کے احباب خواہ وہ ہندوستان مین ہین یا افریقہ مین۔ خصوصاً ایسے ایسے موقعہ پر البدر کی امداد بھی کیا کرین۔

میرا اپنا عمل درآمد اس پر ہے

اپنی تحریر پر مین خود اس طرح سے عمل کرتا ہون کہ اپنے مرحوم دوست کی یادگار اور عند اللہ اس کی مغفرۃ اور بلندی درجاۃ کے لئے دس اخبار صرف ۱۲؍ پیشگی قیمت پر ان احمدی بھائیون کو دونگا جو کہ پورا اسے خریدنے کی استطاعت نہین رکھتے اور جب تک البدر کا قیام ہے اور اس کا اہتمام میرے ہاتھ مین ہے اور اس کا یہی حجم اور قیمت ہے تب

یک دہ اسی قیمت پر البدر کے ہمیشہ خریدار رہین گے جن دس مسکین بھائیون کی درخواستین اول آجاوینگی ان کو اخبار بذریعہ وی پی ارسال کیاجاویگا ٭ هل جزاء الاحسان الا الاحسان جن دوستون پر مرحوم بھائی رحمت علی کے احسانات اور عنایات متمیز طور پر تھے اور ان کے دل مین امنگ تھی کہ وہ اُس کا معاوضہ اداکرین اب ان کے لئے موقعہ ہے کہ بذریعہ دعاؤن کے اور انفاق مال کے جسکا ایک طریق اوپر مذکور ہوا اس آیت پر عمل درآمد کر کے بار احسان سے سبکدوش ہون ٭

جلدباز دشمن کی جھوٹی خوشی

اور مقدمات

خدا تعالےٰ کی حکمت بالغہ نے ہمیشہ سے یہی چاہا ہے کہ اپنے مامورون اور برگزیدون کی ہرایک کامیابی اور نشانات اور خوارق عادۃ تعی پر ایک پردہ پڑا رہے تاکہ ایمان بالغیب جو کہ نجات کے لئے ضروری امر ہے ہاتھ سے نہ چلا جاوے اور اس مین یہ بھی سِرہے کہ ہرایک نا اہل ان کی پاکیزہ جماعت مین داخل ہوکر ان اہل بصیرت اور حقیقت شناس صدیقی صفات مومنون کے ساتھ ہم پلہ نہ ہوجاوے جو اپنی فطرتی پاکیزگی اور رشد اور سعادت کی وجہ سے ایک مامور من اللہ کو تسلیم کرلیتے ہین - ورنہ اگر ان حقائق کا انکشاف پورے طور پر ہوجاوے تو دنیا مین کوئی چوڑھا چمار اور کنجر وغیرہ ایسا نہ رہے جو کہ مومن کہلانے کا مستحق نہ ہو اور ہرایک دوڑ دوڑ کر خدا کے رسولون کو قبول کرلیا کرے + اسی لئے تمام برگزیدون کی کامیابیون مین ایک نہ ایک پہلو ضرور ایسا مخفی ہوتا ہے جس سے بد اندیش کوتاہ بین اور اسباب پرست دشمن دہوکا کھاتا ہے - ابتدا سے یہ سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے اور اسیطرح چلی جاوے گی ٭ اس زمانے مین جبکہ اللہ تعالےٰ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے یہی اس کی سنت برابر کام کر رہی ہے کہ جلدباز دشمن ہر ایک نشان الٰہی پر اپنی کوتاہ فہمی سے ٹھوکر کھاکر اس سال فوز و نجات سے محروم رہتا ہے جو کہ ضد اور تعصب سے پاک ہوکر ایک ذرا سے غور و تدبر سے حاصل ہوسکتی ہے ان دنون مین جو فیصلہ عدالت گورداسپور نے کیاہے اس پر بھی دیکھا جاتا ہے کہ جلدباز دشمن اپنی شوخی طلع سے ویسے ہی ٹھوکر کھا رہے ہین جیساکہ ازمنہ سابقہ مین راستبازون کے وقت اشقیا کا گروہ ٹھوکر کھاتا رہا ہے کوئی کہتا ہے کہ مولوی کرم دین صاحب بڑی عزۃ سے بری ہوئے کوئی کہتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیان اور الہامات غلط نکلے اور وہ سب مولوی کرم دین کے حق مین پورے ہوئے اور اسطرح سے ایک طوفان بےتمیزی برپا کرکے کوشش کی جارہی ہے کہ سادہ لوح طبائع کو دہوکا دیاجاوے اور لوگون کو صراط مستقیم سے بہکا کر اپنے منصب شیطنت کو پورا کیا جاوے لیکن کیا حق شناس اور انصاف پژوہ طبائع اس جل مین آجاوینگی اور ان اوباشانہ تحریرون کے مطالعہ سے کیا ان کو نورانی اور حق شناس فراست مکدر ہوگی! ہرگز نہین ہرگز نہین ٭

(۱) کیونکہ حضرۃ مرزا صاحب نے مقدمات مین کامیابی کی پیشگوئی کی ہے اور یہ پیشگوئی ہرگز نہین کی کہ وہ کامیابی ہمین ضرور اسی بارے اور اسی دغا والے مقدمہ مین رائے چندو لعل صاحب بہادر مجسٹریٹ کی عدالت سے ہی ہوگی - اگر کہین یہ صراحت یا کنایت سے لکھا ہوا ہے تو بتلایا جاوے اور اگر اس پیشگوئی مین صرف یہ ہے کہ مقدمات مین متقی فریق کامیاب ہوگا تو اللہ تعالےٰ خود اپنی کلام پاک سے اسپر مہر لگاتا ہے العاقبۃ عندربك للمتقین -

جب تک ایک مقدمہ مین اپیل نگرانی وغیرہ کی گنجائش باقی ہے اور ایک فریق نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں عدالت عالیہ میں چارہ جوئی نہیں کرتا یہی فیصلہ منظور ہے .... تب تک ان ماتحت عدالتون کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق قرار دیدینا سخت جاہلانہ اور احمقانہ شیوہ ہے - × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

(۲) جلدباز دشمن کا یہ کہنا کہ مولوی صاحب عزت سے بری ہوگئے - اگرچہ اپنے ظاہری الفاظ مین تو مولوی صاحب سے ہمدردی کا اظہار کرتاہے لیکن اس قسم کی ہمدردی ہمیشہ نادان دوست ہی کیا کرتے ہین + ہم نہین سمجھ سکتے کہ جو فیصلہ عدالت نے دیاہے اس مین کونسا پہلو مولوی صاحب کی عزۃ کا برقرار رکھا گیاہے - مولوی صاحب نے اپنے حلفیہ بیانون مین اسطرح لکھایا تھاکہ یہ خطوط اور اخبار سراج الاخبار کا مضمون جو میری طرف منسوب کئے جاتے ہین یہ نہ میرے مضامین ہین اور نہ میرے دستخط - یہ مولوی صاحب کا حلفیہ بیان تھا جو کہ عدالت مین دیا گیا تھا لیکن عدالت نے فیصلہ دیا کہ خطوط اور سراج الاخبار والا مضمون یہ سب مولوی کرم دین کے ہین - دوسرے الفاظ مین ہم اسے یون بیان کرسکتے ہین کہ مولوی صاحب عدالت مین حلف لیکر بھی ایک امر کو خلاف واقعہ بیان کردینے والے ہین - اور جب عدالت نے یہ فیصلہ دیدیا کہ سراج الاخبار کا مضمون مولوی صاحب کا ہی ہے اور اس مضمون مین مولوی صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ مین نے دھوکا دیا تو اب بتلاؤ کہ آیا مولوی صاحب کی عزۃ رہ گئی یا گئی - ہم اس پر اپنی طرف سے کچھ نہین کہتے صرف پبلک خود ہی فیصلہ کرے کہ آیا جب ایک شخص بحیثیت ایک بڑے معزز اور مستند مولوی کے اپنے آپ کو عدالت مین ظاہر کرتا ہے اور اسطرح سے وہ گویا قوم کی ناک بنتا ہے پھر جب وہ عدالت مین ایک امر کی حقیقت پر پردہ ڈالتاہے اور خود اس کے ہاتھ اور قلم کے لکھے ہوئے جو مضامین ہین ازروئے حلف کے کہتا ہے کہ یہ میرے لکھے ہوئے نہین ہین اور آخر کار خدا تعالےٰ اس حقیقت کو کھولتا ہے اور عدالت کے ذریعے سے اس امر پر مہر لگجاتی ہے کہ واقعی یہ خطوط مولیصاحب ہی کے ہین تو جو لوگ ان مولیصاحب کا اس قدر اعزاز و اکرام کرکے بذریعہ اخبارون یا رسالون کے قوم کے سامنے ان کو پیش کرتے تھے ان کی ناک رہی یا کٹگئی؟

یہ ایک دوسری بات ہے کہ عدالت کی رائے مین آیا وہ دغا مستغیث کو دیا گیا یا کسی اور کو دیا گیا اور اسی قسم کے وجوہ پر وہ ایک ملزم کو بری کردے مگر جس حالت مین اسکا اشاعت یافتہ مضمون کہ جس مین ملزم خود اقرار کرتاہے کہ مین نے دہوکا کیا عدالت ملزم کا ہی مضمون قرار دے تو نفس دغا کا اس کی طرف خود ثابت ہوجاتا ہے - اب رہی یہ بات کہ جس شخص نے استغاثہ دائر کیا ہے آیا دغا اس کو ہوا یا کسی اور کو یہ ایک جداگانہ بحث ہے جسے اس وقت چھیڑنا مناسب نہین

ہمارے ان اسلام کے نام لیوا ایڈیٹرون وغیرہ کو جو ایسے امور کو مولیصاحب کی عزۃ قرار دیتے ہین شرم مین ڈوب مرنا چاہیے اور خدا کا خوف کرنا چاہیے کہ کیا مسلمانون مین اسی قسم کے مولوی ہوا کرتے ہین اور کیا قرآن شریف کی پاک تعلیم کے یہی نمونے ہین جنکو وہ پیش کرتے ہین - ان کے ایسے خیالات پر افسوس اور صد افسوس - یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے جو کہ اس وقت شوخی اور شرارت سے کیا جارہاہے

۲۶ جون ۱۹۰۳ء ۲۸ اگست ۱۹۰۳ء

سید نظام الدین صاحب مدراسی آصف نگر

۲۶ ماہ جون ۱۹۰۳ء کے البدر کے ناظرین پر یہ امر واضح ہوگا کہ اس میں ذکر ہے کہ صاحب مذکور الصدر کا نام و پتہ حضرۃ مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو خواب میں بتلایا گیا تھا۔ اس پر مفتی صاحب نے ایک کارڈ آپ کے نام لکھا کر اس رویا کی حقیقت کا انکشاف چاہا سید صاحب کا پتہ مفصل تو معلوم نہ تھا مگر توکل علی اللہ جس مقام کا نام بتلایا گیا تھا وہی لکھکر ڈاک میں ڈالدیا گیا اور صرف اس قدر مضمون لکھا کہ اگر آپ کو یہ کارڈ ملے تو جواب سے جلد سرفراز فرماویں اس میں ایک راز ہے اور پھر دوسرے دن ایک اور کارڈ ڈالا گیا اور خواب بھی لکھدیا۔ ایک ماہ تک کچھ جواب نہ آیا کچھ دن زیادہ گذرے تھے کہ دوسرا کارڈ واپس آیا جس پر مہرین ڈاکخانہ کی لگی ہوئی تھیں جس سے پتہ لگتا تھا کہ محکمہ ڈاک نے تلاش مکتوب الیہ میں بہت کوشش کی ہو مگر چند روز بعد جو پہلا کارڈ ارسال کیا تھا اس کا جواب آگیا اور معلوم ہوا کہ سید صاحب مدراس سے آصف نگر حیدر آباد میں مقیم ہیں پھر اس کے بعد سید صاحب موصوف کے دو خط مشتمل بر رویا و کشوف آئے جن میں آپ کو حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں اللہ تعالےٰ سے اطلاع پائی تھی وہ رویا اور کشوف ۲۶ر جون ۱۹۰۳ء اور ۲۸ر اگست ۱۹۰۳ء کے اخبار البدر میں زیر عنوان کشفی شہادت و عالم خواب درج ہیں وہاں ملاحظہ کرلئے جاویں۔

۷ر جنوری ۱۹۰۴ء کو سید صاحب کو رویا میں یہ دکھلایا گیا کہ آپ حالت نزاع میں ہیں کہ حضرۃ مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک ان کی طرف بڑھایا کہ اس اثنا میں آنکھ کھل گئی اس کی تفسیر سید صاحب کے ذہن نشین یہ ہوئی کہ اب مجھے حضرۃ امام الزمان کی بیعت کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ اسی لئے ایک ماہ کی رخصت لیکر قادیان کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ کی شدائد و مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے ۲۰ جنوری کو یہاں پہونچے اور ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء کو حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی عزت حاصل کی اور گذشتہ ہفتہ میں واپس حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں۔ مگر راستہ سے بوجہ علالت طبع واپس آ گئے

ایسے احباب کے وجود کہ جن کو خدا تعالےٰ اون کے ذاتی یا نسبی رشد کی وجہ سے محض اپنے فضل سے ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور خود دستگیری فرماکر ایک صادق من اللہ کی ۲

تعدد ازدواج کی جماعت کو تاکید

مفتی فضل الرحمن صاحب احمدی قادیانی۔ نے ذیل کے ملفوظات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجھے پہونچائے ہیں ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء کی علی الصباح کو جب مفتی صاحب موصوف نے حضرۃ حکیم مولوی نوردین صاحب کے ہاں فرزند ارجمند کی ولادت کی خبر حضرۃ امام الزمان علیہ السلام کو گورداسپور میں جاکر پہونچائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس سے پیشتر مولوی صاحب کو اولاد کا بہت صدمہ پہونچا ہوا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا نام عبد القیوم رکھا جاوے پھر فرمایا۔

کہ میرا تو یہی جی چاہتا ہے کہ میری جماعت کے لوگ کثرت ازدواج کریں اور کثرت اولاد سے جماعت کو بڑھاویں مگر شرط یہ ہے کہ پہلی بیویوں کے ساتھ دوسری بیوی کی نسبت زیادہ اچھا سلوک کریں تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔ دوسری بیوی۔ پہلی بیوی کو اسی لئے ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میری غور و پرداخت و حقوق میں کمی کی جاوے گی مگر میری جماعت کو اس طرح نہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ عورتیں اس بات سے ناراض ہوتی ہیں مگر میں تو یہی تعلیم دونگا ہاں یہ شرط ساتھ رہے گی کہ پہلی بیوی کی غور و پرداخت اور اس کے حقوق دوسری کی نسبت زیادہ توجہ اور غور سے ادا ہوں اور دوسری سے اسے زیادہ خوش رکھا جاوے ورنہ ایسا نہ ہو کہ بجائے ثواب کے عذاب ہو۔ عیسائیوں کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور بعض دفعہ پہلی بیوی کو زہر دیکر دوسری کی تلاش سے اسکا ثبوت دیا ہے۔ یہ تقویٰ کی عجیب راہ ہے۔ مگر بشرطیکہ انصاف ہو اور پہلی کی نگہداشت میں کمی نہ ہو۔

الحمد للہ کہ اس پیغام رسان ایڈیٹر کا اس پر اول سے ہی عمل در آمد ہے۔

معیت کا فخر بخشتا ہے اہل بصیرت کے لئے عظیم الشان نشان ہیں اگرچہ اس وقت کے کور باطن اور شب پر چشم منکر اور مخالف ان سے فائدہ نہ اٹھاویں لیکن انہی میں سے اکثروں کی آئندہ نسل ان نشانات الٰہی سے فائدہ اٹھاوے گی۔

گذشتہ ماہ میں اور اس سے پیشتر چند نظمیں دفتر البدر میں بعض محبان حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے وصول ہوئی ہیں ان اصحاب ۳

ضوابط اخبار البدر

(۱) چندہ پیشگی معہ خرچہ وی پی جس میں ایک کتاب بھی ارسال ہوگی ۲ روپیہ ۸ آنہ
ہندوستان سے باہر فارن ممالک کے لئے ۳ روپیہ
قادیان میں پیشگی قیمت ۲ روپیہ
بیرونجات کو احباب اگر بلا تقاضا قیمت خود ارسال کردیں تو ۲ روپیہ
(۲) بعض احباب ایک دو ماہ بر ادائیگی قیمت چندہ پر اخبار جاری کرواتے ہیں اگر وہ اپنے وعدہ پر چندہ خود نہ ارسال کریں گے تو ان کی طرف وی پی ارسال ہوگا۔
(۳) اگر کسی صاحب کو اخبار نہ پہونچے تو اس صورت میں کہ اس مقام یا ان کے گرد و نواح میں وہ نمبر پہنچ گیا ہو ان کو چاہئے کہ البدر کی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دیدیں ورنہ دیر سے اطلاع دینے میں اغلب ہے کہ وہ نمبر نہ ارسال ہو۔
(۴) تبدیلی پتہ کے لئے وقت تبدیل سے ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دینی چاہئے بصورت دیگر جو نمبر نہ ملیں بعد ازاں بشرط موجودگی وہ فی نمبر ۲ کے حساب سے دئیے جاوینگے۔
(۵) ہر حال میں جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ اگر بعض استفساروں یا شکایتوں کے جواب نہ ملیں تو کارخانہ معذور ہو
(۶) خط و کتابت میں چٹ کے نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہئے اور ۱۹۰۴ء میں کچھ تغیر و تبدل نمبروں میں ہوا ہے اس لئے اپنے اپنے نمبر ہر ایک صاحب ملاحظہ فرمالیویں۔

بعض احباب کی خدمت میں سر الشہادتین اور قول الصحیح وی پی نہیں کئے گئے لیکن پہونچا دئے گئے ہیں اس لئے ان کی خدمت میں التماس ہے ہر ایک نسخہ کی قیمت فی نسخہ ۱ر کے حساب سے معہ محصول ڈاک۔ دفتر البدر میں پہونچا دیں

تاکید ہے (مینیجر)

کے تحریر کیا تھا کہ محض شوق کے ولولہ نے یہ ترتیب الفاظ میں دلوائی ہے ورنہ بذات خود ہم شاعر نہیں ہیں صرف اظہار محبت کے لئے ان کو ضرور درج اخبار کر دیا جاوے چونکہ وہ نظمیں قابل اصلاح نہیں اس لئے درج اخبار نہیں ہوں لیکن محبان صادق اس سے ملول نہ ہوں جزاہم اللہ ان کی نیت اور محبت صادق کی انکو جزا دیگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چودھوین کا ہے چاند یہ البدر
فیض باہر یہ غلام احمد کا
منہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

ان اللہ قد صرح لکم ذکر مسیحہ وما تریٰ من دلیل

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

چو کریم باتو گر آئی چہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۲	ہر ایک ماہ کی انگریزی یکم - ۸ - ۱۶ - ۲۴ تاریخکو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے	جلد ۳

خریداروں کو اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اس کی بروقت اشاعت اور اڈیٹوریل اسٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کو لیکر ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت، اشاعت بہت قلیل اور اسٹاف ناتکمیل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوان اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ اس کی اشاعت میں سعی کر کے کوشش کریں اور مطلوب تعداد کو پورا کر کے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ دار بنا دیوین۔ ہم اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجالانے کی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضا و قدر سے ہر ایک لاچار ہے۔ منیجر

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و مقتدا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شود با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر لور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک وز خبر ہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت ست
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق بود و راست
منکر آن مورد لعن خداست

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکار کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہین

ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ ۳ بار۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہان تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین آمین پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین +

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہین ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے +

سوم - یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا +

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہین دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے -

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ مین طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا -

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر راہ مین دستور العمل قرار دیگا -

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا -

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہان تک بس چلسکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا +

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور تعلقون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو +

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسے چودہ سال ہوئے ہین جبکہ ابتدا سے لیکر معنون کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار مین جو آپکی فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا +

قوم کو خطاب

الیوم تو تو جانتی سود و زیان نہین | تیرا وبال تجہہ پہ ابہی تک عیان ہین
مامور حق سے جنگ پہ باندہی ہے کیون کمر | کیا یاد تجہکو سنت پیشینیان نہین
کثرت پہ اپنی تجہکو ہے کیون اسقدر گہمنڈ | اعمال غیر تیرے خدا سے نہان نہین
فتوون پہ کفر کے تجہے کیون اسقدر ہے ناز | کچہہ اختیار مین تیرے نار جنان نہین
ذلت پہ اپنی تجہکو نہین قوم کیون نظر | کیا کہو چکی تو ہند مین نام و نشان نہین
اسلام تیری فعلون سے رکہتا ہے ننگ و عار | کیون چہوڑتی تو اپنی یہ بیباکیان نہین
صادق کے قتل کرنے مین تجہکو نہین ہے باک | پر قوم تیرے ہاتہہ مین تیغ و سنان نہین
غفلت پہ تیری رو چکے سب اہل کار قوم | تر دامنی پہ کون تیرے نوحہ خوان نہین
گہیرے ہے تجہکو ہند مین ادبار ہر طرف | قائم بحال خود کوئی بیر و جوان نہین
مدت سے تجہہ پہ پیاس کا نفوس ہو گئی چکا | اب کچہہ بہی بیش جانی تیری تجہیان نہین
افسوس تجہہ پہ قوم کہ یہ حال ہو گیا | اور تجہکو اپنے حال کا وہم و گمان نہین
نیکون کو بد بنا کہتی دیا خود مین خوبیت | اے قوم بر محل یہ تیری گالیان نہین
انجام سوچ اپنا کہ کل ہوگا حال کیا | کیا ملتی جلتی اگلون سے یہ شوخیان نہین
قرآن پڑہ کے دیکہہ تو پہلون کے حال کو | ویسا تو قوم تیرا ابہی کیا امتحان نہین ؟
اسلام کا زمانہ غربت نہین یہ کیا ؟ | عصیان وا عتدا کا تو چہایا دہوان نہین ؟
فرمایا ہے جو مخبر صادق نے ایکوقت | اے قوم یہ زمانہ تو کیا وہ زمان نہین ؟
وعدہ جو مل چکا ہے خدائے علیم سے | کیا اس کی پورا ہو نیکا یہ تو سمان نہین ؟
صدہا دعا وہیدر دی انصاف تر طلبی ہے | باقی نشان کونسا ہے جو عیان نہین ؟
مہدی کی اور عیسی کی آمد کیواسطے | تیاران دلون مین ہوا کیا جہان نہین ؟
کیا اس طرح سے خشک ہی رہجائیگی زمین | کیا اس زمین کے سر پہ کوئی آسمان نہین ؟
فسق و فجور جو کہ ہین آج دنیا مین ہیا | کیا ان کو دیکہتا وہ خدائے یگان نہین ؟
رہجائیگا یونہی یہ مرض بے علاج کیا | کیا اب غریب بندون پہ رب مہربان نہین ؟
حد سے بڑہی ہے غربت اسلام دیکہہ لو | اسلامیون مین کوئی بہی تاب و توان نہین ؟
پورا یہ ہوگا سب اسی صادق کے ہاتہہ سے | اے قوم جسکا مانتی تو امتنان نہین

اس وقت ہم تو دیکہتے آثار فیض ہین
حامل کو اس مین ذرہ بہی شک و گمان نہین

اسمای بیعت کنندگان حضرۃ مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام

نام بیعت کنندہ معہ ولدیت	مقام	ضلع
چودہری علمدین ولد نبی بخش راجپوت	کوٹلی ہرنرائن	سیالکوٹ
امام الدین ولد گلاب ص۔ "	"	"
حیات پسر امام الدین مذکور "	"	"
مسمات عائشہ بی بی زوجہ امام الدین	"	"
مہر الدین پسر جو غط راجپوت	"	"
مسماۃ رحیم بی بی زوجہ مہر الدین مذکور	"	"
چودہری چو غط راجپوت	"	"

شاہ محمد ولد حیاۃ راجپوت
حاکم ولد رحمان
مسماۃ بڑی زوجہ شاہ محمد
حاجی ولد بوٹا راجپوت
مسمات لابا
مسمات امام بی بی
خوشیا ۳ کس پسران نابالغ
مسماۃ بودہان زوجہ خوشیا
چودہری جہان معہ دو کس پسران
دلیداد ولد جہان
مسماۃ بہولی زوجہ دلیداد
پیران دتا معہ فرزند خود و معہ عورت
جیوا معہ فرزند خود
الہ بخش معہ فرزند و اعیال
جہنڈا ولد گلاب راجپوت
دین محمد پسر جہنڈا۔
الہ رکہی دختر "
فضل بی بی زوجہ "
محمد دین معہ ۲ کس برادران نابالغان کے ہوئے ہین
مسمات برکت بی بی زوجہ محمد دین مذکور چودہری نبی بخش
حیات ولد شہان چو کیدار معہ دو ولد جہنڈا۔
کس فرزندان
مسماۃ امام بی بی زوجہ چوکیدار
گامون شاہ فقیر
گلاب پسر گامون
الہ رکہی بنت فوجدار نمبردار
طالع بی بی بنت فوجدار نمبردار
محمد بی بی " "
مسماۃ دولت بی بی "
فوجدار نمبردار
محمد حسین پسر فوجدار نمبردار
نبی بخش ولد امیرا راجپوت
مسماۃ گوہر بی بی زوجہ نبی بخش
مہر الدین پسر نبی بخش مذکور
الہ داد " " "
فضل الدین " " "
محمد حسین " " "
مسماۃ عمر بی بی زوجہ مہر دین
مسماۃ برکت بی بی زوجہ فضل دین
۳ کس طفلک خاندان مذکور
جلال الدین ولد میان نور کہان
زوجہ جلال الدین مذکور
معہ دو برادران و یک دختر
نابالغان جلال الدین۔
کالو خان ولد لعل خان راجپوت
۳ کس پسران اور ۳ دختران
نابالغان مذکور
مسماۃ حسن بی بی زوجہ کالو خان
پیر اندتا ولد لور جٹ
زوجہ پیر اندتا مذکور
۲ کس پسران ایک دختر پیر اندتا
مذکور

مذکورہ بالا نام جن اندر درج
ہوئے یہ موضع کوٹلی ہرنرائن
ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے
ہین)

ذیل مین موضع کشن پورہ
کے رہنے والون نام درج
الدر کہا پسر نبی بخش۔
محمد دین " "
اہلیہ نبی بخش
حسین بخش ولد جہنڈا
اہلیہ حسین بخش
دختر و فرزند حسین بخش
میران بخش ولد جہنڈا
اہلیہ میران بخش " "
فرزند میران " "
فقیر گہدیٹا شاہ "
معہ بال بچہ
قادر بخش ولد وزیرا قوم جٹ
رحیم بخش جٹ
شاہ محمد ولد فضل داد جٹ
نواب ولد صاحبزادہ نمبردار
الہ دین " "
یہ سب احباب موضع پورکے
رہنے والے ہین +
یہ اسمای معرفت
فوجدار صاحب ہ

فرقہ چکڑالوی

کے ابطال مین مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے جو کہ ۲۵ مارچ کو قادیان مین تشریف لائے ہین فضل ایزدی سے ایک رسالہ **صیانۃ القرآن عن وسواس الشیطان** تحریر فرمایا ہے جس مین اس فرقہ کے دعوی اشاعۃ القرآن کی پردہ دری کی گئی ہے عنقریب حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام سے طبع ہو کر بہ نظرین ہوگا احباب درخواستین ...... جلد ارسال فرماوین

سر الشہادتین دوبارہ چہپکر طیار ہو گئی ہے قیمت وہی فی نسخہ ار علاوہ محصولڈاک ہے لیکن ۱۰ نسخہ یا اس سے زائد بیرونجات کے خریدارون کو محصول ڈاک کارخانہ اپنے ذمے سے ادا کرتا ہے اور کوئی کمیشن خاص نہین دیجاتی۔

قول الصحیح زیر طبع ہے

کتاب لور الدین بجواب ترک اسلام کا صحت نامہ چہپ کر طیار ہو گیا ہے جن احباب کو ...... صحت نامہ کے طبع سے پہلے کتاب پہونچ چکی ہے وہ حکیم صاحب سے صحت نامہ منگوا سکتے ہین۔

نیز اس کتاب کے فرمے ترتیب دینے مین بعض نسخون مین ایک نمبر کے زیادہ فرمے رکہے گئے ہین جو صاحب اپنی کتاب مین یہ غلطی پاوین وہ زائد فرمے حکیم صاحب کو ارسال کر دیوین۔

وفات مولوی جلال الدین صاحب ساکن پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ بتاریخ ۷ مارچ کو فوت ہو گئے ہین ان کے فرزند ارجمند جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ اور دعا کی درخواست کرتے ہین +

ضرورت

ہم کو اپنی جماعت احمدیہ کے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ پرائمری تک مطابق قواعد مدرسہ سرکاری اور قرآن عمدہ صحیح طریق پر ہماری لڑکون کو تعلیم دے سکے۔ تنخواہ مبلغ للعہ روپے ماہوار اور روٹی اور پوشاک اس کو دیجاویگی یعنی علاوہ از نقدی خوراک و پوشاک۔

نوٹ۔ واضح ہو کہ یہان کشمیر مین روٹی نہین ہوتی صرف خشکہ یعنی چاول کہانا ہوگا۔ **المشتہران**

محمد اکبر خان و محمد افضل خان و غلام حیدر خان و یار محمد

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تیجاپور علاقہ دکن و پادری گولڈ سمتھ صاحب

سلسلہ کیلئے دیکھو البدر ۲۴ مارچ نمبر ۱۲ جلد ۳ صفحہ ۵

افتتاحی تقریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب

حاضرین مجلس - ! انجیل مین یسوع مسیح کے تین دعوے پائے جاتے ہین ایک خدا کا بیٹا ہونا دوسرا سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا - تیسرا یسوع کی موت گناہ کا کفارہ ہونا - ان ہر سہ دعوی کا ثبوت بدلائل انجیل سے دینے کے لیئے پادری مسٹر گولڈ سمتھ صاحب نے اپنے ذمے لئے ہین اور ان کی تردید انجیل ہی سے کرنا خاکسار کے ذمہ ہے امید ہے کہ سامعین فریقین کے بیانات سنکر خود فیصلہ کرلین گے - پہلے پادری صاحب یسوع کے ہر تین دعوون کے ثبوت مین جو کچھ دلائل ہانکی بیان کرین گے اس کے بعد خاکسار بیان کریگا -

تقریر مسٹر پادری گولڈ سمتھ صاحب

مولوی صاحب کو مین ان تین دعوون کے ثبوت مین ایک نہین دو نہین بلکہ تین سو دلیلین پیش کرسکتا ہون مگر بخوف طوالت ہر ایک دعوی کی نسبت ایک ایک دلیل پیش کرتا ہون - ان تین دلائل کی تردید کی جاویگی تو گویا تین سو دلائل کی تردید سمجھ لون گا -

پہلے دعوی کی دلیل

(۱) آسمان سے ایک آواز یہ کہتی ہوئی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے[1]

(۲) مین مارا جاؤن گا اور جی اٹھون گا

(۳) ابن آدم اس لیئے نہین آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیرون کے لیئے فدیہ مین دے -

تردید از مولوی صاحب - حضرات ! پادری صاحب پہلے دعوے کی نسبت یہ پیش کرتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے -

دوسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ یسوع نے کہا کہ مین مارا جاؤن گا اور جی اٹھون گا حالانکہ یہ بھی دعوی ہی دعوی ہے دلیل نہین ؛

تیسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل ہے کہ یسوع اپنی جان بہتیرون کے فدیہ مین دینے کے لئے آیا ہے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ واقعی فدیہ ہوا ہے یا نہین پادری صاحب نے اس کے متعلق کوئی دلیل پیش نہین کی خیر اب ہم ان تین دعوون کی تردید انجیل ہی سے کر دکھاتے ہین

انجیل مین یسوع کے شاگرد نشان مانگتے ہین تو یسوع یہ جواب دیتے ہین کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ مین رہا ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا + (متی ۱۲/۴۰ – متی ۱۶/۴)

حضرات ! بنظر غور دیکھا جائے تو انجیل کے اس ایک ہی آیت کے اندر تینون دعوون کی تردید ہوجاتی ہے چونکہ یونس ع مچھلی کے پیٹ مین زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے - چنانچہ پادری صاحب بھی اسکا کے قائل ہین اسی آیت مین ابن آدم ہونے کا خود یسوع کا اقرار موجود ہے جب یہ دونون باتین یسوع کا ابن آدم ہونا اور اسکا زندہ قبر مین داخل ہوکے زندہ ہی رہنا خود یسوع ہی کے اقرار ثابت ہے تو کفارہ قربانی خودبخود قربان ہوا - اگر یسوع کا سولی پر مرنا تسلیم کرلین تو منشا بہت یونس ع نبی کی غلط ٹھیرتی ہے اور زندہ اور مردے مین نسبت ہی کیا ہے - نیز یہ نشان کیا ہوا کہ نشان دکھاتے دکھاتے خود ہی صلیب کا نشانہ بن گئے -

انجیل کی ایک آیت مین اللہ نے بنی اسرائیل کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے اور ایک جگہ خدا نے سلیمان ع کو اپنا بیٹا فرمایا (متی ۲/۱۵ - خروج ۴/۲۲ تواریخ) ایک جگہ یسوع نے اسرائیل کو خود اپنے باپ کہا ہے حالانکہ اوکی اولاد نہین تھی اور ایک جگہ نافرمانون کو شیطان کے بیٹے - فرمانبردارون کو خداوند کے بیٹے کہا ہے ان آیات انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی کتابون مین باپ اور بیٹے کا محاورہ مجازی طور پر برتے گئے ہین اس سے حقیقی بیٹے مراد لینا سراسر نادانی ہے - اگر یسوع کو حقیقی بیٹا ہونے کے کیا کیا علامات ہین - کمہار کا بیٹا ہانڈی بناتا ہے - بڑھئی کا بیٹا لکڑی تراشتا ہے اگر یسوع خدا کا بیٹا ہے تو بتاؤ کون سے آسمان کا کونہ بنایا یا زمین کا ٹکڑا آخر مچھر کا پر یا

ٹانگ ہی سہی - بخلاف اسکے یسوع مین تمام انسانی لوازمات - کھانا - پینا - سونا - بگنا موتنا دانتون کے پائخانے چیچک کی بیماری و گوبری کی تکلیف - ختنہ کرنا - نیز پکڑے جانا مار کھانا چھپتے پھرنا - رو رو کر دعا کرنا وغیرہ کامل طور سے پائے جاتے ہین پھر بھی خدا کا بیٹا واہ واہ کیا خوب!!!

اگر کہو کہ بن باپ کے پیدا ہوا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر مان اور باپ کے پیدا ہوئے ان کو تو خدا کا بڑا بیٹا ماننا چاہیئے پادری صاحب نے پرسون وعظ مین کہا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے تھے تو یہان بھی مٹی کا خمیر موجود ہے - خون حیض مٹی کے اناج سے ہی بنتا ہے - باسی کھانون مین سینکڑون جاندار کیڑے پیدا ہوتے ہین کیا یہ سب خدا کے بیٹے ہین ؟ خون حیض تو بہ نسبت کھانے کے جو آگ سے پکا ہوتا ہے - جاندار چیز پیدا ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہے پھر تعجب ہی کیا ہے اگر یہ کہو کہ وہ مردون کو زندہ کرتا تھا - چونکہ مارنا اور جلانا اللہ ہی کا کام ہے اگر اس نے زندہ کیا تو خدا کے بیٹے ہونے مین کیا شک رہا مگر

صاحبو یہ دعوی بھی بے دلیل ہے - کون جی کر آیا کس نے محکمہ دار القضا مین جاکر اپنی پچھلی بیوی جو دوسرے کے نکاح مین جاچکی تھی دعوے کیا یا بھائی بندون سے لڑکر زندگی مین حصہ لیا - کھیتی باڑی بانٹ لی اور مرنے کے بعد کے حالات عالم ارواح کے کیا کیا بیان کیئے کہ فلانے کا بیٹا ملا تھا وہ عذاب مین مبتلا ہے یا فلانا جنت مین تھا وہ سلام کہتا ہے -

حضرات ! بعض لوگ .... انجیل و قرآن مین جہان مردون کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اس کو حقیقی سمجھ بیٹھے ہین اس لئے اس کی تشریح ضرور ہے انجیل کی ایک آیت مین بغیر عمل کے ایمان کو مردہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ ایک شخص نے اپنے باپ کو گاڑنے کی اجازت مانگی تو یسوع نے کہا جانے دے کہ مردے اپنے مردون کو گاڑین - اس سے واضح ہے کہ یسوع نے بے ایمانون کو مردہ کہا ہے - قرآن مین بھی کافرون کو انک لا تسمع الموتیٰ کہکر مردون مین شمار کیا ہے ایک جگہ یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم - فرماتا ہے اللہ تعالے یعنے اے ایمان دارو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہارے زندہ کرنے لئے طلب کرین مان لیا کرو -

اس آیت مین بھی ایمان بے عمل مردہ قرار دیکر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے پیغمبران خدا اپنی صحبت کی برکت و دعا سے ایسے مردون مین ایمان و عمل کی روح پھونکتے ہین تو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے - ایسے مردے یسوع نے تو بہت ہی کم زندہ کئے بعض خاص خاص

[1] برمیاہ - [2] یوحنا ۱۴/۶

شاگرد تو مردے کے مردے ہی رہے۔ کسی نے تو کا
کسیئو رشوت لیکر پکڑوا دیا۔ کسی نے انکار کیا مگر
ہمارے حضرت رسول مقبول (نعرہ درود شریف
بآواز بلند منجانب حاضرین مجلس) صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ سے لاکھوں مردے زندہ ہوئے اور
اسلام کی راہ مین جان دیکر ہمیشہ کی زندگی حاصل
کی اگر ہم آپکو حقیقی مردی زندہ ہونا مان لین تو یومنون
بالغیب کی شان کہان۔ یہ تو بالمشاہدہ ہوا نیز پیغمبرون
کے آنے کی ضرورت ہی کیا۔ جب مردے واپس آکر
وہان کے چشمدید حالات بیان کرے تو یقین کرنیکے
لئے بس ہے اسلام مین جو اولیا اکرام نے مردے
زندے کئے ہین وہ بھی حقیقی مردے نہ تھے
نعش پڑی ہوئی تھی اکثر لوگ اس کے مرنے
کا یقین کر چکے تھے ویسے وقت مین ان کی دعا کی
برکت سے اللہ جل شانہٗ نے نئی زندگی بخشی چنانچہ
انجیل مین بھی یسوع کے مردہ زندہ کرنے کا قصہ یون
درج ہے۔ عبادت خانہ کے سردار کے یہان ایک
لڑکی مری تھی یسوع نے دیکھکر کہا کہ وہ سوتی ہے (یسوع
نے جھوٹ نہین کہا بلکہ وہ ایک نیند کی سی بیہوشی تھی) وہ
اس کے کہنے سے اٹھ کھڑی ہوئی یہ نہین کہ ایک زمانہ
کا مرا ہوا مردہ پھر از سر نو ہڈیان و پوست لئے ہوئے کفن
سے برہنہ بوریا بدہنا لپیٹ پھر گاڑکفن آیا ہو۔ اگر آیا ہو
تو ثبوت دو کون آیا اور کہان آیا۔

قرآن شریف مین ترکہ تقسیم ہونے کے مسائل
بیان ہو چکے ہین مگر کسی جگہ یہ نہین بیان کیا کہ مردے
واپس آئے تو ترکہ یون تقسیم ہونا چاہئے ہماری شرع
شریف کے کسی کتاب مین یہ باب لکھا ہوا نہین پایا جاتا
کہ مردہ واپس آنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے کا باب ہوتا
کیونکہ جب ایسا واقعہ ہوا ہو تو ضرور ہونا چاہئے تھا بر خلاف
اس کے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وحرام علی قریة
اھلکناھا انھم لا یرجعون یعنی جس قریہ
کے لوگون کو ہم مار دیتے ہین پھر ان کا لوٹانا ہم نے اپنے
اوپر حرام کر لیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مردے
دوبارہ دنیا مین نہین آتے کنزالعمال مین حدیث
شریف مین آیا ہے کہ رسول مقبول (نعرہ درود شریف)
صلعم نے جابر رض سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری
باپ اور تیرے چچا سے کہا کہ تم مجھ سے کچھ مانگو انہون نے
اپنے رب سے یہ مانگا کہ ہم کو دنیا مین بھیجدے
اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مین قرآن شریف مین قطعی
حکم صادر کر چکا ہون کہ مردے پھر نہین لوٹائے
جائینگے جب یہ ثابت ہوا کہ مردے واپس
نہین آتے تو یسوع کی نسبت حقیقی مردے زندہ کرنے
کا خیال سراسر غلط ہے اگر پادری صاحبان اسکو
حقیقی مردے زندہ ثابت کرنیوالا مانتے ہین تو اس
کا فیصلہ انجیل سے بہت آسان ہے انجیل یوحنا مین یسوع
کا قول ہے مین تم سے سچ سچ کہتا ہون کہ جو مجھ
پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو مین کرتا ہون وہ بھی کرے
گا اور ان سے بھی بڑھکر کام کریگا اگر پادری
صاحبون مین ایمان ہے تو مردہ زندہ کرکے دکھائین

(سولی پر مرنے اور)

یسوع کے زندہ ہونیکی تردید

حضرات! انجیل مین ہے کہ جب عورتین قبر پر گئین اور لاش
کو نہ پایا تو فرشتون نے کہا کہ وہ زندہ ہے
یہ نہین کہا کہ وہ زندہ ہوا ہے مثلاً اگر کسی شخص کے
طاعون مین مبتلا ہونے کی شہرت ہوا اور اس کے
مرنے کی افواہ بھی اڑ چکی ہو ایسے وقت مین کوئی گواہی
دے کہ وہ زندہ ہے تو کیا اس سے یہ مفہوم
ہوتا ہے کہ وہ مر کر زندہ ہوا ہے۔

حضرات! ایسا ہی یسوع کے سولی پر جان
دینے کی خبر مشہور ہوئی تھی نیز مرنے کی افواہ بھی
تھی اسی خیال سے وہ قبر پر آئین تو فرشتون
نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی مرا ہی نہین۔

صاحبو! بعض لوگ خود یسوع کے مرنے پر
شک کرتے تھے چنانچہ انجیل مین ہے کہ سپاہیون مین سے
ایک نے بھالے سے پسلی مین چھیدا (تاکہ معلوم ہو مرا یا نہین)
تو فوراً لہو نکل آیا۔ کیا کہین مردے کے بھی لہو نکلتا ہے
نیز وہ بھی پسلی سے جہان گوشت و خون زیادہ نہین
رہتا۔

شرع شریف مین یہ حکم ہے کہ اگر جانور ذبح کیا
جائے اور خون نہ نکلے تو مردار ہے یعنی قبل از
ذبح وہ مر چکا ہوتا ہے
اور انجیل متی مین ہے کہ یسوع رات بھر رو رو کر جناب
باری مین دعا کرتا رہا کہ اے خدا سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے
اس پیالہ کو مجھ سے ٹالدے یہ بھی انجیل مین ہے کہ اس کی
دعا اللہ تعالیٰ کے یہان سنی گئی یعنی قبول ہوئی۔
موت کا پیالہ ٹلنے کی دعا جب قبول ہوئی تو اس کے
یہی معنے ہوئے کہ وہ مرنے سے بچایا گیا۔

حضرات! جب تک یسوع کے سولی پر چڑھنے اور اترنے
کی پوری کیفیت ظاہر نہ ہو تب تک سامعین کو خلاصہ اصل
حقیقت معلوم نہ ہوگی اس لئے خاکسار جو کچھ انجیل مین
درج ہے مفصل طور سے بیان کرتا ہے تاکہ فیصلہ کے
لئے آسانی ہو۔

صاحبو! بائیبل مین یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ سولی
پر جو لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔ جب یہودیون
نے یسوع کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو سن لیا تو
انہون نے کہا کہ ایلیا نبی یسوع کے پہلے آسمان
سے اترنے کی پیشگوئی ہماری کتاب مین ہے اب
چونکہ وہ آسمان سے نہین اترا پھر بلا اس دعوی کیونکر
سچا مان لین۔ تو یسوع نے کہا کہ زکریا کا بیٹا جو
یوحنا آیا ہے وہ آسمانی ہے جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر
آتے ہین وہ آسمانی کہلاتے ہین یہودیون نے یہ
تاویلی معنے سنکر یوحنا سے جاکر پوچھا کہ کیا تو ایلیا
ہے اس نے انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ مسیح
کے پہلے آنیوالا مین ہی ہون اور جو میرے بعد آنیوالا
تھا وہ یہی یسوع ہے مگر یہودیون نے ظاہر الہام خلاف
ہونے کی وجہ سے انکار کرکے یہ مشورہ کیا کہ اس پر
سرکار کی بغاوت کا مقدمہ ثابت کرکے سولی
دیا جاوے تو لعنتی موت سے خود بخود اس کا دعوی
جھوٹا ٹھہرتا ہے اس لئے رومی گورنمنٹ مین یہ فریاد
پیش کی کہ یہ شخص بادشاہ ہونیکا دعوی کرتا ہے
اور یہود بغاوت پر ابھارتا ہے محصول دینے سے
منع کرتا ہے حاکم پلاطوس کی اجلاس مین یہ مقدمہ
پیش ہوا۔ یسوع کا اظہار لیا گیا تو اس نے یہودیون
کے بادشاہ ہونیکا اقبال کیا اور بہت سارے جبہ پوش
مولویون نے گواہی دی کہ بیشک یہ بادشاہ ہونے کا
دعوی کرتا ہے (در حقیقت یسوع کا روحانی بادشاہت
کا دعوی تھا نہ کہ جسمانی) تو حاکم نے تعجب کیا اور یہ یقیناً
جان لیا کہ بیچارے غریب یسوع کو ناحق دشمنی و
حسد سے مقدمہ کرکے پھنسانا چاہتے ہین۔ ہر چند اس
کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرتا رہا۔ انہین دنون
پلاطوس حاکم کی بیوی کو یسوع کے بچانے کے لئے خواب
ہوا بر سر اجلاس سفارش بھیجی کہ تو اس راستباز
کی بچانے کی کوشش کر۔ یہ سفارش ایسی ضرورت
ہوتی ہے کہ جن صاحبون کو اس کا تجربہ ہوا ہے ان کو
خوب معلوم ہے۔ تب پلاطوس نے یہودیون کو
کہا کہ مین یسوع مین قتل کے لائق کوئی قصور نہین پاتا
تنبیہ کرکے چھوڑتا ہون۔ یہودیون نے چلا کے کہا کہ
صلیب دے صلیب دے ورنہ تو قیصر کا خیر خواہ
نہین ہے اور یہودیون کے ہان یہ معمول تھا کہ عید
فسح کی خوشی مین ایک قیدی کو چھوڑواتے تھے صبح کو

عید تھی پلاطوس نے یہودیون سے پوچھا کہ کیا مین عید کی خوشی مین یسوع کو چھوڑ دون تو وہ شور مچانے لگے اور اس کے چھوڑنے پر راضی نہوئے بلکہ دوسرے کو چھوڑوا دیا۔ آخر بمجبوری پلاطوس نے یہودیون کی روبرو پانی سے ہاتھ دھوکر یہ جتلایا کہ مین اس کے خون سے بری ہون مگر یہودیون کی شکایت کے ڈر اور انتظامی لحاظ سے فرد جرم قرار داد نہ کر یسوع کو چند کوڑے مارے (تاکہ طرفداری معلوم نہ ہو) اور سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور اندر ہی اندر اس کے بچانیکی تدابیر کرتا رہا۔

سامعین کو یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ سولی کی دو لکڑیان ہوتی ہین ایک آڑی اور ایک کھڑی (یہان ہاتھون سے شکل بتائی) آڑی لکڑی پر ہاتھون کو پھیلا کر میخین مارتے ہین اور کھڑی لکڑی سے باندھکر تین روز تک لٹکاتے ہین اس عرصہ مین وہ مصلوب بھوک اور دھوپ کی آگ سے وہ مر جاوے تو بہتر وگرنہ مرنے کے لئے تین روز بعد ہڈیان توڑتے ہین۔ یہود کے ہان یہ بھی قاعدہ تھا کہ ہفتہ کے روز کسیکو سولی پر لٹکا ہوا نہین چھوڑتے تھے اور جمعہ کی شام سے وہ عید کی تعظیم کا دن شمار کرتے تھے اور اسی خیال سے پلاطوس نے یسوع کو سولی دینے کے لئے جمعہ کا دن کہ عید فسح تھی مقرر کیا تاکہ تین دن تک سولی پر نہ رہے نیز اور دو چورون کو اسی روز سولی دینے کی میتی مقرر کی تاکہ ان کے سولی دینے مین زیادہ وقت صرف نہ ہو اور داروغہ صلیب مسیح کا شاگرد مقرر ہوا جمعہ دوپہر دن کے صلیب پر لٹکایا گیا تین گھنٹے کچھ کم زیادہ سولی پر رہا اللہ جل شانہ نے یسوع کی دعا کو قبول کیا ہوا تھا اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ ایک آندھی بڑے زور سے چلی۔ سورج تاریک ہوا اور زمین کو زلزلہ آیا یہود گھبرا گئے اور وہان سے بھاگ گئے۔ ادھر داروغہ صلیب نے جو یسوع کا معتقد تھا موقع پاکر تینون کو صلیب سے اتار لیا اور دونون چورون کی مرنے کے لئے ہڈیان توڑین اور یسوع کی ہڈیان نہ توڑین اور پلاطوس کے ہان رپورٹ کی کہ یسوع مر چکا ہے اس لئے اس کی ہڈیان نہ توڑی گئین۔ رپورٹ پہونچنے کے بعد پلاطوس نے ...... تعجب کیا کہ ایسا جلد کیون مرگیا باوجود تعجب کے دوبارہ تحقیقات نہین کی۔ کیون کرنے لگا کہ یہ سب کچھ اُسی کے بچانے کی تدبیرین تھین۔ سپاہیون مین سے ایک شخص کو یسوع کے مرنے مین شبہ ہوا اس لئے اس نے بھالے سے یسوع کی پسلی کو چھیدا تو فوراً خون نکلا۔ یہ خون نکلنا ہی خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مرا نہین تھا اس وقت ایک شخص یوسف نامی جو بڑا مالدار اور یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے یسوع کی لاش کو مانگ لیا اور ایک خالی قبر جو پہلے سے باغ مین طیار کرائی تھی یسوع کو اس مین رکھکر ایک پتھر دراز قبر پر ڈھلکایا گیا۔ اور مٹی ڈال کر قبر بند نہین کی گئی (کیونکہ کی جان انکو معلوم تھا کہ وہ زندہ ہے) جب یسوع کو ہوش آئی۔ شاگرد یارون نے قبر سے پتھر ہٹا کر یسوع کو کسی اور طرف روانہ کیا صبح کو عورتین قبر پر آئین اور قبر مین داخل ہوئین (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کیا تھی ایک خوب خاصہ حجرہ تھا) تو یسوع کو نہ پایا اسوقت فرشتون نے گواہی دی کہ وہ زندہ ہے یہودیون نے پلاطوس کے پاس جاکر شور مچایا کہ یسوع کو شاگردون نے چرا لیا مگر پلاطوس نے اس کی بھی تحقیقات کچھ نہین کی (کیون کرے یہ سب کچھ تو اسی کی چالاکی تھی) اس کے بعد یسوع قبر سے نکلکر چالیس روز تک اپنے شاگردون کو جابجا ملتا رہا روٹی اور مچھلی کھاتا رہا۔ اپنے سولی کے زخم شاگردون کو دکھاتا رہا۔ مرہم عیسیٰ

جو طب کی قریب ہزار کتابون مین درج

ہے

اُنہین زخمون کے لئے حواریون نے مرہم بنا کے لگایا۔

حضرات! مین نے جو کچھ واقعات کہے ہین یہ سب انجیل مین موجود ہین۔ اگر پادری صاحب کو کسیجگہ شبہ ہے تو پیش کرین خاکسار انجیل کھول کر بتانے کے لئے طیار ہے۔

حضرات! یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی نسبت فقط ہماری ہی رائے نہین بلکہ جرمن کے محقق انگریز بھی یسوع کا سولی پر نہ مرنا تسلیم کرتے ہین (یہان ان کی تحریرین پڑھی گئین)

تردید کفارہ

حضرات! انجیل مین ابن العد کے محاورہ اکثر پائے جاتے ہین پھر ایک یسوع ہی کی کیا خصوصیت ہے نیز دلیلون سے اس کا بیٹا یعنی حقیقی خدا کا بیٹا ہونا بھی ثابت نہین ہوتا اور انجیل ہی کے واقعات سے یہ بھی معلوم ہو کہ یسوع سولی پر نہین مرا تو پھر کفارہ کی بنیاد خود بخود گر گئی یسوع کو آسمان پر اڑانے کے لئے یہ دو پر تھے دونون پر ہی لوٹ گئے تو اڑنا کہان۔ پیران نمی پرند مریدان مے پرانند۔

پادری صاحب۔ مین اس تقریر کا جواب تین منٹ مین دیتا ہون مولویصاحب نے ابن العد کے محاورے جو انجیل سے بیان کئے ہین وہ سب صحیح ہین۔

میری دوسری دلیل کو مولویصاحب دعوی قرار دیتے ہین ہمارے نزدیک انجیل مین جو کچھ ہے وہ سب دلیل ہے تیسری دلیل کی نسبت ایک جگہ انجیل مین ہے کہ فرشتون نے گواہی دی کہ زندہ ہوا ہے افسوس باقی ہوس

مولویصاحب حضرات! پادریصاحب ابن اللہ کے محاورون کا انجیل مین ہونا خود بخود مان چکے ہین دوسرے یسوع کے دعوے کو دلیل قرار دیتے ہین حالانکہ یسوع نے کہا کہ مین مارا جاؤنگا اور زندہ ہونگا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے۔ فرض کرو مین نے عدالت مین ایک کاغذ پیش کیا جس مین میرے والد نے یہ لکھا تھا کہ فلانے کو سو روپیہ قرض دونگا۔ اس بنیاد پر روپے دلانے کے لئے دعوے داخل کردون اور ثبوت مین یہ کہون کہ یہی نوشتہ ہی دلیل ہے کیا ڈگری حاصل ہوگی!۔

اب رہا فرشتون کی دوسری گواہی کہ وہ زندہ ہوا ہے البتہ یہ بات غور طلب ہے۔ ایک ہی کتاب مین دو طرح کی گواہی ہو تو ہمکو واقعات کی طرف خیال کرنا چاہئے جو بات قرین قیاس ہو وہی سچی سمجھی جاوے گی۔

مثلاً دو شخصون نے گواہی دی کہ ہم ۲۸ شوال کو براتیون کے مکان کو جا رہے تھے فلانے کے مکان مین فلانے شخص کو نقب لگاتے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے تو عدالت سے یہ سوال ہوا کیونکر رات کو اس کے چہرہ کی شناخت ہوئی ایک نے کہا کہ چاندنی رات تھی دوسرے نے کہا کہ براتیون کے مشعل کا اجالا تھا۔ اب دونون مین اختلاف ہونے کی وجہ سے واقعات دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ ۲۸ شوال کو چاندنی ہوتی ہی نہین تو مشعل والی بات ہی صحیح ہوگی۔ ایسا ہی یہان اصلی واقعات کی طرف دیکھا جاوے تو پلاطوس کا یسوع کو بے قصور کہنا اور اسکو تنبیہ کر کے چھوڑنے اور عید کی خوشی مین یسوع کے چھڑانے کی کوشش کرنا۔ بر سر اجلاس بیوی کی سفارش پہونچنا۔ اور پلاطوس کا پانی سے ہاتھ دھونا جمعہ کا دن جو شام سے عید لگتی تھی سولی کے لئے مقرر کرنا اور دو چورون کو بھی سولی دینے کے لئے حکم دینا۔ سولی کا داروغہ یسوع کے شاگرد کو مقرر کرنا۔ خدا کی طرف سے آندھی کا آنا۔ زمین کا ہلنا۔ داروغہ کا یسوع کی ہڈیون کو نہ توڑنا پھر یسوع کی پسلی سے خون کا نکلنا۔ حاکم کا یسوع کے مرنے کی رپورٹ سنکر تعجب کرنا۔ یسوع کے شاگرد کو لاش کا سپرد کرنا اور ہوشیار و خیر خواہ شاگرد کا ایک ہوادار قبر مین رکھکے تجہیز و تکفین نکرنا۔ صبحکو یہودیون کی فریاد پر اس کی تحقیقات نکرنا۔ اور یسوع کا شاگردون سے

ملکر روٹی و مچھلی کھانا اور طبی تواریخ سے زخمون کے لئے مرہم کا استعمال کرنا یہ تمام واقعات بڑی زور سے شہادت دیتے ہین کہ یسوع سولی پر نہین مرا ہرگز نہین مرا بلکہ اس نے طبعی موت سے مرکر روحانی رفع کا درجہ پایا۔

ہان قربانی کا کرنا تو ہر ایک مذہب مین تواتر سے، چنانچہ ویدوالون کے ہان بھی اس کی رسم پائی جاتی ہے حال مین کرشنا ندی کے اوپر وید کے روسے جوسمان راجنی کی گئی سنایا گیا ہے کہ وہان بھی کئی ایک بکری ذبح کئے گئے ہین اس سے واضح ہے کہ قدیم سے یہ رسم ہر ایک مذہب مین برابر چلی آتی ہے مگر یہ کہین نہین دیکھا گیا کہ ادنے پر اعلیٰ کو قربان کرین۔ ڈھیر چار وغیرہ کر سچین عیسائیون کے گناہ کے عوض خدا کا بیٹا ذبح ہو۔ نیز اضارا اپنے گناہ کی گٹھری سے سبکدوش ہونے کے لئے یسوع کو لعنتی موت سے مارتے ہین حالانکہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ وہ خدا سے بیزار اور خدا اس سے بیزار ہو۔ دیکھو لعنت کا طوق ابلیس کے گلے مین پڑا جب سے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہوا۔ کیا ایک برگزیدہ یسوع کو یہ لعنت کا خطاب زیبا ہے۔ افسوس صد افسوس نادان دوست شرم شرم شرم!!!

ناظرین!

بعض جگہ یسوع کی اصلی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے جو کچھ اصلی واقعات تھے بیان کئے گئے ہین کہین

ان کو حضرة عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خیال کرکے بے ادبی پر حمل نکیا جائے انجیلی یسوع

الگ ہے اور قرآن کے عیسیٰ عہ الگ ہین

کیا ہم لوگ عیسیٰ علیہ السلام مرحوم کو ملعون مانین گے ہرگز نہین۔ انجیلی یسوع کو نصاریٰ ملعون مانتے ہین۔ نیز قرآن کے عیسیٰ نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا نہین دعوے نہین کیا کیونکر کرتے یہ تو سراسر شرک اور کفر ہے مگر انجیلی یسوع نے یہ سب کچھ کیا پھر دونون ایک کیون ہونے؟ کیا کوئی خدا کے دوست کو برا بول کر ایماندار رہ سکتا ہے؟ ہمارا تو ایمان ہے کہ تمام پیغمبر اللہ کے پیارے اور مقبول خدا ہین۔ فقط۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد

(وبارک و سلم)

آمین

لفظ رفع پر لطیفہ

ہمارے مہربان دوست اور مکرم بھائی سید عبدالرحیم صاحب، کٹکی نے اپنی ایک..... تصنیف مین لفظ رفع کے معنے پر گلستان سے ایک حکایت لکھکر عوام الناس پر اتمام حجت کیا ہے آپ لکھتے ہین

کہ اگر ہمارے بھائی صاحبان نے سعدی علیہ الرحمۃ کے گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے لئے سمجھنے مین انہیں چندان دقت پیش نہ آتی شیخ سعدی رح لکھتے ہین۔

کسے پیش نوشیروان مژدہ آورد گفت کہ فلان دشمن ترا خدا بر داشت۔ گفت ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذاشت (یعنی کسی نے نوشیروان کو خوشخبری دی کہ تیرے فلان دشمن کو خدا تعالیٰ نے اُٹھا لیا یعنی وہ مرگیا نوشیروان نے بدین خیال کہ موت تجکو بھی آنی ہے بہ دیدہ عبرت اُسے کہا کہ کچہ تو نے یہ بھی سنا ہے کہ مجھے خدا نہ اُٹھائیگا یعنی چھوڑ دیگا)

یہان رفع اللہ کا ترجمہ خدا تعالیٰ برداشتن ہے اور دونون عبارتون مین فعل ماضی اور خدا فاعل ہے

طاعون کا علاج

طاعون کا علاج اسکے سوا کیا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کی بارگاہ مین تضرع اور ابتہال سے گڑگڑائے اور روئے اور اس دردناک عذاب الیم سے پناہ مانگے اور ہر ایک قسم کی شوخی اور شرارت سے باز رہے اور ان تمام مجلسون یارون دوستون کو ترک کردے جو کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو شوخی اور شرارت کی نظر سے دیکھتے ہین سچی تقوی اور طہارت اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کی نظرون مین اپنے وجود کو ایک کارآمد وجود بنادیوے گذشتہ سال مین اس امر کا تجربہ ہوا ہے کہ دعا **رب کل شئ خادمک**

رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی پر سچے عامل ضرور اس بلائے ناگہانی سے محفوظ ہوتے رہے ہین اس لئے اس وقت بھی جبکہ موت کا بازار ہر طرف گرم ہے اور طاعون نے اپنی کوئی خاص علامت نہین رکھی کہ ضرور گلٹیان ہی ہون تو اسے طاعون کہا جاوے بلکہ دیکھا گیا ہے کہ ایک تپ آئی اور انسان مرگیا سینہ وغیرہ مین درد ہوئی اور موت آئی۔ رات کو چنگا بھلا سویا صبح دیکھا تو مردہ۔ بدن پھول گیا اور مردار جوہے کی بدبو سے گھر بھر گیا اور مریض چل بسا غرضیکہ طاعون اب بالکل کثرت موت کے معنون پر آگئی ہے ایسے دنون مین اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے رکوع سجود وغیرہ مین اس دعا کی بہت کثرت سے تلاوت کرنی چاہئیے اور اس کے حقیقی مفہوم کو جاننا چاہئے کہ اس دعا کے الفاظ مین انسان کو غایت درجہ کی عجز و انکساری کی تعلیم دی گئی ہے اور ذرہ ذرہ پر الٰہی تصرف اور قدرت کا علم دیا گیا ہے ان دنون مین جبکہ کوئی خاص دوا یا علاج طاعون کے لئے مفید ثابت نہین ہوا تو آخر انسان عاجز آکر اپنے مولا کے آگے فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے پروردگار ہر ایک شئے اور ذرہ تیرا خادم ہے اور تیری حکومت اس پر ہے طاعون کے ذرات پر بھی تو ہی حکمران ہے تو ہی جہان چاہتا ہے اس کے کیڑون کو پھیلا دیتا ہے جہان چاہتا ہے ان کو روک دیتا ہے سب قدرت تجھکو ہے اب جبکہ کوئی اور دوا اس کی تیری طرف سے ظاہر نہین ہوئی تو کیا ہوا آخر تیری حکومت تو اس پر ہے پس اے مولا تو مجھے اس سے محفوظ رکھ۔ اس سے محفوظ رہنے مین میری مدد فرما اور میری گذشتہ بداعمالیون پر نظر فرما کر مجھے اس عذاب سے ہلاک نکر بلکہ اپنی کنار عاطفت مین جگہ دے علاوہ ازین چاہئے کہ طاعون شدہ محلہ یا علاقہ مین حتی الوسع دیدہ دانستہ کوئی نہ جاوے کہ حدیث شریف مین ممانعت آئی ہے اور طاعون زدہ مریض سے بھی الگ رہا جاوے

طاعون سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمتین مصروف ہے لمبی لمبی فہرستین بیعت کنندگان کے نامون کی دیہات سے وصول ہو رہی ہین +

مبارک موت

بارہا البدر مین پڑھا ہوگا کہ موت تو انسان کو آتی ہے لیکن کیا مبارک وہ موت ہے کہ خدا کے احکام کی تعمیل مین آوے اور انسان خدا تعالیٰ کے کام مین لگا ہوا ہو کہ اس کی جان نکل جاوے کہ قرآن شریف مین ہے ولا تموتن الا وانتم مسلمون کہ تمہکو موت ایسی حالتمین آوے کہ تم اپنے مولا کے فرمانبردار ہو ان دنون مین جبکہ خدا کے برگزیدہ اور امام حضرة مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نزول فرمایا ہے اور ایک زمانہ آپکی مخالفت پر آمادہ ہے سچے دل اور اخلاص سے اس الٰہی امر کی تبلیغ لوگون کو کرنی اصل اطاعت الٰہی اور اسلام کی سچی روح و روان ہے اور جو شخص اس مین مصروف ہوکر لوگون کے خیالات کو ہر ایک قسم کے فساد و شر سے پاک کرتا ہے اور حقوق

خبرین

لنڈن ۲۲ر مارچ - ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ پورٹ آرتہر کے متعلق ٹائمز کا نامہ نگار جو جاپانی بیڑہ کے ہمراہ ہے اطلاع دیتا ہے کہ گو روسیون کے تارپیڈو وشکن تعداد مین زیادہ تھے ان کو اس لئے زک ملی کہ جاپانی تارپیڈو وشکن جہاز و نیز ایک تو توپین زیادہ وزن کے گولے چلانے والی تہین۔ اور دوسرے اس لئے کہ جاپانی ان سے بہتر نشانہ لگاتے ہین۔ جاپانی جہاز پر چہہ پونڈ کا گولہ چلانیوالی توپین تہین۔ چار چینی کروزر جینی بندر چیفو مین جو پورٹ آرتہر کے مقابل ہے پہونچے ہین ..... خیال ہے کہ برف کے پگہلنے پر وہ بندر تو جینگ کو جائینگے شاید اس لئے کہ وہان کسی فریق کو جنگ کا تہیہ نہ کرنے دین ✢

ینگ کو یینگ کے علاوہ دو مقام انجو مین بھی جاپانی پیدل سپاہ مع توپخانہ موجود ہے اور چند دنون سے ان دونون مقامات کے درمیان جاپانی افواج اور سامان رسد متواتر آتا جاتا دیکہا جا رہا ہے۔ ٹائمز کو اس کا نامہ نگار رسینٹ پیٹرزبرگ سے لکہتا ہے کہ جنوبی روس کے فوجی مرکز کیف کا سابق گورنر جنرل جنرل طراگومیروف بذریعہ تار مشورہ کے لئے سینٹ پیٹرزبرگ بلایا گیا۔ کیونکہ فوجی معاملات مین اس کی رائے سند سمجہی جاتی ہے اس نے یہ رائے دی کہ پورٹ آرتہر کو خالی کر دینا چاہئے تہا یہ بڑی غلطی ہوئی ہے کہ وہان بیڑہ و نیز اس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے مگر اس رائے کو کسی نے پسند نہ کیا ✢

فرنچ اخبارات لکہہ رہے ہین کہ یورپ کو روس کی دلاوری اور ایثار کی قدر کرنی چاہئے کہ وہ زرد فام اقوام یعنی چینی و جاپانی قومون کے سیلاب کو روکنے کے لئے جس سے کل گورہ رنگ کی اقوام کو خطرہ ہے تن تنہا میدان مین نکلا ہے حالانکہ اس خطرہ کا تدارک کرنا کل یورپ پر لازم تہا۔

جاپانیون کا بیان ہے کہ وہ کسی اجنبی نامہ نگار کو اپنی فوجی و بحری نقل و حرکت سے آگاہ ہونے یا ان کا راز فاش نہ کرنے دینگے۔

خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۲ر مارچ کی صبح کو پہر پورٹ آرتہر پر گولہ باری کی جنرل کروپاٹکن آج ۲۲ر مارچ کی صبح کو مشرقی سائبیریا کے صدر مقام ارکٹسک سے آگے کو روانہ ہوا۔ وہان گیارہ روسی سپاہی غارتگری اور زنا بالجبر کے جرم مین قتل کئے گئے روسی کروزر بار ورا اور تین تارپیڈو دشکن (جو بحیرۂ قلزم مین تہے) شمالی افریقہ کے فرنچ بندر بزرٹا مین پہونچ گئے ہین ✢

پورٹ آرتہر مین رسد دن بدن قلیل اور اجناس گران ہوتی جاتی ہے اور وہان کی روسی سپاہ تقریباً سراسیمہ ہو رہی ہے جاپانیون کے محکمہ کمسریٹ (رسدرسانی) اور ٹرانسپورٹ (بار برداری) کا انتظام نہایت قابل تعریف ہے ہر پیدل کمپنی کے ہمراہ سوا دو فیٹ بلند اور اڑہائی محیط کا ایک ڈہول نما چولہ ہے جس پر اتنی بڑی دیگ رکہی جاتی ہے جس مین ایک دفعہ ایک سو آدمیون کے لئے چاول پک جاتے ہین

روسی حب الوطنی۔ روسی شہزادہ اسکندر نے ڈیڑہ لاکہہ پونڈ تیاری جنگ کے فنڈ مین چندہ دیکر زار کو تحریک کی کہ دشت قلماق کے سخت جان) اور مادرزاد سپاہیون یعنی کوربیٹ اور قلماق قبائل کی باضابطہ سپاہ جنگ کے لئے مرتب کی جائے پندرہ سو جوانون کا خرچ تا اختتام محاربہ مین اپنے ذمہ لیتا ہون زار نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے

طاعون کے قسطنطنیہ اور جوہانسبرگ (واقع ٹرانسوال) مین بہی چند کیس ہوئے ہین ✢

لارڈ کرزن کے ہان ۱۲ر مارچ کو پہر لڑکی پیدا ہوئی زچہ اور لڑکی بخیریت ہین لارڈ کرزن کے اب تک کوئی لڑکا نہین ہوا۔ لارڈ کرزن رخصت سو غالباً آخر اکتوبر تک واپس ہندوستان آئینگے

مہم تبت کو تبتیون کے ہاتہہ سے اب تک تو کوئی نقصان نہین پہنچا مگر قدرتی سامان اس کی کسر نکال رہے ہین باربرداری کے لئے جا رہزار پہاڑی گائین بہم پہونچائی گئی تہین ۲۴ سو مر چکی ہین اور باقی ۶ سو بہی بہوک سردی و تکان سے خستہ حال ہین ۲۰ مارچ کو ایک ٹیلہ کے گرنے سے ۲۳ پاؤنیر پلٹن کے تین سپاہی ہلاک اور ایک صوبیدار اور دو سپاہی زخمی ہوگئے۔

دریا ایراودی مین رنگون سے منڈالے کو جاتے ہوئے ایک سٹیمر کے جل کر گہٹنے سے چار پانچ سو بر ہی مسافر ہلاک یا غرق ہوگئے۔

گورنمنٹ ہند مصارف ریلوے وغیرہ کے لئے تین کروڑ روپیہ قرض لینے والی ہے

خوفناک بغاوت۔ ان پولینڈی یہودیون نے جو مانچوریا و سائبیریا مین ہین مفرور زندیون سے ملکر ایک دستہ روس کے برخلاف مرتب کیا ہے سرغنہ ۲۵ ہزار چینی ڈاکو اور دیگر اقوام کے جانباز اور زندگی سے بیزار اشخاص فراہم کرنے کی کوشش مین ہے

روسی پیشقدمی روسی جرنیل نکلو جینکو ۵ ہزار کاسک لیکر پنگ ینگ کے قریب مورچہ زن ہوگیا ہے دوسرا روسی جرنیل لنی و رچ پیدل سپاہ لئے ہوئے اس کے پیچہے آ رہا ہے ✢

فساد بلقان - ۲۱ر مارچ کو پانچ سو بلغاری مفسد دس دس آدمیون کی ٹولیون مین منقسم ہوکر ریاست بلگیریا سے ٹرکی قلمرو مین داخل ہوگئے ہین اور البانیا کے مقامات مناستر وستر منسٹرا کو جا رہے ہین جن کو وہ مرکز بغاوت بنانا چاہتے ہین اگر یہ خبر صحیح ہے تو سمجہو کہ بلگیریا کا جام عمر لبریز ہو چکا ہے۔

روس کی خود غرضی - امریکا اور سپین مین جو جنگ ہوئی تہی اس مین کوئلہ بہی ناجائز سامان مین سمجہا گیا تہا لیکن روس نے اسے مناسب نجانا اور یہ کہکر کہ کوئلہ جنگی کامون کے لئے ہی نہین بلکہ امن کے کامون اور کارخانون کے لئے بہی اس کی ضرورت پڑتی ہے اس نے ناجائز سامان سے الگ رکہوایا تہا یعنی کوئلہ والے جہاز ہرگز ضبط نہ کئے جائینگے روس کے اس خیال کی لنڈن مین بڑی قدر کی گئی تہی لیکن اب جبکہ اسپر آپڑی ہے تو کوئلہ کو بہی ناجائز سامان مین داخل کر دیا ہے برٹش گورنمنٹ اس کی نسبت استفسار کر رہی ہے لیکن جاپان نے کوئلہ کی ضبطی کو مشروط کہا ہے یعنی اسی صورت مین قابل ضبط ہوگا جبکہ دشمن کی امداد کے لئے جانا ہوا ثابت ہو

لاہوری دنگل کا معاملہ صاف ہوگیا ہے اندنون جب کہ کیکر سنگہ اور کلو کی کشتی کی نسبت عجیب عجیب چہ میگوئیان ہو رہی تہین صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک فیصلہ ناطق ان الفاظ مین لکہہ دیا ہے۔

کلو اور کیکر سنگہ مین ۱۴ ماہ حال کو سرائے شاہدرہ مین میرے سامنے کشتی ہوئی۔ مجہے منصف بنایا گیا تہا اور مین کشتی کو بغور دیکہتا رہا تہا جہان میری نظر نے مجہے کام دیا میری رائے مین کوئی پہلوان کسی ایسے امر کا مرتکب ہوا جو کشتی کے آداب کے خلاف سمجہا سکین کشتی اصول کے مطابق ہوئی اور تقریباً ۲۰ منٹ تک رہی اس عرصہ کے گزرنے پر کیکر سنگہ کشتی سے دستبردار ہوگیا اور ہار مان لی۔ ایک پکڑ مین اس کا بایان ہاتہہ تیسری انگلی اور دونون چہوٹی انگلیون کے درمیان سے زخمی ہوگیا جب اس نے کلو کو نیچے گرایا تہا تو جانگیہ کو پکڑ کر اسے اٹہانے کی کوشش کی اس وقت اس کا ہاتہہ پہسل گیا اور جانگیہ کے کپڑے کے کنارے سے چر گیا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ جانگیہ کے حاشیہ مین آہنی تار تہا کیکر سنگہ کے ہاتہہ سے خون بیشک کسیقدر زیادہ نکلا مگر یہ زخم ایسا نہ تہا کہ کیکر سنگہ کو کشتی جاری رکہنے سے معذور کر دیتا اگر وہ چاہتا تو مقابلہ کو جاری رکہہ سکتا تہا لیکن اس نے دستبردار ہو جانے کو ترجیح دی بنابرین کلو فاتح قرار دیا گیا اور میرے خیال مین وہی دونون مین سے زیادہ طاقتور اور ماہر بہی تہا ✢

ایک مغالطہ سے نجات اکثر احباب اور بیرونجات کے آمدہ خطوط سے معلوم ہوا کہ ..... بعض احمدی احباب

ایزاد کرکے وصول کنندہ سے رقم وصول کر لیا کریگا ✢

وہ پہر لاہور وغیرہ مقامات پر حضرت اقدس کی ملعیت نہ حاصل کرین صرف یہ مراد ہے کہ اس امید پر بیٹہکر وقت کو ہاتہہ سے نہ گنوائین یہان آ جاوین اور یہان بہی آ ملین ✢

دفتر البدر قادیان ضلع گورداسپور کی کتب کی فہرست

طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ کی نسبت اس زمانہ مین عام چرچا ہی اور جس کے دریافت ہو جانے نے یسوعی معجزات کی کل ہر ایک مذہب و ملت حتیٰ کہ ایک دہریہ کے ہاتھ مین بھی دیدی ہی اور جسکے ذریعہ سے بڑی بڑی امراض کا علاج ہو جاتا ہی اسکا بہ تحلیل و بیٹھک استعمال اس کتاب مین بتلایا گیا ہی جو بدلائل ثابت کیا گیا ہی اس مین درج ہین اسپر مشق کرنیسے انسان صحت نیست رکھکر اپنے وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہی اور خیالات مین یکسوئی اور انکی ضبط کرنیکی عادۃ بھی پیدا ہو جاتی ہی اگرچہ عام طور پر اس کتاب کے لکھنے والون نے وہ مبالغے کئے ہین کہ آسمان اور زمین کے قلابے ملادئے ہین اور اسکے مشاق کو گویا خدائی کی کل چلانیوالا اقرار دیدیا ہوتا ہی لیکن ہماری نزدیک اس علم کی فضیلت صرف یہی ہے کہ جیسے انسان دیگر علوم عطیہ الٰہی کا نیک یا بد استعمال کرکے ثواب یا عذاب کماتا ہی جیسے خدا کا ارادہ سے ہر ایک دوا یا دوسرا عمل اپنا اثر مفید یا مضر کرتا ہی ویسے ہی اسی کے ارادہ یا اذن سے انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہی اور اپنی روح سے ایسے کام لے سکتا ہی جو اس کے نزدیک اول محالات سے تھے اگر طریق عمل وغیرہ کے متعلق کچھ استفسار کرنا ہو تو منیجر دفتر البدر سے خط و کتابت کرین قیمت عہ

شہادۃ آسمانی حصہ دوم و اول۔ بجواب کلمہ فضل رحمانی جو ایک کورٹ انسپکٹر لودیانہ نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین لکھی اس کا اور دیگر معترضین کے اعتراضون کے جواب اس مین دئے گئے ہین ذوالقرنین کو مسیح ثابت کیا ہی اور سلسلہ جہاد۔ اور خر دجال یاجوج ماجوج تصویر وغیرہ کے متعلق دندان شکن جواب دئے گئے ہین قیمت ہر دو حصہ

سر مکتوم یہ سو صفحہ کی کتاب انجیلی شہادتون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ثابت کیا ہی اور نساء کم حرث لکم پر لطیف خیالات کا اظہار کیا ہی اور دکھلایا ہی کہ جن مردون کے زندہ ہونیکا ذکر انجیل مین ہی خود اس سے ثابت ہے کہ وہ دراصل حقیقی طور پر مردہ نہ تھے وغیرہ وغیرہ قیمت ۵

رویا ئے صالحہ اس مین مصنف نے اپنی بیعت کی سرگذشت۔ محمد حسین بٹالوی کے کفرنامہ طیار کرنیکا اور حضرۃ مسیح موعود عم کا ثبوت صحف سابقہ سے ہے قیمت ۲

اعجاز احمدی ۳۶ صفحہ کا رسالہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم اور ذوالقرنین سے کون کون مراد ہین اس کی تفسیر کی گئی ہے جس سے پرانے خیالات کا قلع قمع ہو جاتا ہے قیمت ا

قول صحیح پنجاب کے مشہور و معروف شاعر میان ہدایت اللہ صاحب ساکن لاہور کی نظم جو کہ آپنے اردو زبان مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی مدح اور دعاوی پر لکھی ہی قیمت ا (محصولڈاک بذمہ خریدار)

عاقبۃ المکذبین لودیانوی مخالف مولویون کا انجام جو ہوا اس کا بیان بیعت کے دس شرائط حضرۃ مسیح کی وفات و حیاۃ پر بحث اور ایک اردو نظم قیمت ا

اسلام اور اسکا بانی یعنی ٹامس کارلائل صاحب مرحوم المعروف بہ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے ایک انگریزی لکچر کا ترجمہ مترجمہ منشی عبدالعزیز خان صاحب صادق قیمت ۳

صیانۃ الناس مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک خط کا جواب سنجانب فاضل امروہی قیمت ا

الہامی دعا۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی قیمت

کامن پنجابی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے ضلع گوجرات

نظم برائے مستورات بطرز کامن مصنفہ " "

روشنائی احمدیہ ساختہ مرزا عبدالکریم مالیر کوٹلوی نہایت اعلیٰ قسم ار فی تولہ اوسط قسم تاجرونکو

سر الشہادتین اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ من و عن آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف مین موجود تھا جو کہ اب مسیح موعود عم کے وقت مین پورا ہوا اور اس واقعہ کے وقوع پر جو انقلاب مقدر ہین ان کی تفصیل دی گئی ہی مصنفہ

الفرقان شاہجہانپور سے ایک رسالہ بنام البرہان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین نکلتا ہے اس کا جواب حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے الفرقان مین دیا ہے جو کہ حقائق اور معارف کا عمدہ ذخیرہ ہے ٢٠×٢٦ کی تختی پر بہت عمدہ طبع ہوا ہے قیمت صرف دفتر البدر سے ملسکتاہے

عکسی تصویر حضرۃ اقدس عم۔ کارڈ سائز پر ۴ر کیبنٹ سائز پر ۸ر نصف درجن کی خریدار کو

مذکورہ بالا اشتہار کی حوالہ سے تمام درخواستین بنام محمد افضل منیجر اخبار البدر قادیان ضلع گورداسپور آنی

ضوابط اخبار البدر

(جن کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کرلینا چاہئے)

(۱) **حجم اخبار** کا ۸ صفحے ہین جس مین ٹائیٹل پیج شامل ہے۔ دو فالتو صفحہ صرف اسقدر چندماہ اشتہارات کے لئے ازیاد ہین بعض تاریخون پر کثرت مضامین کے لحاظ سے دس صفحے بھی دئے جاتے ہین لیکن وہ آئندہ نمبرون مین وضع کرلئے

(۲) **مضامین** البدر کا خاص اور مقدم مضمون حضرۃ امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلے سے پہونچاتا ہے بعدہ تقریر دن وغیرہ کے آپ کی تصنیفات بین سے عمدہ مضامین تبلیغ علماء اور ازدیاد معرفت کے لئے یادداشت کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہین اس کے بعد درس قرآن سے نکات اور جماعت احمدیہ کی خبرین اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذاہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات .... اور مراسلات وغیرہ۔

(۳) **اوقات اشاعت** اخبار کی اشاعت کی تاریخین اگرچہ ہر ماہ کی یکم ۸-۱۶-۲۴ ہین اور حتی الوسع بڑی دیانت داری سے کوشش کی جاویگی کہ وقت پر اشاعت ہو مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ نہیں لیتا۔

(۴) **خط و کتابت** کارخانہ کے متعلق خط و کتابت خواہ کسی قسم کی ہو اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہیں۔

(۵) **عدم رسید اخبار** اگر ایک ہی مقام یا اس کے گرد و نواح مین اخبار پہونچگیا ہو اور آپکو نہ ملا ہو تو تاریخ رسید سے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ مین اطلاع دینی چاہئے ورنہ ممکن ہے کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) **تبدیل پتہ** تبدیلی کے وقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہئے جہان پتا بدلنا ہی ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا اور آپکو نہ ملا تو ہم ذمہ وار نہین۔

(۷) **چندہ** سالانہ پیشگی اگر بلا تقاضا خود ارسال کیا جاوے تو ۲ ر پیشگی بذریعہ وی پی جس مین ایک کتاب قیمتی ۸ر کا **برٹش فارن ممالک** یعنی ہندوستان سے باہر ۲ ر **جو خریدار** ایکدو ماہ بعد ادائیگی قیمت

تفسیر القرآن بالقرآن یہ ایک بے نظیر تفسیر ہی جسکو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب بی اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرۃ مسیح آخر زمان عم اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی حضرۃ مسیح الزمان نے دیکھ کر اس کی نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے نہایت عمدہ بے نظیر زبان ہے قرآنی نکات خوب بیان کئے ہین دلون پر اثر کرنیوالی ہے حضرۃ مسیح الزمان اور مولانا مولوی نورالدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل باری سے چھپکر طیار ہو چکی ہی خریداران البدر کو پارہ عم کی تفسیر محض مفت۔ ۲ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ ارسال کی جاتی ہے۔ بلا جلد ہے مجلد ہے پارہ الم کی قیمت پارہ عم ۲ر **المشتہر** خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام ترہالہ اوری ضلع کرنال تمام درخواستین مشتہر کے نام آنی چاہئیں نہ کہ دفتر البدر مین۔

بٹو فیشن کے سٹ ناظرین ہمارے یہان میناکاری کوفت گری کا کام کروٹ فیشن کے سٹ بہت عمدہ طیار ہوتے ہین جن کے اوپر نام سنہری و چاندی اور بیل بوٹا ہوتا ہے ہر شخص اپنا نام ہر زبان مین لکھا سکتا ہے فائدہ یہ ہے کہ بازار کے سٹ بہت جلد خراب ہو جاتے ہین اور یہ عمر بھر کے لئے کافی ہین نمبر ۱ بٹن سٹ نام بھی سنہری اور کام بھی سنہری کا قیمت ۲ار نمبر ۲ بٹن سٹ نام سنہری اور کام چاندی کا قیمت ۹ر نمبر ۳ بٹن سٹ نام بھی چاندی کا اور کام بھی چاندی کا قیمت ۸ر ہمراہ انگشتری بیل بوٹا چاندی کا قیمت ۲ر خط کے آنے پر بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتا ہے پتہ ایس جی ایم کمپنی گوجرات پنجاب۔

عطر عمدہ ہر قسم کا اور تیل خوشبودار ہر قسم کا سرمہ ہر قسم کا دوائی یونانی و انگریزی دھسری پٹکہ و لنگی ہر قسم رومال و سوسی ہر قسم ڈہر کے بنیان و جراب ہر طرح کی دیسی و انگریزی سوتی و اونی کلاہ و ٹوپی ہر قسم کی سادی و کامدار ہر کی گیس یعنی پٹکا کمر بند سواران و سپاہیانہ و پاجامہ ہر طرح کی جوتی خورد و کلان سادہ و کامدار اور بوٹ ڈگرگابی اور شوز دیسی و انگریزی اور پنجابی و لودیانہ و ہندوستانی وغیرہ وغیرہ برتن مرادآبادی گلو بند ہر قسم کے خورد و کلان مثلاً مردانہ اور زنانہ لکڑی کی اور سینگ کے ہر قسم قفل آہنی و پیتل کے ہر قسم خورد و کلان تولیہ ہر قسم کے۔ دری ہر قسم کی قینچی دیسی و ولایتی ہر قسم کی چاقو دیسی و ولایتی ہر قسم کے قیمت کا حال مشتہر سے دریافت کرو۔

المشتہر حافظ نور احمد احمدی اینڈ کو تاجر سیٹھ بازار مارکیٹ اکولہ صوبہ برار

الانوار الاسلام پریس قادیان دارالامان مین محمد افضل معراج الدین صاحب پروپرائیٹران کے اہتمام سے چھپا

بہت ضروری اطلاع

احمدی احباب کو خصوصاً اور عام پبلک کو عموماً مطلع کیا جاتا ہے کہ البدر کے متعلق ہر ایک قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر وغیرہ منیجر البدر کے نام ہونی چاہیے اور البدر کے متعلق اس کی عدم رسی یا اور قسم کی متعلقہ شکایت ہو تو براہ راست دفتر البدر کو اس سے مطلع کرنا چاہیے مگر دیکھا گیا ہے کہ بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے جب حضرت اقدس ع کو کوئی خط لکھتے ہیں تو اس میں ان امور کا بھی جو البدر کے متعلق ہیں حضرت مجدد اللہ ہی سے جواب چاہتے ہیں قطع نظر اس کے کہ اس سے آپ کے اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپ کو بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپ کو اخباروں سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے نہ آپ کو کوئی علم خریداروں ان کی قیمتوں کے وصول پانے یا روانگی اخبار کے متعلق ہوتا ہے بلکہ آپ کو تو ان کے مندرجہ مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا اخبار میں جو کچھ درج ہوتا ہے وہ ایڈیٹر کی ذاتی تالیف - ترتیب اور رائے ہوتی ہے حضرت اقدس ع سے کوئی استمزاج یا استصواب ان کے متعلق نہیں کیا جاتا اور نہ آپ کے اوقات گرامی میں اتنی فرصت ہے پس آئندہ کے لئے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے کہ کل خریدار ہر قسم کی خط و کتابت براہ راست دفتر البدر سے کریں اور کسی معاملہ میں حضرت اقدس ع کی طرف نہ لکھا جایا کرے۔

رسید زر

تا ۲۶ مارچ

اس رسید زر میں صرف اصل قیمت اخبار شامل ہے خرچہ وی پی و ڈاک شامل نہیں ہے اور جن اصحاب کی قیمت عہ سے زیادہ ہے اور ان کی میعاد چندہ آخر دسمبر ۱۹۱۳ء تک ہے۔

فرمان علی صاحب عہ
فیروز علی سٹیشن ماسٹر ۱۲ر
محمد اسیر صاحب صابری چشتی عہ
محمد دین صاحب سیالکوٹ عہ
یعقوب خان موبہ عہ
شفیق الدین صاحب ضلع کٹک عہ
کرامت اللہ صاحب دوالمیال ۳ر
محمد اکبر صاحب جاگیردار ملود عہ
غلام محی الدین صاحب نمرہ عہ
محمد دین صاحب راولپنڈی عہ
سیٹھ عبد الرحمان صاحب
پانڈی چری ...... صہ
ڈاکٹر جمال الدین صاحب راولپنڈی عہ
ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب
پٹیالہ .... عہ
منشی نواب دین صاحب لاہور عہ
ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی عہ
منشی عبد الغنی صاحب سنور ۱۲ر
خانصاحب عجب خان سر
حافظ احمد اللہ صاحب عہ

عبد الرحیم صاحب ترہنی عہ
ماسٹر قادر بخش صاحب لودیانہ عہ
محمد حیات صاحب از مسکہ ۱۲ر
حکیم غلام محمد صاحب از افریقہ ہے
ایس ایم یوسف انبالہ عہ
محمد سعید صاحب سیالکوٹ عہ
عبد الرحیم صاحب راولپنڈی عہ
چودہری محمد سرفراز صاحب بدوملی عہ
سکندر شاہ صاحب بیگوال عہ
محمد دین صاحب از نیوکے عہ
نظام الدین صاحب لیری والہ عہ

احمدی شعراء کی خدمت میں ضروری التماس

البدر میں مندرجہ تقریروں سے معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رض کی استقامت اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام بار بار بطور نمونہ جماعت کے لئے پیش کرتے ہیں اور واقعی میں یہ واقعہ ایک بڑی تاریخی یادگار دنیا کی ہے اور اس قابل ہے کہ بچہ بچہ کی زبان پر اس کا تذکرہ ہو اس خیال سے میں اپنے احمدی برادروں سے جو کہ شعرگوئی کے فن میں بزبان فارسی یا اردو پنجابی مہارت رکھتے ہیں ملتمس ہوں کہ ان میں سے ہر ایک صاحب اپنی اپنی جگہ ان واقعات شہادۃ کو منظوم فرماویں اور اپنی اپنی نظم دفتر البدر میں قادیان ارسال کر دیویں پھر ہر ایک زبان کی نظم کا انتخاب کر کے جونسی نظم علیحدہ علیحدہ زبان میں اپنی جگہ اکمل اور شستہ ہوگی اسے کتاب کی شکل میں چھپایا جاوے گا اور امید ہے کہ مقبولہ نظم کے مصنف کی کچھ مالی خدمت بھی کی جاوے گی۔

(محمد افضل)

نور دین

نامی جو کتاب ترک اسلام کے جواب میں حضرۃ امام الزمان کے ایما سے حضرۃ حکیم نور الدین صاحب نے تصنیف فرمائی ہے الحمد للہ کہ وہ اسم بامسمی ثابت ہوئی ہے اکثر لوگوں کے خطوط جنہوں نے اس کو مطالعہ کیا ہے حضرۃ حکیم صاحب کی خدمت میں آئے ہیں جنہیں ہم دوستوں نے بھی دیکھے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ بہت سی روحیں جو کہ اس فتنہ اور دجل ہلاکت کے گڑھے تک پہنچ چکی تھیں اور قریب تھا کہ اس میں گر کر اپنے آپکو تباہ اور ہلاک کر دیں محض اسم بامسمی **نور دین** کے مطالعہ سے نجات پا گئیں بعض مولوی جو کہ آریہ ہونے کے لئے بالکل آمادہ تھے رجوع بہ اسلام ہوئے اور بعض اہل اسلام پر صرف اسم بامسمی **نور دین** کے ذریعہ سے حضرۃ مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا انکشاف ہوا ہے اور وہ بڑی شوق اور جوش سے مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کر کے آپکی طاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھتے ہیں خدا تعالیٰ مصنف کے درجات کو بلند کرے اور ہمیں بھی اپنے پاک مذہب کی خدمت کی ایسی ہی توفیق عطا فرماوے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ضرورت

ہم کو اپنی جماعت احمدیہ کے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ پرائمری تک مطابق قوانین مدرسہ سرکاری اور قرآن عمدہ صحیح طریق پر ہماری لڑکوں کو تعلیم دے سکے تنخواہ مبلغ للعہ روپے ماہوار اور روٹی اور پوشاک اس کو دیجاوے گی یعنی علاوہ زر نقدی و پوشاک۔

نوٹ واضح ہو کہ یہاں پر کشمیر میں روٹی نہیں ہوتی صرف خشکہ یعنی چاول کھانا ہوگا۔ **المشتہران**

محمد اکبر خان و محمد افضل خان و غلام حیدر خان و میاں محمد خان از مقام یاڑی پورہ کشمیر تحصیل کولگام

توسیع اشاعت

(۱) محمد علی خان صاحب احمدی راولپنڈی سے ایک خریدار البدر کو دیتے ہیں اور آئندہ امداد کا وعدہ فرماتے ہیں۔

(۲) محمد نواب خان صاحب ثاقب صاحب احمدی مالیر کوٹلہ کی لطف و عنایات کا بھی کارخانہ مشکور ہے جب سے آپ ایک عرصہ قادیان میں قیام فرما کر کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں آپکی حسن سعی سے اب تک کافی تعداد خریداروں کی وصول ہو چکی ہے۔

(۳) ڈاکٹر محمد علی خان صاحب افریقہ یوگنڈا ریلوے سے جاپانی ہفتہ کے سے روپے سالانہ پر البدر کو خریدتے ہیں۔

(۴) سید محمد معراج الدین صاحب ہیڈ کلارک اپنا ہم مکتبی کے پرانے تعلقات کو مدنظر رکھکر اور خاکسار ایڈیٹر کو ایک دینی خدمت میں مصروف پاکر خاص ایڈیٹر کی امداد کے لئے فرمائی ہے جزاک اللہ

(۵) منشی حبیب اللہ صاحب میانیر سے توسیع اشاعت البدر میں دوسرے بھائیوں سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں "میں ہر اخبار البدر میں دیکھتا ہوں کہ فلاں بھائی نے ایک خریدار یا فلاں نے دو - آج میں بھی ایک خریدار آپکو دیتا ہوں اور آگے کو امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح کوشش کرتا رہوں گا۔

اگرچہ ہمارے بیرونجات کے احباب کو قادیانی اخبارات کی نسبت بہت سی شکایتیں بھی رہتی ہیں مگر تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ جو احباب قادیان آکر اور بنظر تحقیق کارخانہ کی کمزوری کے اصل وجوہات دریافت کرنے کے لئے دفتر البدر میں تشریف لاتے ہیں تو ان کو بجائے شکایت کے ایک خاص ہمدردی البدر سے ہو جاتی ہے۔

ضروری نوٹس

۲۶ مارچ تک ہم نے کل احباب کی رسید زر درج اخبار کر دی ہے کہ اگر کسی صاحب کا چندہ سہواً درج اخبار نہیں ہوا حالانکہ اس نے ادا کر دیا ہوا ہے تو اس مہینہ میں چندہ ارسال کیا ہے وہ

خداشناسی کے لئے الہام کی ضرورت

ہے اور ہونا چاہیئے پر لطیف بحث

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اس میں شک نہیں کہ بلا دغدغہ انسان کا ایسا نیک خاتمہ ہوجانا جس پر بالیقین نجات کی امید ہو اس بات پر موقوف ہے کہ اس کو صانع حقیقی کے وجود اور اس کی قادر مطلق ہونے کی نسبت اور اس کے وعدہ جزا سزا کی بابت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہوجاوے اور یہ امر صرف ملاحظہ مخلوقات سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس مرتبہ یقین تک پہنچانے کے لئے ایک ایسی الہامی کتاب کی ضرورت ہے جس کی مثل بنانا انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ اب اس تقریر کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے دو باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے اوّل یہ کہ یقینی طور پر نجات کی امید یقین کامل سے کیوں وابستہ ہے دوم یہ کہ وہ یقین کامل صرف ملاحظہ مخلوقات سے کیوں حاصل نہیں ہوسکتا سو پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ یقین کامل اس اعتقاد صحیح جازم کا نام ہے جسمیں کوئی احتمال کا شک باقی نہ رہے اور امر مقصود التحقیق کی نسبت پوری پوری تسلی اور تشفی دل کو حاصل ہوجاوے اور ہر ایک اعتقاد جو اس حد سے متنزل اور فروتر ہو وہ مرتبہ یقین کامل پر نہیں ہے کہ مدار نجات کا اس بات پر ہے کہ انسان اپنے مولیٰ کریم کی جناب کو تمام دنیا اور اس کے عیش و عشرت اور اس کے مال و متاع اور اس کے تمام تعلقات پر یہاں تک کہ اپنے نفس پر بھی مقدم سمجھے اور کوئی محبت خدا کی محبت پر غالب ہونے نہ پاوے لیکن انسان پر یہ بلاوارد ہے کہ وہ برخلاف اس طریقہ کے جس پر اس کی نجات موقوف ہے ایسی چیزوں سے دل لگا رہا ہے جن سے دل لگانا خدا سے دل ہٹانے کو مستلزم ہے اور دل بھی ایسا لگایا ہوا ہے کہ یقینی طور پر سمجھ رہا ہے کہ تمام راحت اور آرام میرا انہیں تعلقات میں ہے اور نہ صرف سمجھ رہا ہے بلکہ وہ لذات بہ یقین کامل اس کے لئے مشہود اور محسوس ہیں جن کے وجود میں اس کو ایک ذرا سا شک نہیں پس ظاہر ہے کہ جب تک انسان کو خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی لذت وصال اور اس کی جزا و سزا اور اس کی آلا و نعماء کی نسبت ایسا ہی یقین کامل نہ ہو جیسا اس کو اپنے گھر کی دولت پر اور اپنے صندوق کے گنے ہوئے روپیوں پر اور اپنے دلآرام دوستوں پر حاصل ہے تب تک خدا کی طرف دلی جوش سے رجوع لانا محال ہے کیونکہ کمزور خیال زبردست خیال پر غالب نہیں آسکتا اور بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جب ایسا آدمی جسکا یقین نسبت امور آخرت کے دنیا پر زیادہ ہے اس مسافر خانہ سے کوچ کرنے لگے اور وہ نازک وقت جس کو جان کندن کہتے ہیں یکایک اس کے سر پر آوے تو اس کو ان یقینی لذات سے دور ڈالنا چاہیے جو دنیا میں اس کو حاصل ہیں اور اس کو ان پیاروں سے علیحدہ کرنا چاہیے جنکو وہ یقیناً بچشم خود ہر روز دیکھتا ہے اور ان مالوں اور ملکوں اور عمدہ لذتوں سے اس کو جدا کرنے لگے جن کو وہ علانیہ اپنی ملکیت سمجھتا ہے تو ایسی حالت میں ممکن نہیں کہ اس کا خیال خدا تعالےٰ کی طرف قائم رہے مگر صرف اس صورت میں کہ جب اس یقین کامل کے مقابل پر خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی لذات وصال اور اس کے وعدہ جزا و سزا پر بھی ایسا ہی یقین کامل بلکہ اس سے زیادہ ہو اور اس آخری وقت میں اس درجہ کا یقین جو خیالات دنیوی کی مدافعت کرسکے اس کو حاصل نہ ہو تو یہ امر غالباً اس کے لئے بدخاتمہ کا موجب ہوگا۔ اور یہ بات کہ صرف ملاحظہ مخلوقات سے یقین کامل حاصل نہیں ہوسکتا اس طرح پر ثابت ہے کہ مخلوقات کوئی صحیفہ نہیں ہے کہ جس پر نظر ڈال کر انسان یہ لکھا ہوا پڑھ لے کہ ہاں اس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے اور واقعی خدا موجود ہے اور اسی کی لذت وصال راحت حقیقی ہے اور وہی مطیعوں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا دیگا بلکہ مخلوقات کو دیکھکر اور اس عالم کو ایک ترتیب احسن اور ابلغ پر مرتب پاکر فقط قیاسی طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مخلوقات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے اور لفظ **ہونا چاہیئے** اور ہے کے مصداق میں بڑا فرق ہے مفہوم ہونا چاہیئے اس یقین جازم تک نہیں پہنچا سکتا جس تک مفہوم ہے کا پہنچاتا ہے بلکہ اس میں کسی قدر رنگ شک باقی رہ جاتی ہے اور جو شخص کسی امر کی نسبت بطور قیاسی ہونا چاہیئے کہتا ہے اس کے قول کا صرف اس قدر خلاصہ ہے کہ میرے قیاس میں تو ہونا لازم ہے اور آگے مجھے خبر نہیں کہ واقع میں ہے بھی یا نہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقط مخلوقات پر نظر کرنے والے گزرے ہیں وہ نتیجہ نکالنے میں کبھی متفق نہیں ہوئے نہ اب ہیں اور نہ آئندہ ہونا ممکن ہے ہاں اگر آسمان کے کسی گوشہ پر موٹی اور جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہوتا کہ میں ہی بلا مانند خدا ہوں جس نے ان چیزوں کو بنایا ہے اور جو نیکوں اور بدوں کو ان کی نیکی اور بدی کا عوض دیگا تو پھر بلاشبہ ملاحظہ مخلوقات سے خدا کے وجود پر اور اس کی جزا سزا پر یقین کامل ہوجایا کرتا اور ایسی حالت میں کچھ ضرور نہ تھا کہ خدا تعالےٰ کوئی اور ذریعہ یقین کامل تک پہنچانے کا پیدا کرتا لیکن اب تو وہ بات نہیں ہے خواہ تم کیسی ہی غور سے زمین آسمان پر نظر ڈالو کہیں اس تحریر کا پتہ نہیں ملیگا۔ صرف اپنا قیاس ہے اور بس اسی جہت سے تمام حکماء اس بات کے قائل ہیں کہ زمین آسمان پر نظر ڈالنے سے وجود باری کی نسبت شہادۃ واقع حاصل نہیں ہوتی۔ صرف ایک شہادۃ قیاسی حاصل ہوتی ہے جسکا مفہوم فقط اس قدر ہے کہ ایک صانع کا وجود چاہیئے اور وہ بھی اس کی نظر میں کہ جو وجود ان چیزوں کا خود بخود ہونا خیال سمجھتا ہو۔ لیکن دہریہ کی نظر میں وہ شہادت درست نہیں کیونکہ وہ صانع عالم کا قائل نہیں اسی بناء پر اس کی یہ تقریر ہے کہ اگر کوئی وجہ بے موجد جائز نہیں ہے تو پھر خدا کا وجود بے موجد کیوں جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو پھر انہیں چیزوں کا وجود جن کو کسی نے بنتے ہوئے بچشم خود نہیں دیکھا بے موجد کیوں نہ جائز ہو۔ اب ہم کہتے ہیں کہ وجود قدیم حضرت باری میں تب ہی دہریہ کو ایک قیاس پرست کے ساتھ نزاع کرنے کی گنجائش ہے کہ مخلوقات پر نظر کرنے سے واقعی شہادۃ صانع عالم پر پیدا نہیں ہوتی یعنی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت ایک صانع عالم موجود ہے بلکہ صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ ہونا چاہیئے اور اسی وجہ سے امر معرفت صانع عالم کا صرف قیاسی طور سے ورطہ پرشبہ ہوجاتا ہے چنانچہ ہم اس مطلب کو کسیقدر حاشیہ نمبر ۴ میں بیان کر آئے ہیں جس میں ہم نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ عقل صرف موجد ہونے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے خود موجد کا ہونا ثابت نہیں کرسکتی اور کسی وجود کی ضرورت کا ثابت ہونا شے دیگر ہے اور خود اس وجود ہی کا ثابت ہوجانا یہ اور بات ہے اس کے نزدیک معرفت الٰہی صرف مخلوقات کے ملاحظہ تک ہی ختم ہے۔ اس کے پاس اس اقرار کرنے کا کوئی سامان موجود نہیں کہ خدا فی الواقعہ موجود ہے بلکہ اس کے علم کا اندازہ صرف اس قدر ہے کہ ہونا چاہیئے اور وہ نہیں جانتا کہ جب تقریر یہ مذہب کی طرف تک جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکماء متقدمین سے صرف قیاسی دلائل کے پابند رہے انہوں نے بڑی بڑی غلطیاں کیں اور صد ہا طرح کا اختلافات طول کر بغیر تصفیہ کرنے کے گذر گئے اور خاتمہ ان کا ایسی بے آرامی ہوا کہ ہزار ہا شکوک اور ظلمتوں میں پڑ کر اکثر ان میں سے دہریہ اور طبعی اور ملحد ہوکر مرے اور فلسفہ کا بودا ان کی کشتی ان کو کنارہ تک نہ پہنچا سکی کیونکہ ایک طرف تو حب دنیا نے انہیں دبائے رکھا اور دوسری طرف انہیں واقعی طور پر معلوم نہ ہوا کہ آگے کیا پیش آنیوالا ہے۔ سو بڑی بیقراری کی حالت میں حق الیقین سے دور اور مہجور رہ کر اس عالم سے انہوں نے سفر کیا اور اس بارہ میں ان کا آپ ہی اقرار ہے کہ ہمارا علم صانع عالم اور دوسرا عالم آخرت کی نسبت من حیث الیقین نہیں بلکہ من حیث ما ہو اشبہ ہے یعنی اس قسم کا ادراک ہے کہ جیسے کوئی بغیر اطلاع حقیقت حال کے یوں ہی اٹکل سے ایک چیز کی نسبت کہے کہ اس چیز کی حالت کے یہی لائق ہے کہ ایسی ہو اور اصل میں نہ جانتا ہو کہ ایسی ہے یا نہیں حکیموں نے جس امر کو اپنی رائے میں دیکھا کہ ایسا ہونا مناسب ہے اس کو اپنے گھر میں... تجویز کرلیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کوئی کہے مثلاً زید کا اس وقت ہمارے پاس آنا مناسب ہے اور آپ ہی دل میں ٹھہرا لے کہ ضرور آتا ہوگا اور پھر سوچے کہ زید کا گھوڑے پر ہی آنا لائق ہے اور پھر تصور کرے کہ گھوڑے پر ہی آیا ہوگا ایسا ہی حکیم لوگ گھڑ بیٹھا...

مکالمہ

سیاحت کلکتہ میں مجھے ایک شیعہ مولوی سے گفتگو کا اتفاق ہوا وہ مولوی امام باڑہ ہگلی کے سرپرست اور وہان کے پیش نماز تھے بڑے محدث اور متکلم تھے ایک دفعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت تذکرہ ہوا جو ذیل مین دلچسپی کے لئے درج ہے بنظر تسہیل قال اقول سے تفہیم کی گئی ہے۔ (ہو ہذا)

قولہ۔ حضرۃ عائشہ کی نسبت قرآن کریم صرف ان کو تہمت زنا سے بری ٹھیراتا ہے اور کچھ نہین ❊

اقول۔ پھر اس آیت کے کیا معنے ہین۔ الطیبات للطیبین (النور)

قولہ۔ بیشک خباثت زنا سے وہ پاک نہین مگر بالکل طیب اور ہر قسم کے گناہ سے پاک نہین ❊

اقول۔ کیا آپ اس جگہ کلمہ طیبات کو مخصوص المعنی کرتے ہین پھر اس آیت کے کیا معنے ہین (حتی یمیز الخبیث من الطیب) پھر تمہاری کتابون مین۔ دعاؤن مین پنجتن پاک کو بھی طیبین کر کے لکھا ہے پھر اس جگہ بھی مخصوص المعنی ہے۔

قولہ۔ چونکہ معاملہ افک زنا کا تھا۔ اسلئے طیبات کہنا برائت زنا کے لئے مخصوص ہوا۔

اقول اصل واقعہ افک کا تو پیچھے گذرا (ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ الخ) یہان تو خداوند عالم ایک عام معیار پیش کرتا ہے جو اپنے اصلی معنون مین رسول خدا صلعم اور ان کی ازواج مطہرات اور مومنین مع ان کی ازواج مومنات سبکو شامل ہے۔ پھر آپکے خیال مین طیبات سے جزئی مخصوصی طہارت کس طرح ثابت ہوتی ہے کیا۔ طیبون جو تذکیر کے لئے آیا ہے بالمقابل طیبات کے وہ بھی مخصوص المعنی ہو گا اور حضرت رسول کریم صلعم کی طرف اس کا اسناد بھی مخصوص ہوگا۔

دوم۔ الخبیثات للخبیثین بھی جزئی مخصوصی خباثت مین منحصر ہو گی۔

سوئم۔ اسی سورۃ مین پہلے مذکور ہوچکا۔ الزانی لا ینکح الا زانیۃ الخ پھر دوبارہ ذکر کی علت کیا ہر دوسری الفاظ مین ❊

قولہ رسول کریم صلعم تو ہر بات مین طیب تھے مگر عائشہ نہتی کیونکہ اس کی طہارت نہ منصوص ہے۔ اور نہ مجمع علیہ امت۔

اقول مولویصاحب اس جگہ جو الفاظ ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہین وہ تو متحد المعنی ہین یعنی ایک ہی قسم کے الفاظ ہین اور ایک ہی معنے مین موضوع ہین صرف تذکیر اور تانیث کا فرق ہے پھر ایک سے کامل طیب اور دوسرے سے جزء الطیب مراد لینا کیسے۔ حضرت عائشہ کے تطہیر اور عصمت پر ایک یہی آیت اور دوسری آیت تطہیر اور تیسری آیت یا نساء النبی لستن کاحد من النساء نص مبین ہے اور یہان اجماع سے بحث نہین ہے قرآن سے بحث ہے۔

قولہ۔ اگر طیب ہو بھی گئی تو کیا پیچھے گناہ کیا اور مستحق دوزخ ہوئی بلکہ طہارت بھی زائل۔

اقول۔ وہ کیون۔ لہم مغفرۃ و رزق کریم جو اسی آیت کے بعد واقع ہے اس کے کیا معنے ہین۔ یہ کلمہ تو اس کی عاقبت محمود کی خبر دیتے ہین اور ان سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے لاغیر اور خدا نے تو طیبین کو بشارۃ جنت کا معًا وعدہ دیا ہے الذین تتوفٰہم الملئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون (نحل)

قولہ یہ بشارۃ صرف دنیا کے لئے ہے کیونکہ اس پر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے حد جاری نہین فرمائی حضرت صاحب الامر حد جاری کرین گے اور رزق کریم یہ کہ مفت بلا محنت تنخواہ اس کو ملتی تھی اور علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تو حضرت عائشہ کو طلاق ہی دیدیا تھا بجائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے۔

اقول۔ مولویصاحب آیات ذیل کے کیا معنے ہین اولئک مومنین حقا لہم مغفرۃ و رزق کریم (انفال)
لہم درجات عند ربہم و مغفرۃ و رزق کریم۔ (انفال) لہم مغفرۃ و رزق کریم (الحج)
فبشرہ بمغفرۃ و اجر کریم (یٰس) اور نیز دیکھو تفاسیر شیعہ زیر آیات بالا وہ کیا لکھتے ہین کیا وہ مغفرۃ اور رزق کریم سے اس دنیا کا آرام مراد لیتے ہین یا عقبیٰ اور یوم آخرت کا سب مفسرین شیعہ اس سے مراد بہشت اور نعماء خلد لیتے ہین (عمدۃ البیان) صفحہ ۳۹۷ و صفحہ ۱۰۸ پھر کیا حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت اگر کوئی آیت اسی قسم قرآن کریم مین مذکور ہو تو اس کے اور معنے ہوجاوین گے ❊ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ کس قدر تعصب سے دل سیاہ ہوگئے ہین ہان یہ تو فرمائیے کہ صاحب الامر کس طرح حد جاری کرین گے کیا کوئی قاعدہ قرآن کریم مین ایسا بھی ہے کہ گناہ ایک امام کے وقت مین صادر ہوا۔ اور اس امام نے اس کو سزا نہ دی تو دوسرے ہزار سال کے بعد آخری امام آکر سزا دین۔ پھر کیا وہی امام شیعان جو عائشہ کے خوف سے فرار غار مین وہ کیسے سزا دین گے مسائیکہ نکو سنت از بہارش ...... پیداست۔ مولانا یہ طلاق کیسے کیا بیٹا " ماں کو طلاق دے سکتا ہے۔ اور اس قسم طلاق کا ذکر قرآن مین کہان ہے۔

قولہ علی مرتضیٰ سے وہ لڑی تھی جو نفس رسول تھا اس لئے وہ مومنہ نہین بلکہ مستحق لعنت ہے۔

اقول۔ اس کا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر حضرت عائشہ نفس رسول سے لڑی تو علی مرتضیٰ علیہ السلام ماں سے لڑا و ازواجہ امہاتہم

(۲) حضرت عائشہ بھی نفس رسول ہے (لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیرا الخ) اس مین حضرۃ عائشہ کو نفس مومنین کہا گیا ہے پھر رسول خدا صلعم اول المومنین ہین حضرت عائشہ ان کی بھی نفس ہوئی۔ دوسری صورت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہرا افراد مومنین مین داخل ہین پھر عائشہ ان کی بھی نفس ہوئی اور وہ نفس رسول ہے پس عائشہ بھی نفس رسول ہوئی (دیکھو اقلیدس کا اصل نمبر) تیسری صورت لقد جاءکم رسول من انفسکم اور اس عمومیت حکم مین عائشہ بھی داخل ہے۔

(۳) نفس کا اطلاق محاورہ قرآن مجید مین خویش و اقارب۔ قوم۔ نزدیکی۔ گھر والون پر بھی آیا ہے جعل لکم من انفسکم ازواجا و لا تخرجوا انفسکم من دیارکم فسلموا علی انفسکم۔ بعث فیہم رسولا من انفسہم۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہونے مین کس کو انکار ہے۔

(۴) بعد فیصلہ جنگ علی مرتضیٰ نے اسکو باصرار تمام مدینہ بھیجدیا اور درحقیقت مولا مشکلکشا کا یہ فعل اور سلوک اپنی ماں سے قابل قدر ہے اور مسلمات شیعہ کے ابطال پر وجدانی عملی دلیل جس کا معقول جواب اہل تشیع کے پاس قطعًا نہین ہان چند طفل تسلی نا دلین ہون تو کیا اس فعلی دلیل نے اہلاک مذہب تشیع کے لئے مہر لگا دی ہے

(۵) باوجود دسترس اور کامل قدرت کے علی مرتضیٰ کا طرز عمل یہ جب کہ عائشہ زندہ موجود تھی اور تمہارا سلوک یہ کہ باوجودیکہ تمہاری ماں ہے اور مومنہ ماں ہے اور فوت بھی ہوچکی پس غور کرو۔ ایک تو مومنہ ماں پر لعنت بھیجتے ہو اور بیشک کتاب مجید نے اس کو مومنات مین داخل کر کے شمار کیا ہے الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات یہ قرآن سے مخالفت ہوئی دوسری اتباع کا دعوی اور اس کے نقش قدم پر چلنا اس نے باوجود اس کے کہ حضرت عائشہ نے اس کے بالمقابل تلوار نکالی قابو پاکر عزت کی یا اخلاقًا اعراض کیا اور تمہارا یہ عمل کہ اس پر جو مر چکی ہے لعنت بھیجتے ہو فعل علی سے مخالفت دوسری ہوئی۔

(۶) آیت الذین یرمون المحصنات مین ایک اور پیشگوئی

خبرین

ریلوے پر نالش ۔ ہائی کورٹ مدراس مین ایک نابالغ مسمی رتی لال کی طرف سے مدراس ریلوے پر پانچ لاکھ روپے کی نالش اس لئے کی گئی تھی کہ مستغیث کا والد مسمی کالیداس ریلوے پر سفر کرتا تھا۔ پل ٹوٹنے کا حادثہ ہونے سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اس سے رتی لال کے گھر بار کا گویا کہ ستیاناس ہو گیا۔ عدالت نے بہت غور کے بعد قرار دیا ہے کہ ہرچند انتظام ریلوے کا کچھ قصور نہین تہا لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر اس پل پر پترول کے قواعد کی بخوبی پابندی کی جاتی تو غالباً یہ حادثہ وقوع مین نہ آتا اس فروگذاشت کے لحاظ سے ریلوے پر ۴۳ ہزار روپے کی ڈگری کی گئی ہے تہا پانچ لاکھ کے مقابلہ مین قلیل ہو لیکن تاہم ۴۳ ہزار کی رقم حقارت سے دیکھنے کے قابل نہ ہو گی استغاثہ کی طرف سے مسٹر ارڈلی نارٹن صاحب نے بڑی سرگرمی سے پیروی کی ہے۔ عجب نہین ہے کہ ریلوے کی طرف سے اور آگے تک اپیل کی جاوے پہر بیرسٹرون کی فیس مین بھی ہزارون روپے اٹھ گئے ہون گے یہ مقدمہ کئی مہینون سے چلتا تہا اور پیشیان ایکدرجن سے کم نہ ہون گی +

ٹرانسوال مین طاعون ۔ ٹرانسوال کے صدر مقام جوہانسبرگ مین طاعون کا خوف ترقی پر ہے پریٹوریہ مین بھی اس کی وارداتین ہونے لگین طاعون کے باعث ہندوستانی زیادہ مرے لیکن فرنگی بھی جان بحق ہو رہے ہین تازہ خبر ہے کہ ۳۶۰ ہندوستانی آلودہ علاقہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ آباد ہو رہے ہین نئی بستی شہر سے ۸ میل کے فاصلے پر قائم کی گئی ہے آلودہ علاقے مین ہندیان کے رہنے کے کوٹھے جلا دئے جاوین گے اس سے طاعون کے ذرات بھی امید کہ معدوم ہو جاوین گے۔ ۲۵ تاریخ کو جوہانسبرگ مین ۷۹ دیسی اور ۹ فرنگی طاعون مین مبتلا ہوئے منجملہ ان کے پچاس دیسی اور پانچ فرنگی ہلاک ہو گئے ہین +

طاعون کی ترقی ہندوستان مین وبائے طاعون کی ترقی خوفناک پائی جاتی ہے گذشتہ ہفتہ مختتمہ ۱۹ مارچ مین چالیس ہزار ۵۲۷ فوتیاں ہوئین ہفتہ سابق کی نسبت قریب ۷ ہزار کے زیادہ ہین خاص تعداد حسب ذیل ہین ۔

پنجاب مین دس ہزار ۱۷۴ فوتیان بمقابلہ ۱۳۱۴۴ ہفتہ سابق کے صوبجات متحدہ مین ۹۴۲۷ بمقابلہ ۸۵۰۴ کے اضلاع بمبئی مین ۷۶۸۰ بمقابلہ ۷۱۴۰ کے بنگالہ مین ۴۹۷۰ بمقابلہ ۴۳۸۸ کے۔ ممالک وسطی مین ۳۸۰۴ بمقابلہ ۲۲۹۰ کے وسط ہندوستان ۱۰۱۴ بمقابلہ ۹۵۵ کے۔ راجپوتانہ مین ۱۳۳ بمقابلہ ۹۲۱ کے کشمیر مین ۵۲۶ بمقابلہ ۴۰۵ کے شہر بمبئی مین ۸۴۹ بمقابلہ ۵۹۲ کے۔ شہر کلکتہ مین ۲۹۵ بمقابلہ ۲۳۰ کے پچھلے سال

اسی ہفتہ مین فوتیون کی تعداد ۲۹ ہزار ۲۳۶ تھی۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کی شاخ یتیم خانہ کے لئے چھ ہزار کی امداد خزانہ غیب سے نصیب ہوئی۔ مسٹر آر ایچ بادی لینڈ پچھلے دنون لاہور مین فوت ہوئے انہون نے یتیم خانہ مذکور کو مستحق امداد کا خیال کر کے اس کی امداد کے لئے چھ ہزار روپیہ اپنی جائداد سے وصیت فرمایا تہا چنانچہ مسٹر بادی لینڈ کی جائداد کے ٹرسٹیون نے گورنمنٹ سے درخواست کی ۔ اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا کہ یہ رقم خزانہ مین جمع رہے اور اس کا مقررہ سود ماہ بماہ انجمن حمایت اسلام کے یتیم خانہ کے لئے دیا جاوے

سورت مین سخت آگ لگی ایک ہزار مکان راکھ ہو گئے بمبئی مین چندہ دستگیری کھلا +

الہ آباد مین طاعون کا زور ہے یومیہ فوتیاں سوا سو ڈیڑھ سو تک ہین۔

گورداسپور مین پچھلے ہفتہ ۱۱۸۹ طاعون سے مرے سیالکوٹ مین ۱۰۶۶۔ شاہ پور مین ۸۲۱ +

ہفتہ مختتمہ ۱۲ مارچ کل آمدنی ریلوے ہند ۷۲ لاکھ ۹۰ ہزار نوسو روپیہ تھی۔ (عام)

تین اقوام کا اتفاق یا اتحاد

جنگ روس و جاپان کے متعلق خبرون سے معلوم ہوا ہو کہ حضور قیصر ہند ایڈورڈ معظم دام اقبالہ نے اس جنگ کی نسبت بہت افسوس کا اظہار کیا ہے جس سے آپ کی ہمدردی بنی نوع انسان کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت ملتا ہو اور ظاہر ہوتا ہے کہ امن عامہ کی کس قدر امنگ اور خواہش ہماری بادشاہ کے قلب مین مرکوز ہے حضور ممدوح الشان نے بیرن ڈی سٹوبلز صاحب کے ساتھ گفتگو کے دوران مین فرمایا کہ دو قومون کے مابین سر دست جو خرابی واقع ہو رہی ہو اس کی نسبت تمام قومی اخبارون کو چاہئے کہ متفق ہو کر اسکو گھٹانے کی کوشش کرین کیونکہ پریس کے ہاتھ مین آج کل یہ زور ہے کہ وہ اس قسم کی مشکلات کو گھٹا اور بڑھا سکتا ہے اور آپکو امید قوی ہے کہ تمام ممالک کے اخبارات جن مین انگلستان بھی شامل ہے ہمہ تن کوشاں ہو کر اس فرض کو ادا کرینگے دوران کلام مین آپنے روس و جاپان مین لڑائی ہونے پر بہت درد اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے فرانس کے ساتھ اس وقت دوستی کو بہت مفید قرار دیا ہے اور یہ اس لئے نہین ہوا کہ فرانس اور انگلستان کے فوائد منفرد طور پر منظور ہین بلکہ بالخصوص اس لئے کہ عالمگیر امن امان کے قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کی اتحاد کی بڑی ضرورت ہے +

حضور ممدوح نے کہا کہ اگر جنگ ہند کے باعث پیچیدگیان پیدا ہو گئین تو فرانس اور انگلستان کا خصوصیت سے یہ فرض ہو گا کہ جہان تک ہو سکے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے مین بہت کوشش کرین

حضور ممدوح کے اس بے ساختہ بیان کی تمام یورپ اور امریکا مین قدر کی گئی ہے اور فرانس مین تو دل سے اس واقعہ کو تسلیم کیا گیا ہے امید ہو کہ اب روس کے اخبارات کی مخالفت خود بخود فرو ہو جاوے گی +

روسی اخبارون مین امریکن گورنمنٹ کی روش پر سخت اعتراض کیا گیا ہے اور بدیں الزام لگایا گیا ہے کہ امریکہ نے علیحدہ رہنے کی شرائط کی پابندی کما حقہ نہین کی بلکہ ایک طرح سے خلاف ورزی ہے۔ روس کی ان تند اور نیم سرکاری دھمکیون اور الزامون کے جواب مین امریکن پریسیڈنٹ روسیولٹ صاحب بہادر نے ایک ضروری حکم سررشتہ انتظامیہ کا شائع کیا ہے اس حکم مین تمام امریکن قوم کے لوگون سے التجا کی گئی ہے کہ اس لڑائی مین قطعی طور سے علیحدہ رہنا چاہئے اور کسی کی طرفداری ہرگز نہ چاہئے اس حکم نامہ مین روس اور جاپان کے درمیان لڑائی چھڑ جانے پر تہ دل سے اظہار رنج و افسوس کا فرمایا ہے اور امید ظاہر کی ہو کہ یہ لڑائی جلد ختم ہو جاوے گی دونون لڑائی کی طاقتون کو اپنا دوست سمجھنا چاہئے آج کل کے زمانہ مین ریلوے اور تار برقی کے ذریعے سے تمام اقوام ایک دوسرے کی ہمسایہ سمجھی جا سکتی ہین اور یہ وہ زمانہ ہے جب کہ تمام بنی آدم کو برادرانہ اتحاد اور دوستی قائم رکھنے کی بہت ضرورت ہے اس اعلان کو تمام امریکن اخبارات نے شائع کیا ہے +

روسیون نے خبر رسانی کا ایک محکمہ خاص تنگھائی مین قائم کیا ہے کہ یہان سے جاپانیون کی حرکات پر نظر رکھی جاوے +

ولاڈی واسٹک مین روسی کمانڈر نے باشندون کو تاکید کی ہے کہ وہ ہرگز نہ بہاگین وہین رہین اور خوراک کا انتظام خود کرین کم سے کم جن کے پاس ۸ ماہ کی خوراک کا سامان ہو وہ ضرور رہین +

۲۷ مارچ کو جاپانیون نے پہر محاصرہ کی کوشش کی لیکن روسی تاڑ گئے اور خبردار ہو گئے مگر تاہم ایک تارپیڈو بوٹ روسیون کا غرق ہو گیا۔

یالو و پنگیانگ کے درمیان روسی فوجین واپس ہٹ گئین چالیس ہزار جاپانی فوج معہ توپ خانہ آئی تھی +

۸۰۰۰ ہزار جاپانی فوج جنسان سے براہ کوہستان نیگولک کو گئی وہان سے آگے پنگیانگ ہے۔

روسیون کا ایک گروہ اس لئے سرحد پار ہوتا ہوا پکڑا گیا کہ جنگی قواعد کی پابندی برداشت نہ کر سکا اس مین سے تین عورتون کو توپ سے اڑایا گیا اور ۳۰ آدمی قید کئے گئے ہین

روس مین جنگی بیڑے کی مرمت کے لئے قومی چندہ کھلا ہے دہ لاکھ۔

بھی ہے یعنی پہلی تہمت اسپر زنا کی لگائی گئی۔ اس پر بھی لعنت کی گئی اور اب تہمت دوسری شیعون نے لگائی کہ وہ مومنہ نہیں ہے اس لئے انپر بھی لعنت ہے غور کرو یہ مومن اور دیگر الفاظ آیت پر فتدبر۔

اس کے بعد مولوی صاحب ساکت ہو گئے درمیانی آیت تطہیر پر بھی انہون نے بحث کی تھی انشاء اللہ اس کو علیحدہ پھر لکھونگا یہان پر درج کرنا نہین چاہتا۔

(نذر علی از پشاور)

میرٹھی ضمیمہ شحنہ ہند کی سہ ماہی رپورٹ

مین البدر کے معزز ناظرین کا بہت ہی ممنون ہون جنہون نے شحنہ ہند کی سہ ماہی رپورٹ کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے تاکید کی ہے مین بلا کسی تحریک کے اس خدمت کے لئے حاضر تھا اور ہون صرف اس بات کی انتظار مین تھا کہ میری اگلی نوشتہ کا میرٹھ سے کیا جواب نکلتا ہے کیونکہ مین نے تمام علمی اعتراضون کا جواب دیکر اتمام حجت کر دیا وہان کی صدائے برخاست والا مضمون ہے جس سے صاف کھل گیا کہ ان لوگون کو تحقیق منظور نہین بلکہ محض تمسخر و استہزاء مطلوب ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن۔ شحنہ ہند کا ایڈیٹر ایک طرف حضرۃ مرزا صاحب سے اس لئے مخالفت ظاہر کرتا ہے کہ ان پر قرآن کریم کی آیات کیون نازل ہوتی ہین اور وہ کیون الہام کے مدعی ہین حالانکہ یہ دروازہ بالکل بند ہو چکا دوسری طرف خود اپنے الہام میں بعض آیات قرآنی ہین۔ بھلا کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ یہ کیا انصاف ہے تعجب ہے کہ شحنہ ہند کے ناظرین ایسے بھولے ہین کہ بالکل نہین سمجھتے اور اس سے سوال نہین کرتے کہ تم پر کیون آیات قرآنی نازل ہوتی ہین۔ اور کیا وجہ ہے کہ تمہین شریک نبوت نہ ٹھیرایا جاوے پھر دوسرا اعتراض اسکا یہ ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب پیشگوئی کرنیسے عالم الغیب ہونیکا دعویٰ کرتے ہین حالانکہ یہ خود ہی پیشگوئی کرتا ہے اور پھر بڑے زور سے۔ چنانچہ ۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کے ضمیمے مین لکھا ہے "ہم پھر علی الاعلان پیشگوئی کرتے ہین کہ مقدمات متذکرہ حسب مراد فیصل نہ ہون گے۔" اس کا کذب کچھ تو ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ بفضلہ تعالےٰ ہو جاویگا مگر یہ پیشگوئی کیسی؟ بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ ۸ دسمبر کے پرچہ مین لکھتا ہے کہ ہم کو تو غیب دانی اور پیشگوئی کا دعویٰ نہین ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر پیشگوئی کیون کرتے ہو؟ پھر ایک اور افترا کیا ہے اور بہتان باندھتے ہوئے مطلق خدا کا خوف نہین کیا "مرزاجی ہر سال پیشگوئی کرتے ہین کہ ضمیمہ بند ہو جاویگا" لاحول ولا قوۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو کیا ضرورت ہے کہ ضمیمہ کے لئے پیشگوئی کرین یا اس کے بند ہو جانے کی دعا کرین وہ اس سید المعصومین خاتم الخلفاء کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے ہان اگر کچھ نقصان کرتا ہے تو اپنا ہی مین جہان تک مجھے معلوم ہے کہہ سکتا ہون کہ حضرۃ مرزا صاحب کی محفل مبارک مین تو ضمیمہ کا کبھی ذکر بھی نہین ہوا بلکہ ہم احمدی تو ضمیمہ کے جاری رہنے پر خوش ہین۔ کیونکہ اس سے فریقین کی اخلاق کا موازنہ کرنیکا موقعہ حق جو طبائع کو ملتا ہے جب تک رات نہو۔ دن کی کیا قدر ہو سکتی ہے ہماری احمدی بھائی جہان ضمیمہ آتا ہو وہان ضرور البدر کا پرچہ پہونچانے کی کوشش بھی کیا کرین تاکہ ان کو معلوم ہو کہ تقوی اور احسان کی راہون پر قدم مارنے والی ..... کونسی جماعت ہے کیونکہ برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس مین ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ شحنہ ہند اس کی پیش بندی پہلے ہی کر رہا ہے وہ نصیحت کیا کرتا ہے کہ دیکھو مرزائیون سے وفات مسیح کے متعلق بحث مکرنا یہ صرف اس لئے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ کوئی شخص احمدیون سے اس بحث مین جیت نہین سکتا اب اس نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ مرزائیون سے ملاقات نرکھین اور جو کچھ پوچھنا ہو اپنے علماء سے پوچھین۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ شاید ہمارا پول نہ ظاہر ہو۔ مگر کیا وہ باوجود اس قدر بندشون کے سعید روحون کو مسیح موعود کے آستانے پر گرنے سے روک سکتا ہے ہرگز نہین واللہ متم نورہ الجنس یمیل الی الجنس شحنہ ہند کو بعض نامہ نگار بھی ایسے ہی ملے ہین جو کہ تمسخر واستہزاء اور گالیان دینے مین اپنا مدمقابل نہین رکھتے اور واقعی ہم ان کے مقابلے مین ہار مان لینے کو طیار ہین۔ یکم فروری کے ضمیمے مین دو نظمین چھپی ہین ان مین تہذیب کا خون کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا گیا افسوس کہ مین اس کا ایک شعر بھی نقل نہین کر سکتا۔ کیا یہی شیوہ ایمانداری واتقا ہے! کیا یہی حیا و شرم کا تقاضا ہے استغفر اللہ -!

شحنہ ہند کے ایڈیٹر مدعی تو ہین مجدد السنہ مشرقیہ ہونے کے! مگر یہ نہین بتاتے کہ آپکے ظہور کی خبر کونسی حدیث مین تھی! یا خود ساختہ خطاب ہے زیادہ سے زیادہ آپ کوئی قدرت دکھا کر موجد بن سکتے تھے! نہ کہ مجدد اور پھر السنہ مشرقیہ کی جن ایک ہی کہی خواہ پوری طور سے فارسی وعربی کے محاورات جدیدہ سے کبھی آگاہ نہ ہون۔ حضور والا نے ایک کتاب پر ریویو لکھا ہے۔ کتاب تو جس پایہ کی ہے وہ مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اس کے مولف کو عبارت لکھنے کا بھی سلیقہ نہین۔ اور خود ہی اپنی تردید آپ کرتے ہین مگر اسپر علم و فضیلت کے مدعی اور کہتے مین دیکھا ہم نے کیسا دندان شکن جواب دیا ہمارے میرٹھی بھائی اس کتاب کو دیکھکر ضرور ہنستے ہون گے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کے معنے خلاصۃ التفاسیر سے لکھا ہے پھر جب وفات دی تو نے مجھے تھا تو محافظ ان پر پھر آگے چل کے لکھتا ہے یعنی جب تو نے مجھے آسمان پر بلا لیا تو پھر تو ہی نگہبان تھا۔ اتنا خیال نہین کیا وفات کے معنے آسمان پر بلانے کے ہین؟ اس کا ریویو پڑھتے تھکا لے یا من انزل علینا الخ اور پھر اگلا فقرہ ہے و نصلی علی من ارسل الینا۔ تقابل کا خیال کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ خدا پر درود پڑھنے شروع کر دیا ہے اور پھر اس کے ساتھ النبی الامی کا شوشہ جس کی صفت ہے حسنہ الصبیح۔ اب تقاضائے بلاغت تو یہ تھا کہ نبی کرامی کہا تو اس کے علم و عرفان کا ذکر کرتا۔ مگر نہین قافیئے کی رعایت کا خیال ایسا دوڑا کہ حسن کی تعریف بے موقعہ لے دوڑی۔ اس کے بعد پھر خدا کی صفت شروع کر دی ہے سیدنا ابن مریم المسیح حالانکہ اپنے رسول کریم صلعم کے ساتھ سیدنا لکھنا ضروری نہین سمجھا نجی من القتل والصلب القبیح۔ گویا قتل تو بہتر تھا صلب قبیح ..... تھا۔ یا محض رعایت سجع فرحبا لک کیون نہ ہو آخر بڑے دور سے مسافت طے کر کے جو آئے ہین بینت بنا ء رفیعا الذی بازاء صولتہ وجبروتہ بناء کی صفت صولت وجبروت سے ایجاد شدہ سے کم نہین۔ تزلزلت وانہدم دیارا یہ دیارا چہ معنے وارد۔ کیا لازم فعل کا بھی مفعول ہوتا ہے۔ پھر کانت عمارتہ المبینۃ لکھا ہے یہ لاضمیر راجع ہے دیار کی ..... طرف جو واری جمع ہے سبحان اللہ۔ المحل ثمت شنیعا یہ شنیعا بھی عمارت کی صفت ہے سجا فرمایا پھر لکھتے ہین وسنت خاتم المرسلین الذین شانہ لا نبی بعدی یہ الذین بھی برمحل فرمایا خیر یہ ایک سرسری نظر ہے باوجود اسکے ہم ذاتی ادعائے مجدد دیتے ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اب پھر ضمیمہ کے جواب کا سلسلہ شروع کرنے والے ہین۔

(احمدی گجراتی)

نوٹ۔ چونکہ خاکسار ایڈیٹر ایک ضروری کام کے لئے قریب ایک ہفتہ کے قادیان سے باہر رہا ہے اس لئے اخبار ۸ صفحہ پر ملا کے

خبرین

ریلوے پر نالش ۔ ہائی کورٹ مدراس مین ایک نابالغ مسمی رتی لال کی طرف سے مدراس ریلوے پر پانچ لاکھ روپے کی نالش اس لئے کی گئی تھی کہ مستغیث کا والد مسمی کالیداس ریلوے پر سفر کرتا تھا۔ پل ٹوٹنے کا حادثہ ہونے سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اس سے رتی لال کے گھر بار کا گویا کہ ستیاناس ہو گیا۔ عدالت نے بہت غور کے بعد قرار دیا ہے کہ ہرچند انتظام ریلوے کا کچھ قصور نہین تہا لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر اس پل پر پٹرول کے قواعد کی بخوبی پابندی کی جاتی تو غالبًا یہ حادثہ وقوع مین نہ آتا اس فرد گذاشت کے لحاظ سے ریلوے پر ۳۳ ہزار روپے کی ڈگری کی گئی ہے پانچ لاکھ کے مقابلہ مین قلیل ہو لیکن تاہم ۳۳ ہزار کی رقم حقارت سے دیکھنے کے قابل نہ ہوگی استغاثہ کی طرف سے مسٹر ارڈلی نارٹن صاحب نے بڑی سرگرمی سے پیروی کی ہے ۔ عجب نہین ہے کہ ریلوے کی طرف سے اور آگے تک اپیل کی جاوے پہر بیرسٹرون کی فیس مین بھی ہزارون روپے اڑ گئے ہون گے یہ مقدمہ لمبے مہینون سے چلتا تہا اور پیشیان ایک درجن سے کم نہ ہون گی ◆

ٹرنسوال مین طاعون ۔ ٹرنسوال کے صدر مقام جوہانسبرگ مین طاعون کا خوف ترقی پر ہے پریٹوریہ مین بھی اس کی وارداتین ہونے لگین طاعون کے باعث ہندوستانی زیادہ مرے لیکن فرنگی بھی جان بحق ہو رہے ہین تازہ خبر ہے کہ ۳۶۰ ہندوستانی آلودہ علاقہ کو چہوڑ کر دوسری جگہ آباد ہو رہے ہین نئی بستی شہر سے ۱۳ میل کے فاصلے پر قائم کی گئی ہے آلودہ علاقے مین ہندیون کے رہنے کے کوٹھے جلا دئے جاوینگے اس سے طاعون کے ذرات بھی امید کہ معدوم ہو جاوین گے۔ ۲۵ تاریخ کو جوہانسبرگ مین ۲۹ دیسی اور ۹ فرنگی طاعون مین مبتلا ہوئے منجملہ ان کے پچاس دیسی اور پانچ فرنگی ہلاک ہو گئے ہین ◆

طاعون کی ترقی ہندوستان مین وبائے طاعون کی ترقی خوفناک پائی جاتی ہے گذشتہ ہفتہ مختتمہ ۱۹ مارچ مین چالیس ہزار ۲۷۵ فوتیان ہوئین ہفتہ سابق کی نسبت قریب ۶ ہزار کے زیادہ ہین خاص تعداد حسب ذیل ہین ۔

پنجاب مین دس ہزار ۱۷۳ فوتیان بمقابلہ ۱۳۱۶۴ ہفتہ سابق کے صوبجات متحدہ مین ۹۲۲۷ بمقابلہ ۸۰۵۰ کے اضلاع بمبئی مین ۷۶۰۷ بمقابلہ ۱۴۰۷ کے بنگالہ مین ۴۹۷ بمقابلہ ۴۳۸۸ کے ۔ ممالک وسطی مین ۲۸۰۴ بمقابلہ ۲۲۰۹ کے وسط ہندمین ۱۰۱۴ بمقابلہ ۹۵۵ کے ۔ راجپوتانہ مین ۱۳۳ بمقابلہ ۱۲۱ کے کشمیر مین ۵۲۶ بمقابلہ ۴۰۵ کے شہر بمبئی مین ۸۴۹ بمقابلہ ۹۲۵ کے ۔ شہر کلکتہ مین ۲۹۵ بمقابلہ ۲۳۰ کے پچھلے سال

اسی ہفتہ مین فوتیون کی تعداد ۲۹ ہزار ۲۳۶ تھی۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کی شاخ یتیم خانہ کے لئے چھ ہزار کی امداد خزانہ غیب سے نصیب ہوئی ۔ مسٹر آر ایچ بادی لینڈ پچھلے دنون لاہور مین فوت ہوئے انہون نے یتیم خانہ مذکور کو مستحق امداد کا خیال کر کے اس کی امداد کے لئے چھ ہزار روپیہ اپنی جائداد سے وصیت فرمایا تہا چنانچہ مسٹر بادی لینڈ کی جائداد کے ٹرسٹیون نے گورنمنٹ سے درخواست کی ۔ اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا کہ یہ رقم خزانہ مین جمع رہے اور اس کا مقررہ سود ماہ بماہ انجمن حمایت اسلام کے یتیم خانہ کے لئے دیا جاوے

سورت مین سخت آگ لگی ایک ہزار مکان راکھ ہو گئے

بمبئی مین چندہ دستنگری کھلا ◆

الہ آباد مین طاعون کا زور ہے یومیہ فوتیان سوا سو ڈیڑھ سو تک ہین۔

گورداسپور مین پچھلے ہفتہ ۱۱۸۹ طاعون سے مرے سیالکوٹ مین ۱۰۶۶ - شاہ پور مین ۸۲۱ ◆

ہفتہ مختتمہ ۱۲ مارچ کل آمدنی ریلوے ہند ۲ لاکھ ۹۰ ہزار نوسو روپیہ تھی۔ (عام)

تین اقوام کا اتفاق یا اتحاد

جنگ روس و جاپان کے متعلق خبرون سے معلوم ہوا ہو کہ حضور قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہٗ اس جنگ کی نسبت بہت افسوس کا اظہار کیا ہے جس سے آپ کی ہمدردی بنی نوع انسان کا اعلی درجہ کا ثبوت ملتا ہو اور ظاہر ہوتا ہے کہ امن عامہ کی کس قدر امنگ اور خواہش ہمارے بادشاہ کے قلب مین مرکوز ہے حضور ممدوح الشان نے ہیر ان ڈسٹوبلز صاحب کے ساتھ گفتگو کے دوران مین فرمایا کہ دو قومون کے مابین سر دست جو خرابی واقع ہو رہی ہو اس کی نسبت تمام قومی اخبارون کو چاہئے کہ متفق ہو کر اسکو گھٹانے کی کوشش کرین کیونکہ پریس کے ہاتھ مین آج کل یہ زور ہے کہ وہ اس قسم کی مشکلات کو گھٹا اور بڑہا سکتا ہے اور آپکو امید قوی ہے کہ تمام ممالک کے اخبارات جن مین انگلستان بھی شامل ہے ہمہ تن کوشان ہو کر اس فرض کو ادا کرینگے دوران کلام مین آپنے روس و جاپان مین لڑائی ہونے پر بہت درد اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے فرانس کے ساتھ اس وقت دوستی کو بہت مفید قرار دیا ہے اور یہ اس لئے نہین ہوا کہ فرانس اور انگلستان کے فوائد منفرد طور پر منحصر ہین بلکہ بالخصوص اس لئے کہ عالمگیر امن امان کے قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کی اتحاد کی بڑی ضرورت ہے ◆

حضور ممدوح نے کہا کہ اگر جنگ ہند کے باعث پیچیدگیان پیدا ہوئین تو فرانس اور انگلستان کا خصوصیت سے یہ فرض ہوگا کہ جہان تک ہو سکے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے مین بحد کوشش کرین حضور ممدوح کے اس بے ساختہ بیان کی تمام یورپ اور امریکا مین قدر کی گئی ہے اور فرانس مین تہ دل سے اس کی وقعت کو تسلیم کیا گیا ہے امید ہو کہ اب روس کے اخبارات کی مخالفت خود بخود فرو ہو جاویگی ◆

روسی اخبارون مین امریکن گورنمنٹ کی روش پر سخت اعتراض کیا گیا ہے اور بزور یہ الزام لگایا گیا ہے کہ امریکہ نے علیحدہ رہنے کی شرائط کی پابندی کما حقہٗ نہین کی بلکہ ایک طرح سے خلاف ورزی ہے۔ روس کی ان تند اور نیم سرکاری ہمکیون اور الزامون کے جواب مین امریکن پریسیڈنٹ روسیولٹ صاحب بہادر نے ایک ضروری حکم سررشتہ انتظامیہ کا شائع کیا ہے اس حکم مین تمام امریکن قوم کے لوگون سے التجا کی گئی ہے کہ اس لڑائی مین قطعی طور سے علیحدہ رہنا چاہئے اور کسی کی طرفداری ہرگز نہ چاہئے اس حکم نامہ مین روس اور جاپان کے درمیان لڑائی چھڑ جانے پر تہ دل سے اظہار رنج و افسوس کا فرمایا ہے اور امید ظاہر کی ہو کہ یہ لڑائی جلد ختم ہو جاوے گی دونون لڑائی کی طاقتون کو اپنا دوست سمجھنا چاہئے آج کل کے زمانہ مین ریلوے اور تار برقی کے ذریعے سے تمام اقوام ایک دوسرے کی ہمسایہ سمجھی جا سکتی ہین اور یہ وہ زمانہ ہے جب کہ تمام بنی آدم کو برادرانہ اتحاد اور دوستی قائم رکھنے کی بہت ضرورت ہے اس اعلان کو تمام امریکن اخبارات نے شائع کیا ہے ◆

روسیون نے خبر رسانی کا ایک محکمہ خاص تنگھائی مین قائم کیا ہے کہ یہان سے جاپانیون کی حرکات پر نظر رکھی جاوے ◆

ولاڈیوسٹک مین روسی کمانڈر نے باشندون کو تاکید کی ہے کہ وہ ہرگز نہ بہاگین وہین رہین اور خوراک کا انتظام خود کرین کم سے کم جن کے پاس ۸ ماہ کی خوراک کا سامان ہو وہ ضرور رہین ◆

۲۷ مارچ کو جاپانیون نے پہر محاصرہ کی کوشش کی لیکن روسی تاڑ گئے اور خبردار ہو گئے مگر تاہم ایک تارپیڈو بوٹ روسیون کا غرق ہو گیا ۔

یالو و پنگیانگ کے درمیان روسی فوجین واپس ہٹ گئین چالیس ہزار جاپانی فوج معہ توپ خانہ آئی تھی ◆

۸۰۰۰ ہزار جاپانی فوج جنسان سے براہ کوہستان نیگوڈک کو گئی وہان سے آگے پنگیانگ ہے ۔

روسیون کا ایک گروہ اس لئے سرحد پار ہوتا ہوا پکڑا گیا کہ جنگی قواعد کی پابندی برداشت نکر سکا اس مین سے تین عورتون کو توپ سے اڑایا گیا اور ۳۰ آدمی قید کئے گئے ہین

روس مین جنگی بیڑہ کی مرمت کے لئے قومی چندہ کھلا ہے دو لاکھ ۔۔۔

قول صحیح زیر طبع ہے۔ سر الشہادتین دوبارہ چھپکر طیار ہو گئی قیمت وہی ہے علاوہ محصولڈاک ◆ برادران احمدیہ سے التماس ۔ سید عبدالمجید صاحب عرب بغدادی اپنی بعض ضروریات

فہرست مبائعین حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جنہوں نے طاعون کے سبب سے بذریعہ خطوط بیعت کی

ساکن شہر معماران شہر سیالکوٹ
شاہ بیگم زوجہ دیوان شاہ صاحب
زینب بی بی والدہ " "
رضیہ بیگم دختر " "
رقیہ بیگم دختر " "
محمد بی بی زوجہ چراغ سید بخت آور
دختر چراغ سید
محمد نوید ولد چراغ شاہ
علی جعفر ولد چراغ شاہ
نذیر بیگم دختر چراغ شاہ
جنت بی بی زوجہ خیر علی شاہ احمدی

ساکن گھنوکے ضلع سیالکوٹ
میاں عطر دین ولد الٰہی بخش
محمد دین ولد احمد
نتھا ولد کریم بخش
علی محمد " "
غلام محمد نتھے خان
شہاب الدین ولد بھولا
محمد دین ولد اللہ دتا
محمد خان ولد فتح محمد
اہلیہ کرم الٰہی ولد علی محمد ساکن قلعہ صوبا سنگھ
عمر الدین ولد قادر بخش " "
اللہ رکھا ولد غلام کشمیری " "
عبد الحق " غلام محمد " "
اللہ دتا ولد جواہر گھٹالیاں
مولا داد ولد شاہ محمد سکنہ بھوڈی
اللہ بخش ولد جیون ساکن گھنوکے
دولو " بوڑا " "
کریم بخش " محکم الدین " "
بنی بخش " بوٹا " "
امام الدین " الٰہی بخش " "
محمد بی بی بنت دولو جٹ " "
سہاگن زوجہ شمس الدین " "

سردار ولد وطو ساکن گھنوکے
سربلند " جلال الدین "
شہاب الدین فضل "
غلام محمد " حاکم "
شہاب ولد بھولا "
چوغطہ عمر بخش "
وزیرا ولد " "
پیراندتا ولد رحیم بخش "
پیراندتا ولد جیون
حافظ صوبا ولد فضل دین "
خیر الدین صاحب "
شادی ولد روڈا "
بوٹا ولد نتھا "
نواب الدین ولد علم الدین
علی گوہر ولد سردار
انتا " احمد یار
میاں فضل دین ولد دتا
الٰہی بخش ولد فضل دین "
محمد و ولد بڈھا۔ دہرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور
علی گوہر ولد منگل "مونڈی"
بنی بخش ولد دولو بھینی
لڈو ولد فاور سنام
بدر الدین مالیر کوٹلہ
شیر و بھینی
قادر دین سندھی غلکا
نواب ولد کیسر
کیسر خان۔
فتح دین
بلانی شاہ پور دسوہا
علی محمد ولد لیکھ اٹھوال۔ گورداسپور
عبد الجلیل ولد قدرت خان قادیان
اہلیہ اللہ دتا اریالہ چنگو جہلم
محمد دین ولد قادر بخش سنگوئی

عبد الکریم ولد میاں محمد دین ہیلاں
برکت علی نتھو غلام نبی
امام الدین ولد خدا یار باسی والہ سیالکوٹ
جمال الدین ورسیر امین پور
محمد حسین ولد محمد عمر ٹرپی
فضل داد ولد ولایت
عبد السلام مہار پنور
محمد سالم انبری ضلع منٹگمری
اللہ دتا ولد مراد بخش ڈہولن سیالکوٹ
امام الدین
ماہیا

فضل دین ولد نتھا سائر
محمد دین فضل دین
احمد دین ولد محمد رمضان "
ضلع سیالکوٹ

نقل چٹھی جو ایک فوجی افسر صاحب کی طرف سے مرحوم رحمت علی صاحب کو ان کے حسن خدمات کے اعتراف میں لکھی گئی تھی

Camp Burao
6th Aug. '03

Hospital Assistant Rahmat Ali served with the Punjab Mounted Infantry from Nov. '02 to July 1903 and I have great pleasure in acknowledging his services. He has given every satisfaction. His tact has endeared him to the men and we officers have always had the highest opinion of him and we are sorry to lose him.

He has had a long time knocking about in these parts and deserved a well-earned rest. He is anxious to get Civil appointment, and I trust will succeed and I confidently recommend him to His Majesty's Consul-General

(Sd) G. W. Rawlins
late Comdt. P. M. I.

True Copy
Mumtaz Ali Khan
B/69 Native Field Hospital
2nd. Brigade
Somali Land Fd. Force.
Via Aden & Berbera.

ترجمہ

کیمپ بوراؤ
۱۲۔ اگست ۱۹۰۳ء

رحمت علی ہاسپٹل اسسٹنٹ پنجاب مونٹڈ انفنٹری کے ساتھ نومبر ۱۹۰۲ء سے جولائی ۱۹۰۳ء تک کام کرتا رہا ہے اور مجھے اس کی خدمات کا اعتراف کرنے میں نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے وہ ہر طرح سے اپنے کام میں قابل قدر تسلی اور تشفی دے چکا ہے اور اس کے پیشہ اور سلوک نے تمام آدمیوں کو گرویدہ بنا لیا ہے اور ہم افسر ان اس کی نسبت ایک اعلیٰ حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کی علیحدگی پر متاسف ہیں۔

وہ عرصہ دراز سے ان اطراف میں مختلف جگہ کام کرتا رہا ہے اور وہ مستحق ہے کہ اس کو وہ آرام دیا جاوے جس کو اس نے بڑی محنت سے کمایا ہے وہ کسی سول ملازمت کا اب خواہشمند ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو جاوے گا اور میں بڑے وثوق سے اعلیٰ حضور قیصر ہند کے کونسل جنرل کی خدمت میں سفارش کرتا ہوں۔

دستخط۔ جی۔ ڈبلیو۔ رالنس
مینیجر
سابق کمانڈنٹ پنجاب مونٹڈ انفنٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نمبر | ہر ایک ماہ کی انگریزی یکم - ۸ - ۱۶ - ۲۴ - تاریخ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداران کو اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانے کی خاطر یہ اخبار نہایت ارزان قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اس کے اجراء اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اس کی شان کی تکمیل اور ذمہ داری کا منحصر ... اس کی اشاعت کم از کم ۱۵۰۰ ہو اس لئے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور مصارف ناتکمیل ہے اور کا ... زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت مین چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوان اور ہمدردی کر خیال کو دل و دماغ مین جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہون بلکہ اس کی اشاعت مین سرگرم کوشش کرین اور مطلوبہ تعداد کو پورا کر کے ... ذمہ دار بنادین اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجا لانے کی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضاء و قدر سے ہر ایک لاچار ہے۔ منیجر

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسولے کش محمد ہست نام
جان شود با جان بدر خواہد شدن
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
آن نہ از خود دار جہان جائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
معجزات او ہمہ نزد ما راست
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یک قدم دوری ازان روشن کتاب

مصطفیٰ مارا امام و مقتدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام ہست
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
زو شدہ سیراب سیراب کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت ست
منکر آن مورد لعن خداست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اندرین دین آمدہ از مادریم
بادۂ عرفان ما از جام اوست
مہر او باشیر شد اندر بدن
ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
وصل دلدار ازل بے او محال
از ملائک و از خبر ہائے معاد
منکران مستحق لعنت است
معجزات انبیاء سابقین
ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

وہ الفاظ جنمین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہین

ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ ۳ بار۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تہا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہان تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین۔ آمین۔ پھر اس کے بعد آپ معہ دیگر حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہین۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کے وقت انکا مغلوب نہین ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہین دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ مین طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر راہ مین دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور تعلقون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تہا۔ ... چودہ سال ہوئے ہین جبکہ ابتداءً پورے معدودون کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار مین جو آپکی فتح و نصرۃ کا نشانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا۔

احمدی شعرا سے خدمتمین ضروری التماس

البدر مین مندرجہ تذکروں سے معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضہ کی استقامت اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام بار بار بطور نمونہ جماعت کے لئے پیش کرتے ہین اور واقعی مین یہ واقعہ ایک بڑی تاریخی یادگار دنیا کی ہے اور اس قابل ہے کہ بچے بچے کی زبان پر اس کا تذکرہ ہو اس خیال سے مین اپنے احمدی برادران سے جو کہ شعر گوئی کے فن مین بزبان فارسی یا اردو پنجابی مہارت رکھتے ہین ملتمس ہون کہ ان مین سے ہر ایک صاحب اپنی اپنی جگہ ان واقعات شہادت کو منظوم فرماوین اور اپنی اپنی نظم دفتر البدر مین قادیان ارسال کرین یہان پر ہر ایک زبان کی نظم کا انتخاب کرکے جو لسی نظم علیحدہ علیحدہ زبان مین اکمل اور شستہ ہوگی اُسے کتاب کی شکل مین چھاپا جاویگا اور امید ہے کہ مقبول نظم کے مصنف کی کچھ مالی خدمت بھی کی جاویگی۔

(محمد افضل)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جالندہر

سے ایک ماہ کے لئے فیروزپور تبدیل ہوئے۔ آئے دن کی تبدیلی اگرچہ موجب تکالیف بھی ہوتی ہے مگر امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اسے اپنے لئے حسنات کا ایک بڑا ذریعہ تصور فرماتے ہین گذشتہ ایام مین جبکہ خاکسار ایڈیٹر لاہور مین تھا اور ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی تھی تو آپنے بعض معترضین اسلام کے اس اعتراض پر کہ شیطان کے خارجی وجود کا ثبوت کیا ہے ایک بہت ہی قابل قدر اور لطیف خیال کا اظہار فرمایا جسے عنقریب احمدی احباب ڈاکٹر صاحب موصوف کے قلم کے ہی ذریعہ سے البدر کے کالمون مین ملاحظہ فرماوینگے۔

طاعون کا علاج تو ہمات نہین

آج کل تحصیل بھیرہ مین عام طور پر طاعون کا زور شور ہے جاہل لوگ بوجہ جہالت کے غیر مشروع کامون مین لگے ہی رہا کرتے ہین اور قبرون پر جانا اور مانتا رگڑ کر آہ وزاری کرنا اور اپنے جاہل پیرون سے قسم قسم کے دم چھوہ کرانا تو ان کے نزدیک ایک جائز بلکہ واجب طریق ہے مگر تعجب ان علماء پر ہے جو علاوہ صوفی ہونے کے اہل شرع اور مولویت کا بھی دعوی رکھتے ہین وہ بھی اس آفت آسمانی سے رہائی پانے کے واسطے کئی ایک جاہلانہ کام کرتے رہے ہین کہ جنپر ایک سلیم الفطرت انسان کا ایک ذرہ برابر بھی اعتقاد نہین لا سکتا یہان موضع چاوہ مین بھی بمشورہ چند مولویان پہلے تو عام لوگون اور معصوم بچون کو کئی منتر سکھوائے گئے جن کا بیان کرنا موجب دلالت درج ہے۔ پھر کئی ایک اسی قسم کے تعویذ منگوا کر لوگون کے گلے میں لٹکائے گئے۔ اب چوتھے دن سے ایک نرالی قسم کا عمل شروع ہے وہ یہ ہے کہ ایک تعویذ کو نقارے سے باندھکر مسجد کی چھت پر رکھکر دن رات لگاتار باوضو ہونیکی حالت مین بجاتے رہتے ہین اور اس بات کی سخت پابندی ہے کہ بالکل آواز مین وقفہ نہ پڑے اگلے دن ایک ڈنکا چوک گیا تھا۔ جس کا فدیہ قرار پایا کہ بجائے تین دن بجانے کے چار دن تک بجایا جاوے۔ چنانچہ ایک دوسرا نقارہ بھی طیار کرکے رکھا گیا ہے تاکہ اگر یہ پھٹ جاوے تو جھٹ دوسرے کو پیٹنے لگ جاوین کئی آدمی اس کام پر تعینات کئے گئے ہین جو کہ نوبت بہ نوبت اس کار خیر کو سرانجام دیتے ہین ابھی تک تو مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ واللہ معاملہ ہو رہا ہے اور یہ نقارہ کوچ کا نقارہ بنا ہوا ہے

دیکھئے آگے ہوتا ہے کیا

بھلا یہ عذاب الٰہی چھوہ منتر کرنے سے کسطرح ٹل سکتا ہر مرض کا علاج ہمیشہ ازالہ سبب ہوا کرتا ہے تو پھر جبکہ اس مرض کا سبب توہین وتحقیر مامور من اللہ ہے تو پھر یہ مرض مکڑی کی طرح نقارے کے خوف سے کیونکر بھاگ جاویگا اللہ تعالے ان لوگون کو چشم بصیرت عطا فرماوے آمین

محمد عبد اللہ احمدی از چاوہ

احیاء السنہ لاہور ۳۱ مارچ مین

جو بدزبانی وسب وشتم واستہزاء جعفر زٹلی نے حضرۃ مرزا صاحب غلام احمد قادیانی کی نسبت شائع کرائے ہین اگر ایڈیٹر ومہتمم اخبار کا حضرت مرزا صاحب کی نسبت حسن ظن نہ تھا تو بلحاظ انسانیت وجنسیت اخبار مین نہ درج کرنا تو اچھا تھا ایسی تحریرات جن مین انسانیت وجنسیت کا بھی لحاظ نہ ہو...کوئی شریف انسان دیکھکر خوش نہین ہوتا بلکہ دکھتا ہے۔ لفظ احیاء السنہ دیکھکر اخبار کی وقعت بڑی دل مین تھی اور اس کی بہبودی کے لئے ہمین کچھ ایسا اچھا خیال تھا مگر اب جعفر زٹلی کی بدزبانی دیکھکر وہ خیال کالعدم ہو گیا ایسی بیہودہ تحریرات کی اشاعت اخبارات کو نقصان پہنچاتی اور وقعت کو گھٹاتی ہین کیا لفظ اسلام اور احیاء السنہ نام اس قسم کی تحریرات واشاعت کے مانع نہین؟ کیا اس قسم کی سب وشتم واستہزاء محمد رسول اللہ صلعم کی سنت کو زندہ کرنے کے مصداق ہوتے ہین یا امامت کا باعث ہوتی ہین اسلام میں السنہ اور نقطہ داخل کرنیوالا انسانون ایسی تحریرات سے الگ ہوکر قرآن کریم واحادیث نبویہ کی

توسیع اشاعت

(۱) مرحوم رحمت علی صاحب کی یادگار مین ڈاکٹر امتیاز علی خان صاحب نے ایک اخبار اپنے خرچ پر کسی کے نام جاری کروانا چاہا تھا جو کہ ملک اودھ مین ایک دار عُلماء اسلام کے نام ان کی درخواست پر جاری کر دیا گیا ہے ہمارے دیگر معزز احباب بھی ڈاکٹر صاحب کی تام کرو اسوہ پر عمل درآمد فرماوین کیونکہ اکثر مفلس خریدارون کی درخواستین دفتر مین آتی رہتی ہین اگر ان کی طرف سے اجازت ہوگی تو درخواست کنندہ کے نام اخبار جاری کر دیا جاویگا جسکا ثواب حسب مراتب اخلاص مہتمم وار ان کو ملتا رہیگا۔

(۲) مکرمی الہی بخش صاحب کوٹ لکھپلانہ۔ مکرمی فتح حسین خان صاحب کوئٹہ گورمی الہی بخش صاحب ڈاکٹر راولپنڈی ایک ایک آمین خریدار البدر کو دیتے ہین خدا ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرماوے

ضرورت

ہم کو اپنی جماعت احمدیہ کے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ پرائمری تک مطابق قواعد مدرسہ کاری اور قرآن عمدہ صحیح طریق تک ہمارے لڑکون کو تعلیم دے سکے تنخواہ مبلغ للعہ ماہوار اور روٹی اور پوشاک اسکو دیجاویگی یعنی علاوہ از نقدی خوراک وپوشاک۔

اور یہ واضح ہو کہ یہان کشمیر مین روٹی نہین ہوتی صرف خشکہ یعنی چاول کھانا ہوگا۔ المشتہران

محمد اکبر خان ومحمد افضل خان وغلام حیدر خان ویار محمد خان از مقام پاڑی پور کشمیر تحصیل کولہ گام

تلاش معاش

ہمارے ایک احمدی دوست مقیم کرنال محکمہ انجینیری کے کام اور سرویری سے واقف ہین اپنے احمدی احباب سے جو کہ محکمہ انجینیری سے تعلق رکھتے ہین ملتمس ہین کہ اگر کوئی پوسٹ ان کے کارخانہ یا محکمہ مین ہو تو معرفت دفتر البدر ان کو اطلاع دیکر عند اللہ اجر حاصل کرین۔

وفات

منشی عبد الغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ کی والدہ ۱۲ محرم ۱۳۲۴ھ ہجری کو فوت ہو گئی ہین جماعت احمدیہ سے ان کی نماز جنازہ اور دعاء مغفرت کی درخواست کرتے ہین مرحومہ اقدس کی بیعت مین نہین۔

مولوی محمد یمین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب راجہ عطا محمد صاحب رئیس پاڑی پور کشمیر فوت ہوگئے ہین اس لئے سب بھائیون سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی ان کا جنازہ

پٹیالہ گوجر خان۔

ملفوظات حضرۃ امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(جو کہ آپ نے مارچ کے آخر نصف حصہ میں فرمائے)

صبر اور تقوےٰ کے نتائج اگر دیکھنے ہوں تو سورہ یوسف کو غور سے مطالعہ کرو کہ جسے بھائیوں نے غلام بنا کر فروخت کیا تہا آخر کار خدا نے اسے تخت پر بٹھا دیا۔

گناہ کی طاعون اور علاج

اس وقت جبکہ بدی کمال انتشار پر ہے اور اس کی ہوا ہی چلی ہوئی ہے اس سے الگ ہونا بھی ایک مرد کا کام ہے ہر ایک میں یہ طاقت نہیں کہ جوانمردی سے اس سے الگ ہو جاوے۔ جب انسان ہر کس و ناکس کو فسق و فجور میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کا اثر اس کے قلب پر پڑتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ سب دنیا جو ایسا کرتی ہے تو یہ کوئی بری بات نہیں اس لئے بدی کی طرف میلان ہو جاتا ہے اس پر خدا کا بڑا فضل ہے جس کی یہ آنکھ کھلے اور وہ بدی کو بدی جان کر الگ ہو

اس وقت جیسے طاعون پھیلی ہے اور سوائے خدا کے خاص فضل کے نجات نہیں اسیطرح گناہ کی طاعون ہے اور اس کے بچنے کے لئے بھی خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ جیسے جسمانی حالت اور قوےٰ میں دیکھا جاتا ہے کسی کی کوئی قوت کمزور ہوتی ہے اور کسی کی کوئی یہی حال گناہوں کا ہے کہ بعض انسان خاص گناہوں کے ترک پر تو قادر ہوتے ہیں اور دوسرے گناہوں کے ترک میں کمزور پس جس گناہ کے چھوڑنے میں جو اپنے آپ کو کمزور پاوے اس کو نشانہ بنا کر دعا کرے تو اسے فضل خدا سے قوت عطا ہو گی

سنت الٰہی یہی ہے کہ ابتدا کا فرعون کی ہوتی چلی آئی ہے اور انجام کار متقی فریق کامیاب ہوتا رہا ہے

صحابہ کرام کی مراتب شناسی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مراتب پر گفتگو ہوتے ہوئے

فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے بعد جو کچھ اسلام کا بنا ہے وہ اصحاب ثلاثہ سے ہی بنا ہے۔ اگر ان کی قدر نہ کی جاوے تو آخر کار تباہ اور برباد ہو جاتا ہے دیکھو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اگرچہ کچھ کم نہیں۔ مگر ان کی کارروائیوں سے کسیطرح صدیق اکبر رض کی خفت نہیں ہو سکتی کیونکہ کامیابی کی بڑی (بنیاد) تو صدیق اکبر نے ہی جمائی تہی اور عظیم الشان فتنہ کو انہوں نے ہی فرو کیا تہا ایسے وقت میں جن مشکلات کا سامنا حضرۃ ابوبکر رض کو پڑا وہ حضرۃ عمر رض کو ہرگز نہیں پڑا پس صدیق نے رستہ صاف کر دیا تو پھر اس پر عمر نے فتوحات کا

دروازہ کھولا۔

آخر عمر میں ایمان سلامت لے جانے کے لئے نہ علم کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور شئے کی۔ استغفار بہت کرنی چاہیئے اور نماز میں اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں دعا میں مصروف رہنا چاہیئے۔

اسلام اس بات کا نام ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے خدا کو راضی کیا جاوے۔

تقریر بعد بیعت ۲۹ مارچ ۱۹۰۴ء

چند ایک احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے اور حضرت اقدس کے قریب بیٹھنے کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کہ حضرت اقدس ع نے تادیباً ان احباب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں کو جگہ دو۔ نئے آدمیوں کی تو خدا تعالیٰ نے ازل ہی سے سفارش کر رکھی ہے جیسے براہین میں یہ الہام موجود ہے کہ کثرت سے لوگ تیرے پاس آویں گے تو ان سے تنگ دل نہ ہونا (یہ الہام عربی میں ہے)

بعد ازاں چند احباب نے بیعت کی جس پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تقریر ایک شخص کے سوال پر فرمائی جس نے حضور سے استقامت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ فرمایا۔

کہ استقامت خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہم نے دعا کی ہے اور کریں گے۔ لیکن تم بھی خدا تعالیٰ سے استقامت کی توفیق طلب کرو۔ استقامت کے یہ معنے ہیں کہ جو عہد انسان نے کیا ہے اُسے پورے طور پر نبھاوے یاد رکھو کہ عہد کرنا آسان ہے مگر اس کا نبھانا مشکل ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ باغ میں تخم ڈالنا آسان مگر اس کے نشو و نما کے لئے ہر ایک ضروری بات کو ملحوظ رکھنا اور آبپاشی کے اوقات پر اس کی خبر گیری

باغ میں کیسے ہی عمدہ پودے تم لگاؤ۔ لیکن اگر لگا کر بھول جاؤ اور ایسے وقت پر پانی نہ دو یا اس کے گرد باڑ نہ لگاؤ تو آخر کار نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو وہ خشک ہو جاوینگے یا ان کو چور لیجاوینگے ایمان کا پودا اپنے نشو و نما کے لئے اعمال صالحہ کو چاہتا ہے اور قرآن شریف نے جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے وہاں اعمال صالحہ کی شرط لگا دی ہے کیونکہ جب ایمان میں فساد ہوتا ہے تو وہ ہرگز عند اللہ قبولیت

کے قابل نہیں ہوتا۔ جیسے غذا جب باسی ہو۔ یا سڑ جاوے تو اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اسیطرح ریا۔ عجب تکبر ایسی باتیں ہیں کہ اعمال کو قبولیت کے قابل نہیں رہنے دیتیں۔ کیونکہ اگر اعمال نیک سرزد ہوئے ہیں تو وہ بندے کے اپنی طرف سے نہیں بلکہ خاص خدا کے فضل سے ہوئے ہیں۔ پھر اس میں اس کا کیا تعلق کہ وہ دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ان کو ذریعہ ٹھہراتا ہے یا اپنے نفس میں خود ہی ان سے کبر کرتا ہے جس کا نام عجب ہے "خلق الانسان ضعیفا" (یعنے انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے) انسان میں بذات خود کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے جب تک خدا تعالیٰ خود نہ عطا فرماوے اگر آنکھیں ہیں جو تم ان سے دیکھتے ہو یا کان ہیں اور تم ان سے سنتے ہو یا زبان ہے اور تم اس سے بولتے ہو تو یہ سب خدا کا فضل ہے کہ یہ سب قوےٰ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ ورنہ اکثر لوگ مادرزاد اندھے یا بہرے یا گونگے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض بعد پیدائش کے دوسرے حادثات سے ان نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں مگر تمہاری آنکھیں بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ جب تک روشنی نہ ہو اور کان نہیں سن سکتے جب تک ہوا نہ ہو۔ پس اس سے سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ دیا گیا ہے جب تک آسمانی تائید اس کے ساتھ نہ ہو تب تک تم محض بیکار ہو ایک بات کو تم کتنے ہی صدق دل سے قبول کرو مگر جب تک فضل الٰہی شامل حال نہیں تم اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔

بیعت تو بہ اور بیعت تسلیم جو تم نے آج کی ہے اور اس میں جو اقرار کیا ہے اُسے سچے دل سے بہت مضبوط پکڑو اور پختہ عہد کرو کہ مرتے دم تک تم اس پر قائم رہو گے سمجھ لو کہ آج ہم نفس کی خود رویوں سے باہر آ گئے ہیں اور جو جو ہدایت ہو گی اس پر عمل کرتے رہیں گے ہم کوئی نئی ہدایت یا نیا دین یا نیا عمل نہیں لائے۔ ہدایت بھی وہی ہے دین بھی وہی ہے عمل بھی وہی ہے جو آنحضرت صلعم دے گئے ہیں۔ کوئی نیا کلمہ تم کو تلقین نہیں کیا جاتا اور نہ کوئی نیا خاتم النبیین بنایا جاتا ہے ہاں اس پر سوال ہوتا ہے کہ جب نئی بات کوئی نہیں تو پھر فرق کیا ہوا۔ اور ایک جماعت کیوں طیار ہو رہی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے جو ارادہ کیا تہا کہ وہ ایک **مسیح موعود بنا کر بھیجیگا** اور وہ اس وقت آویگا جب کہ دنیا سخت تاریکی میں ہو گی ہر طرف سے کفر کے حملے ہوں گے اسلام کو ہر ایک پہلو سے نقصان پہنچانے کی کوشش ہو گی تو اس کے آنے کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ اسلام بدعات سے پورا حصہ لے چکا ہے۔ ہر ایک بدعت (تیسری)

(ریویو آف ریلیجنز بجائے ۲۰ اپریل کے ایک ہفتہ دیر سے شائع ہوگا)

صدی کی (ہجری) سے شروع ہو کر چودہویں صدی تک کمال کو پہنچ گئی اور پوری جہالت صورت پیدا ہوگئی ہے حدیثیں بلند آواز تھے اس زمانہ کی نسبت خبر دے رہی ہیں جیسے ایک حمل کی مدت نو ماہ ہوتی ہے اس مناسبت سے تیرہویں صدی کے بعد جیسے نو صد سال گذر گئے تو خدا نے ایک مامور کو مبعوث کیا کہ ان بدعات اور مفاسد کو دور کرے کیونکہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق لیسو منی ولست منہم کے مصداق ہو گئے تھے اور اسلام کا صرف نام ہی نام ان کی زبانوں پر رہ گیا تھا جیسے ایک باغ کے عمدہ عمدہ بوٹوں کو دوسرے خراب بوٹے اور گھاس وغیرہ پیدا ہو کر دبا لیتے ہیں ایسے ہی ردی گھاس اور بوٹے اسلام کے باغ میں ہو گئے تھے اور اس کا حقیقی نشو و نما اور آب و تاب بالکل جاتی رہی تھی۔ مکار درویش۔ گدی نشین۔ اور فقیر وغیرہ اسی ردی گھاس کی طرح ہیں جو کہ برائے نام تو مسلمان ہیں لیکن اصل میں دشمن اسلام ہیں خود ان کا قول تھا کہ مسیح اور مہدی چودہویں صدی کے سر پر ہوگا وہ پورا ہو گیا پھر طاعون بھی نشان تھا وہ بھی پورا ہو گیا نئی سواری جسے ریل کہتے ہیں یہ بھی نشانی تھی جو کہ چلتی دیکھتے ہو۔ سورج اور چاند گرہن بھی ماہ رمضان میں ہو گیا۔

ایک بڑی بدعت جس کی مثال جانوروں میں سے ہاتھی کی مثال ہے یہ پڑ گئی تھی کہ نصاریٰ کا زور ہو گیا اور اسلام پر حملے شروع ہوئے ۳۰ لاکھ سے زیادہ مسلمان مرتد ہو چکے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ اسلام کے قادر مطلق خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان اور بہ نسبت کو خدا مانا جاوے کیا کسی کی عقل و فکر میں آ سکتی تھی؟ مگر تاہم لوگ اس دھوکہ میں آ گئے اس کا باعث عیسائیوں کی شرارت ہی نہیں بلکہ مسلمانوں نے بھی ایک بڑا حصہ اس کا اس عقیدہ سے لیا ہوا ہے کہ مسیح کو تو آسمان پر زندہ مانا اور آنحضرت صلعم کو .... زیر زمین دفن شدہ تسلیم کیا اور اس طرح سے گویا ایک پہلو اور بات میں یہ خود عیسائیوں کی مدد کر رہے ہیں اور ان کا ایک دست و بازو بنے ہوئے ہیں اول تو قرآن شریف کے برخلاف ایک بات کرتے ہیں اور پھر وہ بات جس سے عیسائیوں کو تقویت ہو قرآن شریف پیش کرتے ہیں کہ اس میں اس کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے حالانکہ قرآن شریف تو بڑے زور سے اس کی وفات ثابت کرتا ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب اور قد خلت من قبلہ الرسل اور الم نجعل الارض کفاتا وغیرہ بہت سی آیات ہیں جن سے وفات ثابت ہوتی ہے۔ پھر کہتے ہیں ایک اور بات کہتے ہیں کہ صرف مسیح اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں یہ اصل میں آنحضرت صلعم کو گالی دینی ہے کہ ایک بنی اسرائیل کی عورت مریم تو مس شیطان سے پاک ہو اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک نہ ہوں اگر

یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہوتے اور یہ بات کہتے تو پھر دیکھتے کہ اس بے ادبی کی کیا سزا پاتے اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح اور ان کی ماں مریم پر یہود کا اعتراض تھا۔ مسیح کو وہ لوگ ناجائز ولادت کا الزام لگاتے اور مریم کو زانیہ کہتے تھے۔ قرآن شریف کا کام ہے کہ انبیاء پر سے اعتراضات کو رفع کرے اس لئے اس نے مریم کے حق میں زانیہ کے بجائے صدیقہ کا لفظ رکھا اور مسیح کو مس شیطان سے پاک کہا اگر ایک محلہ میں صرف ایک عورت کا تبریہ کیا جاوے اور اس کی نسبت کہا جاوے کہ وہ بدکار نہیں ہے تو اس سے یہ التزام لازم نہیں آتا کہ باقی کی سب ضرور بدکار ہیں صرف یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس پر جو الزام ہے وہ غلط ہے یا اگر ایک آدمی کو کہا جاوے کہ وہ بھلا مانس ہے تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ باقی کے سب لوگ بھلے مانس نہیں بلکہ بدکار ہیں اسی طرح یہ ایک مقدمہ تھا کہ مسیح اور اس کی ماں پر الزام لگائے گئے تھے خدا نے شہادت دی کہ وہ الزاموں سے بری اور پاک ہیں۔ کیا عدالت اگر ایک ملزم کو قتل کے مقدمہ میں بری کر دے تو اس سے یہ لازم آوے گا کہ باقی کے سب لوگ اس شہر کے ضرور قاتل اور خونخوار ہیں غرضیکہ اس قسم کی بدعات اور فساد پھیلے ہوئے تھے جن کے دور کرنے کے لئے خدا نے ہمیں مبعوث کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تقوےٰ طہارت خدا کی طرف رجوع۔ خدا کی محبت اور ہر بدکاری کے وقت اس کے خوف اور عظمت کو مدنظر رکھ کر کنارہ کش ہونا یہ باتیں اٹھ گئی ہیں اور اسلام صرف برائے نام رہ گیا تھا۔ اب خدا نے چاہا ہے کہ سچی پاکیزگی حاصل ہو۔

عقائد کا اثر اعمال پر

اسلام کے دو حصہ ہیں ایک تو یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جاوے اور اس کے احسانوں کے بدلے میں اس کی پوری اطاعت کی جاوے ورنہ خدا تعالےٰ جیسے محسن و مربی سے جو روگردانی کرتا ہے وہ شیطان ہے دوسرا حصہ یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق شناخت رکھو اور کما حقہ ادا بجا لاوے جن قوموں نے موٹے موٹے گناہ جیسے زنا۔ چوری۔ غیبت جھوٹ وغیرہ اختیار کئے آخر وہ ہلاک ہو گئیں۔ اور بعض تو میں صرف ایک ایک گناہ کے ارتکاب سے ہلاک ہوتی رہیں گی چونکہ یہ امت مرحومہ ہے اس لئے خدا تعالےٰ اسے ہلاک نہیں کرتا ورنہ کوئی معصیت ایسی نہیں ہے جو یہ نہیں کرتے۔ بالکل ہندوں کی طرح ہو گئے ہیں ہر ایک نے الگ معبود بنا لئے ہیں عیسےٰ کو مثل خدا کے حی و قیوم مانا جاتا ہے پرندوں کا اسے خالق مانا جاتا ہے بات یہ ہے کہ **عقیدے اچھے ہوتے ہیں تو انسان سے اعمال بھی اچھے صادر ہوتے ہیں** دیکھو ہندوں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنائے تو آخر نیوگ وغیرہ جیسے مسائل کو بھی ماننے لگ گئے اور ذرہ ذرہ کو خدا مان لیا اس نیوگ اور حرامکاری کی کثرت کا باعث بھی اعتقاد کا نقص ہے جو انسان سچا اور بے نقص عقیدہ اختیار کرتا ہے اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا تو اس سے اعمال خود بخود ہی اچھے صادر ہوتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ جب مسلمانوں نے سچے عقائد چھوڑ دئے تو آخر دجال وغیرہ کو خدا ماننے لگ گئے کیونکہ دجال میں تمام صفات خدائی کے تسلیم کرتے ہیں۔ پس جب اس میں تمام صفات خدائی کے مانتے ہو تو پھر اسے خدا کہو اس کا اس میں کیا قصور ہوا خود ہی تو تم خدائی کا چارج دجال کو دیتے ہو۔ پروردگار چاہتا ہے کہ جیسے عقائد درست ہوں ویسے ہی اعمال صالح بھی درست ہوں اور ان میں کسی قسم کا فساد نہ ہو اس لئے صراط مستقیم پر ہونا ضروری ہے۔ خدا نے بار بار مجھے کہا ہے کہ الخیر کلہ فی القرآن اسکی تعلیم ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور جو قرآن نے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے اور ایک ضروری بات یہ ہے کہ تقوےٰ میں ترقی کرو۔ ترقی انسان خود نہیں کر سکتا تھا جب تک ایک جماعت اور ایک اس کا امام نہ ہو اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ **خود بخود ترقی کر سکتا** تو پھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی۔ تقوے کے لئے ایک ایسے انسان کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ نفسوں کو پاک کرے۔ دیکھو اس قدر حکماء گذرے ہیں۔ کیا کسی نے صالحین کی جماعت بھی بنائی ہرگز نہیں اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ صاحب کشش نہ تھے لیکن آنحضرت صلعم نے کیسے بنا دی۔ بات یہ ہے کہ جسے خدا تعالےٰ بھیجتا ہے اس کے اندر ایک **تریاقی مادہ** رکھا ہوا ہوتا ہے پس جو شخص محبت اور اطاعت میں اس کے ساتھ ترقی کرتا ہے تو اس کی تریاقی مادہ کی وجہ سے اس کے گناہ کی زہر دور ہوتی ہے اور فیض کے ترشحات اس پر بھی گرنے لگتے ہیں۔ اس کی نماز معمولی نماز نہیں ہوتی یاد رکھو کہ اگر موجودہ ٹکروں والی نماز ہزار برس بھی پڑھی جاوے تو ہرگز فائدہ نہ ہوگا نماز ایسی شے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔ اگر طبیعت میں قبض اور بدمزگی ہو تو اس کے لئے بھی دعا ہی کرنی چاہئے کہ الٰہی تو ہی اسے دور کر اور لذت اور نور نازل

کہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا اور خدا مان لیا

خداشناسی کے لئے الہام کی ضرورت ہے اور ہونا چاہئے پر لطیف بحث

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ مجرد ملاحظہ مخلوقات سے ہرگز یقین کامل حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی کسی کو ہوا بلکہ جس قدر حاصل ہو سکتا ہے اور شاید بعضوں کو ہوا ہو وہ اسی قدر ہے کہ جو ہونا چاہئے کا مصداق ہے اور یہ بھی وجود صانع عالم کی بابت ہے اور جزا سزا وغیرہ میں تو اتنا بھی نہیں اور جبکہ مخلوقات پر نظر ڈالنے سے یقین کامل حاصل نہ ہو سکا تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑی یا تو یہ کہ خدا نے یقین کامل تک پہنچانے کا ارادہ ہی نہیں کیا اور یا یہ کہ ضرور اس نے یقین کامل تک پہنچانے کے لئے کوئی ذریعہ رکھا ہے لیکن امر اول الذکر تو بدیہی البطلان ہے اور کسی عاقل کو اس کے باطل ہونے میں کلام نہیں اور امر دوم کے قرار دینے کی حالت میں یعنی اس صورت میں کہ جب ہم تسلیم کریں کہ خدا نے مخلوقات کی نجات کے لئے ضرور کوئی کامل ذریعہ ٹھہرایا ہے بجز اس بات کے ماننے کے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ کامل ذریعہ ایسی کتاب الہامی ہو گی جو اپنی ذات میں بے مثل و مانند ہو اور اپنے بیان میں قانون قدرت کے ہر ایک اجمال کو کھولتی ہو کیونکہ جب کامل ذریعہ کے لئے یہ شرط ہوئی کہ وہ چیز بے مثل و مانند ہو اور نیز اس میں منجانب اللہ ہونے کے بارہ میں اور ہر ایک امر دینی کے لئے تحریری شہادت بھی موجود ہو تو یہ تمام صفات صرف کتاب الہامی میں جو بے مثل و مانند جمع ہوں گی اور کسی چیز میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ یہ خوبی صرف کتاب الہامی میں متحقق ہو سکتی ہے کہ اپنے بیان اور اپنی بے نظیری کی حالت کے ذریعہ سے یقین کامل اور معرفت کامل کے مرتبہ تک پہنچا وے وجہ یہ کہ آسمان و زمین کے وجود پر اگر کوئی کمبخت دہریہ شک کرے تو کرے کہ یہ قدیم سے چلے آتے ہیں پر ایک کلام کو انسانی طاقتوں سے بالاتر تسلیم کر کر پھر انسان اس اقرار کرنے سے کہاں بھاگ سکتا ہے کہ خدا فی الواقع موجود ہے جس نے اس کتاب کو نازل کیا۔ علاوہ اس کے اس جگہ خدا کا وجود ماننا صرف اپنا ہی قیاس نہیں بلکہ وہی کتاب بطور خبر واقعہ کے یہ بھی بتلاتی ہے کہ خدا موجود ہے اور جزا سزا برحق ہے پس جس یقین کامل کو طالب حق زمین و آسمان میں تلاش کرتا ہے اور نہیں پاتا وہ مراد اس کو اس جگہ ملجاتی ہے۔ لہذا دہریہ کو خدا کے قائل کرنے کے لئے جیسا کلام بے مثل سے علاج متصور ہو ویسا زمین آسمان کے ملاحظہ سے ہرگز ممکن نہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہر ایک انسان میں کہ جو مجرد قیاس پرست ہے دہریہ پن کی ایک رگ ہے وہی رگ دہریہ میں کچھ زیادہ پھولکر ظاہر ہو جاتی ہے اور اوروں میں مخفی رہتی ہے اس رگ کو وہی الہامی کتاب کاٹتی ہے جو نوع انسانی کی طاقتوں سے باہر ہو کیونکہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے آسمان زمین سے نتیجہ نکالنے میں ہمیشہ لوگوں کی سمجھ مختلف رہی ہے کسی نے یوں سمجھا اور کسی نے دوں سمجھا لیکن یہ اختلاف کلام بے مثل میں نہیں ہو سکتا اور گو کوئی دہریہ ہی ہو پر کلام بے مثل کی نسبت یہ رائے ظاہر نہیں کر سکتا کہ وہ بغیر تکلم کسی متکلم کے زمین آسمان کی طرح خود بخود قدیم سے وجود رکھتی ہے بلکہ کلام بے مثل میں اسی وقت تک دہریہ بحث و تکرار کریگا جب تک اس کے بے مثل ہونے میں کلام ہے اور جب ہی اس نے اس بات کو قبول کر لیا کہ فی الواقع بنانا اس کا انسانی طاقتوں سے باہر ہے اسی وقت سے خدا کے ماننے کے لئے اس کے دل میں ایک تخم بویا جاویگا کیونکہ اس وہم کے کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ اس کلام کے متکلم کا وجود قیاسی ہے نہ واقعی اس جہت سے کہ کلام کا وجود بغیر وجود متکلم کے ہو ہی نہیں سکتا ماسوائے اس کے کلام بے مثل میں یہ بھی خوبی ہے کہ جو کچھ علم مبدا و معاد کا تکمیل نفس کے لئے ضروری ہے وہ سب بطور امر واقعہ کے اس میں لکھا ہوا موجود ہے اور یہ خوبی بھی زمین آسمان میں موجود نہیں کیونکہ اول تو ان کے ملاحظہ سے اسرار دینیہ کچھ معلوم ہی نہیں ہوتے اور اگر کچھ ہوں بھی تو اکثر اوقات وہی مثل مشہور رہے کہ گونگے اشارہ سے اس کی ماں ہی سمجھے اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ بے مثل ہونا کلام الہی کا صرف اسی جہت سے واجب نہیں کہ استحفاظ سلسلہ قانون قدرت کا اسپر موقوف ہے بلکہ اس جہت سے بھی واجب ہے کہ بغیر بے مثل کلام کے نجات کا امر ہی ادھورا رہتا ہے کیونکہ جب خدا پر ہی یقین کامل نہ ہوا تو پھر نجات کیسی اور کہاں سے جو لوگ خدا کی کلام کا بے مثل و مانند ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔ ان کی کیسی نادانی ہے کہ حکیم مطلق پر بدگمانی کرتے ہیں کہ ہر چند اس نے کتابیں بھیجیں پر بات وہی ہی بنائی رہی جو پہلے تھی اور وہ کام نہ کیا جس سے لوگوں کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ سوچتے نہیں کہ خدا کا قانون قدرت ایسا محیط ہے کہ اس نے کیڑوں مکوڑوں کو بھی جن سے کچھ ایسا بڑا فائدہ متصور نہیں بے نظیر بنانے سے دریغ نہیں کیا کیا اس کی حکمت پر یہ اعتراض نہ ہوگا کہ اس کو دریغ کرنے کا مقام کہاں آکر سوجھا جس سے تمام انسانی کی کشتی ہی غرق ہوتی ہے اور جس سے یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ گویا خدا کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ کوئی انسان نجات کا مرتبہ حاصل کرے مگر جس حالت میں خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان کرنا کفر عظیم ہے تو بالآخر یہ دوسری بات جو خدا کی شان کے لائق اور بندوں کی حاجت کے موافق ہی ماننی پڑی یعنی یہ کہ خدا نے بندوں کی نجات اور تکمیل معرفت کے لئے ضرور ایسی کتاب بھیجی ہے جو عدیم النظیر ہونے کی وجہ سے معرفت کامل تک پہنچاتی ہے اور جو کام مجرد عقل سے نہیں ہو سکتا اس کو پورا کر کے دکھاتی ہے سو وہ کتاب قرآن شریف ہے جس نے اس کمال تام کا دعوےٰ کیا ہے اور اس کو بپایۂ صداقت پہنچایا ہے ✦

ہست فرقان آفتاب علم و دین — تا برندت از گمان سوئے یقین
ہست فرقان از خدا حبل المتین — تا کشندت سوئے رب العالمین
ہست فرقان روز روشن از خدا — تا دہندت روشنی دیدہ ہا
حق فرستاد این کلام بے مثال — تا رسی در حضرت قدس و جلال
دارد ے شک است الہام خدا — کان نماید قدرت تام خدا
ہر کہ رو ے خود ز فرقان کشید — جان او در رد ے یقین ہرگز ندید
جان خود را می کنی در خود ردی — باز می مانی ہمان کور و غوی
کاش جانت میل عرفان داشتی — کاش سعیت تخم حق را کاشتی
خود نگہ کن از سر انصاف و دین — از گمان ہا کے شود کار یقین
ہر کہ را سوئش دری بکشودہ است — از یقین ہا از گمان ہا بودہ است
قدر فرقان نزدت ای غدار نیست — این ندانی کن خزانہ دیار نیست
وحی فرقان مردگان را جان دہد — صد خبر از کوچۂ عرفان دہد
از یقین ہا می نماید عالمے — کان نہ بیند کس بصد عالم ہمے

غزل حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کچھ عرصہ ہوا کہ حضرۃ امام الزمان علیہ الصلوٰۃ پرانے کاغذات کی دیکھ بھال فرما رہے تھے آپکو اپنی ایک پرانی نظم کاغذات میں نظر آئی جو کہ آپ نے اخبار عام کو ارسال کر دی اخبار عام نے اسے ۱۲-اپریل کے روزانہ میں طبع کیا ہے جس سے نقل کرکے ہم اس نظم کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

اے محبت عجب آثار نمایان کردی — زخم و مرہم برہ یار تو یکسان کردی
ہمہ مجموع و دو عالم تو پریشان کردی — ہمہ عشاق۔ تو سرگشتہ و حیران کردی
ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چون خورشید — اے بسا خاک کہ تو چون مہ تابان کردی
وہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض — در رفتن بر دی آمدن آسان کردی
ہوشمندان جہان را تو کنی دیوانہ — اے بسا خانہ فطنت کہ تو ویران کردی
جان خود کس ندہد بہر کس از صدق و وفا — راستی این است کہ این جنس تو ارزان کردی
بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز — ہیچ عیار نباشد کہ تو نالان کردی
ہر کہ در حجرت افتاد تو بریان کردی — ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریان کردی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم — اے جنون گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی
اے تپ عشق بیزد کہ بدین خون مکی — کہ فراہتی مگرم مرد مسلمان کردی
ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز — سینہ در کرد مسلم ہمہ بریان کردی
آن مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند — لطف کردی کہ ازین خاک نمایان کردی

نوٹ ۔ حضرۃ مسیح موعود روزانہ اخبار عام کے خریدار ہیں ✦

نورافشاں کی ظلمت افشانی

ہم نہیں سمجھتے کہ نورافشاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت میں مضامین شائع کرکے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے حالانکہ ان کے خداوند کا قول ہے کہ جو بوٹا میرے باپ نے لگایا ہے اسے کوئی نہیں اکھاڑ سکتا باوجود حد درجہ کی مخالفت کے وہ دیکھتا ہے کہ یہ مذہب جو عین فطرۃ کے مطابق اور قوانین قدرت اور الہامی کتب کے موافق ہے برابر ترقی کر رہا ہے اور خدا تعالےٰ کے فرشتے سعید روحوں کو اس کی طرف لا رہے ہیں اور ایک نسیم چل رہی ہے جس سے متاثر ہوکر تمام عیسائی دنیا یہ تسلیم کرتی جاتی ہے کہ مسیح معصوم نہ تھا اور نہ اس کے اعمال غلطیوں سے پاک تھے اور نہ انجیل و توریت انسانی مداخلت سے مامون ہیں مگر پھر بھی وہ ہے کہ برابر کسر رہ گئی - پکارتا چلا جا رہا ہے حالانکہ کسر صلیب بوجہ احسن ہو چکی کیونکہ جب مسیح کی وفات ثابت ہو گئی اور خدا کے فرستادہ نے اس کی قبر تک دکھلا دی تو پھر بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ مطلق حق کی طرف توجہ نہیں کرتے - حالانکہ ان سے پہلے ان کا مقولہ تھا کہ ہم سچائی کے قبول کرنے کے لئے ہر وقت طیار ہیں۔

۱۲ فروری کے نورافشاں نے ریویو آف ریلیجنز کے اس مضمون پر اعتراض کیا ہے - جو خود اسی کے ایک بھائی کے خیالات پر مبنی تھا وہ بیہودہ سرائی ہے یا فرا وہ گوئی جو کچھ ہے آپ ہی کے ایک پادری بھائی کی ہے جس کی نسبت سول ملٹری گزٹ لاہور کے فاضل ایڈیٹر نے صاف لکھدیا ہے کہ اس مضمون میں اس نے اعلیٰ تنقید کے ان نتائج پر ریویو کیا ہے جو سمجھدار عیسائیوں میں عام طور پر تسلیم کئے گئے ہیں - اب تم خود ہی انصاف کرو کہ یہ خیال کہ انجیل غلطیوں اور بیہودگیوں سے خالی نہیں حضرت مسٹر ہیپ ورتھ کا ہے یا تمام سمجھدار عیسائیوں کا ذرا او سمجھدار ماما کو آنکھیں کھول کر پڑھئے اور اس لطیف اشارہ کی طرف غور کیجئے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں پر کیا گیا ہے - ہم تو کرہ زمین کے دوسرے حصے سے بھی یہی آواز سن رہے ہیں کہ "کوئی پورا تعلیم یافتہ فاضل مہذب عیسائی واعظ اس بات کی تعلیم نہیں دیتا کہ یسوع خدا تھا یا کسی معنی میں بھی خدا کا شریک تھا اور یہ کہ "مسیح کے جی اٹھنے کا قصہ ایک صاف جھوٹا افسانہ ہے جسکو بلاشبہ اس کی موت کے بعد کسی نے افترا کر لیا ہوگا" ان اکثر عیسائیوں نے ..... اب اس عقیدہ کو ترک کر دیا ہے آج جو شخص ایسا عقیدہ شائع کرے وہ جاہل سمجھا جاتا ہے

مگر آپ کا خیال ہے کہ ایک یہ عتی عیسائی کا یہ عقیدہ جمہور کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا مسٹر بار و سے لوناٹنڈ سٹیٹ (امریکہ) کے اس قول سے ثابت ہے کہ اکثر عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے اور صرف چند اس کے برخلاف ہیں پھر آپ کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ زادہ گوئی ہم مسیحیوں کے واسطے سند نہیں ہو سکتی - کیا جہان کے اکثر عیسائی زادہ گو ہو گئے اور آپ سب سے دانشمند - حالانکہ اس کا آپکے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں - اور مدعی اپنا ثبوت دے رہا ہے - وہ کون سے فاضل مسیحی ہیں جنہوں نے ہیپ ورتھ کا جواب دیا - آپ نے لکھدیا ہوتا تاکہ ہم غور کرتے باقی رہا - قرآن مجید کا توریت و انجیل کو نور و ہدایت کہنا - یہ بیشک ٹھیک ہے مگر تم وہ توریت و انجیل جس کی قرآن کریم میں تعریف ہے ہمیں دکھاؤ بھی - کیا توریت کی یہ سفر ... جن میں موسیٰ کی قبر کا احوال بھی ہے دیکھکر کوئی معاملہ فہم دانشمند کہ سکتا ہے کہ یہ سب کا سب خدا کا کلام ہے اور اسی طرح انجیلیں ہیں بہوتوں کے قصے اور ان کے یسوع کے خدا ہونے پر گواہی - واقعی ایسے خطاب نشانوں ... کی گواہی آسیب زدہ ہی دیا کریں تو ہیں پھر یہ انجیلیں تو آپ خود مانتے ہیں کہ کئی سال بعد کی لکھی ہوئی ہیں اور قرآن شریف میں جس انجیل کی تعریف ہے وہ تو حضرت عیسےٰ پر نازل ہوئی تھی - مگر تمہارے پاس کوئی انجیل نہیں جو عیسیٰ پر نازل ہوئی ہے ہاں چند مختلف مضامین کے رسالے ہیں جو سینکڑوں چند ایسے اشخاص نے لکھے جن کی تاریخ خود تاریکی میں ہے تو پھر دوسروں کو کیا روشنی میں لائینگے - ان کتابوں میں اگر کچھ خدا کا کلام ہے جو عیسےٰ پر نازل ہوا تو اس کے پرکھنے کا معیار خود قرآن مجید ہے جیسے کہ فرمایا مہیمنا علیہ - پس ہم اس کسوٹی پر لاکر معلوم کر سکتے ہیں کہ انجیل کا فلاں فقرہ تحریف سے خالی ہے یا نہیں - جب قرآن مجید سے مطابق کرنے سے بات کھل گئی کہ انجیل انسانی دست برد سے محفوظ نہیں رہی اور نہ وہ قرآن کریم کی طرح اپنے محفوظ رہنے کا دعویٰ کرتی ہے - تو پھر ہم کیوں نہ تمہارے ان کثیر التعداد عیسائیوں کی تصدیق کریں جو یہ مشتہر کر رہے ہیں کہ یہ کتاب غلطیوں اور بیہودگیوں سے پر ہے اور کیوں نہ ان کو چھوڑ دیں جو ایک ایسی کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا کر گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ بقول تمہارے - تمہارے خداوند کا قول ہے ایسوں کو چھوڑ دو دونوں گڑھے میں گریں گے +

(۲) واقعی دیسی عیسائی اس حقیقت سے بے خبر رکھے گئے ہیں - یا وہ اس کے معلوم کرنے کی دیدہ دانستہ کوشش نہیں کرتے ورنہ سمجھدار عیسائیوں کے ساتھ ہوتے - اور اگر باوجود خبر پانے کے غافل ہیں تو میرے خیال میں یہ اس سے زیادہ گناہ کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو اصل معاملہ سے آگاہی دی گئی ہے مگر وہ اسی لکیر کے فقیر ہیں اور مطلق خداوند کریم کے عطیہ عظیم عقل سے کام نہیں لیتے +

(۱) "ہم ... فرزند ہیں" یہ بہت خاصے مگر ... نور جس کی روشنی میں گنہگار (فاحشہ) عورت سے خط ملوانا اور جسم کو چھونے دینا جائز ہو - بلکہ ایک معجزہ سمجھا جائے اور اس کی تمام جہان میں منادی کرنے کی نسبت اعلان دیا جائے -

(۵) آپنے کو تو روزمرہ کے روحانی تجربہ کے گئے جنہا سے انجیل زندہ خدا کا کلام معلوم ہوا - کچھ اس کا نمونہ دکھلایا ہوتا - دیکھو خدا کا مامور دعوی کر رہا ہے کہ اگر تم میں کچھ روحانی برکات ہیں تو نکلو اور میرے سامنے آؤ مگر اس وقت تو ایسی چپ سادھتے ہو کہ جیسے تمہیں زبان ہی نہیں اور آگے پیچھے شور مچاتے ہو یہ کیا تہذیب ہے ؛

(۶) "دو دھاری تلوار" یہ ٹھیک فرمایا کیونکہ دین و دنیا دونوں کی امید منقطع کر دیتی ہے - دین کی تو اس نے کفارہ کے سیلے نے گناہ سے بالکل بے پروا کر دیا کہ تو جو میں آیا کرو کچھ روک ٹوک نہیں - دنیا کی سب چیزیں حلال ہیں غالباً اسی کی برکت سے شراب نوشی وغیرہ اعمال قبیحہ کی کثرت ہے اور دنیا کی اس لئے کہ حکم ہے کل کی فکر نہ کرو تو پس جب کل کی فکر کرنا معصیت ٹھہرا تو کاروبار از خود بند ہو گیا دولت مند ہونے سے بھی روکا جاتا ہے کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان - مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جانا مشکل - نہ معلوم دولتمندوں نے کیا قصور کیا - حالانکہ انہی دولتمندوں کی امداد سے انجیل کی اشاعت میں اس قدر سرگرمی دکھلائی جا رہی ہے

(۷) یہ وہ حکمت الٰہی ہے جسے انسان اپنی حکمت سے نہیں جان سکتا سبحان اللہ کیا عمدہ کلام ہے جسے انسانی حکمت سمجھ ہی نہیں سکتی اگر یہی بات ہے تو پھر انسان کے لئے اس کا ماننا کیوں ضروری کر دیا - جبکہ وہ اسے سمجھ ہی نہیں سکتا - یہ عجیب الٰہی حکمت اور خداوند کی محبت ہے کہ ان سے ایسے بوجھ کے اٹھانے کی فرمائش ہے جسے وہ مطلق اٹھا نہیں سکتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں - کیا حکمت کا تعلق جسم سے ہے جو کہتے ہو کہ روح کی باتیں روح ہی سے سمجھی جاتی ہیں ؛

(۸) آپ کا ایمان ولایتی پادریوں پر ہو یا نہ ہو - مگر اس -

عصمت انبیاء کے متعلق ایک ایک قابل قدر نکتہ

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جو قصص بیان کئے جاتے ہیں ان کو سچا مان کر ہمارے علمائے زمانہ نے بہت ٹھوکر کھائی ہے اور اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو جیسے مسیح علیہ السلام کی نسبت آسمان پر اب تک زندہ رہنے کا اعتقاد اہل اسلام میں ...... عیسائیوں کی میل جول سے پیدا ہو گیا ویسے ہی انہی عیسائیوں سے انہیں انبیاء کے عصمتی کا خیال بھی ایجاد ہوا کہ ان کی محرف اور مبدل کتب اور صحف میں بے دلیل اور ثبوت داستانوں پر اعتبار کرنے سے وہ اس بات کو جائز ماننے لگ گئے کہ انبیاء علیہم السلام جو کہ دنیا میں حقیقی راستی اور پاکیزگی قائم کرنے کے واسطے آتے ہیں وہ بھی اپنے اغراض کے لئے جھوٹ فریب اور ناجائز حیلے حوالوں کو برت لیتے ہیں ان کا خیال اس طرف منتقل نہ ہوا کہ جس حالت میں وہ اپنی تعلیم پر آپ ہی عامل نہیں اور جس قوی ایمان کو وہ لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا چاہتے ہیں جب وہ خود ان میں نہیں اور جان کو خطرات میں پڑتا دیکھکر ضعیف الایمانی سے جھوٹ وغیرہ بولنے پر آمادہ ہو جاتے رہے تو پھر وہ حقیقی نبی اور خدا کے مامور کیسے ہو سکتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی نبوت اور رسالت میں بھی جھوٹے ہی نہ ہوں۔ اسی غلطی کی وجہ سے جو کہ ناعاقبت اندیشی کے باعث علماء کو لاحق حال ہوتی ہی انہوں نے تفسیروں اور قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں بھی ایسی بے سروپا روایتوں کو درج کر دیا۔ اور

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

کے سنہری اور بیش قیمت اصول کو نظر انداز کر دیا حالانکہ حفظ مراتب ہی ایک ایسی شئے تھی اور ہے جس سے ہر ایک مومن کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے اور صرف اسی کو نظر انداز کر دینے سے ہزار ہا لوگ حقیقی خدا سے بے خبر رہے ہوئے ہیں کہ جب وہ ذات یا صفات الٰہی پر بحث کرتے ہیں تو جس کلام یا ...... لفظ کے سننے خدا تعالےٰ کی عظمت جبروت اور اس کی ذات کے شایان ہوتے ہیں ان کو تو ترک کر دیتے ہیں اور وہ معانی اختیار کرتے ہیں جو کہ ایک ادنےٰ مخلوق پر چسپان ہو سکتے ہیں۔ آج کل کے شوخ آریہ اور عیسائیوں نے بھی اسی سفاہت کو کام میں لا کر اسلام اور اس کے خدا پر اعتراضات کئے ہیں اور محض حفظ مراتب کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے ہمارے علماء زمانہ نے بتا اپنے ہادیان راہ نما اُن خدا کے ماموروں کی نسبت تمام اُن باتوں پر اعتقاد کیا جو کہ ہرگز ان کی شان کے شایان نہیں ہیں اور اس طرح سے اپنا ایمانی مال ومتاع گنوا کر دشمن کو اسلام پر حملے کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ مثلاً عام طور پر مسلمانوں کا ایک یہ بھی خیال دیکھا گیا ہے کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی جان کو بچانے کے لئے عمر بھر میں تین دفعہ جھوٹ بولا ہے۔ ایسی روایت سے استدلال پکڑ کر وہ خدا تعالےٰ کے ہر ایک ابتلا اور امتحان کے وقت جھوٹ بول لینا حلال سمجھتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اس آزمائش میں وہ صدق اور وفا دکھلا کر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں الٹے ملعون بنتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت جو یہ روایت ہے اس پر حضرۃ امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ نے ایک عجیب قابل قدر نکتہ لکھا ہے

آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس روایت کے راوی کو سچا تسلیم کریں تو ہمیں ایک صادق نبی کی نسبت یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ وہ جھوٹ بھی بولا کرتا تھا اور اس طرح سے ایک معصوم نبی کو گناہ سے آلودہ مانا جاتا ہے لیکن اگر اس راوی کے مقابل پر ایک نبی کو جیسی کہ اس کی شان کے شایان ہے سچا مانا اور دروغگوئی جیسے گناہ سے معصوم تسلیم کیا جاوے تو صرف اس راوی کو جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔ حضرۃ امام صاحب کا مطلب صاف ہے کہ جب ادھر تو ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کو خدا تعالےٰ اپنی وحی کے ذریعے سے ... کو صادق ٹھیراتا ہے اور خود ان کا نبی ہونا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولتے ہوں اور ادھر ایک راوی ہے جو کہ وحی سے تائید یافتہ نہیں۔ اس کے حالات سبطے معلوم نہیں ایسی صورت میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام اور وہ آدمی ان دونوں میں سے جھوٹ یا غلطی کے اقرب کون یقین کیا جا سکتا ہے۔ جب اس طرح سے تنقید ہوگی تو آخر کار عقل سلیم یہی فیصلہ دیوے گی کہ بہ نسبت حضرت ابراہیم ؑ کے ایک راوی کو جھوٹا قرار دینا تقویٰ کے بہت اقرب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم آپ کی جان نثاری سچی فرمانبرداری۔ اولاد کو رضائے الٰہی کے لئے ذبح کرنے پر آمادگی اور قوم کے مصائب وایذا کی برداشت تمام ایسے قوی قرائن ہیں کہ جن سے ایک پل کے لئے بھی ذہن اس طرف منتقل نہیں ہو سکتا کہ نعوذ باللہ آپکو جھوٹا کہا جاوے پس اس صورت میں حضرۃ امام فخرالدین رازی کی طرح ہر ایک اہل علم کا یہ فرض منصب تھا کہ ہر ایک نبی کی سوانح لکھتے وقت وہ یہود اور نصاریٰ کی بے ثبوت اور افترائی مضمون کی پرواہ نہ کرتا اور حفظ مراتب اور نیز قرائن قویہ کو مدنظر رکھکر اپنی تصنیف اور تالیف کو ایمان کو تباہ کر دینے والی اذکار سے پاک رکھتا۔ قرآن شریف کو اس قسم کے معاملات میں حکم ٹھیراتا۔ غرضیکہ خدا کے پاک برگزیدوں کی نسبت تقریر یا تحریر کرتے وقت حفظ مراتب کو مدنظر رکھنا بہت ضروری امر ہے ؛

ہمارے زمانہ حال کے علما بھی اسی غلطی میں مبتلا ہیں اور اسی سنہری اصول کو نظر انداز کر دینے سے ہی انہوں نے ہمارے امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت میں ٹھوکر کھائی ہے ورنہ بات کیا تھی مسیح کی وفات اور حیات کے مسئلہ میں اگر حفظ مراتب کو مدنظر رکھکر وہ آج غور کریں تو ان کو یہ امر بخوبی سمجھ آ سکتا ہے کہ آیا اقرب للتقویٰ یہ امر ہے کہ مسیح کی وفات کو تسلیم کر کے خدا تعالےٰ کو ہر ایک کے شرک خفی وجلی سے منزہ مانا جاوے یا کہ مسیح کی حیات کو مانکر خدا کی ذات وصفات میں شرک کیا جاوے اور جیسے خدا تعالےٰ حی۔ قیوم خالق محیی۔ ممیت ہے ویسے ہی مسیح کو بھی مان لیا جاوے ایسے ہی خود حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں بھی ان لوگوں نے دہوکا کھایا ہے کہ اس وقت اور زمانہ کے متعلق آنحضرت صلعم کی پیش گوئیاں ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی جو کہ فی الواقع حق اور راست ہیں ان کو تسلیم کرنے سے آنحضرت صلعم کی شان اور آپ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور ایک ایسے گروہ پر جو کہ منکر خدا ہے اتمام حجت ہوتا ہے۔ کیونکہ زمانہ اس وقت حقیقی ایمان اور نور کا پیاسا ہے اور سچائی کے طالبوں کے دل خدا شناسی کے لئے بیقرار ہو رہے ہیں اور خدا کے ماموروں کی پیشگوئیاں اور اس کا پاک کلام جو ان کے مطہر قلب پر نازل ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک ایسا تریاق ہے جو ان سمی صفت امراض کا علاج ہو سکتا ہے اور جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں کا مصداق مان لیا ہے وہ ضرور اس خطرناک زہر کے مہلک اثر سے محفوظ ہو گئے ہیں خواہ انہوں نے آپ کو ظاہراً تسلیم کیا ہے یا باطناً۔ اس میں ان لوگوں کو صرف آنحضرت صلعم کی نسبت حفظ مراتب کا خیال لازمی تھا کہ حضرۃ مرزا صاحب کے دعاوی کو تسلیم کرنے سے اس عظیم الشان نبی کی صداقت پر ایک ایسی مہر لگ جاتی ہے جو کبھی کسی طرح ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔ پھر خصوصاً ان دلوں میں جب کہ ...... آنحضرت صلعم کی پاک تعلیم پر فحش اعتراض کئے جاتے ہیں۔ آپکی تاثیرات قدسی۔ آپ کے فیوض روحانی والانوار و برکات کا بڑے زور وشور سے رد کیا جاتا ہے

یہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ جو ثمرات انوار برکات صرف ایک نبی کی ... سے تعلق رکھتے ہیں کیا صرف گذشتہ نظیرین و دیگران کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کیا صرف اس کے لئے تواریخ ہی کفایت کر سکتی ہے اور کیا اس سے خدا تعالےٰ کی ذات و صفات پر حرف نہیں آتا قصے اور کہانیاں تواریخ وغیرہ جس کے پاس موجود نہیں ہیں ہر ایک فرقہ ان کو پیش کرتا ہے اگر انہی پر مدار ثبوت ہے تو جیسے دوسرے مذاہب نے خدا کو معطل مان لیا ہے تم بھی مان لو۔ حالانکہ آنحضرت صلعم کو جس شان و شوکت کا نبی مانا جاتا ہے اور جو تاثیرات قدسی آپ کی تسلیم کی جاتی ہیں ان کے لئے یہ امر لازم پڑا ہوا ہے کہ ایسے فساد کے وقت جب کہ بحر و بر ہی بگڑا ہوا ہے اور ایمان کے الفاظ زبانوں پر رہ گئے ہیں حقیقت بالکل معدوم ہو گئی ہے دنیا ہی ہر ایک کا مقصود ہے اور عملی طور پر خود مسلمان بھی آپ کی پاک تعلیمات کو محل اعتراض ثابت کر رہے ہیں ضرور ایک مصلح اس امت میں سے پیدا ہوتا اور زمانہ کے فساد اور آنحضرت صلعم کے مثیل ہونے کی وجہ سے اس کا نام مسیح موعود ہوتا اور خود ہر ایک آنکھ آج سے ٢٥ برس پیشتر اس پر لگی تھی کہ وہ چودھوین صدی کے سر پر آوے گا اب جب کہ ٢٠ برس بھی صدی پر گذر گئے کیا ان کے نزدیک صدی کا سرا ہو ... پر آیا کہ نہیں۔ سعید وہ جنہوں نے اسے شناخت کیا مبارک وہ جنہوں نے اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر لیا اور حفظ مراتب کو مد نظر رکھکر آنحضرت صلعم کی عزت اسلام کی عزت اس پُر فتن زمانہ میں رکھ لی۔

(فقط)

خبرین

آریہ سماج کے متعلق خبر ۔ اخبار عام اپنے ایک نامہ نگار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ٢٧ مارچ سنہ حال کو بمقام ... مندر سراوگیوں کے ایک عام پنچایت ہوئی جس میں لالہ ... پرشاد صاحب خزانچی دہلی لالہ جوہری مل صاحب خزانچی نیشنل بنک لالہ پیارے لال صاحب وکیل و لالہ وزیر سنگھ صاحب وکیل وغیرہ تخمیناً دو ڈھائی سو سراوگی صاحبان کے شریک تھے اس پنچایت میں اول یہ معاملہ پیش ہوا کہ آریہ سماجیوں نے جو ایک کتاب جین سمیکشا میں جسکو پنڈت جمنا داس اور پنڈت ... نے تصنیف کیا ہے ہمارے مذہب کی توہین کی ہے جس کی بابت ... جنوری سنہ کو ایک کمیٹی اسی سنہ میں اور اسی معاملہ کے پہلے ہو چکی ہے جس کی امداد کو واسطے اہل برادری سے چندہ امدادی ہوئی تھی اور تجویز یہ پاس کی گئی تھی کہ گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کی جاوے کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں مدعی ہو جاوے تاکہ آریہ سماجیوں پر نالش کی جاوے چنانچہ گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کی گئی تھی اس کی منظوری حسب منشا ہمارے منظور ہو کر آ گئی اب آپ صاحبان کے روبرو یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ اب اس مقدمہ کو چلایا جاوے۔ عام برادری کی کیا رائے ہے۔ چنانچہ عام صاحبان برادری نے بہ اتفاق رائے دی کہ آریہ سماجیوں پر جنہوں نے ہمارے مذہب کی توہین کی ہے فوراً مقدمہ چلایا جاوے اور یہ رزولیوشن عام برادری نے پاس کر دیا۔

کلکتہ میں برقی ٹریموئے پر عرصہ چند ماہ میں سولہ سو اکیس حادثے ہوئے ہیں۔

روس نے کوریا کا ملک خالی کر دیا اور جاپان بکلی اس پر قابض ہو گیا ہے۔

جاپانی حکام کا ارادہ بحالت فتح توسیع ملک کا معلوم نہیں ہوتا بلکہ صرف امن و امان کی خواہش ہے اور یہ منشا ہے کہ جاپان منچوریہ کو فتح کر کے اُسے چین کے حوالہ کر دے اور خود اپنے قبضے میں نہ رکھے۔

بلگریڈ ملک سرویہ میں ایک کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی تھی ... کی امداد کرے ... سرپ مہیا کئے جاوین لیکن روسی گورنمنٹ نے شاید اسے خلاف شان جان کر منظور نہ کیا اس پر بلگریڈ میں غصہ پھیلا ہے۔

کوریا میں جاپانیوں کی برخلاف ایک سازش قائم ہوئی تھی لیکن جاپانیوں کی خوش نصیبی سے اس کا راز طشت ازبام ہو گیا اس کی تہ میں خوردہ فروش تاجر تھے۔

کوریا کا ایک وزیر صرف اس لئے دربدر کیا گیا کہ وہ خفیہ طور پر روس کا طرفدار تھا۔

ایک جاپانی وزیر بھی لمکہ امی کے شبہ میں ماخوذ ہے کہ وہ روس سے خفیہ طور پر وظیفہ حاصل کرتا ہے اس کی تحقیقات کا نتیجہ ہنوز پوشیدہ ہے۔

جاپانیوں نے اگرچہ پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بند کرنیکی کوشش کی تھی اور اس میں چندان کامیابی نہ ہوئی تھی مگر حال میں ان کی ایک تار پیڈو کشتی نے ایک اور نالہ معلوم کر لیا ہے جو کسیقدر فراخ ہے کہ اگر پورٹ آرتھر کا دہانہ بند بھی کر دیا جاتا تو اس میں سے جہاز بخوبی گذر سکتا اس کا عرض ١٣٠ گز ہے۔

فرانس کے ایک ڈاکٹر رکیسول نامی نے معلوم کیا ہے کہ چاندی کے سکے بہتر زخم کی مرہم پٹی کے لئے بہت مفید ہیں ان میں سڑن اور گلاؤ کے روکنے کی خاصیت موجود ہے اس سے تازہ زخم پکنے کے بغیر اچھا ہو جاتا ہے اور پرانا زخم بھی کچھ عرصہ میں مندمل ہو جاتا ہے۔

مراسلہ

علمائے شیعہ سے استفسار

مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری و دیگر ذی علم حضرات شیعان کی خدمت میں ذیل کا استفسار پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف یا شیعوں میں سے کوئی اور صاحب اس کا تحریری اور مطبوعہ جواب عنایت فرما دیں گے۔

استفسار

حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں لشکر یزید کے مقابلہ میں تقیہ نہ کیا آپ نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے خود معہ دیگر عزیزوں دشمنوں کے شہادت پائی۔ جیسا کہ معہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے برعکس اس کے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان کے صاحبزادہ نے صرف قتل کی دھمکی پر یزید کی غلامی کا اقرار جیسا کہ کافی مطبوعہ مطبع منشی نولکشور واقع نولکشور لکھنؤ کی کتاب الروضہ صفحہ ١١٠ میں ہے

ثم ارسل الی علی ابن الحسین بن علی علیہم السلام فقال له مثل مقالته للقرشی فقال له علی ابن الحسین علیہما السلام ارایت ان لم اقر لک الیس تقتلنی کما قتلت الرجل بالامس فقال له یزید لعنة الله بلی ۔ فقال له علی بن الحسین علیہما السلام انا عبدك مکره فان شئت فامسك وان شئت فبع +

پھر (یزید) نے امام زین العابدین علیہ السلام کو بلایا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی جو قریشی سے کی تھی تو امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سے کہا کہ مجھے یہ بتا کہ اگر میں تجھ سے یہ اقرار نہ کروں تو کیا مجھکو تو اسیطرح قتل نہ کریگا جیسا تو نے اس شخص کو قتل کر دیا تو امام سے یزید ملعون نے کہا کہ ہاں ایسا ہی کروں گا تو اس سے امام زین العابدین نے کہا کہ میں مجبوری تیرا غلام ہوں چاہے مجھے غلامی میں رکھ اور چاہے بیچ ڈال۔

اب استفسار یہ ہے کہ بروئے مذہب شیعہ ان دونوں اماموں سے کون امام حق پر تھا۔ بینوا توجروا

المستفسر
شیخ عبد المجید احمدی از اٹاوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آئینہ ہے یہ نورِ سرمد کا
عکس ہے یہ رخِ محمد کا

جو دین کا ہے چاند یہ ہے اُسی کی
فیض ہے یہ غلام احمد کا

ان اللہ قد صح لکم وقت مسیحہ و ما تر من دلہ

الحکم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلہ

پہ گویم باتو گر آئی جہاد ر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر | ہر ایک ماہ کی انگریزی یکم - ۸ - ۱۶ - ۲۴ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداران الحکم کو اطلاع [illegible]

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا مذہب

مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
[illegible]
آن کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
باد او عرفان ما [illegible]
[illegible] محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
[illegible]
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
[illegible] کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
[illegible]
ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصلِ دلدار ازل بے او محال
[illegible]
ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست
از ملائک و از خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسلِ رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت ست
منکران مستحق لعنت است
معجزات [illegible] راست
منکرِ آن موردِ لعنِ خداست
معجزاتِ انبیاءِ سابقین
[illegible] قرآن [illegible] بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکاری کند [illegible]
[illegible] روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کرتے ہیں

[illegible]

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر [illegible] تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے [illegible] دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ [illegible]
ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت [illegible]
[illegible] اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔
[illegible] حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

نوٹ: [illegible] چودہ سال [illegible] چہارم سال کی یادگار رہیگی [illegible] قادیان سے طلوع ہوا۔

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُہَا الْخَلْق

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ

عرش پر آپ نے فرمایا کہ یہ لفظ اسلیے بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلیات جمالی و جلالی کا اتم مظہر عرش ہے اور مسیح موعود اتم مظہر صفات جمالیہ کا ہے۔ جو کہ اسوقت ظاہر ہو رہی ہیں اور اس لیے کل انبیا کے نامون سے مجھے خطاب کیا گیا ہے تاکہ ان کے کل صفات کا مظہر تام مین ہو جاؤن۔ خدا تعالےٰ کی صفات محیی و ممیت برابر کام مین زور سے لگے ہوئے ہین ایک طرف تو لوگ زندہ ہو رہے ہین اور ایک طرف مر رہے ہین۔ پس چونکہ ان ایام مین خدا کی صفات اپنی پوری تجلی سے کام کر رہی ہین۔ اس مناسبت کے لحاظ سے عرش کہا گیا ہے۔

عرش کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے بارے مین آپنے فرمایا کہ عرش ایسی شئے ہے کہ نہ وہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی تجلیات کا اعلےٰ مقام جو دونون جہانون مین ہو سکتا ہے وہ عرش کا مقام ہے۔ جو مخلوق کہتے ہین وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو غیر مخلوق قرار دیتے ہین وہ بھی غلطی پر ہین اسکی تجلیات تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ مذہب نہین ہے۔ کیونکہ اگر مخلوق کہا جاوے تو پھر محدود اور مجسم ہوگا۔ اگر غیر مخلوق ہو تو خدا کی ملکیت سے باہر رہتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ خالق کل شئے ہے۔

پس جیسے میرے الہامات مین اخطی و اصوم اور افطر واصوم وغیرہ کلام الٰہی بطور استعارہ کے آتے ہین۔ ویسے ہی یہ بھی ایک استعارہ ہے اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کلام الٰہی مین استعارات ہوا کرتے ہین۔ پھر کیون نہ کہا جاوے کہ ہم اسپر ایمان لاتے ہین اور اسکی کنہ کو حوالہ بخدا کرتے ہین۔ میرا یہی عقیدہ ہے۔ کہ عرش اصل مین مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث سے باہر ہے اور اعلےٰ درجہ کی ایک تجلی ہے۔

اب زمانہ ہے کہ نہم میں اسرار کھلتے جاوین جیسے آسمان سے آنے کا سِر انہی ایام مین کھلا ہے۔

یہ زمانہ افترا کا نہین ہو سکتا

خدا پر افترا کرنا لعنتی کا کام ہوتا ہے۔ کیا لوگ اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ اسقدر عرصہ دراز گذر گیا اور ہم کبھی الہام کے بیان کرنے سے فارغ نہین رہے۔ پس ممکن ہے کہ ایک آدمی ہر روز نیا افترا کرے اور خدا کو بھی علم ہو کہ وہ مفتری ہے اور وہ مہلت دے رہا بلکہ اسکی زندگی مین ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے۔ کہ ٹڈی کی طرح لوگ مرتے جاتے ہین۔ چارون طرف موتون سے گھرے ہوئے ہین۔ کیا مفتری کی اتنی حفاظت ہو سکتی ہے۔ کیا خدا کا فضل و کرم ایک مفتری کے اسطرح شامل حال ہو سکتا ہے۔ کیا وہ یہ افترا کر سکتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔

بات یہ ہے کہ بظاہر کتنے ہی مذاہب کیون نہ ہون لیکن اصل مین دہریت کی باریک رگ اپنا کام کر رہی ہے۔ اگر دہریت نہ ہوتی تو یہ عیسائیت بھی اسقدر نہ پھیلتی۔ گناہ تو درکنار اب تو خدا کے سامنے مقابلہ ہے۔ ایک مذنب بھی کبھی اپنے کیے پر پشیمان ہوتا ہے لیکن یہ لوگ خطا پر خطا کرتے ہین اور پشیمانی پاس نہین پھٹکتی۔ اسیکا نام دہریت ہے۔

ضروری اطلاع

اخبار اس لیے دیر سے نکلتا ہے کہ ہمارے کاتب صاحب نام عبدالرزاق ساکن لدھیانہ مین فوت ہو گئے ہین۔ خدا انکو اپنی رحمت کرے۔

مین خود گذشتہ ایام مین عارضہ چشم مین مبتلا رہنے کی وجہ سے تازہ مضامین کی ترتیب سے معذور رہا ہون اور اسی لیے احباب کے خطوط اور فرمایشون کی پوری تعمیل بھی نہین کر سکا لہذا احباب معاف فرماوین۔ یہ اخبار امرتسر مین لکھوا کر قادیان مین چھاپا گیا ہے اور اگر خدانخواستہ جلدی کوئی کاتب میسر نہین آیا تو بلا در ہے کہ اخبار دیر سے شایع ہو۔ (منیجر)

۲۸ر اپریل کے الہامات

اعملوا ما شئتم انی غفرت لکم

انشاء اللہ آمین۔

اعملوا ما شئتم انی امرت لکم ان اسامرت الملائکۃ۔

زاد اللہ عمرک۔

اذا نعمتی۔

غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی۔

۲۹ر اپریل ۱۹۰۸ء

امن است در مکان محبت سرائے ما

یعنی

دو مکان (یا دل) جو خدا تعالےٰ کی محبت سرائے ہو جاتا ہے اسمین ہر طرح سے امن رہتا ہے حدیث شریف مین ایک دعا ہے۔ جسکو آداب دعا کی رعایت کے ساتھ پڑھنے سے انسان خدا کی نظرون مین محبوب ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ اللہم انی اسئلک حبک وحب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک اسکا مطلب یہ ہے کہ الٰہی مین تجھسے تیری محبت کا اور جو تجھے محبت کرتا ہے اسکی محبت کا اور ان اعمال کا جنکے ذریعہ سے تیری محبت مجھ تک انسان پہونچتا ہے سوال کرتا ہون۔ (ایڈیٹر)

اور ایک خواب مین معلوم ہوا کہ طاعون لوگون کو مجبور کر رہا ہے

کتاب نورالدین

امرتسر مین بعض احمدی جوشیلے احباب کے اہتمام سے دوبارہ طبع ہو رہی ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ تمام احباب صحت کتابت و کاغذ و چھپوائی مین خاص اہتمام کو مدنظر رکھکر کتاب کی عظمت اور شان پر ایک خاص روشنی ڈالنے کی کوشش فرماوینگے اور احمدی احباب بھی اسکی قدردانی سے دریغ نہ کرینگے۔

اطلاع۔ وی پی خریدارون کی طرف ارسال ہو رہے ہین۔ وصول فرما کر کارخانہ کو مشکور فرماوین۔

ضرورت ہے ایک کاتب اگر وہ اصلاح بھی کر سکتا ہو تو ترجیح دیجاویگی۔ درخواست بنام منیجر البدر قادیان ہو۔

حقیقی اور کامل احمدی کون نہیں

(۱) وہ جو دعا کیوقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا
(۲) وہ جو جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا -
(۳) وہ جو دنیا کی لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کیطرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا
(۴) وہ جو درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا
(۵) وہ جو پورے طور پر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنے شراب سے قمار بازی سے - بدنظری سے خیانت سے - رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا -
(۶) وہ جو پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا
(۷) وہ جو بداثر ڈالنے والے بدرفیق کو نہیں چھوڑتا
(۸) وہ جو اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں انکی بات کو نہیں مانتا اور انکی خدمت سے لاپرواہ -
(۹) وہ جو اپنی بیوی اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا -
(۱۰) وہ جو اپنے ہمسایہ کو ادنے ادنے خیر سے محروم رکھتا ہے -
(۱۱) وہ جو نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشا جاوے - اور کینہ پرور آدمی ہے -
(۱۲) وہ مرد جو بیوی سے اور وہ بیوی جو خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے -
(۱۳) وہ جو فی الواقعہ مجھ (حضرة مرزا غلام احمد) کو مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا -
(۱۴) وہ جو امور معروفہ میں میری (حضرت مسیح موعود کی) اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے
(۱۵) وہ جو مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے
(۱۶) ہر ایک زانی - فاسق - شرابی - خونی - چور - خائن - مرتشی - غاصب - ظالم - دروغگو - جعلساز - اور انکا ہم نشین - اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا - جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا -

ضروری احکام از

(کشتی نوح)

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو - کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے -

تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو -

سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ

اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر خدا تم سے راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی

تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے - اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا ہے -

تم اپنے ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو

اسلام میں احمدیہ کا خدا

ایک قادر و قیوم اور خالق الکل خدا جو اپنے صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے - نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے - وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونیکے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے اور باوجود ایک ہونیکے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں -

انسان کیطرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازلی سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے - لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کیوقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے - وہ خارق عادت قدرت اسجگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے - خوارق اور معجزات کی جڑ

یہی خدا ہے جو سلسلہ عالیہ کی شرط ہے - اس پر ایمان لاؤ - خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اسکے عجیب عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں اسنے بے شمار ستاروں کو بنو سفتوں کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا - اسنے حضرت مرزا غلام احمد پر وحی نازل کی اور انکے لئے زبردست نشان دکھلائے اور ان کو مسیح موعود کر کے بھیجا -

دعا کے بارے میں احکام

جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح جو اپنے خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں -

جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی -

تم اسوقت تک مستجاب نہ ہوگے جب تک ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کیوقت ہر ایک مشکل کیوقت قبل اسکی جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو - کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی - (از مسیح موعود ع)

(خدا کا ہو رہنے کے نتائج) - اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تمہارے لئے جاگیگا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھیگا اور اسکے منصوبہ کو توڑیگا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے

ایک شخص جو اپنے پاس ایک خزانہ رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے؟ ... پس اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ تمہارا خدا ہر ایک حاجت کیوقت کام آنیوالا ہے تو تم دنیا کیلئے ایسے بے خود کیوں ہوتے -

خدا ایک پیارا خزانہ ہے اسکی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم پر تمہارا مددگار ہے تم بغیر اسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ

فیضان احمدی

شیریں مقال ستودہ خصال سرو قد خورشید خد نور بخش ئی چشم بینائی گلشن یکرنگی و چہرۂ تابان گلزار جاودانی نقش افزائے روحانی و حدیقہ خوبی و کامرانی و گل گلستان محبوبی سیدنا و مولانا نور الہدا امام الہدا مہدی دوران مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور زاد مجدکم۔

تسلیم۔ سر نیاز مندی دا سطے آدا ے رسم خادمانہ آستانۂ درگاہ معلی پر خم کرکے باادب ملتمس ہوں کہ جب اللہ جلشانہ اپنے کسی بندے پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے تو اپنی غیبی آواز سناکر اپنے مامور کی شان نمائی سے اطلاع فرمایا کرتا ہے چنانچہ مختصر یہ ہے کہ ایک روز مولوی سید محمد تفضل حسین صاحب کے مکان پر حضور کے مخالف اپنی جانوں کے دشمن فضول بحث کرنے کو آئے لیکن ناکام واپس گئے اور مجھکو اسی شب یعنی مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۴ء بوقت ۱۱ بجے رات کے جبکہ میں بعد نماز عشا کے آرام کر رہا تھا میرے مکان میں ایک آواز قدرتی ایسی کہ مولوی سید تفضل حسین صاحب کی تھی آئی وہ آواز یہ تھی کہ

الحمد تجھپر فضل خدا ہوا اور مرزا صاحب کا دامن پکڑ

وہ آواز کیا تھی گویا مجھکو راہ راست پر لانیوالی رہبر تھی جس سے بعد اسکے ایک خوشی ظاہر ہونیوالی تھی کمرہ میں اسوقت دوسرا کوئی شخص نہ تھا مگر احتیاطاً میں اٹھا اور کمرہ دیکھا اور باہر کمرہ کے بھی دیکھا کوئی شخص نہ ملا تو یقین کامل ہوگیا کہ یہ آواز غیبی ہے اور جناب مرزا صاحب مسیح موعود مہدی آخرزمان برحق ہیں صبح کو میں مولوی سید تفضل حسین صاحب کے مکان پر گیا ان سے رات کا واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا کہ واقعی تمہارا خواب بہت ٹھیک ہے انشاء اللہ بہت جلد تم عمدہ درجہ پر ہوگے اور بہت سی نصیحت کی باتیں بیان کیں جس سے میرا خیال خام جو اس سے پہلے تھا سوہ جاتا رہا اور عقیدہ درست ہوگیا اور مولوی صاحب نے نماز کے بارے میں ہدایت کی قاعدہ نماز کے بتلائے جس کی تعمیل میں نے کرنی شروع کی اور تا دم مرگ کرتا رہوں گا اور روز بلاناغہ مولوی صاحب ممدوح کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا رہا اور ان سے وعظ نصیحت وغیرہ سنتا رہا۔ میں مولوی صاحب ممدوح کا از حد درجہ کا شکرگذار و ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے چند کتابیں میری واقفیت کو بغرض نظر کیں کیونکہ میں آجکل بیکاری کی وجہ سے از حد سخت افلاس میں مبتلا ہوں جس کا حال سوائے خداوند عالم کے اور کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ . . . .

اب دوسرے خواب کا حال مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۴ء یوم جمعہ درمیان گیارہ بجے رات کے عالم رویا میں جو دیکھا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص عمامہ باندھے اور قبا پہنے نورانی صورت میرے پاس آئے جس سے مجھکو معلوم ہوا کہ یہ کوئی بزرگ مقبول خدا ہیں کیونکہ ان کے چہرے سے نور برستا تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ آؤ میں حسب ارشاد اٹھا وہ میرا ہاتھ پکڑ کے ایک سمت کو روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک شہر کے قریب پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شہر کے مینار و گلبند و کلس سبز سبز درختوں اور باغ دکھلائی دے رہے تھے جو ایسے خوشنما معلوم ہوتے تھے کہ میرا ہی جی جانتا ہے جن کی تعریف میں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ جو میری حالت اسوقت تھی سوائے خداوند عالم کے اور کوئی نہیں جانتا ہے میرے اور شہر کے درمیان ایک دریا صاف و شفاف پانی کا رواں تھا میں اور میرے ساتھی دریا عبور کرکے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کی سیر کرتے ہوئے ایک جگہ پہونچے جہاں کہ مجلس وعظ ہو رہی تھی ایک بزرگ نورانی صورت گندمی رنگ عمامہ باندھے ہوئے اور قبا پہنے وعظ کر رہے تھے میں اور میرے ساتھی اس مجلس میں جاکر بیٹھ گئے دل میں خیال کیا کہ دیکھوں اس مجلس میں میرا کوئی ملاقاتی بھی ہے یا نہیں جس سے یہ دریافت کروں کہ یہ کون مقام ہے اور یہ واعظ کون حضرت ہیں جب میں چاروں طرف دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ممبر کے قریب مولوی تفضل حسین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور مختلف جگہوں پر مولوی محمد صادق حسین صاحب وکیل اٹاوہ اور دیوان عبد الحمید صاحب اور ابن حسن یوسف علی اور بھی چند آدمی جنکو میں نے دیکھا تو ہے مگر نام معلوم نہیں چند دوست اور دکھلائی دیئے اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اسوقت کی حالت کچھ بیان نہیں کرسکتا ہوں، دل خود بخود خوش اور دل کو ایک قسم کی تازگی تھی اس حالت میں یہ غزل ورد زبان تھی جو میں کبھی نہ سنی تھی اور نہ لکھی ہوئی دیکھی تھی ؎

خدایا نشۂ عرفاں کرامت کن دماغم را
بموج بادۂ بیرنگ دریا کن ایاغم را
دلم از ظلمت عصیاں بشمع کشتہ میماند
بنور احمد مرسل فروغے دہ چراغم را

اور بہت سے اشعار تھے جو میں یاد نہ رکھ سکا جو تحریر کئے جاتے اور اب یہ غزل ورد زبان ہے غزل یہ ہے۔

میرے ہر دم دھیان میں تو ہے
دل میں رہتا ہے جان میں تو ہے
کونسی جا ترا نہیں ہے نشاں
لامکان اور کان میں تو ہے
گاہ سلطان وگہ فقیر غریب
ہر طرح تازہ شان میں تو ہے
لفظ معنی میں تو ہے جلوہ
میرے ہر دم میں دھیان میں تو
ہے یقین میں ترا اگرچہ ظہور
فی الحقیقت گمان میں تو ہے
تجھکو پوشیدہ کیوں کرے کوئی
ایک ظاہر جہان میں تو ہے

میں نے فجر کو مولوی سید تفضل حسین صاحب سے یہ خواب جاکر بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم ان کو دیکھو تو پہچان سکتے ہو میں نے کہا ہاں پہچان سکتا ہوں تب دوسرے روز حضور والا کی تصویر دکھلائی تو میں نے فوراً پہچان لیا لہذا اب ملتمس ہوں کہ مجھکو آپ اپنے خادموں اور غلاموں میں داخل کریں چونکہ اسوقت میری حالت کمزور ہے لہذا میں چندہ ایک روپیہ سال ادا کرتا رہونگا جسوقت مجھکو استطاعت ہووے گی میں سر کے بل حضور کے آستانہ پر گروں گا عریضہ ختم کرتا ہوں زیادہ حد ادب مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۴ء۔

مسائل

(۱) سر کے بال کتروانا مستفسر قاضی فتح حسین صاحب کوئٹہ حضرت اقدس کے موئے مبارک تو کانوں تک ہیں اور قریب ۱۰ سال سے میں نے آپ کے بال کترے ہوئے نہیں دیکھے حضرت مولوی نور دین۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبان اور نیز صاحبزادہ میاں محمود صاحب کے بال کترے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔

حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بال کترواتے تھے اور کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا اور نہ قرآن و حدیث میں اسکی ممانعت ہے۔

(۲) اگر کتا کپڑوں سے لگ جاوے یا کپڑوں کو سونگھ لیوے تو کپڑا ناپاک ہوتا ہے کہ نہیں؟ مستفسر ابو محمد حسین میانمیر۔

جواب ۔ اگر کتا پانی میں تر نہ ہو اور اس کا جسم خشک ہو تو کپڑے کے ساتھ لگ جانے سے یا اسکے سونگھ لینے سے کپڑا پلید نہیں ہوتا۔

یہ وہ دو صفحات ہیں جو کہ مئی میں ناظرین کو خالی پہونچے تھے اور ان کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

ملفوظات احمدیہ

جو تقریر حضرۃ اقدس علیہ السلام نے جناب احسن علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی تشریف آوری پر فرمائی تھی جس کا کچھ حصّہ البدر نمبر ۸ جلد ۲ میں شائع ہو چکا ہے اس کا بقیہ حصّہ تکمیل سے ذیل درج کیا جاتا ہے ⁕

دنیا میں یا اسی طرح یہ قاعدہ ہے کہ جب مثلاً کوئی مزدور بست کسی جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے اسی طرح پیغمبر یا رسول علیہم الصلوۃ والسلام دنیا میں آتے ہیں ان کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں ⁕

لیکن میں آنحضرت صلعم کو دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت اور کامل فخر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی ۔

آپ ایسے زمانے میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ بیدم کی طرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اس وقت رخصت ہوئے جب آپ نے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا اور توحید پر قائم کر دیا ۔ آپ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوۃ قدسی نہیں کر سکتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے طیار کئے تھے جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور حضرۃ مسیح کو ان کے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی اس سے بڑھ کر اور کیا ناکامی ہوگی ۔

حضرۃ موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور وہ ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اس کا فاتح ہوا مگر آنحضرت صلعم کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اس کو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے ۔ آپ کی روحانیت کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اس سرزمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لئے بت پرستی دور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی ۔ آپ کی نبوت کے سارے ہی پہلو اس قدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا

آپ ایک خطرناک تاریکی کے وقت دنیا میں آئے اور اس وقت گئے جب اس تاریکی سے دنیا کو روشن کر دیا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ اور آپ کی قدسی قوت کے کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ قصہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں پیچھے ہی رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان تمام کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں اس لئے سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں ۔ ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے اس وقت جبکہ مسلمانوں میں زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنیوالے پیدا ہو گئے تھے مجھے بھیجا ہے

تاکہ میں دکھاؤں کہ اسلام کے برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں ۔ اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انہوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے اور صدہا ایسے ہیں جنہوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے ۔

اور یہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایسا بین اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا ۔

جو میں دکھا سکتا ہوں

جس طرح پر یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے وہی افضل ہو گا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھ کر کرنیوالا ہو اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو ۔

اب اس محک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور مسیح کی کامیابی کو دیکھو ایک موقعہ مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اس نے طیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے ۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اس کو چھوڑ بیٹھے اور جو ان میں بڑا خاص تھے ایک تیس روپے کے لالچ سے اس کو گرفتار کرانے والا ٹھہرا ۔ اور دوسرا جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام قوم کو لیکر نکلتے ہیں مگر وہ اس قوم کو کجرو کہتے ہیں حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بات بات پر اعتراض کرنیوالے اور انکار کرنے والی قوم بھی یہاں تک کہدیا ۔ اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۔ مگر اس کے بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو دیکھو کہ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا دیا اور آنحضرت کی اطاعت میں ایسے گم ہو گئے تھے کہ وہ اس کے لئے ہر ایک تکلیف اور مصیبت کو اٹھانے کو ہر وقت طیار تھے انہوں نے یہاں تک ترقی کی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ ان کو دیا گیا ۔ پس صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئے اور وہ آپ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے بلکہ دریغ نہیں کیا ان کی نسبت آیا ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ

یعنی بعض اپنا حق ادا کر چکے اور بعض منتظر ہیں کہ ہم بھی اسی راہ میں مارے جاویں ۔ اس سے آنحضرۃ کی قدر و عظمت معلوم ہوتی ہے مگر یہاں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ صحابہ کرام ۔ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین ۔ آنحضرۃ صلی اللہ کی سیرۃ کے روشن ثبوۃ ہیں اگر کوئی شخص ان ثبوتوں کو ضائع کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ضائع کرنا چاہتا ہے پس وہی شخص آنحضرت صلعم کی سچی قدر کر سکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے وہ جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے ۔ اگر وہ کہے کہ میں آنحضرۃ صلعم سے محبت کرتا ہوں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہ سے دشمنی جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا سمجھتے ہیں اور ان سے دشمنی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی نبوۃ کے نشان کو توڑتے ہیں جب ایک ٹانگ ٹوٹ جاوے تو باقی کیا رہ جاتا ہے اگر

آپ اپنے سارے زمانہ رسالت میں دوچار آدمی بھی معاذ اللہ ایسے طیار نہیں کر سکے جو اعلیٰ درجہ کے باخدا انسان ہوں اور جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی روحانی تبدیلی کر لی ہو تو پھر آپ کی قوۃ قدسی کا کیا ثبوت رہ جاوے گا پھر اگر دوسرے لوگوں کے اعتراضوں کو دیکھا جاوے وہ جو اپنے کرتے ہیں تو پھر تو معاذ اللہ ایک بھی راستباز عملی آپکی تعلیم سے ثابت نہیں ہوتا۔ بیاضیہ خوارج حضرۃ علی کو مرتد کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کر لیا حالانکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا تھا اس اعتراض کا جواب شیعہ کیا دے سکتے ہیں اسی طرح پر بیاضیہ کے اعتراض ایسے ہیں کہ ان کو سنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے ادہر شیعہ ہیں کہ وہ شیخین کی ذات پاک پر شوخی کے ساتھ اعتراضات جمع کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ دونوں فریق خدا ترسی اور روحانیت سے کام لیتے تو ایسا نہ کرتے وہ دیکھتے کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہ کرام آپکے اعضاء ہیں جب اعضاء کاٹ دیے جاویں تو پھر باقی کیا رہ گیا جسم ناقص رہ جاتا ہے اور خوبصورتی بھی باقی نہیں رہتی۔

ان باتوں کو سن سن کر بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ اپنی اس قسم کی ہار دروئیوں سے بھی دشمنوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلتی ہیں بلکہ وہ اپنے ہاتھ سے اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی اندرونی کمزوریوں اور خرابیوں نے یہ ضرورت پیدا کی کہ خدا تعالےٰ اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لئے ایک سلسلہ قائم کر دیتا جو ان غلط فہمیوں کو دلوں سے دور کر دیتا۔

یہی غرض ہے میرے آنے کی

جو سعید الفطرۃ ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ یہ لوگ جو مسلمان کہلا کر صحابہ کرام کی ذات پر حملہ کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملہ کرتے ہیں اور قرآن شریف کی عزت پر حملہ کرتے ہیں غیر قوموں خصوصاً عیسائیوں کے بالمقابل ہمارا یہی زبردست دعویٰ ہے کہ آپکی پاک تعلیم اور صحبت نے ایسے اعلیٰ درجہ کی روحانیت پیدا کی اور بالمقابل مسیح کے حواری بھی درست نہ رہ سکے لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ بجز ایک یا دو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں کسی کی بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر ہم کو منہ دکھانے کی بھی جگہ نہیں رہتی۔ اس صورۃ میں ہم ان کے سامنے کیا پیش کر سکتے ہیں؟

قرآن شریف کی اس سے کیا عزۃ رہی ایکطرف تو ہم یہ مانتے اور پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہو چکی دوسریطرف اس کی تاثیرات کو یہاں تک ظاہر کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے سوا کوئی درست نہ ہو سکا اور جب اس پر ان اعتراضوں کو جمع کیا جاوے جو مخالف کرتے ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بھی درست نہیں ہوا بلکہ سارے مرتد ہو گئے اس عقیدہ کی شناعت کو خوب غور سے سوچو کہ اس کا اثر اسلام پر کیا پڑتا ہے آنحضرت صلعم کے تو یوں مخالف ہوئے اور قرآن شریف سے برخلاف اس طرح پر ہیں کہ کہتے ہیں کہ اصل قرآن شریف نہیں رہا جواب موجود ہے وہ محرف مبدل ہو گیا ہے اور اصل قرآن مہدی کسی غار میں لے کر چھپا ہوا ہے اب تک نہیں نکلتا۔ دنیا گمراہ ہو رہی ہے اور اسلام پر حملے ہو رہے ہیں مخالف ہنسی کر رہے ہیں اور خطرناک توہین کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں بقول ان کے قرآن شریف بھی نہیں ہے اور مہدی ہے کہ وہ غار سے ہی نہیں نکلتا۔ کوئی سمجھدار آدمی خدا سے ڈر کر ہمیں بتلاوے کہ کیا یہی دین ہو سکتا ہے اور اس سے کوئی آدمی روحانی ترقی کر سکتا ہے یہ محض فسانے اور خیالی باتیں ہیں حقیقت اور سچ یہی ہے کہ آنحضرۃ کو خدا تعالےٰ نے اعلیٰ درجہ کی روحانی قوت اور تاثیر کے ساتھ بھیجا تھا جس کا اثر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمت اسلام کی کی ہے اور جسطرح پر انہوں نے اپنے خون سے اس باغ کی آبپاشی کی ہے اس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ ان کی خدمات اسلام کے لئے نہایت ہی قابل قدر اور اعلیٰ درجہ کی ہیں اور جب خدا تعالےٰ کو دین میں سستی واقع ہوتی لگتی ہے اور کمی فہم یا مرور زمانہ کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہو کر یہ پاک دین بگڑنے لگتا ہے

اس وقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے جو اس کے بلائے بولتا ہے اور روح القدس کی تائید اس کے ساتھ ہوتی ہے

وہ ان غلط فہمیوں اور خرابیوں کو دور کرتا ہے جو عملی طور پر دین میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اپنے عملی نمونہ اور قدسی قوت کے ساتھ ایک نیا ایمان دنیا کو خدا تعالےٰ کی ہستی پر بخشتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا تعالےٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور شعائر اللہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہو کر بہائم کی سی سیرۃ اختیار کر لی تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اس کا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اس کا خاتمہ ہو گیا پس انسان کو ہر وقت خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہیے کھلی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ دن لے آتی ہیں جسکا اسے آسائش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کا خوف ہر وقت دلپر رہے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا رہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اس کی توفیق مانگے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے +

اس قدر تقریر اعلیحضرت نے فرمائی تھی کہ شیر علی صاحب نے بیتکلف سے ذیل کا سوال آپ سے پوچھا +

سوال۔ آپ کی طرف سے نبی یا رسول ہونے کے کلمات شائع ہوئے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور تحقیر کے کلمات بھی بعض اوقات ہوتے ہیں جن پر یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں +

حضرت اقدس۔ ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا۔ کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالےٰ نے مجھے باہر نکالا یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے اللہ تعالےٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اس کا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پرواہ کروں یا اللہ تعالےٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کو چھوڑنا اور اس کے کلام سے سرگردانی کرنا اس کو بہت ہی بُرا سمجھتا ہوں اور میں اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کر سکتا

دنیا اور اس کی ساری شان و شوکت اس جلیل کلام اور خطاب کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں۔

مین ان کی کبھی پرواہ نہین کرتا یس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے مین۔ **خدا تعالےٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤن** +

اسی مضمون کو اعلیحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر مین یون ادا کیا ہے +

حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ مین انبیاء و رسل یا صلحاء امت کی تحقیر کرتا ہون جیسے مین ابرار و اخیار کا درجہ سمجھ سکتا ہون اور ان کے مقام و قرب کا جتنا علم مجھے ہے کسی دوسرے کو نہین ہو سکتا کیونکہ ہم سب ایک ہی گروہ سے ہین اور الجنس مع الجنس کے موافق دوسرے اس درجہ کے سمجھنے سے عاری ہین +

حضرت عیسےٰ اور امام حسین کے اصل مقام اور درجہ کا جتنا مجھ کو علم ہے دوسرے کو نہین ہے کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اس طرح پر دوسرے لوگ خواہ امام حسین کو سجدہ کرین مگر وہ ان کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہین اور عیسائی خواہ حضرۃ عیسےٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہین بنا دین مگر وہ ان کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہین اور ہم ہرگز تحقیر نہین کرتے +

مشیر اعلیٰ۔ عیسائی خواہ خدا بنا دین لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہین اس صورت مین ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے +

حضرۃ اقدس۔ ہم بھی حضرۃ عیسےٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہین اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہین۔ اسیطرح پر حضرۃ امام حسین کی بھی جائز عزۃ کرتے ہین لیکن جب عیسائیون سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہین ہوتے جب تک حضرۃ عیسےٰ کو العیاذ باللہ خدا نہ کہا جاوے اسی لئے جو کچھ ان کی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو +

مشیر اعلیٰ۔ ان کے مقابلے مین اگر ان کی تردید کیجاوے تو یہ تو اچھی بات ہے مگر ایک اصول صحیح کو ان کی خاطر نہین چھوڑنا چاہیئے۔

حضرت۔ اصول صحیح وہ ہو سکتا ہے جسپر اللہ تعالےٰ قائم کرے ہم ان اصولون پر چلتے ہین جنپر ہمکو اللہ تعالےٰ چلاتا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتون کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہین لاتا + **تو مرنے کے بعد اس کی حقیقت کھل جائے گی** +

اور خود دیکھ لیگا کہ کون حق پر ہے +

میرے اس دعویٰ پر کہ مین امام حسین سے افضل ہون شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہین تو اس کا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ۔ پھر آپکے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ خدا تعالےٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ مین **افضل ہون** اور آنحضرۃ صلعم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہین اسیطرح آنیوالا محمدی مسیح۔ موسوی مسیح سے افضل ہے اس وقت آپ انکار کرین تو کرین لیکن موت کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہو جاوے گا اور پتہ لگ جاویگا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

مین اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہون تو مجھ سے بڑھکر کوئی جھوٹا نہین لیکن اگر کوئی میرے صدق کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اس کا معاملہ خدا سے ہے وہ میری تکذیب نہین کرتا بلکہ اللہ تعالےٰ اور اس کی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ کہتے ہین بطور مقلد کے کہتے ہین ذاتی بصیرت آپ کو نہین ہے لیکن مین جو کچھ کہتا ہون بطور محقق کے کہتا ہون اور **خدا تعالےٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہون**۔ مین خدا تعالےٰ کے مکالمات سنتا ہون ہر روز اس سے مخاطبات ہوتے ہین پھر مین ایک اندھا مقلد کی پیروی سطرح کرون۔

ہان

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے افضل یقین کرتا ہے اور اس کا کوئی الگ خدا ہے تو پھر مین دیکھ لون گا کہ **وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے اگر کوئی نشان نہین دکھا سکتا اور مین یقین سے کہتا ہون کہ کوئی بھی نہین دکھا سکتا تو پھر میرے لئے جو تحقیق کی راہ کھلی اس کا انکار کرنا نا مناسب ہے** +

یہ نری کہنے کی باتین نہین ہین میری زندگی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے جب مین براہ راست خدا تعالےٰ سے سنتا ہون **خواہ مجھے دوزخ مین ڈالدیا جائے یا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے مین اس کی بالکل پرواہ نہین کرتا۔**

مین کبھی اس امر حق کو نہین چھوڑ سکتا۔ مین نے ان نشانون کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو پہچانا ہے جن نشانون کے ساتھ آدم۔ نوح۔ موسیٰ۔ ابراہیم علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا۔ مین اب اس دامن کو کیونکر چھوڑ سکتا ہون اس دروازہ کو چھوڑ کر اور کسی جگہ مین کیونکر جا سکتا ہون +

براہین احمدیہ چوبیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعون کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اس کو کھول کر پڑھو کہ کس قدر نشان اس مین دئے گئے تھے اور وہ اس وقت دئے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم وگمان مین بھی وہ باتین نہ آ سکتی تھین کہ ایسا ہو جائیگا مثلاً اس مین لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایک وقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہون گے۔ دنیادار مقابلہ کرین گے مگر وہ اس مقابلہ مین ناکام رہین گے اور مین تجھے کامیاب کرون گا اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح پر نہین ہوا۔

جب براہین احمدیہ شائع ہوئی ہے تو سارے ملک مین کوئی آدمی نہین تھا کہ جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا لیکن اب دیکھ لو کہ کس قدر رجوع دنیا کا ہو رہا ہے اور اس ملک سے نکل کر امریکہ۔ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرۃ ہو گئی ہے کیا لوگون کو اس سلسلہ مین داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششین نہین کی گئین ہین کفر کے فتوے دئے گئے قتل کے مقدمے بنائے گئے جسطرح جس کسی کا بس چلا اس نے لوگون کو باز رکھنا چاہا لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اسیقدر زور و شور کیساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق مین اس کا نام پہونچگیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا اب ہمین کوئی جواب دے کہ کیا کوئی یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے کہ چوبیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرکے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہو جاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت مین کی جاوے کہ اس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہ ہو اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعوے کرنے والے کو چاہیئے کہ اس کی نظیر پیش کرے پھر اس براہین احمدیہ مین درج ہے +

یاتون من کل فج عمیق
ویاتیک من کل فج عمیق
اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا (الحکم)

۱۶ر اپریل ۱۹۰۴ء

طاعون زدہ کی نماز جنازہ

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک صاحب کا خط حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا جس میں راقم خط نے طاعون زدہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بارے میں استفسار کیا تھا۔ نیز طاعون کے مریضوں سے ہمدردی اور خبرگیری کے متعلق آپکا ارشاد چاہا تھا۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنازہ پڑھنا چاہیئے اور ہمدردی بھی کرنی چاہیئے لیکن شریعت کے حکم کے موافق اپنے بچاؤ کا بھی ضرور خیال رکھیں۔ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے اگر لوگ گھبرا کر ایک آدمی بھی شامل ہو جاوے تو کافی ہے سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی میت ہو کہ اوس سے تعفن اور بدبو آتی ہو تو چاہیئے کہ فاصلہ سے اوسکا جنازہ پڑہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ غائبانہ جنازہ پڑہنا بھی شریعت میں روا رکھا گیا ہے۔ تو آخر کسی مصلحت کی بنا پر ہے۔ اس لیئے خاص خاص صورتوں میں غائبانہ بھی ادا کر سکتے ہیں۔

رویہ فجر کے وقت فرمایا کہ ہمنے ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ ایک سڑک ہے۔ جسپر کوئی کوئی درخت ہے۔ اور ایک مقام دارہ (فقرا کے تکیہ وغیرہ) کی طرح ہے۔ میں وہاں پہونچا ہوں۔ مفتی محمد صادق میرے ساتھ تھے دو چار اور دوست بھی ہمراہ تھے لیکن اون کے نام اور وہ حصہ خواب کا بھول گیا ہوں آخر سڑک کے کنارہ آیا تو ایک مکان دیکھا جو کہ میرا یہ (سکونتی) مقام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چاروں طرف پھرتا ہوں۔ اوسکا دروازہ نہیں ملتا۔ اور جہاں دروازہ تھا وہاں ایک پختہ عمارت کی دیوار معلوم ہوتی ہے فجو (فضل النسا) سفید کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ اور اس کے ساتھ مجا (فضل) بھی ہے۔ لیکن فجے کی ایک انگلی پر خفیف سا زخم ہے جس سے وہ روتی ہے۔ فجے نے آکر ایک ستون جیسی دیوار کو صرف ہاتھ ہی لگایا ہے کہ وہاں ایک دروازہ بڑی پھاٹک کی طرح ایسے کھل گیا ہے۔ جیسے ایک پیچ کے دبانے سے بعض کل دار دروازے کھلجاتے ہیں۔ جب اوس دروازہ کے اندر داخل ہوا تو کسی نے کہا کہ یہ دروازہ فضل الرحمٰن نے کھولدیا ہے۔

متعدی امراض کے لگنے کے معنے

حدیث میں ایک کا مرض دوسرے کو نہ لگنے کے یہ معنے ہیں کہ بدون اذن الٰہی کے وہ مرض دوسرے میں سرایت نہیں کرتا۔

اسپر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے فرمایا کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نومسلم نے خواب میں دیکھا کہ طاعون کے کیڑے ہوا میں اڑتے ہوئے پھرتے ہیں اور وہ ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اس اثنا میں اون کیڑوں نے کہا کہ ہم ہوا میں تو ملے ہوئے پھرتے ہیں۔ لیکن بلا اذن اللہ تعالیٰ کے ہم کسیکو کچھ نہیں کہتے۔

دہونی وغیرہ کا ثبوت حدیث شریف سے

حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا کہ صحابہ کا دستور تھا کہ ہر روز عود وجرائیتہ۔ گوگل ولوبان قسط وغیرہ جلاتے تھے اہل اسلام نے اس عمل کو بالکل ترک کر دیا ہے حالانکہ اس سے بہت سے زہریلے امراض کا دفعیہ ہوتا رہتا ہے مسجد میں بھی دہونی دیجاتی تہی۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز اپنے کپڑوں کو تین بار عود کی دہونی دے لیتے تہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں ہے۔ کہ راتوں کو پانی کے برتن ڈھک رکھو اگر ڈھکنا نہ ہو تو ایک لکڑی ہی بسم اللہ کہکر برتن پر رکھدو۔ اور ہر ایک کام کو بسم اللہ کہکر شروع کرو۔ مگر آجکل ان باتوں پر عمل تو کیا ہنسی اور تمسخر کیا جاتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب تو یہ حال ہے کہ جمعہ کے دن بھی خوشبو وغیرہ نہیں لگاتے۔ تربد یا کسٹرائل پر جسقدر ایمان ہے اتنا بسم اللہ پر نہیں ہے۔

جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کی نماز پڑہ کر تشریف لیئے جا رہے تہے کہ آپکا ذہن مبارک طاعون کے علاج کیطرف منتقل ہوا اور الخبیثات للخبیثین کو مد نظر رکھکر آپنے تجویز فرمایا کہ آتشک وغیرہ کے زہر کے لیئے جو ادویہ سم الفار۔ دار چکنہ۔ رسکپور۔ شنگرف وغیرہ دیجاتی ہیں وہی طاعون میں استعمال کر کے تجربہ کیا جاوے۔ چنانچہ حکیم نورالدین صاحب سے آپنے ارشاد فرمایا کہ ان اشیاء کا جوہر اڑا کر اور کونین ملاکر گولیاں بنائی جاویں۔ اور مریضوں پر تجربہ کیا جاوے۔ ادویہ کے اجزاء اور ترکیب کو حکیم نورالدین صاحب کی رائے پر چھوڑ دیا گیا۔ یاد رہے کہ یہ نسخہ الہامی نہیں ہے۔

۱۷ر اپریل ۱۹۰۴ء

کامیابی کی موت کو موت نہیں کہا کرتے

لوگوں کے اس اعتراض پر کہ احمدی لوگ کیوں طاعون سے مرتے ہیں۔ فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی جنگوں میں تلواروں سے قتل ہو جاتے تھے۔ لیکن جب کامیابی ہو جاتی تو اونکی موت کو موت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور آخر نتیجہ یہ نکلتا کہ کوئی صحابی فوت نہیں ہوا۔ کیونکہ انجام پر اونکی تعداد بہت بڑھ گئی ہوئی ہے۔ فوت شدہ کی تعداد کو کوئی مناسبت ہی نہ رہی۔

موت سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جماعت کم ہو۔ اور جب جماعت زیادہ ہو جاوے تو پھر اوسکا نام موت کیسے ہوا۔ دیکھو کہ معترض کا فرقو عرب میں کوئی نہ رہا سب مر کھپ گئے۔ لیکن سب عرب صحابیوں سے بھر گیا۔ اسیطرح انجام پر دیکھ لیناکہ ہمیں کسقدر کامیابی ہوتی ہے۔

۱۹- اپریل ۱۹۰۴ء

الہام و رویہ

من دخلہ کان امنا

۲۰ر اپریل۔ قریب ۱۰ بجے "وہ زندگی کی فیشن سے دور جا پڑے ہیں"

فسحقہم تسحیقًا

رویہ ایک عورت قرآن پڑھ رہی تہی۔ اس سے اپنی جماعت کی نسبت تفاول کی نیت سے پوچھا کہ پہلی سطر پر اول کیا۔ لفظ ہے تو اوس نے کہا کہ عفو الرحیم۔ میںنے سمجھا کہ یہ جماعت کے لیئے ہے۔

۲۰ر اپریل ۱۹۰۴ء

شام کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلوس فرمایا۔ تو الہامات ذیل بیان کیئے

الہامات:- (دیکھو صفحہ ۸)

ء فجو یہ ایک خادمہ کا نام ہے

چیتے سے علم بھی پڑھا کر سچی معرفت کا حصول ہو سکتا ہے

(د) رسول کریم صلعم نے فرمایا اطلبوا العلم ولو بالصین پس اگر امیر کابل کو ملا[illegible] ذن نے انگریزی پڑھانے سے روکا تو اپنا ہی نقصان کیا +

(ہ) یسوع کو خدا سے وحدہٗ لاشریک کہنا بڑے تعجب کی بات ہے جبکہ باپ اور روح القدس اس کے ساتھ ملائے جاتے ہیں اور پھر ایسا کہ خدا کی لامحدود ذات کو محدود کیا جاتا ہے تو دنیا میں بھی لاشریک نہیں ہوا کیونکہ اس کے بہت سے بھائی بہن تھے +

(۶) "ازلی" ہم تو آپ ہی کے منہ سے سنتے ہیں کہ وہ یوسف نجار کے گھر مریم کے بطن سے پیدا ہوا پھر ازلی یہ معنی دارد آپ ہی کا اقرار ہے کہ اس نے صلیب پر موت پائی پس ابدی چہ معنے۔

"خالق" "جو دنیا میں اپنے لئے گھر بھی نہ بنا سکا" "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے اتنی جگہ بھی نہیں کہ وہ اپنا سر رکھ سکے +

"رازق" "غیر کے کھیت سے پھل توڑنے کی اجازت نہ دی جاتی"

"لازمانی" "سنہ ۱۹۰۴ء کس کی یادگار میں ہے ؟

"لامکان" "ناصرت میں کس نے پرورش پائی ؟

"منجی دارین" "مگر اسی صورت میں جبکہ خود صلیب کی موت سے محفوظ رہتا۔

"حشر ونشر اس کے اختیار میں ہے" "مگر ایک ذری [illegible] کا دل اس کے اختیار میں نہیں - چند یہودیوں پر تاب نہیں +

(۷) دو ہزار سال پورے ہو گئے تو اب تک بھی نہیں ہوئے پس یہ تقریباً لکھا گیا ہے دوسرا ایسا عقیدہ رکھنے والے تو دو ہزار سال سے ہی اس کے خدا ہونے کے معتقد ہیں

گویہ خیال فاسد عبد مین پھیلا ہو اے میرے خداوند کہنے سے بالکل یسوع کا خدا ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہتا ہے اے میرے صاحب! ایسا ہی ربی یعنی معلم نام بائیبل میں اس کے کئے حوالے دیتے ہیں +

(۸) "تیری بادشاہت آوے" کی دعائیں مدت العمر مانگی جاتی ہیں - اور آپ کہتے ہیں کہ بادشاہت ہی سے انکار کر دیا حالانکہ اس میں واہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہودی ایسا ہی بادشاہ بنانا چاہتے ہوں جیسا کہ صلیب کے موقعہ پر بنایا اور نمونہ تو پوچھا گیا تھا اس بات کا کہ کبھی یسوع کو بھی یہ موقعہ پیش آیا کہ اسے قوم کی طرف سے بادشاہت پیش کی گئی اس شرط پر کہ وہ اپنے دعوے سے باز آجائے اور پھر اس نے اس کو نا مقبول کیا ہو۔ ایسا نمونہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ آؤ میں نہیں بتاؤں کہ یسوع "اکیلا پہاڑ کو کیوں بھاگ گیا۔

بائیبل میں ہے کہ وہاں چند لوگوں نے سمجھا کہ یہ "وہ نبی" جو دنیا میں آنے والا تھا۔ مگر مسیح خوب جانتا تھا کہ میں "وہ نبی" نہیں (۲) لئے وہ پہاڑ کو چلا گیا کیونکہ اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہ سمجھا - اسے خوب معلوم تھا کہ "وہ نبی" حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہے جو "بادشاہ ہوگا" اور میں تو صرف جمالی رنگ میں بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں سمجھے آپ ؟ انصاف شرط ہے +

(۹) بیشک "وہ محمد" قابل حمد و ستائیش ہے جس کی پیروی سے انسان فرشتوں میں داخل ہو سکتا ہے - دور کیوں جاتے ہو - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا (۳) کی آخری جماعت (احمدی) کا نمونہ دیکھ لو - اور کسی اونٹ والے کا قصہ نہ پیش کرو - ورنہ ہمکو بھی پھر اس کے مقابلہ میں ان خونریزیوں کا حوالہ دینا پڑے گا جو پاپ اور صلیبی کے مدعیوں نے پچھلے زمانے میں دکھائیں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

۱۴ مارچ سنہ ۱۹ ء (احمدی گوجراتی)

کسر صلیب

سیر یورپ

ایک دیسی عیسائی نامہ نگار انگریزی اخبار کو لکھتا ہے کہ یورپ صرف برائے نام ایک براعظم ہے اور مجھے اس کے بڑے بڑے مہذب اور تعلیم یافتہ ملکوں کی حالت دیکھکر ۔ تاسف آیا درحقیقت دینداروں کی تعداد بہت ہی کم ہے ایک انگلیکن پادری نے بتلایا کہ لنڈن کے ۵ ، فیصدی لوگ کبھی گرجے میں داخل نہیں ہوتے جس کی آبادی ساٹھ لاکھ کے قریب ہے ، یہ بڑی تحقیق اور تدقیق کے بعد معلوم ہوا - اب لنڈن سے ہی تمام براعظم یورپ کی مذہبی حالت کا موازنہ کر لیں - کچھ بڑھتے ہوئے یہی نکلینگے جہاں تک مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا میں نے کوئی اس سے بہتر نہیں پایا - بلکہ اور جگہ تو اس سے بھی بدتر حالت دیکھی - کوپن ہیگن کو لیجئے کہ اس کی آبادی قریباً پانچ لاکھ کے قریب ہے اور اس میں ۲۷ گرجے ہیں جن کو میں نے دیکھا - اور عبادت بھی کی ہر ایک میں چھ سو سے آٹھ سو تک آدمی آسکتے ہیں لیکن ہم ہزار ہی فرض کر لیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ڈنمارک جیسے ملک کے دارالخلافہ میں صرف چالیس ہزار عیسائی ہیں اور وہ بھی خدا جانے کس کس غرض کے لئے ہیں اور باقی چار لاکھ ساٹھ ہزار ایسے ہیں جن کا کوئی مذہب ہی نہیں میں نے ایسے ایسے شہر بھی دیکھے ہیں جن کی آبادی بارہ ہزار کے قریب ہے مگر ان میں گرجا صرف ایک ہی ہے یا کوئی بھی نہیں ہندوستان کے یورپین کو ہی دیکھ لو اپنے مغربی بھائیوں کا ایک عمدہ نمونہ ہیں فرانس اور اٹلی جیسے کیتھولک ممالک میں صرف عورتیں ہی ہوتی ہیں جو کہ عشاء ربانی اور گناہوں کا اقرار کرنے جاتی ہیں - جہالت اور وہم پرستی خطرناک طور سے پھیلی ہوئی ہے خدا کا کلام ان ممالک میں ایک بند کتاب کی طرح پڑا ہوا ہے - مسیحیت برائے نام رہ گئی ہے طبیعتیں مادہ پرست ہو گئی ہیں دہریت ہر جگہ نظر آرہی ہے مشتری زہرہ زحل کی پرستش تو چھوڑ دی مگر تمباکو شراب ۔ شہوت پرستی اور دولت کی پرستش کرنی شروع کر دی پس نفسانی خواہشیں ان کا معبود ہیں اور وہی ان کا اللہ ہو گئیں ہیں بخلاف ہند کے باشندے کے یورپین قدرتاً لا مذہب ہوتا ہے - آب و ہوا ہی اسے ایسا بنا دیتی ہے - بچپن سے ہی اسے یہ دھن لگ جاتی ہے کہ سردی اور بھوک کی تکالیف کا کس طرح سے مقابلہ کیا جاوے - اور کس طرح زندگی کی ضروریات اور آسائشیں بغیر ذرا سی تکلیف کے مہیا ہو جائیں اس حالت میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جب کہا جاتا ہے کہ یورپ سے کوئی مذہب نہیں نکلا یہ حقیقت الامر یہی کہ یورپ کسی مذہب کا زاد بوم نہیں ہوا اس میں نکتہ یہ ہے کہ آب و ہوا کی شدت اور پیداوار کی قلت کی وجہ سے بیچارے یورپینوں کی زندگی کے گہرے اصولوں اور روحانیت کے پیچ در پیچ معاملات میں سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا ۔ بخلاف ایشیا کے جہاں کی پیداوار کے افراط اور موسم کی خوشگواری کے باعث بیٹھکر سوچنے کا خوب موقع ملسکتا ہے

(ماسٹر محمد دین قادیان)

رعایتی قیمت

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اسوقت خصوصاً کیا ضرورت در پیش ہے

ہماری مقامی اخبارات میں شایع ہو چکا۔ اور قوم پڑھ چکی ہے۔ کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا۔ اور رائے میں لکھا۔ کہ وہ اگلے مہینہ میں ایک دفعہ پھر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصوں کی تلافی ہو جانے کے بعد جو رائے بک میں انکی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے۔ منجملہ ان نقصوں کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے۔ اور انکی تلافی پر زور دیا ہے۔ چند کمروں کا زیادہ کرنا ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک استاد کے آگے ایک میز اور ایک کرسی ہونی چاہئے۔ وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے۔ اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے۔ اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجائے اور قابل غور یہ امر ہے۔ کہ اگر مدد میں یا جلدی مدد کرنے میں سہل انگاری کی جائے۔ تو کسقدر ضرر کا احتمال ہے۔

سردست **پانسو روپے** کی ضرورت ہے۔ اور یہ رقم بڑی اور **زندہ قوم** کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ اگر ایسا ہو کہ **سیالکوٹ** کی جماعت ایک سو اور لاہور کی جماعت ایک سو اور **کپورتھلہ** کی جماعت کم از کم پچاس اور **گوجرانوالہ** کی جماعت پچاس۔ اور **حیدرآباد دکن** کی جماعت ایک سو بھیجدیں۔ اور اسیطرح دوسرے **شہروں** کی بھی **استطاعت** کیموافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور سے کام ہو جاتا ہے۔

امید ہے۔ کہ ہمارے مکرم معظم **دوست** اور خدا تعالی کے **انعامات** خاصہ کے مورد احباب جن کے اسماء گرامی ذیل میں ثبت ہوتے ہیں۔ **خصوصاً** اس طرف توجہ مبذول فرمائینگے۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے۔

شیخ **رحمت اللہ** صاحب۔ منشی **تاج الدین** صاحب۔ سید **محمد حسین** صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مرزا **یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حکیم **محمد حسین** صاحب قریشی شیخ **نور محمد** صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ منشی **محمد نواب خان** صاحب تحصیلدار صاحب۔ گوجرات۔ خواجہ **جمال الدین** صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں۔ خصوصاً منشی **عبد العزیز** صاحب ماسٹر شفاخانہ میرٹھ۔ **محمد اسمعیل** صاحب منشی میرٹھ۔ شیخ **عطاء محمد** صاحب سب اوورسیر ایبٹ آباد ہزارہ۔ شیخ **نور احمد** صاحب بلیڈر ایبٹ آباد ہزارہ۔ منشی **عزیز بخش** صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازی خان۔ بابو **غلام احمد** صاحب انسپکٹر۔

ڈاک مسانجات گلگت۔ اگر یہ بزرگ نامبردہ معقول رقمیں عنایت کرینگے۔ تو امید ہے۔ ان شاء اللہ تعالی۔ گدائی کا دامن زیادہ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔ امید ہے۔ کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہو سکے۔ خدا تعالی کی راہ میں قدم اٹھانے سے کوتاہی نہیں کرینگے

المعلن خاکسار عبد الکریم قادیان

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ میاں نور احمد صاحب نور فنیان حضرۃ مولنا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانے کیواسطے مخدومی و مکرمی حضرۃ مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تھی۔ اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چھوٹی سی خدمت میں بڑی سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاویگی۔ تعمیر مکان کا کام شروع بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ سوائے ان رقوم کے جن کا ذکر اس تحریک میں بھی کیا گیا تھا۔ صرف ۵۰ کی رقم جسمیں بڑا حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب عطا محمد صاحب اوورسیر ایبٹ آباد کا ہے۔ وصول ہوئی ہے۔ جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے۔ ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے۔ اس کے بھی برباد ہونے کا اندیشہ ہے اس کے لئے ضرورۃ ہے۔ اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ بہت جلدی جس قدر ہو سکے روپیہ بھیجکر اس کام کے سرانجام دینے میں مدد دیں۔ اور رقم مطلوبہ کو جس کا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہے۔ پورا کر دیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس سلسلہ میں آئے دن۔۔۔ دینی کاموں کیلئے چندوں کی تحریک ہوتی رہی ہے۔ اور ابھی اسکے ساتھ ہی میں خود ایک اور تحریک بھی کرتا ہوں۔ لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ دینی خدمات کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکھتے ہوں۔ وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ لیں۔

رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۲۵۔ شیخ عطاء محمد صاحب ۱۵۔ چندہ معرفت ماسٹر عبد الرحمن صاحب ۳۔ منشی محمد صادق صاحب ۱۰

مولوی شیر علی صاحب عہ۔ میاں نواب الدین صاحب ۸۔ سید محمد علی صاحب نے علاوہ عہ چندہ کے ایک کوٹھڑی کی چھت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے۔

مولوی امام الدین صاحب مدرس گولیکی عمر۔ بابو شاہدین صاحب گولڑہ عا۔ میاں خیر الدین صاحب گارڈ و عبد العزیز صاحب کوہاٹ للعہ۔ منشی نذیر الدین صاحب ہاموصر

۲۹ مئی ۱۹۰۴ء

توسیع اشاعت

مصروفیت کی وجہ سے ابھی تک ہم ان احباب کے نام معلوم ..... نہیں کر سکے۔ جنہوں نے البدر کی خریداری سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ حتی الوسع جلد تر معلوم کر کے شائع کیا جاویگا

(۱) مولا بخش صاحب عرضی نویس کچہری سیالکوٹ۔ سید برکاۃ النبی صاحب سانبھر۔ محمد کرم الہی صاحب بٹالہ۔ بابو نبی بخش صاحب۔ شملہ۔ بابو غلام محمد صاحب عبد اللہ بہادری ایک ایک خریدار البدر کو عطا فرمائے ہیں

(۲) مولوی محمد اسمعیل صاحب ناترگری سے البدر کے اجرا کی درخواست ارسال کرتے ہیں

رسید زر لغایت ۲ جون ۱۹۰۴ء

ممتاز علی خان صاحب بریلی یادگار مرحوم عا
ممتاز علی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امانت عا
شیخ محمد رمضان صاحب۔ ازلودہراں للعہ
محمد شریف صاحب از سوابی عا
میاں عبدہ خلیفہ صاحب منی پور عا
میاں نور محمد صاحب منی پور عا
حکیم محمد لیس صاحب جالندھر للعہ
بابو عطا محمد صاحب سیالکوٹ عا
میر محمد اسمعیل صاحب۔ لاہور عا
الیس بین۔ احمد صاحب جکبرتو عا
مولوی عبد الحنان صاحب پشاور عا
چوہدری حسین بخش راولپنڈی عا
ملک فتح خان گوجرانوالہ ے
ودھان خان صاحب گوجرانوالہ عا
حافظ محمد یوسف وزیر آباد عا
حافظ غلام محمد پیر کے عا
مستری فیض احمد جموں عا
بابو اصغر علی صاحب لائلپور عا
عمر الدین وغیرہ صاحبان پنڈی بھٹیاں عا
روشن دین معرفت منشی نظام الدین صاحب افریقہ عا
جان محمد صاحب جہلان عا
سلطان احمد رجوعہ عا
چوہدری کالا متقابل عا
میر اعجاز حسین عا
غلام احمد صاحب گیام عا

اطلاع

نمبر ۲۲ و ۲۳ لغایت ۱۶ جون بھی انشاء اللہ تعالی عنقریب خدمت میں پہنچکر کمی کو پورا کر دیگا (ایڈیٹر)

* یہ رقم امانت دار دی گئی ہے

خطبہ عید اضحیٰ

جو کہ حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء کو پڑھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَوَصّٰی بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

ہر ایک قوم اور گروہ میں وہ خواہ پہاڑی ہوں یا جنگلی یا دریائی ہوں یا شہری متمدن ہوں یا نہ ہوں۔ پھر ہر ایک ملت و مذہب میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی نہ کوئی دن اجتماع کا مقرر ہے دور دراز بلاد کے جو لوگ ہیں انھوں نے بھی سال میں کوئی نہ کوئی دن ایسا مقرر کیا ہوا ہوتا ہے جسمیں وہ ایک جگہ اکٹھے ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فطری امر ہے۔ بعض نے اس اجتماع کے موقعہ پر تجارت کا ساتھ لگا کر اس کا نام منڈی رکھدیا ہے۔ کسی نے بت پرستی کے سامان مہیا کر کے پرب پکارا ہے بعض نے مذہبی یا قومی اغراض کو مدنظر رکھکر کانفرنس وغیرہ نام رکھا ہے۔ غرضیکہ قوم کا اجتماع ہوتا ہے اور اسکے اغراض متفرق ہوتے ہیں اسی فطرتی تقاضا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اسلام میں دو دن اجتماع کے مقرر کیے ہیں جنمیں سے ایکدن آجکا ہے جہاں اسلام نے ہر ایک شے میں الٰہی عظمت جبروت اور جلال کو مقدم رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید تعظیم اور حمد و ثنا کا سامان مہیا کرنا چاہا ہے ویسے ہی اس آج کے دن میں بھی ایک عظیم الشان اتقاء تعلیم کی ہے۔ ہر ایک انسان اپنی جگہ غور کرے کہ وہ دوسری مخلوق کی طرح ایک مخلوق ہے اگر اسے قویٰ میں تو حیوانات وغیرہ میں بھی ہیں ہاں انسان پر یہ بڑا فضل کیا ہے کہ دوسری تمام مخلوق کو اسکے تابع کیا ہے جیسے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی سب شے تمہارے کام میں لگا دی ہیں۔ دیکھو جس ذریعہ سے میں بولتا ہوں اگر ہوا اور کان نہ ہوتے تو میرا بولنا لغو ہوتا لیکن یہ اس کا فضل ہے کہ اسکے اور اسکے رسولوں کی پاک باتیں ان ذرائع سے ہم سنتے ہیں ہوا ایک ایسا ذریعہ بنا دیا ہے جس سے ہم امام بزرگ مصلحین اور اسکے پیاروں کی کلام سن لیتے ہیں۔ کسقدر لوگ یہاں جمع ہیں ہر ایک کی آنکھ اٹھتی ہے کہ بولنے والے کو دیکھ لیویں لیکن اگر روشنی نہ ہو تو پھر دیکھو کسقدر تکلیف ہے۔ جانوروں کے ذریعہ کیسے کیسے لباس اور کپڑے بہم پہنچتے ہیں اسیطرح ہر ایک شے کو جب بغور دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ تمہارے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا.... تو ہمھی شیر درندوں وغیرہ کو ہم پر مسلط کر دیتا اور وہ پھاڑ پھاڑ کر کھاتے لیکن اُسنے انکو ایسا ہمارے قابو میں کیا ہے کہ اگر پکڑ کر خون بہا دیویں تو عذر نہیں کر سکتے۔ کیسے کیسے وحشی درندے اور پرندے ہیں جن سے ہم کام لیتے ہیں حتیٰ کہ ملائک پر بھی اُسکا تصرف ہو جاتا ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ یہ قربانیاں جو ہم کرتے ہیں یہ اُس شکریہ کا نشان ہے کہ خدا نے ہمیں ان جانوروں پر فضیلت دی اور انکو ہمارے دست تصرف کے نیچے اسطرح سے رکھا ہے کہ وہ اُف نہیں کر سکتے اس قربانی کا پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا ہے انکو اولاد کی ضرورت تھی ایک ہی بیٹا تھا اللہ جل شانہ کا اشارہ پاکر آپنے اُسے قربان کرنا چاہا۔ اُسکی یادگار میں خدا تعالیٰ نے یہ دن رکھا کیونکہ بیرونی اشیاء کا اثر قلب انسانی پر پڑتا ہے اور اس سے یہ خیال یا مقصود ہے کہ تم ماں و مال کو خدا کی راہ میں ایسا بہا دو جیسے ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے عذر نہ کیا۔ نیز فلسطین میں انسانی قربانی کا رواج تھا اور فلسطین لوگ ابراہیم علیہ السلام کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ابراہیم علیہ السلام نے ابراہیم بیٹے کو اسطرح تو نہ کیا بلکہ دیکھو تمہارے لیے بیٹے کیوں کسی نے اگر انسانی قربانی کی ہے تو اسکا ابتدا اسطرح ہوا ہوگا کہ ایک رویا اسے ہوئی ہو جیسے ابراہیم کو ہوئی مگر اسکی تہ میں تو یہ تھا کہ انسان کے بدلے میں بکری وغیرہ ذبح کیا جاوے۔ اسلیے فرمایا کون ہے جو منہ موڑ لیوے اس مذہب و ملت سے جسطرف ابراہیم جھکے ہوئے تھے ہمنے اُسکو دنیا میں بڑا برگزیدہ کیا نامور کیا مال و دولت بھی دی پھر حکومت اور سلطنت بھی عطا کی انکی اولاد میں سے انبیا و رسول اور بادشاہ بنائے انبیا ہوئے تو کیسے کیسے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بادشاہ ہوئے تو ایسے کہ جیسے داود و سلیمان اور قریشوں کے گننے ہی آخر ابراہیم کی اولاد میں سے ہوگا۔ ہمارے محسن اور امام مجدد کو بھی ابراہیم کے نام سے تعلق ہے کہ آپ کا نام غلام احمد ہے یہ سب باتیں ابراہیم علیہ السلام کو کیسے ملیں صرف اسلیے کہ وہ خدا کا ایک فرمانبردار بندہ تھا جب اُسکے رب نے اسے اَسْلِمْ کہا تو اسنے اُسوقت اَسْلَمْتُ کہا تو یاد رکھو کہ خدا کا فرمانبردار ہونا ایک عجیب گُر ہے مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ اسکی زندہ نظیر قادیان کی بستی دیکھو کہ اس کی کس بات نے تمکو پروانہ کی طرح یہاں لا بٹھایا ہے وہ یہی صرف خدا کی فرمانبرداری ہے یہی ایک گُر ہے جس سے فارغ البالی صحت بدنی۔ اور خدا کی رضا کو تم حاصل کر سکتے ہو۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا کہ اَسْلِمْ تو اُس نے دریافت نہ کیا کہ کس بات میں میں فرمانبردار ہوں بلکہ فوراً جواب میں کہا کہ میں فرمانبردار ہوں۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات میں عافیت اور بہتری اُسکے نزدیک ہو وہی اولاد کے لیے پسند کرتا ہے اسلیے ابراہیم نے بھی اپنی اولاد کے لیے یہی وصیت کی یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تمکو موت ایسی حالت میں آوے کہ جب تم خدا کی فرمانبرداری میں ہو پھر آپ کے پوتوں سے بھی یہی سوال ہوا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ کیونکہ فرمانبرداری تو ہر ایک کرتا ہے کوئی نفس کی کوئی رسم و رواج کی۔ کوئی محلہ والوں کی۔ کوئی حاکم کی کوئی معشوق کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادہ ہر ایک کے اندر ہے مگر ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے باپ کی اتباع سے یہ امر دریافت کرنا چاہا کہ انکی اولاد کی عبادت کا میلان کسطرف ہے اسلیے دریافت کیا کہ تم کسکی فرمانبرداری کرو گے انھوں نے

اب بیا الٰهک وَاِلٰهَ اٰبَآءِکَ یعنی تم تیرے رب کی فرمانبرداری کرینگے۔ دنیا میں بہت قسم کے مجاہدے ہیں لیکن خدا کی فرمانبرداری سب سے بڑا مجاہدہ ہے کفر کے فتوے اسی سے لگتے ہیں ہمارا تاکید کی ہے کہ جب کھانا کھاؤ تو اول سوچو کہ کس کے حکم سے کھانے ہو پانی پیو تو سوچو کس کے حکم سے پیتے ہو اور اگر اسے معمولی بات خیال کرتے ہو تو کھول دو کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کو صیغہ امر میں رکھنے کا کیا فائدہ ہے اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہ قول اول ابراہیم کا ہے پھر ہمارے نبی کریم کا اب تم اپنے نفسوں میں ٹٹولو کہ تمہاری عبادت۔ بول چال۔ ہنسی۔ رونا۔ معاملات اور موت اور زندگی وغیرہ کیا سب اللہ کے لیے ہے یہی مجاہدہ ہے کہ سب کام خدا کے لیے ہوں انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ ایک پرندے کا جانور سے تم اگر پیار کرو تو اسکی کوئی نہ کوئی بات تمھارے اندر آجاوے گی ایک حاکم سے محبت کرو تو اسکی کسی رنگ یا بات کا اثر تم پر ہو جاوے گا پھر خدا سے کلام کر کے انسان ان تجلیات سے کیسے محروم رہ سکتا ہے جو اسکی ذات میں موجود ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب خدا کسی سے پیار کرتا ہے تو اسکی محبت کی اطلاع ملائکہ میں سے جبرئیل کو دیتا ہے وہ پھر اپنی جماعت کو اور اسطرح سے ملائکہ میں ہوتی ہوئی اسکی قبولیت دنیا میں ڈالی جاتی ہے۔

دنیا میں اختلافات ہوتے ہیں جیسے تم دیکھتے ہو کہ سب کی پگڑیاں الگ ہیں۔ رنگ۔ خو۔ بو۔ ہر ایک کی تم میں سے الگ الگ ہے مگر باوجود اس اختلاف کے ایک وحدت بھی تم لوگوں میں ہے جسے یہاں لا بٹھایا ہے اور دوستوں یاروں عزیزوں اور خویش وغیرہ کی محبت کو ترک کر کے یہاں آگئے ہو ورنہ یہ عید کا دن ہے ہر ایک کا جی چاہتا ہے کہ اپنے بال بچوں میں ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اختلاف طبائع اختلاف آب وہوا۔ طریق تعلیم وغیرہ کے پھر بھی ایک قوت انسان میں ہے جس سے وہ وحدت میں آسکتا ہے پس تمکو چاہیے کہ باوجود اختلاف کے ایک وحدت اپنے اندر پیدا کرو خدا واحد لاشریک ہے اسلیے وہ وحدت کو پسند کرتا ہے جب یہ نہیں رہتی تو وہ قوم گھر محلہ سب تباہ ہو جاتے ہیں۔ ہماری نماز۔ جماعت۔ کتاب سب میں وحدۃ موجود ہے اور اب ایک وحدت یہ ہے کہ امام بھی ایک ہے پس باوجود اختلاف کے وحدۃ نہ چھوڑنا حدیث میں ہے کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے میرا خیال ہے کہ وہ ہماری ہی جماعت ہے کیونکہ ایک امام ہے جس کے جھنڈے کے نیچے ہم سب ہیں ہمارے مخالف وحدۃ کا یہ نمونہ دکھا نہیں سکتے کیونکہ انکی نہ کوئی جماعت ہے نہ ایک امام ہے۔ خداتعالے فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وحدت کی دو قسم ہیں ایک شخصی کہ زبان اور دل اور کلام ایک ہو اور ایک وحدۃ قومی کہ مطالب واغراض وہاں الگ الگ ہوں مگر جب وحدۃ کا موقع ہو تو سب ایک ہوں سب سے زیادہ وحدت ہم میں ہونی چاہیے کہ ایک ہمارا مطاع موجود ہے نمونہ موجود ہے اگرچہ دوسرے مسلمان قبلہ۔ نماز۔ روزہ۔ اکل وشرب میں ہمارے شریک ہیں مگر ان باتوں میں ہرگز نہیں بس چاہیے کہ قرآن شریف کی تعلیم اور امام کے بتلائے ہوئے نمونوں میں ہو کر اس وحدۃ کو حاصل کرو تو خدا کا انعام جو وحدت پر انسان کو ملتا ہے وہ تمھیں ضرور ملکر رہے گا۔

جس طرح ہر کھیت میں تخم ریزی کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اگر اسوقت بیج ڈالا جاوے تو کھیت بارآور برگ وگل پیدا کرتا ہے اور بیوقت ڈالنے سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسے ہی تم سوچ لو کہ خرچ کرنے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے اسوقت اگر مال یا جان خرچ کیے جاویں تو عنداللہ مقبول ہوتا ہے ورنہ ضائع جاتا ہے۔ مشکلات تو ہر ایک کو ہوتی ہیں لیکن کیا تم میں سے ہی نہ تھے کہ جنھوں نے دین کیلحاظ جانیں دیں حالانکہ اب صرف مال کی ضرورت ہے جس کا درجہ جان کے بعد ہے بس یہ ایک مناسب وقت مال کے خرچنے کا ہے اگر یہ گذر گیا تو پھر کروڑوں خرچ کر کے تمکو وہ ثواب نہ ملے گا جو کہ اسوقت کے ایک پیسے سے حاصل ہو سکتا ہے خداتعالی تو محتاج نہیں ہے وہ غنی ہے لیکن اپنے فضل سے وہ انفاق کا ایک موقع دیتا ہے کہ تم اسکے انعام حاصل کرلو اور اسلیے قربانیاں بھی انفاق میں شامل ہیں لیکن اس امر کا منتظر رہنا چاہیے کہ اسقدر روپیہ ہو گا تو دینگے بلکہ وقت پر جو موجود ہو اُسے صرف کرو۔

اس وقت قلم کا جنگ ہو رہا ہے اسلیے تصانیف میں اور یہاں پر اکٹھا ہوتے ہیں اور یہاں کی دوسری ضرورتوں میں خرچ کرنیکے مواقع بیحد ہیں اگر یہ ہاتھ سے گئے فضل کے پھر ہاتھ نہیں آسکتے ایک شخص خالد بن ولید بڑا فتح کنندہ ہے اسکا ایک دفعہ ایک صحابی سے جو کہ مہاجر تھا تکرار ہوا۔ جیسا کہ قرآن شریف سے کئی مقامات پر سابقون اور مہاجرین کی فضیلت بار بار آئی ہے۔ اس ابن صحابی کو خالد پر ترجیح دیکر...... اس کا باعث صرف یہی تھا کہ اس صحابی نے عسر کے وقت مکہ میں رفاقت کی ہوئی تھی قربانیاں دیجاتی ہیں اور خون بہائے جاتے ہیں حالانکہ اسقدر گوشت کو لوگ کھا نہیں سکتے مکہ میں یہ دفن کر دیے جاتے ہیں اس سے یہ سکھلایا جاتا ہے کہ انسان کو کسقدر سخاوت کرنی چاہیے اور کیسے موقعہ پر صرف کرنا چاہیے۔

انفاق کے موقعے اسوقت یہاں کتابوں کی چھپائی مہمانوں کا خرچ۔ حضرت صاحب کے اقوال کی اشاعت (جس سے مراد اخبار ہو سکتے ہیں) اور مدرسہ کا خرچ ہیں۔ بہت لوگ ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کیا ہے اور ہم کیا دے سکتے ہیں مگر صحابہ میں سے ایسے تھے جو صرف ایک مٹھی بھر جو دیا کرتے تھے اور آخر اُسی نے انکو بادشاہ بنا دیا۔ یہ ایک وقت ہے کہ تم سے صدقہ طلب کیا جاتا ہے پھر وہ بھی وقت آنے والا ہے کہ کوئی تم سے لینے والا نہ ہو گا اور تم چاہوگے کہ کوئی لیوے۔

معاصی سے بچنے کے لیے دعا کرو۔ پانچ وظائف میں جو حضرت صاحب نے بتلائے ہیں پہلے انکو دیکھو تا کہ تمکو خدا سے طاقت ملے ایک استغفار جس کے معنے خدا سے حفاظت طلب کرنے کے ہیں دوسرے لاحول یعنی خدا سے توفیق اور مدد مانگنا تیسرے درود شریف چوتھے الحمد شریف جو کہ قرآن کا متن ہے اور جسے نماز میں پڑھنا چاہیے پانچویں قرآن شریف۔ ان میں لوگ بڑے سست ہیں چاہیے کہ انکی کثرت ہو۔ وحدت کو مضبوط کرو اس سے خدا کا وہ فضل نازل ہوتا ہے جو ابراہیم پر ہوا۔ اسی کی طرز اختیار کرو۔ خداتعالیٰ سب کو توفیق عملدرآمد کی دیوے۔ (آمین)

اصلاح نسواں

ضلع گوجرات پنجاب ہماری ایک احمدی بہن نے ایک خط کے ذریعہ یہ تجویز فرمایا ہے کہ البدر میں ایک کالم خاص عورتوں کے لیے کھولا جاوے۔ اور اس خط کا جواب ایڈیٹر سے بھی طلب کیا ہے۔ وہ خط انشاءاللہ کا جواب مفصل انشاءاللہ آئندہ نمبروں میں درج ہوگا۔ وہ اس آنہا میں دعا میں مصروف رہیں کہ خداتعالی اس دینی خدمت بجالانیکی توفیق بحث نیت کیساتھ انکو عطا فرماوے اور بجائے جلدی کے صبر وتحمل سے کام لیں۔ (ایڈیٹر)

اخبار نور افشاں کا بیجا دعویٰ

ناظرین پر مخفی نہ ہوگا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۴ء کے پرچہ البدر میں اڈیٹر صاحب نے مرض طاعون کو عام ہمدردی کا ایک معیار ٹھیرا کر یہ ثابت کیا تھا کہ "طاعون کا فیصلہ اسلامی ہمدردی کے حق میں ہے" اسپر اخبار نور افشاں مورخہ ۳ جون ۱۹۰۴ء کے اڈیٹوریل نوٹس میں ایک مضمون بعنوان "البدر کی غلطی" یسوع کی الوہیت کیطرح بھدا اور انجیلی الفاظ کی مانند بے معنے شائع کیا گیا ماحصل اس تمام تحریر کا یہ ہے کہ اول تو اسلام میں "قتل کرڈالنا ثواب ٹھیرایا گیا ہے" "اور اگر کسی قسم کی ہمدردی ہے بھی تو یہ صرف مسیحیوں کا نمونہ ہے اور بس" یہاں تک تو دونوں اڈیٹروں کے مقولات ہیں اب رہا فیصلہ اس کے لیے بہت دور دراز کی مثالوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مسیحیت میں اعلیٰ ہمدرد یسوع اور اسکے شاگرد ہیں بھلا کیا فائدہ کہ مسیحیوں میں سے پادری ب اور پادری الف کے نامناسب مقدمات اور ناجائز کارروائیوں کو نے بیٹھیں یا پادری ب کتب فروش ج کے معطل اور قید ہونے کی مثلیں نکلوا کر بڑے بڑے سفید ریش بزرگوں کی شہادتوں پر جرح کریں۔ کیا یسوع اور اسکے شاگرد کی لائف ہمارے لیے کافی نہیں آؤ چند منٹ کے لیے ہم سب ان کے حالات پر غور کریں۔ میں ہرجگہ رعایت اور تعصب سے کام نہیں لیتا اور پکار کر کہتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ میں یسوع کی ہمدردی کی مثال نہیں ملتی کون ہے وہ شخص جسنے کبھی اپنی ماں کو "اے عورت تجھے مجھسے کیا کام" کہکر پکارا ہو اور ماں بھی ایسی ہو جب ایکدفعہ بچپن کے ایام میں یہی بچہ عید فسح کے موقعہ پر یروشلم میں گم ہوگیا تو دونوں میاں بیوی "اسکی تلاش ہر کہیں کرتے پھرے" اور آخر سفر اور ماندگی کے بعد "اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُنکی سنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا" یہی ماں نہایت جوش محبت میں کہہ اٹھی "اے بیٹے کسلیے تونے ہمسے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے" مگر اس ہمدرد نے جھٹ پٹ یہ جواب دیا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے" کیا ماں باپ کا یہی ادب ہوا کرتا ہے سو جب ماں باپ کیساتھ یہ سلوک ہے تو دوسرے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کب ہوگی ......

....

علاوہ والدین کے یہودیوں کو گو نابکار حرامکار وغیرہ ہمدردی کی رو سے کہا گیا مگر وہ تو اب بھی منتظر ہیں کہ جب کبھی خداوند صاحب اپنی آسمانی نشستگاہ سے اس عالم اسباب میں نزول فرمائیں اُسی وقت ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کسی مقدس مسیحی جج کی عدالت میں آنجناب کی ذات مبارک پر دائر کردیجائے ان عقل کے دشمنوں کے نزدیک یہ الفاظ عام تہذیب سے گرے ہوئے ہیں اور انکی دلی خواہش ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے بہت جلد اس امر کا فیصلہ ہوجاے۔

ہمدردی میں دوسرے درجہ پر شاگرد ہیں انکی ہمدردی کا موازنہ ÷ دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست ÷ در پریشاں حالی و درماندگی ÷ کے مطابق خوب ہوسکتا ہے۔ تمام زندگی میں ایک ہی مصیبت یسوع صاحب پر وارد ہوئی اور اُس نے نہایت اضطراب کی حالت میں ان شاگردوں سے کہا "میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے تم یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو" لیکن ان ہمدردوں نے ایسے مربی و محسن کی جسکو وہ آسائش کے وقت خداوند خداوند کہا کرتے تھے ذرا پروا تک نہ کی اور اُسنے انھیں سوتے پاکر "پطرس سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے" مگر کون جاگے "اور اُس نے آکے پھر انھیں سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں" یہ تو سبکا حال ہے لیکن ان میں سے پطرس نے اور بھی غضب ڈھایا۔ جب لوگ یسوع کو گرفتار کرکے سردار کاہن کے پاس لے گئے تو یہ شخص بھی دبے پاؤں ساتھ گیا اور اپنی بزدلی کا ثبوت دینے کے لیے دالان میں آگ تاپنے لگا۔ اتنے میں ایک لونڈی نے اُس پاس آکر کہا تو بھی یسوع جلیلی کے ساتھ تھا پر اُس نے سب کے سامنے انکار کرکے کہا میں نہیں جانتا کہ تو کیا کہتی ہے پھر جب وہ اُسارے کیطرف باہر چلا ایکدوسری نے اُسے دیکھکر ان سے جو وہاں تھے کہا کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا تب اُسنے قسم کھاکے انکار کیا کہ میں اس شخص (یسوع) کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر بعد انھوں نے جو وہاں کھڑے تھے پطرس پاس آکے کہا بیشک تو بھی انہیں میں سے ہے کہ تیری بولی تجھے ظاہر کرتی ہے تب وہ لعنت بھیجکر اور قسم کھاکر کہا میں اس شخص کو نہیں جانتا" کیا ہی عمدہ ہمدردی کا نمونہ ہے کہ خدا کی جان پر آبنی اور آپ آگ تاپا کریں۔ اسپر ہمدردی کی لاف و گزاف چہ معنے دارد ÷

جب مرگئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر (ع م)

ایک منصف صاحب کے ایمان کی قیمت

ماہ اپریل میں جب کہ میں لاہور کو جارہا تھا تو ایک گریجوایٹ منصف صاحب سے ایک دوست کی وساطت سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر چل پڑا اور جو گفتگو ہوئی وہ ذیل میں درج ہے۔

منصف صاحب ہمیں تو مرزا صاحب کے حالات پورے معلوم نہیں ہیں ورنہ ہم اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں (معلوم)

خادم البدر۔ کیا آپ نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیف کو بھی مطالعہ فرمایا۔

منصف صاحب۔ انکے مطالعہ سے بھی فائدہ نہیں ہے اگر وہ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں تو ہم پہلے ہی سے مسلمان ہیں

خادم البدر۔ بڑے بڑے گریجوایٹ مرزا صاحب کے خادم ہیں۔

منصف صاحب۔ اگر مرزا صاحب مجھے پانسو روپیہ ماہوار دیویں تو میں بھی مرید ہوجاؤں۔

خادم البدر۔ معلوم ہوا کہ آپ ایمان فروش ہیں اور آپ کے ایمان کی قیمت یہی پانسو روپیہ ہے

منصف صاحب اور میں وہ کام کرونگا جو آج تک کسی نے احمدی جماعت میں نہیں کیا

خادم البدر۔ بیشک۔ بالکل درست سمجھے ہو کیونکہ آج تک کوئی ایمان فروش احمدی جماعت میں نہیں آیا جب آپ سے ایسے آوینگے تو یہ فعل ضرور سرزد ہوگا۔

منصف صاحب تم سب بھی تو تنخواہیں پاتے ہو۔

خادم البدر۔ اگر آپ اپنے ایمان کو اسقدر سستا فروخت کریں تو غالبا پانسو سے بھی زیادہ قیمت ملے کیونکہ مرزا صاحب تو ایسے لوگوں ایمان فروشوں کے خریدار نہیں البتہ پادری خریدار ہیں۔

اسکے بعد جدائی ہوگئی۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ زمانہ کی کیسی حالت ہے اور لوگوں نے کسطرح دنیا کو معبود بنا رکھا ہے ÷ ÷ ÷ -

ملفوظات احمدیہ

بقیہ تقریر جو کہ حضرت اقدس نے نواب احسن علی خان صاحب کی تشریف آوری پر فرمائی

اذان کیوقت بات کرنا — البدر نمبر ۱۶-۱۷ میں جو تقریر درج ہوئی تھی وہ اسجگہ ختم ہوگئی

اسکے بعد عصر کی اذان ہوئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلے صاحب خاموش ہوگئے - حضرت نے فرمایا کہ اذان میں باتیں کرنی منع نہیں ہیں آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے انکو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ بُرا نتیجہ پیدا کرتی ہیں - جو شکوک پیدا ہوں انکو فوراً باہر نکالنا چاہیئے - یہ بدن غدود کیطرح ہوتی ہیں اگر نکالی نہ جائیں تو نشو و نما ہو جاتی ہے - جب یہ حضرت فرما چکے تو سلسلہ کلام حسب ذیل طریق پر شروع ہوا -

مشیر اعلی - میرے نزدیک اہم امور یہی تھے جو ان الفاظ کے متعلق میں نے پوچھے ہیں -

نواب صاحب - حضرت کیہ استفسار میں بہی جو ہے اور زبانی بہی وہی ادا کیا دفعایا یا ہے -

حضرت اقدس - دراصل انسان کو بعض وقت بہی مشکلات پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالے کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو تو وہ ان مشکلات میں پڑکر ہدایت اور حقیقت کی راہ سے دور جا پڑتا ہے - یہودیوں کو بہی اسی قسم کے مشکلات پیش آئے - انہوں نے **توریت** میں بہی یہی پڑھا تھا کہ خاتم الانبیاء انہی میں ہوگا - وہ ان الفاظ پڑھے ہوئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ان کو آپ کے قبول کرنے میں بہی دقت اور مشکل پیش آئی کہ خاتم الانبیاء تو ہم میں ہی سے ہوگا - مگر انکو یہی جواب ملا کہ تم نے جو کچھ سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے - آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسمٰعیل میں سے ہونے والا تھا اور وہ بہی تمہارے بھائی ہیں + تم اس سوال پر مت جھگڑو - بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ **نبوت** کے ثبوت دیکھو آیا اسمیں ہیں یا نہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کے خواص اور نشانات اسکے ساتھ ہیں تو پھر تمہیں ماننے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے +

اسیطرح پہر انہوں نے **ملاکی** نبی کی کتاب میں پڑھا ہوا تھا کہ حضرت عیسےٰ کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اُتریگا - لیکن جب حضرت مسیح نے اپنا دعوے پیش کیا تو اسوقت یہود اسی ابتلاء میں پھنسے انہوں نے مسیح سے یہی سوال پیش کیا کہ **ایلیا** کا آسمان سے آنا ضروری ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ سچ مچ وہی ایلیا آئے گا اور ایک طرح پر وہ اپنے سمجھنے میں حق پر تھے کیونکہ اس سے پہلے کوئی ایسا واقعہ اور نظیر انہیں موجود نہ تھی + لیکن حضرت مسیح نے یہی کہا کہ آنے والا ایلیا **یوحنا** بن ذکریا کے رنگ میں آگیا ہے + وہ اسبات کو بھلا کب مان سکتے تھے ایک یہودی نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے اور وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ان **واقعات** کے ہوتے ہوئے ہم مسیح پر کسطرح ایمان لائیں بلکہ وہ یہ بہی لکھتا ہے کہ اگر ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم **ملاکی** نبی کی کتاب کھول کر آگے رکھدیں گے -

غرض ظاہر الفاظ پر آنیوالے بعض اوقات سخت دھوکا کھاجاتے ہیں پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات سے ضرور کام لیا جاتا ہے جو شخص ان کو ظاہر الفاظ پر ہی حمل کر بیٹھتا ہے اسے عموماً ٹھوکر لگ جاتی ہے + اصل بات یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا جو شخص خدا کیطرف سے آنیکا **مدعی** ہے وہ ان معیاروں کے رو سے سچا ثابت ہوتا ہے یا نہیں جو راستبازوں کے لئے مقرر ہیں؟ پس اگر وہ ان معیاروں کے رو سے صادق ثابت ہو تو سعادتمند اور متقی کا یہ فرض ہے کہ اسپر ایمان لاوے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کی شناخت کیلئے تین بڑے معیار ہوتے ہیں -

اول یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بہی اسکی موید ہیں یا نہیں -

دوسرا اسکی تائید میں سماوی نشانات صادر ہوتے ہیں یا نہیں -

سوم نصوص عقلیہ اسکے ساتھ ہیں یا نہیں یا آیا وقت اور زمانہ کسی ایسے مدعی کی ضرورت بہی بتاتا ہے یا نہیں؟ ان تینوں معیاروں کو ملا کر جب کسی امور اور راستباز کی نسبت غور کیا جاوے گا تو حقیقت کھل جاتی ہے -

میرا دعوے ہے کہ میں خدا کیطرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اب میرے دعویٰ پر رکھ کر دیکھلو کہ آیا ان تین معیاروں کے رو سے سچا ثابت ہوتا ہے یا نہیں -

سب سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ وقت کسی مدعی کی ضرورت کا داعی ہے یا نہیں؟ پس ضرورت تو ایسی صاف ہے کہ اسپر زیادہ کہنے کی ہمیں ضرورت ہی نہیں **اسلام** پر اس صدی میں وہ وہ حملے کئے گئے ہیں جنکے سننے اور بیان کرنے سے ایک مسلمان کے دل پر لرزہ پڑتا ہے - سب سے بڑا فتنہ اس زمانہ میں نصاریٰ کا فتنہ ہے - جنھوں نے اسلام کے استیصال کیواسطے کوئی دقیقہ فرو گذاشت ہی نہیں کیا انکی کتابوں اور رسالوں اور اخباروں اور اشتہاروں کو جو اسلام کے خلاف ہیں اگر جمع کیا جاوے تو ایک بڑا پہاڑ بنجاتا ہے اور پھر تیس **لاکھ** کے قریب مرتد ہو چکے ہیں + اسکے ساتھ آریوں - برہموؤں اور دوسرے آزاد خیال لوگوں کو ملا لیا جاوے تو پھر دشمنان اسلام کے حملوں کا **وزن** اور بہی بڑھ جاتا ہے اب ایسی صورت میں کہ **اسلام** کو پاؤں کے نیچے کچلا جارہا کیا ضرورت نہ تھی کہ خدا تعالےٰ اپنے سچے دین کی حمایت کرتا اور اپنے وعدہ کے موافق اسکی حفاظت فرماتا اور اگر عام حالت کو دیکھا جاوے تو وہ ایسی خراب ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بہی شرم آتی ہے - فسق و فجور کا وہ حال ہے کہ علانیہ بازاری **عورتیں** بدکاری کرتی ہیں - معاملات کیحالت بگڑی ہوئی ہے - تقویٰ و طہارت اٹھہ گیا - وہ لوگ جو اسلام کے حامی اور محافظ شریع متین کہلاتے تھے انکی خانہ جنگی اور اپنی عملی حالت کی کمزوری نے اور بہی ستم برپا کر رکھا ہے عوام جب انکی حالت بد دیکھتے ہیں تو وہ حدود اللہ کے توڑنے میں اور بہی دلیری سے کام لیتے ہیں - غرض اندرونی اور بیرونی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے +

پھر دیکھنا ہے کہ آیا قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں کسی آنیوالے کا وعدہ دیا گیا ہے سو قرآن شریف نے بڑی وضاحت کے ساتھ دو سلسلوں کا ذکر کیا ہے ایک وہ سلسلہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پر آکر ختم ہوا اور دوسرا سلسلہ جو اسی سلسلہ کے مقابل پر واقع ہوا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ہے چنانچہ **توریت** میں بہی آپ کو مثیل موسےٰ کہا گیا اور قرآن شریف میں بہی آپ کو مثیل موسےٰ ٹھہرایا گیا ہے جیسے فرمایا ہے **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا** پھر جسطرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت مسیح علیہ السلام پر آکر ختم ہوگیا اسی سلسلہ کی مماثلت کے لئے ضروری تہا کہ اسیوقت اور اسی زمانہ پر جب حضرت مسیح حضرت موسےٰ کے بعد آئے تہے مسیح محمدی بہی آتا - اور یہ بالکل ظاہر اور صاف بات ہے کہ مسیح

موسوی چودھویں صدی میں آیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ مسیح محمدی بھی چودھویں صدی میں آتا اگر کوئی اور نشان اور شہادت نہ بھی ہوتی تب بھی اس سلسلہ کی تکمیل چاہتی تھی کہ اسوقت مسیح محمدی آوے مگر یہاں تو صدہا اور نشان اور دلائل ہیں پھر آنے والے کو اسی امت میں سے ٹھیرایا گیا ہے جیسے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْکُمْ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ میں فرمایا گیا ہے اور اسیطرح پر احادیث میں بھی آنیوالا اسی امت سے ٹھیرایا گیا ہے جبکہ فرمایا ہے وامامکم منکم۔ اب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بوضاحت شہادت دیتے ہیں کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا اور ضرورت بجائے خود داعی ہے کیونکہ اسلام پر سخت حملے ہو رہے ہیں اور کوشش کیجاتی ہے جہاں تک ان مخالفوں کا بس چلے اسلام کو نابود کر دیں پھر دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ اسکے آنیکا وقت کونسا ہے۔ سلسلہ موسوی کے ساتھ مماثلت تامہ کا تقاضا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا چودھویں صدی میں آنا چاہیئے اسکے علاوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے آنیکا وہ وقت ہے جبکہ صلیب پرستی کا غلبہ ہوگا کیونکہ کسر صلیب اسکا کام ٹھیرایا گیا ہے ان سب کے علاوہ ایک انقلاب عظیم کی خبر قرآن شریف سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ اسوقت آئیگا وہ انقلاب کیا ہے یہ سواری بھی بدل جائیگی اونٹوں اور اونٹنیوں کی سواریاں بیکار ہو جائیں گی اب دیکھو کہ ریلوے کے ایجاد نے اس پیشگوئی کو کسطرح پورا کیا ہے اور اب تو یہ حال ہے کہ حجاز ریلوے جو بن رہی ہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ اور مکہ کے درمیان بھی ریل ہی دوڑتی نظر آئیگی + اور پھر اخبارات اور رسالجات کی اشاعت کے اسباب کا پیدا ہو جانا جیسے پریس ہے۔ ڈاک خانہ ہے اور تاروں کے ذریعہ سے کل دنیا ایک شہر کے حکم میں ہوگئی ہے دریا چیرے گئے ہیں اور نہریں نکالی جا رہی ہیں طبقات الارض کے عالموں نے زمین کے طبقات کو کھود ڈالا ہے غرض وہ تمام ایجادات اور علوم وفنون کی ترقیاں جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامتوں میں.... قرار دیگئی تھیں پوری ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں اسکے بعد انکار اور شبہ کی کونسی گنجائش باقی رہتی ہے اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے کسیکا آنا اور مامور ہونا افسوسناک بات نہیں بلکہ افسوسناک یہ امر ہوتا اگر کوئی مامور ہو کر نہ آیا ہوتا ان علامات اور نشانات کو چھوڑ کر ایک اور بات بھی اسکی تائید میں ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ اور اکابر امت جو پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے قبل از وقت میرے آنیکی خبر دی ہے بعض نے میرا نام لیکر پیشگوئی کی ہے اور بعض نے اور الفاظ میں ہی کی ہے انہیں سے شاہ نعمت اللہ ولی نے شہادت دی ہے اور میرا نام لیکر بتایا ہے۔ اسیطرح پر ایک اہل اللہ بزرگ گلاب شاہ مجذوب تھے جنہوں نے ایک شخص کریم بخش ساکن جمال پور ضلع لودھیانہ سے میرا نام لیکر پیشگوئی کی ہے اور اسنے کہا کہ وہ قادیان میں ہے کریم بخش کو قادیان کا شبہ پڑا کہ شاید لودھیانہ کے قریب قادیان میں ہوں مگر آخر اسنے بتایا کہ یہ قادیان نہیں اور اسنے یہ بھی بتایا کہ وہ لودھیانہ میں آئے گا اور مولوی اسکی مخالفت کرینگے + چنانچہ اسکا یہ سارا بیان چھپ چکا ہے اور کل گاؤں کریم بخش کی راستبازی اور نیکوکاری کی شہادت دیتا تھا۔ اور جسوقت وہ بیان کرتا تھا تو رو پڑتا تھا۔ اسنے گلاب شاہ سے یہ بھی کہا کہ عیسیٰ تو آسمان سے آئے گا اسنے جواب دیا کہ جو آسمان پر چلا جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آیا کرتا۔ اس پیشگوئی کے موافق کریم بخش ہماری جماعت میں داخل ہوا بہت سے لوگوں نے اسکو روکا اور منع بھی کیا مگر اسنے کہا کہ میں کیا کروں یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے۔ میں اس شہادت کو کیونکر چھپاؤں۔ غرض اس طرح بہت سے اکابر امت گذرے ہیں جنہوں نے میرے لیئے پیشگوئی کی اور پتہ بتایا۔ بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی جو چراغ دین ۱۲۶۸ ہے۔

اور اسکے علاوہ وہ نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے تھے وہ بھی پورے ہوگئے منجملہ انکے ایک کسوف وخسوف کا نشان تھا جب تک یہ کسوف وخسوف نہیں ہوا تھا یہ مولوی جواب میری مخالفت کیوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب کر رہے ہیں اسکی سچائی کے قائل تھے اور یہ نشان بتاتے تھے کہ مسیح و مہدی کا یہ نشان ہوگا کہ رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن ہوگا۔ لیکن جب یہ نشان میرے دعوے کی صداقت کے لئے پورا ہوگیا تو پھر جس منہ سے اسکا اقرار کیا کرتے تھے اسی منہ سے انکار کرنیوالے ٹھیرے کسی نے تو سرے سے اس حدیث ہی کا انکار کر دیا اور کسی نے اپنی کم فہمی اور نادانی سے یہ کہدیا کہ چاند کی پہلی تاریخ کو گرہن ہونا چاہیئے۔ حالانکہ پہلی رات کا چاند تو خود گرہن ہی میں ہوتا ہے اور علاوہ بریں حدیث میں تو قمر کا لفظ ہے جو پہلی رات کے چاند پر بولا ہی نہیں جاتا + غرض اسطرح جسقدر نشان تھے وہ پورے ہوگئے مگر یہ لوگ ہیں کہ محض میری مخالفت کیوجہ سے خدا تعالیٰ اور اسکے سچے اور پاک رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کر رہے ہیں اور آپکی تکذیب کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ ان نشانات اور علامات کے بعد پھر یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے کہ مدعی کے اپنے ہاتھ پر کوئی نشان اسکی تصدیق کیلئے ظاہر ہوا ہے یا نہیں اسکے لئے میں کہتا ہوں کہ اسقدر نشان اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیئے ہیں کہ انکی تعداد ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں تک پہونچی ہوئی ہے اور اگر میری جماعت کو خدا تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھا جائے تو میں امید نہیں کرتا کہ کوئی شخص ایک بھی ایسا نکلے جو یہ کہے کہ مینے کوئی نشان نہیں دیکھا اور پھر یہ کہ نشانوں کی بارش برس رہی ہے۔ اولیاء اللہ کی اسی لئے عزت اور تکریم کیجاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق رکھتے ہیں اس تعلق کا ایک زندہ اور سچا نمونہ پیش کرتے ہیں یعنے خوارق کا صدور ان سے ہوتا رہتا ہے اور نشانات ہی سے وہ سب واجب العزت ہوتے ہیں پھر اس صورت میں مجھے حق ہے کہ وہ لوگ جو میری مباحثے کریں امام حسین سے افضل ہوں...... گھبراتے ہیں بجائے اسکے کہ مجھ پر اعتراض کریں صاف طور پر میرے مقابلہ میں آئیں میں انسے پوچھوں گا کہ جس قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے پیش کرتا ہوں اسی قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو اور پھر اسی قدر تعداد میں دکھاؤ۔ میں مرثیہ نہیں سنوں گا۔ بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا۔ جسکو حوصلہ ہے اور جو امام حسین کو سجدے کرتے ہیں وہ انکے خوارق اور نشانات کی فہرست پیش کریں اور اور دکھائیں کہ کسقدر لوگ ان واقعات کے گواہ ہیں اس مقابلہ میں یقیناً یہ ماننا پڑیگا کہ واقعات میں قافیہ تنگ ہے مبالغہ سے ایک بات کو پیش کر دینا اور ہے لیکن حقیقی طور سے واقعات کی بنا پر اسے ثابت کر دکھانا مشکل ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا سچا راستباز ہے اسے کسی دوسرے سے کیا واسطہ؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ آیا وہ شخص جو خدا کیطرف سے ہونیکا مدعی ہے اپنے ساتھ دلائل اور نشانات بھی رکھتا ہے یا نہیں جب ثابت ہو جائے کہ وہ واقعی خدا کیطرف سے ہے تو اسکا فرض ہے کہ ارادتاً کو مستقل کرے

مرزا حیرت کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۷

قولہ جن دل آزار اور فحش الفاظ سے مرزا صاحب کے مرید اور خود مرزا صاحب اپنے مخالفوں کو یاد کرتے ہیں وہ خود ان کے حق میں زہر ہلاہل ہیں یہ طریقہ استدلال کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے جتنی گالیاں کہ ایک شخص دے سکتا ہے مرزا صاحب کیطرف سے مخالفوں کو دی گئی ہیں اسی طرح اور اسی وزن کی گالیاں مرزا صاحب نے لکھا ہیں کبھی پہل انکی طرف سے ہوئی اور کبھی ان کے مخالفوں کی طرف سے ایک غیر طرفدار شخص ان گندے مباحثات کو دیکھنے کے بعد کبھی طرفین کی بابت اچھے الفاظ ظاہر نہیں کرے گا یہ شرفا کا مسلک نہیں ہوتا کہ ذرا ذرا سی بات میں گالی پر اتر آئے پھر بازاری اور شریفوں میں کیا فرق ہو سکتا ہے گالی گلوچ کا ناپاک دفتر الٹ دیجئے تکذیب براہین احمدیہ جیسی کتاب انھیں کے طفیل لکھی گئی ۔ ہمنے ابتک مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔

اقول اس مذکورہ بالا تحریر میں حیرت صاحب نے کئی جھوٹھ بولے ہیں۔ پہلا جھوٹھ تو یہ ہے کہ ہمنے اب تک مرزا صاحب اور انکے مریدوں کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا ہے اس جھوٹھ کا کسی قدر پتہ تو ناظرین کو نمبر ۴ - ۵ سے لگ چکا ہو گا جسمیں حیرت صاحب کے اس اشتہار کی نقل جو سنہ ۱۸۹۱ء میں انھوں نے شائع کیا تھا نیز چودھویں صدی اخبار کی نقل شائع ہو چکی ہے ان کے علاوہ ان موجودہ مضامین میں بھی حیرت صاحب نے مفصلہ ذیل الفاظ مرزا صاحب کی بابت استعمال کیے ہیں۔ دریدہ دہنی - نامرد ہاتھی - آپ بکا یک ابل پڑے ہیں جیسے چھوٹا ظرف زیادہ پانی سے چھلک جاتا ہے - کوردہ کے رہنے والے - اپنی حیثیت سے آگے قدم نہ بڑھاؤ - اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہے (افسوس لنگوٹ بندوں کا محاورہ استعمال کرنے کے شوق میں اپنی جبروت کو بھی بھلا دیا) مرزا صاحب کی شرمناک باتیں ان کی وقعت میں فرق آگیا ہے - بھلے آدمی حقارت کر دیکھتے اور ہنستے ہیں ہر ایک برائی اور شرارت کی ایک حد ہوتی ہے مگر آپ کی بے پروائی اور بے اعتدالیوں کی کوئی حد نہ رہی - ذلیل آدمی - کیا بدی اور کیا بدی کا شوربا

کس برتے پر تتا پانی - تم سے زیادہ ظالم نفس کون ہو سکتا ہے - اپنے حواس خمسہ کی اصلاح کرو یہ تمہاری مستانہ وار بڑ - تم سے زیادہ خونی آجتک دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا تم سکندر سرس اور ہولاکو سے بھی بڑھ گئے - اے ظالم انسان تو کیوں لاکھوں مخلوق خدا کی چٹنی کیے جاتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔

کیا یہ مذکورہ بالا فقرات اردو کے علم ادب میں تعظیمی ہیں اور لفظ واہی تباہی جسپر تمنے اعتراض کیا ہے ان کے مقابلہ میں کچھ حقیقت رکھتا ہے -

دوسرا جھوٹھ حیرت صاحب نے لوگوں کے برا بھلا کہنے میں ابتدا کی اور تکذیب براہین انکے طفیل لکھی گئی یہ بالکل سفید جھوٹھ ہے کہ کبھی مرزا صاحب نے برا بھلا کہنے میں ابتدا کی ہو براہین کی تکذیب تو براہین کے شائع ہونے کے بعد بیشک لکھی گئی لیکن براہین سے پہلے جو کتب شائع ہوئی ہیں اور جنکا جواب براہین میں دیا گیا ہے افسوس حیرت صاحب نے عمداً ان کا خیال نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فاسقانہ خیالات جنمیں حیرت صاحب مبتلا ہیں ایسے امور کیطرف انھیں پہونچنے نہیں دیتے وہ کتب جنکی جوابات کو براہین میں مد نظر رکھا گیا ہے بکثرت ہیں منجملہ ان کے چھ مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) دافع البہتان مصنفہ پادری انگلین صاحب مطبوعہ سنہ ۱۸۴۵ء

(۲) رسالہ مسیح الدجال سنہ ۱۸۷۳ء

(۳) سیرت المسیح والمحمد سنہ ۱۸۷۲ء

(۴) تفتیش الاسلام سنہ ۱۸۶۸ء

(۵) پاداش اسلام سنہ ۱۸۷۶ء

(۶) ستیارتھ پرکاش سنہ ۱۸۷۵ء

ان مذکورہ بالا کتب میں جو دل آزار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان سے زیادہ آیندہ لکھے ہی نہیں جا سکتے لیکن اسوقت یہ نظر آ سکتے ہیں جب حیرت صاحب ٹھنڈے سے انصاف سے کام لیں +

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ حیرت صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ شرفا کا مسلک نہیں ہوتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات میں گالی پر اتر آئے آیا حیرت صاحب نے کس قسم کا شریفانہ مسلک اختیار کر رکھا ہے اسکے لیئے میں مفصلہ ذیل فہرست پیش کر کے حیرت صاحب سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپکا شریفانہ مسلک اسی قسم کا ہوتا ہے جیسی اس فہرست سے ظاہر ہے

نقل کفر کفر نباشد

سر سید - حالی اور انکے ہمخیالوں کی بابت مرزا حیرت صاحب کی گالی گلوچ -

چاروں طرف کی پھٹکار اور عالم کی تف تف ہی انھیں غرض نہیں مکر و حیلہ کا جال پھیلایا ہوا ہے اس ہی تمام جہاں کی برائیاں منہ مانگتی ہیں تمام دنیا کے عیب پناہ ڈھونڈتے ہیں وہ پیر پرفن حیلہ ساز ہے سراسر جہل مرکب ہے بھانڈوں اور ہیجڑوں کو بھینتوں میں علیحدہ بٹھانے والا ہے پھکڑ بازی میں کسبیوں کے کان کتر دیے شوخیاں کرنے والا۔

(مسدس صفحہ ۲ و ۳) دروغ اور فریبوں کا عامل پیر نیچر کا گرگا صفحہ ۹ شقاوت میں نار دتکا فخر ضلالت میں فرعون سے بڑھ کر انکا ٹھکانا دوزخ ہے ذلت میں گرفتار ہیں۔

صفحہ ۲۳ - ان پر تف ہے۔ صفحہ ۲۴ - مردار فرقہ خفاش ہے ۲۵ جہل مرکب ہے نہ ہمیں کوئی خوبی ہے نہ کوئی ان میں عاقل ہے ۲۸ - انکی گردنوں میں جہالت کے طوق ہیں ۲۹ - ابلیس ہے ہر صفت میں بڑھ کر ہے اسکے مقتدی نہیں ہیں بلکہ رہبر ہیں اور اکفر ہیں صفحہ ۳۳ انھوں نے کسبیوں کا پیشہ بھی نہیں چھوڑا ہے طبیعی کے فرقہ پر مرتے ہیں ۳۴ + حالی انکا شاگرد ہے جسکا دفتر سنڈاس سے بدتر ہے ۴۰ + انہیں شعر کہنے پر لعنت ہے ۴۱ + ریا کے بندے شرم و حیا کے دشمن ہیں جہالت انکی پوشاک ہے ۴۴ + اسکا پیشوا شیطان ہے جہنم اسکا ٹھکانا ہے ۶۳ + سید کے چھوٹے سے چھوٹے شاگرد بھی ابلیس ہیں اور اس سے چھوٹا ہونا ناممکن ہے - ۶۵ اس ملعون قوم کا بانی جاہل ہے اور جالی ہے صفحہ ۱۹۔

مسدس حصہ دوم - وہ جو کچھ کرتے ہیں شیطان بھی ان سے شرماتا ہے صفحہ ۵ - بڑے لالچی اور بیڈھب ہیں شیطان بھی ان سے پناہ مانگتا ہے ۵۵ + فرقہ کا فرقہ گمراہ ہے جیکا رہبر شیطان کا دادا ہے ۵۶ + انہیں نہ لیاقت ہے نہ ادب ہے صرف دنیا کمانے کا ڈھب ہے پھٹکار کی گھٹا ان پہ چھا رہی ہے دنیوی لعنت برس رہی ہے کفر میں کافروں کے برابر ہیں ۵۰ + در در بھکاریوں کی طرح پھرتے ہیں حماقت کے پتھر سے سر پھوڑتے ہیں ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا میں نحوست کلفت اور نکبت انھیں سے ہے ۱۲۷ + سید پر لعنت ۱۲۸ + اس مسدس کے علاوہ سوانح سعدی میں بھی جا بجا مفصلہ ذیل الفاظ استعمال کیے ہیں حالی کی اینٹ البحر اسکی ہرزہ درائی وہ چلے پیچھے چھوڑتا ہے سیرۃ الرسول میں لکھا ہے سید نا پاک آنریبل کا نیچ پوچ ڈالا وغیرہ وغیرہ - اسکے بعد وہ کرزن گزٹ میں جو سلسلہ سر سید کی طرز پر کا قائم کیا تھا اسمیں بھی ایسے ہی الفاظ

ملفوظات احمدیہ

۱۳ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء بوقت ۸ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ۔۔۔ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ لوگ احمدی جماعت جو کہتے ہیں کہ طاعون سے ہم بچے رہیں گے اسکی وجہ کیا ہے [illegible] جواب میں جو کچھ اس سے تقریر کی [illegible] حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح پر ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہیں رہے گی۔ بعض تو ایسی ہونگی کہ جنکو ہم بالکل ہلاک کر دینگے یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائینگی اور ویرانہ اور کھنڈر (اجڑے ہوئے کھنڈرات) ہو جائینگی۔ انکا کوئی نشان بھی نہ رہے گا۔ لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلاں بستی آباد تھی۔ لیکن پتہ نہ ملے گا۔ گویا طاعون وہاں جاروب دیکر اسکو دنیا سے صاف کر دیگی اور کوئی آثار اسکے نہ چھوڑیگی بعض قریئے ایسے ہونگے کہ جنکو کم و بیش عذاب کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے انکا نام نہ مٹایا جائے گا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب ان پر نازل کیا جائے گا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائیگا دوسرے بہت سے شہر فنا ہونگے مگر وہ فنا نہ ہونگے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اسی قسم میں شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریۃ سے مراد یہی ہے کہ اور بستیوں کی طرح ہمارے گاؤں کو طاعون جارف بالکل تباہ نہ کریگی کہ لوگ تلاش کرتے پھریں کہ کہاں قادیان واقعہ تھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیوں کی طرح خدا اسکو تباہ نہ کریگا بلکہ یہ بچی رہے گی الا بطور تازیانہ کچھ سزا دیکر اسکو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار مجلسوں میں بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ (انہ اوی القریۃ) سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ طاعون جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو

خدا نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ باوجود گنہگار رہنے کے اللہ تعالیٰ بغیر عذاب کے چھوڑ دے۔ ایک طرف تو قرآن میں یہ لکھا ہے کہ طاعون سے کوئی بستی خالی نہیں رہیگی۔ اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کے الہام سے ظاہر ہے یعنے جب لوگوں نے اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بھڑکایا اور بدعملیوں سے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقویٰ و طہارت کی ہر ایک راہ کو چھوڑ دیا اور بجائے اسکے طرح طرح کے فسق و فجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتھ دھو دیا دھریت اندھیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے نورانی چہرہ کو ظلمت کے نیچے دبا دیا تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکھ لیں اور اسکی طرف رجوع کریں بعض بستیاں مہلکوھا میں داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی۔ اور بعض معذبوھا میں داخل ہونگی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی [illegible] قادیان مہلکوھا میں داخل نہ ہوگی یہی مراد الہام انہ اوی القریۃ سے ہے مگر ہونکی سرزنش کرنیکے لئے خدا نے یہاں بھی طاعون نازل فرمائی - خدا تو فرماتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنے قادیان مہلکوھا میں داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوھا میں داخل نہیں کیا گیا جو بچے ہیں اور جو بچیں گے وہ تمہارے اکرام کی وجہ سے بچیں گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے - ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم - دوسری طرف [illegible] اوی القریۃ کے اگر یہ معنے ہوں کہ قادیان بالکل بچی رہے تو ان دونوں کے درمیان تناقض واقعہ ہوتا ہے - دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں ہم نے کبھی انہ اوی القریۃ کے یہ معنے نہیں سمجھے۔ والا طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی میں آئیگی یہ بھی عجیب بات ہے کہ جہاں کسی نے دعوٰی کیا کہ فلاں مقام میں طاعون نہیں تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ [illegible] والوں نے بڑے زور سے لکھا تھا کہ [illegible] سے وہاں طاعون نہیں آتی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بہت [illegible] رکھتے ہیں دوسرے پتھر [illegible] وہاں نہیں [illegible] اب مگر لوگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی طاعون آ گئی لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اسکی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ اسمیں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے - لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سال ہا سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا - کتنی لوگ [illegible] بالکل تباہ ہو جائینگے - دنیا سے انکا نام و نشان مٹ جائے گا اور انکے آثار تک باقی نہ رہیں گے لیکن یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی -

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمروں تک چلی جاتی ہے بڑے بڑے قطعے اسی نے برباد کر کے جنگل کر دیئے - شہروں کے شہر ویرانے بنا دیئے - سینکڑوں گاؤں ایسے غیر آباد کیئے کہ جانور بھی زندہ نہ رہے انکے آگے تو بڑے بڑے شہر بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے - بڑے سے بڑے آباد شہر کو بھی اگر چاہے تو دو تین دن میں صاف کر سکتی ہے -

تقریر حضرت اقدس - واقعہ

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

بوقت شام بمقام گورداسپور بحاضری مولوی الٰہی بخش صاحب وغیرہ آمدہ از بنارس

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے تو لوگ عموماً اسکی طرف سے بے پرواہی کرتے ہیں اور اکابر اور علماء تو خصوصیت سے اسکی طرف توجہ کرنا عیب سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ غنی ہے اور مرسل اور مامور چونکہ ایک خدمت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر ہوتے ہیں وہ بھی بے پرواہ ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیا کا محتاج نہیں سمجھتے کیونکہ جیسے وہ ذات الٰہی کا مظہر ہوتے ہیں ایسے ہی اسی ذات [illegible] کا حصہ بھی لیتے ہیں ہر ایک شخص جو ......

مامور ہو کر دنیا میں خدا کی طرف سے آتا ہے اسکو ایک خاص قسم کی ہمت اور حوصلہ عطا کیا جاتا ہے اور عزم میں ایک رسا جزم اور استقلال عطا کیا جاتا ہے - یہ لوگ بڑا حوصلہ رکھتے ہیں - ہم اپنی طرف سے کسی پر اثر نہیں ڈال سکتے انسان تو ایک انسان پر اثر نہیں ڈال سکتا یہ محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ہزار ہا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو کھینچ لئے آتا ہے یہاں کسی بناوٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ۲۴ برس سے زیادہ ہوئے ہیں کہ خدا نے مجھے الہام کیا تھا کہ ینصرک رجال نوحی الیہم - یاتیک من کل فج عمیق یاتون من کل فج عمیق - لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس - یعنے ہم لوگوں کے دلوں میں وحی کرینگے اور وہ تیری مدد کریں گے بڑے بڑے دور دراز راہوں سے تیرے پاس لوگ آئینگے تم خلق کے ہجوم سے جو تیرے گرد جمع ہو گی تنگ مت آنا اور لوگوں سے تھکنا مت یہ ایسے وقت کی باتیں ہیں جب میں بالکل گمنام تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نہ تھا۔ میرے گاؤں سے باہر

ستا نہ تہا - اور کوئی انسان اسباب پر یقین رکہتا تہا ایسی کشش لوگوں کو ہوگی کہ وہ قادیان جیسی گمنام بستی میں دور دراز سے کھینچے ہوئے چلے آئیں گے سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا کے کلمات کسطرح صفائی سے پورے ہو رہے ہیں - ایسے ایسے علاقوں سے لوگ آتے ہیں کہ جہاں ہمارے وہم و گمان میں بھی ہماری تبلیغ کا نام و نشان نہیں ہوتا - اور اس عقیدت اور اخلاص سے آتے ہیں کہ ہم کو انکے اخلاص و عقیدت پر رشک آتا ہے اسی طرح اللہ تعالے نے مجھے فرمایا ہوا ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح - وانتہی امر الزمان الینا - الیس ہذا بالحق یعنے عنقریب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تجھے اللہ تعالے نصرت اور فتح دیگا اور ہماری طرف زمانہ کا امر انتہا پا وے گا تو اسوقت کہا جائیگا کیا یہ سچ نہیں یعنے اس سلسلہ کی صداقت پر زمانہ گواہی دے اٹھیگا - ایک جگہہ یہ بھی فرمایا ہے کہ لوگ تیری ترقی کے روکنے کی کوشش کرینگے لیکن ہم تیری مدد کریں گے اور دشمن تیری راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں گے مگر ہم انکو دور کریں گے اور وہ تیرے نابود کرنیکے منصوبے کرینگے سو ہم دیکھتے ہیں کہ چوبیس برس کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں - ہر ایک شخص جو ہمارے پاس آتا ہے وہ اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے -

ہمارا تو سارا دارمدار ہی دعا پر ہے - دعا ہی ایک ہتیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے - اللہ تعالے نے مومن کو دعا کرنیکی تاکید فرمائی ہے - بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالے ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے - دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے یعنے ایک دفعہ ایک اخبار پڑھا تہا کہ ایک تہانہ دار کے ناخن میں پنسل کا ایک ٹکڑا کسی طرح سے چبھ گیا پنسل میں کچھ زہر بھی ہوتا ہے تہوڑی دیر میں اس تہانہ دار کے ہاتھ میں ورم ہونا شروع ہوگیا - بڑھتے بڑھتے ورم اسقدر بڑھ گیا کہ کہنی تک جا پہونچا اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا سے چند لوجہ ہوگیا ہے - فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا - ڈاکٹر نے کہا کہ اس بازو میں زہر اثر کر گیا ہے تم اگر اسکو کٹا دینے پر راضی ہو تو جان بچ جائیگی ورنہ نہیں وہ تہانہ دار کٹانے پر راضی نہوا اسکے بعد تہوڑے ہی عرصہ میں مر گیا - ہمارے بھی ایک دفعہ اسی طرح ناخن میں پنسل لگ گئی ہم سیر کرنے گئے تو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی ورم ہونا شروع ہوگیا ہے تو ہمیں وہ قصہ یاد آگیا - ہمنے اسی جگہہ سے دعا شروع کر دی گہر پہونچنے تک برابر دعا ہی کرتا رہا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جب میں گہر پہنچا تو ورم نکل گیا تہا اور

نام و نشان تک بہی نہ تہا پہر ہمنے لوگوں کو دکہایا اور سارا قصہ بیان کیا - اسی طرح ایک دفعہ میرے دانت کو سخت درد شروع ہوگیا - ہمنے لوگوں سے ذکر کیا تو ڈاکٹر نے صلاح دی کہ اسکو نکلوا دینا بہتر ہے - ہمنے نکلوانا پسند نہ کیا اور دعا کیطرف رجوع کیا تو الہام ہوا واذا مرضت فہو یشفین - اسکے ساتھ ہی مرض کو بالکل آرام ہوگیا یہ اسبات کو ذکر کیا ہے کہ بیسیوں سال ہوچکے ہیں - اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے ایمان کے موافق اسباب سے نفرت ہوجاتی ہے جسقدر ایمان کامل ہوتا ہے اسی قدر اسباب سے نفرت ہوتی جاتی ہے - حقیقت میں دیکھا گیا ہے کہ دنیا بڑے دہوکے میں پڑی ہوئی ہے - جن باتوں کو اپنی ترقی کے ذرائع سمجھی بیٹھی ہے اصل میں وہی ذلت کا موجب ہوتی ہیں - دنیاوی عزت بڑھانے اور عروج و مالداری حاصل کرنیکے لئے طرح طرح کے فریب و دجل اور دہوکے استعمال کرتے ہیں اور طرح طرح کی بے ایمانیوں سے اپنے مقاصد حاصل کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہیں - انہیں مکاریوں کو دینی مرادوں کا ذریعہ سمجھے ہوتے ہیں یہاں تک کہ بڑے فخر سے اپنی کامیابیوں کا دوستوں میں ذکر کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی یہی تعلیم کرتے ہیں لیکن اگر نظر انصاف اور معرفت سے دیکھا جاوے تو انکے یہ طریق کوئی راحت نہیں بخشتے جب پوچھو تو شاکی اور نالاں ہی نظر آتے ہیں اور کبھی راحت اور طمانیت انکے حال سے ظاہر نہیں ہوتی - طمانیت کی رویت بجز فضل خدا کے نہیں ہوتی جب تک انسان اللہ تعالے پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اسکے وعدوں پر سچا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل صلاح اور تقوی اختیار نہیں کر لیتا تو اسوقت تک وہ حقیقی راحت دستیاب نہیں ہوسکتی - اللہ تعالے فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین - یعنے جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا انکا متولی ہوجاتا ہے - انسان جو متولی رکہتا ہے اسکے بہت بوجھ کم ہوجاتے ہیں بہت ساری تکالیف گھٹ جاتی ہیں - بچپن میں ماں بچے کی متولی ہوتی ہے تو بچے کو کوئی فکر اپنی ضروریات کا نہیں ہوتا وہ خود ہی اسکی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے اسکے کپڑوں اور کہانے پینے کے خود ہی فکر میں لگی رہتی ہے اسکی صحت قائم رکہنے کا دہیان اسی کو رہتا ہے اسکو نہلاتی اور دہلاتی ہے اور کہلاتی اور پلاتی ہے یہاں تک کہ بعض وقت اسکو مار کر کہانا کہلاتی اور

پانی پلاتی اور کپڑا پہناتی ہے - بچہ اپنی ضرورتوں کو نہیں سمجھتا بلکہ ماں ہی اسکی ضرورتوں کو خوب سمجھتی اور انکو پورا کرنے کے خیال میں لگی رہتی ہے اسطرح جب ماں کی تولیت سے نکل آتے تو انسان کو بالطبع ایک متولی کی ضرورت پڑتی ہے طرح طرح سے اپنے متولی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطاں ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کی خبر نہیں لے سکتے - لیکن جو لوگ ان سب سے منقطع ہوکر اس قسم کا تقوی اور اصلاح اختیار کرتے ہیں انکا وہ خود متولی ہوجاتا ہے اور انکے ضروریات اور حاجات کا خود ہی کفیل ہوجاتا ہے انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی وہ اسکے ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اسطرح نہیں سمجھ سکتا - اور اسپر اسطرح فضل کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے - گر نہ ستانی بہ ستم سے رسد دالی نوبت ہوتی ہے - لیکن انسان بہت سے زمانے پالیتا ہے جب اسپر ایسا زمانہ آتا ہے کہ خدا اسکا متولی ہوجائے یعنے اسکو خدا کی تولیت حاصل کرنیسے پہلے کئی متولیوں کی تولیت سے گذرنا پڑتا ہے جیسا خدا فرماتا ہے قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس - پہلے وہ جسمانی ماں باپ کی پرورش ہے پہر جب بڑا ہوتا ہے تو بادشاہ سے اور حاکموں کی حاجت پڑتی ہے پہر جب اس سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ جنکو میں نے متولی سمجھا ہوا تہا وہ خود ایسے کمزور ہیں کہ انکو متولی سمجھنا میری غلطی تہی کیونکہ انہیں متولی بنانے میں نہ تو میری ضروریات ہی حاصل ہو سکتی تہیں اور نہ ہی وہ میرے لئے کافی ہو سکتے تہے پہر وہ خدا کیطرف رجوع کرتا ہے اور ثابت قدمی دکہانے سے خدا کو اپنا متولی پاتا ہے اسوقت اسکو بڑی راحت حاصل ہوتی ہے اور ایک عجیب طمانیت کی زندگی میں داخل ہوجاتا ہے - حضور صاحب خدا کسی کو خود کہیکہ میں تیرا متولی ہوا - تو اسوقت جو راحت اور طمانیت اسکو حاصل ہوتی ہے وہ ایسی حالت پیدا کرتی ہے کہ جسکو بیان نہیں کیا جا سکتا - یہ حالت تمام تفکرات سے پاک ہوتی ہے - دنیاوی حالتوں میں انسان تلخی سے خالی نہیں ہوسکتا - کلفت دنیا کلفتوں اور تلخیوں سے بہری ہوئی ہے - سو

کلفت دنیا جز دو جزو دام محنت سو
جز تخلو نگاہ حق آرام نیست سو

جنکا اللہ تعالے متولی ہوجاتا ہے وہ دنیا کے آلام سے نجات پا جاتے ہیں اور ایک سچی راحت اور طمانیت

کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں انکے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب** جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک بلا اور الم سے نکال لیتا ہے اور اسکے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طریق سے دیتا ہے کہ جو وہم اور گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

دنیا میں کئی قسم کے جرائم ہوتے ہیں۔ بعض جرائم **قانون** کی حد میں آسکتے ہیں اور بعض قانون کی حد میں بھی نہیں آسکتے۔ گناہ خون اور نقب زنی وغیرہ جب کرتا ہے تو انکی سزا قانون سے پاسکتا ہے۔ لیکن جھوٹ وغیرہ جو معمولی طور پر بولتا ہے یا بعض حقوق کی رعایت نہیں رکھتا وغیرہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جنکے لئے قانون تدارک نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اسکو راضی کرنیکے لئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اسکو متقی کہتے ہیں۔ یہ وہی متقی ہے جسکی آج عدالت میں بحث تھی۔ ایک مولوی عدالت میں از طرف کرم دین مستغیث گواہ تھا اور اسپر جرح ہو رہی تھی اثنائے جرح میں اسنے بحلف بیان کیا کہ ایک شخص زنا بھی کرے۔ جھوٹ بولے۔ یا خیانت کرے۔ دغا دے۔ فریب کرے وغیرہ وغیرہ تو پھر بھی وہ متقی ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو متقی کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اسکے لئے یجعل لہ مخرجا یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لئے تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ہر مشکل سے اللہ تعالیٰ اسکو رہائی دیدیتا ہے لوگوں نے تقویٰ کے چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو وہ لوگ ہمپر اعتبار نہیں کرتے پھر بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سود لینے کے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں خدا تعالیٰ تو وعدہ کرتا ہے کہ میں متقی کو ہر ایک مشکل سے نکالونگا اور ایسے طور سے رزق دونگا جو گمان اور وہم میں بھی نہ آسکے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے جو لوگ ہماری کتاب پر عمل کریں گے انکو ہر طرف سے اوپر سے اور نیچے سے رزق دونگا پھر فرمایا ہے کہ **وفی السماء رزقکم** جسکا مطلب یہی ہے کہ رزق تمہارا تمہاری اپنی محنتوں اور کوششوں اور منصوبوں سے وابستہ نہیں وہ اس سے بالا تر ہے۔ یہ لوگ ان وعدوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ جو شخص تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ معاصی میں غرق رہتا ہے اور بہت سازی رکاوٹیں اسکی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ کسی شہر میں رہتے تھے انکی ہمسائیگت میں ایک دنیا دار بھی رہتا تھا۔ ولی ہر روز تہجد پڑھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ دنیا دار کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص جو ہر روز تہجد پڑھا کرتا ہے میں بھی تہجد پڑھوں غرض یہی ارادہ مصمم کر کے وہ ایک رات اٹھا اور تہجد کی نماز پڑھی اسکو تہجد پڑھنے سے اسقدر تکلیف ہوئی کہ کمر میں درد شروع ہو گیا اس ولی اللہ کو خبر ملی کہ رات انکے دنیا دار ہمسایہ نے تہجد کی نماز پڑھی تھی تو اسکے سبب سے اسکے کمر میں درد ہونے لگا ہے وہ عیادت کے لئے آیا اور اس سے حال پوچھا دنیا دار نے کہا کہ میں آپکو دیکھا کرتا تھا کہ آپ ہر رات تہجد پڑھتے ہیں میرے خیال میں بھی آیا کہ میں بھی تہجد پڑھوں سو آج رات میں تہجد پڑھنے اٹھا اور یہ مصیبت مجھپر آگئی اسنے جواب میں کہا کہ تجھے اس فضول سے کیا۔ پہلے چاہئے تھا کہ تو اپنے آپکو صاف کرتا اور پھر تہجد کا ارادہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی اجابت بھی **متقین** کے لئے ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انما یتقبل اللہ من المتقین** درحقیقت جبتک انسان تقویٰ اختیار نہ کرے اسوقت تک اللہ تعالیٰ اسکی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بے نظیر صفات ہیں جو لوگ اسکی راہ پر چلتے ہیں انہیں تو اس سے اطلاع ملتی ہے اور وہی اسکا مزہ پاتی ہیں خدا سے رشتہ میں اسقدر شیرینی اور لذت ہوتی ہے کہ کوئی پھل ایسا شیریں نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ سے علیحدہ کوئی شخص خبر گیران نہیں ہو سکتا ہے جسکا خدا متولی ہو جاتا ہے اسکو کئی فائدہ ہوتے ہیں ایک تو وہ طمانیت کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ راحت پاتا ہے جو کسی دنیا دار کو نصیب ہونا ناممکن ہے اور ایسی لذت پاتا ہے جو کہیں دوسری جگہ نصیب نہیں ہو سکتی اور اسکا متولی ایسا زبردست ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مشکل سے بہت جلدی نکالتا اور خبر گیری کرتا ہے۔

یہ لوگ بالکل بیہودہ جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں جو تیجا ساتویں کی پیروی کرتے ہیں۔ نماز اگر پڑھتے ہیں تو ریا کے لئے پڑھتے ہیں۔ وہ نماز جو آنحضرت صلعم نے سکھلائی تھی وہ نہیں پڑھتے یہ وہ نماز ہے جسکے پڑھنے سے انسان **ابدال** میں داخل ہو جاتا ہے۔ گناہ اسکے دور ہو جاتے ہیں دعائیں **قبول** ہوتی ہیں انسان خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ **احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون** یہ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف منہ سے کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہے اور کوئی ابتلائی شکل پیش نہ آئیگی یہ بالکل غلط خیال ہے چنانچہ خدا تعالیٰ مومن پر ابتلا بھیجکر امتحان کرتا ہے۔ قدیم زمانہ سے خدا کی یہی سنت ہے وہ مصائب اور شدائد میں ضرور ڈالے جاتے ہیں۔ مصائب بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ مصائب ہیں جو بہ ہمسایہ شریعت ہوتے ہیں۔ انسان احکام کی تعمیل کیلئے انقطاع حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسطرف ہر ایک چیز دنیا کی میں جو کشش ہے وہ اسکو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بیوی بچے۔ دوست۔ دنیا داری کی رسوم کے تعلقات چاہتے ہیں کہ ہماری کشش کا اسپر ایسا اثر ہو کہ وہ ہماری طرف کھنچا چلا آوے اور ہم میں ہی محبوس ہے تعمیل احکام کی کشش انسے انقطاع کا تقاضا کرتی ہے ان سب کے چھوڑنا ایک موت کا سامنا ہوتا ہے۔

ہمارا یہ مطلب تو نہیں کہ ان سب کو اسطرح چھوڑے کہ انسے کوئی تعلق ہی نہ رکھے۔ ایک طرف بیوی بیوہ کیطرح ہو جاوے۔ اور بچے یتیموں کی طرح ہو جائیں۔ قطع رحم ہو جائے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ بیوی بچوں کا پورا تعہد کرے انکی پرورش پورے طور سے کرے اور حقوق ادا کرے۔ صلہ رحم کرے لیکن دل انہیں اور اسباب دنیا میں نہ لگا وے۔ دل با یار۔ دست بکار رہے اگرچہ یہ بات بہت نازک ہے مگر یہی سچا انقطاع ہے جسکی مومن کو ضرورت ہے وقت پر خدا کیطرف ایسا آجاوے گویا وہ ان سے کورا ہی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین صاحب نے ایکدفعہ سوال کیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر پوچھا آپ اللہ سے محبت رکھتے ہیں حضرت علی نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت حسین علیہ السلام نے اسپر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کسطرح جمع ہو سکتی ہیں پھر حضرت حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے فرمایا اللہ سے۔ غرض انقطاع انکے دلوں میں مخفی ہوتا ہے اور وقت پر انکی محبت صرف اللہ کے لئے رہ جاتی ہے۔ مولوی عبد اللطیف صاحب نے عجیب نمونہ انقطاع کا دکھلایا۔ جب انہیں گرفتار کرنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ گھر سے ہو آویں۔ آپ نے فرمایا میرا انسے کیا تعلق ہے۔ خدا سے میرا تعلق ہے سو اسکا حکم آن پہنچا ہے میں جاتا ہوں ہر چیز کی اصلیت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ سب کچھ رکھتے تھے زن و فرزند اور اموال اور اقارب سب کچھ انکے موجود تھے

کا سروکاری رکھتے تھے مگر انہوں نے اسطرح رقبول کیا کہ گویا ایک شیریں شہد انہیں ہے - وہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے - ایک طرف تعہد حقوق عیال و اطفال میں کمال دکہایا اور دوسری طرف ایسا انقطاع ...... کہ گویا وہ بالکل کورے تھے - یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو ...... پسند کرتے - کبھی نامردی نہ دکہاتے بلکہ آگے ہی قدم رکھتے - ایسی محبت سے وہ حضرت صلعم کے قدموں میں جان دیتے تھے کہ بیوی بچوں کو بلا جیسی سمجھتے تھے - اگر بیوی بچے مزاحم ہوں تو انکو دشمن سمجھتے تھے اور یہی معنے انقطاع کے ہیں آجکل کے رہبانوں کیطرح نہیں کہ بالکل بیوی بچے سے تعلق چھوڑ دے اور سارے جہان سے ایک طرف ہو جائے - آسمان پر رہبانیت کے انقطاع کی کچھ قدر نہیں - صوفی منقطعین بھی نمونے دکہاتے رہے ہیں کہ بازن و فرزند اور باخدا رہے پھر جب وقت آیا تو زن و فرزند کو چھوڑا اللہ تعالیٰ کیطرف ہو گئے - وہ لوگ اللہ تعالیٰ کیطرف منقطع ہوتے ہیں - حضرت ابراہیم ؑ کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا - جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں ضایع کرنا چاہتا ہے اللہ اسکو ضایع نہیں کرتا اور اسکا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا میرا مطلب ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اسقدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ انسے راضی ہو جائے - دوست دوست سے راضی نہیں ہو سکتا جب تک اسکے لئے وفاداری ظاہر اور ثابت نہ ہو - کسی کے دو خدمتگار ہوں ایک وفادار اور مخلص ثابت ہو اور اپنے فرائض کو نہ رسم و رواج اور دباؤ سے بلکہ پوری محبت اور وفاداری اور اخلاص سے ادا کرے اور دوسرا ایسا ہو جو بیدلی سے اور رسمی طور پر کچھ کام کرے تو انمیں سے مالک اسی پہلے پر راضی ہوگا اور اسی کی باتوں کو سنیگا - اور اسی پر اعتبار کریگا - اور ...... وفادار ہی کو پیار کریگا -

فیج اعوج کے زمانہ میں تعصب بڑھ گیا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من عادولیًالی فعادالی - ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ انکے تعصب نے انکو خدا سے بالکل دور کر دیا ہے - ایک زمانہ آنے والا ہے کہ [illegible] وہ [illegible] رسمی نماز و لنسے خدا [illegible] - دنیا کی [illegible] [illegible] اخلاص کی

ضرورت ہوتی ہے - اسلام کا لفظ ہی مسلمان بناتا ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکموں پر گردن جھکائی جاوے - یہ لقب کسی اور ملت کو نہیں دیا گیا - اس امت پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے - اسلام جس بات کو چاہتا ہے وہ اسی جگہ سے اسلام کے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن** - خدا کے دیدار کے واسطے اسی جگہ سے حواس ملتے ہیں - **من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی** - جو یہاں خدا نہیں دیکھتا وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکیگا -

۴ جون سنہ ۱۹۰۴ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل میں دعا ہے - نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے - اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے - کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اسکے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے - ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں - مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں - میں بہت رحم کرتا ہوں - بیکسوں کی امداد کرتا ہوں لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اسکے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پروا نہیں کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اسکے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا - یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے - بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے - کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے -

الیٰ ربک یومئذن المستقر - اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے - کیونکہ اسدن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کیحالت ہے کہ طاعون کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آویگا آخر مستقر خدا تعالیٰ ہی ہوگا - لوگ جب اس کو مانیں گے تب وہ اس سے رہائی دیگا - این المفر بھی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسرے آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے مگر طاعون میں کوئی مفر نہیں ہے - صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی -

خدا کیطرف ظلم کبھی منسوب نہیں ہو سکتا - جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پائیگا یہ وہی دن ہیں جنکی نسبت کہا گیا ہے **ھٰذا یوم ینفع الصادقین صدقھم** -

۵ جون سنہ ۱۹۰۴ء

صنعت و حرفت میں دسترس حاصل کرنے - سیر و سیاحت میں قوم کے افراد کو مشغول رہنے - لنڈن ہو آنے - مشینوں میں ترقی کرنے وغیرہ کو آج کل تہذیب کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے اور جب کسی قوم میں یہ باتیں ہوں تو اسے ایک مہذب قوم کہتے ہیں یہ ذکر ایک صاحب نے حضرت اقدس کی مجلس میں آج کیا اسپر آپنے فرمایا

کہ جس قوم میں راستی کا پیار نہیں - اعمال میں للہیت نہیں اور ریاکاری اور خود پسندی انکا شیوہ ہے اسے مہذب نہیں کہہ سکتے - تہذیب کے اصول - اخلاص - صدق اور توحید ہیں وہ سوائے اسلام کے اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتے - عیسائیوں کو اخلاق کا بڑا ناز ہے مگر انکی جو بات دیکھو اسی میں گند ہے کوئی عمل ہو اسمیں ریاکاری ضرور ہے حالانکہ خلق وہ ہے جو للہ ہو - خدا کی عظمت اسپر ایمان اور نوع انسان کی خدمت یہ باتیں خلق کی ہیں لیکن یہاں خدا کی جگہ تو ایک یسوع نامی کو دیدی گئی ہے اور مخلوق کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ ظاہر ہے - بات یہ ہے کہ جب خدا کو شناخت ہی نہیں کیا تو اسپر نظر رکھ کر کسی کی خدمت کیا کر سکتے ہیں سچے خلق کا ہونا بہت مشکل ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نیکی کو برمحل برتا جاوے اور خدا سے ڈر کر وہ اپنی حدیں ہیں لیکن ایمان کے سوا یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں - ثواب اسکو ملا کرتا ہے جو خدا سے ڈر کر گناہ کو چھوڑتا ہے یا اسکو راضی کرنیکی محنت برداشت کر کے ایک نیکی کو کرتا ہے اور جب تک یہ نیت نہیں ہوتی تب تک ہرگز ثواب نہیں ملتا - اگرچہ وہ کام بذات خود نیک ہی ہو - ہندو لوگ بتوں کی خاطر کیا کیا کرتے ہیں کتنی محنتیں اٹھاتے ہیں مگر سب کی سب رائیگان جاتی ہیں -

طاعون کا اصل مقصد

اس زمانہ میں جبکہ طاعون نے اپنے خوفناک نظاروں سے اہل عالم کے دلکو ہلا دیا ہے۔ اور اس کی سختی اور تندی ہر موسم میں بڑہتی جاتی ہے۔ طبعاً یہ سوال ہر ایک کی فطرۃ میں پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ آخر طاعون سے اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا کیا ہے۔

طاعون کو صرف ایک مرض وبائی قرار دینا۔ اور منجملہ دیگر امراض وبائی کے ایک عام مرض تو سمجھ لینا تو غلطی ہے۔ کیونکہ اس کے متواتر دوروں اور تیز رفتار سے اور ایک ترتیبی کارروائی نے اس کو تو ضرور ہی یہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ یہ ضرور قہر الہی ہے۔ اور ایک بالارادہ قادر مطلق ہستی یعنی خدا تعالیٰ کے امر سے یہی کارروائی کر رہی ہے۔ اس مقام پر ہمیں طاعون زدہ علاقوں میں اس کی ترتیبی کارروائی کی نظیر پیش کرنیکی ضرورۃ مطلق نہیں ہے کیونکہ جن جن مقاموں میں یہ پہنچی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے خود مشاہدہ کر لیا ہوگا۔ اور جہاں آجتک نہیں پڑی۔ وہاں کے لوگ عنقریب دیکھ لیں گے۔ کہ اس کے حملے کس طرح ترتیب سے ہر ایک محلہ میں اور ہر طبقہ انسانی پر ہوتے ہیں۔ اور جس طرح سے ایک سرکاری افسر مدارج اور ترتیب کو مدنظر رکھکر احکام بالا کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ ویسے ہی بڑے احتیاط اور حفظ مراتب کیساتھ یہ بھی لوگوں اور محلوں کو انتخاب کرتی ہے

عنوان مذکورہ بالا سے ہماری صرف یہ غرض ہے۔ کہ ہم دکھلا دیں کہ جب کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہے۔ تو منشاء ایزدی کیا ہے کہ اگر وہ پورا کر دیا جاوے۔ تو خدا تعالیٰ اس سے دنیا کو محفوظ رکھے۔

مذکورہ بالا سوال کا جواب حضرۃ مولانا حکیم نور الدین صاحب نے اپنی ایک تقریر میں دیا ہے۔ جسے ہم اپنے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں

قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب اس قسم کے عذاب دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ تو سرکاری منشاء (ارادہ ایزدی) یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ تضرع کریں۔ اس منشاء سرکاری کا علم ہونے کے لئے یہ امر ضروری نہیں ہے۔ کہ کوئی مامور بھی اسوقت دنیا میں موجود ہو۔ لیکن اگر کوئی مامور بھی موجود ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ خدا تعالیٰ ایک سخت پکڑ پکڑنا چاہتا ہے۔ تکالیف اور مصائب اور شدائد میں مبتلا ہو کر خود انسان کا دل تضرع کیطرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ فطرت انسانی بھی بذات خود خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک مامور ہے۔ جو کہ منشاء سرکاری سے اسے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتی ہے۔ آتشک اور سوزاک میں مبتلا انسان کو فطرت بتلاتی ہے۔ کہ تو نے بدعمل کیا۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہے نہ آیندہ تو اس سے باز آ۔ وہ دلمیں ملامت کرتا ہے خادم ہوتا ہے بحالت بیماری میں اقرار کرتا ہے۔ کہ اب آرام ہو جاوے۔ تو پھر زنا نکرونگا۔ (صحت پاکر وہ پھر کیوں کرتا ہے یہ امر ہماری بحث سے سردست خارج ہے۔ گویا ایک طرف سے فطرت انسانی بھی خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کا علم دینے کے لئے ایک بشیر اور نذیر ہے۔ جو کہ ہر وقت انسان کے اندر موجود ہے لیکن چونکہ یہ کامل رہبر نہیں ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے کتب سماوی اور انبیاء اور رسل کے ارسال کرنے کا سلسلہ بھی دنیا میں قایم کر رکھا ہے۔ تاکہ ہدایت اور نجات کی راہ میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے۔ کتب سماوی اور انبیاء کے نزول سے بھی منشاء سرکاری یہی ہوتا ہے۔ کہ ہلاکت اور نجات کی راہوں کا علم کامل طور پر حاصل ہو جاوے۔ بارگاہ الہی کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ ان کتابوں یا مامورین کی پرستش کیجاوے۔ صرف یہی مقصود ہوتا ہے۔ کہ حسب تقاضائے فطرت جس تضرع کی ضرورۃ دنیا کو ہوتی ہے۔ اس کا علم اور طریق عمل انکو بتلا کر خدا کی رضا حاصل کرنے کا راستہ کہولدیا جاوے۔

پس اس وقت طاعون سے اصل مقصد جو تضرع ہے اس کے لحاظ سے انسانوں کے تین گروہ ہیں۔ اول وہ لوگ جنکے پاس کوئی کتاب آسمانی نہیں۔ انہیں طاعون اسلئے پڑتی ہے۔ کہ امن اور چین کیحالت میں اگر انہوں نے الہی مامور فطرت انسانی کی آواز کو نہیں سنا۔ تو اب اس طرح سے سن لیں۔ اور منشاء سرکاری سے آگاہ ہو کر دائمی ہلاکت سے نجات پاویں۔ اور تضرع میں لگجاویں۔ دوم وہ لوگ جنکے پاس کتب بانی اموال قدیمہ اور اخبار و آثار موجود ہیں۔ لیکن مامور موجود نہیں۔ اس قسم کے لوگوں کی خدا تعالیٰ نے دوسری مدد کی ہے۔ کہ علاوہ ایک رہبر فطرۃ انسانی کے ایک اور مددگار انکو دیدیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ اس طاعون کے زمانہ میں منشاء سرکاری سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اگر اب تک وہ طاعون میں مبتلا نہیں ہوئے۔ تو تضرع میں مصروف ہو جاویں۔ سوم۔ وہ لوگ جنہیں علاوہ کتابوں کے کوئی مامور بھی خدا کی راہوں کا پتہ لگ جانا بہت ہی آسان کام ہے۔ فطرت انسانی کی آواز کے سننے میں امکان ہے کہ مغالطہ ہو جاوے۔ کتابوں کے ذریعہ منشاء ایزدی کے سمجھنے میں ممکن ہے۔ کہ انسان غلطی کر بیٹھے۔ مگر ایک مامور کے ہوتے ہوئے غلطی میں رہنا بہت محال بات ہے۔ وہ اس لئے نہیں بھیجا جاتا کہ اسکی پوجا ہو۔ بلکہ صرف اس لئے آتا ہے کہ اصل مقصود یعنی تضرع کا علم مخلوق کو دیوے۔ کہ خدا کی رضا ان ایام میں اسی سے وابستہ ہے۔ تم اس میں لگ جاؤ

خدا تعالیٰ کو چونکہ عام اصلاح منظور ہے اور اس کا ذریعہ تضرع ہے۔ اس لئے ہر ایک قوم۔ ہر ایک ملت خواہ کہیں آباد ہو۔ وہ مواخذہ کے نیچے ہے۔ پس اے احمدی ہو کہ تم مامور کے مرید اور متعلقین میں سے ہو کر اگر تضرع نہ کروگے۔ تو تم بھی مجرم ہوگے اور دوسروں کی نسبت زیادہ قابل اخذ ہوگے کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے۔ وہ اوروں کو نہیں دیا گیا ہے۔

مامور تضرع کا قایم مقام نہیں ہے۔

بعض نادان لوگ مامور کو ولی یا بزرگ جانکر اسے خدا کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں۔ اور صرف اس کے تعلق بیعت کو تضرع کا قایم مقام بنا بیٹھتے ہیں۔ یہ انکی غلطی ہے۔ کیونکہ مامور تو اپنی تعلیم دیکر ہر ایک قسم کی ذمہ واری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ عمل درآمد منظور ہے جس کی نظیر اسوقت کشتی نوح کی تعلیم موجود ہے۔ پس جو لوگ تضرع کو چھوڑتے ہیں۔ اور حالتوں میں تغیر نہیں کرتے وہ خدا کے غضب کے نیچے آتے ہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ تقوے کے حقیقی مغز کو حاصل کریں۔ اور اپنی ہر ایک حرکت اور سکون۔ معاملات۔ تعلقات۔ لین دین۔ میل ملاپ عبادات۔ سب کچھ خدا کی مرضی کیموافق بجا لاویں۔ تاکہ وہ اس سے محفوظ رکھے۔ اور اس بات پر نازاں نہوں۔ کہ ہم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ اصل منشاء مامور کے آنے کا یہی ہے۔ کہ تم تضرع کرو۔ پس اگر تم تضرع میں مصروف نہیں ہو۔ تو تمہارا مامور سے کیا تعلق ہے

تضرع کیا ہے

جبکہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے۔ کہ تم تضرع کرو۔ اس لئے اس امر کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ خود تضرع کیا شئے ہے۔ اس کے معنے ہیں آہ و زاری اور نالہ و بکا کر کے کسی کو اپنے پر مہربان بنا لینا۔ یا اوسکو راضی کر کے مورد انعام بن جانا۔ یا اس کے عذاب سے محفوظ رہنا۔ جب انسان کسی کے آگے زاری کرتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ میری گذشتہ خطائیں معاف کیجاویں۔ وہ آیندہ ایسا نہ کرے گا۔ بلکہ حالتیں تغیر کر کے آقا کی رضامندی کا طالب ہوگا۔ پس خدا تعالیٰ جو تم سے زاری چاہتا ہے۔ اس کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ تم اپنی حالتوں کو بدلو۔ اور وہ بات اختیار کرو۔ جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں سچی توبہ کے مفہوم کا نام تضرع ہے۔

بڑے بڑے شریر کیوں نہیں طاعون سے ہلاک ہوئے

بعض نادانوں نے یہ بھی غلطی کھائی ہے۔ کہ وہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے شریر کیوں نہیں ہلاک ہوئے۔ وہ کیوں محفوظ ہیں۔ میرا یقین ہے۔ کہ اس قسم کے معترض خدا تعالیٰ کی تعلیم اور اسکی سنت سے محض ناواقف اور غافل ہیں۔ دیکھو

سو طاعون کی ابتدا حشرات الارض یعنی زمینی کیڑوں سے ہوتی ہے اور اول اول چوہے اس سے مرتے ہیں۔ پھر ترقی کر کے یہ انسانوں میں آتی ہے کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ طبقہ انسان میں بھی جو لوگ حشرات الارض کے رنگ میں ہیں۔ اول طاعون انہی پر پڑتی ہے۔ یعنی اول عام اور ادنے لوگ اس کا شکار ہوں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے یہ بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے تم نہیں دیکھتے۔ کہ جب ......

کرشمۂ محبت

بڑی بڑی جنگیں جہان اور بہت سی یادگاریں چھوڑ جاتی ہیں۔ اور ایک انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کرتی ہیں۔ وہان ساتھ ہی کوئی نہ کوئی کرشمۂ محبت بھی ان کی یادگار رہ جاتا ہے۔ حال کی جنگ روس و جاپان کی بھی اس سے خالی نہ رہی۔ ۱۳۰ جولائی کا روزانہ اخبار عام میں ایک واقعہ لکھا ہی کہ انگریزی اخبارات میں ایک دلچسپ خبر محبت کی جنگ کی لو خبروں میں دیکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ منچوریا کی لڑائی میں ایک روسی فوج آئی جس کو پورٹ آرتھر جانیکا حکم ہوا۔ افسر فوج کیساتھ ایک خوبصورت نوجوان اردلی تھا۔ جو کہ وطن سے ہی ہمراہ چلا آتا تھا۔ پورٹ آرتھر میں یہ اردلی مجروح ہوگیا جہان سے اوسے ہسپتال میں لے گئے۔ جبکہ اس کی حالت میں تغیر عظیم واقع ہونے لگا۔ تو اوسوقت یہ راز کھلا کہ یہ اردلی اصل میں ایک نوجوان عورت ہے۔ جو کہ افسر فوج پر فریفتہ ہے۔ وطن میں اس نے شادی کی آرزو کی لیکن افسر نے نہ مانا۔ آخر اس اسیر محبت نے بھیس بدلکر اردلی کی صورت میں اس افسر کے زیر نظر رہنا شروع کیا۔ اور اسی عشق میں اپنے وطن اور عزیز و اقربا کو خیرباد کہکر جنگ میں چلی آئی۔ جب یہان یہ راز کھلا۔ تو افسر بھی اس کی جرأت پر دنگ ہوگیا۔ مگر افسوس کہ اس گھڑی بھی اس نے اس کی درخواست کا جواب نفی میں دیا۔ ہسپتال کے عہدہ دارو اور نیز اس کے دوستون نے بھی بہت کچھ سمجھایا کہ اس کی وفا کی قدر کرو اور شادی کرلو۔ لیکن خاندانی وجوہات اُسے مانع ہوئے۔ جب یہان بھی اوس کشتۂ محبت کو مایوسی ہوئی تو اسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اور بہت جلدی اُس نے اپنے دمون کو دنیا میں گذار کر عالم ثانی کی راہ لی۔ جب اسکی موت کی خبر اوس سنگدل افسر کو ملی۔ تو چونکہ اس عاشق صادق کا صدق اور وفا اپنے کمال کو پہونچ چکا تھا۔ اور اب اس کی تاثیرین اپنی پوری حرارت سے کام کرنے لگ گئین تھین۔ آخر اس کا دل پگھلا۔ وہ اپنے اسوقت کے ارادہ اور خیال پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اپنے کمرہ میں گیا۔ اور بندوق سے خودکشی کرکے جان دی

ضروری اطلاع

خریداران البدر خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری جو کہ مطبوعہ چٹون پر ہے۔ ضرور دیا کرین۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہو سکے گی۔ **مینجر**

تعدد ازدواج پر سید محمود مرحوم کی رائے

جواز پالیگمی پر بحث کرتے ہوئے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ پابندی عقد کی بھی کوئی ضرورت ہے؟ اور اس کو یقیناً ہر ذی تمیز باسانی تسلیم کرلیگا۔ کہ بجائے آزادی مباشرت کے تعیین زوجین مناسب ہے۔ قطع نظر اور امور کے طریق تمدن میں اس سے بڑی سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد دو امور بحث طلب ہیں۔ اول یہ کہ ایک مرد کو کئی عورتون کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرا یہ کہ خاص چار تک اجازت دینے کی علت غائی کیا ہے

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ تمام مخلوق میں مباشرت کے چار طریقے ہیں۔ اور ہر طریقہ کسی خاص گروہ حیوانات کی خلقت و شمار پر مبنی ہے۔ پہلا طریقہ مانوگیمی ہے۔ یعنی ایک نر و ایک مادہ باہم زندگی بسر کرین۔ حیوانات میں اس کی عمدہ مثال سارس و کبوتر ہیں۔ ان کی خلقت پر اگر غور کیا جاوے۔ تو صاف معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ قدرت نے ان جانورون کو اس حد سے بڑھنے کی اجازت ہی نہیں دی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سارس یا کبوتر کے ایک جھول کے انڈے اگر سب کے سب بچے نکالدین تو ان میں نر و مادہ کی تعداد قریب قریب برابر ہوگی۔ اسطرحپر قدرتاً گنجائش ہی نہیں ہوتی ہے کہ ایک نر کی کئی مادہ یا ایک مادہ کے کئی نر ہون

دوسرا طریقہ پالیگمی ہے یعنی ایک نر اور کئی مادہ اسکی مثال جو سب کے پیش نظر ہے وہ مرغی ہے۔ عام طور پر دیکھیے مرغ کم پلے جائینگے اور مرغی زیادہ۔ انکی پیدائش سے ہی یہ بات ظاہر ہے کیونکہ معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر مرغی ایک جھول کے اکیس (۲۱) انڈون پر بٹھائی جاوے۔ اور ان میں سے کوئی گندہ نہو جاوے۔ تو صرف ایک انڈے سے مرغ پیدا ہوگا باقی بیس مرغی اسلیئے روزمرہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مرغ کئی مرغیون کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اسیطرح غوغائی کہ جن کا گروہ ملجا رہتا ہے اور اسی لئے سیون سسٹرس کہلائے جاتے ہین انمیں بھی نر محض ایک ہوتا ہے باقی چھ مادہ۔

تیسرا طریقہ پالی اینڈری ہے یعنی ایک مادہ ہو اور اس کے کئی نر اسکی مثال شہد کی مکھیان ہین۔ ایک چھتہ میں سینکڑون مکھیان ہوتی ہین۔ انمیں مادہ ایک ہوتی ہے باقی سب نر ہوتی ہین

چوتھا طریقہ بلاتعین تعداد ہے۔ یعنی نر و مادہ نہ جوڑا بنا کر رہتے ہین نہ انکی تعداد معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ ان حیوانات سے متعلق ہے جنمیں اناث و ذکور کا باہمی تعلق مستحکم نہیں رہتا بلکہ ایک خاص وقت کیلئے ہوتا ہے۔ اُس کی مثال کتا۔ گائے بھینس وغیرہ ہین

انسان میں چونکہ یہ تعلق دائمی و مستحکم ہوتا ہے تمدن کی بنا یہ ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اس خیال سے چوتھا طریقہ اس کیطرح تعلق ہی نہیں رکھتا۔ باقی تین طریقوں سے کوئی طریقہ انسان کیلئے مخصوص ہونا چاہیے۔ اسکی تحقیق انسان کی مردم شماری اور پیدائش سے ہو سکتی ہے۔ مختلف ممالک میں ہر جگہ پیدائش اناث بمقابلہ ذکور کے زیادہ ہے۔ علاوہ برین بلحاظ مردم شماری ساری دنیا میں عورتیں مردون سے بہت زیادہ ہین۔ ایک تو قدرتی زیادتی اور بعض مردون کا ایسے کامون میں مشغول رہنا جو انکو مجرد رہنے پر مجبور کرین عورتون کی قابل ازدواج تعداد کو اور بھی زیادہ کرتا ہے مثلاً بحری و بری فوجون میں داخل ہوتے ہین اور اکثر شادی نہیں کرتے اور لڑائیوں میں جو کشت و خون ہوتا ہے اسمیں بھی سب مرد ہی ضائع ہوتے ہین اسیطرح ہر ملک میں مرد و عورتون کی تعداد میں ایک بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اب یہ امر قدرتی طور پر ظاہر ہے کہ پالیگمی رائج ہو ورنہ مانوگیمی کی حالت میں تو بڑا نصف حصہ عورتون کا بیکار رہیگا۔

اس نسبت سے ثابت ہے کہ خالق عز و جل نے انسانکو خلق ہی اس طرحپر کیا ہے کہ بعض مردونکی ایک سے زائد عورتیں ہون

سوال دوم کا جواب عورتونکی فطری حالت پر غور کرنے سے صاف ہوجاتا ہے۔ اسلام نے چار کی تعداد انتہائی رکھی ہے جو یقیناً خاص خاص حالتمیں ضروری ہوگی۔ فرض کیجیے ایک مرد اور ایک عورت جو ہر طرح کامل الصحت و قوی الجثہ ہیں انکی شادی مثلاً جنوری میں ہوئی چونکہ کسی طرح سے انکی صحت میں قصور نہیں اور پوری قوۃ دونون کو حاصل ہے۔ پس اسی مہینہ میں حمل واقع ہوگا بعد از حمل اندرونی طب عورت سے دس ہفتہ تک مقاربت جائز ہے۔ اس کے بعد مفصل پس جس شخص کا نکاح جنوری میں ہوا وہ اس عورت سے اپریل تک علیحدگی رکھیگا۔ اور چونکہ وہ مرد کامل الصحت مان لیا گیا ہے اسلیئے اب اس کو دوسری عورتکی ضرورت ہوگی۔ اس دوسری عورت سے بھی (جو ہر لحاظ سے ویسی مان لیگئی ہے) مثل سابق تین مہینہ کے بعد علیحدہ ہوگا۔ جب اور تیسری کی حاجت ہوگی۔ جس سے وہ اکتوبر تک ہم صحبت ہو سکتا ہے۔ پہلی عورت جو جنوری میں حاملہ ہوئی تھی غالباً نومبر میں فارغ ہوگی۔ اس کے بعد ہی اس کے ۴۰ دن اور صرف ہونگے تو گویا مرد کو آخر دسمبر تک ایک چوتھی عورت ضروری ہے جس کے بعد پہلی عورت تندرست ہوچکے گی

اس حساب سے صاف یہ نکاح کی حد مقرر کرنیکی مصلحت خوب روشن ہوجاتی ہے علاوہ برین عورتکی معذوری کا خیال کرتے وقت معمولی ایام کو بھی نظر انداز کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی زمانہ خاص کیلئے نہیں آیا تھا۔ اسکے احکام کسی ملک یا قوم سے مخصوص نہیں خدا تعالی کا کوئی امر خلاف عقل نہیں ہوسکتا ہے ہمارا اپنا قصور فہم ہے کہ ہم ان پاک اصولونکو عقل کیمطابق نکر سکین۔ اگر اسلام پالیگمی

نمبر ۲۶	ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دار الامان قادیان سے شایع ہوتا ہے	جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
عشق او باشیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک از خبرہای معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما

مصطفی ما را امام و مقتدا
بادہ عرفان ما از جام او
جان شد و با جان بخواہد شد برون
روشنی سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدای قول او در جان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء و سابقین
یکدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بدین از دار دنیا بگذریم
امن پاکش ہست ما را مدام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم - یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم - یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالی کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد

چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالی کیساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت ..... راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا

ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا

ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم - یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا

دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور مبائع کو کہنا پڑتا ہے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ **سہ بار** - آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔)

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی ۱۴ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنے معنوں کی ساتھ چہاردہم سال کی یادگار میں جو اسکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے۔ قادیان سے طلوع ہوا۔

ابتدائے جون ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور

تعدد ازواج پر تقریر

ایک احمدی صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ تعدد ازواج میں جو عدل کا حکم ہے کیا اس سے یہی مراد ہے کہ مرد بحیثیت الرجال قوامون علی النساء کے خود ایک حاکم عادل کی طرح جس بیوی کو سلوک کے قابل پاوے ویسا سلوک اس سے کرے یا کچھ اور معنی ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ محبت کو قطع نظر بالائے طاق رکھ کر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہیے مثلاً پارچات خرچ خوراک۔ معاشرت حتیٰ کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے۔ یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی اُن کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے تعدد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لیے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لیے دوسری شادی کرے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے۔ تورات سے بھی یہی ثابت ہے کہ اُس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اس نے اُس کے ساتھ گذارا ہوا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لیے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔

اس قدر ذکر ہوا تھا کہ ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کی کہ البدر اور الحکم اخبار ورں میں تعدد ازدواج کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذمہ دوسرا نکاح حضور نے فرض کر دیا ہے۔ (ہم وہ تقریر اس تقریر کے آخر میں درج کریں گے دیکھو صفحہ ۳ ایڈیٹر)

آپ نے فرمایا

کہ ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقوے پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثل اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگاہ داشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہو گا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہ پر آمادہ ہوئے۔ دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں جب والدین اُن کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا اُمیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عاشروھن بالمعروف کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔ اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اُسے ضرورت شرعی پیدا ہو جاوے تو اُس کی بیوی اُس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح ثانی والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لیے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا بڑا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر اُن کو اسبات کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقوے کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے۔

خدا کے قانون کو اُس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہیے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اُٹھانا چاہیے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔ یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقوےٰ ہو اگر شریعت کو سپر بنا کر شہوات کی اتباع کے لیے بیویاں کی جاویں گی تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہو گا کہ دوسری قومیں اعتراض کریں کہ مسلمانوں کو بیویاں کرنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں۔ زنا کا نام ہی گناہ نہیں بلکہ شہوات کا کھلے طور پر دل میں پڑ جانا گناہ ہے۔ دنیاوی تمتع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہیے تا کہ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو۔ لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتع کثرت سے ہیں اور وہ رات دن بیویوں میں مصروف ہے اُس کو رقت اور رونا کب نصیب ہو گا اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک خیال کی تائید اور اتباع میں تمام سامان کرتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اصل منشاء سے دور جا پڑتے ہیں خدا تعالیٰ نے اگرچہ بعض اشیاء جائز تو کر دی ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عمر ہی اُنہیں بسر کی جاوے خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے یبیتون لربھم سجدا وقیاما کہ وہ اپنے رب کے لیے تمام تمام رات سجدہ اور قیام میں گذارتے ہیں۔ اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا کے منشاء کے موافق رات کیسی عبادت میں کاٹ سکتا ہے۔ وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لیے شریک پیدا کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے پھر بھی آپ ساری ساری رات خدا کی عبادت میں گذارتے تھے۔ ایک رات آپ کی باری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کچھ حصہ رات کا گذر گیا تو عائشہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ آپ موجود نہیں اُسے شبہ ہوا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے ہاں ہوں گے اس نے اُٹھ کر ہر ایک کے گھر میں تلاش کیا مگر آپ نہ ملے آخر دیکھا کہ آپ قبرستان میں ہیں اور سجدہ میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ آپ زندہ اور چاہتی بیوی کو چھوڑ کر مردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپ کی بیویاں حظ نفس یا اتباع شہوت کی بنا پر ہو سکتی ہیں؟ غرضکہ خوب یاد رکھو کہ خدا کا اصل منشاء یہ ہے کہ تم پر شہوات غالب نہ آویں اور تقوے کی تکمیل کے لیے اگر ضرورت حقہ پیش آوے تو اور بیوی کر لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتع دنیاوی کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ملنے گئے ایک لڑکا بھیج کر اجازت چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے

نوٹ۔ افسوس ہے کہ کمال مصروفیت اور کاتب کی عدم موجودگی کے باعث ان دنوں ہم خبروں اور دیگر مضامین کی ترتیب نہ کر سکے (ایڈیٹر)

جب حضرت عمر اندر آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمر نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے حضرت عمر ان کو دیکھ کر رو پڑے آپ نے پوچھا اے عمر تجھ کو کس چیز نے رلایا عمر نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعم کے اسباب رکھیں اور آپ جو خدا کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں آنحضرت نے فرمایا اے عمر مجھے دنیا سے کیا غرض میں تو اس مسافر کی طرح گذارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں ستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔ جس قدر نبی اور رسول ہوئے ہیں سب نے دوسرے پہلو (آخرت) کو ہی مد نظر رکھا ہوا تھا۔

[illegible] یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص شہوات کی اتباع سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ مغز اسلام سے دور رہتا ہے [illegible] رہتا ہے اور رات جو آتی ہے اگر وہ تلخی سے زندگی بسر نہیں کرتا اور رونا کم یا بالکل ہی نہیں روتا اور ہنسنا زیادہ ہے تو یاد رہے کہ وہ ہلاکت کا نشانہ ہے۔ استیفاء لذات اگر حلال طور پر ہو تو حرج نہیں جیسے ایک شخص ٹٹو پر سوار ہے اور راستہ میں اسے نہاری وغیرہ اس لیے دیتا ہے کہ اس کی طاقت قائم رہے اور وہ منزل مقصود تک اسے پہنچا دے جہاں خدا تعالیٰ نے سب کے حقوق رکھے ہیں وہاں نفس کا بھی حق رکھا ہے کہ وہ عبادت بجا لاوے۔ لوگوں کے نزدیک چوری زنا وغیرہ ہی گناہ ہیں اور انکو یہ معلوم نہیں کہ استیفاء لذات میں مشغول ہونا بھی گناہ ہے اگر ایک شخص اپنا اکثر حصہ وقت کا تو عیش و آرام میں بسر کرتا ہے اور کسی وقت اٹھ کر چار ٹکریں بھی مار لیتا ہے (یعنی نماز پڑھ لیتا ہے) تو وہ مزدوری زندگی بسر کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت اور مشقت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو اس محنت میں مر جاوے گا حالانکہ تیرے لیے بیویاں بھی حلال کی ہیں یہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے ہی فرمایا جیسے ماں اپنے بچہ کو پڑھنے یا دوسرے کام میں مستغرق دیکھ کر صحت کے قیام کے لحاظ سے اسے کھیلنے کودنے کی اجازت دیتی ہے خدا تعالیٰ کا یہ خطاب اسی غرض سے ہے کہ آپ تازہ دم ہو کر پھر دین کی خدمت میں مصروف ہوں اسی [illegible] ہرگز نہیں کہ آپ شہوات کی طرف جھک جاویں نادان معترض ایک پہلو کو تو دیکھتے ہیں اور دوسرے کو نظر انداز کر دیتے ہیں پادریوں نے اس بات کی طرف کبھی غور نہیں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی میلان کس طرف تھا اور راتدن آپ کس فکر میں رہتے تھے۔ بہت سے ملا اور عام لوگ ان باریکیوں سے ناواقف ہیں اگر انکو کہا جاوے کہ تم شہوات [illegible] تو جواب دیتے ہیں کیا ہم حرام کرتے ہیں [illegible] ہمیں اجازت دی ہے تو ہم کرتے ہیں [illegible] علم نہیں کہ بے محل استعمال سے حلال بھی حرام ہو جاتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون سے ظاہر ہے کہ انسان صرف عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے پس اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے جس قدر اسے درکار ہے اگر اس سے زیادہ لیتا ہے تو گو وہ شے حلال ہی ہو مگر فضول ہونے کی وجہ سے اسکے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ جو انسان راتدن نفسانی لذات میں مصروف ہے وہ عبادت کا کیا حق ادا کر سکتا ہے مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک تلخ زندگی بسر کرے لیکن عیش و عشرت میں بسر کرنے سے تو وہ اس زندگی کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمارا کلام مقصد یہ ہے کہ دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا جاوے یہ نہیں کہ صرف لذات کے پہلو پر زور دیا جاوے اور تقویٰ کو بالکل ترک کر دیا جاوے۔ اسلام نے جن کاموں اور باتوں کو مباح کہا ہے اس سے یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ راتدن انہیں میں مستغرق رہے صرف یہ ہے کہ بقدر ضرورت وقت پر ان سے فائدہ اٹھایا جاوے۔

اس مقام پر پھر وہی صاحب بولے کہ اس سے تو یہ نتیجہ نکلا کہ تعداد ازدواج بطور دوا کے ہے نہ بطور غذا کے۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اس پر انہوں نے عرض کی کہ ان اخبار والوں نے تو لکھا ہے کہ احمدی جماعت کو بڑھانے کے لیے زیادہ بیویاں کرو۔ حضور نے فرمایا کہ ایک حدیث میں یہ ہے کہ کثرت ازدواج سے اولاد بڑھاؤ تاکہ امت زیادہ ہو اصل بات یہ ہے کہ انما الاعمال بالنیات انسان کے ہر عمل کا مدار اس کی نیت پر ہے [illegible] دلوں کو چیر کر ہم نہیں دیکھ سکتے اگر کسی کی یہ نیت ہو [illegible] کہ زیادہ بیویاں کر کے عورتوں کی لذات میں فنا ہو بلکہ یہ کہ اس سے خادم دین پیدا ہوں تو کیا حرج ہے لیکن یہ بھی مشروط بشرائط ہے مثلاً اگر ایک شخص کی چار بیویاں ہوں اور ہر سال ایک ایک کے اولاد ہو تو چار سال میں سولہ بچے ہوں گے۔ مگر بات یہ ہے کہ لوگ دوسرے پہلو کو ترک کر دیتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ صرف ایک [illegible] پر ہی زور دیا جاوے حالانکہ ہمارا یہ منصب ہرگز نہیں ہے۔ قرآن شریف میں متفرق طور پر تقویٰ کا ذکر آیا ہے لیکن جہاں کہیں بیویوں کا ذکر ہے وہاں ضرور ہی تقویٰ کا بھی ذکر ہے ادائے حقوق ایک بڑی ضروری شے ہے اسی لیے عدل کی [illegible] ہے اگر ایک شخص دیکھتا ہے کہ وہ حقوق کو ادا نہیں کر سکتا یا اسکی رجولیت کے قویٰ کمزور ہیں یا خطرہ ہو کہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاوے تو اسے چاہیے کہ دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو عذاب میں نہ ڈالے۔ تقویٰ یعنی شرعی ضرورت جو [illegible] خود تجویز کرتی ہے کہ [illegible] آخری نصیحت ہماری یہی ہے کہ اسلام کو اپنی عیاشیوں کے لیے سپر نہ بناؤ کہ آج ایک حسین عورت نظر آئی تو اسے کر لیا کل اور نظر آئی تو اسے کر لیا یہ تو گویا خدا کی گدی پر عورتوں کو بٹھانا اور اسے بھلا دینا ہوا۔ دین تو چاہتا ہے کہ کوئی دم دلبر ایسا رہے جس سے ہر وقت خدا تعالیٰ یاد آوے ورنہ سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ اگر صحابہ کرام عورتیں کرنے والے اور انہیں میں مصروف رہنے والے ہوتے تو اپنے سر جنگوں میں کیوں کٹواتے حالانکہ ان کا یہ حال تھا کہ ایک کی انگلی کٹ گئی تو اسے مخاطب ہو کے کہا کہ تو ایک انگلی ہی ہے اگر کٹ گئی تو کیا ہوا۔ .... مگر جو شب و روز عیش و عشرت میں مستغرق ہے وہ کب ایسا دل لا سکتا ہے۔ آنحضرت نماز میں اسقدر [illegible] قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم ہو جاتا صحابہ نے عرض کی کہ خدا نے آپ کے تمام گناہ بخش دیے ہیں پھر اسقدر مشقت اٹھانے کی کیا وجہ ہے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔

ختم کلامہ الشریف

(تعدد ازدواج کی جماعت کو تاکید) از البدر [illegible] فروری [illegible]

حضرت حکیم نورالدین صاحب کے ہاں صاحبزادہ پیدا ہونے کی اطلاع حضرت اقدس کو ہوئی تو آپ نے فرمایا

مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس سے پیشتر مولوی صاحب کو اولاد کا بہت صدمہ پہنچا ہوا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا نام عبدالقیوم رکھا جاوے۔ پھر فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میری جماعت کے لوگ کثرت ازدواج کریں اور کثرت اولاد سے جماعت کو بڑھاویں مگر شرط یہ ہے کہ پہلی بیویوں کے ساتھ دوسری بیوی کی نسبت زیادہ اچھا سلوک کریں تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔ دوسری بیوی پہلی بیوی کو اسی لیے ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میری عورت پر وقت اور حقوق میں کمی ہو جاویگی مگر میری جماعت کو اس طرح نہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ عورتیں [illegible] سے ناراض ہوتی ہیں مگر میں تو یہی تعلیم دوں گا یہ شرط ساتھ رہیگی کہ پہلی بیوی کی خاطر [illegible] اور اس کے حقوق دوسری کی نسبت [illegible] زیادہ خوش رکھا جاوے [illegible]

نہ ہو سکا ہے تو ایک کے عذاب ہو عیسائیوں کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ الحکم

متقی کون ہے ۱۹؍جون

گذشتہ اشاعت سے آگے

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اُسے جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہوسکتا متقی کو تو ترسان اور لرزاں ہونا چاہیے۔ کیا دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ چوبیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اُس سے مواخذہ نہیں کرتا اسطرح سے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے۔ متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں۔ زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہیں سورۃ نور میں بھی منکم لکھا ہے قساوت قلبی اور بہائم کی طرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تھے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بھی ہو چکے کسوف و خسوف بھی ہو لیا۔ طاعون بھی آگئی۔ حج بھی بند ہوا ان سب باتوں کو دیکھ کر اگر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقویٰ ہے۔ میں نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتوں کا کہ تمکو سوال کرنا ہے سمجھ لو۔ ہاں یہ نہیں ہوگا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اُسکے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو۔ قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقویٰ اسی بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کی جاوے۔ سچے تقویٰ کا پتا قرآن سے ملتا ہے دیکھو بھلے کہ تقویٰ والوں نے کیا کیا کام کیے۔

روح اخوۃ

مذکورۂ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض احمدی بھائی ایسے ہیں کہ اُنھوں نے بیعت کی ہوئی ہے اور اخلاص بھی رکھتے ہیں اگر بعض اقوال اور حرکات ان سے بیجا ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض اُن میں سے احادیث کے قائل نہیں۔ اسپر حضرت اقدس نے **فرمایا**

اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہیں ہوتے خدا تعالیٰ بھی قرآن شریف میں مومنوں کے طبقات بیان کرتا ہے **فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات** ۲۲/۱۴ کہ بعض اُمیں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تھی۔ ایمان میں بھی اور عمل میں بھی۔ لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپنے ایک ٹکڑا زمین کا بنانے کے لیے طلب کیا اُسنے عذر کیا اور کہا کہ مجکو آپ درکار ہے اب یہ کسقدر گناہ کی بات تھی کہ خدا کا رسول مسجد کے لیے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونیکے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابی تھے کہ جنھوں نے اسکے لیے اپنے سر کٹوا دیے۔ ترقی رفتہ رفتہ ہوتی ہے ایک سال انسان کچھ کرتا ہے دوسرے سال کچھ۔ لیکن اگر بدظنی کریں تو اُسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہے اور ہم اُسے ایکدو دن دوا دیکر نکال دیں پورے طور پر لگ کر اُسکا علاج نہ کریں۔ ہمارا کام تو رات دن انکے لیے دعا تضرع اور ابتہال میں لگا رہنا ہے مبلغین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑ کر لوگوں کو متنفر ہونے دیں ابھی یہ لوگ قابل رحم ہیں اور خدا تعالیٰ انکی اصلاح کے سامان کرتا ہے علاوہ ازیں سب ایکدرجہ کے نہیں ہوتے صحابہ میں سے بعض ایسے درجہ کے تھے کہ عنقریب نبی کے مقام پر پہونچ جاویں اور بعض ادنیٰ درجہ کے جیسے دریا میں موتی بھی ہوتا ہے اور مونگا بھی اور سیپ بھی اور دوسری اشیا مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھکر اُسکے لیے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اُسکو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اسلیے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیے

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی اُسنے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اُسکی شکایت کرتا ہے اور جا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وہ اُسیوقت گیا اور اُسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اتنے اٹھا کر لیجانا پڑا۔ صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اُسکی عدم موجودگی میں اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اُسمیں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُسکا نام بہتان ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **لا تغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا** ۲۶/۱۴ اسمیں غیبت کرنیکو ایک بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے اُنمیں عیب کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے پس چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اُسکے لیے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے جب خدا نے اُنکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہیئے کہ کسی کا عیب دیکھکر سرِدست جوش نہ دکھلایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکھا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُسکی اصلاح کے لیے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھکر اُسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے **تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ** کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھکر اُسے نصیحت کی جاوے اور اسکے لیے دعا بھی کی جاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اُسوقت بیان کرنا چاہیے جب پہلے کم از کم ۴۰ دن اُسکے لیے رو رو کر دعا کی ہو سعدی نے کہا ہے ✣ خدا داند و بپوشد ✣ ہمسایہ نداند و خروشد ✣ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا کا نام

✣ ستار ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا

معونت المعذورین

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

مدراس سے ہمارے پاس ایک اشتہار بعنوان معونت المعذورین پہونچا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ چند لوگوں نے ملکر ایک انجمن قائم کی ہے جس کا یہ منشا ہے کہ مساکین اور معذورین کو کھانا کھلائیں اور اس مقصد کے واسطے ایک کھانا فنڈ قائم کیا ہے یعنی اہل ہند سے درخواست کی گئی ہے کہ کم از کم ایک آنہ ماہوار چندہ دیکر اس کار خیر میں شامل ہوں۔ چونکہ غربا اور ضعفا کو کھانا کپڑا دینے کا خیال کم و بیش ہر جگہ لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے اور ہر شہر کے اندھوں لنگڑوں لولوں کے واسطے کچھ نہ کچھ سامان بہم پہونچتا ہی رہتا ہے اسواسطے ایسی انجمن کے قائم کرنے کے لیے اور پھر اسکے چندہ کو بجائے لوکل حدود تک محدود رکھنے کے عام کرنیکی ہماری رائے میں ایسی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تاہم ہمیں مشتہر کی نیک نیتی اور بجائے خود اس سلسلہ کی عمدگی پر کوئی بحث نہیں ہے لیکن ہمیں اسوقت ان اندھوں لنگڑوں لولوں بہروں اور دیگر کئی قسم کے روحانی معذورین کی طرف خیال آیا ہے جنکی تعداد سب سے زیادہ اور جنکی طرف توجہ کرنیوالے سب سے کم ہیں آہ! اگر لوگوں کو اپنے اندرونی پھوڑے پھنسیوں کی خبر ہوتی تو دنیا میں ایسا واویلا اور شور مچتا کہ مخلوقات کی چیخیں آسمان تک پہونچتیں لیکن یہاں تو لوگ دنیاوی لذات میں ایسے غرق ہیں کہ اگر کوئی روحانی آنکھوں کا مالک اپنی خداداد بصیرت اور فراست سے ان لوگوں کے دکھوں اور بیماریوں پر خبر پاکر خدا کے حضور میں انکی آہ و فریاد کرے اور آسمانی فنڈ سے امداد پاکر ان کے لیے شفاخانہ کھولے اور سحر کی گریہ وزاری اور صبح صادق کی دعاؤں کے ساتھ اس شفاخانہ کے قیام اور وہاں کے بیماروں کے علاج کا انتظام مہیا کرے اور اس جانکاہی اور محنت و مشقت کے عوض میں کسی سے سوائے اسکے اور کچھ نہ مانگے کہ وہ اسکے دارالشفا میں داخل ہوکر بیرونی ناپاکیوں اور گندگیوں سے بچ رہیں اور اسکے علاج اور دوائی سے مفت شفا حاصل کریں تو ایسے خیرخواہ کے درد اور اضطراب کا شکریہ ان کے پاس سوائے اسکے اور نہیں کہ اسی کے شفاخانہ پر پتھر پھینکتے ہیں اور اسی کو درد دکھ پہونچانے کے لیے ہر روز نئی نئی تجاویز ایجاد کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ دنیاداری کی قیدیوں سے بہت کم ایسی امید ہوسکتی ہے کہ وہ کسی مبشر سے بشارت کی خبر سنکر اس کا شکریہ ادا کریں کو عظمت کی اداؤں کے ساتھ پیغام الٰہی کو قبول کرنے کے لیے با ادب کھڑے ہوجائیں تاہم اس اشتہار کے لکھنے والے کی نیک نیتی کو مدنظر رکھکر ہمیں ایک دلی جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم لوگوں کو اس بڑے معین المعذورین اور اسکے قائم کردہ عیادت خانہ سے آگاہ کردیں جو خود خالق زمین کے زبردست ہاتھوں سے بنایا گیا ہے +

پس سنو اے بیمارو اور کمزورو۔ اے ضعیفو اور ناداروں۔ اے مفلسو اور محتاجو کان لگا کر سنو کہ تمھارے لیے وہ نجات دہندہ جس کا انتظار مدتوں سے لگا ہوا تھا آخر ظاہر ہوگیا ہے اور اس نے تمھارے لیے ایک دارالامن بنایا ہے اس کا سارا نام **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکا مقام دار الامن والامان **قادیان** ہے (بارک اللہ فیہ وحولہ) مبارک ہیں وے جو اسکی صحبت سے فیضیاب ہوکر انوار محمدی سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس مقدس انسان نے مخلوقات الٰہی کی اعانت کے واسطے جو جو عظیم الشان سلسلے قائم کیے ہیں ان میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ کے میں اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) یورپ و امریکہ کی دنیا اس دھوکہ میں پڑی ہوئی تھی کہ یسوع ناصری اُنیس سو سال سے آسمان پر بیٹھا ہے اور وہی خدا ہے۔ اس مرسل من اللہ نے یسوع کی قبر شہر سرینگر میں دکھا کر آخری فیصلہ کردیا کہ یسوع صرف ایک انسان تھا اور انسانوں کی طرح دنیا میں اپنی عمر کے دن گذار کر ایک سو بیس برس کی عمر پاکر ملک کشمیر میں آکر فوت ہوگیا +

(۲) اور اسطرح سے ان لوگوں کو توجہ دلائی کہ وہ سچے معبود کی تلاش کریں اور پھر بین دلائل کے ساتھ ثابت کر دکھایا کہ وہ سچا خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن شریف کی پیروی سے مل سکتا ہے۔

(۳) ہند کے ہندو اور خصوصاً آریہ جو ویدوں کے نادیدہ عاشق بنے پھرتے تھے انکو دیانند سرستی کی کتاب میں سے دو موٹی موٹی باتیں (ہزاروں کو چھوڑکر) غلط دکھلائیں ایک خالق کی نسبت اور ایک خالق کی مخلوق کی نسبت۔ خالق کی نسبت تو یہ کہ وہ ارواح وغیرہ کا خالق نہیں مادہ پہلے سے موجود تھا صرف جوڑ جاڑ کر اجسام طیار کیے۔ اور اسکا مخلوق سے کچھ تعلق بھی نہیں وہ اس سے ایسا الگ ہے جیسا گھوڑے سے سوار گھوڑے سے علحدہ ہے اگر سوار مرجائے تو گھوڑے کا کوئی نقصان نہیں اسی طرح پرمیشور اگر فرض کرلیں فنا ہوجائے تو اس عالم کا کچھ نہیں بگڑ سکتا ہے۔

دوسری مخلوق کی نسبت وہ مسئلہ نیوگ ہے جسکی شرح کرتے بھی شرم آتی ہے۔ اور ویدوں کی حقیقت سے آگاہ کیا اور سمجھایا کہ پاک اور باغیرت مذہب سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں۔

(۴) ہمارے ملک کے سکھ صاحبان جو عالیجناب گورو نانک صاحب کے پیرو ہیں مگر کسی غلطی کیوجہ سے ہندوؤں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں انکو حضرت باوا نانک صاحب کے چولہ شریف پر قرآن مجید کی آیات اور خصوصاً آیہ کریمہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام لکھی ہوئی دکھاکر یہ سمجھایا کہ تمھارا اگرو مسلمان تھا اور تمھاری نجات اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو۔

(۵) زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگ جو انبیا کے معجزات اور خوارق کو ایک قصہ کہانی سمجھکر سلسلہ معجزات سے بالکل منکر ہوچکے تھے ان کو تازہ معجزات اور نشانات دکھاکر تمام انبیا کی صداقت پر نئے سرے مہر لگائی۔

(۶) اس زمانہ کے نئے سائنس داں جو لیسپ کی علم کے دہریت کیطرف جھک گئے تھے انکو نئے سر سے خدا دکھا کر اسکی طاقتور ہستی کا قائل کیا +

(۷) جو کمزور اپنی ناطاقتی کی وجہ سے اعمال صالحہ کی توفیق نہ پاسکتے تھے انکو اپنی دعا اور صحبت کی قوت سے کامیاب کیا

(۸) گورنمنٹ انگریزی جو آئے دن جہاد اور خونی مہدی کے عقائد اسلامیہ کے سبب مصائب و شدائد دیکھنی پڑتی تھیں ان سکو موقوفی جہاد اور آمد مہدی صلح جو کے ساتھ دور کردیا اور مسلمانوں کو باوجود عقیدہ جہاد کے گورنمنٹ کے ساتھ جو منافقانہ برتاؤ رکھنا پڑتا ہے اس سے انکو سبکدوش کرکے گورنمنٹ اور اسکے مسلمان رعایا کے درمیان مخلصانہ تعلقات پیدا کیے +

(۹) مسلمانوں کے درمیان مسائل پر جھگڑے تنازع ہوکر بہت سے فرقے بنگئے تھے ان سب جھگڑوں کو طے کرکے ایک درمیانی راہ قائم کی خیر الامور اوسطہا

(۱۰) فقرا و صوفیا زمانہ میں جو بدعات اور سلوک کی نئی اور جھوٹھی راہیں طیار کیں اُن سب مفاسد کو دور کرکے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس اور عبادت اور معاشرت کا صحیح

جنتر صاحب کے جنتر انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۸

شیعوں کی بابت گالی گلوچ - سوانح حضرت عمر میں صفحہ

روایتیں گندی اور ناپاک ہیں ان کا مفہوم سنڈاس میں پھینکنے کے قابل ہے صفحہ ۵ سنڈل ذلیل اور خوار قوم صفحہ ۱۳ انکی دینی اور دنیوی جتنی باتیں ہیں سب حد سے زیادہ ناپاک اور خراب اس سے زیادہ خراب اخلاق رکھنے والی کوئی قوم نہیں ہے ۳۴ - اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر شیعی مجتہد کے حالات چشم دید سخت توہین آمیز بیان کیے ہیں - خلافت شیخین میں لکھا ہے شیعی احادیث مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں وہ مجنون کی بکواس اور طوفان بے تمیزی ہیں صفحات ۔ ۱ ۔ ۔ ۔ + چھچھوری احادیث ہیں نہ ان کا سر نہ پیر ہے اول سے آخر تک غلط ہیں ان کے مورخ بدنصیب ہیں جنکی روایتیں چڑے چڑیا کی کہانیاں ہیں صفحہ ۱۶ انکی روایتوں سے جنون اور بدحواسی پائی جاتی ہے ۳۰ - اسی طرح حیات اعظم کے صفحہ ۱۲ پر شیعوں کو بہت ناپاک الفاظ سے یاد کر کے لکھا ہے کہ شیعوں کے ملا جو رکن سمجھے جاتے ہیں وہ متعہ کی آڑ میں .... اپنی بہو بیٹیوں سے خرچی کمواتے ہیں وغیرہ وغیرہ -

مولویوں کی بابت گالی گلوچ

مقدمہ تفسیر صفحہ ۶ مولوی ازلی بدنصیب - حیات سعدی صفحہ ۱۲ - ۴۰ - شریر ملانے بھڑ ناہنجار بدذات ظالم ملانے اپنی بدذاتی سے باز نہیں آتے - حیات طیبہ ۱۰۶ - ملانے دماغ کبھی اس قابل نہیں کہ اتحاد سے کام کرے انہیں خود پسندی بیجا تبختر غیر نتیجہ مند بلا کی ہوتی ہے مولوی محبوب علی عجب شخص ہیں صرف یہی دو لفظ کفایت کرتے ہیں کہ وہ ملانے تھے کچھ ضرورت نہیں کہ تمام جہان کا رونا رونے بیٹھیں کہ وہ خود پسند تھے خر دماغ تھے متعصب اور کوتاہ اندیش ہیں حاسد اور مسلمانوں کے برباد کرنے والے تھے بس دو لفظی یہ کہدینا کافی ہے کہ وہ ملانا یا ملا تھا +

کرزن گزٹ مورخہ ۸ اگست سنہ ۹۹ء

یہ لکھنا فضول ہے نہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ فلاں ساربان زادہ ہے فلاں باورچی زادہ ہے فلاں زر کوب ہے فلاں جولاہا ہے فلاں قصائی ہے فلاں سائیس ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ جو یہ مولوی کر رہے ہیں شریف آدمی کبھی نہیں کرتا جسکو دیکھو چار چار بیبیاں رکھتا ہے دستر خوان پر دیکھو وہ لطیف کھانے پاؤگے کہ اچھے امیر کو نصیب نہیں عورتیں سونے میں لوٹ رہی ہیں ہزار ہا روپے کا جڑاؤ گہنا سر سے پاؤں تک پہنے ہوئے ہیں ایک لوٹ ہے کہ مولوی لوٹ رہے ہیں اور کوئی بھی نہیں پوچھتا -

۲۲ر اگست سنہ ۹۹ء

انکی دنیوی حالت جیسی قابل رحم ہے اسی طرح دینی حالت قابل افسوس ہے وہ دن قریب ہے کہ موجودہ حالت سے پست ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں عمامہ جبہ لمبا کرتا سب اسباب جہالت ہیں انھیں نالائقوں کی وجہ سے تعمیرات مساجد کا تمام ہند میں زور ہے اگر کل ہند کی ایک سال کے اخراجات تعمیر مساجد کا اوسط لیا جاوے تو شاید ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بڑھ جاوے -

۱۵ ستمبر سنہ ۹۹ء + ایک مولوی بھی ایسا نہیں جسمیں دنیا طلبی ذاتی اغراض اور دغا نہ ہو -

یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء - یہ مولوی دجال اور ابدی جہنمی - ۲۲ ستمبر سنہ ۹۹ء بیدین کذاب فریبی دغا باز عبدالدرہم عبدالدینار دین فروش دشمن اسلام انکے منہ سے کبھی کلمہ خیر نہیں نکل سکتا ہے - کون کمبخت شخص ہوگا جو ہماری ان باتوں سے دل تنگ ہوگا - کون بدنصیب مسلمان ہوگا جسے ہماری یہ باتیں اچھی نہ معلوم ہوں گی +

۱۵ اکتوبر سنہ ۹۹ء لعنت ہے تیرے اسلام پر تف ہے تیرے دھوکے کی وضع پر تیرے ولیوں کی صورت پر +

کار شیطان میکند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

یہ قصائی ہیں رہزنان دین و ایمان ہیں +

۲۲ اکتوبر سنہ ۹۹ء دین فروش ظالم رہزنان دین و ایمان - غارت کنان دین - مولویوں کی لال بجھکڑ تمام عمر حرام کے لقمے کھا کھا کر گذر گئے در حقیقت یہ ڈاکو ہیں دن دہاڑے لوٹتے ہیں انھیں ہرگز مسلمان نہ سمجھو بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہیں اور دین کو برباد کرنا چاہتے ہیں

یکم نومبر سنہ ۹۹ء - مسلمانوں کی جانوں پر کیسی لوٹ پڑی یہ جاہل ناہنجار بے ادب دشمنان دین پلید ناپاک ہیں - دستے چلے ہیں قصائیوں کے پیشوا بنکر غضب ڈھا رکھا ہے مسلمانوں کو یہ دشمنان دین اسلام برباد کر رہے ہیں نفس پرستی اور عیاشی کے لیے چار چار بیویاں کر رکھی ہیں -

۱۵ نومبر سنہ ۹۹ء ان سے زیادہ ناکارہ فضول دغا باز و مکار دین فروش ڈاکو کوئی نہیں انپر خدا کا غضب ٹوٹے ایک جلاہا تانا باناتننے تننے ایک دھنا روئی دھنکتے دھنکتے یا ایک قصائی بکری ذبح کرتے کرتے لمبی ڈاڑھی بڑا عمامہ ٹخنوں سے اونچا پاجامہ ٹخنوں تک کرتہ ہاتھ میں پانسو دانوں کی تسبیح لے کے اٹھ کھڑا ہوا اور حضور انور کے مسند مبارک کی توہین کرے مسلمانوں کو لوٹ کر گھر بھرے اسے کیونکر پیشوا بنا لیں - الہی ان دشمنان دین ملانوں کا بیج مارا جاوے -

۲۴ نومبر سنہ ۹۹ء اس سے بدتر کوئی گروہ دنیا کے پردہ پر پیدا نہیں ہوا ان ابدی جہنمیوں نے اسلام جیسے مذہب کی درگت کر دی ہے ۲۴ دسمبر سنہ ۹۹ء ڈوب مرو چینی بھر پانی میں خدا انھیں غارت کرے -

۲۳ - اپریل سنہ ۹۰ء مولوی برباد کن مذہب اور رخنہ انداز دین ہیں - ۸ جولائی سنہ ۹۰ء انکا باوا آدم نرالا ہے ان کے خیالات محسوسات معاشرت تمام دنیا سے علیحدہ ہے جو چیز اوروں کے لیے لحم خنزیر اور حرام مطلق ہے وہ ان کے لیے شیر مادر ہے یہ گردن زدنی ہیں - ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰ء ای بدنصیب مولویو تم حشر میں کیا جواب دوگے ای ڈاکو نو لوٹو لوٹو ای ڈاکوؤ لوٹو ای ابدی جہنمیو لوٹو امت کے فریب اور مکاری اسی حصہ میں ہیں لوٹو ای اسلام کے جانی دشمنو یہ ڈاکوؤں قصائیوں لٹیروں کا گروہ ہے -

یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء - ازلی جہنمی ہیں انھوں نے غضب ڈھا رکھا ہے ناتراشیدہ جاہل مطلق ذلیل ہیں + ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں انہیں اس سے بھی وہ چند عیب ہیں بے انتہا درجے کے سنگدل ظالم بدکار حلال و حرام میں فرق نہ کرنے والے ہیں سخت خود بین بغیر مغفور بارگاہ صمدی حرام کے لقمے کھا نیوالے ہیں نہ ان کی نماز قبول نہ روزہ گروہ شیاطین ہیں سانپ اور سانپوں کے بچے ہیں بندۂ شکم ہیں

(باقی)

ایک سابق پنجابی کی یادگار

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں جو کہ ہمارے احمدی بھائی مولوی حسن علی صاحب مرحوم و مغفور واعظ اسلام ساکن پٹنہ نے اپنے ایک دوست کے نام لکھا تھا جسمیں اُنھوں نے اپنے دوست کو حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دی ہے چونکہ مولوی صاحب مرحوم مشہور و معروف آدمی تھے اور اکثر لوگوں کو آپ پر حسن عقیدت تھی اسلیے ایک شہادت کی اظہار کی نیت سے ہم اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

مولوی صاحب مرحوم نے ایک کتاب تائید حق کے نام سے بھی تصنیف فرمائی ہے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور آپ کی پاک تاثیرات کا تذکرہ کیا ہے

روحانی برادر سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے دل میں ایک خیال گذرتا ہے اسمیں آپکی کیا رائے ہے جیسی رائے ہو اُس سے مطلع فرمائیے

میں حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کو سچے دل سے امام الوقت مانتا ہوں افسوس ہے کہ علمائے پنجاب و ہندوستان نے ابھی تک حضرت کے امام ہونے کو نہیں مانا ہے لیکن وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ لوگ اس صداقت کو قبول کرینگے اسکو یہ بات منظور ہے کہ آہستہ آہستہ پھیلے

مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلینے سے لوگ رکتے ہیں کہ مجھکو بہت بڑا مالی نقصان پہونچنے والا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی حماقت ہے حق کے لیے کچھ قربانی کرکے آدمی کا کبھی نقصان نہیں ہوتا میں اسکول کا ہیڈ ماسٹر تھا سو روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی اسکو میں نے حق یا اللہ کے لیے چھوڑا۔ اللہ کے فضل و کرم سے مجھکو ایسا موقع ہوا کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا اللہ نے ہر طرح سے فارغ البال اور خوشحال رکھا اور میری ذات سے بہت سے آدمیوں کو فائدہ پہونچایا کئی شہروں میں یتیم خانے جاری ہوئے مدرسے قائم کیے گئے اسکول کھولے گئے وغیرہ وغیرہ اب کی دفعہ میں نے واعظ کی شہرت کو حق پر قربان کیا لیکن دیکھیے گا

کہ اللہ اب کی دفعہ بھی میرے ساتھ ہے۔ اے میرے پیارے بھائی آپ مقدمات عدالت میں پھنسے رہتے ہیں اسلیے آپ کو موقع نہیں ملا کہ خدا کی طرف رجوع ہو کر اس مسئلہ کو معلوم کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا مقام کیا ہے اور اُن سے کیا کام ہونے والا ہے

میں نے ایک کتاب حضرت مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق میں حال میں تصنیف کی ہے قریب نصف کے لکھ چکا ہوں باقی کو لکھنا ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ از براہ مہربانی ایک کام آپ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی مطبع ریاض ہند والے کو بلا کر دریافت کریں کہ حضرت کی تصنیف کردہ کتاب شہادۃ القرآن کے حروف و کاغذ پر اگر پانچسو کتابیں چھپواؤں تو وہ ایک روپیہ میں کتنے جزوں کے حساب سے چھاپ سکتے ہیں اگر ہزار جلدیں چھاپی جائیں تو ایک روپیہ میں کتنی جلدیں چھاپی جاسکتی ہیں۔ کاغذ ویسا ہی ہونا چاہیے اور حرف بھی ویسا ہی ہو کتاب غرض عمدہ چھپے غالباً دس جز کی کتاب ہوگی ممکن ہے کہ کچھ زیادہ ہو جائے کیا آپ اُس کے پروف شیٹ دیکھنے کا اور صحیح چھپوانے کا بوجھ اپنے اوپر گوارا کرسکتے ہیں اگر کتاب فروخت ہوگئی تو اسکی آمدنی سے ایک حصہ میں آپ کی محنت کے لیے ضرور دوں گا۔ لیکن کسقدر دوں گا اسکو مجھپر چھوڑیے اللہ کے فضل و کرم سے آٹھ برس کے عرصہ میں سارے ہندوستان میں میرے بہت سے دوست پیدا ہوگئے ہیں۔ مجھکو اللہ سے اُمید ہے کہ وہ ضرور میری کتاب کو لیں گے اور یہ انھیں تو بہت ہی بگڑ جاوینگے لیکن بہتیرے خوش بھی ہوں گے اور فائدہ بھی اٹھائیں گے میرے دل میں یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ ایک رسالہ ماہواری جاری کروں جس میں نصیحت و پند کی باتیں رہینگی وہ رسالہ انوار الاسلام آپنے دیکھا ہے ویسا ہی ہوگا غرض وہی رسالہ ہوگا صرف صورت و شکل بدل جائے گی اس ماہواری رسالہ میں جناب حضرت مرزا صاحب اور جناب حکیم نور الدین صاحب کے مضامین رہا کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ رسالہ عمدہ ہوگا

لیکن پہلے کتاب فروخت ہوئے تو اُسی کی آمدنی سے یہ بندوبست کیا جائے گا۔ اس ماہواری رسالہ کے لیے آپ اگر منظور کریں تو امرتسر میں چھپے اور آپ اُسمیں صحت وغیرہ کا بندوبست کریں

کبھی کبھی تو میرے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ امرتسر آکر آپ سے ان سب باتوں میں صلاح و مشورہ کرتا لیکن دوری اسقدر ہے اور آمد و رفت کا خرچ اسقدر درکار ہے کہ ہمت نہیں ہوتی ہے

غرض ان سب باتوں کا جواب جس قدر جلد ممکن ہو عنایت فرمایئے گا لیکن خوب غور و فکر کرکے جواب لکھیے

اللہ آپ کو اپنی محبت اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں روزانہ ترقی عطا کرے اور آپ کے بارے میں جو جو دعائیں اس کمترین کی ہیں اُن کے قبول ہونے کا وقت آجاوے اور آپ کی ذات سے پنجاب میں کچھ کام اللہ تعالیٰ لیوے آمین۔

بندۂ کمترین حسن علی عفی عنہ واعظ اسلام محلہ آم سر شہر بھاگلپور صوبہ بہار ۱۵ دسمبر ۱۸۹۴ء

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب قاضی ضیاء الدین صاحب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

تصنیف منیف جناب حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری

ضیاء الدین مردی پاک دل بود　　بعلم و حلم کامل بیریا بود
ز قوم خویش ہجرت برملا کرد　　بشہر قادیاں در امن جا کرد
دلش بر جستہ اللہ بر یقین بود　　بہ بیعت ہم ز صدق سابقین بود
بایں خاطر محبت داشت بسیار　　ازیں سو نیز حبی بود نی اسم
فزوں شد عمر او از شصت سالے　　ز ضعف و لاغری برگشتہ حالے
مرض غالب شدش ز اسہال آخر　　کہ جاں با ذکر حق بسپرد ذاکر
برو زہ موت او لبو دم یہ لاہو　　دلم از ہجر او بیتاب و رنجور
مرا حسرت بماند تا شب گور　　نرفتم با جنازہ تا لب گور
خدایا رحم کن با جان در پیر　　کہ کردہ جاں فدا بر مرشد خویش
نصیحت میکنم ہیں ماندگاں را　　بصبر و شکر آں دلدادگاں را
کہ بر گفتار مہدی گوش دارید　　دل و جاں با وفا ہم عہد دارید
فزوں بر سینہ رہ صدقت و یک بود　　کہ جانش در جوار حق بیاسود
امام الوقت چوں خواندش جنازہ
بغفرد و شش ز حق آمد اجازہ

اگر کوئی طاقت رکھے۔ تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے

قول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چودھوین کا ہی چاند ہے یہ البدر
فیض سے ہے یہ غلام احمد کا

ہے یہ نور بدر محمد کا
عکس ہے یہ رخِ محمد کا

البدر

ہے جہان منتظر جوشن پاش کا مدنستان
آن مسیح موعود آخر مہ سکہ آخر زمان

چہ گویم باتو گرائی ماہ چہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۷ | ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴-کو دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
عشق او باشیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبرہای معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما

مصطفیٰ مارا امام و مقتدا
بادۂ عرفان ما از جام اوست
جان شد و باجان بر آید وقت آن
روشن شد سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن سوالی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ مارا وحی و ایمائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست
آنہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء و سابقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بدین از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن از خود نیمان جائی بود
ہرچہ زد آیت شود ایمان ما
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباہ

دس شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔
دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔
سوم - یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔
چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔
پنجم - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔
ششم - یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواو ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔
ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔
ہشتم - یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔
نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔
دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔

وہ الفاظ جنیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب اقرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ **سہ بار** - آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔)

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کا یہ ۱۴ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر ... پیشگوئیوں کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو اسکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے- قادیان

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل ... معراج الدین صاحب چھپ کر شائع ہوا

معزز ناظرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ ہمارا امام جسکی اطاعت کا جوا ہم نے اپنی گردن پر لیا ہے۔ وہ احسن سے احسن اخلاق کا بے نظیر اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جبکہ وہ اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہے۔ جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے انک لعلیٰ خلق عظیم فرمایا ہے۔ سوءظن اس کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا۔ ایسے ہی مجھے امید ہے۔ کہ آپکے مطہر قلب اور دماغ بھی سوءظن جیسے مکروہ خیال سے پاک ہوں گے۔ اور البدر کی اشاعت میں جو غیر معمولی تعویق ہو رہی ہے۔ آپ اُسے میری غفلت اور کسل اور دیدہ ودانستہ لاپروائی پر ہرگز حمل نہ کریں گے۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں۔ کہ میں نے اس امر میں سستی کی ہے۔ کہ تقویٰ کے جن اعلیٰ مدارج پر پہونچنے سے مومن کی ہر ایک ضرورت کا کفیل اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک تنگی کیلئے مخرج پیدا کرنیکا وعدہ فرماتا ہے۔ وہ مدارج کامل طور پر حاصل نہ کئے۔ تو یہ آپ کا کہنا بے شک بجا ہوگا۔ اور اس خیال کیساتھ اُمید ہے کہ حقوق اخوۃ اس امر کا تقاضا کریں گے۔ کہ آپ دردِ دل سے میرے لئے دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ہر ایک پہلو سے مجھے طیار کر دیوے۔ اور حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات اور دیگر ضروری خبریں اور حالات مقررہ وقت پر آپ کی خدمت میں پونچتی رہیں۔

ان تمام کمزوریوں کو بذاتِ خود محسوس کر کے میں نے البدر نمبر ۲۰ میں ایک آرٹیکل فرض منصبی میں نقص کے عنوان سے دیا تھا۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ نے اُسے مطالعہ فرمایا ہوگا اور بہ حیثیت ایک مومن ہونے کے حسن ظن سے کام لیکر میری اُس گذارش کو واقعات حقہ پر مبنی خیال کیا ہوگا جس قدر سٹاف کیضرورۃ کو میں نے اسمیں بیان کیا ہے عمدہ اور کافی انتظام کے لئے واقعی اُسی قدر سٹاف کیضرورۃ ہے اور میں اسی کوشش میں ہوں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کی نصرۃ شامل حال ہوئی۔ اور حسب مراد انتظام ہو گیا۔ تو سالہا سال سے جو شکایت قادیانی اخباروں کی بے قاعدگی کی چلی آتی ہے وہ رفع ہو جاوے گی۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اخبار کے اجراء کیوقت جو عہد کلمات طیبات کے ضبط کرنے اور پہونچا دینے کا میں نے کیا تھا۔ وہ عہد تو بذاتِ خود سچا تھا۔ مگر ناتجربہ کاری پر ضرور مبنی تھا۔ کیونکہ مجھے اخبار کی ضروریات اور اس کے انتظام کی حقیقت کا علم نہ تھا۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اگر ہوتا تو انشاء اللہ بغیر کامل انتظام کے میں اس سلسلہ کو جاری نہ کرتا۔ اور اس طرح ابتلا کا موقعہ نہ مجھے اور نہ آپ کو پیش آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہر ایک فعل حکمت سے خالی نہیں ہے جن اغراض کے لئے میں نے قادیان میں ہجرۃ کی ہے۔ تجربہ ہُوا ہے۔ کہ ان ابتلاؤں نے بھی اُنکی تکمیل میں ایک دست باز کا کام دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ اس لئے مجھے امید ہے۔ کہ اس عسر کے بعد ضرور کوئی صورت یسر کی پیدا ہو جاویگی۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کبھی کسی سے کوئی کام بگڑ جاتا۔ تو آپ بجائے رنجیدہ ہونے کے فرمایا کرتے۔ فعل ما قدر۔ یعنی جو ہونا تھا ہو چکا۔ اور کبھی رنج وغم کا اثر بھی آپ پر نہ پایا جاتا۔ پس ہم بھی اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں۔ اور گذشتہ ناکامیوں اور بے ترتیبیوں کو نظر انداز کر کے آیندہ کے لئے خدا سے بذریعہ دعا کے مدد مانگتے ہیں۔ کہ وہ کامل انتظام کے وسائل اور اسباب اپنے فضل سے ہم پہونچا دیوے۔ آپ بھی اسمیں ہماری مدد فرماویں۔ اور کارخانہ کے استحکام پائیداری اور مستقل انتظام کے لئے جو جو احسن اور اکمل تجاویز آپ کے ذہن رسا میں غور وفکر اور دعا کے بعد اللہ تعالیٰ القا کرے اس سے اس خاکسار کو اطلاع دیویں

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک عمل کا ثواب عند اللہ اسی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں للّٰہیت اور خلوص نیت ہو اور مقصود نوع انسان کو عموماً اور اپنے دینی بھائیوں کو خصوصاً فائدہ پہونچانا ہو۔ اگر یہ مقصد اور علت غائی ہوگی۔ تو اُمید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کریگا۔ ہم اپنے نفس کی باریک شرارتوں اور مکر وفریب سے اور اپنی غلطیوں کے بُرے نتائج سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس کے فضل کے امیدوار ہیں (محمد افضل)

دو مسکین احباب نے البدر کی مفت خریداری کی درخواست کی ہے چونکہ کارخانہ کو اسقدر وسعت نہیں کہ مفت دے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ذی وسعت احباب میں سے کوئی دو صاحب انکی قیمت ادا کر کے عند اللہ اجر حاصل کریں۔

نوٹ ۔ خبروں کا سلسلہ آجکل اسلئے بند ہے۔ کہ مضامین کی ترتیب کا کوئی انتظام نہیں۔ اخبار کا کچھ حصہ پیر وسنجات سے لکھایا جاتا ہے اور کچھ کہیں سے اسلئے وقت پر جو مضمون طیار آتا ہے وہ طبع کر دیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ مکمل انتظام پر پھر وہ سلسلہ شروع ہوگا۔

المنصور نام کا ایک ماہوار رسالہ ہمارے احمدی بھائی منشی محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس مصنف شہادت آسمانی واعجاز احمدی وغیرہ کے اہتمام سے دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ جس کا پہلا نمبر دفتر البدر میں بھی بھیجا گیا ہے۔ اس کے ٹیٹل پیج کے دوسرے ورق پر ایک عمدہ نظارہ بناکر اس میں حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی سی عکسی تصویر دیگئی ہے۔ جس کا عکس بہت ہی مدہم آیا ہے اور باقی اوراق میں احمدی مشن کی تائید میں مضامین ہیں مصنف کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق سے بعض کتابیں کسر صلیب کی تائید میں ہدیہ ناظرین کی جاویں۔ ایک ورق طب کا بھی ہے۔ جس میں اغذیہ کے افعال اور خواص دیئے گئے ہیں اس کی قیمت سالانہ عہ ہے۔ ۱۸×۲۲ کی چھوٹی تقطیع پر ۲۰ صفحہ کا رسالہ اس قیمت میں گران نہیں ہے۔ خدا کے فضل سے احمدی جماعت کا میدان تو اسقدر وسیع ہے کہ اگر کئی اخبارات اور رسالے بھی نکلیں تو کافی طور پر ان کی سمائی ہو سکے۔ مگر نا معلوم کہ آیا جماعت کی غفلت ہے یا ہم لوگوں کی نیت میں کچھ خلل ہے کہ نفسانی اغراض شامل ہو کر ہماری ترقی کا سد راہ ہو جاتے ہیں کہ جس قدر اخبار اور رسالے نکلے ہیں۔ ایک تو اُن میں سے بند ہو گیا۔ اخبارات کو ابھی تک یہ نصیب ہوا کہ ناظرین کی شکایتیں رفع اور مہتموں کی دلی آرزوئیں پوری ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا کہ میگزین جیسے دینی خادم اور مجاہد کے استحکام کے لئے خود حضرۃ مسیح موعود کو قلم برداشت کرنا پڑا۔ اس لئے اس لحاظ سے کہ ایک احمدی دوست نے مثل ہمارے اپنے اوقات کو ایک رنگ میں احمدی جماعت کیخدمت میں صرف کرنا چاہا ہے اور المنصور کے ذریعے سے احمدی پبلک کے رعب اور اثر کو بڑھانیکی کوشش کی ہے۔ ہم تہ دل سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ناظرین سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ کم از کم اس کا ایک ایک نمونہ منگوا کر دیکھ لیں اور حتی الوسع اسکی ربوبیت کے کفیل ہوں اور اپنی کنار عاطفت میں اُسے جگہ دیں۔ اور اپنے اور احمدی ہمعصروں کی تجربہ کی بنا پر مصنف کو یہ کہتے ہیں کہ وہ نیت میں خلوص اور خدمت دین کے ارادہ سے محض ابتغاء لوجہ اللہ اس بار کو اٹھاویں۔ اور انتظامی مشین کا ہر ایک کیل پُرزہ درست کرلیں۔ ہم تو ناتجربہ کاری سے خود بھی بعض ابتلاء کا نشانہ ہوئے ہیں۔ ناظرین کو شکایت کا موقعہ بھی دیا۔ مگر وہ ایسا نہ کریں۔ من نکردم شما حذر بکنید۔ ہم سردست اس قدر اس پر لکھنا کافی خیال کرتے ہیں اور جوں جوں اسکی عمر بڑھی اور ہم زندہ رہے تو پھر دوسرے موقعہ پر ریویو کرتے کون سی دیر ہے۔ *

نوٹ ۔ چونکہ میں دوران مقدمہ میں حضرۃ مسیح موعود کے ہمراہ گورداسپور رہتا ہوں۔ اخبار عدم موجودگی میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ اسلئے اگر کوئی غلطی ہو جاوے تو معاف فرماویں۔ گذشتہ اخبار میں جو مضمون تعدد ازدواج پر سید محمود مرحوم کی رائے کے عنوان سے چھپا ہے وہ ہم نے اخبار نیر آصفی مدراس سے لیا تھا۔ مگر کاتب

ملفوظات احمدیہ

۳۰ جون بمقام گورداسپور

طعام اہل کتاب پر فیصلہ کن تقریر

امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے ...... اور ایک خوبی اُن میں یہ ہوتی ہے کہ اُنکو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فرمایا**

چونکہ نصاری اس وقت ایک ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اُسکے حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انہیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اُسپر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکی کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں اسلیئے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو انکے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلیئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقوےٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں اُمیں کوئی نہ کوئی حصہ اُسکا نہ ہوتا ہو۔

اسپر **ابو سعید** صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اُسکے حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سُننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کس قدر تقوےٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں اب تک موجود ہیں جنکو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے اُنکو بھی مد نظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور اُنکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فرمایا** کہ ہمارے نزدیک نصاری کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اسکے یہی معنی ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اُسکا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان بیمار ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُسکے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے اسی لیے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ نہیں استعمال کرتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوا کر رکھا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطرار کی ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں ہوتی ہیں اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شے وہاں ہی مل جاوے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئیں۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہل کتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اُسوقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انہیں کو ہے اور یہ صرف توریت ہی کتاب اُسوقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کو بھلی بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اُسپر اسلام جیسے عملدرآمد اُسوقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اسپر ابو سعید صاحب موصوف نے عرض کی کہ اهل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا +

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمیں اسلیے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد بھی ہے

ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال سے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایک دفعہ میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اسوقت جو دجال موجود ہے وہ اُسکا ظل اور اثر ہے کیونکہ موجودہ عیسویت در اصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جسنے حرام کو حلال کر دیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اُسکی ایک آنکھ بھی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اُسکا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ میں آپ کو وہی دکھایا گیا ہو اور اُسکے متبعین نے ہی یہ تمام ایجاد کی ہیں جسکو دجال کی صنعت اور کار نامہ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم

صدقات و خیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اسپر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے وہ حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات و خیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور یہ دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے۔ بعض ارادے الٰہی صرف اسلیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ و خیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اسوقت مناسب مل جاوے اور کوئی

نقصان نہ ہو تو ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہونچتے طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گدازش پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے انمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے۔

اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خان صاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار ہوا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔ آپ نے **فرمایا** کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے اسپر شارح شیخ عبدالحق محدث دہلی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اسکے کیا معنی ہوے۔ آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اسپر موت آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جس میں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہونچ چکے ہوں اور قریب قریب نہ ٹلنے کے نظر آتے ہیں اسکا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیا بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام **فرمایا** کہ صبح کو یہ فقرہ الہام ہوا "خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دے گا"

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوب صورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رویا بیان فرماے۔ جنکو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ انمیں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جاوے۔

رویاء ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی نان کی شکل چمکتی ہوئی اس کے ہاتھ میں ہے وہ روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اس رویا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رویاء ثانی - فرمایا ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا مچانا اسکے کام نہیں آیا کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا مشکل یہ ہے کہ دنیا داروں کو اُن کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اُسکا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اسکے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کرے اور کیا انجام ہوگا ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا **الرجال قوامون علی النساء** اسی کی رستگاری کے ساتھ اُسکے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور **ولا یخاف عقبہا** سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو اُن کے پس ماندوں کی کوئی پروا نہیں ہے اُس وقت اُسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۳ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء
مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کے لیے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر حصہ اُن میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاو حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سیکڑوں کوس کے سفر کرکے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لیے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے **ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس** یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جنکے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور اُن کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک اُن سے با اخلاق پیش آتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں۔

وجودی کہاں سے پیدا ہوے ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ انہیں کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اُسکا کھانا حلال ہے کہ نہیں۔ **فرمایا** کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اُس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت سی مشکلات در پیش آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اُسمیں اسلام کے آداب مدنظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوے قرآن شریف اور اسلام میں تو انکا پتا نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو صرف دھوکا لگا ہوا ہے جو راستباز اکابر گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اسکے یہ معنی ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کہ گویا اور کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اُسے نظر نہ آوے ہر ایک شے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی اُسے نظر آوے کہ بلا ارادہ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ اسی مسئلہ میں غلطی واقعہ ہوکر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شے نہیں ہے اپنے آپکو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب ۲۲[1]

---

[1] ۲۲ پھیلا ہے۔ کہ فنا نظری کے شوق میں اولیا اللہ سے ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم دیگری کا مصداق ہو۔ کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے

طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے

اکثر لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے موقعہ پر یہ سوال سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ طاعون کی نسبت پیشگوئیاں قادیان اور احمدی جماعت کے متعلق ہے۔ ان سے یہ امر واضح نہیں ہوتا کہ عام پبلک کے لئے بھی کوئی نشان ہو سکیں۔ ان سے صرف احمدی جماعت روحانی فائدہ اٹھا سکتی ہے مثلاً انی احافظ کل من فی الدار میں بھی الا الذین علوا بالاستکبار ایک ایسی شرط ہے جو پبلک کے لئے نشان نہیں ہے جو آدمی مر گیا مرزا صاحب کہہ سکتے ہیں وہ متکبر تھا یہ صرف جماعت کو تنبیہ ہوئی۔ اور اگر دار سے چار دیواری مراد لیجاوے تو یہ شرط وہاں ہی ساقط ہو گئی ہوئی ہے اور انی احافظک کا جو الہام ہے اس سے ذہن اسطرف منتقل ہوتا ہے کہ ممکن ہے خاص دار میں کوئی کیس ہو جائے اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ بعض احمدی بھی طاعون سے مرے ہیں اور قادیان میں بھی طاعون آئی۔ اگرچہ اس دفعہ کوئی احمدی تو وہاں فوت نہیں ہوا لیکن اس امر کی بھی کوئی پیشگوئی نہیں ہے کہ قادیان میں طاعون سے کوئی احمدی نہ مریگا اسلئے انه اوی القریة یہ بھی کوئی نشان نہ رہا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے دافع البلاء صفحہ ۵ پر لکھا ہے "کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا اب دیکھو تین برس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ یعنے ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔ دوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے آیا وہ بھی اچھا ہو گیا" یہ عبارت مرزا صاحب نے انه اوی القریة کی تشریح میں لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ انکے نزدیک انه اوی القریة کے معنے یہی ہیں کہ قادیان میں طاعون نہ ہو گی۔ حتے کہ کوئی کیس بھی نہ ہوگا پھر صفحہ ۶ پر الہام ہے ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم۔ اسکا ترجمہ خود مرزا صاحب نے صفحہ ۷ پر یہ کیا ہے "خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے"۔ پس اب پتہ نہیں لگتا کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ نہیں معلوم کہ آپ اسکی کیا تاویل کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا سوال کا جواب گو ہم نے مختصر طور پر اسی وقت دیدیا جب سوال سنا۔ لیکن چونکہ اکثر احباب پر یہ سوال پیش ہوتا ہوگا اسلئے مفصل طور پر اپنی قلم سے شایع فرماتے ہیں یہ ظاہر کرنا بھی بعید از مصلحت نہیں ہے کہ طاعون کے متعلق جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں وہ ہماری ذاتی رائے اور خیال ہے اور کسیکو حق نہیں پہونچتا کہ ان تمام آرٹیکلوں کو وہ حضرت مرزا صاحب کیطرف منسوب کرے اگر حضرت مرزا صاحب خاص طور پر اپنی قلم سے اسکے متعلق شایع فرماوینگے تو آپ کا اسم گرامی اسکے نیچے درج ہوا ہوگا

سو واضح ہو کہ خدا تعالے کا وہ کلام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا وہ بالکل برحق ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب ع کوئی عبارت اپنی طرف سے تحریر فرماتے ہیں تو اسکا نام الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ وہ زیادہ سے زیادہ آپکی رائے اور اجتہاد ہے جسمیں غلطی کا امکان ہے۔ ہاں وہ عبارت جسکو آپ نشان قرار دیویں وہ بطور سند کے پیش ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ کشتی نوح میں حضرت اقدس نے بعض عبارات لکھکر انکے مضمونکو نشان قرار دیا اور اپنے منجانب اللہ ہونیکی دلیل گردانا ہے جنکو ہم انشاء اللہ اپنے موقع پر درج کرینگے۔

طاعونکی نسبت جو الہامات متعلقہ احمدی جماعت و قادیان۔ دافع البلاء میں ہیں اگر انکو یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو بہت ہی واضح طور سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵ پر الہام ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انه اوی القریة۔ درج ہے جسے حضرت مرزا صاحب نے خدا کی وحی کہا ہے اس سے آگے ۵ سطور میں اسکے معنے بیان فرما کر آگے جو عبارت اب دیکھو سے شروع ہوتی ہے اور جسے معترض نے پیش کیا ہے وہ الہامی عبارت نہیں ہے اور نہ اسکا ترجمہ ہے بلکہ خدا تعالے کے فضل و انعام کا بیان ہے جو اسوقت تک بلا کسی خصوصیت کے عام طور پر قادیان اور اہالیان قادیان کے شامل حال رہا۔ اور اس بیان کی ضرورت اسلئے تھی کہ اسے پڑھ کر قادیان کے احمدی اور غیر احمدی باشندے خدا کی نعمت کا شکر کریں اور انکو یہ جتلانا مقصود تھا اگر تم لوگ اپنی حالت کو تغیر نہ کروگے تو یہی فضل تمہارے شامل حال رہے گا۔ اسلئے صفحہ ۶ کی سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے ۲۰ برس پہلے کہی گئیں تھیں وہ پوری ہو گئیں۔ گویا ایک طرح سے یہ اس امر کی پیشگوئی تھی کہ اگر قادیان کے لوگ اپنے ما بانفسهم کو بدل دینگے تو طاعون کا نشانہ ہونگے۔ اس لئے یہ عبارت مذکورہ بالا الہام سے کسی طرح بھی متضاد نہیں ہے اور مضمون "قادیان اور طاعون" میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ طاعون کا اصل باعث آریہ صاحبان کا اعتدا ہے جسکی وجہ سے الہام الٰہی نے دوسرے رنگ میں ظہور فرمایا ہے پھر اسی صفحہ ۵ پر انه اوی القریة کے معنے کرتے ہوئے لفظ تباہی پر ایک حاشیہ دیکر آپنے لفظ اوی کے معنے کھول دئے ہیں جس سے ایک سلیم الفطرت انسان سمجھ سکتا ہے کہ مطلق نفی طاعون کی پیشگوئی جیسے کہ معترض نے پیش کردہ عبارت سے ثابت کرنا چاہا ہے ہرگز نہیں ہے ورنہ ۵ سطور کے اندر ہی اندر دو مختلف اور متضاد مضمون کی عبارتیں کسطرح جمع ہو سکتی تھیں۔ اوی کے جو معنے حاشیہ میں کئے گئے ہیں وہ معترض کے استنباط کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ اصل الہام جو طاعون کے متعلق ایک بڑا نشان ہے وہ ہمارے خیال میں لولا الاکرام لهلک المقام ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ قادیان میں اس قسم کی طاعون ہرگز نہ پڑیگی۔ جو اسے ویران کر دے اور مثل کھنڈرات کے بنا دے جیسے کہ ہم البدر نمبر ۱۹-۲۰- جلد ۳ میں ثابت کر چکے ہیں۔ رہا الہام ما کان الله لیعذبهم وانت فیهم۔ اس میں بھی عذاب سے خاص عذاب مراد ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کو بھی یہی الہام ہوا تھا اور آپ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ سخت قحط پڑ گیا تھا کہ لوگوں نے ہڈیاں پیس کر گذارا کیا پس اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی موجودگی میں کوئی عذاب کسی قسم کا قادیان کے لوگوں پر نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد وہی عذاب ہلاکت ہے جسکا ذکر لولا الاکرام لهلک المقام میں ہے پس اب جبکہ ہم ان تینوں الہاموں انه اوی القریة۔ لولا الاکرام لهلک المقام اور ما کان الله لیعذبهم کو یکجا ملا کر دیکھتے ہیں تو یہ بات بڑی واضح طور سے معلوم ہو جاتی ہے کہ اصل نشان قادیان اور طاعون کے بارے میں یہی ہے کہ وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا۔ اوی میں جس پناہ کا ذکر ہے وہ ہلاکت اور بالکل تباہی سے پناہ ہے۔ اور ما کان الله لیعذبهم میں جس عذاب کی نفی ہے وہ عذاب ہلاکت کی نفی ہے جو کچھ معنے ان ہرسہ الہامات کے کئے ہیں انکی سمجھ اسطرح سے بھی بہت جلدی آسکتی ہے کہ تینوں الہامات اور لفظ اوی کے معنے جو حاشیہ پر یہ تمام ایسی عبارتیں ہیں جو کہ بالکل ایک ہی وقت پر ایک ہی جگہ پر لکھی ہوئی ہیں اور سب کو لکھنے والا ایک ہی شخص ہے اسلئے یہ خیال کرنا کہ انمیں آپس میں نقیض ہے پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵-۱۱ یہ سب الہامات ہیں اسلئے یہ محال ہے کہ اسکے معنے ایک سطر میں تو کچھ لکھتا اور اس سے چلکر اگلی سطور میں لکھدیتا اور پھر مصنف بھی ایسا جو کہ دنیا کے اختلافات کیواسطے آیا ہوا اور موجودہ غلطیوں اور فسادوں کا رفع کرنا اسکا فرض منصبی ہو۔ اور مسلمہ قادیان کے متعلق الہامات کا فیصلہ تو اوپر ہو چکا جس سے کہ قادیان کے متعلق طاعون کی کیا پیشگوئی ہے جماعت کا حال اسکی نسبت ہم کشتی نوح پر عبارات ذیل میں نقل کرکے دکھاتے ہیں جس کی نسبت پیشگوئی اظہر من الشمس ہے۔

ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلا دے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۳)

(۲) اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہینگے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۱۳-

(۳) مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً ومقابلتہً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اسنے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہیں) (کشتی نوح صفحہ ۴ سطر ۱۷-

(۴) یہ منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ اس گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہینگے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً ومقابلتہً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو انمیں پائی جاویگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہ ہوگی -
کشتی نوح صفحہ ۴ - سطر ۱۶-

(۵) بطور نشان الہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی اور انکی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائیگی -
(کشتی نوح صفحہ ۵ - سطر ۱۷) مذکورہ بالا پیشگوئیاں جماعت کی نسبت بہت کھلی کھلی ہیں اور انسے صرف ایک اندھا ہی انکار کرسکتا ہے - اگر کسیکو یہ خیال ہو کہ انمیں بھی تاویل کی گنجائش ہے تو اسکا فیصلہ بھی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ جسطرح اور جن الفاظ میں حضرت مسیح موعود ع نے پیشگوئیاں کی ہیں اسی طرح انکا کوئی منکر اور مکذب جو کسی فرقہ یا مذہب یا گروہ کا پیشوا ہو انکا مدمقابل بنکر انہی الفاظ میں پیشگوئی کرے - اگر ان الفاظ میں کوئی ایسی گنجائش ہے کہ بصورت نہ پورے ہونے پیشگوئی کے حضرت مسیح موعود اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں تو وہی فائدہ انسے وہ بھی اٹھا سکے گا اور اسطرح سے حق اور باطل کے درمیان ایک فرق بیّن لوگوں کو معلوم ہو جاویگا صرف اعتراض اور نکتہ چینی سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا - ذرا اسکی مثل تو بنا کر لاؤ تا پتہ لگے کہ جھوٹے کا منہ کالا ہوتا ہے کہ نہیں -

اب اسکے بعد ہم ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ بہت کھلی کھلی روشن ہے اور جسمیں کسی تاویل کی کسی طرح بھی گنجائش نہیں ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام انی احافظک خاصہ ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ آپ طاعون سے خصوصیت سے محفوظ رکھے جاویں گے - اب ذرا اللہ غور کرکے دیکھو کہ ایسے ایک وقت میں جبکہ موت کا بازار گرم ہے - اور ٹڈیوں (مکڑیوں) کی طرح لوگ مر رہے ہیں کیا کوئی شخص جرأت سے کہہ سکتا ہے کہ میں ضرور طاعون سے محفوظ رہونگا - اگر یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور کھلی کھلی پیشگوئی نہیں ہے - یا اگر یہ تو پھر عام بات ہے او پھر چاہئے کہ آپکے مقابلہ میں کوئی شخص ایسے ہی دعوے سے یہ کہدیوے کہ مجھے بھی خدا نے طاعون سے محفوظ رکھنے کی خبر دی ہے اور میں اس سے اطلاع پاکر کہتا ہوں کہ میں ضرور محفوظ رہوں گا اور طاعون کی موت سے ہرگز نہ مرونگا -

غرضیکہ

مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار پیشگوئیاں شایع کی ہیں

اول - کہ آپ کا وجود باوجود طاعون سے محفوظ رہے گا

دوم - یہ کہ احمدی جماعت نسبتاً ومقابلتہً طاعون کے حملوں سے محفوظ رہیگی -

سوم - یہ کہ قادیان طاعون سے تباہ وبرباد ہرگز نہ ہوگی کہ لوگ اسے آکر کھنڈرات کی شکل میں پاویں -

چہارم - یہ کہ طاعون کے ذریعہ سے احمدی جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی -

مَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ

ناظرین کو معلوم ہے کہ آجکل طاعون کی آمد آمد جس قریہ یا مقام پر ہوتی ہے وہاں کے لوگ اسکے دفعیہ کیلئے اپنے اپنے اعتقاد اور خیال کے مطابق صدقہ وخیرات شروع کرتے ہیں - ہندو سانڈوں کو نکالتے ہیں مسلمان مل مل کر دعائیں کرتے ہیں - پیر پرست اقوام اپنے اپنے پیروں سے مشرکانہ رنگ میں اسکا علاج دریافت کرتے ہیں - قبر پرست قبروں پر حصول مراد کیلئے جاتے ہیں بت پرست اقوام بتوں کی پوجا طرح طرح سے کرتے ہیں حالانکہ یہ اصل علاج طاعون کا نہیں ہے - اسمیں شک نہیں کہ دعا اور صدقہ اور خیرات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور خدا تعالے مضطر کی دعا سنتا ہے جیسے کہ اسکا وعدہ ہے امن یجیب المضطر مگر اس وعدہ میں وہ لوگ مخاطب ہیں جو کہ محض ابتلا کے طور پر عذاب میں مبتلا ہوں - لیکن اسوقت جو عذاب طاعون آیا ہے وہ بطور سزا کے ہے نہ بطور ابتلا کے - تا کہ اللہ تعالے اسکے برگزیدوں اور اسکی کلام اور احکام کی جو بیحرمتی کیگئی ہے اور بجائے تعظیم کے توہین کو روا رکھا گیا ہے اسکی پاداش لوگوں کو دی جاوے بعض لوگوں کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ ہم نے کبھی بیحرمتی اور توہین نہیں کی - تو انکا جواب یہ ہے کہ انہوں نے تعظیم بھی تو نہ کی - پس ایک شئے جو کہ قابل قدر ہے اسکی قدر نہ کرنی اور ایک مطاع جو کہ قابل اطاعت ہے اسکی اطاعت نہ کرنی بھی تو بذات خود ایک توہین ہے - علاوہ اسکے جو لوگ خود خدا تعالے اور اسکے شعائر کی بیقدری اور بےحرمتی کرتے رہے اسمیں یہ لوگ قولی یا فعلی طور پر ہاں میں ہاں ملاتے رہے - اور اس قسم کے صریح ظلموں کو دیکھکر کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ محض اللہ تعالے کی رضامندی کی خاطر وہ مقابلہ کرتا بلکہ اگر کسی نے مقابلہ شروع بھی کیا تو اپنے نفسانی اغراض کی بنا پر - جو کہ خدا تعالے کے نزدیک بذات خود قابل نفرین حرکت ہے - حضرت امام الزمان علیہ السلام کی تحریروں سے جیسے کہ معلوم ہوتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ طاعون تو اسلئے آئی ہے کہ خدا تعالے کو منوا وے اور طیب اور خبیث میں تمیز کرے - پس اگر یہ مشرکانہ دعاؤں اور صدقہ اور خیرات سے ٹل سکتی ہے جو کہ خدا تعالے کی رضا اور آیت کے موافق ہرگز نہیں -

تو پھر طیب اور خبیث میں کیا فرق ہو سکتا ہے آداب دعا میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والیکے معاملات کیا بلحاظ اعتقاد کے اور عبادات کے اور کیا بلحاظ انسانوں کے تعلقات کے اللہ تعالے کے ساتھ بالکل درست اور راست راست ہوں - اسکے اکل و شرب میں کوئی حصہ محرمات کا نہ ہو - اب دیکھو کہ جو لوگ مل مل کر دعائیں کرتے ہیں انکی زندگی کیسی ہے کیا انہوں نے ناجائز اور ظالمانہ وسائل آمدنی کے ترک کر دیئے - یا محض خدا کی رضا کیخاطر اپنے نفسوں اور شکموں کو اسلئے [illegible] رکھا کہ ان کو حلال روزی میسر ہو - بلکہ اسی طرح رشوت - سود - خیانت اور دوسرے حرام ذرایعہ سے پالا ہوا گوشت اور پوست لیکر خدا کی بارگاہ میں اسلئے حاضر ہونا چاہتے ہیں کہ خدا انکی دعا قبول کرے - اسی طرح شیعہ اور سنی - پیر پرست اور قبر پرست - مقلد اور غیر مقلد سب اپنے اپنے عقیدوں پر جم کر خدا سے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں - جن سے اسکی ذات اور صفات پر حرف آتا ہے - کیونکہ خدا تعالے جو ذوالفضل ہے اور ہمیشہ سے اپنے برگزیدوں پر انعام واکرام کرتا رہا ہے اور آڑے وقت پر دین اسلام کی مدد کرتا رہا ہے - اسکی نسبت اب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ازمنہ سابقہ میں تو اسکو یہ قدرتیں حاصل تھیں مگر اب نہیں اسکے فضل وکرم کا دروازہ شیعوں کے نزدیک تو بارہ اماموں تک محدود ہوگیا - مقلدوں کے نزدیک اربعہ امام تک پیر پرستوں اور قبر پرستوں کے نزدیک اس حی قیوم کی قدرتیں ان مردوں نے چھین لیں جنکا سوائے ہڈیوں کے

[illegible] شخص قدرت اور رحمت کا انکار کر سکتا ہے (۱۶۱۸)

نے اور کوئی نشان ہے جو زمین پر موجود نہیں ہے - پہلا اب خود دیکھو اور خود سوچو کہ جب تمہارے نزدیک خدا کی یہ قدرتیں اور عظمت ہے اور تم نے اُسے محدود کر دیا ہے .....

احاطۂ لیست خدا

گورداسپور

فرمایا ۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا
ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں ۔ ان دونو
تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا ۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے ۔ رہنے
ہیں ۔ اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے
شی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونیوالے ہیں
س کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے ۔ جو دائمی ہے
اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی
یکھ کر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول
ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرۃ
جنم آنیوالا ہے ۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں
عطا کیا ہے ۔ اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود
رضامندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈالدیا
نہوں کو وہاں چلکر اس کا بدلہ ملے گا ۔ یہ جہان تو
جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے
جن سے خدا راضی ہو ۔
ن لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے
ے آپ کو تکالیف میں ڈالکر خدا کو راضی کرتے

کے دو خدمت گار ہیں ۔ ایک کو وہ ایسے کام
تا ہے ۔ کہ جہاں اس کو سواری ملسکتی اور
ٹھنڈا ہے اور ہر طرح کا آرام ہے
گار کو ایسی طرف روانہ کرتا ہے ۔ جس راستہ
سکتی اور نہ سایہ ہے ۔ بلکہ پیدل چلنا اور سخت
کا سامنا ہے ۔ مگر وہ جاتا ہے ۔ کہ جس کو
ن کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا
دمت گاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض
ے اندھے اپاہج ۔ غریب ۔ فقیر
الیٰ نے پیدا کئے ہیں ۔ ان کو جگہ
چلکر بدلہ ملتا ہے ۔ تو کیا ضرورۃ ہے کہ ہم
ور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعتراض
ے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنیکو
کرنے والا ہے ۔ تو کسی کو کسی طرح
کر دیتا ہے گا پس اپاہج اور اندھے
ملقت کا بدلہ قیامت میں ملجائیگا ۔
شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے
و نشاط مہیا ہیں پر وہ باریک
ینوں میں مبتلا ہے اور وہ

شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا
ہے ۔ ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیر زادے کو کبھی
میسر نہیں ۔ پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ
اس سے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح
عبادت کر ۔ بہرحال یہ دنیا چند روزہ ہے ۔ انسان کیا
سمجھتا ہے ۔ کہ میری عمر کسقدر ہے ۔ جنم کی شکی بات کو
قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں ۔ انسان جب پیدا ہوتا اور
اپنی عمر طبعی پوری کر کے مرجاتا ہے ۔ تو کبھی کسی نے اس شخص کو
اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ مثلاً بڑے
بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہیں تو انہوں نے واپس
آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلی جنم میں فلاں علم حاصل
کیا تھا ۔ ہزاروں جنم پائے اور علم وعمل حاصل کرتا
رہا ۔ مگر جب واپس آئے تو وہ پہلے علم وعمل ضائع ہوتے
رہے ۔ جس طرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ
یہاں کا بھلا آنا بھی اُس کو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا
رکھیگا اور نجات کس طرح حاصل کریگا ۔ جو لوگ تناسخ
کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی ۔ مگر
کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک اُن کو یاد نہیں رہتا
اور جب آتا ہے ۔ خالی ہاتھ ہی آتا ہے ۔ کچھ تو ساتھ لاوے
اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا ۔ غرض جس طرح
ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں
دم بند ہوگیا ہے ۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں ۔ اور روح رخصت
ہوگیا ہے ۔ اسی طرح تم اس کے واپس آنے کا ثبوت
پیش کرو ۔ تو ہم مان لیتے ہیں ۔ واپس آنے کا ثبوت تو یہی تھا
کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا ۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے
کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے ۔ پس بغیر ثبوت کے ہم
کیسے مان سکتے ہیں ۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بنکر اس
جگہ سے رخصت ہوا تھا ۔ واپس آن کر کچھ بھی یاد نہیں
جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہے تو کس طرح معلوم ہو
کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے ۔ اگر صرف اس کمی بیشی کو
پورا کرنے کے واسطے جنم ماننا ہے تو ہم یوں کیوں نہ
مان لیں کہ جس طرح یہاں تکلیف اُٹھاتا ہے ۔ اُسی طرح کیا
وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلا عطا نہیں کرسکتا ۔
مثلاً دیانند مرگیا ہے اگر آجاوے تو ہم اس کو اس طرح شناخت
کرسکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھ کر
سنا دیوے ۔ پڑھا ہوا آدمی تو اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے
تو چاہیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولتے ہاں صوفیوں
نے بھی یہ لکھا ہے ۔ ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس کے کچھ اور معنی ہیں ۔ یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کیطرف
ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے
جس طرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اسمیں صرف دودھ چوسنے
ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں ۔ پھر جب غذا کھانے لگتا
ہے ۔ تو آہستہ آہستہ غصہ ۔ کینہ ۔ خود پسندی ۔ نخوۃ ۔ علیٰ ہذا القیاس
سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں ۔ اور دن بدن جوں جوں
اسکی غذائیت بڑھتی جاتی ہے ۔ شہوات اور طرح طرح کے اخلاق
ردیہ اور اخلاق فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسیطرح
ایک وقت پر آکر پوری کمال انسانی پر پہونچتا ہے اور یہی اسکے جسمانی
جنم ہوتے ہیں ۔ یعنی کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر
وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے
گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اس کے اندر ہوتی جاتی ہے
اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کیساتھ سلوک کا راستہ چاہیگا تو یہ ساری
خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے
اور اس کا اسلام اور اس کا قرآن بھی اقراری ہے غالباً یہی تناسخ
ہنود میں تھا مگر بے علمی سے دھوکہ لگ گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی
مگر دنیا میں جس بات کو کوئی شخص مان بیٹھا ہے وہ اس کو
چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ راستی کو دریافت کرکے
ناراستی کو چھوڑ دیتے ۔ مگر یہاں ضد وتعصب اور ہٹ دھرمی ماننے
نہیں دیتی ۔
مکھیاں شہد بناتیں ریشم کا کیڑا ریشم بناتا ۔ موتی کا کیڑا موتی
بناتا ۔ بیل گھوڑی گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے
فائدہ مند ہے ۔ اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے
حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جسم پورا کرکے کل
گائیں کل مکھیاں ۔ کل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے
چاہیئیں ۔ تو پھر یہ چیزیں اور بعض ایک وقت آنے پر دنیا
سے نابود ہوجانی چاہیئیں ۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان
چیزوں کی اشد ضرورۃ ہے ۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں
پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں ۔ جن کے بغیر انسان کبھی
زندہ نہیں رہ سکتا ۔ پس یا تو تناسخ مانو یا خدا کی حکمت مانو
مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے ہرگز گذارہ نہیں ہو
سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی
ہے ۔ والسلام ۔
(الحکم)

رسالہ ابطال الوہیت مسیح ۔ مصنفہ حضرت حکیم نورالدین صاحب
حق الوسع ہوگی سے کارخانہ البدر میں چھپ رہا ہے امید
کہ کچھ نئے نکات اور مضامین اس میں ایزاد کئے جاوینگے
قیمت ۲ر یا اس سے کم ہوگی
تذکرۃ الشہادتین ۔ بزبان پنجابی نظم ہوکر کارخانہ میں
پہونچ گیا ہے ۔ عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا ۔ احمدی شعراء
سے التماس ہے کہ اب اُسے اردو زبان میں نظم فرماویں
اور اس کے متعلق کارخانہ سے خط وکتابت کریں (محمد افضل)

تحدیث نعمت

ایسی حالت میں جبکہ البدر کی بوقت اشاعت میں غیر معمولی دیر ہوئی ہے - اور اپنے امام مقتدار کے عاشق زار خدام اضطراب اور بیکلی کے مضمونوں سے بھرے ہوئے خطوط البدر کی وصولیت کے متعلق تحریر کرتے ہیں یہ ایک ظلم عظیم ہوگا - اگر ہم اپنے قدر دان اور احمدی بھائیوں کی اوس خوش معاملگی کا اظہار نکریں - جو وہ اس حالت عسر میں کا خاص کے ساتھ برت رہے ہیں - جہانتک ہمارا خیال ہے - اخبار بینی کی عادت ایک نشہ کی عادت سے کچھ کم حکم نہیں رکھتی - اگر وقت پر اخبار نہ پہنچے - تو انکے دل اور دماغ کو واقعی سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ یہ سب اعضاء ایک مقرر وقت پر ایک خاص قسم کے مضامین سے لطف اور سرور حاصل کرنے کے عادی ہوتے ہیں - اور جب اسوقت انکو وہ غذا نہ ملے - تو ضرور ایک بےچینی کی کیفیت انہیں پیدا ہو جاتی ہے - اور بجائے اسکے کہ مہتم اخبار سے انکو کسی قسم کی ہمدردی اور انسیت پیدا ہو - وہ اس قابل ہو جاتا ہے - کہ اس سے نفرت کیجائے - اور متواتر تجربہ کے بعد اُس سے تعلق کو قطع کر دیا جاوے - جو اخبار کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہے - لیکن اگر کوئی جماعت اس تقاضائے بشریت پر عمل درآمد نہیں کرتی - اور اپنے نفس پر جبر - یا خدا تعالیٰ کی رضامندی کو مقدم رکھ کر بجائے نفرت کے اظہار محبت کرتی ہے - اور پاس رفاقت کو مدنظر رکھ کر امداد میں ہاتھ بٹاتی ہے - تو یہ خدا تعالیٰ کا **فضل** ہے - جسنے ایسی جماعت میں ہمیں منسلک کر دیا ہے - جو کہ رحماء بینھم کا مصداق ہے

البدر کو اشاعت پائی کامل چار ہفتہ ہو چکے تھے - اور اس سے پیشتر بھی کچھ عرصہ سے اسکے نمبر دو دو اکٹھے شائع ہوتے رہے - اور اس لئے ہمارا خیال تھا - کہ جسقدر وی پی اس ماہ میں ہم روانہ کرینگے - وہ غالباً واپس آوینگے - لیکن برخلاف ہماری امید کے دیکھا گیا - کہ اکثر ممبران جماعت نے کشادہ دلی سے انکو وصول کر لیا - اور آجتک کوئی حرف شکایت انکی زبان پر نہیں آیا - اس مروت اور ہمدردی نے ہمیں امید دلائی ہے - کہ خدا تعالیٰ کا فضل البدر کے شامل حال ہو کر جلد تر ظلمت کی اُن بدلیوں کو پھاڑ دیگا - جو کہ وقتاً فوقتاً اسکے مقابل آکر اس کی خوشنما اور تسکین بخش روشنی کو مطہر قلوب پر پڑنے سے روک دیتے ہیں مشتاق کی جو شکایت تھی - وہ بھی پوری ہوتی جاتی ہے - اور ہم دیکھتے ہیں - کہ خدا تعالےٰ اپنی قدرت نمائی کے طور پر ہماری مشکلات کو کھولتا جاتا ہے پیارے ناظرین اور میرے چاہتے روحانی بھائیو خدا تعالےٰ کا فضل تمہارے شامل حال ہو - اور تمہیں اسکے پاک راہوں پر چلنے کی توفیق عطا ہو - **البدر** تمہارا ایک دینی خادم ہے - اسکے استقلال اور استحکام کیلئے جسقدر سعی فرمائینگے - مجھے امید کامل ہے - کہ اللہ تعالےٰ کی پاک ذات کبھی اسکا اجر دئے بغیر نہ رہیگی - منجملہ اس ایک خدمت کے جو میرے ہاتھوں بذریعہ آپکی ہوتی ہے - ایک اور خدمت بھی میں نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے - وہ یہ ہے کہ میں جب البدر کے لئے دعا کرتا ہوں تو ساتھ ہی یہ بھی دعا کرتا ہوں - کہ جو کچھ میں لوگوں تک پہنچاتا ہوں - اور جو جو لوگ اُسے پڑھتے ہیں - مجھکو اور ان سب کو اسپر عمل درآمد کی توفیق خدا تعالےٰ عطا کرے - تاکہ ہم سب لم تقولون ما لا تفعلون - کے مصداق نہوں - بلکہ اپنے آقا اور امام کے اقوال اور ارشادات مجسم ہو کر ہمارے ذریعہ ظاہر ہوں -

---

رسید زر لغایت ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء

نام	رقم
میاں کریم بخش صاحب	۳/عصر
میاں قدرت اللہ صاحب لاہور	عصر
میاں غوث محمد سعد اللہ پور	۶/۱
میاں عبد اللہ صاحب بنئیر کا چک	۳/عصر
میاں محمد مبارک صاحب چوکے	۲/سے
محمد مختار احمد صاحب دکن	۶/۱
میر شکار صاحب کپورتھلہ	۶/۱
جناب فضل حق صاحب گوجرانوالہ	سے
میاں فوجدار خان کوٹلی نرائن	صر
چودہری غلام قادر صاحب سدوہ	۶/۱
منشی فیاض علی صاحب	۳/عہ
محمد بخش صاحب اسٹیشن پور	۶/۱
طیع اللہ خان صاحب	۶/۱
سردار فضل محمد خان صاحب بیگووال	۶/۱

احمدی ڈرافسٹمینوں سے ضروری التماس

نمبر ۲۴ سے البدر میں ایک خاص نقشہ ٹائیٹل پیج کا دیا جا رہا ہے محض قیاسی طور پر یہ بدر میدان کا خاکہ ہے - اگرچہ اسے بعض اصحاب نے پسند فرما کر تاکید کی ہے - کہ اسے نہ بدلا جاوے - لیکن چونکہ اسکی تیاری کیلئے ایک نقشہ نویس کاتب کی ضرورت ہے - جسکا ملنا محال ہے - اسلئے میری رائے ہے کہ ایک خوشنما اور دلپسند ایسا نظارہ تیار کیا جاوے جسکو علاوہ اپنی خوش نظری کے کاتب کیلئے طیار کرنا بھی آسان ہو - اور وہ البدر کے مفہوم کو ادا بھی کرتا ہو - اگر میرے مہربان ڈرافسمین توجہ فرماویں تو ایسے نقشہ کا طیار ہونا مشکل امر نہیں ہے پہلے صرف پنسل سے ڈیزائن کرکے خاکسار کو نقشہ ارسال کیا جائے پھر جو پسند ہوگا مسطر چھپوا لی جائیگی - جسپر کاتب قلم پھیر کر تیار کر لیا کریگا -

---

کارخانہ کا نوٹس

حساب کتاب میں سہولیت کی غرض سے اس سال میں نے یہ انتظام کیا ہے - کہ جو خریدار ماہ جولائی سے نئے آئے ہیں - یا جنکا سال اس ماہ سے شروع ہوتا ہے انکے نام صرف آخر دسمبر تک وی پی کیا گیا ہے - تاکہ ہر ایک خریدار کا حساب شروع جنوری سے ہوا کرے اور آئندہ بھی ایسا ہی دستور رکھنے کا ارادہ ہے - بعض چند اصحاب کیطرف گذشتہ سال کی قیمت باقی ہے - وہ جلد روانہ فرما کر کارخانہ کی امداد فرماویں -

جن کرم فرماؤں نے گذشتہ چند ماہوں میں سعی بلیغ سے خریدار پیدا کرکے کارخانہ کو مشکور کیا ہے - افسوس ہے - کہ کچھ بدانتظامی کی وجہ سے جو اشاعت اخبار پر بھی اثر ڈالتی رہی - ہم انکے نام شائع نہیں کر سکے - خدا تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے عنقریب کسی نمبر میں ہم دوسرے احمدی بھائیوں کی ترغیب دلانے کیلئے ان سب کے نام شائع کرینگے +

مادعاء الکافرین الا فی ضلال

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر تم اس کا یہ جواب دو۔ کہ ہم خدا تعالیٰ پر یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اس میں یہ تمام قدرتیں ہیں۔ تو ہم یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ اس قدرتوں اور صفات کا مظہر بھی کوئی ہے کہ نہیں۔ اگر تم کہو کہ اس وقت کوئی نہیں۔ تو پھر آخر وہی بات ثابت ہوئی کہ جیسے تمہارے قول اور فعل میں تطبیق نہیں۔ ایسے ہی خدا کے قول اور فعل میں نہیں ہے۔ کیونکہ جب اس میں ایک طاقت تو موجود ہے اور اس کے وعدے بھی موجود ہیں۔ لیکن عملی طور پر اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ تو پھر یقین کب حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت جو لوگ صرف بذریعہ دعا کے طاعون سے حفاظت چاہتے ہیں۔ اور عقائد اور اعمال کی اصلاح نہیں کرتے۔ ان کی دعا سودمند نہیں ہو سکتی۔ وہ قرآن شریف کی آیت مادعاء الکفرین الا فی ضلل کی مصداق ہے۔ اس وقت ان لوگوں کی دعا کا قبول نہ ہونا ان لوگوں کے کفر کا ثبوت ہے۔ یعنے وہ کفر جو کہ خدا کی قدرت کو محدود اور اس کے صفات کی نفی کرتا ہے۔

اے ناظرین ذرا غور فرماؤ اور دیکھو کہ اگر ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اُن کی دعائیں سن لے۔ تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک فرقہ اور ہر ایک مذہب جس خیال اور عقیدہ پر قائم ہے۔ وہ بالکل حق ہے حالانکہ بالبداہت یہ بات باطل ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی۔ ایک ہندو دعویٰ کر سکتا ہے کہ بت پرستی نے مجھے طاعون سے بچا لیا۔ شیعہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی سے بچ گیا۔ قبر پرست اور پیر پرست بھی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اپنی اپنی جگہ ڈینگ مار سکتے ہیں۔ کہ ان مردوں کی ہڈیوں نے ایک حی و قیوم خدا کی صفات چھین لیں۔ اور ہمیں بچا لیا۔ پس ایسی صورت میں ایک سچا طالب حق سوائے اس کے کہ سچے خدا کی طلب سے مایوس ہو جاوے۔ اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے اس لئے یہ امر بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام فرقوں کی دعائیں نہ سنے۔ جو کہ جادۂ اعتدال سے ہٹ کر اس وقت حقیقی ایمان اور اسلام کے لئے ننگ و عار ہیں۔ کیونکہ خدا کی طرف سے جو مامور ہو کر آتے ہیں۔ وہ امر حق کا فیصلہ کرنے اور خدا کا اصلی اور حقیقی چہرہ دکھانے کے لئے آتے ہیں اور ہر ایک قوم اور ملت کے استغاثہ اور فریادیں جناب الٰہی میں پیش ہوتی ہیں اور مامور کا زمانہ ایک فیصلہ کا زمانہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ان ماموریں کا نام قیامت بھی ہے۔ کیونکہ جیسے قیامت میں حق اور باطل کی تمیز ہوتی ہے۔ ویسے ہی ان کی بعثت پر بھی ہوتی ہے۔ جب یہ حال ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ ہر ایک کی دعا کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ ہاں اگر اُسے یہ منظور ہے کہ حق اور باطل کی تلبیس ہو جاوے اور کوئی اس کا سچا پرستار دنیا میں نہ رہے۔ تو بے شک سن لیگا۔ ورنہ یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات محال اور جنون ہیں اور کچھ نہیں۔

اور اگر تمہارے یہ خیال ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے غلط ہے اور تم سب اپنی اپنی جگہ راہ راست پر ہو اور بعض افراد تم میں سے جو ہر گروہ یا لیڈر ہیں۔ وہ خدا کے برگزیدہ اور اس کی بارگاہ میں رسائی رکھنے والے ہیں تو پھر اس کا فیصلہ بھی آسان ہے۔ جیسے کہ ہمارے امام اور مولا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب دافع البلاء میں بڑی تحدی سے لکھا ہے اور جس کو بطور خلاصہ کے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

مسلمان چاہتے ہیں کہ ہماری رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یہ بلا ٹل جائے۔ آریہ سماج پکار رہی ہے۔ کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ سناتن دھرم فرقہ کہتا ہے کہ اگر گائی کو ذبح کرنا ترک دیا جاوے۔ تو طاعون دور ہو جاویگی لیکن ان تمام متفرق اقوال اور دعاوی میں سے کوئی قول بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کو دنیا کے آگے صحیح اور بدیہی طور پر فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کسی شخص کو صحیح عقیدہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک معیار دیا ہے۔ کہ خدا قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ اور اگر کسی کو اس سے انکار ہے اور اس کا خیال ہے۔ کہ اوسی کے غلط عقیدوں پر عمل درآمد کرنے سے یہ بلا ٹل سکتی ہے۔ تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے اب اوسے عمدہ موقع ہے کہ ہر ایک ان میں سے اپنے کسی مقدس یا مشہور و معروف مقام کی نسبت پیشگوئی کر دے۔ کہ وہ طاعون سے بچا رہیگا۔ مثلاً آریہ لوگ بنارس کی نسبت سناتن دھرم والے امرتسر کی نسبت۔ عیسائی لوگ کلکتہ کی نسبت انجمن حمایت اسلام کے ممبر لاہور کی نسبت۔ فرقہ وہابیہ دہلی کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ یہ مقامات طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ اور پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیں۔ غرضیکہ جو شخص باوجود حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن سخت مخالف اور نافرمان ہونے کے اگر اپنے عقیدہ کے موافق عمل کر کے طاعون کو دور کر سکتا ہے وہ مرد میدان بنکر باہر نکلے۔ اور پیشگوئی کرے تو خدا تعالیٰ اُن سب کو جھوٹا کرے گا اور اپنے رسول کی صداقت پر مہر لگا دیگا۔ جس سے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ سچا معبود اور پرستار وہی ایک ذات پاک ہے جس نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مامور کر کے ارسال کیا ہے۔ فقط

خبریں

محمد علی خانصاحب۔ رنگون سے خبر دیتے ہیں کہ ۱۵ جولائی کو ایک نیٹو پادری جان نامی وہاں مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام محمد یوسف رکھا گیا۔

میرزا حیرت۔ کے حیرت انگیز مضامین کی جو حقیقت نگار دہلوی بھائی نے بذریعہ البدر پبلک پر واضح کی ہے۔ اس کے شکریہ میں ہمارے پاس خطوط آئے ہیں اور پبلک کو اس سے عام دلچسپی ہوئی ہے۔ دراصل شکریہ کے مستحق ہمارے دہلوی بھائی صاحب ہیں۔ جو کہ خاکسار کے ساتھ خصوصیت سے ہمدردی رکھتے ہیں۔

ولادت۔ ہمارے مکرم معظم دوست بابو غلام غوث صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سابق ملازم یوگنڈا ریلوے کے ہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک فرزند ارجمند بتاریخ ۲۰ر جولائی سنہ ۰۴ء بروز شنبہ بوقت دو بجے صبح عطا فرمایا۔ خدا تعالیٰ مولود مسعود کی عمر اپنی اطاعت اور دینی خدمات میں زیادہ کرے۔ آمین۔ اور سلسلہ مسیح موعود کے لئے مفید بنائے۔ ہم اپنے دوست بابو غلام غوث کو خصوصیت سے مبارکباد دیتے ہیں کہ اُنہوں نے قادیان کے ۸ ماہ کے قیام میں خدا تعالیٰ کے انعامات کو دوسرے افریقی احمدی بھائیوں کے مقابل خصوصیت سے بڑھکر حاصل کیا ہے۔ چنانچہ مستقل رہائش کیلئے ایک عمدہ پختہ مکان اور قطعہ زمین حاصل کیا ہے۔ آئندہ بھی اُن کا ارادہ یہاں مستقل رہائش کا ہے ہمیں اپنے ان دوستوں پر افسوس ہے۔ جو کہ افریقہ میں تو کم از کم قادیان میں ۲ ماہ رہنے کو کہتے تھے۔ لیکن یہاں آ کر وہ ۲ ہفتہ بھی نہ رہ سکے اور بعض یکسوئی سے رہے تو عدم استقلال سے پھر چلے گئے۔ اور بعض اگر افریقہ سے رخصت وغیرہ پر آتے ہیں۔ تو با ملاقات اپنے آقا و امام کے واپس چلے جاتے ہیں

احمدی خاتونوں کی جانب سے

ایک تجویز اور اُس کا جواب طلب ہے

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار البدر دارالامان فیضانہ

بعد تسلیم ادب آنکہ

آپ کا معزز اخبار گھر بار جیسا کچھ مجھکو پیارا ہے۔ میرا ہی دل جانتا ہے بخدا میرے دلکو اسی سے تسکین رہتی ہے۔ لہذا آج ایک تجویز لکھتی ہوں۔ درج فرما کر ممنون فرماویں۔ اگر یہ تجویز پسندیدہ اور مقبول ہوئی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ میں سب سے پہلے اس میں حصہ لونگی۔ اگرچہ میں کچھہ اتنی بڑی لیاقت نہیں رکھتی۔ مگر تاہم کچھہ ٹوٹے ہوئے لفظوں میں لکھتی ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اگر آپ البدر میں ایک کالم یا صفحہ خاتونوں کا بھی نکال لیں۔ تو ہماری احمدی بہنیں بہت ہی فیضیاب ہووین۔ اور امید ہے کہ آئندہ نسلیں بہت ہی نیکوکار اور تربیت یافتہ ہونگی اگر ہماری احمدی بہنیں مکمل تعلیم یافتہ ہونگی۔ اور اس کالم میں احمدی بہنیں ہی مضامین لکھا کریں۔ چونکہ آج کل تعلیم نسوان کا زیادہ تر رواج ہو چلا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ کہ ہماری بہت سی احمدی بہنیں بھی تعلیم یافتہ ہوں گی۔ اور وہ الحکم اور البدر وغیرہ بھی ہر ہفتہ دیکھتی ہونگی۔ مگر اُن کی توجہ ذرا زیادہ ہو جائے گی۔ جب کہ کالم نسوان جاری ہو گیا۔ تو ہماری قوم کی خاتونیں زیادہ فیضیاب ہونگی۔ جناب من آپ خود جانتے ہیں۔ کہ ہماری ترقی کا مدار صرف عورتوں کی تعلیم پر ہی ہے اور پھر اگر تعلیم نسوان ہو گی۔ تو آئندہ ایک قوم ضرور دیندار ہو گی۔ تو پھر ہمیں ضرور چاہیئے کہ کوئی اخبار نسوان (جس کی ایڈیٹر ہی عورت ہو) جاری ہو جاوے۔ اور جس میں زیادہ تر مذہبی اور تابعداری شوہر دیندارانہ زندگی بسر کرنے کے ہی مضامین درج ہُوا کریں۔ اگر ہماری احمدی جماعت کوشش کرے۔ تو اخبار نسوان جاری ہو سکتا ہے۔ مگر قریباً ابھی اخبار نسوان جاری ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ ہاں یہ آسان ہے کہ ہر معزز بہنیں اور ہر امیر ہو یا غریب احمدی بھائی آٹھ آٹھ آنہ (جو بہت ہی آسان اور چھوٹی رقم ہے) دفتر البدر میں بھیجدیوین۔ اور ایڈیٹر صاحب دو ورق علاوہ البدر سے اور زاید کر دیں۔ جس میں احمدی خاتونوں اور بہنوں کے لکھے ہوئے مضامین درج ہوا کریں۔ اگر ایڈیٹر صاحب البدر کوشش کریں۔ تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب میرے مضمون کی تائید اسی کے ساتھہ ہی زور سے کریں۔ اور اپنے معزز ناظرین کی توجہ ادھر مبذول کریں۔ تو میں سب سے پہلے بڑی خوشی سے اس خدمت کو تیار ہوں۔ اور بھی ماشاء اللہ بہت سی احمدی بہنیں ہیں جو تھوڑا تھوڑا وقت بھی صرف کرینگی۔ تو دو ورق ہر ہفتہ کوئی بڑی بات بھی تو نہیں؟ اب بڑے زور سے میں اپنی ساری احمدی بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں۔ کہ یہ نیک کام اگلے ہفتے سے ہی شروع کیا جاوے۔ یا اگلے ہفتہ تک میری اس تحریر کا جواب دیا جاوے۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اور میں اپنی رائے کے جواب میں خصوصاً جناب راج بی بی صاحبہ مصنفہ کامن احمدی اور اور معزز احمدی بہنوں کی توجہ مبذول کرتی ہوں۔ کہ آیا اُن کی پسندیدہ ہے یہ تحریر یا نہیں۔ اگر جواب اگلے ہفتہ تک کوئی نہ آیا۔ تو سوائے مایوسی کے ہماری قوم سے اور کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ فقط والسلام

اور نیز یہ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج کرتی ہوں۔ یہ بیعت حضرت اقدس سے پہلے کی تصنیف ہے

میں مشتاق دیدار نور خدا ہوں
میں مشتاق دیدار خیر الوریٰ ہوں

دکھاؤ جمال اپنا مجھکو خدارا
یہی عرض کرتی میں در کی صدا ہوں

مدینہ میں مجھکو بلا لیجئے
دل و جان آپ پر میں فدا ہوں

میرا دل آپ کے ہجر سے بیتاب ہے
تری درد آئی میں مبتلا ہوں

کبھی میم احمد کا نام میں لو
خدا کی میں رحمت کا چشمہ بنا ہوں

قیامت کے دن آپ فرمائینگے
ادھر آؤ سب کو بچا کر کھڑا ہوں

ترے در پہ آئی ہے خاتون عاجز
ترحم نبیا میں کرتی صدا ہوں

فقط

خاکسار ایک احمدی خاتون ضلع گوجرانوالہ پنجاب

جواب از طرف ایڈیٹر

ہماری احمدی خاتون کو سب سے اوّل یہ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ جب وہ اپنے احمدی بھائیوں یا بہنوں کو مخاطب کریں تو ابتدا السلام علیکم سے ہو۔ تسلیم وغیرہ وہ الفاظ ہیں جو کہ ہندوستان کی تکلف پسند طبائع نے وضع کئے ہیں لیکن جس عالم میں ہم لوگ ہو گئے ہیں۔ اور جہاں کی بود و باش ہم نے اختیار کی ہے۔ وہاں ایسے الفاظ کسی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسوہ حسنہ ہم اہل اسلام کے لئے پیش کیا ہے۔ وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ السلام علیکم سے بڑھکر کوئی اور عمدہ کلمہ ایک دوسرے کو خطاب کرنے کا ہو۔ میں اسی لئے حیران تھا۔ کہ آپ کی تسلیم و آداب کے جواب میں کیا لفظ لکھوں۔ بہرحال میں السلام علیکم سے ابتدا کرتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ آپ آئندہ کسی کو خطاب کرتے وقت یہی کلمہ استعمال کیا کرینگی

قادیان ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں مستورات کی حقوق شناسی اُن کیساتھ شفقت اور محبت سے سلوک اور حسن معاشرۃ کی خاص تعلیم عملی نمونہ سے دی جاتی ہے۔ اور جہانتک میرا خیال ہے۔ ہمارے پاک امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُس سے اتر کر حضرت حکیم نورالدین صاحب حسن معاشرۃ کے لحاظ سے دو ایسے متبرک وجود ہیں۔ جن کی نظیر اس الہیانہ رنگ میں کسی اور جگہ ملنی محال ہے۔ اور میری اپنی رائے میں وہی عورت مستورات کیمتعلق زمانہ اور وقت کی ضرورتوں کے موافق نامہ نگاری کر سکتی ہے۔ جس نے زمانہ نبوی کی مطہر بیبیوں کے حالات بسط سے مطالعہ کئے ہوں۔ اور پھر یہاں کچھہ عرصہ رہکر دقیق نظر سے اُس کا عملی نمونہ مشاہدہ کیا ہو۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ عورتوں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ مگر دراصل مردوں کی اپنی قابل رحم حالت نے ان بیچاریوں کو بھی قابل رحم بنا دیا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ جوں جوں مردوں میں حقوق شناسی اور حقیقی خدا پرستی کا مادہ بڑھتا جاوے گا۔ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور تعلیم کی حقیقی عظمت اُن کے دل نشین ہوتی جاویگی۔ توں توں عورتوں کیحالت بھی سنورتی جاویگی۔ سو عورتوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے۔ کہ خدا کا پیارا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے نازل ہُوا ہے۔ تا کہ وہ ہر طبقہ کی اصلاح کرے اور حسن اخلاق اور حسن معاشرۃ کے قوے میں جو فتور آگیا ہے۔ وہ اپنی تعلیم اور تاثیر سے اُسے درجہ اعتدال پر لا رہا ہے۔ انہی وجوہات پر میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریروں اور تعلیم کو احمدی بہنیں اپنے لب و لہجہ میں زیادہ تفصیل کیساتھ ایک دوسرے کو پہنچاویں۔

ایسی بہت سی احمدی بہنیں ہیں۔ جو شب و روز حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو اسی لئے دعائیں دیتی رہتی ہیں۔ کہ آپ کی بیعت اور تعلیم کے اثر سے اُن کے خاوندوں کی وحشیانہ اور جابرانہ عادات میں خوارق عادت تغیر ہو گیا ہے۔ عورتوں کو جسقدر ارذل مخلوق مانا گیا ہے۔ اُنکی ذرا سی سہو و خطا پر جس جس طرح کے جور و ستم خاوندوں کے نزدیک روا رکھے گئے۔ ان سب کا باعث صرف یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر جو ایمان ہونا چاہیئے وہ نہیں ہے۔ اگر سچا ایمان ہو تو پھر اس کے ایسے ثمرات

کبھی ظاہر نہ ہوں - دراصل بات یہ ہی کہ اس وقت میاں بیوی کے تعلقات بھی ظہر الفساد فی البر والبحر کے مصداق ہیں - نہ خاوندوں کو یہ علم ہے - کہ ہم عورتوں سے کیسے سلوک کریں - جس سے اُن کی صحت میں خلل نہ آوے - اُن کے خیالات پاکیزہ ہوں - ایمانی قوت ترقی کرے قوٰی صحیح و سالم رہیں - تاکہ اولاد بھی انہی صفات حسنہ سے متصف ہو کر باقیات الصالحات اور دین کی متمم ہو - نہ عورتوں کو یہ ڈھنگ اور سلیقہ ہے - کہ اگر اُونکا خاوند بدمزاج - چڑچڑا - اور اسی بات پر روٹھنے والا ہو تو کس طرح اس کو شیشہ میں اُتارے - جس سے تلخ زندگی بسر نہ ہو - اور جو دن زندگی کے اس مادی دنیا میں بسر کرتے ہیں - وہ ہنسی اور خوشی سے بسر ہوں بہرحال ہمارے بہت سی حالتیں قابل اصلاح ہیں - اس لئے اسمیں دعا سے مدد لینی چاہیئے -

عورتوں میں ایک بڑی غلطی یہ ہے - کہ ان کو تحصیل علوم حقہ کا شوق نہیں ہے اور جس طرح وہ اپنے دیگر محبوبات خاوندوں سے طلب کرتی ہیں اسی طرح اُن کو یہ خواہش نہیں ہوتی - کہ ہمارا میاں ہمیں علم بھی پڑھاوے - اور یہی وجہ ہے - کہ طبقہ نسوان نہ اپنے حقوق کی پوری نگہداشت کر سکتا ہے - اور نہ مرد ہی اُنکے حقوق ادا کرنے میں متدین ہیں - اس لئے میری رائے میں پہلے اس قسم کے مضامین ہونے چاہئیں - جس سے تعلیم یافتہ عورتیں اپنی بے علم بہنوں کو تحصیل علوم کا شوق دلائیں - میں انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر بتلاؤنگا - کہ مستورات کے لئے کس کس قسم کے مضامین البدر کے کالموں میں شائع ہونے چاہئیں - سر دست مجھے بہت مصروفیت ہے - آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر اس کا جواب اگلے ہفتہ تک نہ آیا - تو مایوسی ہوگی -

میری رائے میں جلدی اچھی نہیں - سنت اللہ یہی ہے کہ ہر ایک کام بتدریج ہو - اگر آپ اسے ایک دینی خدمت خیال فرما کر سر انجام دینا چاہتی ہیں - تو خدا تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا - آپ جواب کی انتظار میں بیکار نہ رہیں - بلکہ غور کرتی رہیں - کہ اس میدان میں قدم رکھتے وقت مجھے کس طرح کام کرنا چاہیئے - کون کون سی باتیں احمدی بہنوں کی خدمت میں پیش کروں - جو کہ تعلیم اسلام آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے اُسوہ حسنہ - اور ہمارے پاک امام کی موجودہ بمحل تعلیم سے کسی طرح باہر نہ ہوں - اور کیا طرز اختیار کی جاوے - جس سے بہنوں کے ایمان ترقی کریں - اور وہ دنیوی آرائش زیب و زینت میں سر اوقات کو ترک کر کے دین اور اخلاق فاضلہ کے زیوروں سے مزین ہوں -

آپ دعا کریں - کہ خدا تعالیٰ آپ کے مضامین کو مستورات کی ہدایت اور اصلاح کا ذریعہ بنا دے - اور خود یا اپنے مونس و غمگسار خاوند کے مشورہ سے ان مضامین پر دینی کتب کا مطالعہ کر کے کچھ مضامین اکٹھے لکھ رکھیں کہ مسلسل آرٹیکل نکل سکیں ؛

والسلام (خاکسار محمد فضل)

ایک معجزہ کی حقیقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ایک یہ معجزہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا - جس پر اکثر لوگ اس وجہ سے انکار کرتے ہیں - کہ یہ خلاف عقل ہے - اور بعض اس کی اسناد کی صحت کے لحاظ سے اسے کم معتبر سمجھتے ہونگے - لیکن ذیل میں ایک زندہ ثبوت ہم اس کا دیتے ہیں - جس سے اس معجزہ کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے - اور یہ امر محالات میں نہیں رہتا

مفتی محمد صادق صاحب کو محض فضل ایزدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق سفر ہونیکا فخر حاصل ہے - جب کبھی حضور کسی سفر کیلئے تیار ہوں - تو خصوصیت سے مفتی صاحب کو حکم ہوتا ہے کہ وہ بھی ہمراہ چلیں - اور پھر اسی یکہ و گاڑی میں انکو جگہ دی جاتی ہے - جنمیں حضرۃ اقدس خود سوار ہوں مفتی صاحب بیان فرماتے ہیں - کہ میری عادت ہے - کہ جب یکہ میں سفر ہو تو میں اس طرف بیٹھا کرتا ہوں - جدھر سورج ہو - تاکہ حضرت اقدس کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو - ایک دن راستہ میں حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار ہمیں یکہ میں امرتسر سے بٹالہ آنا پڑا - ساتھ ایک ہندو بھی تھا - جیسے آپ تاڑ کر اُس طرف بیٹھتے ہیں - جدھر دھوپ ہو - وہ پہلے ہی تاڑ کر اس طرف ہو بیٹھا - جدھر سایہ ہوتا تھا - اور مجھے دھوپ میں بیٹھنا پڑا - لیکن خدا کا فضل ایسا شامل حال ہوا - کہ ایک بدلی کا ٹکڑا سورج کے سامنے آگیا - اور جب تک ہم بٹالہ نہیں پہنچے وہ سورج کے آگے ہی رہا - جس سے ہم پر سایہ بھی رہا - اور سرد ہوا بھی لگتی رہی - بٹالہ پہنچکر اس ہندو نے تسلیم کیا کہ میں تو اس لئے بیٹھا تھا - کہ آپ دھوپ میں ہوں - لیکن خدا نے آپ پر سایہ کر دیا -

پس ایسے ہی ممکن ہے کہ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کی ہے - کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا - اُسے کوئی ایسا اتفاق پیش آیا ہو - کہ وہ آپ کیساتھ سفر میں ہو - اور خدا تعالیٰ نے اسی طرح کسی بدلی کے ٹکڑہ کو سورج کے سامنے رکھا ہو - کہ آپ پر دھوپ نہ پڑے - اور ایسی حالت میں انسان کے قد کا سایہ زمین پر نہیں پڑا کرتا - جو کہ ممکنات میں سے ہی ہے پس کسی قسم کا بُعد عقلی اس معجزہ پر وارد نہیں ہو سکتا ؛

ریویو

برق اسلام - ایک ۱۰۴ صفحہ کی کتاب بہت باریک خط و گنجان ۱۸ × ۲۲ کی تختی پر مولفہ منشی کریم بخش صاحب سیالکوٹی ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام کی تصنیف ترک اسلام مصنفہ عبد الغفور مرتد کے جواب میں ہے - جس میں انکے ۱۲۱ اعتراضوں کے مفصل الزامی جواب اور نیز تحقیقی جواب بھی ہیں - اور ایک حصہ میں وید - نیوگ اور دیانند کی حقیقت کو پورے طور سے مونشگاف کیا گیا ہے اور خود وید سے جو اعتراض وید - آریوں - اُنکے پرمیشر اور دیگر مذہبی اصولوں پر ہوتے ہیں - اُنکو مفصل دکھلایا ہے - اس کتاب کو لیکر ایک چھوٹا سا بچہ بھی آریوں کا دم ناک میں کر سکتا ہے - اور یہ خوبی اس میں کیوں نہ ہو - جبکہ اسکی بنیاد اُس علم کلام پر ہے - جسے اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایجاد کیا ہے - مگر ہمیں افسوس ہے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کے اعتراض پر کوئی فیصلہ اور سیر کن بحث مصنف نے نہیں کی - صرف اس قدر لکھا ہے - کہ آسمان پر جانا کوئی مستبعد بات نہیں - اور اس کے متعلق کوئی تحقیقی جواب پبلک کے سامنے پیش نہیں کیا - نیز بحث کو بہت ہی مجمل اور نامعقول چھوڑ دیا ہے - لیکن یہ ابھی اول حصہ ہے - ہمیں اُمید ہے کہ دوسرے حصہ میں وہ اسے بہت وضاحت سے نبھا دیونگے کیونکہ جس حال میں کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر گئے ہی نہیں - اور فوت شدہ ہیں - تو پھر اسمیں ممکنات کی کیا بحث اور ایسی ہی نامکمل بحث مسئلہ معراج پر ہے - اس کے باقی حصہ کتاب کا مکمل ہے - اور ہر ایک مسلمان کو چاہیئے - کہ ایسی کتاب ضرور اپنے پاس رکھے - جس سے آریہ مذہب کی حقیقت واضح ہو - ہم منشی کریم صاحب کی اس خوبی کے بہت قائل ہیں - کہ اونہوں نے اس کی قیمت صرف ۸ ہے جو کہ غالباً اصل لاگت ہے - علاوہ محصولڈاک رکھی ہے اگر یہ کتاب عام کتابی خط پر لکھی جاتی - تو شاید ۴۰۰ صفحہ ہوتی یہ صرف اول حصہ ہے - دوسرا حصہ بھی ۲۰۰ صفحہ حجم کا ہوگا اور قیمت ۸ ہی ہوگی + درخواست خریداری ایڈیٹر انوار الاسلام -

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا۔ جو کہ قبل ازیں دو دفعہ البدر میں شائع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے۔ کو احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اُسے جسم کہو۔ تو پھر خدا کو بھی مجسم کہنا چاہئیے یا در کہنا چاہیئے۔ کہ اوس کا علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اُس کو مطلق نہیں چھیڑا تو اب یہ لوگ چھیڑ کر نافہم لوگوں کو اپنے گلے ڈالتے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنے اسوقت سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالی کے دوسرے تمام صفات پر بھی سامنے ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی ہوا چلی ہے۔ کہ گناہ کا چھوڑنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی گناہ کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو اُسے ایک حسرت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ ہاتھ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مدنظر رکھکر بھی گناہ کیا جاوے تو بھی اُس کا بوجھ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسی کو

مبارک نماز ایک بجے کا وقت تھا۔ کہ حضرۃ امام الزمان علیہ السلام نے چند ایک موجودہ خدام کو ارشاد فرمایا۔ کہ نماز پڑھ لی جاوے۔ سب نے وضو کیا۔ نماز کے لئے چٹائیاں بچھیں۔ حاضرین منتظر تھے۔ کہ حسب دستور سابقہ حضور علیہ السلام کسی حواری کو امامت کے لئے آگے بڑھے۔ اور اقامت کہے جانے کے بعد آپ نے نماز ظہر اور عصر قصر اور جمع کر کے پڑھائیں حضور علیہ السلام والسلام کو امام اور خود کو مقتدی پاکر حاضرین کے دل باغ باغ تھے۔ ان مقتدیوں میں کئی ایسے اصحاب تھے۔ جن کی ایک عرصہ سے آرزو تھی۔ کہ کبھی حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام نماز میں خود امام ہوں اور ہم مقتدی اُن کی اُمید آج بر آئی اور مجھ پر بھی یہ راز کھلا۔ کہ امام نماز کی جسقدر توجہ الی اللہ زیادہ ہوتی ہے۔ اُسیقدر جذب قلوب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کے فضل سے اس مبارک نماز میں میں خود بھی شریک تھا۔ اس لئے دیکھا گیا۔ کہ بے اختیار دلوں پر عاجزی اور فروتنی اور حقیقی عجز وانکسار غالب آتا جاتا تھا۔ اور دل اللہ تعالی کیطرف کھچا جاتا تھا۔ اور اندر سے ایک آواز آتی تھی۔ کہ دعا مانگو۔ قلب رقیق ہو کر پانی کیطرح بہہ جاتا تھا۔ اور اس پانی کو آنکھوں کے سوا اور کوئی راستہ نکلنے کا نہ ملتا تھا اور اس مبارک وقت کے ہاتھ آنے پر شکریہ الہی میں دل ہرگز گوارا نہ کرتا تھا۔ کہ سجدہ سے سر اوٹھایا جاوے۔ غرضیکہ عجیب کیفیت تھی۔ اور ایک متقی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے جو جو بخششیں اور رحمت از روئے حدیث شریف مقتدیوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ ان کا ثبوت دست بدست مل رہا تھا چونکہ یہ ایک ایسا عجیب وقت تھا۔ جس کے میسر آنے کی عمر بھر میں بھی اُمید نہ تھی۔ اور محض فضل ایزدی سے ہمیں اور چند ایک دیگر احباب ملت کو میسر آگیا۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس مبارک وقت کے موجودہ مقتدیوں کے نام قلمبند کئے جائیں۔ جنکی خدا تعالی نے اسطرح عزت افزائی فرمائی اور آیندہ نسلوں کیلئے یہ ایک یادگار رہ جاوے۔

فہرست اُن اصحاب کی جنہوں نے حضرۃ امام الزمان علیہ السلام کے مقتدی بنکر نماز ادا کی

۱ - محمد یوسف صاحب طالب علم پشاور اسلامیہ سکول ہائی کلاس
۲ - مولوی عبد العزیز صاحب منتظم ساکن گوہد پور سیالکوٹ
۳ - محمد ابراہیم صاحب کلارک ساکن گوہد پور سیالکوٹ
۴ - عطار محمد صاحب - زمیندار " " "
۵ - خلیفہ نور الدین صاحب شٹیشنری شاپ جموں
۶ - عبد الرحیم صاحب ولد خلیفہ نور الدین صاحب
۷ - بابو غلام غوث صاحب - ویٹرنری اسسٹنٹ
۸ - غلام رسول صاحب باورچی - امرتسر
۹ - عبد العزیز صاحب - ٹیلر ماسٹر میرٹھ
۱۰ - عبد العزیز صاحب - مدرس - ایمن آباد
۱۱ - حافظ محمد حسین صاحب - ڈنگوی
۱۲ - میاں شہاب الدین صاحب - لدھیانہ
۱۳ - حیدر شاہ صاحب گرداور شورکوٹ - ضلع جھنگ
۱۴ - حسین صاحب - ساکن کٹھالہ
۱۵ - میاں شادی خاں صاحب - تاجر سیالکوٹ
۱۶ - مولوی یار محمد صاحب مخلص قادیان (۱۷) مولوی عبد اللہ صاحب
۱۸ - نعمت خان صاحب - محکمہ پلیگ گورداسپور
۱۹ - میاں خیر الدین صاحب ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور
۲۰ - محمد افضل خادم احمدی جماعت ایڈیٹر و مینیجر اخبار البدر

۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا۔ کہ اگر قبلہ شریف کیطرف پاؤں کر کے سویا جاوے۔ تو جائز ہے کہ نہیں فرمایا۔ کہ یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سائل نے عرض کی۔ کہ احادیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی فرمایا۔ کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے قرآن شریف پر پاؤں رکھکر کھڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہو جاویگا ہرگز نہیں (ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب)

۲۶ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرۃ اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں۔ اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج اونہوں نے رخصت چاہی۔ جس پر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہئے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو۔ تو بتلا دو۔ اس کا انتظام کر دیا جاوے پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ کسی کی ضرورۃ کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ جس شے کی اُسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعدازیں حضرۃ جی نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ انکی ہر ایک ضرورۃ کو وہ بہم پہنچاویں۔

کل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جنمیں ایک صاحب مسلمان تھے اور ایک عیسائی حضرۃ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تھا۔ اس لئے مفتی صاحب نے انکو حضرۃ اقدس سے انٹروڈیوس کیا۔ مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اول یہ سکھ مذہب کے تھے۔ اور ان کے والد عیسائی تھے۔ اسپر حضرۃ اقدس نے فرمایا۔ کہ آج کل اگر دنیا کے خدا گنے جاویں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ سکھ جیسے مذہب کو چھوڑ کر جسمیں توحید کی تعلیم ہے۔ آپ نے عیسائی مذہب کو کیوں پسند کیا۔ اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بروقت رخصت حضور نے فرمایا

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱

مولویوں کی بابت گالی گلوچ

جسکی بدالمواری اور بداعمالی کلحد ہوچکی ہے - اور خود برائی جسکی ذات سے پناہ مانگتی ہے - خدا انہیں غارت کرے جو ہزارہا آدمیونکے رہنما اور معاذاللہ مشکل کشا بنے ہوئے ہیں - فی الحقیقت انکی نمازیں ریاکاری سے پر ہیں - اور لاریب وہ نماز پڑھ کے خداوند زمین وزمان کا مضحکہ اڑاکے سیچے جہنم کے وارث بنتے ہیں اس مقہور بارگاہ صمدی گروہ کیلئے جو زبردستی سے پیشوا بن بیٹھا ہے - یہی بہتر ہے - کہ ایسی نماز سے نماز ترک کردے اور جاہل مسلمانوں کو اتقا اور پرہیزگاری سے دہوکہ میں نہ ڈالیں - ممکن ہے - اس ترک عمل سے عذاب بھگتنے کے بعد انکی کبھی نہ کبھی نجات کی صورت نکل آئے - ورنہ یہ رخنہ انداز دین یاد رکھیں - انکی یہ ریاکاری کے روزے اور نماز انہیں ابدالآباد تک جہنم کا وارث بنا دیگی -

خوارج کی بابت سوانح حضرت عمر صفحہ ۷ کوتاہ اندیش کم فہم بدتہذیب ناشائستہ -

نعتیہ قصائد لکھنے والونکی بابت سوانح حضرت عمر صفحہ ۱۱ انکی کیوں زبان نہیں گل جاتی منہ میں کیوں کیڑے نہیں بھر جاتے - کمبخت نامہذب وحشی اگر روز جزا ہے اور یقینی ہے - تو انکو سخت سزا دیجائیگی - اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے -

جو جنگلو نمیں رہتے اور ولی کہلاتے ہیں - مقدمہ تفسیر صفحہ ۴ - ۵۹۳ - خودغرض احسان فراموش ازلی بدنصیب انہیں کچھ بھی ایمان کی لو نہیں -

مقلد مسدس صفحہ ۴۷ - اِن کے کندہوں پر شیطان بیٹھا ہوا ہے

پادریونکی بابت تفسیر صفحہ ۶۸ - انکی لطفلانہ باتیں مجنونانہ جوش - مسدس صفحہ ۳۴ ساری نصاری بہائم سے بدتر ہیں -

تمام مسلمانونکے واسطے سیرۃ الرسول صفحہ ۱۷ اُن کی عقلیں بیکار ہوگئیں ہیں النبائت سے گر کر بہائم سیرت ہوگئے ہیں -

پادری ولیم میور کی بابت مقدمہ تفسیر صفحہ ۱۲۵ اور ۱۲۴ -

اسکی تصانیف پر از ظلم و جہل ہے - کتے کے پانی پی لینے سے دریا کا پانی ناپاک نہیں ہوسکتا -

سوانح حضرت عمر رض صفحہ ۱۰۷ = نامہذب - کمینہ ہرزہ درائی کرنیوالا - اُسکی غلیظ تحریری ۲۶۹ = اسکے بازاری اور باحیانہ الفاظ + سیرۃ الرسول صفحہ ۱۰۲ بدنصیب متعصب مورخ -

صوفیونکی بابت حیات طیبہ صفحہ ۸ - ناپاک عشق کا صوفیونکی مجلس میں عروج رہا - اور امردپرستی سے کام زور رکھا - اِس قبیح اور زبون تر رسم امردپرستی نے یہاں تک زور کیا - کہ علما کو لعنت کے کتب لفظ میں علت مشائخ بنانا پڑا -

پنجاب اور پنجابیوں کی بابت حیات صفحہ ۷۷ - گو وہ پنجابی نژاد تھی - پھر بھی اِن میں شائستہ بننے اور خدا پرست ہونیکا مادہ تھا - اخبار یکم فروری ۱۹۰۰ء ہند کا تاریک خطہ کوہ دہ

لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند کی بابت یکم اپریل ۱۸۹۹ء تف ہر سردار کچنر کے نامردی پر اور شرم ہے اسکی بےحیائی اور جانور بننے پر -

شاہ نظام الدین اولیا کی بابت حیات طیبہ صفحہ ۲۲ شاہ نظام الدین اولیا جیسا کہ ان چند مغلوں میں مشہور رکھا) اپنے ایک مرید کے پاس تفسیر کشاف دیکھکر لال پڑگئے طیش اور غصب کے شعلے آنکھوں سے بھڑکنے لگے - غصہ سے ہاتھ پیروں میں رعشہ پڑگیا - منہ میں کف بھر آئی - اور اس کتاب کو ضائع کردینے کا حکم دیا - یہ ملٹ ملانے اس لاجواب تفسیر نحوی کا مطلب نہیں سمجھ سکتے -

اخبار وکیل امرت سر گزٹ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۰ء لوٹا پھوٹا اخبار ہے بکواس اور دریدہ دہنی کی گئی ہے - الٹی سیدھی نظمیں لکھی گئی ہیں - ترتیب مضامین لغو عبارت مہمل طریقہ استدلال بیہودہ واقعات فرضی اور اسکے الفاظ ناشائستہ ہیں -

انشاء اللہ خاں صاحب یکم فروری ۱۹۰۰ء کچھ شدہ بدہ حاصل کرلی ہے - اور ملنے ہم خیال لوگوں میں چمک گئے ہیں - ہمیشہ چڑے چڑیا کی کہانیاں لکھا کرتے ہیں - وکیل امرت سر جامہ سے باہر ہوگیا ہے - کج رفتار تلک تو نے اپنا حوصلہ سے دکھا دیا ہے - کہ اہل دہلی پر وہ یوں ہنہ - آنے لگا خدا کی شان ہے چھچھوندر نے ڈالا چمیلی کا تیل آپ اپنے جامہ میں انٹھے - اور اپنی بساط سے آگے قدم نہ رکھئے -

۸ فروری ۱۹۰۰ء ہمیں پیسہ اخبار اور وکیل کی وقعت کا پورا اندازہ ہے - ہم انکے بکواس کی کبھی پرواہ نہیں کرتے - وکیل کے ایسے ایسے جنے بھکے کہ جامہ سے باہر ہوگیا -

محب حسین ایڈیٹر تعلیم نسواں کی بابت اخبار ۱۵ فروری ۱۹۰۰ء ہیجوں ہیجوں کرتا ہے - لعنت بھیجا اسکی اصلاح پر تف ہے اسکی نامردی پر -

۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء

بےحجابانہ نفس شرافت سے دور ہو کے بازاری پاجی آدمی کی طرح -

یکم جولائی ۱۹۰۰ء

عقل انسانی سے بےبہرہ اپنے رسالہ میں زہر اگلتا ہے -

۱۰ جولائی - کمبختی کا مارا

۲۲ ستمبر ازلی کمبخت پہلے اپنے بزرگوں پر تبرا بھیج پھر اور طرف رخ کر -

مہاراجہ رام سنگھ والئے جے پور کا عہدہ دار فتح سنگھ کی بابت -

۸ جولائی ۱۹۰۰ء

کاہل کندہ ناتراش انتہا درجہ ظالم -

یکم اگست ۱۹۰۰ء

رشوت خوار زندہ انسان کا خون پینے والا ملکاہد

دہلی کا ایک مشہور اور معزز کمیٹی ممبر کو ۲۳ ستمبر ۱۹۰۰ء الٹی کھوپری والے ممبر کی حقیر رائے

امراکی بابت ۱۸ مئی ۱۹۰۰ء ابدی بدبخت

۲۳ مئی ۱۹۰۰ء

بدکردار نالائق خردماغ - ازلی بدنصیب اپنے آپ ہی پھولے پڑتے ہیں جامہ میں نہیں سماتے جسمیں کمینہ چکر کاٹ کے الو ناہنجار -

یکم جون ۱۹۰۰ء

بدمست ازلی مقہور فدائی جوار ازلی بدنصیب تمام حرام ممنوع خبریں اُن کے لئے شیر مادر ہیں شیطان اور اُن کی ذریات کے کل اعمال کا ٹھیکہ ایک ایک انہوں نے لیا ہے - اور یہ بات ثابت کردی کہ دنیا میں آجکل شیطان کی ضرورت نہیں ہے

باقی آیندہ

خبریں

روس و جاپان کی جنگ کا حال بذریعہ اخباروں کے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج تک جاپان کا پلہ بھاری ہے جس میدان میں اسنے قدم ڈالا ہے۔ آخر اُسے فتح ہی کر لیا ہے۔ مانچوریہ کے دارالخلافہ موکڈن کے کے بہت قریب آپہنچا ہے۔ پورٹ آرتھر کے بندر پر سخت دھاوا اور محاصرہ ہے۔ اور عنقریب اُس پہ بھی جاپان قابض ہوجائیگا۔ روسی فوجیں میدان میں جاپان کے مقابلے میں پس پا ہو رہی ہیں۔

روس نے آبنائے ڈارڈنلز سے اپنے دو جہاز تجارتی نشان دیکر گذارے۔ مگر جب وہ گذر گئے تو جب انہوں نے جنگی رنگ بدلا۔ اس پر برٹش گورنمنٹ نے سلطان روم سے جواب چاہا۔ کہ تم نے خلاف معاہدہ کیوں گذرنے دیا۔ ادہر اسنے انگریزوں کا ایک جہاز ملاکا نامی اور دوسرے اور جہاز اس شبہ سے گرفتار کئے تھے۔ کہ اسمیں جاپان کے لئے جنگی سامان ہے۔ اس پر برٹش قوم میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکی۔ اور روس سے جواب طلب کیا گیا۔ ان چند ایک واقعات نے معاملات کو نہایت پیچیدہ کر دیا ہے۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہی چند ایک واقعات کسی عظیم الشان جنگ کا پیش خیمہ ہوجاویں۔ ملاکا جہاز پر معاملہ چھیڑا۔ اور خطرات بڑے مردوں نے ظاہر کر دیا ہے۔

خود روس کے اندر بدامنی پھیل رہی ہے۔ ایک وزیر خارجہ خاص پایۂ تخت روس میں قتل کیا گیا ہے۔ دو اسکے اس سے پیشتر قتل ہوچکے ہیں

افریقہ ... کانگو ... نے ایک انگریز میڈیکل افسر ایک ... ڈاکٹر ... ہاسپٹل اسسٹنٹ سرکار انگریزی سے طلب کئے ہیں

آگرہ میں سخت بارش ایک ماہ سے ہو رہی ہے۔

پنجاب میں بارش حسب منشا نہیں ہوئی ہے جس سے عجیب خطرات قحط لوگوں کو پیش آرہے ہیں۔

لاہور میں طاعون کا کیس پھر ہوا۔ بہی ایک محلہ مشہور ہے۔ یہاں اکثر طوائف رہتے ہیں۔ وہیں ایک کیس ہوا ہے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ طوائفوں کو طاعون کیوں نہیں آتی۔ سو اب اس محلہ میں تو آگئی ہے۔

آبنائے ڈارڈنلز سے روسی جہازوں کی پیش دستی اور نیز دیگر انگریزی جہازوں کی گرفتاری کا یہ نتیجہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے انگریزی بحری فوجوں کی مشق کی تمام آئندہ تاریخیں نسخ کر دی ہیں۔ اور جنگی بیڑے کو حکم آیا ہے۔ کہ جہاں ہے وہاں سے نہ ہلے۔ اور حکم کا منتظر رہے۔ اور تمام رخصتیں جنگی ملازموں کی منسوخ ہوگئی ہیں۔

پگٹ ایک عرصہ سے مسٹر پگٹ مدعی ابن خدا معدوم ہے اور اس کا کچھ پتا نہ تھا۔ اب ولایت کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سٹیشن برج واٹر کے قریب ... میں آپ نمودار ہوئے ہیں۔ شاید آپ ... یسوع سے ملاقات کو آسمان پر گئے ہوں گے۔ سنا گیا ہے۔ کہ جو عورتیں انکی ملاقات کو جاتی تہیں وہ گم ہوجاتی ہیں۔

جاپان میں قومی ہمدردی عجب نمونہ قائم کر رہی ہے اگر کوئی نوجوان جنگ کو روانہ ہو۔ اور اُسکے والدین آنسو بہائیں تو ان کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور برادری میں خفیف ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اظہار محبت سے جوان کے جوش کو سرد کرتے ہیں۔

جولائی کا اخبار عام اہل جاپان کی حب الوطنی اور قومی خیرخواہی کا ثبوت اسطرح سے بیان کرتا ہے۔ کہ نانشان کی سخت خونخوار لڑائی لڑائی میں جاپانی جنرل نوگی کا دوسرا بیٹا قتل ہوگیا تھا۔ ادہر اُسکے قتل کی خبر آئی۔ ادہر خود جنرل کو جنگ میں جانیکا حکم دیا گیا۔ قبل روانگی اس نے ایک حکم یہ لکہا ہے۔ کہ جب تک خود اس کے قتل ہونیکی خبر نہ آوے۔ تب تک اسکے لڑکے کی لاش دفن نہ کی جاوے۔ بلکہ تیل وغیرہ میں رکھی جاوے۔ اس جنرل کا ایک اور لڑکا بھی میدان جنگ میں ہے اسکی آرزو تھی۔ کہ ہم تینوں باپ بیٹوں کی لاشیں ایک ہی وقت میں دفن ہوں۔

جب ملک اور قوم کی خاطر اسطرح کی دلیری سے جان کی پروا نہیں کی جاتی۔ تو سچے پرستاروں کو خدا کی راہ میں جان کا کیا خطرہ دامنگیر ہو سکتا ہے۔ ملا عبد اللطیف ہی کی نظیر دیکھو۔

بمبئی میں ولیم واٹسن کمپنی کے دوالہ میں۔ چالیس لاکھ خسارہ ہے۔ یکم نومبر کو پیشی مقدمہ ہے۔

پارلیمنٹ کیلئے امر زیر تجویز ہے۔ کہ مہم تبت کا خرچہ ہند پر نہ ڈالیں۔

ٹرانسوال کی کونسل میں مسودہ پیش ہوا ہے۔ کہ بجز مزدوروں کے کوئی ایشائی آدمی وہاں نہ آسکے اور یہ کہ برٹش انڈین کی آزادی محدود کی جاوے۔

روسیوں نے موکڈن میں ایک اخبار چینی زبان میں جاری کیا ہے۔ تا کہ روسی رعب ترقی پکڑے۔ اس میں لکہا ہے۔ کہ وہ دن قریب ہے۔ جبکہ روسی خاص ٹوکیو میں ... ہو کر حسب منشا شرائط جاپان سے منظور کرائیگا۔ ایسے ہی ایک اخبار پیکن میں جاری کیا گیا

مقدمات - حضرت اقدس علیہ السلام ۱۷۔ جولائی کو گورداسپور تشریف لے گئے اور ۲۹ کو ایک بجے شب کو واپس تشریف لائے۔

۲۵ کو مقدمہ کرم دین بنام حضرت اقدس گواہ غلام محمد کا بیان اور جرح ہوتی رہی

۲۶ - کو ایضاً

۲۷ - کو عدالت بوجہ طیوہار اہل ہنود بند رہی

۲۸ - کو مقدمہ ایضاً ۔ گواہ غلام محمد پر جرح ختم ہوئی

۲۹ - کو مقدمہ ایضاً گواہ غلام محمد پر مستغیث نے جرح ختم کی مقدمہ حضرت اقدس میں شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے۔ اور وہی فرد جو بابو چندو لال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تہا۔ بحال رکہا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی۔ کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کرلینی چاہیئے۔ کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مصالحہ اسمیں موجود ہے۔ اور اگر بعد غور نظر ثانی اس میں کوئی جرم پایا جاتا ہو۔ تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بھی تیار ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اسلئے کہ ہماری مخالفت میں جہوٹ بولنا گناہ نہیں سمجہا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فرقہ کے گواہ پیش کریں گے تو انکے مرید ہونیکی وجہ سے شہادت کو کمزور کیا جاویگا۔ اور غیروں سے ہمیں امید نہیں۔ کہ وہ اظہار حق کی جرأت کریں۔ اسلئے ہم مجبور ہونگے کہ بعض اعلیٰ عہدہ داروں کو شہادت میں پیش کریں جن میں انگریز بھی ہوں۔ جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دہڑہ بندی کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۱

مولویوں کی بابت گالی گلوچ

۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء دائمی جہنم خریدنے والے یہ بدبخت برائے نام مسلمان ہیں۔ اُن کی اصلی معبود کروم دیناری ہیں۔ نچوائی جگت اور بھینسے بازی کسبیاں شراب۔ بھنگ۔ چانڈو چرس گانجا۔ امرا کی اس وضع داری کے ہم قائل ہیں۔ پیدا ہوئے حرام میں۔ پرورش پائی حرام میں۔ بڑے ہوئے حرام میں۔ اور اپنی زندگی بسر کی حرام میں۔ آخر زندگی بسر کی حرام میں۔ امیروں کی حالت فرعونیت کی وجہ سے تباہ ہے۔ سارے ہندوستان میں یہی رونا ہے۔ شاید امرا میں دو ایک ایسے ہیں۔ جنکا باری تعالےٰ کے نیک بندوں میں شمار ہو سکتا ہے۔

۸ نومبر ۱۹۰۰ء

آپ کی حالت بہائم سے زیادہ وحشناک ہے۔ صورت انسان ہیں۔ لیکن انسانی صفات کا ان میں نام نہیں۔ بدنصیب اور گردن زدنی ہیں۔

مولانا ڈپٹی نذیر احمد کی بابت۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۰ء یاوہ گو۔ دلچلا اور گستاخ لکچرار لنگوٹیا یار ڈپٹی صاحب

۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء

ڈپٹی صاحب کا ترجمہ غلط۔ بالکل غلط محض غلط۔ سرتا پا غلط۔

۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

علاوہ غلیظ ناپاک اور ذلیل الفاظ کے بجنوری ریختی میں ایسا کمال رکھتے ہیں۔ کہ اُن کی زبان سے عورتوں کے محاورہ کے سوا مردونکا شاید کہیں کوئی محاورہ نکلتا ہو۔

۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء۔

واہ فاضل بجنوری۔ واہ تمہاری ماں نے تمہیں ہی جنا ہے۔

۸ جنوری ۱۹۰۳ء

اس سے زیادہ بدنصیبی اور شقاوت ازلی اور کیا ہوگی۔ کہ حضور انور نے بھی (کرزن گزٹ کے ایک خریدار کے جواب میں) ترجمہ کو پسند فرمایا حضور کے ناپسندیدگی۔ نجات ابدی سے کوسوں دور کر دیتی ہے۔

۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء

میری رائے میں وہ عربی کے نام کا کچھ بھی نہیں جانتے۔ صرف اُن کے بڑ ہانپے اور زباندرازی نے ہوا باندہ رکھی ہے۔ دہلی میں جو پرانے بھانڈ موجود ہیں۔ جب وہ محفل میں نقلیں کرتے ہیں۔ فارسی اور عربی کے اشعار ایسے ایسے برجستہ پڑھتے ہیں۔ کہ کیا ممکن ہے۔ کہ ایک حرف کی بھی غلطی ہو جا دے تو کیا ہم انکو عالی درجہ کا عربی داں اور علم تفسیر و قرآن سے ماہر مان لینگے۔ بجنوری بعض اوقات عربی کے اشعار پڑھتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انشاء اسکا مطلب بھی انکا سمجھے ہوں۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اتنی سے بات سے آدمی فاضل اور ادیب نہیں ہوسکتا

۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء

بجنوری کی حماقت جس میں اپنی دین۔ اور دنیا دونوں خراب کر رہے ہیں۔ یہ انکی شامت اعمال ہے جسے بھگتنا چاہئے۔ ہم ایسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ دمڑی کی ہنڈیا گئی اور کتے کی ذات پہچانی گئی۔ کی ہندی مثل یاد آتی ہے۔ ان کے جملہ ذلیل اور باجیانہ ہیں ذلیل ناپاک اور اوچھے اسی خیالات میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔

۱۸ اپریل فرضی ادیب۔

اڈیٹر پیسہ اخبار کی بابت کرزن گزٹ مورخہ یکم اگست ۱۹۰۳ء نامراد ازلی مذہبی علوم کا الف بے تے بھی نہیں جانتا۔ اسلئے میں اسے قابل خطاب نہیں سمجھتا۔ اپنی شقاوت قلبی پر اصرار کئے جاتا ہے۔ تیری برابر دنیا میں بدنصیب کوئی نہیں بالکل بے بہرہ ہے۔ کیوں دائمی رو سیاہی مول لیتا ہے۔ اور جہنم کے سچے وارثوں میں نام لکھواتا ہے۔

گزٹ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۰۳ء ازلی بدنصیب سنگدل شوم بداختر بدباطن سرکش کیوں تاریکی کو چھپاتا ہے۔ یہ خباثت کب تک پوشیدہ رہیگی۔ تو نصرانیت کا مذاق رکھتا ہے۔ تجھ میں ایمان کی بو نہیں۔

گزٹ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۳ء۔ پیسہ اخبار کا حمایتی جھوٹا۔ اُس کی ہفتہ دلیشت جھوٹی۔ بدنصیب تیرا فرض ہے۔ کہ تو قوالونکا مقلد بنے۔ ہم بھی آئندہ تجھے قوالونکا مقلد کر کے پکاریں گے۔ ورامید ہے کہ تو اس خطاب سے بہت خوش ہو گا۔

گزٹ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۳ء۔ محبوب عالم کو ٹیلوں پر لوٹنے لگا اور ذلیل الفاظ میں ہماری تردید کی۔ ہماری کمیٹی کے متعلق زہر اگلا وہ زہر اگلا۔ کہ الٰہی توبہ ہم سے زیادہ بی انس اور کون ہو سکتا ہے۔ کہ چار سال سے گالیاں کہا رہے ہیں۔ اور خاموش ہیں

بقیہ باقی آئندہ

فہرست کتب مصنفہ مرزا حیرت جسکے حوالہ ان مضامین میں دئے گئے ہیں

مسدس حیرت۔ فیصلہ خلافت۔ خلافت شیخین مقدمہ التفسیر الفرقان۔ سوانح عمری حضرت عمرؓ۔ سوانح عمری شیخ سعدیؒ۔ حیات طیبہ یعنے سوانح عمری مولانا اسمٰعیل صاحب شہید حیات اعظم سوانح عمری حضرت امام ابوحنیفہ۔ سیرۃ الرسول۔ سیرت محمدیہ

عدالت۔ گرداسپور میں ان دنوں ایک نالش عیسائی پادری صاحبان پر اغوائی اور بازو دعوائی کی ہے۔ ملزمان میں چند مشنری لیڈیاں بھی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ واقعات مقدمہ یہ ہیں۔ کہ ایک ہندو عورت بٹالہ مشن ہاسپٹل میں زیر علاج تھی۔ اور وہیں ہسپتال

کلمات طیبات حضرۃ امام الزمان علیہ السلام

ریا کا علاج ایک بار مولانا عبدالکریم نے حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے استفسار کیا۔ کہ آپ میں بھی کبھی ریا کا آنا ممکن ہے۔ فرمایا۔ کہ کبھی چڑیا خانہ گئے ہو۔ مولوی صاحب نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ دیکھو وہاں شیر چیتے اور دوسرے حیوانات ہوتے ہیں۔ کیا کبھی کسی کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے۔ کہ ان کے سامنے لمبی لمبی نمازیں پڑھے۔ ایک ریاکار کے دل میں بھی یہ خیال نہ آویگا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ یہ حیوانات میری جنس سے نہیں ہیں۔ اس لیے ریا اس میں نہ آویگی۔ ریا ہمیشہ ہم جنسوں میں ہوتی ہے۔ اہل اللہ کس سے ریا کریں ان کے سامنے دوسرے لوگوں کی وہی مثال ہے۔ جیسے چڑیا خانہ میں جانور۔

سچے مدعی کی جرأت کسی نے ذکر کیا۔ کہ منشی الہی بخش اور ان کا ترجمان منشی عبدالحق کہتے ہیں کہ الہام وہ ہے۔ جو پورا ہو جائے اور جو نہ ہو وہ شیطانی ہوتا ہے۔ اس پر حضرۃ نے فرمایا۔ کہ مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا تعالے کی قسم دیجاوے تو میں کہونگا۔ کہ میرے الہام خدا تعالے کیطرف سے ہیں۔ لیکن جس نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو۔ اسے ہرگز یہ جرأت نہیں ہو سکتی۔ کیا ایک کامل یقین رکھنے والا اور ظنی یقین رکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

حق رفاقت ایک دفعہ حضرۃ اقدس نے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا۔ کہ میری خلق کی پیروی کرو۔ آپ نے عرض کی کہ دعا فرمائیے فرمایا۔ کہ اگر کسی نے ایک بار میرے ساتھ عہد دوستی باندھا ہو۔ تو مجھے اسقدر اس کی رعایت ہوتی ہے کہ اگر اس نے شراب پی ہوئی ہو۔ تو بھی بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا لاؤنگا۔ یعنے جب تک وہ خود نہ ترک کرے۔ ہم اس سے ترک نہ کریں گے۔ پس اگر کوئی اپنے بھائیوں کو ترک کریگا۔ تو وہ گنہگار ہوگا

ایک حدیث کے معنے اثنائے گفتگو میں خلیفہ رجب الدین صاحب کو بمقام گورداسپور طاعون کے ذکر پر فرمایا۔ کہ بخاری میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالے مومن کو ایک دفعہ ہی نہیں پکڑ لیتا۔ بلکہ پہلے پکڑتا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے۔ پھر پکڑتا ہے۔ اور چھوڑ دیتا ہے .... یہ حالت گویا تردد سے مشابہ ہے۔ سابقہ کتب میں جو الفاظ خدا پچھتایا وغیرہ آئے ہیں۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ ہمارے الہام میں بھی افطر و اصوم اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔

طاعون سے کون بچیگا فرمایا۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو۔ اور اسکی موت شماتت کا باعث ہو۔ وہ کبھی طاعون سے نہ مریگا۔ میں جانتا ہوں۔ اور قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا۔ جس کو میں پہچانتا ہوں۔ یا وہ مجھے ایسا پہچانتا ہو۔ جو پہچاننے کا حق ہے۔

دعا دعا میں جس قدر بیہودگی ہوتی ہے۔ اسی قدر اثر کم ہوتا ہے۔ یعنے اسکی استجابت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً ایک شخص ہے۔ کہ اس کا گذارہ ایک دو روپیہ روزانہ میں ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ پچاس روپیہ روزانہ طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالے کے نزدیک اس کا سوال بیہودہ ہوگا۔ یہ ضروری امر ہے۔ کہ ضرورۃ حقہ اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کیجاوے۔ جب کسی کی کوئی مصیبت کا خط آتا ہے۔ اور اس میں دعا کی درخواست ہوتی ہے تو دیکھا گیا ہے۔ کہ دل خوب لگ کر دعا کرتا ہے۔ لیکن دوسری بیہودہ درخواستوں میں اسقدر دل نہیں لگتا۔

طاعون اور دعا عام لوگ جو آج کل دفع طاعون کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت اللہ تعالے اپنی ذات کو منوانا چاہتا ہے۔ نری دعا سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ عقاید کی اصلاح نہ ہو۔ ایسی دعائیں کیا بت پرست نہیں مانگتے۔ پھر ان میں اور ان میں فرق کیا ہوا۔ بلکہ مجھے خیال آتا ہے۔ کہ فاذا سالک عبادی فانی قریب۔ کے یہی معنے ہیں کہ اگر سوال ہو۔ کہ خدا کا علم کیونکر ہوا۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ اسلام کا خدا بہت قریب ہے۔ اگر کوئی اسے سچے دل سے بلاتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے۔ دوسرے فرقوں کے خدا قریب نہیں ہیں بلکہ اسقدر دور ہیں۔ کہ ان کا پتہ ہی ندارد

لعلے سے اعلیٰ غرض عابد اور پرستار کی یہی ہے کہ اس کا قرب حاصل ہو۔ اور یہی ذریعہ ہے۔ جس سے اس کی ہستی پر یقین حاصل ہوتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ وہ جواب دیتا ہے۔ گونگا نہیں ہے۔ دوسرے تمام دلایل اس کے آگے ہیچ ہیں۔ کلام ایک ایسی شئے ہے۔ جو کہ دیدار کے قائم مقام ہے

امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فدمرنہا تدمیرا ایک تحصیلدار صاحب نے گورداسپور میں عرض کی۔ کہ تجربہ ہوا ہے۔ کہ خاص طاعون کے دنوں میں فسق بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ ایک گھر میں پے درپے طاعون کی موتیں ہوتی رہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دیوار بہ دیوار ایک شخص ایک ہفتہ زناکاری میں مبتلا رہا۔ فرمایا۔ کہ قرآن شریف سے بھی ایسا ثابت ہے۔ جیسے کہ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فدمرنہا تدمیرا۔ پ۱۵۔ یعنے جب اس قسم کے عذاب نازل ہوتے ہیں۔ تو فاسقوں کو ڈھیل دی جاتی ہے کہ وہ جی بھر کر فسق کر لیں۔ پھر ان کو ایکدفعہ ہی ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

مختلف اقوال خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کافر وہ ہیں۔ جو حیات دنیا پر راضی ہو گئے اور اطمینان پا گئے ہیں۔ خدا کیطرف حرکت کی۔ ضرورت کو وہ بالکل محسوس ہی نہیں کرتے۔ فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ پ۱۶ ع۳ میں گناہ کا ذکر نہیں ہے اس کا باعث صرف یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے دنیا کی خواہشوں کو مقدم رکھا ہوا تھا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ لوگ دنیا کا حظ پا چکے۔ وہاں بھی گناہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ دنیا کی لذات جنکو خدا تعالے نے جائز کیا ہے۔ انمیں منہمک ہو جانے کا ذکر ہے۔ اس قسم کے لوگوں کا مرتبہ عند اللہ کچھ نہ ہوگا۔ اور نہ ان کو کوئی عزت کا مقام دیا جائیگا۔

شیرین زندگی اصل میں ایک شیطان ہے۔ جو کہ انسان کو دھوکا دیتی ہے۔ مومن تو خود مصیبت خریدتا ہے۔ ورنہ اگر وہ مداہنہ برتے تو ہر طرح آرام سے رہ سکتا ہے۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس طرح کرتے۔ تو اس قدر جنگیں کیوں ہوتیں۔ لیکن آپ نے دین کو مقدم رکھا۔ اسلئے سب دشمن ہو گئے

*** * ***

سوال ملازمت پیشہ لوگون کو عبادت کا بڑا کم وقت ملتا ہے۔ اور وہ دینی خدمات سے بھی محروم رہتے ہین۔ بعض ایسے ہوتے ہین۔ کہ انکی زندگی آرام مین گذرتی ہے۔ تلخ زندگی کا ان کو موقعہ ہی نہیں آتا

فرمایا۔ کہ وہ بھی ایک تلخی کا حصہ ہے کیونکہ معاش کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے عبادة کا ثواب پاتا ہے۔ نیک نیتی سے اگر انسان چلے۔ اور نیت یہ ہو۔ کہ بال بچون کی پرورش اس لئے کرتا ہون۔ کہ وہ خادم دین ہون۔ تو اس پر بھی اُسے ثواب ملتا ہے ؞

انبیاء کے دشمنون کے دو گروہ ہوتے ہین ایک وہ جو کہ اُن کے مکذب ہوتے ہین۔ دوسرے وہ جو ان کو خدا مانتے ہین۔

اہل اسلام کا عقیدہ جو مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ہے۔ وہ اسی قسم کا ہے۔ کہ یہ لوگ اُنکے مکذب تو نہیں ہین۔ لیکن اُن کو خدا ضرور مانتے ہین کہ ہر ایک اسکی صفت مین اُسے شریک کیا ہوا ہے حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ بعض وقت نبی کو اجتہاد اور تفہیم الہام مین غلطی ہو جاتی ہے۔ یہ غلطی اگر احکام دین کے متعلق ہو۔ تو انکو فوراً تنبیہ کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے امور مین ضروری نہیں۔ کہ وہ اطلاع دئیے جاوین۔ پس اس لئے یہ بات ممکن ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام کو ان کے دوبارہ آنے کے بارہ مین جو الہامات ہوئے۔ خود اونہون نے بھی اُسے حقیقی معنون پر حمل کر لیا ہو۔ کیونکہ اُن کا مخطی ہونا تو ثابت ہے۔ اس لئے انجیلون مین اُن کا یہ فقرہ نقل ہوا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہونگے۔ کہ مین دوبارہ آجاون گا۔ اس قسم کی اجتہادی غلطی کا امکان ہر ایک نبی سے ہے۔ اب دیکھو۔ کہ مسیح علیہ السلام سے تو ایک اجتہادی غلطی ہوئی۔ لیکن دوسرون کو کسقدر وبال آیا۔ اگر ان مسلمانونکو یہ سمجھ ہوتی۔ تو وہ دوسرے نبیون پر اُن کو کیون زیادہ مرتبہ دیتے۔

مسلمانون پر یہ بات لازم نہیں ہے۔ کہ وہ انجیل کے الفاظ پر ضرور اڑین۔ مسیح علیہ السلام کو یہ خاص عزت دین۔ کہ وہ مخطی نہین ہیں تو اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

⁂ ⁂

مسائل نماز سفر گورداسپور مین نماز کے متعلق ذیل کے مسائل میری موجودگی مین حل ہوئے

۱۔ ایک مقام پر دو جماعتیں نہ ہونی چاہئین۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرۃ اقدس ابھی وضو فرما رہے تھے۔ اور مولانا مولوی محمد احسن صاحب بوجہ علالت طبع نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اون کا خیال تھا۔ کہ مین معذور ہون۔ الگ پڑھ لون۔ مگر چند ایک احباب اُن کے پیچھے مقتدی بن گئے۔ اور جماعت ہوگئی۔ جب حضرۃ اقدس کو علم ہوا۔ کہ ایک جماعت ہو چکی ہے۔ اور اب دوسری ہونے والی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایک مقام پر دو جماعتین ہرگز نہ ہونی چاہئین

۲۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضور اقدس اپنی کوٹھری مین تھے۔ اور ساتھ کی کوٹھری مین نماز ہونے لگی۔ آدمی تھوڑے تھے۔ ایک ہی کوٹھری مین جماعت ہو سکتی تھی۔ بعض احباب نے خیال کیا۔ شاید حضرۃ اقدس اپنی کوٹھری مین ہی نماز ادا کرین گے۔ کیونکہ امام کی آواز وہان پہنچتی ہے اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ جماعت کے ٹکڑے الگ الگ نہ ہونے چاہئین۔ بلکہ اکٹھی پڑھنی چاہیئے۔ ہم بھی وہان ہی پڑھین گے۔ یہ اس صورت مین ہونا چاہیئے۔ جبکہ جگہ کی قلت ہو

۳۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب گورداسپور مین مقیم تھے۔ اور احمدی جماعت نزیل قادیان بباعث سفر مین ہونے کے نماز جمع کر کے ادا کرتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پوچھا۔ حضرۃ اقدس نے فرمایا۔ کہ مقیم پوری نماز ادا کرین۔ وہ اس طرح ہوتی رہی۔ کہ جماعت کیساتھ ڈاکٹر صاحب نماز ادا کرتے جماعت دو رکعت ادا کرتی۔ لیکن ڈاکٹر صاحب باقی کی دو رکعت ... بعد از جماعت ادا کر لیتے۔ ایک دفعہ حضرۃ اقدس نے دیکھکر کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی دو رکعت ادا کرنی ہے فرمایا کہ ٹھیر جاؤ۔ ڈاکٹر صاحب دو رکعت ادا کر لیوین پھر اس کے بعد جماعت دوسری نماز کی ہوئی۔ ایسی حالت جمع مین سنت اور نوافل نہیں ادا کئے جاتے

۴۔ حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے پانی مانگا۔ جب پانی آیا۔ تو اُسے بیٹھ کر آپ نے پیا۔ اور بھی کئی دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ پانی وغیرہ آپ ہمیشہ بیٹھکر ہی پیتے ہین ؞

الہامات و کشوف حضرت مسیح موعودؑ

گذشتہ مہینون مین الہامات وغیرہ کی اشاعت مین البدر اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہا ہے جس کا ہمین بذات خود افسوس ہے۔ اسلئے اب وہ الہامات اندنون شایع کر دئے جاتے ہین تا کہ ریکارڈ مکمل ہو جاوے ؞

۱۔ مئی سنہ ۰۴ء۔ معنے دیگر نہ پسندیم ما

۲۔ " "۔ سنلقی فی قلوبھم الرعب

۳۔ جون سنہ ۰۴ء۔ مولوی محمد علی صاحب کو رویا مین کہا۔ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

۴۔ جولائی سنہ ۰۴ء۔ مین تمہیں بھی ایک معجزہ دکھاؤنگا۔

۶۔ " "۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

۷۔ " "۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود

۸۔ " "۔ مبارک سو مبارک

۹۔ " "۔ آسمانی تائیدین ہمارے ساتھ ہین

۱۰۔ " "۔ اجرت قائمہ و ذکرک دائم

درد سر کے علاج کی ہدایات

درد سر صرف بیماریون کی علامات ہین۔ اور علاج کے مفید ہونے کے لئے مرض تک پہنچنا چاہیئے۔ خاص توجہ خوراک اور طریق رہائش پر کرنی چاہیئے۔ خوراک صحت بخش اور اوسط درجہ کی ہونی چاہیئے۔ بہت زیادہ کھیر اور مٹھائیان کم کھانی چاہئین۔ چائے اور کافی بھی کم پینی چاہیئے۔ یا بالکل نہیں اور حقہ نوشی بھی کم کرنی چاہیئے۔ جہانتک ہو سکے پیدل چلنے پھرنے مین کثرت کرنی چاہیئے۔ لیکن ضرورت سے زیادہ دماغی محنت اور ترددات سے بچین۔ جس مکان مین ہوا خوب آتی جاتی ہو وہان سونا درد سر کے لئے بہت مفید ہے۔ قبض سے بھی بچنا چاہیئے۔ لیکن تیز جلاب بالکل نہ کرین سن سے بچانے کی کے زیادتی ہوتی ہے۔ جب اعصابی درد ہو۔ تو ان تمام باتون سے جو اعصاب مین جوش پیدا کرتی ہین۔ باز رہنا واجب ہے۔

تلافی فرو گذاشت ۔ محمد شریف خان صاحب پشاوری کی قیمت ماہ جون مین وصول ہوئی تھی۔ مگر نقل کرتے وقت نظر انداز ہوگئی۔ اس لئے اب اسکی رسید درج ہے۔ **مینیجر**

ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھی

یکم فروری ۱۹۰۴ء کے پرچے میں مقدمات کے متعلق شور وغل مچایا ہے حالانکہ شیوہ اتقایہ ہے کہ انکے ختم ہونے تک انتظار کیا جاوے - دعا کا مقدمہ خارج ہو یا نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں مطلب تو یہ تہا کہ خطوط و مضمون کرم الدین کے ثابت ہوں سو تم فیصلہ پڑھ کر دیکھ لو اسمیں مجسٹریٹ نے لکہا ہے کہ خطوط بھی کرم دین کے ہیں اور سراج الاخبار والا مضمون بھی -

(۲) آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تہا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا،، پر اعتراض کیا ہے کہ سمالی لینڈ میں برٹش گورنمنٹ جہاد کر رہی ہے - واہ حضرت جہاد کر معنے عام لڑائی کے لئے - اچہی مجدد ہو - کسی مذہب کے بزرگ کو برا نہیں کہا جاتا بلکہ کمال تلطف سے ان کو عیوب پر مطلع کیا جاتا ہے اور خود انہی کے معتقدات سے جو کچھ لازم آتا ہے کہہ دیا جاتا ہے - قرآن مجید میں ہے - مشاء بنمیم - مناع للخیر - وارد ہے -

(۳) ہلاکت کی پیشگوئی بغیر اصرار و درخواست نہیں ہوتی؛ ورنہ صرف ایسی پیشگوئیوں پر انحصار رکھنا ہے -، ورنہ ایسا کرنا خلاف شان نبوت ہو کیونکہ قرآن کریم میں بھی تبت یدا ابی لہب و تب مرتکا وارد ہے - کسی مخالف کے مرنے پر شادیانے نہیں بجائے جاتے ہاں پیشگوئی کے پورا ہونے پر -

(۵) خاتم الخلفاء میں خلیفہ سے مراد نبی نہیں بلکہ لیستخلفنہم فی الارض والا خلیفہ ہے اور خلیفہ ہر وزی نبی ہوتا ہے اور آپ کو رسول یا نبی کہنا فنافی النبوت کے اعتبار سے ہے - اور مسیح موعود کے حق میں تو نبی اللہ کا لفظ حدیث صحیح میں آیا ہے

(۶) مسیح ابن مریم - خاتم الخلفا اس اعتبار سے ہیں کہ بنی اسرائیل میں نبوت ان پر ختم ہوئی - پس اس تقابل میں سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ کو ہی خاتم الخلفا کہا جائیگا جسپر خلافت کی تمام شانوں کا خاتمہ ہے اور جب تشبیہہ صرف خاتم الخلفا ہونے میں ہے تو بنی اسرائیل ہونیکا ثبوت دینے کی کیا ضرورت ہے قطع نظر اس سے حضرت مرزا صاحب کا اولاد اسحاق سے ہونا ثابت ہو چکا ہے -

(۷) عصابتان احرزہما اللہ من النار - اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عیسےٰ ابن مریم کے ساتھ جس جماعت نے ہونا ہے وہ بھی ہند میں جہاد کرے بلکہ صرف ہند میں دونوں گروہوں کے ہونیکے لحاظ سے اکٹھا ذکر کیا گیا - تلوار سے مقابلہ کرنے والا گروہ ہو چکا شاہان اسلام وغیرہ مجاہدین - اب دوسرا زمانہ قلمی جہاد کا آیا ہے جو اپنے مخالفین پر فتحیاب ہو چکا ہے اسکے پیشوا جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں اور وہی عیسےٰ ابن مریم ہیں -

(۸) کیف تہلک امتہ انا اولہا المہدی وسطہا والمسیح آخرہا - یہ حدیث ہمارے دعوے کے خلاف نہیں یہ وسطی زمانہ کا مہدی ہو چکا اور آخری زمانہ کا مسیح بھی آچکا جسپر حدیث لا مہدی الا عیسےٰ صادق آتی ہے - کوئی معارضہ نہیں بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں صرف مسیح موعود اور اسکی جماعت ہی ہادی اور ہدایت یافتہ ہوگی - رسول اکرم صلعم نے مختلف مہدیوں کی پیشگوئی فرمائی ہے جو اپنے اپنے زمانہ میں پوری ہو چکی تعجب ہے کہ آپ مسلمان ہو کر اسے انکار کرتے ہیں اور نبی کریم کی پیشگوئی کے پورا نہ ہونے پر مصر ہیں -

(۹) "لکھتے ہیں ملا عبد اللطیف کو قتل کرا دیا اسکا ساتھ نہ دیا رسول کریم کے جتنے اصحاب شہید ہوئے انکے بچا نہ لینے کا الزام نبی کریم پر ہے تف ہے ایسی سمجھ پر - اس قسم کی شہادت پر ہزاروں زندگیاں قربان ہیں - پھر لکھا ہے "اب اسکی روح جہنم کی سیر کر رہی ہے،، اسکا ثبوت ؟ آپ وہاں گئے ؟ خدا کی راہ میں جان دینے والوں کو ایسا کہنا حد درجہ کی بیباکی اور غضب الہی کا مورد ہونا ہے - یہ غلط ہے کہ ہیضہ واقعہ شہادت سے پہلے پھیلا ہوا تہا - سب اخبارات گواہ ہیں کہ یہ وبا نہایت زور سے بعد شہادت صاحبزادہ عبد اللطیف پھیلی - سمالی لینڈ میں گو ہر گلنشا کی چند ہائی برائے رفع فساد ہے - اسے جہاد نہیں کہہ سکتے - حضور اقدس کیطرف سے کونسا دعویٰ ہوا جو آپ مرزائی مقدمات کو علمائے اسلام پر جہاد کرنے کے جواز کی دلیل ٹھہرا رہے ہیں - کہاں لکھا ہے کہ جو لوگ مجھپر ایمان نہیں لاتے واجب القتل ہیں،، کچھ سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیئے - غالباً صاحب ضمیمہ کا خیال ہے کہ لوگ میرے لکھے ہوئے کو کون پڑتال کرتا ہے - میں جو کچھ ہوں الم غلم لکھکر صفحوں کا حساب پورا کر دیتا ہوں +

طاعون کا آنا - اونٹنیوں کا بیکار ہونا یضع الحرب کا اعلان یہ سب مسیح موعود کے زمانے کی نشانیاں ہیں اور مسیح موعود وہی ہوگا جسنے اس زمانے میں دعویٰ کیا - اور یہ سب نشان جسکے عہد میں مجموعی حالت میں ظاہر ہوئے - اذا العشار عطلت پر آپکا اعتراض کہ جس ملک میں اونٹنیاں نہیں وہاں کے آپ مسیح موعود نہیں - غلط ہے - کیونکہ اول یہ بتانا چاہیئے - اذا ظرف زمان ہے یا مکان - دوسرا یہ ایک نشان ہے خواہ کسی جگہ ظاہر ہو -

(۱۰) حضور انور کے اشعار پر اعتراضات کرنیسے کیا حاصل ہے سوائے اپنی بودم دہری کے - چپکار کے لفظ پر آپ کا اعتراض ہے - اگر یہ پنجابی ہے تو کیا ہوا - اردو تو پہلے ہی بھاکے ٹکڑوں کا مجموعہ ہے - انگریزی اسمیں - سنسکرت اس میں - ہندی اسمیں - فارسی آمیز تو اگر پنجابی کا ایک آدھ لفظ اور وہ بھی ایسا جسے بعض اہل زبان نے استعمال کیا ہے آگیا تو کونسا زہر مل گیا - اور کیا غضب ہو گیا -

(ب) جب علیہ الرحمۃ - السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ آچکا ہے تو کیا وجہ ہے رب ارحم علی الذین یلعنون علیٰ پر اعتراض کرنے کی کہ ارحم الذین نہیں فرمایا - کیا علیٰ کا لا انحلاف محاورہ ہے - حضرت یلعنون علیٰ کے تقابل کیلئے ایسا کرنا ضروری تہا - (ج) غیوری خدا غلط نہیں - ضرورت شعری کیلئے یوں بھی مشدد کو مخفف مخفف کو مشدد کر لیتے ہیں

آں قبلہ رو نمود بگیتی چہار دہم لا
بعد از ہزار و سہ رکشت انگمند در حرم

اس شعر میں چہار دہم کی د نہیں گنتی - آپ چہاردہم پڑھ لیجئے - اہل زبان ایسا بولتے ہیں - اور در حرم بت افگندن معجزہ نبی کریم ہے - یہ مطلب نہیں کہ حرم میں بت رکھے گئے - بلکہ توڑے گئے -

(۱۱) اتبعو سواد الاعظم میں اعظم سے مراد اگر اعظم حقیقۃً عند اللہ ہے تو اور بھی ہمارے مقصد کے موافق ہے - اور قلیل من عبادی الشکور کے پیش کرنیکی یہ وجہ ہے کہ عظم ہیما ہو کثرت کے معنے ہیں اسکا جواب ہو - اور جماعت احمدی اسلئے سواد اعظم کی مصداق ہے کہ اس سے مراد خلفائے راشدین مہدیین اور انکی جماعت ہے اور وہی متبع کتاب وسنت ہے کیونکہ انکے پاس اپنے اتباع کامل کا ثبوت موجود ہے

(۱۲) ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ تصویر پر اعتراض کرنے والے بزرگ اپنے گھر کے آئینے توڑ کر اور اپنی آنکھوں کی پتلیاں نکال کر اپنی ملکیت کے روپے پیسے باہر پھینک کر اعتراض کریں - مگر انکا کام حق جوئی سے تو نہیں صرف جہلا میں جوش پھیلانے کیلئے ہے -

(۱۳) قرآن سے مسیح موعود کا ثبوت ہم مفصل دیکھ چکے ہیں پس یہ کہنا از قبیل بیشرمی ہے کہ قرآن سے مسیحیت کا ثبوت نہیں دیتے - (احمدی گجراتی)

باقی آئندہ

مرزا حیرت کی پردہ دری

سچ فرمایا ہے مولانا روم نے۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

اگر مرزا حیرت حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف قلم نہ اٹھاتے۔ تو ہم انکے حالات سے کس طرح واقف ہوتے۔ ہمارے احمدی بھائی انکی خوب خبر لے رہے ہیں۔ سبحان اللہ آج تک حیرت صاحب نے کوئی ایسا الزام نہیں دیا۔ جس کے آخر کار وہ خود مورد نہ ہوئے ہوں۔ مرزا حیرت کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور آئندہ کیلئے قلم کو روک لینا چاہیئے ورنہ ہمیں اسکا انجام اچھا نظر نہیں آتا۔ مرزا حیرت کا وتیرہ ہے۔ کہ ایک مسئلہ کی نسبت کبھی کوئی رائے دیتے ہیں۔ کبھی کوئی۔ اور اسیطرح اپنی غیر مستقل پالیسی سے اپنے پر اعتراض کا موقعہ نہیں آنے دیتے۔ مگر ہمارے احمدی بھائی نے انکی خوب قلعی کھولی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر بخشے۔ امید ہے۔ وہ ان کے "خواب" والے مضمون کیطرف بھی توجہ کرینگے۔ جس میں مسیح کی نسبت لکھا ہے۔ کہ حوالات سے بھاگ نکلے اور پھر راستہ میں خدا جانے کہاں فوت ہو گئے وہی مرزا حیرت قرآن مجید میں اس کا جسم و جسمے نکلکر آسمان کیطرف جانا لکھتے ہیں۔ ایک طرف سیرۃ الرسول میں رقمطراز ہیں۔ کوئی مسلمان فیض روح القدس سے خالی نہیں۔ اور خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ دوسری طرف الہام حضرت مسیح موعود سے انکاری ہے۔ ہم مرزا حیرت سے ملتمس ہیں۔ اگر اسے کچھ علمیت کا دعوا ہے۔ تو وہ عالمانہ بحث وفات مسیح وغیرہ کا متنازعہ فیہ مسائل میں شروع کرے۔ ادہر ادہر کی باتوں میں کیوں وقت ٹالتا ہے۔ ایک طرف احادیث کو تسلیم کرتا ہے۔ اور دوسری طرف کہتا ہے:۔ .... کہ مسیح مر گیا تو ہمیں کیا؟ اگر زندہ ہے تو کیا! اجی ہمیں کیوں کچھ نہیں۔ ہمارے تو ایمان کا دارومدار اسی پر ہے۔ کیونکہ رسول کریم ..... صلعم نے آخر زمانے میں مسیح کے آنیکی پیشگوئی فرمائی ہے

(راقم ایک منصف مزاج)

تذکرۃ الشہادتین۔ بزبان پنجابی نظم ہو کر کارخانہ میں پہنچ گیا ہے۔ عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ احمدی شعرا سے التماس ہے کہ اب اسے اردو زبان میں نظم فرماویں۔ اور اس کے متعلق کارخانہ سے خط و کتابت کریں۔

محمد افضل

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ

خاکسار کا یہ قصیدہ اپنے اخبار گہربار کے کسی گوشہ میں درج فرما کر مشکور فرمادیں۔ تاکہ مجھے اپنے پیارے امام علیہ السلام کی مدح کرنے میں جرأت حاصل ہو جاوے میں ہوں آپ کا خادم محمد یوسف احمدی فورتھ ہائی کلاس اسلامیہ سکول پشاور شہر

قصیدہ خطاب بہ اہل ہند

ای اہل ملک ہند حذر از خدا کنید
از سر خودی و سرکشی و کین جدا کنید

آئید و اتفاق کنید با امام عصر
الصلح خیر۔ ترک عداوت شما کنید

تکذیب ایں امام نباشد مگر خراب
کار خراب خوب نباشد حیا کنید

مکنید اشتیاق بتوہین ایں مسیح
خوف از خدا و شافع روز جزا کنید

دارد ہر آنکہ کلمۂ توحید بر زباں
تکفیر او بگو نہ زجہر و جفا کنید

آنرا کہ تقید است زدل برا صول دیں
تکفیرش از فروع مسایل چرا کنید

تکفیر اہل قبلہ و عشاق مصطفےٰ
ویں کار۔ چہ گونہ بہ حیلہ روا کنید

آنرا کہ ہست اشاعت قرآن فرض عین
باید کہ بر اعانت او اقتدا کنید

جانش گداخت از غم ایمانشاں مگر
باشد عجب کہ نسبت کافر ورا کنید

بر خادمان دین محمد چنیں ستم
شرم از خدائی خلق و تشنیع او رای کنید

لعنت برو ہر آنکہ کند لعنتی شود
از لعنت اجتناب بصبح و مسا کنید

ای حاسدان بمومن صالحہ خطاب کفر
باشد روا کہ حق اخوت ادا کنید

آمد غلام احمد والا امام دیں
تسلیم او کنید۔ و تعصب رہا کنید

نازل بہ شرق ملک عرب شد بہ قادیاں
حسب حدیث مصطفےٰ مرحبا کنید

ایں نائب خدا بود و ثانئے مسیح
کش زندہ تا ہنوز گماں بر سما کنید

در انتظار عیسئے چرخ بریں مباش
کو شد وفات بہرش اگر فاتحہ کنید

در شہر کاشمیر نمایند قبر او ...... مو
تاریخ شاہد ست اگر تصفیا کنید

ہم ثابت از قرآں و حدیث صحیح شد
کو در بہشت رفتہ چو گو خدا کنید

ہست ایں خیال خام کہ عیسیٰ است بر فلک
کے جسم عنصری رود آنجا حیا کنید

عیسیٰ بر آسماں بود و مصطفےٰ بہ خاک
باید بریں عقیدۂ باطل بکا کنید

آئید در جماعت عیسائے احمدی
ہم اتباع۔ مہدی موعود را کنید

منکر ز المسیح نگردد مگر شقی
دوری ز راہ و رسم بد اشقیا کنید

ای آنکہ سوئی او نمودید عزم بد
توبہ کنید و بہر معافی صدا کنید

بنگر چہ گونہ آتھم بیدیں ہلاک شد
یک دشمن عظیم فنا شد ثنا کنید

آں لیکھرام قتل شد و قاتلش گریخت
لازم بود۔ کہ تعزیت آریا کنید

طاعون ملک ہند و کسوف و خسوف را
یابید خود مصدق۔ اگر چشم وا کنید

آیات حق ظہور نمود از آسماں
الحق زمین بگفت چرا اخفا کنید

ہر دشمنے کہ کوشش توہین او نمود
توہین خود بدید اگر اتقا کنید

ترسید از خدا و ز آہ امام دین
ناصر شوید و نصرت دین خدا کنید

ایں است مجددیکہ بہ تجدید دیں رسید
تجدید او کنید و اعانت شما کنید

خواہد رسید فتح و ظفر از خدائی پاک
نادی نمود قبول اگر میرزا کنید

بعد از ہزار چار صد آمد بدین ما
خیزید بہر نصرت او جان فدا کنید

چونکہ زندگی است بآخر فنا پذید
جان را بکار دین ز اوّل فنا کنید

آئید وگرد حضرت عیسائی ما شوید
تبلیغ حق کنید و بہر سو ندا کنید

بس ختم شد قصیدۂ محزون احمدی
من می دہم قسم کہ بحقش دعا کنید

راقم آثم محمد یوسف احمدی متخلص بہ محزون

مسٹر محبوب عالم کا کیا مذہب قرار دیا جاوے

یہ بات آجکل اہل اسلام کی توجہ کے قابل ہے۔ کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب جنکا نام محبوب عالم ہے۔ انکا اصل مذہب ان دنوں کیا قرار دیا جاوے۔ کیونکہ اوّل تو اُن کے اخبار و رسایل وغیرہ اسی قسم کے ہیں۔ کہ ان میں مذہب وملت کے رؤسا وعظام کو خوش کرنیکی کوشش کی جاتی ہے۔ بہ حیثیت مذہب کے انکو اس امر کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ فلاں مضمون کا اندراج اُن کے اپنے مذہب کے لحاظ سے غیرت دینے پر مبنی ہو کہ نہیں۔ چنانچہ اسی مذہب اور اخلاق سے گرے ہوئے اصول پر انہوں نے ناول مجوبہ قریش روزانہ اخبار میں شایع کرنا شروع کیا۔ اُس کی اشاعت کے تذکرہ کے وقت جب ہم نے یہ پڑھا کہ یہ ایک عیسائی پرچہ الہلال سے ترجمہ ہو گا۔ تو ہمارا ماتھا اُسی وقت ٹھنکا تھا کہ خدا خیر کرے۔ ایک متعصب عیسائی پرچہ پھر اس میں خاندان رسالت کا تذکرہ ایک ناول کے پیرایہ میں ہونا کبھی ممکن نہیں کہ مذہبی تعصب کا رنگ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ مگر خدا معلوم کہ اس شرک سے بھرے ہوئے عقیدہ تثلیث اور اہل نصاریٰ کی مجلس میں کیا [illegible] اثر ہے کہ جب کوئی شخص کچھ عرصہ اسے اختیار کرے اور اُن میں رہ آوے تو وہ بالکل ہو میرا آتا ہی نہیں۔ بدیں وجہ مسٹر محبوب عالم کو ہمنے معذور سمجھ کر کسی قسم کا ریمارک مناسب نہ جانا تھا۔ ایک عیسائی ناول کی علت غائی جسمیں خاندان نبوت کا تذکرہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کے رو سے خدا کے مقدس لوگوں کی توہین کرے۔ اور مسٹر محبوب عالم کا یہ فرض تھا۔ کہ ناول کی اشاعت سے بیشتر ہی۔ وہ اس امر کو مدِ نظر رکھ لیتے۔ کہ بزرگان ملت کی توہین تو اس میں نہیں ہے۔ لیکن چونکہ وہ اہل نصارای سے کچھ عرصہ تعلق رکھنے کی وجہ سے اس قسم کی باتوں کے عادی ہیں۔ اور اسکا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام پر ہمیشہ ناحق نیش زنی کرتے رہتے ہیں۔ اور انکو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ ایک کثیر گروہ اسلام کی ناحق دل آزاری کرتا ہوں۔ تو یہ کون سی بڑی بات تھی۔ کہ وہ مجوبہ قریش کی اشاعت کے وقت بھی اس غیرت مذہبی کو نظر انداز کر دیتے۔ جو کہ نصارای کے بالمقابل بحیثیت ایک مسلمان کے اُن میں ہونی ضروری تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے انہوں نے اسکے انجام پر غور کرنی ضروری نہ سمجھی دیرینہ تعلقات کا پاس کر کے جھٹ ناول کی اشاعت شروع کر دی۔ لیکن جب انکو علم ہوا۔ کہ اس وجہ سے ایک بڑا حصہ خریداروں کا اخبار کی طرف سے دل برداشتہ ہو جاویگا۔ اس لئے اپنے محبوب ومطلوب پیسہ میں۔ نقصان آتا دیکھکر محبوب عالم صاحب کو مجوبہ قریش کی اشاعت بند کرنی پڑی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد پھر انکو افسوس ہوا۔ کہ یہ بھی ایک سونیکی چڑیا تھی جو ہاتھ سے گئی۔ کیونکہ اگر یہ ناول شایع ہو جاتا۔ تو پیسہ اخبار کے کئی ہزار خریداروں میں سے اگر ایک دو معزز خریدار بھی جنکا مذہب اسلام نہیں۔ خرید لیتے۔ تو ایک معقول رقم آجاتی۔ اگر اس سے دل آزاری تھی۔ تو اہل اسلام کی نہ کہ اہل نصارای وہنود وغیرہ کی۔ اور اتفاقاً ایک مراسلت بھی اس تائید میں آگئی۔ کہ اخبار میں نہیں تو اس ناول کی اشاعت بذریعہ کتاب کر دی جاوے پھر کیا تھا منہ مانگی مراد ملگئی۔ اور جھٹ اسکی تیاری کا انتظام ہوا۔ اور مسٹر محبوب عالم کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ جب میں خود تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس قصہ میں دو فرقوں کی اختلافی باتیں درج ہیں۔ اور اسی لیے اسکی اشاعت کو میں بند کرتا ہوں۔ تو کیا کتابی صورت میں طبع کرنیسے اب یہ نقص رفع ہو جائیگا ذرا ایڈیٹر صاحب اسکا جواب دیں کہ وہ اپنی اس حرکت سے کیوں اپنی قوم کے دل کو دکھانا چاہتے ہیں۔ وہ کس قسم کے مسلمان ہیں۔ جو عمداً اس بات کو روا رکھتے ہیں۔ کہ ایسے ناول کی جس میں اہل اسلام کے ایک مقدس امام حضرۃ امام حسن علیہ السلام کی اہانت کی گئی ہے۔ اشاعت کی جاوے۔

ابھی بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے قول وفعل سے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا تھا۔ کہ وہ دیگر پیشوایان دین۔ بجز از اسلام سے بڑھ کر کوئی عظمت آنحضرت صلعم کو دینا نہیں چاہتے مگر خدا معلوم کہ اخبار کی اشاعت پر کیا برا اثر پڑتا دیکھ کر دبے اور مجمل الفاظوں میں بہت سی لے دے کے بعد انکو رجوع کرنا پڑا۔ اور اب یہ دوسرا موقع ہے۔ کہ وہ اپنے عمل سے اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پیشوایان دین کی حقیقت اُن کے نزدیک اوسی حد تک ہے جس حد تک اہل نصاریٰ تسلیم کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں بہت مناسب ہو گا۔ اگر اہل اسلام کے قومی اخبار اور رسالوں کے ایڈیٹر ایک مجلس یا استفسار کے ذریعہ فتوا کے رنگ میں یہ امر قرار دیں کہ

مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور کا اصل مذہب کیا ہے

اگر اسلام کے موجودہ متفرق فرقوں کے علماء دین مسٹر محبوب عالم کی ان باریک چالوں پر نظر ڈال کر ان کا مذہب قرار دینا چاہینگے۔ تو امید ہے۔ کہ انکے مختلف مذاہب قرار دے جا کر آخر نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ دراصل ان کا کوئی خاص مذہب نہیں ہے۔ کیونکہ شیعوں کو انتشار ہے۔ کہ بدیں خیال کہ وہ امام حسن کی توہین روا رکھتے ہیں۔ ان کا ایک خاص مذہب قرار دیں۔ اہل سنت والجماعت بدیں خیال کہ وہ آنحضرت صلعم کے اسم مبارک کے ساتھ صلواۃ کہنا یا لکھنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ ان کو ایک الگ عقیدہ والا سمجھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال مسٹر محبوب عالم نے محبوب عالم بننے کی جو پالیسی اختیار کی ہے۔ ہمارے نزدیک دراصل وہ بہت ہی ناپسند اور مضر ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اس خیال سے باز آکر وہ محبوب الٰہی بننے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جب وہ محبوب الٰہی ہو جاوینگے۔ تو محبوب عالم اپنے حقیقی معنوں میں خود قرار دیئے جاوینگے

ایک شادی کا اشتہار

ایک جوان صالح خوشرو خوشخو شخص ہے۔ اور دنیاوی حیثیت سے بھی اسکی حالت بہت اچھی ہے کسی کا قرض نہیں دینا۔ رزق کی طرف سے خدا کا بڑا فضل ہے۔ ایک احمدی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسکی پہلی بیوی عرصہ چار سال سے فوت ہو چکی ہے۔ اگر کوئی مہیا لی بحث یہ تعلق پیدا کرنا چاہے۔ تو خط وکتابت کرے۔ مزید تحقیق کیلئے دفتر البدر سے خط وکتابت کرو۔ فقط۔

ایک شکایت کا جواب

خریدار نمبر ۱۳۰۵ تحریر فرماتے ہیں۔

کہ البدر کی خریداری اسلئے تجویز کی تھی۔ کہ اسمیں روزانہ اقوال وافعال وعظ وپند اور جواب معترضین جو ہوں۔ وہ درج ہوتے ہیں۔ مگر اسکو معکوس پایا اگرچہ دوران مقدمہ کا حوالہ دیکر دل شائقان کو مطمئن کیا ہے۔ جو کہ مثل سراب ہے۔ حالانکہ یہ پرچہ مضمون اخبار دنیا سے مستثنےٰ تھا۔ ہم تو تقریر جناب مرزا صاحب کے خواہاں ہیں۔ نیز دیکھا گیا ہے۔ کہ جون کے حالات جولائی میں درج ہوتے ہیں۔

ہمارے مہربان دوست کو واضح ہو۔ کہ اسمیں شک نہیں۔ کہ البدر کے اجرا کی علت غائی یہی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے اقوال اور افعال برائی بسط سے اس میں درج ہوں۔ اور حتے الوسع یہ اپنے فرض منصبی کو نبہاتا بھی رہا ہے۔ لیکن تاہم بدیں وجہ۔ کہ ہر قسم کی اخباری خدمت کا بوجھ صرف ایک شخص پر ہے۔ اور موجودہ اشاعت ابھی تک اس امر کی بھی متحمل نہیں ہوئی۔ کہ کارخانہ کے اخراجات کو ہی برداشت کرے تو زیادہ سٹاف رکھنے کی گنجائش کب ہو سکتی ہے۔ پھر انسانی وجود کو عوارضات وقتی بھی لاحق ہوتے ہیں اور انتظامی امور کے واسطے ہیڈ کوارٹر سے باہر بھی جانا پڑتا ہے۔ اسلئے کلمات طیبات کا ضبط کما حقہٗ اسوقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالٰے محض اپنے فضل سے اسکے متعلق کل ذرائع بہم پہنچا دیوے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ماموریمن اللہ اس امر کا ہرگز پابند نہیں ہے۔ کہ صرف اخبار کی خاطر ہر ہفتہ میں چند تقریریں کرے بلکہ اکثر اوقات دو دو ہفتہ بھی ایسے گذر جاتے ہیں۔ کہ کوئی تقریر نہیں ہوتی۔ اور نہ اسکے لئے کوئی خاص محرک پیدا ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مامور من اللہ کا ہر ایک فعل اور قول محل اور موقعہ کی پابندی سے اس قابل ضرور ہوتا ہے کہ اسکی اتباع کی جاوے مگر بعض مصالح وضرورت وقت کے لحاظ سے یہ ہرگز ضروری نہیں ہوتا۔ کہ اوسکی اشاعت بھی اوسی وقت ہو۔ اسی لئے ہر ایک امر کی اشاعت میں بدیں وجہ احتیاط ضروری ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ ہم قائل کے قول کو کسی ایسی طرز میں ادا کر دیں۔ جو اسکے مفہوم اور مراد سے کوسوں دور ہو کر کسی کے ابتلا کا موجب ہو۔ اور اسی لئے ہمکو اس قسم کی ضرورتیں پیش آئی ہیں۔ کہ گاہے گاہے پبلک پر اس حقیقت اور امر واقعی کو ظاہر کر دیں۔ کہ اخبارات کا کسی قسم کا مالی یا تجارتی تعلق مسیح موعود علیہ السلام سے ہرگز نہیں۔ نہ انکے مضامین کی تالیف اور ترتیب میں آپ سے استمزاج یا استصواب کیا جاتا ہے ایک ضرورت حقہ کو محسوس کرکے دینی استفاداں کی تحصیل...... کیلئے یہ اخبار جاری ہے۔ تاکہ مخلوق خدا کو ہمارے ہاتھوں بھی ایک خیر کثیر حاصل ہو۔ ممکن ہے کہ اسکا کوئی حصہ یا کل قبول ہو کر ہماری سعادت ابدی کا موجب ہو جاوے ۞

پس ایسی صورتوں میں جبکہ ہمیں علم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طبیعت علیل ہے۔ یا یہ ہفتہ تقریر سے خالی ہے۔ تو ہم یا تو انہی تصنیفات ہی سے ایک حصہ اخبار میں دیتے یا موجودہ تقریر کو مختلف حصص میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ تاکہ اس جزو سے جو اخبار کا روح رواں ہے اخبار محروم نہ رہے اور ایسی ہی صورتوں میں دوسرے مضامین بھی دیکر اخبار کا پیٹ پورا کیا جاتا ہے۔

پھر چونکہ اخبار کے جسقدر خریدار ہیں ہر ایک کے تقاضا ئے اور خواہشیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض احباب کا تواریخی مذاق دیکھ کر اور یہ معلوم کرکے کہ انکو واقعات اور تغیرات عالم سے ایک خاص دلچسپی ہے جسکے لئے دوسرے غیر از جماعت اخبار ونکی ضرورت پڑتی ہے ایک حصہ خبر ونکا رکھا گیا ہے۔ اور آپ اگر نظر غور سے دیکھیں گے۔ تو اس حصہ کو بھی دین کا ایک جزو پائینگے۔ کاتب کی عدم موجودگی اور کارخانہ کے دیگر حوارج کی وجہ سے ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض اقوال بہت دیر کے بعد یا بے ترتیب شائع ہوں۔ امید ہے۔ کہ یہ جواب جناب کو تسلی بخش ہو کر کارخانہ سے ہمدردی اور حسن ظن کے ازدیاد کا موجب ہو گا۔ مزید اطمینان کے لئے ہم جناب کو البدر نمبر ۲۷ اور ۲۸ کے مضامین معزز ناظرین اور تحفہ پیشانعت صفحہ ہو کے مطالعہ کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔

نیز ہمارے ناظرین یاد رکھیں۔ کہ ہم اس بات سے ہرگز غافل نہیں۔ کہ ہماری ان خدمات اور ادائگی حقوق ناظرین کی بازپرسی عنداللہ ہونے والی ہے۔

(ع۔م۔ خریدار ۲۹م)

۴ ستمبر سے شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہمارا حساب ۴ ستمبر کو شروع ہوتا ہے۔ اس سے پیشتر وی پی کیوں کیا گیا۔ اور شائد اسی وجہ سے ناراض ہو کر اخبار کو ہی آپ بند کرتے ہیں۔

مکرمی واضح رائے عالی ہو کہ جب چار پانسو آدمی کا حساب ایک کارخانہ میں ہو تو۔ تو اس قسم کی غلطی کا امکان کوئی بڑی بات نہیں۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ہماری ایسی فروگذاشت جو کہ صغائر میں شمار ہو کر قابل عفو ہو سکتی ہے۔ اسقدر ناراضگی کی کیوں موجب ہوئی۔ کہ وی پی واپس کرکے بجائے کارخانہ کی امداد وہمدردی کے الٹا زیربار نقصان کیا گیا اور اخبار کی خریداری سے بھی دست کشی اختیار کی حساب میں جو غلطی ہو۔ کارخانہ اسکا ذمہ وار ہے اور آئندہ کیلئے ہم ناظرین سے ملتمس ہیں۔ کہ ان وجوہات پر وہ وی پی واپس نکیا کریں۔ اور نہ ناراض ہوا کریں۔ غلطی کے ثابت ہو جانے پر کارخانہ اسکا رڈ کی قیمت بھی دے دیگا۔ جو اسکی اطلاع کیلئے لکھا جاویگا۔ اور یاد رہے۔ کہ یہ ایک دینی خدمت ہے۔ جسکی بجاآوری ہمنے خدا کے فضل سے ہاتھ میں لی ہے۔ اور جو شخص اخبار کو خرید کر کارخانہ کی امداد کرتا ہے۔ اور یہی اسکی نیت ہے وہ بھی اس خدمت کے اجر کا مستحق ہے۔ انسان کی نیت پر جو ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ بعض لوگ اسکی فلاسفی سے لاعلمی کے باعث خیر کثیر سے محروم رہ جاتے ہیں۔

نیز واضح ہو کہ آپ کا حساب آخر اگست سے ہے۔ نہ کہ شروع ستمبر سے۔ ۞

کو ہد سید زر لغایت ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء

اگر کسی صاحب کا چندہ رہ گیا ہو تو وہ تاریخ اور مہینہ بتلائے پھر بعد تحقیق درج کر دیا جائیگا ۞ غلام مصطفٰے خاں مگیانہ ؏

عبد الرحمٰن صاحب احمدی ؏ مولوی کرم داد صاحب دوالمیال ؏

اللہ بخش کوہاٹ ؏ مولوی قطب الدین صاحب بدوملہی ؏

مگیانہ ؏ ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ترگڑی ؏ میاں عبداللہ جلد وشاہی مسجد ؏ محمد دین صاحب چک علی ؏ منشی طفیل احمد صاحب چندوسی ؏ ۔ نواب محمد علی خانصاحب رئیس

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر* کا خلاصہ

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے۔ تو مین چاہتا ہون۔ کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ تمہین کہون۔ یہ یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے۔ اور پھر قرآن کریم پر غور کرے۔ کہ خدا تعالےٰ نے کیا کچھ قرآن کریم میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے۔ کہ دنیا روزے چند۔ عاقبت با خداوند۔ اب خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو شخص خدا کیطرف آنا چاہتا ہے۔ اور فی الواقعہ اس کا دل الیا ہین۔ کہ اُس نے دین کو دنیا پہ مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہین۔ کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے جب تک کافی حصہ اپنا اُن کی طلب مین خرچ نہ کر دین۔ وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہین۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اُس کی ایک مقدار مقرر کرے۔ اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا۔ بلکہ تھوڑا حصہ اُس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فایدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں۔ کہ ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس دور ہوسکے

اسی طرح جو شخص بُھوکا ہے۔ وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ یا اوس کے رسول پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہر رسم کیطور پر بیعت کر لینا۔ بالکل بے سود ہے۔ جب تک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ مین نہ لگ جاوے نفس کی خیر خواہی اسی مین ہے۔ کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے۔ جو روحانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کہ مین مسلمان ہون۔ کافی نہیں۔ مین نصیحت کرتا ہون۔ کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے

* یہ تقریر حضرت اقدس نے بمقام گورداسپور ۲۰ رمئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بعد از نماز عصر کی تھی۔ تحریک کا باعث چند احباب حیدر آباد دکن کے تھے۔ جنہوں نے اُس دن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

(خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر مین ہر وقت لگے رہین۔ لیکن یاد رہے۔ کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں۔ جب تک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون الخ یعنی کیا انسانون نے گمان کر لیا ہے۔ کہ ہم صرف اٰمنا ہی کہکر چھٹکارا پالین گے۔ اور کیا وہ آزمایش میں نہ ڈالے جاوین گے۔ سو اصل مطلب یہ ہے۔ کہ یہ آزمایش اسی لئے ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو ابھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں۔ آج کل اس زمانہ مین جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے مصالح کے برخلاف پاتے ہین۔ یا بعض جگہ حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ سے انکار کر بیٹھتے ہین۔ ایسے لوگ بے ایمان ہین۔ وہ نہین جانتے۔ کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس مین کچھ شک نہیں۔ کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جب تک انسان خدا کی راہ مین اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے۔ تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق اور وفا نہیں دکھلاتا۔ وہ کبھی قبولیت نہیں پاتا۔ اسی طرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے۔ جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالےٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ مین چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اوٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اُٹھا سکتا۔ نقصان اُسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالےٰ سے اُس نے کیا ہے۔ توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ یاد رکھے۔ کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھوڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے۔ جو اُس سے دریافت کریگا۔ کہ تو نے میرا پاس کیون نہیں کیا۔ اس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ خدا جو ملک السموات و الارض ہے۔ اُس پر ایمان لاوے۔ اور سچی توبہ کرے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ خدا ہی یہ امر دلمین بٹھاوے۔ تو بیٹھ سکتا ہے۔ سو اس کے لئے دعا بکار ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوۃ دیجاتی ہے۔ مومن کے دل مین ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسرون کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مین نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم مین جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہو۔ تو پھر کیون لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آوین۔ اور کیون نہ تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو جاوے۔ دیکھو قرآن مین سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ "ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ" یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا۔ یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا۔ اگر ہم حایل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہی۔ اور اُس کیمتعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بھی زلیخا کیطرف مائل ہو ہی چکا تھا۔ اگر ہم نہ روکتے۔ اس میں سِر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے۔ زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی۔ کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جائے شرم ہے کہ ایک عورت مین جذب اور کشش اسقدر ہو۔ کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے۔ اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔ اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو۔ کہ لوگ اس کیطرف کھیچے چلے آوین۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں۔ کہ زبان مین یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصل نقص قوت جاذبہ میں ہے۔ جب تک وہ کامل نہیں۔ تب تک زبانی خالی باتون سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور ہمارے مسایل سو وہ بھی بالکل صاف ہین۔ مثلاً قرآن شریف کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم الخ اس میں ایک جواب اور ایک سوال ہے۔ خدا تعالےٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھے گا۔ کہ کیا تو نے لوگون کو ایسی تعلیم دی تھی۔ کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالینا تو وہ جواب مین عرض کرینگے کہ بار خدایا جب تک مین زندہ رہا۔ اور اُن مین رہا۔ مین نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھ کو مار دیا۔ تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تہا۔ مجھے کوئی علم نہیں۔ کہ میرے پیچھے انہون نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے۔ کہ خود مسیح اپنی وفات کا اقرار کرتے ہین سو وہ کہتے ہین۔ کہ اگر عیسائی بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جب تک مین ان میں زندہ رہا۔ تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قایم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہین۔ تو بالضرور مسیح مر چکا ہے

اور اگر مسیح آج تک نہین مرا۔ تو عیسائی بھی نہیں بگڑے۔ اور اگر عیسائی نہیں بگڑے۔ تو بالضرور عقیدہ الوہیت مسیح بھی درست ہے۔ پہر مسیح کا یہ کہدینا۔ کہ مجھے تو ان کے بگڑنے کا علم نہیں۔ جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے۔ کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا مین آنا درست ہے۔ کیونکہ سوال وجواب قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا مین آکر چالیس سال رہنا ہے اور عیسائیون اور کفار کو قتل کرکے اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو بالضرور انہون نے عیسائیون کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ تو دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاوینگے۔ تو پھر حضرت مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور مین دروغ بیانی ہے۔ کیا وہ احکم الحاکمین نہ کہیگا۔ کہ تو تو دوبارہ دنیا مین گیا۔ اور تو نے دیکھ لیا۔ کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے، چہ جائیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب مین ایسی دروغ بیانی کیجاوے۔ لوگو! اس آیت نے بڑی صفائی کیساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کردیا۔ اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا مین تشریف لانے کا بطلان کردیا۔ اس کے مقابل جب ہم حدیثون پر غور کرتے ہین۔ تو وہان سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرۃ رسالتمآب نے فرمایا۔ اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ مین نے حضرۃ مسیح کو حضرۃ یحیی کے ساتھ دیکھا۔ حضرۃ یحیی کا مرجانا۔ اور ان کا اس جماعت مین داخل ہونا۔ جن کی قبض روح ہو چکی ہے۔ ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ مسیح بلا قبض روح و نقل انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو۔ جو دنیا سے مرچکا ہے۔ اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف رویت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح۔ اور ان کا دوبارہ دنیا مین واپس نہ آنا قطعی ثابت ہوگیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آوین۔ تو یہی سمجھا جاویگا۔ کہ یہی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے۔ ان کے حال پر تو پہر سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نہ رہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے۔ اس کا فیصلہ بھی قرآن وحدیث نے کردیا ہے۔ سورۃ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اس امت مین سے ہونگے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ آنیوالا مسیح اس امت مین سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن وحدیث نبی اسرائیلی مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہین۔ دوسری طرف یہی قرآن وحدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت مین سے ٹھہراتے ہین۔ تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے۔ اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بھی مانا ہے۔ کہ مسیح بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا۔ صدی میں سے بائیس سال گذر گئے۔ اور اس وقت تک مجدد نظر نہ آیا۔ آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تہا۔ وہ کہان ہے۔ مہدی کا نشان کسوف وخسوف تہا۔ جو رمضان مین ہونا تہا۔ اس کسوف وخسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے۔ مہدی نہ آیا۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ نشان تو ہوگیا۔ لیکن صاحب نشان بعد مین آوے گا۔ تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے۔ اور قسم قسم کے فسادات کی بنا ہے۔ اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدویت کے مدعی ہوجاوین۔ تو پھر ان مین کون فیصلہ کریگا۔ ضرور ہے۔ صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبرون پر چڑھ کر صدی کے سر کو اور کسوف وخسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بن گئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقع ہوگئے۔ لیکن یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہین آتے کسوف وخسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوگیا۔ لیکن خدا کے اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسی طرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن وحدیث مین ایک اور بلا کیطرف اشارہ تھا۔ جو کسوف وخسوف کے آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تہی۔ اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانے سے وابستہ تہی۔ یہ ایک خطرناک مصیبت ہے۔ جس کی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے۔ طاعون آگئی۔ لاکہون انسان تباہ ہوگئے۔ اور نہ معلوم کب تک اس کی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے۔ اسے ابتک ان لوگون نے نہ پہچانا۔ اسی طرح زمین اور آسمان نے شہادۃ دی۔ لیکن ان شہادتون کو ردی سمجھا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکھلائیگا۔ ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا۔ تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلا سزا چھوڑے گا۔ ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی۔ جس نے اونٹون کو بیکار کردینا تھا۔ قرآن نے واذا العشار عطلت۔ (جب اونٹنیاں بیکار ہوجاوینگی) کہکر اس زمانہ کا پتہ بتلایا حدیث نے مسیح کے نشان مین یون کہا۔ لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا پہر یہ نشان کیا پورا نہ ہوا۔ حتے کہ اس سرزمین مین بھی جہان آج تک اونٹنی کی سواری تھی۔ اور بغیر اونٹنیون کے گذارہ نہ تھا۔ وہان بھی اس سواری کا انتظام ہوگیا۔ اور چند سالون مین اونٹون کی سواری کا نام ونشان نہیں ملے گا۔ اونٹنیان بیکار ہوگئین مقررکردہ نشان پورے ہوگئے۔ لیکن جس کا یہ نشان تھا۔ وہ پہچانا نہ گیا۔ کیا یہ امور بھی میرے اختیار مین تھے۔ کہ ایک طرف تو مین دعوی کرون اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاوین کیا آسمانی نظام پر بھی میرا دخل ہے۔ جو کسوف اور خسوف موعود کو پیدا کرلیتا۔ یا میرے ہاتھ کوئی ایسے مواد ہین۔ جن سے زمین پر موعود طاعون پیدا ہوگئی۔ یا حج کا روکنا۔ جو یہ بھی مسیح کا نشان تھا۔ کیا یہ بھی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسی طرح بیسیون نشان زمانہ مسیح کیساتھ وابستہ تھے۔ وہ سب پورے ہوگئے۔ خداتعالے نے کون سی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا۔ لیکن ان کا انکار ابہی اسی طرح ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ زمانہ مین دہریت پھیلی ہوئی ہے۔ جو خفیہ خفیہ سب دلون پر اثر کررہی ہے۔ خشیت الہی دن بدن مفقود ہورہی ہے۔ کان رکھتے ہین۔ پر سن نہیں سکتے۔ آنکھیں رکھتے ہین۔ پر نہیں دیکھتے دل رکھتے ہین۔ پر نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انکار ہے۔ ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تھا۔ میری کتابون کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے۔ اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ وریشہ کاٹ دیا ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھتے۔

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہین۔ نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہین۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کے آنے کا زمانہ مقرر کردیا ہے حتی کہ صدی اور سال بھی مقرر کردیا ہے۔ تمام عیسائیوں مین ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ کتب سابقہ کیمطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے۔ اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علماء اخیر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہین۔ کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد......

[illegible]

مسیح موعودؑ کی عمر پر اعتراض کا جواب

اور

مسٹر محبوب عالم کا قول و فعل

قول اگر آپ نے دیکھنا ہو۔ تو پیسہ اخبار کا وہ آرٹیکل دیکھا جاوے۔ جو ۸ جولائی کے روزانہ مین اخبار اور ہمارا طرز عمل کے عنوان سے دیا گیا ہے۔ جسکی نقل ہمنے ۲۴ جون کے البدر مین دی ہے۔ اور اوس اخبار مین ان کے فعل کا نمونہ بھی دکھایا ہے۔ جو کہ قول کے بالکل خلاف ہے۔

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل مین مسٹر محبوب عالم نے اخبار نویسون کو اس لیئے ملزم کیا تہا۔ کہ ایک خبر کی صحت اور تصدیق مین وہ پورا حق ادا نہین کرتے چنانچہ اس کی تائید مین انہون نے سلف صالحین کے اس طریق تصدیق کو پیش کیا ہے۔ جو ایک مسئلہ اور خبر کی تحقیق کے لیئے وہ برتتے تھے۔ اور جب تک پورے طور سے خبر کے راوی کی سچائی اور دیانت وغیرہ کا حال دریافت کر کے اُسے قابل اعتبار نہ سمجھ لیتے۔ تب تک اس کی اشاعت حرام خیال کرتے۔ مسٹر محبوب عالم جیسے ایڈیٹر کی شان کے شایان تو یہ تہا۔ کہ ایک ایسے آرٹیکل کو اپنے قلم سے نکال لینے کے بعد وہ اپنا عملی نمونہ اخباری دنیا مین سب سے اول پیش کرتے۔ اور اپنی اخبار مین کسی ایسی خبر کو جو پورے طور پر تصدیق نہ ہوئی ہو۔ درج نہ کرتے۔ لیکن افسوس کہ جس بات کو وہ دوسرون کے لیئے چاہتے ہین۔ اپنے نفس کے لیئے اُوسے ہرگز پسند نہیں کرتے۔ (اور یہی وہ بات ہے جسے آج کل مسلمانون نے چھوڑ رکھا ہے۔ اور ذلت اور تباہی کے گڑھے مین اوندھے منہ گر رہے ہین۔ سرور عالم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مقدس قول ہے۔ کہ کوئی تم مین سے مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ دوسرے کیلئے وہی بات پسند نہیں کرتا۔ جو اپنے لئے کرتا ہے۔ لیکن آج کل مسلمانون کا عمل درآمد بالکل اس کے خلاف ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا) اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کو آخرکار بڑی بڑی ندامت کا نشانہ ہونا پڑتا ہے اور یہ اخبار نویس عالم الغیب نہین ہوتے۔ جیسے آرٹیکل لکھ لکھ کر داغ ندامت کو دھوتے ہین۔ اور نامہ نگارون کو بدبخت۔ دشمن عقل۔ ظالم۔ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ کہ اخبار نویسی کی بعض طرز کی آپ نے مدح سرائی کی تہی۔ کیا اوس مین تو عالم الغیبی کی بھی کوئی شرط لگائی تھی۔ آپ کو کس نے مجبور کیا ہے۔ کہ جو خبر کسی غیر معتبر۔ بدبخت کیطرف سے آوے۔ تو آپ اس پر ضرور اعتبار کر لین۔ خصوصاً وہ خبرین جو کہ کسی ذیشان کی وفات یا معاملات کے متعلق ہون۔ اور پھر طرہ یہ ہے۔ کہ جب مولوی محمد عثمان صاحب اور مولوی حسن محمد صاحب کی زندگی مین اُن کے کسی دشمن نے اُن کی وفات کی خبر چھپوا دی ہے تو مسٹر محبوب عالم صاحب اب اُن کو لکھتے ہین۔ کہ ان ہر دو صاحبون کو چاہیئے کہ غلط خبرین چھپوانیوالے کا پتہ لگائیں۔ اور عدالت سے چارہ جوئی کرین۔ نہیں معلوم کہ اُن کو اس سر دردی کی کیا ضرورت ہے۔ غلطی کرین۔ مسٹر محبوب عالم۔ اور اُس کا خمیازہ اُٹھاوین۔ مولوی صاحبان کیا کہین کفارہ کا مسئلہ تو ذہن نشین نہیں ہے۔ کہ گناہ کرے۔ تمام جہان۔ اور صلیب پر چڑھین۔ یسوع مسیح۔ کسی نے سچ کہا ہے

آسان نہیں ہے رشتہ الفت کا توڑنا
مشکل ہے بات بن کی محبت کا چھوڑنا

تحقیق اور تصدیق کے طریقہ پیش کرنے کے بعد اب یہ عذر کام نہیں آسکتا۔ کہ فلان لنڈن کے اخبار مین بھی۔ ایسی غلطی ہو گئی تھی۔ کیونکہ جب ایک طریق کو تم خود پیش کرتے ہو۔ تو خود اوس پر عمل درآمد کیون نہیں کرتے۔ پھر ہمین یہ بھی نہیں معلوم کہ آپ کو معذرت کی ضرورت کیون پیش آئی۔ جس حالت مین خلاف واقعہ۔ اور بلا تحقیق واقعات کو لکھ دینا آپ کے نزدیک جائز ہے۔ تو پھر آنسو پونچھنے سے کیا فائدہ۔ گذشتہ نظیر نہیں۔ ایک تازی نظیر۔ اپنی اس کرتوت کی اور لو۔ کہ آپ نے ۲۰ جولائی کے روزانہ مین حضرۃ مرزا صاحب کے متعلق ایک خبر لکھی ہے۔

"مرزا صاحب نے اپنی عمر ۶۵ سال کی لکھائی ہے حالانکہ آپ اپنی کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۳ سطر پندرہ ۱۵ مین لکھتے ہین۔ کہ عبد اللہ آتھم سے مباحثہ اور پیشگوئی کیوقت آپکی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ وہ مباحثہ ۱۸۹۳ء مین ہوا۔ ۔ ۔ ۔ باوجود گذرنے دس سال کے صرف آپ کے سن مین ایک سال کی ترقی ہوئی"

کوٹیشن مین پیسہ اخبار کی عبارت ہے۔ اور جس پر ہمنے خط دیا ہے۔ وہ اصل کتاب کی عبارت قرار دی گئی ہے۔ جسمین عمداً اخفائے حق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اصل عبارت اعجاز احمدیہ کی جو صفحہ ۳ سطر ۱۵ مین ہے وہ یہ ہے

"اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی۔ یعنے قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو۔ تو اس کی پنشن کے کاغذات دفتر سرکاری مین دیکھ لو۔ کہ کب اور کس عمر مین اُس نے پنشن پائی۔ ۔ ۔ ۔ خدا کی لعنت اُن لوگون پر جو جھوٹ بولتے ہین۔ جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو جو چاہے۔ بکے کون اُسے روک سکتا ہے"

اس عبارت سے یہ امر صاف عیان ہے۔ کہ حضرۃ مرزا صاحب نے کتاب اعجاز احمدی کی تصنیف کیوقت جو آپکی عمر تھی۔ اوس کا مقابلہ عبد اللہ آتھم کی عمر سے کیا ہے۔ اعجاز احمدی دسمبر ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ اور کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ کی سطر ۲ مین آپ تحریر فرماتے ہین۔ کہ اب میری ذاتی سوانح یہ ہیں۔ کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء مین سکہون کے اخیری وقت مین ہوئی ہے۔ اور مین ۱۸۵۷ء مین سولہ برس یا سترھوین برس مین تہا۔ اب حساب کر لو۔ کہ ۱۹۰۲ء مین آپ کی عمر ۶۴ سال کی ہونی چاہیئے تھی۔ یا کہ نہیں۔ اور عبد اللہ آتھم کی ۶۴ سال کی عمر آپنے انعامی اشتہارات مین لکھی ہے۔ دیکھو اشتہار فتح اسلام ستمبر ۱۸۹۴ء صفحہ ۴ سطر ۴۔ اگر آتھم صاحب ۶۴ برس کے ہین۔ تو عاجز قریباً ساٹھ برس کا ہے۔ اشتہار انعامی تین ہزار روپے سطر اگر آپ ۶۴ برس کے ہین۔ تو میری عمر بھی قریباً ساٹھ کے ہو چکی ہے

ان عبارات مین لفظ قریباً قابل غور ہے۔ پھر اسی اشتہار میں سطر ۷ مین صاف لکھا ہے۔ حالانکہ اُنکی عمر کچھ ایسی بڑی نہیں۔ بلکہ میری سے چند سال ہی زیادہ ہین۔ کیا آپ کو شرم آئی ہوگی؟ کہ جبکہ ۱۸۹۴ء مین تو مرزا صاحب اپنی عمر عبد اللہ آتھم سے کم تلاتے ہین۔ تو ۱۹۰۲ء مین آپ کی عمر عبد اللہ آتھم کے برابر ہونا کوئی خلاف واقعہ امر نہیں ہے۔ بہ نسبت کسی دوسری خبرون کے۔ حضرۃ مرزا صاحب کے متعلق ہر ایک خبر کو تحقیق کرنے کا ایک بڑا معتبر ذریعہ آپ کے پاس خود کارخانہ مین موجود ہے۔ اگر آپ تحقیق کر لیا کرین۔ تو پبلک کو بھی معلوم ہو جایا کرے۔ کہ آپ اپنے مضمون بعنوان "اخبار اور ہمارا طرز عمل"۔ مطبوعہ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء کے کہانتک پابند اور اُس پر عامل ہین۔ ورنہ یہ مثل ضرور صادق آئیگی۔ کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہین۔ اور کہانے کے اور۔ کیا ایڈیٹر پیسہ اخبار "اخبار اور ہمارا طرز عمل" والے مضمون کو قائم رکھنے کے لئے آیندہ ہر ایک خبر کی تحقیق کر لیا کریگا؟ کاش خدا آپ کو سمجھ دے۔ کہ اُسی ایک خدا کے برگزیدہ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھی

گذشتہ اشاعت سے آگے

(۱۴) دجالون ثلثون والی حدیث ٹھیک ہی سہی مگر اے بدنصیب قوم کیا تیری قسمت میں ہمیشہ کے لئے دجال ہی لکھے ہیں۔ کیا کوئی کبھی خدا کا مرسل تمہاری رہبری کے لئے نہیں آئے گا؟ اچھی طرح سوچ اور سمجھ۔ آخر خدا کے آگے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال و عقاید کا جواب دینا ہے یہ دریدہ دہنی وہاں کام نہیں آئے گی۔

(۱۵) بل رفعہ اللہ سے اگر عزت کی موت مراد ہے تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ صلیب پر قتل ہوئے۔ اس بات کی تو نفی ہے (ما قتلوہ یقینا) اور بل رفعہ اللہ سے اس امر کا اثبات مطلوب ہے کہ وہ کامیابی کے ساتھ اپنی طبعی عمر کو پہونچکر ۱۲۰ سال میں فوت ہوئے اور یہ وفات کوئی معمولی وفات نہیں تھی بلکہ کامیابی کے ساتھ تھی۔ اسلئے بطور نعمت یاد دلائی گئی۔

(۱۶) ما قتلوہ یقینًا سے جس حیات کا ثبوت ملتا ہے اسکے ہم قائل ہیں۔ ہم تو حیات ابدی (جسکے آپ لوگ قائل ہیں) کے منکر ہیں۔ وہ ما قتلوہ کا نتیجہ نہیں بلکہ شرک نجس ہے۔ جس سے بچنا شیوہ مسلمانی ہے اور بل رفعہ اللہ میں موت کا مفہوم داخل ہے۔ اماتہ اللہ اسلئے نہیں کہ اس سے معمولی موت ثابت ہوتی تھی۔ حالانکہ ان کا مرنا کوئی معمولی مرنا نہ تھا بلکہ پوری پوری کامیابی اور اپنے اہم فرض نبوت کی ادائیگی کے بعد تھا جس سے یہود مانع آتے تھے۔ وہ لعنتی تو اسے ملعون بنانا چاہتے تھے مگر خدا نے انہیں (عیسٰے مسیح کو) عزت کے ساتھ دنیا سے اٹھایا۔ عدم قتل سے موت کی بالکل نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔ کہ اب عیسٰے نے مرنا ہی نہیں۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ صلیب پر نہیں مرے۔ نہ یہ کہ بعد میں کسی اور عارضہ سے بھی نہیں مرے۔ رفعہ اللہ کے لانے میں جو خوبیاں تھیں وہ ہم بیان کرچکے۔ جب رفعہ اللہ الیہ سے موت ثابت ہو سکتی ہے تو کیا ضرورت تھی بل توفاہ ورفعہ اللہ سے بے جا کلام کو طول دینے کی۔ اور اگر رفعہ اللہ سے موت ثابت نہ ہو تو بھی کچھ حرج نہیں اس سے زندہ ہونا بھی تو ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ الی اللہ مع جسم عنصری محال ہے۔ کیونکہ خدا کسی خاص جگہ میں بقید جسم نہیں اور متوفیک و رافعک میں رافعک حشو نہیں ٹھہرتا۔ اسکے لانیکی وجہ یہ ہے کہ متوفیک عام ہے اسکی روح کے رفع کا ثبوت نہیں ملتا۔ کہ ضرور ہی علیین کی طرف گیا حالانکہ اسی رفعت کے بارے میں یہود کا اعتراض تھا۔ موت کے بعد بعض کی روح آسمان کیطرف نہیں جاتی۔ حضرت مرزا صاحب اور انکے متبعین تو بار بار پکار پکار کر سنا رہے ہیں کہ موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی مگر معلوم نہیں کہ آپ کس خیال سے انہیں یہود کا ہم خیال ٹھہراتے ہیں اور لکھتے ہیں "مرزا جی یہود کے حامی ہیں"۔

(۱۶) خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ اب نبوت کے کمالات ختم ہوچکے۔ اب اسکے بعد کوئی نیا دین نہیں۔ یہی شریعت۔ یہی کتاب تا روز قیامت رہیگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جبھی فرمایا عن عائشۃ رضی اللہ عنھا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی من بعدہ۔ اگر کہیں کہ لا نبی بعدی آیا تو ہم اس سے نبی تشریعی مراد لینگے کیونکہ لا نبی بعدی فرمانے والے نے ہی یہ فرمایا کہ آخری زمانے میں عیسٰے نبی اللہ آئینگے۔

(۱۷) اگر عربی عبارات میں صرفی نحوی غلطیوں کا امکان تسلیم کیا گیا ہے۔ تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرۃ مسیح موعود ؑ کے الہامات غلط ہوتے ہیں۔ کل کتابوں کی عبارت کے ہر ایک فقرہ کی نسبت الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں۔ ہاں جن کتابوں کے مقابل کتابیں لکھنے کیلئے تحدی کیگئی ہے انکی مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ دیکھئے احمد حسن شوکت بھی باوجود دعوی مجدد السنہ مشرقیہ کے کسی عربی کتاب کا جواب نہیں لکھ سکا اور نہ انشاء اللہ مثل بنانے پر قادر ہوگا۔

(۱۸) مجسم شئے کے آسمان سے نازل ہونیکے ثبوت میں ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء پیش کرنا بیموقع ہے کیونکہ یہ آسمان سے اترنا ایسا ہی ہے جیسے چارپائے۔ پتھر۔ وغیرہ ہر ایک چیز کے آسمان سے اترنے کا بیان ہے۔

(۱۹) گورنمنٹ کی تعریف میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اظہار حق ہے اور اگر تعظیمی الفاظ ہیں تو وہ بھی قرآن کریم کے احکام کے مطابق۔ یہ چاپلوسی نہیں بلکہ بادشاہ وقت کی اطاعت جو سب مسلمانوں پر فرض ہے جنکے دل میں باغیانہ خیال ہوں انہی کو اپنے شہنشاہ کی مدح اور پھر واجبی مدح بری معلوم ہوتی ہے۔ یہ امر یکسر الصلیب کے مخالف نہیں۔ نہ صلیب پرستی پر دال ہے۔ حضرت صلیب کا دارومدار موت مسیح پر تھا جو ثابت ہوچکی۔ بس اب کسر صلیب میں کیا شک رہ گیا۔ آنکھیں کھولو اور دیکھو کوتاہ نظروں کے لئے اگر اس حقیقت کا انکشاف بعد از وفات سیدنا المسیح الموعود ہو تو یہ امر منافی رسالت و امامت آنحضرت نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کی تمکین دین اور بعض فتوحات موعودہ خلفاء ہی کے عہد میں ہوئی تھیں نہ خود جناب رسالت مآب کے دست مبارک پر۔ باقی رہی یہ بات کہ "بھلا ایک سور کو مار تو دکھائیں" اور جنگل میں شکار کھیلنے جائیں"۔ سو حضرت! اس قسم کا سوروں کو مارنے والا مہدی یا مسیح آپ ہی کو مبارک ہو۔ (احمدی گجراتی)

نظم

بر نظم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدئی معہود علیہ السلام

از خاکسار محمد عبد الغنی صفدر امرتسری احمدی۔

جب سے بیڑا طلب حق کا اٹھایا ہم نے
عقل کو صرف کیا۔ جاں کو کھپایا ہم نے
جسقدر زور لگانا تھا لگایا ہم نے
(ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نپایا ہم نے)

جب کہ تحقیق و تقابل کیطرف ہم آئے
اپنے قول اہل مذاہب نے ہمیں سمجھائے
نقص ہی نقص سب ادیان و ملل میں پائے
(کوئی مذہب نہیں ایسا جو نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد ہی سے کھایا ہم نے)

بات ہم بغض و حسد سے نہیں کرتے اصلا
ہم نے انصاف سے ہر دین کو دیکھا بھالا
ایک اسلام ہی ظلمت سے مبرا پایا
(اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے)

جسقدر عالم و فاضل ہیں یہاں دانشمند
پھر طعنوں سے جو پہنچاتے ہیں ہر وقت گزند
ان میں اک شخص بھی اصلا نہیں انصاف پسند
(آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے)

باقی دارد

میرزا حیرت کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۱

چونکہ کرزن گزٹ کے دو نمبرون یعنی مورخہ ۱۵ جولائی اور یکم اگست مین حیرت صاحب نے اُس سلسل مضمون کے علاوہ جو انہون نے جاری کیا ہوا ہے۔ دو اور جگہ بہی ہماری شن کے متعلق ریمارکس کئے ہین۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم بہی اس نمبر مین ان دونون مقامات کی بابت اظہار رائے کر دین۔ اور پہر اُس کے بعد پہر اپنے اُسے قدیمی سلسلہ کو جاری کرین۔ تاکہ یہ دو مقامات بغیر توجہ کئے نظر انداز نہ ہو جاوین ؛

پہلا موقعہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۴ء کے اخبار مین صفحہ ۷ کالم ۳ پر حیرت صاحب نے ایک مراسلت چہاپی ہے۔ جس کے کاتب کوئی محمد احسن صاحب ہین۔ مراسلت سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کس جگہ سے بہیجی گئی ہے۔ اور اس کا مضمون یہ ہے۔ ”میرے ہان چند اشخاص مسمی کلو و شیخ جو کہو ٹو وغیرہ ایک مدت دراز سے مرزا کے معتقد اور جان نثار تہے۔ .. .. وہ سب ایک روز مولانا ابو المحمود مولوی محمد حامد علی نعمانی ظہور آبادی غازی پوری کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ بمقدمہ مذہب مرزائی چہیڑ چہاڑ شروع ہوئی۔ کہ آیا یہ مذہب حق ہے۔ یا باطل۔ تو فوراً مولانا نے فرمایا۔ کہ باطل ہے۔ اور اُس کا باطل ہونا قرآن و حدیث سے ثابت بہی کر دیا۔ اور فرمایا۔ جو شخص اُسے اختیار کریگا۔ جہنم اس کا ٹہکانا ہوگا۔ الغرض مولانا کے پند و نصائح سے نیز مولانا مرزا حیرت صاحب کے سلسلہ مضمون نمبر ۱ لغایت نمبر ۹ نے ان کو سچے مذہب کا گرویدہ بنا دیا۔ اور وہ مرزائی مذہب سے تائب ہو گئے۔ اول تو اس مراسلت سے کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آیا یہ فرضی نام ہین یا اصلی ہین۔ اور وہ کون سے اشکال پیش آئے کہ ایک گروہ کثیر کے تائب ہونے کا ذکر کیا گیا۔ لیکن نہیں لکہا گیا۔ کہ یہ واقعہ کس جگہ کا ہے۔ اس کا ٹہیک پتہ نشان کچھ ہے بہی یا ان واقعات کا ٹہکانہ عدم آباد ہے۔ اس لیے اس مراسلت کیطرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ تہی لیکن محض حیرت صاحب کے خاطر“ اگر فرضاً یہ واقعہ صحیح بہی سمجہا جاوے۔ تو اس حالت مین چند ریمارکس اس پر کر دینے ضروری معلوم ہوئے۔

حیرت صاحب ایسی باتون کا نہ ہم پر کچھ اثر ہی اور نہ ہمارا کچھ بگڑ سکتا ہے۔ اگر فرضاً چند آدمیون کا حشر ایسا ہو بہی گیا۔ تو تعجب کی کیا بات ہے۔ یہ بہت معمولی باتیں ہین۔ جنکی طرف تمکو توجہ بہی نہ کرنی تو چاہیئے تہی۔ اور تم ایسا ہی کرتے۔ اگر تمہارا حافظہ اچہا ہوتا۔ اور تمنے ان تعلقات پر کبہی غور کیا ہوتا۔ جو مولی کریم کا مصلحان قوم کے ساتہ ہوتا ہے۔ لیکن تم تو صرف نقال ہو۔ جو واقعہ کہین سے ملے۔ اس کو موقعہ پر نقل کر لیا۔ اور بس۔ اگر تم کو ہماری بات کا یقین نہ آوے۔ تو دیکہو اور غور سے دیکہو۔ معمولی طور پر نہیں۔ بلکہ آنکہین کہولکر دیکہو۔ اور سیرت محمدیہ کا صفحہ ۲۵۵ بہت غور سے پڑہو۔ جہان تمنے میور کے ایک اعتراض کا اپنے وہم مین جواب دیا ہے۔ اور لکہا ہے۔ ”یکایک یہودیون کا ایمان نہ لانا۔ یا ایمان لاکر پہر جانا یہ اُنکی صدیون کی شقاوت تہی۔ جو ان کے دلون پر بیٹہی ہوئی تہی۔ اور جس نے اپنا اثر ان کے خون مین کر لیا تہا۔ .. .. .. الخ“۔ سو اب حیرت صاحب اسے اپنے منطق کیموافق آپ ہماری طرف سے بہی جواب سمجہہ لیوین۔ کیونکہ زمانہ موجودہ کی صدیون کی شقاوت کے تم خود قائل ہو۔ جس کا ذکر تم اسی نمبر مین کسی جگہ پڑہو گے۔ اور اس صدیون کی شقاوت کا جو اثر مسلمانون پر پڑا ہے۔ اُس کا خاکہ تمنے مفصلہ ذیل پیٹنٹ الفاظ مین کہینچا ہے۔ ”ہند کے مسلمانون نے اس بات کا ثبوت دیدیا ہے۔ کہ وہ مٹ کے رہینگے۔ اور جو شخص ان کے مٹنے سے بچانے کی کوشش کرے وہ مجنون ہے“۔ دیکہو گزٹ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۱ کالم ۲

پس اب اس مذکورہ بالا بیان کے بعد ایک حرف بہی کہنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر وہ واقعہ جو مراسلت مین لکہا گیا ہے۔ بفرض محال درست بہی ہو تو یہ بہت معمولی بات ہے۔ اور اس قسم کی نظرین ہمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بہت ملتی ہین۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ منافق کس کثرت سے تہے۔ انہون نے کیا کیا غضب ڈہایا تہا۔ خود تمہاری ہی تصانیف بہی اُسکی شاہد ہین۔ پس احمدی جماعت کے لئے اس قسم کے واقعات بالکل معمولی بلکہ وہمی ہین۔ جنکی ایک وجہ یہ مفصلہ ذیل حدیث بہی ہے۔ جو ہدیہ مہدویہ کے صفحہ ۱۱۴ سے نقل کیجاتی ہے ؛

اخرج نعیم بن حماد عن محمد ابن الحنفیۃ قال کنا عند علی فسالہ رجل عن المھدی فقال ہیہات ثم عقد بیدہ سبعًا۔ فقال ذاک یخرج فی اخر الزمان۔ اذا قیل للرجل اللہ اللہ قتل فیجمع اللہ لہ قومًا قزعًا کقزع السحاب یولف بین قلوبھم لا یستوحشون علی احد ولا یفرحون باحد دخل فیھم علی عدۃ اصحاب بدر لم یسبقھم الاولون ولا یدرکھم الاخرون وعلی عدۃ اصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النھر ؛ **ترجمہ**۔ نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے۔ کہ وہ کہتے تہے۔ کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بیٹہے ہوئے تہے۔ ایک شخص نے اُن سے مہدی کی نسبت سوال کیا۔ تو انہون نے کہا۔ کہ ابہی دور کی بات ہے۔ پہر ہاتہ سے نو کی صورت بنائی۔ اور کہا۔ کہ وہ آخری زمانہ مین خروج کریگا۔ جبکہ آدمی کو کہا جائیگا۔ کہ اللہ سے ڈرو۔ اور جب وہ ظاہر ہوگا۔ تو اس کے پاس اللہ تعالی ایک ایسی جماعت جمع کرے گا۔ جو ابر بہار کی طرح آنسو بہایا کریگی اور ان کے دلون مین اُلفت ہوگی۔ اور نہ وہ کسی کو کے جانے پر وحشت کرین گے۔ اور نہ کسی کو کے آنے پر اترائین گے۔ اور ان کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ہوگی۔ نہ پہلے لوگ اُن سے کو سبقت لے گئے ہون گے۔ اور نہ پچہلے لوگ آنیوالے اُن کے مرتبہ کو پہنچین گے۔ اور وہ اصحاب طالوت کے برابر ہون گے۔ جو ان کے ہمراہ نہر سے پار اُترے تہے“ ؛

دیکہا حیرت صاحب جبکہ احمدی جماعت کی یہی تو تعریف ٹہیری۔ کہ نہ کسی کے چلے جانے پر وحشت ہون گے۔ اور نہ داخل ہونے پر خوشی سے چہلانگ اترائین گے۔ تو تمہاری ایسی فضول باتین بالکل بیہودہ ہین ؛

دوسرا موقعہ کرزن گزٹ مورخہ یکم اگست ۱۹۰۴ء اس مین حیرت صاحب نے ۱۸۹۱ء مین حضرت اقدس کی ملاقات کے متعلق کچھ حالات لکہے ہین۔ مین اس جگہ تفصیل سے بحث نہیں کرونگا بلکہ اصل مضمون مین جو حیرت صاحب نے نکتہ چینیان کی ہین۔ ان کا جواب دیتے وقت ۱۸۹۱ء والے واقعات پر بحث کرون گا۔ فی الحال صرف دو باتون کا اظہار کرنا چاہتا ہون۔ کہ جس جگہ سے حیرت صاحب نے یہ لفظ طفلانہ حرکتون والا لیکر استدلال کیا ہے۔ ایسی جگہ اور بہت سی باتیں لکہی تہین۔ اور چند

سوالات بھی کئے گئے تھے ۔ جن کا اول جواب دینا تو حیرت صاحب کے لئے ضروری تھا ۔ لیکن اُن کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ سو مشفق من شرمندگی کی اس میں کیا بات ہے ۔ جبکہ تمکو پے درپے الہام ربانی سے ایک بات معلوم ہوئی تھی ۔ اور تم مدعی بنے تھے ۔ تو ایمانداری کی تو بات یہ ہے کہ یا تو ان کا اقرار کرلو ۔ کہ وہ شیطانی وسوسہ تھا ۔ جو ان وجوہات سے دل میں پیدا ہو گیا تھا ۔ ورنہ ان سوالات کا جو ۸ ۔ ۱۷ جون کے البدر میں کئے گئے ہیں ۔ معقول جواب دو ۔

دوسری بات جس کا اس وقت میں پوچھنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ حیرت صاحب نے اپنی عادت کے موافق ان واقعات کو بہت ہی چھپا چھپا کر لکھا ہے ۔ اور بہت حالات خلاف واقعہ ہیں ۔ جن پر عنقریب وہ تفصیل سے بحث البدر کے کالموں میں پڑھ لیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ فی الحال وہ ہم کو یہ بتا دیویں ۔ کہ اس موقعہ پر جب تم حضرت اقدس سے ملنے آئے تھے ۔ آیا تم نے یہ ظاہر کیا تھا ۔ یا نہیں ۔ کہ تمہارے یہ اظہار اپنے کیوا سطے میں گورنمنٹ کیطرف سے آیا ہوں ۔ اگر یہ ظاہر نہیں کیا تھا ۔ تو کیا اس قسم کے سوالات جو تم نے اب چھاپے ہیں ۔ کرنے کے تم مجاز تھے ۔ یا نہیں تھے اور آیا تم اس انکار کی بابت کہ تمنے گورنمنٹ کے متعلق اشارہ نہیں کیا تھا ۔ حلف اُٹھا سکتے ہو ۔

دوم آیا تمہاری ان بے عنوانیونکی بابت تمہاری حقیقی والدہ صاحبہ نے تم کو کچھ سرزنش کی تھی یا نہیں ۔ جس کی اس وقت تم نے کن الفاظ میں معافی مانگی تھی ۔ اور تمنے ان کی ارشاد پر کس قدر سعادت مندی دکھائی ۔

آیا تم اپنے اس وقت کے مسیحیت کے دعوے کے اظہار سے ہونے پے درپے الہام ربانی سے اختیار کیا تھا ۔ کسی الہام کی بنا پر دست کش ہوئے تھے یا تمہارے الہام ربانی تمہاری والدہ صاحبہ کے منہہ کی پھونکوں سے اُڑ گئے تھے ۔

فی الحال اسیقدر دریافت کرلینا کافی ہے ۔ اس کا جواب مل جانے پر جب ہم اس معاملہ پر بحث کرینگے تو بہت سے واقعات کا اظہار انشاء اللہ تعالےٰ اس زمانہ کے اخبارات کے بعض مضامین کے حوالہ سے بیان کردینگے ۔

(راقم ۔ احمدیہ)

(یار زندہ صحبت باقی)

باقی آئندہ

عالم اخبار

کیا شافعی فرقہ مسلمان نہیں ؟ ۔ ۹ اگست ۱۹۰۴ء کے روزانہ میں مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ایک خبر شایع کی ہے ۔ جس کا عنوان "نومسلم" ہے اور لکھا ہے ۔ کہ بروز جمعہ شاہی مسجد لاہور میں ۶ کس مسلمان ہوئے ۔ تین بدو شافعی مذہب رکھتے تھے ۔ حنفی مذہب میں داخل ہوئے ۔ ایک ہندو مرد ایک ہندو عورت ۔ اور ایک خاکروب ۔ اس مضمون سے ظاہر ہے ۔ کہ شافعی مذہب کے لوگ مسٹر محبوب عالم کے نزدیک مسلمانوں میں داخل نہیں ہیں ۔ اور وہ صرف حنفی مذہب کے لوگوں مسلمان خیال کرتے ہیں ۔ خاک ایسی سمجھہ پر ۔

—— امریکہ میں علم سائینس کے ایک ماہر نے تحقیقات کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے ۔ کہ علی الصباح سوتے سے اُٹھنے سے انسان پاگل ہوجاتا ہے ۔

—— مسجد ۔ روزانہ پیسہ اخبار اللوا کے حوالہ سے لکھتا ہے ۔ کہ لنڈن میں پہلے سے بہت مسجدیں موجود ہیں ۔ اور مسلمانوں کی بہی کثیر تعداد ہے ۔ لیکن حال میں معزز لوگوں نے ارادہ کیا ہے ۔ کہ ایک عالی شان مسجد بنوائی جاوے ۔ جس کی بنیاد بہی چندہ کرکے ڈالدی گئی ہے ۔ قاہرہ میں جو اعلے سے اعلیٰ مسجد ہے ۔ یہ اسکی نقل ہوگی ۔ باہر سے اس کا رنگ سبز اور اندر سے چمکدار ہوگا ۔ اور اس قدر وسیع ہوگی ۔ کہ تین ہزار آدمی آرام سے نماز پڑھ لیں ۔ لیکن اگر ایسے مسلمان ایڈیٹر ایک لاکھ بہی انگلینڈ میں آباد ہوں ۔ جو مسجد کے بننے پر تو خوش ہوں ۔ لیکن نماز کے نزدیک تک نہ جاویں ۔ تو ان کو ایسی مسجد سے کیا فائدہ ۔

—— لاہور کی اسسٹنٹ سرجن کلاس میں پچیس ۲۵ طالب علموں میں سے اکیس طالب علم پاس ہوئے ۔ ایک کا نتیجہ زیر تجویز ہے ۔

—— عیسائیوں کے گہر کا کہانا جائز ہے ۔ کہ نہیں یہ ایک استفسار پیسہ اخبار نے چودہویں صدی سے نقل کیا ہے ۔ اور اس پر آپ بہی مفتی بن کر رائے زنی کی ہے ۔ شریعت اسلام میں دینی امور کی نسبت اوسی شخص کی رائے تسلیم کیجاتی ہے ۔ جو کہ ارکان اسلام کا پابند اور متقی شخص ہو ۔ ہم نہیں سمجھ سکتے ۔ کہ اس قسم کی شرائط کو مد نظر رکھکر اخباری ایڈیٹروں اور مصنوعی ریفارمروں کو کہاں تک فتووں میں دخل اندازی کا حق ہے ۔

پبلک کی آگاہی کے لئے ہم زمانہ کے امام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب اور خلیفہ کا فتویٰ کا خلاصہ درج کرتے ہیں ۔ جو کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے البدر میں شایع ہو چکا ہے ۔ کہ اسوقت کے اہل نصاریٰ نے دینی تعظیم اور حدود کو بالکل فرو گذاشت کر دیا ہے ۔ اور ملت اور حرمت میں کوئی تمیز یہ لوگ نہیں کرتے ۔ اس لئے شبہ ہے ۔ کہ انکے کہانوں میں سور کی چربی ہو یا مردار وغیرہ کی آمیزش ہو ۔ اور اسی لئے اُنکے کہانے کا استعمال اہل اسلام کو جائز نہیں اور قرآن شریف میں اہل کتاب کا لفظ کثرت سے اہل یہود پر استعمال کیا گیا ہے ۔ اور دراصل صاحب کتاب بھی یہودی ہی تھے ۔ جو کہ شریعت کے وارث تھے ۔ انجیل کوئی شریعت نہیں لائی ۔ اس لئے بھی اہل کتاب سے یہود ہی مراد ہیں ۔ اور اُن کے ذبح وغیرہ اور طعام اہل اسلام کے لئے حلال ہیں ۔ اور یوں بھی دیکھا ہے کہ یہود لوگ کہانوں اور ذبیحوں میں مذہبی شعار اور حدود کے بڑے پابند ہیں ۔

—— سلطان المعظم یعنے سلطان روم کی منجھلی شاہزادی نعیمہ سلطانہ کے خاوند کمال الدین بادشاہ جو کہ غازی عثمان کے منجھلے بیٹے ہیں ۔ ملک و ملت کی بد خواہ جماعت میں جو ترکی ینگ پارٹی کے نام سے مشہور ہے ۔ شامل ہو کر ملک سے بہاگ گئے ۔ اور ملک اور سلطنت کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں ہیں ۔ شاہزادی صاحبہ نے اس مجہولانہ حرکت سے بیزار ہو کر فسخ نکاح کرا لیا ہے ۔ (نیر آصفی)

—— جاپانی فوج لیاؤیانگ اور موکڈین کو (دار السلطنت منگولیا) پر یکبارگی حملہ کرنیوالی ہے ۔

—— دولاکھہ جاپانی فوج پورٹ آرتھر کی تسخیر کے درپے ہے ۔

—— ۳ اگست کو برٹش فوج لاسہ دار السلطنت تبت میں داخل ہوئی ۔ لامہ ۱۵ میل اندر چلا گیا ہے ۔ ۲ سال تک کسی سے نہ ملیگا ۔ اور کسی فوج کو شہر لاسہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ۔

لکنت کا علاج

ایک شخص نے اپنے حالات بذریعہ خط کے حکیم نور الدین صاحب کو اس طرح سے لکھے ۔ وہ ایک لکنت والے اوستاد سے عربی پڑھا کرتا تھا ۔ رفتہ رفتہ اُسے لکنت کرتے ہوئے دیکھکر زبان میں لکنت کرنے لگی ۔ حتے کہ اُسے یہ مرض ہو گیا ۔ بعد ازاں یہاں تک ترقی کی ۔ کہ اس نے بولنا ترک کردیا ۔ بہت علاج کئے مگر فائدہ نہ ہوا ۔ حکیم صاحب نے اُسے جو علاج لکھا ۔ وہ یہ ہے

علاج ۔ خدا تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہ ہونا چاہیئے وہ لکنت کو بہی دور کرسکتا ہے ۔ مغز بادام مقشر اور مصری کو صبح کہایا کریں اور ایک ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم — دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

اِنَّ اللّٰہَ مَا صَرَّحَ بِکُلِّ وَقْتِ مَسِیْحَةٍ وَمَا بَرَزَ مِنْ اِرَادَۃٍ

آئینہ ہے [illegible] بدر کا
عکس [illegible]

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

ای جہان منتظر خوشباش کلدن گلستان
آمسیح دور آخر مہدی آخر زمان

البدر

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

قیمت سالانہ عہ

نمبر ۳۱ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
مہر او با شیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبر ہائی معاد
معجزات و ہمہ حق اند و راست
سیم ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
بادۂ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
زو شد سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و الہامی بود
اقتدائی قول او در جان ماست
آنچہ از حضرت احمد ہست آن
معجزات انبیاء و سابقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بریں از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن از خود از ہمان جای بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب بیعت دہراتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں +

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کر لیگا اور **قال اللّٰہ** اور **قال الرسول** کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک [illegible] سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

نقش بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ دسمبر ۱۹۰۳ء تک پندرہ سال ہوئے ہیں۔ ... اسکی یادگار میں ... آپ کی فتح و نصرت کا نشان ... قادیان ... غلام احمد

حضرت مسیح موعود کا نزول لاہور میں

باعث تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تقریب سے کہ مقدمات کی پیشی کے لئے چونکہ بار بار گورداسپور جانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح آئے دن بارکاب رہنے اور پھر خصوصاً بارش کا موسم ہونے سے سفر کے مشاغل اور تکلیفات بہت درجہ بڑھ جاتی ہیں۔ یہ تجویز فرمایا تھا۔ کہ جب تک مقدمات کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ معہ اہل بیت کے گورداسپور میں ہی قیام کیا جاوے۔ ۱۸ تاریخ کو مقدمہ کی پیشی تھی۔ اوسان کے بعد عدالت نے ۵ ستمبر کا دن سماعت مقدمہ کے لئے تجویز کیا۔ چونکہ یہ ایک لمبا وقفہ تھا۔ اس لئے خدا معلوم کون سے ایسے محرکات پیدا ہوئے۔ جنکی وجہ سے اس مجسم رحم اور کرم انسان نے ارادہ کیا۔ کہ لاہور چلکر تشنگان آب ہدایت کو پند و نصایح کا جام پلایا جاوے۔ اور خواب غفلت میں مدہوش سونے والوں کو بیدار کر کے اس شاہی خطاب سے باخبر کیا جاوے۔ جو کہ طاعون کے رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور اس حقیقی معبود اور مسجود کی یاد دلائی جاوے۔ جس کو فانی لذات کی عارضی حلاوت کی وجہ سے لوگ فراموش کر بیٹھے ہیں۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ سال گذشتہ کے آخری حصہ میں چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنے رویا سے تجویز فرمایا تھا۔ کہ پنجاب کے بڑے بڑے امصار میں سفر کر کے وہاں منہاج نبوۃ پر بذریعہ تقریروں کے تبلیغ اور اتمام حجۃ کی سنت کو پورا کیا جاوے۔ اور ہمارے ان مقامات کے لاہور بھی دارالسلطنت پنجاب ہونے کی وجہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا ممتاز شہر تھا۔ اس لئے آپ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے یہ تقریب پیدا ہو گئی

روانگی و منزل مقصود آپ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو سب سے اول ٹرین میں گورداسپور سے معہ اہل بیت روانہ ہوئے۔ بٹالہ اور امرتسر وغیرہ سے بعض اصحاب نے معیت اختیار کی۔ امرتسر کے سٹیشن پر وہاں کی احمدی جماعت اور ایک کثیر گروہ دوسرے معززین کا حضور کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہونے کو موجود تھا۔ دو گھنٹہ کے قریب ٹرین وہاں ٹھہری۔ جبکہ لوگ جا جا کر مصافحہ اور ملاقات کرتے رہے۔ دو بجے سے پیشتر لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کل پلیٹ فارم آدمیوں سے پر ہے۔ اور پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں۔ احمدی جماعت کے علاوہ سٹیشن کا عملہ جسمیں انگریز اور ہندو اور مسلمان وغیرہ اور دیگر معززین و عوام الناس لاہور جو کہ زیارت کے مشتاق تھے۔ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ سب سے اول مستورات کو گاڑیوں پر سوار کر کے زیر اہتمام حکیم نور محمد صاحب احمدی پروپرائٹر کارخانہ ہمدم صحت لاہور قیام گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ اسکے بعد خود حضرت مسیح موعود اور آپکے دیگر اصحاب کبار گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ آپکی گاڑی بہت آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس لئے چلتی تھی۔ کہ تا ان لوگوں کو جو کہ حسن عقیدت اور محبت کی وجہ سے پاپیادہ ہمراہ آرہے ہیں۔ تکلیف نہ ہو ✦

جائے قیام حضور کے قیام کے لئے اس دفعہ میاں معراج الدین عمر احمدی رئیس و ٹھیکدار لاہور (... ...) کا ایوان تجویز ہوا تھا۔ جو کہ حال ہی میں دہلی دروازہ کے باہر تعمیر ہوا ہے۔ لیکن چونکہ مطلق یہ عمارت کل مہمانوں کی آسایش کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے میاں چراغ الدین صاحب احمدی رئیس لاہور کا ایوان مسمے مبارک منزل اور آپکی دیگر وسیع عمارات کا ایک بڑا حصہ بھی مہمانداری کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مبارک منزل وہ ایوان ہے۔ جہاں حضرت مسیح نے سفر جہلم کیوقت قیام فرمایا تھا۔ اور اس خوشی کی تقریب پر مالکان مکان نے اس کا یہ نام انتخاب کیا تھا۔

سفر جہلم کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے ہم نے یہ لکھا تھا۔ کہ اس موقعہ پر جو دعوت لاہور میں حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو دیگئی تھی۔ وہ جماعت لاہور کیطرف سے تھی۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ ہمیں پیچھے معلوم ہوا۔ کہ اس کا کل اہتمام صرف میاں چراغ الدین کیطرف سے تھا

یہ ہر دو عمارات جن کو حضرت مسیح موعود کے فرودگاہ ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قریب دہلی دروازہ کے باہر شاہ محمد غوث صاحب کی مزار کے قریب واقع ہیں۔ اور انکے تعمیر ہو جانے سے احمدی مسافروں کی وہ تکلیفات جو کہ لاہور میں عارضی قیام یا آمد و رفت کی وجہ سے پیش آتی تھیں۔ یک قلم رفع ہو گئیں ہیں چونکہ میاں چراغ الدین صاحب کی عمارت پہلے سے تعمیر شدہ ہے۔ اس لئے وہ ابنائے سبیل کئی مدتوں سے خیر کثیر حاصل کر رہیں سبقت لیگئی ہوئی ہے۔

سفر میں اہل بیت کی ہمراہی بعض کم ظرف اور تنگ خیال کے لوگوں نے اس امر پر اعتراض کیئے۔ کہ سفر میں بھی عورتوں کے جھگڑے کے سوا ان سے رہا نہ گیا۔ یہ انکی نادانی ہے۔ جن لوگوں نے چشمۂ نبوت کے آب حیات سے کوئی جرعہ نوش کیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ سرور انبیاء اور امت محمدیہ کے ابو الانبیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر اہل بیت کو ہمیشہ ہمراہ رکھتے چنانچہ اسی اتباع میں آپکے خدام والا شان مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے مرزا خدا بخش صاحب اور دیگر اصحاب کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے۔ اور جب حکیم نور الدین صاحب و مولانا عبدالکریم صاحب اور عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے نام حضرت کا فرمان لاہور آنے کے لئے پہونچا۔ تو اسی سنت نبوی کے اتباع میں ہر سہ اصحاب معہ اہل بیت کے رونق افروز لاہور ہوئے ہیں ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ سیالکوٹی سابق بالخیر جماعت نے بھی اس سفر میں اسی سنت پر عمل درآمد کیا ✦ (باقیست)

احمدی ڈرافسمینوں سے ضروری التماس

نمبر ۲۴ سے البدر میں ایک خاص نقشہ ٹائیٹل پیج کا دیا جا رہا ہے۔ محض قیاسی طور پر یہ بدر میدان کا خاکہ ہے اگرچہ اسے بعض اصحاب نے پسند فرما کر تاکید کی ہے۔ کہ اسے نہ بدلا جاوے۔ لیکن چونکہ اسکی تیاری کیلئے ایک نقشہ نویس کاتب کیضرورت ہے۔ جس کا ملنا محال ہے۔ اس لئے میری رائے ہے۔ کہ ایک خوش نما اور دل پسند ایسا نظارہ تیار کیا جاوے۔ جس کو علاوہ اپنی خوش نظری کے کاتب کیلئے طیار کرنا بھی آسان ہو۔ اور وہ البدر کے مفہوم کو بھی ادا کرتا ہو۔ اگر میرے مہربان ڈرافسمین توجہ فرماویں۔ تو ایسی نقشہ کا طیار ہونا کوئی مشکل امر نہیں ہے پہلے صرف پنسل سے ڈیزائن کر کے خاکسار کو نقشہ ارسال کیا جاوے۔ پھر جو پسند ہوگا۔ مسطر چھپوائی جاویگی۔ جس پر کاتب قلم پھیر کر تیار کر لیا کرے گا ✦

---

۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہٗ کی خانقاہ کے پاس ایک لکچر گاہ تھی اور جو ایسے کاموں کے لئے واقعی موزون جگہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکچر "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" پر پڑھا گیا۔ خود حضرت اقدس بھی موجود تھے۔ مگر لکچر مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔ اور اسکے بعد خود حضرت نے ایک تقریر کی۔ جسے ہم دوسری جگہ درج کریں گے۔ دس بارہ ہزار کے قریب مخلوق جسمیں ذی علم صاحب اثر اور وجاہت اشخاص سوائے عیسائیوں کے جو النادر کالمعدوم تعداد میں تھے موجود تھے۔ الحمدللہ کہ ناظرین نے بڑے امن اور چین سے اس لکچر کو سنا جہاں تک ہمارا خیال ہے اس تبلیغ اور اتمام حجت نے لاہور کی خاص پبلک کی رائے کو حضرت مسیح کے بارے میں بدل دیا۔ مفصل کیفیت اور خلاصہ لکچر انشاءاللہ دوسرے موقع پر درج کریں گے ✦

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۷ اگست ۱۹۰۴ء قادیان

شام کی نماز کے بعد چند ایک احباب نے بیعت کی۔ انمین ایک صاحب ایسے تھے جوکہ اپنے زمانہ جہالت مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کو سخت الفاظ سے یاد کرتے اور بہت ہی برا بھلا کہتے تھے۔ وہ اپنی ان خطاؤن کی معافی حضرۃ اقدس علیہ السلام سے طلب کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ توبہ کے بعد اللہ تعالے سب گناہ بخشدیتا ہے۔ اس اثنا مین اس تائب کا دل اپنے گناہون کو یاد کرکے بھر آیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا۔ روتا جاتا تھا۔ اور گناہون کی مغفرۃ کی دُعا بھی کرتا جاتا تھا۔ اُسکی اس حالت کو جناب حکیم نورالدین صاحب نے دیکھکر عرض کی۔ کہ ایسے ہی مذنب ہین۔ جنکو گناہ خدا بخشدیتا ہے۔ اس پر سلسلہ کلام چل پڑا۔ اور حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ذیل کی تقریر شروع کی۔

فرقہ ملامتی

فرمایا۔ کہ ذنوبی آدمی کو اسی قرب کے لیئے بخشتے ہین۔ بشرطیکہ ساتھ توبہ اور استغفار بھی ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالی نے خطا اور ضعف بشریت مین انبیاء کو بھی شریک کر دیا ہے۔ تاکہ قرب الٰہی کے مراتب مین وہ ترقی کر سکین۔

فرقہ ملامتی۔ کو مین پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خدا کے ...... مقابلہ پر غیر کے وجود کو بڑا خیال کرتے ہین اور اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھکر مخلوق کی نظرون مین متہم (جائے تہمت) ہونا چاہتے ہین۔ یہ انکی غلطی ہے۔ دوسرے وجود کو تو لا شے خیال کرنا چاہیئے۔

فائدہ

یہ ایک فرقہ ہے۔ جو کہ قال اللہ اور قال الرسول کا قائل ہوتا ہے۔ مگر لوگونکی نظرون مین عمداً حقیر اور ذلیل بننے کیلئے فاسقانہ حرکات کرتا ہے۔ اور خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ مین نفس کو مارتا ہون۔

⁂

اور کسی کے ضرر اور نفع پر نظر ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ نہ کسی کی مدح سے پھولے اور دل مین خوش ہو۔ اور نہ کسی کی ذم سے رنجیدہ خاطر ہو۔ سچے موحد وہی ہوتے ہین۔ جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے وجود کو کوئی شے خیال نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ فرقہ ملامتی اس توحید سے گرا ہوا ہے۔ خدا تعالے نے مومنون کی صفت فرمائی ہے۔ لا یخافون لومۃ لائم۔ کہ وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں خوف کھاتے۔ اور صرف اپنے مولا کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہین۔

مومن ایک لاپرواہ انسان ہوتا ہے۔ اُسے صرف خدا کی رضامندی کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اُسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدنظر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب اُس کا معاملہ خدا سے ہے۔ تو پھر اُسے کسی کی ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔

جب انسان خدا تعالے کے بالمقابل کسی دوسرے کے وجود کو دخل دیتا ہے۔ تو ریا اور عجب وغیرہ معاصی مین مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ دخل وہی ایک زہر ہے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے اول جزو لا الہ مین اسکی بھی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا کے ایک حکم کی بجاآوری سے قاصر رہتا ہے۔ تو آخر اُسے خدا کی کسی صفت مین شریک کرتا ہے۔ تبھی تو قاصر رہتا ہے۔ اس لیئے لا الہ کہتے وقت اس قسم کے معبودون کی بھی نفی کرتا ہے۔ صوفیون نے اس قسم کے ملامتی لوگون کے بہت سے قصے لکھے ہین۔ امام غزالی (علیہ الرحمۃ) نے بھی لکھا ہے۔ کہ آج کل کے فقرا ریاکار ہوتے ہین۔ تن کی آسانی کو مدنظر رکھکر موٹے جھوٹے کپڑے تو پہنتے نہیں۔ اس لیئے باریک کپڑون کو گیروا یا سبز رنگ لیتے ہین۔ اور ان کے جبے پہنکر اپنے کو فقرا مشہور کرتے ہین۔ مقصود ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگون سے متمیز ہون۔ اور عوام الناس خصوصیت سے ان کیطرف دیکھین۔ پھر روزہ دارون کا ذکر لکھا ہے۔ کہ کوئی روزہ دار مولوی کسی کے ہان جاوے۔ اور اُسے مقصود ہو۔ کہ اپنے روزہ کا اظہار کرے۔ تو مالک خانہ کے استفسار پر بجائے اس کے کہ سچ بولے۔ کہ مین روزہ رکھا ہوا ہے۔ اپنی نظرون مین بڑا نفس کش ثابت کرنے کے لیئے جواب دیا کرتے ہین۔ کہ مجھے عذر ہے۔ غرضیکہ اسطرح کے بہت سے مخفی گناہ ہوتے ہین جو اعمال کو تباہ کرتے رہتے ہین۔ امرا کو کبر اور نخوۃ لگے رہتے ہین جو کہ ان کے عملون کو کھاتے رہتے ہین۔

غریبونکی سبقت نجات مین

اس لیئے بعض غریب آدمی جنکو اس قسم کے خیالات نہین ہوتے۔ وہ سبقت لیجاتے ہین۔ غرضیکہ ریا وغیرہ کی مثال ایک چوہے کی ہے۔ جوکہ اندر ہی اندر اعمال کو کھاتا رہتا ہے۔ خدا تعالی بڑا کریم ہے۔ لیکن اس کی طرف آنے کے لیئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اُسکے اندر ہوگا۔ خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو۔ خواہ ریاست کے لحاظ سے۔ خواہ مال کے لحاظ سے۔ خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے۔ تو اسیقدر پیچھے رہ جاوے گا اسی لیئے بعض کتابون مین لکھا ہے۔ کہ سادات مین سے اولیار کم ہوئے ہین۔ کیونکہ خاندانی تکبر کا خیال انمین پیدا ہو جاتا ہے۔ قرون اولے کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا۔ تو بہت لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہین۔ بہت ہی کم ہین۔ جو ان سے نجات پاتے ہین۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب غریب اور ادنے آدمی سلام علیکم کہے تو اُسے مخاطب کرنا۔ اور وعلیکم السلام کہنا اوسکو عار معلوم ہوتا ہے۔ اور خیال گذرتا ہے۔ کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہے۔ کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لیئے حدیث مین آیا ہے۔ کہ غریب امیرون سے پانسو سال پیشتر جنت مین جاوینگے۔ ہمین معلوم نہیں۔ کہ اس حدیث کے معانی کیا ہین۔ لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہین اس کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ غریبون کا تزکیہ نفس قضا وقدر نے خود ہی کیا ہوا ہے۔

حصول فضل کے دو راہ

یاد رکھو۔ کہ خدا کے فضل کے حاصل کرنے کے دو راہ ہین۔ ایک تو زہد نفس کشی اور مجاہدات کا ہے۔ اور دوسرا قضا وقدر کا۔ لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے عام طبایع بہت کم ایسا پر قادر ہوتی ہین۔ کہ وہ دیدہ و دانستہ تکالیف جھیلین۔ لیکن قضا و قدر کیطرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آکر پڑتے ہین۔ وہ ناگہانی ہوتے ہین۔ اور جب آپڑتے ہین۔ تو تہر درویش بر جان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ جو کہ اس کے تزکیہ نفس کا باعث ہو جاتا ہے جیسے شہدا کو دیکھو۔ کہ جنگ کے بیچ مین لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہین۔ تو خدا کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہین۔ یہ درجات قرب بھی اُن کو قضا و قدر سے ہی ملتے ہین۔ ورنہ اگر تنہائی مین ان کو اپنی گردن کاٹنی پڑتی۔ تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلتے۔ جو

شہید ہون۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ غربا کو بشارت دیتا ہے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃٌ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ قضاء وقدر کی طرف سے ان کو ہر ایک قسم کے نقصان پونچتے ہین۔ اور پھر وہ جو صبر کرتے ہین۔ تو خدا تعالیٰ کی عنائتیں اور رحمتیں اُنکے شامل حال ہوتی ہین۔ کیونکہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے۔ لیکن امرا کو یہ کہان نصیب۔ امیرون کا تو یہ حال ہے۔ کہ پنکھا چل رہا ہے۔ آرام سے بیٹھے ہین۔ خدمتگار چار لایا ہے۔ اگر اُس میں ذرا سا قصور بھی ہے۔ خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے۔ تو غصہ سے بھر جاتے ہین۔ خدمت گار کو ناراض ہوتے ہین۔ بہت غصہ ہو۔ تو مارنے لگ جاتے ہین۔ حالانکہ یہ مقام شکر کا ہے۔ کہ ان کو ہل جوتنا نہیں پڑا۔ کاشتکاری کے مصائب برداشت نہیں کیئے۔ چولہے کے آگے بیٹھکر آگ کے سامنے تپش کی شدت برداشت نہیں کی۔ اور پکی پکائی شے محض خدا کے فضل سے سامنے آگئی ہے۔ چاہیئے تو یہ تہا۔ کہ خدا کے احسانون کو یاد کر کے رطب اللسان ہوتے۔ لیکن اُس کے سارے بڑے احسانون کو بھولکر ایک ذرا سی بات پر سارا کیا کرایا رائیگان کر دیتے ہین۔ حالانکہ جیسے وہ خدمت گار انسان ہے اور اُس سے غلطی اور بھول ہو سکتی ہے۔ ویسے ہی وہ آقا بھی تو انسان ہے۔ اگر اُس خدمت گار کی جگہ خود یہ کام کرتا ہوتا۔ تو کیا یہ غلطی نہ کرتا۔ پھر اگر ماتحت آگے سے جواب دے۔ تو اسکی اور شامت آتی ہے۔ اور آقا کے دل مین رہ رہ کر جوش اُٹھتا ہے۔ کہ یہ ہمارے سامنے کیون بولتا ہے۔ اور اسی لئے وہ خدمت گار کی ذلت کے درپے ہوتا ہے۔ حالانکہ اُس کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی غلطی کی تلافی کے لئے زبان کشائی کرے۔ اسی پر مجھے ایک بات یاد آئی ہے۔ کہ سلطان محمود کی یا ہارون رشید کی ایک کنیز تھی۔ اس نے ایک دن بادشاہ کا بستر اجو کیا۔ تو اُسے گدگدا اور ملایم اور پہولونکی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اسکے دل مین آیا۔ کہ مین بھی لیٹ کر دیکھون۔ تو سہی کہ اس مین کیا آرام حاصل ہوتا ہے۔ وہ لیٹی تو اُسے نیند آ گئی۔ جب بادشاہ آیا۔ تو اسے سوتا پاکر ناراض ہوا۔ اور تازیانہ کی سزا دی۔ وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا۔ کہ روتی تو اس لئے ہون۔ کہ مین چند لمحہ اس پر سوئی۔ تو مجھے یہ سزا ملی۔ اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہین۔ اُن کو خدا معلوم کس قدر عذاب بہگتنا پڑے گا۔ پس غریبون کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہیئے۔ اُن کا قدم آگے ہی ہے لیکن وہ کوشش کرین۔ کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے۔ وہ نکال دیوین۔ کیونکہ بعض وقت ان لوگون سے غریبی مین ہی بڑے بڑے گناہ صادر ہوجاتے ہین۔ جو صبر نہیں کرتے خدا کو گالیان دینے لگ جاتے ہین۔ معاش کی قلت ہو۔ تو چوری۔ ڈاکہ۔ اور دوسرے جرایم شروع کر دیتے ہین۔ ایسی حالتون مین صبر کرنا چاہیئے۔ اور خدا کی نافرمانی کیطرف ہرگز مایل نہ ہونا چاہیئے۔ غربت۔ اور کم رزقی دراصل انسان کو انسان بنانے کے لئے بڑی کیمیا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہون۔ جیسے مالدارون مین تکبر اور نخوت وغیرہ پیدا ہو کر اُنکے اعمال کو تباہ کر دیتے ہین۔ ویسے ہی ان مین بے صبری موجب ہلاکت ہوتی ہے۔ اگر غریب لوگ صبر سے کام لین۔ تو ان کو وہ حاصل ہو۔ جو اور لوگون کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اصل مین بڑا احسان کیا ہے۔ کہ انبیار کے ساتھ غریبی کا حصہ بھی رکھا ہے۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بکریان چرایا کرتے تھے۔ موسےٰ نے بکریان چرائین۔ کیا امرا یہ کام کر سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک جنگل مین ہوا۔ وہان کچھ پہلدار درخت تھے۔ چند ایک صحابی جو کہ ہمراہ تھے۔ وہ ان کا پہل توڑ کر کہانے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ فلان ٹو درخت کا پھل کہاؤ۔ بہت شیرین ہے۔ اصحابہ نے پوچھا۔ کہ یا حضرۃ آپ کو کیسے علم ہے۔ فرمایا۔ کہ جب مین بکریان چرایا کرتا تہا۔ تو اس جنگل مین بھی آیا کرتا اور ان پھلون کو کہایا کرتا تہا۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے یہ تجویز نہین کیا۔ کہ انبیار شاہی خاندان سے ہون ورنہ تکبر اور نخوۃ کا کچھ نہ کچھ حصہ ان مین ضرور رہ جاتا۔ اور پھر نبوۃ کے بھی دو حصے کر دیئے گو ایک مصائب اور شدائد کا اور دوسرا فتح و نصرۃ کا

(چونکہ میری طبیعت بیمار تھی۔ اور رات بھی سخت اندھیری تھی۔ اس لیئے اس سے آگے تقریر کا حصہ قلمبند کرنے کا مجھے یارا نہ ہوا۔ ضروری اور وہ نکات جو میری نظر مین نئے تھے۔ وہ مین نے مختصر قلمبند کئے۔ جن کو ذیل مین درج کرتا ہون؛
(ایڈیٹر)

انبیار کی زندگی کے ان دو حصون مین بھی آلہی حکمت تھی۔ ایک تو یہی تھی۔ کہ اُن کے اخلاق مین ترقی ہو۔ اور یہی بات یہی ہے۔ کہ جون جون نبوۃ کا زمانہ گذرتا ہے۔ اور واقعات اور حادثات کی صورت بدلتی جاتی ہے۔ انبیاؤن کی اخلاقی حالت بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ ابتدا مین ممکن ہے۔ کہ غصہ وغیرہ زیادہ ہو۔ اس لئے نبی کی زندگی کا آخری حصہ بہ نسبت پہلے کے بہ لحاظ اخلاق کے بہت ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہین ہے۔ کہ ابتدا مین اُن کے اخلاق عام لوگون سے ترقی یافتہ نہین ہوتے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے دائرہ نبوۃ مین وہ آخری حصہ عمر مین بہت مودب ہوتے ہین۔ ورنہ ان کی ابتدائی زندگی کا حصہ بھی اخلاق مین۔ تو کل لوگون سے اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ نبی اگر شدائد اور دیگر مصائب سے امن مین رہے۔ تو ان کی صبر کی قوت کا پتہ لوگون کو کیسے معلوم ہو۔ پھر بہت سے اخلاق فاضلہ اس قسم کے ہین۔ کہ وہ صرف تنہ دل مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہین۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل و احسان تہا۔ کہ آپ کو دونو موقعہ عطا کیئے۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگون کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کر سکے۔ فقیر۔ غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اُس کے چشمہ سے ساوی سیراب ہوتا۔ یہ صرف آن حضرۃ کی ہی ذات سے ہے۔ جس نے کل ضرورتون کو پورا کر کے دکہا دیا ہو۔

فرقہ چکڑالوی نے بھی یہان ہی ٹھوکر کہائی ہے اُس نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ بغیر نمونہ کے دوسرا انسان تو اتباع کیسے پوری کر سکتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ کہکر آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے۔ کہ ہر ایک قسم کا سبق مجھ سے لو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب تک ایک اسوہ سامنے نہ ہو۔ انسان عمل در آمد سے قاصر رہتا ہے۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لیئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ انسانی طبایع اسی قسم کی واقع ہوئی ہین۔ کہ وہ صرف قول سے مؤثر نہین ہوتیں۔ جب تک اس کے ساتھ فعل نہ ہو۔ اگر صرف قول ہو۔ تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہین۔ دین کی باتون کو سن کر کہا کرتے ہین۔ کہ یہ سب باتین کہنے کی ہین۔ کون اُن کو بجا لا سکتا ہے۔ یون ہی بنا چھوڑی ہین۔ اور ان اعتراضون کا رد نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک انسان عمل کر کے دکہانے والا نہ ہو۔ (آخر چکڑالوی بھی تو ایک عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ کہ اس طرح کرو۔ پس اگر وہ نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور وہ قابل عمل قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ جبپر قرآن نازل ہوا اور وہ اسکا کامل متبع گذرا ہے۔ اُس کا نمونہ مکمل نہ مانا جاوے)
(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح ہماری کتب کے مطابق یہی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے۔ کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہیں۔ کہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چودہویں صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے اسے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہویں صدی سے آگے نہیں گیا۔ اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودہویں صدی میں لطیف ارشارہ اس طرف تھا۔ کہ دین اسلام چودہویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا۔ جس طرح چاند کا کمال چودہویں رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودہویں صدی میں ظاہر ہوگا۔

تیرہویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس صدی کے علماء سے بھیڑیوں نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودہویں صدی کے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی۔ تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے۔ اسی طرح قرآن میں ذکر ہے ؎

ولما جاءھم کتب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ

اہل کتاب منتظر تھے۔ کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کیساتھ ملکر کفار سے جنگ کرینگے۔ لیکن جب پیغمبر آیا۔ تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے۔ کہ ایک وقت وہ ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسقدر شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے۔ رات دن مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں۔ اسلام کی بیخکنی کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ عقل پسند نہیں کرتی۔ کہ جس خدا نے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کا وعدہ دیا ہے۔ وہ اسوقت اسلام کی حفاظت نہ کرے۔ اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے۔ کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤں میں چلے گئے۔ اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے۔ ہر ایک قسم کی گالی اور سب و شتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جائے۔ تو عقل کہتی ہے۔ کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے۔ اور میں تم کو سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ عین ضرورت کیوقت خدا تعالے نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔ اور عین مصیبت کیوقت اسلام کو سنبھالا۔ تائیدات سماوی ہی اگر دیکھی جاویں۔ تو یہاں ہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں۔ جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں۔ تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے مثلاً براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے۔ چوبیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ جو اس وقت مکہ۔ مدینہ۔ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی۔ اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے۔ کہ خدا تعالی کیطرف سے مجھے ارشاد ہے۔ کہ اس وقت تو اکیلا ہے۔ اور تیرے ساتھ کوئی نہیں۔ لیکن ایک وقت آویگا۔ کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوینگے۔ (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا۔ اور تیری شہرت ہو جاویگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا۔ الیس ھذا بالحق یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا۔ تو اُس وقت کہا جاویگا۔ کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرت سر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہیں۔ کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔ حتے کہ قادیان میں بہت کم لوگ ہونگے۔ جو مجھے پہچانتے ہونگے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔

اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جس قدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق ... کا مرجع ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ جسقدر نشانات خدا تعالے نے میری تائید میں ظاہر کئے۔ وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں۔ کہ بجز حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جس کی اُمت میں ہونے کا مجھ کو فخر حاصل ہے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزما لو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ۔ خدا تعالی نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہاں تو نشانوں کا دریا بہہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں۔ جو دس بارہ سال ہوئے۔ خدا تعالی نے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک اس ایک الہام کو کس قدر مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورے ہوتے دیکھا۔ کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کے لئے بیڑے اٹھائے اور کس طرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے اس کی ایک مثال نہیں۔ بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہیں۔ سو بات یہ ہے۔ کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آتے ہیں۔ ایک سعید۔ دوسرا شقی۔ ابو جہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورۃ میں مومن کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ دعا میں لگ جاوے۔

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے۔ چاہئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملا ملاقات کریں۔ اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا

ہی مبارک ہے۔ لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے۔ جو کبھی سچی نصرۃ کا منہہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اُسوقت کام آسکتی ہے۔ جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اُس مین ترقی کرنے کی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے۔ جو آج بو یا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین مین تخم ریزی پر ہی قناعت کرے۔ اور پہل حاصل کرنے کا جو جو فرائض ہین۔ ان میں سے کوئی ادا نہ کرے۔ نہ زمین کو درست کرے۔ اور نہ آبپاشی کو کرے۔ اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کہاد زمین مین ڈالے۔ نہ کافی حفاظت کرے۔ تو کیا وہ کسان کسی پہل کی اُمید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اُس کا کہیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کہیت اُسی کا رہیگا۔ جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے۔ کہ کس کے مقدر مین کیا ہے۔ لیکن خوش قسمت وہ ہے۔ جو اس تخم کو محفوظ رکہے اور اپنے طور پر ترقی کے لیئے دعا کرتا رہے:۔

مثلاً نمازوں مین ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیئے۔ مین دیکھتا ہوں۔ کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑہتے ہین۔ وہ محض ٹکرین مارنا ہے۔ ان کی نماز مین اسقدر ہی رقت اور لذت نہین ہوتی۔ جسقدر نماز کے بعد ہاتہہ اُٹھا کر دُعا مین ظاہر کرتے ہین۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائین نماز مین ہی کرتے۔ شاید اُن کی نمازون مین حضور اور لذت پیدا ہو جاتا۔ اسلیئے مین حکماً آپ کو کہتا ہوں۔ کہ سر دست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کرین۔ اور وہ لذت اور حضور جو دعا کے لیئے رکہا ہے۔ دُعاؤن کو نماز مین کر کے سے پیدا کرین۔ میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے۔ لیکن مین چاہتا ہوں۔ کہ جب تک نماز مین کافی لذت اور حضور پیدا نہو۔ نماز کے بعد دُعا کرنے مین نماز کی لذت کو مت گنواؤ۔

ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ سو بہتر ہے۔ نماز مین دعائیں اپنی زبان مین مانگو۔ جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان مین ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان مین پیدا نہیں ہو سکتا۔ سو نمازون مین قرآن اور ماثورہ دعاؤن کے بعد اپنی ضرورتون کو بزنگ دُعا اپنی زبان مین خدا تعالے کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جائے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے۔ کہ خدا کی رضامندی اور گناہون سے نجاۃ حاصل ہو۔ کیونکہ گناہون ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے۔ کہ خدا تعالے ہم سے گناہون کو جو دل کو سخت کر دیتے ہین۔ دور کر دے۔ اور اپنی رضامندی کی راہ دکہلائے۔ دنیا مین مومن کی مثال اُس سوار کی ہے۔ کہ جو جنگل مین جا رہا ہے۔ اور راہ مین بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے ٹھہر جاتا ہے۔ لیکن ابھی گہوڑے پر سوار ہے۔ اور کہڑا کہڑا گہوڑے پر ہی کچہہ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے۔ لیکن جو شخص اس جنگل مین گہر بنا لے۔ وہ ضرور درندون کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گہر نہیں بناتا۔ اور جو ایسا نہیں۔ خدا اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گہر بنانیوالے کی عزت ہے خدا مومن کی عزت کرتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ مومن نوافل کے ساتہہ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے نوافل سے مراد یہ ہے۔ کہ خدمت مفروضہ مین زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تہوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے۔ لیکن مومن زیادتی کرتا ہے۔ نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہین۔ بلکہ ہر ایک حسنات مین زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے مومن محض خدا کی خوشنودی کے لیئے ان نوافل کی فکر مین لگا رہتا ہے۔ اُس کے دل مین ایک درد ہے۔ جو اُسے بے چین کرتا ہے۔ اور وہ دن بدن نوافل وحسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اُس کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سلسلے تلے آ جاتا ہے۔ اس کی آنکہہ خدا کی آنکہہ۔ اُس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہین۔ کیونکہ وہ کسی معاملہ مین خدا کی مخالفت نہیں کرتا۔ ایک روایت مین یہ بھی ہے۔ کہ اُس کی زبان خدا کی زبان اور اُس کا ہاتھہ خدا کا ہاتھہ ہو جاتا ہے۔ پہر خدا تعالے فرماتا ہے۔ کہ مجھے کسی بات مین اس قدر تردد نہیں ہوتا۔ جسقدر مومن کی جان نکالنے مین تردد ہوتا ہے۔ یون تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے۔ لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کے لئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑون کیطرح مر جاتے ہین۔ لیکن مومن کا معاملہ دگرگون ہے۔ مجھے یہ سمجہہ آتی ہے۔ کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آئے دن طرح طرح کی بیماریون مین مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت اُن کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہین۔ جیسے کہ ہمارے رسول خدا کو صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تہی۔ یہ اس تردد کا اظہار ہے۔ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ گویا اللہ تعالے اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریون سے اُس کو نجاۃ دیکر ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ وہ اُسے معمولی انسانون کیطرح ضایع نہین کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے۔ جہان وہ بیٹہتا ہے۔ وہ جگہ دوسرون کے لیئے موجب برکت ہوتی ہے۔ اس کا پس خوردہ اورون کے لیئے شفا ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ ایک گنہگار خدا تعالے کے سامنے لایا جاویگا۔ خدا تعالی اس سے پوچھیگا۔ کہ تو نے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا۔ کہ نہیں۔ پہر خدا تعالی اس کو کہیگا۔ کہ فلان مومن کو تو ملا تھا۔ وہ کہیگا۔ خداوندا۔ مین ارادتاً تو کبھی نہیں ملا۔ وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ مین ملگیا۔ خدا تعالے اُسے بخشدیگا۔ پہر ایک اور موقعہ پر حدیث مین آیا ہے۔ خدا تعالی فرشتون سے دریافت کریگا۔ کہ میرا ذکر کہان پر ہو رہا ہے۔ وہ کہین گے۔ کہ ایک حلقہ مومنین کا تہا۔ جہان دنیا کے ذکر کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ البتہ ذکر الہی آٹھون پہر ہو رہا ہے۔ ان مین ایک دنیا پرست شخص تہا۔ اللہ تعالی فرماویگا کہ میں نے اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کے باعث بخشدیا

انّھم قوم لا یشقی جلیسھم

بعض حدیثون مین آیا ہے۔ کہ جہان ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش ازین کہ وہ سجدہ سے سر اٹہاوے بخشدے جاتے ہین۔

مومن وہ ہے۔ کہ جس کے دل مین محبت الہی نے عشق کے رنگ مین جڑ پکڑ لی ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو۔ کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت مین بھی خدا کا ساتہہ نہ چہوڑیگا۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنش کہتا ہے۔ کہ وہ ضایع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضایع ہوا۔ دنیا ناخون تک ان کو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کے لئے ذلیل ہو۔ وہی انجام کار عزت وجلال کا تخت نشین ہوگا۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکہو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی۔ اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس مین کچہہ شک نہیں۔ کہ پہلے کچہہ نہ کچہہ دکہہ اٹہانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:۔ ؎

عشق اوّل سرکش وخونی بود
تاگریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الہی بے شک اوّل سرکش وخونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف

ضوابط اخبار البدر

شائقین کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کر لینا چاہیے

(۱) حجم اخبار کا دراصل ۸ صفحہ ہیں۔ جسمیں ٹائیٹل شامل ہے۔ دو فالتو صفحہ صرف بعض اوقات کسی ضرورت پر ایزاد کئے جاتے ہیں۔

(۲) مضامین ۔ البدر کا خواص اور مقدم مضمون تو حضرت امام الزمان ...... مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلہ سے پونچانا ہے۔ بصورت نہ ہونے تقریروں وغیرہ کے آپ کی تصانیف میں سے عمدہ مضامین تبلیغ عملدرآمد اور ایزاد معرفت کے لئے یاد دہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہیں اس کے بعد جماعت احمدیہ کی خبریں اور دوسرا اخلاقی مضامین تردید مذہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات ...... اور مراسلات وغیرہ

(۳) اوقات اشاعت ۔ اخبار کی اشاعت کی تاریخیں اگرچہ ہر ماہ کی یکم - ۰۰ - ۱۶ - ۲۴ - ہیں۔ اور حتی الوسع بڑی دیانتداری سے کوشش کی جاویگی۔ کہ وقت پر اشاعت ہو۔ مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ اپنے ذمہ نہیں لیتا۔

(۴) خط و کتابت ۔ کارخانہ کے متعلق خط و کتابت خواہ کسی قسم کی ہو۔ اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہیئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا۔ کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہیں۔

(۵) ۔ عذر رسید اخبار ۔ اگر ایک ہی مقام یا اس کے گردنو میں اخبار پونچگیا ہو۔ اور آپ کو نہ ملا ہو۔ تو تاریخ رسید سے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔ ورنہ ممکن ہے۔ کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) تبدیل پتہ ۔ تبدیلی کیوقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہیئے۔ جہاں پتہ بدلنا ہے۔ ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا۔ اور آپ کو نہ ملا۔ تو ہم ذمہ وار نہیں۔

(۷) چندہ سالانہ ۔ پیشگی اگر بلا تقاضائے خود ارسال کیا جاوے تو ۲ - پیشگی بذریعہ وی پی جس مین ایک کتاب قیمتی ۸ / ۳ / ۹ - برٹش خارن ۔ ممالک یعنی ہندوستان سے باہر ۴ / ۶ - جو خریدار - ایک دو ماہ بعد ادائیگی قیمت کے وعدہ پر اخبار جاری کراتے ہیں۔ اگر ان کا چندہ بلا تقاضا اپنے وعدہ پر نہ پونچا تو ان کے نام وی پی ارسال ہوگا ::

تفسیر القرآن بالقرآن پر بعض احباب کی رائے

برادرم جناب ایڈیٹر صاحب

ہماری جماعت کے معزز و معتقد افراد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے جو تفسیر القرآن بالقرآن لکھی ہے۔ اسکے متعلق میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف اصلاح ہے۔ نہ کہ نکتہ چینی +

قرآن کا عربی متن نہایت ہی غلط لکھا گیا ہے۔ جسے دیکھکر طبیعت بڑی سخت مکدر ہوتی ہے تصحیح نظر بس سے سوائے چند اوراق کے بدخط بھی اول درجے کا ہے

ترجمہ کرنے میں جن باتوں کا وعدہ کیا گیا تھا ان کا اکثر جگہ بالکل لحاظ نہیں کیا گیا۔ بلکہ کہیں الفاظ تو درکنار آیات کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے۔ پھر ترجمے معنے خیر نہیر بلکہ بعض مقامات پر خاص کر وہ معنے اختیار کئے گئے ہیں۔ جن کو الفاظ سے کچھ علاقہ نہیں۔ کئی آیات تفسیر طلب تہیں۔ اور مفسر نے انکی تفسیر نہیں کی۔ باوجود ان نقصوں کے ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ جب تک کوئی دوسری تفسیر تیار نہیں ہوتی۔ یہی غنیمت ہے۔ مگر کیا اچھا ہو اگر ڈاکٹر صاحب موصوف اس پر نظر ثانی کر کے اسے دوبارہ خوشخط چھپوائیں۔ اور اصلاح طلب مقامات کی اصلاح کر دیں۔ اور جہاں زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو۔ وہاں توضیح کر دیں۔ پھر یہ تفسیر ایک بے نظیر تفسیر ہو جاویگی۔ اور مفسر رحمۃ اللہ علیہ شکریہ قومی کے مستحق ہوں گے۔ اور عند اللہ ماجور!

اس میں احمدی جماعت کو اب ایک مترجم قرآن کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ جہاں جہاں تو جماعت ہے۔ وہاں ضرور صبح یا شام کو درس ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان کو کوئی معتبر ترجمہ نہیں ملتا۔ جس کے ذریعے وہ قرآنی الفاظ پر پورا تدبر کر سکیں۔ میرے خیال میں ایک ایسا ترجمے والا قرآن مجید بہت جلد شائع ہونا چاہیئے جسے پڑھکر قرآنی مطالب سے آگاہی ہو سکے تفسیر طلب مقامات کی تفسیر بھی ہونی چاہیئے مگر نہ اسقدر لمبی کہ سفر میں ساتھ ہی نہ لے جائی جاسکے۔ برادرم شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی تفسیر اس مطلب کے لئے کافی

نہیں۔ اس کی تقطیع اس کا حجم اسی قابل ہے۔ کہ ایک جگہ پڑی رہے۔ اور پھر اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی فرصت کو چاہتا ہے +

نیازمند نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور عرض کیا تھا۔ کہ قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ جس پر الہامی مہر لگی ہوئی ہو۔ کہ بس یہی ترجمہ ٹھیک ہے۔ اور وہ حضور فرمائیں۔ یا کم از کم حضور کی نگرانی میں تیار ہونا چاہیئے۔ مگر وہاں سے جواب ملا۔ کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جب اللہ تعالے چاہے گا یہ کام ہو جاویگا۔ یفعلون ما یؤمرون آیت پڑھو۔ چونکہ خاکسار نے ضرورت جتلانے کے لئے یہ بھی التماس کی تھی کہ دس ہزار قرآن مجید مترجم اسی وقت احمدی جماعت لے لیگی جسکے ...... جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب فاروق ثانی نے کیا ہی اچھا فرمایا۔ کہ امور من اللہ تاجر نہیں ہوتے۔ کہ اگر خریداروں کا اصرار دیکھیں تو فوراً وہ کام شروع کر دیں۔ بلکہ ہر حال میں خدا تعالے کی مرضی کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ پبلک کا خیال ہو یا نہو میں نے سنا تھا۔ کہ مولانا حکیم نورالدین صاحب صدیق ثانی نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے۔ مگر وہ تو عربی میں ہے اس لئے اس سے خواص ہی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسرا خدا جانے وہ کب چھپے۔ کیونکہ سنا جاتا ہے مولانا موصوف ہر سال اس کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔ یا اس میں نئی نئی ایزادیاں ہوتی رہتی ہے۔ اور ایزادیاں بھی کیوں نہ ہو جبکہ امام ہمام کے فیض مسیحائی سے ہر روز عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے رہتے ہیں +

خیر ان تمام پریشان خیالات کو عرض کرکے اے ایڈیٹر صاحب مکرم میرے! میں آپ سے ملتمس ہوں کیا آپ ایک مترجم حمائل کا بندوبست کر سکتے ہو یا کم از کم ہمارے ڈاکٹر صاحب اپنی تفسیر پر نظر ثانی کر کے اسے دوبارہ خوشخط چھپوانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں گے۔

(احمدی گجراتی)

حضرت حکیم نورالدین صاحب کو بھی اس سے اتفاق رائے ہے۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس سے بھی پیشتر اسی قسم کی رائے اظہار کر چکے ہیں + اور اسکی

(ایڈیٹر)

مجھے افسوس ہے کہ لاہور سے واپس آنے پر مطبع کا کاتب بیمار ہوگیا اور اس وجہ سے سلسلہ مضمون جسکی تجویز تھی ہوگیا اور مختلف مضامین جوڑ کر اخبار پورا کیا گیا۔

منیجر

عالم اخبار

——— شاہ ایران کے تیسرے بھائی جنکی عمر اب بیس سال کی ہے - ایران میں اپنے ملک سے ناخوش ہوکر آستانہ علیہ پر آگئے ہیں - اور فوج عثمانی میں کسی عالی منصب کے خواستگار ہیں

——— **بکری کا دودھ** ہمارے ملک میں بکری کا دودھ بچون کو اکثر دیاجاتا ہے - اور بہت سے لوگ اُسے تاثیر میں سرد اور صفرا شکن اور ہضم ہونے مین گائے کے دودھ سے ہلکا سمجھ کر کبھی کبھی استعمال کرتے ہین لیکن عام طور پر گائے اور بہینس کا دودھ مستعمل ہے - مزے مین یہ دونو دودھ بکری کے دودھ سے بہتر اور باعتبار غذا کے زیادہ مقوی خیال کئے جاتے ہین - اور یہاں نہ یہ مانی ہوئی بات ہے - کہ دہنیت میں بکری کا دودھ اُن سے بہت کم ہے - مگر حال مین ڈاکٹر دولکر صاحب نے بذریعہ تجربہ ثابت کر دکہایا ہے - کہ بکری کے دودھ مین غذائیت زیادہ ہے - انہون نے ایک نمائش مین جہان عمدہ گائین اور بکریان موجود تہین - دونون کے دودھ کا امتحان کیا جسکے نتایج حسب ذیل تھے ؛

	گائے	بکری
پانی	۴۰٫۸۷	۲۲٫۰۸۲
مسکہ خالص	۴۳٫۲	۳۰٫۷
پنیر	۱۲٫۳	۶۷٫۲
شیرینی	۱۲٫۵	۲۸٫۵
مواد معدنی	۹۲٫-	۳۷٫۰۱۱

ان ہندسون کی معانی اگر الفاظ مین بیان کئے جاوین تو یہ کہنا قریب قریب درست ہے - کہ بکری کے دودھ کا ایک گلاس مین گائے کے دودھ کے اتنے ہی بڑے گلاس سے دگنی دہنیت یا غذائیت ہے - اگر یہ کیفیت عام طور پر معلوم ہوجائے - تو میرے خیال مین بکری کے دودھ کی گائے کے دودھ سے زیادہ قدر ہونے لگے - اور بکریون کے رکھنے اور پالنے اور انکی نسل بڑہانے کی طرف زیادہ توجہ ہونے لگے - مگر صرف ایک ہی خوبی بکری کے دودھ مین نئی دریافت نہیں ہوئی - بلکہ ایک عجیب ہی نئی تاثیر ورہی بیان کی جاتی ہے - اور وہ یہ کہ اگر کوئی ہمیشہ اُس کا استعمال کرے - تو اغلب ہے - کہ وہ ٹیوبرکلوس یعنی مرض سل سے بچا رہے ؛ (نیر اصفی)

——— **خدا پرستون کے دو گروہ** - دنیا مین خدا کے ماننے والون کے دو گروہ ہین - ایک تو وہ ہے - کہ خدا کو اس بیوقوف مطلق العنان بادشاہ کی مانند تصور کرتا ہے - جو بیٹھے بٹھائے طبیعت کے آتار چڑہاؤ کے ساتھ طرح طرح کے احکام نافذ کرتا رہتا ہو - ایک شخص کو کبھی ہاتھی بخشتا ہے - کبھی اُسی کو گدھے پر سوار کراتا ہے - یا تو خزانون کا منہ کھولے ہوئے رعایا کو مالامال کر رہا ہے - یا دل مین یکایک جو ایک ولولہ اُٹھتا ہے - تو ہاتھ مین ظلم وجور کے تیر تفنگ لئے ہر سامنے آنیوالے کو نشانہ بنا رہا ہے - ان لوگون کے عقیدے کیمطابق تو کسی ایک واقعہ پر جو گذر رہا ہو - یا عنقریب ہونیوالا ہو رائے زنی کرنا یا اُسکے نشیب و فراز اور ممکن الوقوع نتایج کی جانچ پڑتال کرنا اس غرض سے کہ اپنے اغراض و مقاصد کی حفاظت مناسب طور پر ہو سکے - اگر گناہ کبیرہ نہین تو گمراہی ضرور ہے - دوسرا گروہ وہ ہے - جو خدا کو خالق - مالک - رازق تمام اوصاف سے موصوف سمجھتا ہے - جو پہلے گروہ کے نزدیک خدا کے نہین - مگر یہ خدا کو پل مین تولہ پل مین ماشہ نہین سمجھتا ہے - اس گروہ کے نزدیک خدا کا ہر کام ایسے مستقل اور پائیدار اصول پر ہوتا ہے - کہ اُسکی مثال سوائے اسکے اور کوئی کر نہیں سکتا - وہ کسی کام کو بلا وجہ نہیں کرتا اگرچہ کرنے کی طاقت رکہتا ہے - وہ کسی کام کے کرنے سے پہلے اُسکے اسباب مہیا کرتا ہے - آگے اُن اسباب کے بہی اور سبب ہوتے ہین - اور پھر سبب کا مسبب الاسباب وہ خداوند عز و جل خود ہوتا ہے ؛

——— آریہ سماج کے ممبر اب اپنی غلطیوں پر خود ہی مطلع ہونے لگے ہین - چنانچہ اُنکے ایک اخبار ستکاری نے جو کہ امرتسر سے شایع ہوتا ہے - ۱۵ر اگست ۱۹۰۴ء کے پرچہ مین ایک مضمون ایک صاحب ستیا رام صاحب ساکن انارکلی لاہور کیطرف سے شایع کیا ہے - جس مین وہ ظاہر کرتے ہین - کہ آریہ صاحبان کی اندرونی حالت نہایت ردی ہے - وہ لکھتے ہین - "آریہ سماج کا جو ممبر دوسرون پر نکتہ چینی کرتے ہین - ہوشیار - مذہبی مسایل پر بحث کرنے میں طاق اور لکچر او پدیش دینے مین ماہر ہے - وہ فی زمانہ آریہ سماج کا برگزیدہ ممبر سمجھا جاتا ہے باوجودیکہ اس کے اچار - بیوہار - خواہ اس کے اپنے کتھن کے بالکل برخلاف ہی کیون نہ ہو - اور اُس کی علی زندگی خواہ کیسقدر ہی قابل نفرت کیون نہ پائی جاوے اور اگر کہیں مذکورہ بالا ممبر سندھیا اور ہون بھی کرتا ہو - تو بس پھر خدا ہی حافظ - وہ تمام دیگر ممبران کو جو خواہ اچار بیوہار مین اس سے ہزار درجہ اچھے کیون نہ ہون - محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے گردن زدنی سمجھتا ہے - اور اپنے آپ کو محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے چال چلن مین خواہ پرلے درجہ کا جہوٹا فریبی پرتگیا ہانی کرنے والا وغیرہ وغیرہ بہی کیون نہ ہو - دیوتا سمجھتا اور ظاہر کرتا ہے"

پہر اس کے آگے چلکر راقم مضمون نے آریہ پتر کے حوالہ سے گوہر فشانی کی ہے -

ہم ایسی بات کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں جسکو ہندو بھائی ملنے اور ہمارا ساتھ دینے کو تیار نہ ہون - ہم ایک جنم کے مسلمان کی شدہی کر کے دیگر ہزارون مفید کامون کو بگاڑنا نہیں چاہتے - اور ہم ایسے مورکھ نہیں - کہ جنم کی ذات پات کی قید کو بلا رضامندی ہندون کے اسی وقت توڑ کر ایک علیحدہ فرقہ بن جائیں - غرضیکہ ہندو کمیونٹی کے رو کے ساتھ ہی آریہ سماج کو چلنے مین خریت ہے ورنہ خریت نہین -

تاہم ہمارے نزدیک بہت ہی غنیمت ہوگا - اگر وہ اب بھی گندہ دہانی اور فحش کلامی اور مذاہب کے بزرگان دین کی توہین کا پیشہ ترک کر دین -

تفسیر القرآن کی نسبت بعض احباب کی رائے صفحہ پر درج ہے

اسکی نسبت میری یہ رائے ہے - کہ مصنف تفسیر کو چاہیے جیسے کہ صاحب مراسلہ نے بھی تجویز کیا ہے - کہ جسقدر اغلاط ظاہری اور معنوی تفسیر مین رہ گئی ہین - اُنکی تصحیح الگ شایع کر کے ان احباب کیخدمت میں جنہون نے اسے آجتک خریدا ہے - بذریعہ اشتہار کے مفت پہونچائی جاوے - اور آیندہ بطور ضمیمہ کے تفسیر کے ساتھ اسکی جزو قرار دی جاوے اس مراسلہ کے پہونچنے سے پیشتر ہی اُسکی غلطیون پر آگاہ ہوکر مینے اسی قسم کے مضمون کا ایک خط مصنف کو لکھا تہا - لیکن نہ معلوم کہ کن وجوہات پر انہون نے جواب دینا پسند نکیا - اس مراسلہ کی رسید پر بھی میں اسکی اشاعت کی نسبت بہت پس و پیش مین تہا - بلکہ مین نے اسکی اطلاع بھی مصنف کو دی - لیکن ایک معقول انتظار کے بعد جب صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا - اور صاحب اسلرائے اصحاب نے مناسب جانا کہ احمدی بھائی کو اغلاط سے مطلع کر دیا جاوے - اسلئے اس مراسلہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی -

قران کریم کے ترجمہ کیضرورت تو واقعی ہے اور جب ضرورت واقعی ہے - تو اللہ تعالیٰ کوئی سامان بھی اُس کا کر دیگا -

طلبگار بایدصبور و حمول

البدر نمبر ۳۲ جلد ۳ بابت ۲۴ر اگست ۱۹۰۴ء جسکی اشاعت ستمبر ۱۹۰۴ء مین ہوئی

حضرت مسیح موعود کا نزول لاہور مین

گذشتہ اشاعت سے آگے

دوسرے دن ۲۱ر اگست کو مولوی مبارک علی صاحب احمدی سیالکوٹی نے وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے اثبات پر ایک جامع وعظ فرمایا۔ جس سے ناظرین کو محظوظ ہونے۔ آج کی ظہر کی نماز مین خود حضور علیہ السلام شریک ہوئے۔ مفتی محمد صادق صاحب نے امامت کرائی۔ اور ظہر اور نیز عصر کی دونون نمازین قصر اور جمع کرکے ادا ہوئیں۔

زائرین اور احمدی احباب کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اور یہ ترقی اسی طرح ۲۸ تاریخ کی صبح تک رہی جو کہ لیکچر کے پڑھے جانے کا دن تجویز ہوا تھا۔ لیکن چونکہ انتظام کے لئے وقت بہت کم تھا۔ اس لئے متعلقہ حکام وقت کے مشورہ سے اسکی تاریخ اول یکم ستمبر اور بعد ازان ۳ ستمبر مقرر ہوئی۔ جب احباب کو یہ علم ہوا۔ تو ۲۸ر کو قریب بیرونجات کے کل احباب رخصت ہوگئے۔ اور ۲ ستمبر کو پھر قریب ڈیڑھ ہزار کے جمع ہوگئے۔ بعد ادائیگی نماز کے لاہور کی احمدی جماعت نے ایک کرسی مہیا کی۔ اور حضرت سے اس پر جلوہ افروز ہونے کی درخواست کی گئی۔ چونکہ خود حضور کے غلامون اور نیز دیگر زائرین کا ایک کثیر مجمع موجود تھا۔ اس لئے مناسب موقعہ دیکھ کر آپنے ایک جامع تقریر فرمائی۔ جسمیں تبلایا۔ کہ صرف بیعت کے الفاظ کی تکرار پر نجات کا مدار مت رکھو۔ بلکہ ہر ایک لفظ اور قول کو عملی لباس پہناؤ۔ تب نجات پاؤ گے۔ اور ضمناً ان آزاد منش نئی تہذیب اور روشنی کے دلدادون کو بھی نصیحت فرمائی۔ جنہون نے قومی عروج اور ترقی کا مدار عورتون کی بے پردگی پر رکھا ہے۔ اور جماعت کو تاکید کی۔ کہ باہمی مصالحت اور اتفاق کی کوشش کرین۔ اور بعض کی اس عادت پر بہت ہی افسوس اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جو کہ ادنےٰ ادنےٰ سی فروگذاشت اور باتون پر دلون مین بغض اور کینہ پیدا کر لیتے ہین۔ اور ایک دوسرے پر غالب آنا چاہتے ہین۔ نیز خُلق کی تعریف کرتے ہوئے آپنے تبلایا۔ کہ خَلق اور خُلق میں سے خُلق ایسی شے ہے۔ کہ جس کی اصلاح ہو سکتی ہے حالانکہ خَلق میں اگر کوئی کمی ہو۔ تو اسکی اصلاح اور تکمیل محال ہے جیسے کسی کا ہاتھ چھوٹا پیدا ہو۔ تو وہ بڑا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ باطنی قوٰے۔ یعنے اخلاق میں کمی بیشی پر ادسے اختیار دیا گیا ہے۔ یہ تقریر اپنے موقعہ پر درج اخبار ہوگی۔

اثنائے تقریر میں کوئی وزیر آبادی مولوی۔ جو کہ مسیح موعود کے منکرون میں سے پرلے متعصب تھے۔ خلاف آداب جلسہ و بلا اجازت منتظمان جھٹ بول اٹھے۔ اور انکی ترکش میں جو کند اور شکستہ تیر تھے۔ ان کو بلا کسی دیکھ بھال کے چلانے لگے۔ اور جس میدان مباحثہ کی راہ کو تقریرون اشتہارون اور رسالون کے ذریعہ ایک عرصہ دراز سے مسیح موعود بند کر چکے ہین۔ اسکو وہ پھر کھولنے لگے۔ بار بار سمجھانے پر جب وہ اپنی شرارت اور رخنہ اندازی سے باز نہ رہے۔ تو آخر کار منتظمان جلسہ نے ان کو باہر نکالدیا اس سے حاضرین کو اس لئے صدمہ ہوا۔ کہ جو تقریر حضرت اقدس فرما رہے تھے۔ اس کا ایک بہت سا حصہ باقی رہ گیا۔ اور لوگون کے مختلف سوالات کا دروازہ کھل جانے کے باعث روئے سخن بدل گیا۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ باتین بھی سنت الٰہی میں داخل ہین۔ کہ جب آدم یا آدم صفت کوئی برگزیدہ اصلاح کرتا ہو۔ تو ابلیس یا ابلیس صفت اپنی رخنہ اندازی کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ شور و شر کے فرو ہونے کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لیگئے۔

۲۲ تاریخ کو جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس دہلوی مصنف کتب شہادت آسمانی وغیرہ و ایڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ المنصور احمدی جماعت کے ان موجودہ احباب کا فوٹو (عکسی تصویر) لیتے رہے۔ جن کے اسمائے گرامی ضمیمہ انجام آتھم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی تکمیل کی تقریب پر درج ہے۔ اور جن کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر سے تشبیہ دی ہے۔ یہ فوٹو آپنے اس غرض سے لئے۔ کہ المنصور رسالہ کے ساتھ ان کی ایک ایک کاپی ہدیہ ناظرین کی جاوے۔ ہماری رائے میں بہت مناسب ہوگا۔ کہ اگر مشاہیر احمدیہ کے عنوان کے ماتحت ان میں سے بعض اصحاب کے سوانح مختصر بھی دئے جاوین۔

میرے مکرم اور محترم حضرۃ مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب معہ اہل بیت کے حسب الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت حکیم نورالدین صاحب کی شان میں عام طور پر غیر از جماعت لوگون کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے "دولوصاحب مرزے کا خلیفہ آگیا"۔ اس کی اصل حقیقت کا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہے۔ لیکن ہمنے اس لئے ذکر کر دیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی کی رفعت چاہتا ہے۔ اور اُسے قبول کرتا ہے۔ تو کس طرح لوگون کے زبان پر اس کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب کی تشریف آوری سے عوام الناس کو یہ فائدہ ضرور ہوا۔ کہ اس سے قبل حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کیلئے جو لوگ ڈانوا ڈول اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر پھر رہے تھے۔ وہ دلجمعی سے آپکے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور اس شمع نوری کی روشنی مین اپنے متاع دین کے بکھرے ہوئے موتی ٹٹولنے لگے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اس کے دوسرے دن عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب۔ رئیس مالیر کوٹلہ تشریف لائے۔ لیکن آپنے قیام کو ایک خاص کوٹھی مین فرمایا۔ اور روزانہ دو وقت حضور کیخدمت مین ملاقات کیلئے حاضر ہوتے رہے

مہمانداری

ان دو تین دنون میں ہی حضرۃ اقدس کی لاہور مین تشریف آوری کی خبر دور نزدیک پہونچ چکی تھی۔ اور مختلف اطراف سے خدامون کی جماعتیں آ رہی تھین۔ اس تقریب پر لاہور کی احمدی جماعت کو اگرچہ یہ علم تو تھا۔ کہ ایک مجمع کثیر جمع ہونیوالا ہے۔ جس کی مہمان نوازی کا بوجھ اس محدود جماعت پر پڑیگا۔ لیکن چونکہ حضور علیہ السلام کی آمد اچانک تھی۔ اس لئے کافی وقت جیسے کہ بعض اعلےٰ منتظمون کی زبانی معلوم ہوا۔ انتظام اور مشورہ کیلئے نہ ملا تاہم اس عرصہ مین جو کچھ سامان آسائش اور طعام کا ان لوگون کیطرف سے ظہور میں آیا۔ وہ غنیمت تھا۔ اور متواتر دو ہفتہ تک جو ماحضر اسقدر کثیر تعداد مہمانون کے آگے پیش ہوتا رہا ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ علو حوصلگی کو مدنظر رکھ کر بڑے شکریہ سے قبول کیا جاوے۔ اور حقوق اخوۃ کو نگہ رکھتے ہوئے ان خفیف فروگذاشتون پر توجہ نہ کی جاوے۔ جو بعض نا تجربہ کار منتظمون سے ظہور میں آئیں۔ آخر اسقدر مجمع کا انتظام بھی تو کچھ شے ہی تھا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارادہ پنجاب کے بڑے بڑے امصار و بلاد میں اتمام حجت کی نیت سے جانے کا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسی طرح کے واقعات ان مقامون کی جماعت کو پیش آجاویں اور بعض مقامات اسی قسم کے ہیں۔ کہ وہاں چند آدمی جماعت کے ہین۔ جو کہ کسی طرح اسقدر عظیم الشان گروہ کی مہمان نوازی کے بوجھ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہماری رائے میں بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے مواقعہ پر مہمانداری کا بوجھ ان مقامی جماعتون پر ہرگز نہ ڈالا جاوے۔ اور ہر ایک ممبر اور ہر ایک جماعت جو ایسی تقریبون پر شامل ہو۔ وہ کافی زاد راہ کا انتظام اپنے ساتھ رکھے۔ اور پھر مشترکہ طور پر یا الگ الگ

باقی آئندہ

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپ نے ۳ ستمبر کی صبح کو لاہور میں اپنی زبان مبارک سے فرمائی تھی

مین آپ سب صاحبون کا شکر کرتا ہون۔ کہ آپنے نہایت صبر اور خاموشی کے ساتھ میرے لیکچر کو سنا۔ مین ایک مسافر آدمی ہون۔ اور کل صبح انشاء اللہ چلا جاؤن گا۔ لیکن میں اس شکر اور خوشی کو ساتھ لیجاؤن گا۔ اور یاد رکہون گا۔ کہ باوجود اختلاف رائے کے (کہ جسکی وجہ سے عموماً جوش پیدا ہو جایا کرتا ہے) آپنے نیکی اور نیک اخلاق اور آہستگی سے میرے مضمون کو سنا۔ میں یہ جانتا ہون۔ اور خود محسوس کرتا ہون۔ کہ مدت کے خیالات جو دل و دماغ مین جمے ہوئے ہون کو چہوڑنا سہل اور آسان نہیں خواہ کتنے ہی غلط کیون نہ ہون۔ یہ محض اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ انسان اپنے اندر علمی یا عملی تبدیلی کر سکے۔ لیکن جو اخلاق آپنے آج دکہلائے ہین۔ وہ نہایت قابل تعریف ہین۔ اور میں دعا کرتا ہون۔ کہ جیسے اللہ تعالے نے عام طور پر صورتون کا یہ اجتماعی رنگ دکہایا ہے۔ وہ ایسا وقت اور زمانہ بھی لاوے۔ کہ دلون مین بھی ایسا ہی اتحاد اور اجتماع ہو۔ اس ملک کو تفرقہ نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ اس ملک کے ہندؤن اور مسلمانون مین بہت بڑا اتحاد اور اتفاق تہا۔ اور باوجود اختلاف مذاہب کے انہیں قابل قدر میل ملاپ تھا۔ مگر اس زمانہ میں فرق آگیا۔ خدا کرے۔ کہ یہ دور ہو جائے۔

یاد رکھو۔ کہ یہ تنگدلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے۔ کہ انسان اختلاف مشرب و مذہب کی وجہ سے اخلاق کو بھی چہوڑ دے۔ اختلاف رائے اور چیز ہے اور اخلاق اور شے۔ یہ انسانی خو اخلاق کی خوبی اور کمال ہے۔ کہ باوجود اختلاف رائے کے اخلاقی کمزوری نہ دکہلائے۔ آج کے جلسہ نے مجھے ایک تازہ امید دلائی ہے۔ اور اگر اللہ تعالے کا فضل ہوا۔ تو یہ میل جول ترقی کریگا۔ مین خوب جانتا ہون۔ کہ صبر اور خوش خلقی سے ایک مخالف رائے کو سن سکے۔ وہ ایسی رائے کو سن کر چپ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے یہ خاموشی اور صبر مجھے اُمید دلاتا ہے۔ کہ اچھے نتیجے پیدا ہونگے۔ یہ بھی خوبی کی بات ہے۔ کہ جب مخالف رائے کو سنے تو فوراً جوابدہی کو تیار نہ ہو جاوے۔ کیونکہ یہ تو محض ہارجیت کی خواہش ہوگی۔ لیکن اس رائے کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے اس پر صبر سے فکر کرنا چاہیئے۔ اس سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے۔ اور علم و حکمت ایک ایسا خزانہ ہے۔ جو تمام دولتون سے اشرف ہے۔ دنیا کی تمام دولتون کو فنا ہے۔ لیکن علم و حکمت کو فنا نہیں ہے۔ پس جو جلدی نہیں کرتا۔ بلکہ فکر کرتا۔ اور اللہ تعالے سے دعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ اگر میں غلطی پر ہون۔ تو مجھے بصیرت اور معرفت عطا کر۔ وہ اس حکمت کے خزانہ کو محفوظ رکہتا ہے۔ پس میں چاہتا ہون۔ کہ آپ صاحبان اس خزانہ کے حاصل کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرین۔

مین آپ صاحبون کی خدمت میں ادب عجز اور تواضع سے عرض کرتا ہون۔ کہ یہ جو کچھہ سنایا گیا ہے۔ آپ اس پر توجہ کرین۔ تاکہ میری محنت ضایع نہ ہو۔ جو کچھہ میری قلم سے نکلا ہے۔ اور میرے دوست مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑہا ہے۔ میں اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ کہ کسی کی دل آزاری یا استخفاف مذہب کی نیت سے نہیں لکہا۔ بلکہ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے بہتر کون گواہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے سچے دل سے لکہا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے لکہا ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ ؎

سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل

چونکہ فرصت کم ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض تک آواز بخوبی اور صاف نہ پونچی ہو۔ اس لئے میں نے اسے چہپوا دیا ہے۔ اور بشرط گنجائش ملسکتا ہے۔ پس اس کو پڑھہ کر توجہ کرین۔ اور مذہبی اختلاف کو مخالفت کا ذریعہ نہ بناوین۔ مذہب تو اسلئے ہوتا ہے۔ کہ اخلاق وسیع ہون۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہین۔ کوئی ہزارون گالیان اُسے دے۔ وہ اُس پر پتھر نہیں برسا دیتا۔ پس اسی طرح حقیقی مذہب الا تنگ ظرف نہیں ہو سکتا۔ تنگ ظرف خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگون کو بھی بدنام کرتا ہے۔ میں اس سے منع نہیں کرتا۔ کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو۔ بے شک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس کو تعصب اور کینہ کا رنگ نہ چڑہاؤ۔

ہندؤن اور مسلمانون کے تعلقات دو چار سال سے نہین۔ بلکہ صدہا سال سے چلے آتے ہین۔ اس لئے میری آرزو ہے۔ کہ اب بھی بہت سے دلون میں خدا جوش ڈالدے۔ کہ وہ ان تعلقات کو دور نہ ہونے دین۔ یہ بھی یاد رکہو۔ کہ مذہب صرف قیل و قال کا نام نہیں۔ بلکہ جب تک عملی حالت نہ ہو۔ کچھہ نہیں۔ خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔ جسقدر بزرگ اسلام میں یا ہندؤن میں اوتار وغیرہ گذرے ہین۔ انکے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے عمل سے ان سچائیوں کو جن کا وعظ کرتے تھے ثابت کر دکھایا تھا۔ قرآن شریف مین بھی یہی تعلیم ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرو۔ جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں ہے وہ اگر صرف زبان سے کام لیگا اور عمل سے اس کا نمونہ نہ دکہلا دیگا۔ تو وہ مذہب کو بچون کا کہیل بنا دے گا۔ اور حقیقت میں ایسے ہی مصلحون سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے۔ مگر اندر خالی ہوتا ہے خدا تعالے خوب جانتا ہے۔ کہ مین نہایت خیر خواہی سے کہہ رہا ہون۔ خواہ کوئی میری باتون کو نیک ظنی سے سنے۔ یا بدظنی سے مگر مین کہونگا۔ کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ پہلے خود روشن ہو۔ اور اپنی اصلاح کرے۔ دیکھو یہ سورج جو روشن ہے۔ پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔ تب ہی تو تم کو روشنی بخشتا ہے۔ اور چاند اول خود روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے۔ پھر تم کو دیتا ہے۔ لیکن جب خود تاریک ہوتا ہے۔ تو تم کو بھی تاریکی میں چہوڑتا ہے۔ یہ اس بات پر دلیل ہے۔ کہ جب تم خود روشن نہ ہوگے۔ دوسرے کو ہرگز روشن نہ کر سکوگے۔

میں یقیناً سمجہتا ہون۔ کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے۔ لیکن اب دوسرے کے سر پر لاٹھی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے۔ کہ قوم کی اصلاح کرے۔ اور خیر خواہی کرے۔ وہ اسکو اپنی اصلاح سے شروع کرے قدیم زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلون اور بنون میں جاکر اپنی اصلاح کیون کرتے تھے۔ وہ آج کل کے لیکچرارون کی طرح زبان نہ کہولتے تھے۔ جب تک خود عمل نہ کر لیتے تھے۔ یہی خدا تعالے کے قرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل میں کچھہ نہیں رکھتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کی طرح ہے۔ جو جہگڑے پیدا کرتا ہے اور جس کپڑے پر پڑتا ہے۔ اسے پلید کرتا ہے۔ لیکن جو نور معرفت اور عمل سے ہو کر بولتا ہے۔ وہ بارش کیطرح ہے۔ جو رحمت سمجھی جاتی ہے۔ اس وقت میری نصیحت یاد رکہیں۔ آج کے بعد آپ مجھے یہان نہ دیکہینگے۔ اور مین نہیں جانتا۔ کہ پھر موقعہ ہو یا نہو لیکن ان تفرقون کو مٹانے کی کوشش کرو۔ میری نسبت خواہ آپ کا کچھہ ہی خیال ہو۔ لیکن یہ سمجہہ کر کہ ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نوشت است پند بر دیوار

میری نصیحت پر عمل کرو۔ جو شخص خود زہر کہا چکا ہے۔ وہ دوسرون کی زہر کی کیا علاج کرے گا۔ اگر علاج کرتا ہے۔ تو خود ہی مریگا۔ اور دوسرون کو بھی ہلاک کریگا۔ کیونکہ زہر اسمیں اثر کر چکا ہے اور اسکے حواس چونکہ قایم نہیں رہے۔ اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔ غرض جسقدر تفرقہ بڑہتا جاتا ہے اُس کا باعث وہی لوگ ہین۔ جنہون نے زبانون کو تیز کرنا ہی سیکہا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو۔ کہ میرا یہ مذہب نہیں۔ کہ اسلام کے سوا سب مذاہب کی اصل جہوٹی ہے۔ خدا سب پر نظر رکہتا رہا ہے۔ یہ نہیں ہوا۔ کہ وہ ایک ہی قوم کی پرواہ کرے اور دوسرون پر نظر نہ کرے۔ ہان یہ سچ۔ کہ حاکم کے دورے کی طرح کبھی کسی قوم پر وہ وقت آجاتا ہے۔ اور کبھی کسی پر

میں کسی کیلئے نہیں کہتا۔ خدا تعالے نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ کہ راجہ رام چندر اور کرشن جی وغیرہ بھی

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سلسلہ کیلئے دیکھو البدر نمبر ۱۲ صفحہ ۱۲

قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اُٹھاتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کے دل پچائے جاویں۔ خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے۔ کہ جب تک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے۔ بہشت میں نہیں جاتا۔ بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے۔ جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار رہتا ہے۔ دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں۔ بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ کافر کیلئے دوزخ کے رنگ میں اور مومن کے لئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے۔ کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہو کر سگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے۔ جو دنیا کو طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے۔ جو اُسے ہر قسم کی تکلیف سہنے کے لئے آمادہ کر دیتا ہے۔ مومن کا رنگ عاشق کا رنگ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے اور اپنے معشوق یعنے خدا کے لئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنے والا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اُسکے حضور میں قایم ہوتا ہے دُنیا کی کوئی لذت اُسکے لئے لذت نہیں ہوتی۔ اُسکی رُوح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے۔ معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی بھی معلوم کرکے وہ کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔ عشق کمال ہو۔ محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں تو ثابت قدمی ایسی کوٹ کوٹ کے بھری ہو۔ کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں لا نہ سکے۔ اور معشوق کی طرف سے کبھی نہبی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا ہوتا ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اُٹھے۔ اور خیر خواہی کے لئے اضطراب پیدا ہو۔ اور اسکی اعانت کے لئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کیساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ انسان کو بشریت سے الگ کرکے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے جب تک اسکی حد تک درد اور عشق نہ پہونچ جائے۔ کہ جس میں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جائے۔ اُس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے۔ کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جائے۔ اور اُسکی رضا میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے۔ اور اُسکی مخلوق کے لئے ایسا درد ہونا چاہیئے۔ جس طرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے ناتوان پیارے بچے کے لئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہو۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے۔ اور اس کے حضور میں دعا کرنے کے لئے تعلق کی ضرورت ہے۔ بغیر تعلق کے دعا نہیں ہو سکتی۔ پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آتی ہیں۔ کہ جن سے دعا کرنے والوں کو دُعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ مخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی بے تعلق کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ تو میرا دوست ہے۔ اور نہ ہی اس کے لئے درد دل ہی ہوتا ہے۔ اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اس طرح نہیں ہو سکتا۔ کہ انسان غفلت کاریوں میں مُبتلا بھی رہے۔ اور صرف مُنہ سے دم بھرتا رہے۔ کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اکیلے بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھ لینا ہی خدا سے تعلق پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قایم ہونے کے لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آسکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے۔ کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی۔ کہ جب فارغ ہوتے۔ تو ایک دوسرے کو پہچان ہی نہ سکتے تھے۔ جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے۔ تو شریعت نے حکم دیا ہے۔ کہ وہ اگر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا۔ تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا۔ اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا۔ گویا ایک مقام محویت میں جا پہونچا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا۔ تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی۔ جب تک دل میں اس کا اثر نہ ہو۔ چھلکوں سے کیا ہاتھ آسکتا ہے۔ محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہیئے۔ علت غائی حال ہی ہے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے۔ اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے۔ کہ بے اختیار اسکی طرف پروانہ کرنے لگتا ہے۔ اور ایک حقیقی محویت کا عالم اُس پر طاری ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کیفیت سے انسان گویا سلطان بن جاتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بن جاتا ہے۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی۔ کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا۔ تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی شہرت کو پسند نہیں کیا۔ میں بالکل تنہائی میں تھا۔ اور تنہائی ہی مجھکو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا۔ اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا۔ اور یہی میری آرزو تھی۔ خدا نے مجھ پر جبر کرکے اس سے مجھے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی۔ مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا۔ کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اس کام کے لئے اُس نے مجھے پسند کیا۔ اور اپنے فضل سے مجھکو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں ہیں تو دیکھتا۔۔۔۔ ہوں کہ میری طبیعت اس طرح واقعہ ہوئی ہے۔ کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ لوگ کس طرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی۔ لیکن خدا مجھے اور طرف لیجاتا تھا۔ میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جاوے۔ مجھے میری خلوت کے حجرہ میں چھوڑ دیا جائے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو۔ اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا۔ اس کو سنوار دو۔ انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقعہ ہوئی ہے۔ کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے۔ کسی نبی نے کبھی شہرت کی خواہش نہیں کی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ عبادت کرنے کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی۔ چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی۔ کہ کوئی انسان اُس میں جانے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا۔ کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہونچیگا۔ آپ بالکل تنہائی چاہتے تھے۔ شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر خدا کا حکم ہوا۔

یا ایہا المدثر قم فانذر

اس حکم مین ایک جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا۔ کہ آپ تنہائی کو جو آپکو بہت پسند تہی۔ اب چہوڑ دین۔ بعض لوگ بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہین۔ کہ گویا مین شہرت پسند ہون۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ مین ہرگز شہرت پسند نہیں۔ خدا نے جبر سے مجہہ کو مامور کیا ہے۔ میرا اس مین قصور کیا ہے۔ اور وہی گواہ ہے کہ مین شہرت پسند نہین ہون۔ مین تو دنیا سے ہزارون کوسون بہاگتا تہا۔ حاسد لوگون کی نظر چونکہ زمین اور اسکی اشیاء تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اور وہ دنیا کے کیڑے ہین اور شہرت پسند ہوتے ہین۔ اُن کو اُس خلوت گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہین ہو سکتی۔ ہم تو دنیا کو نہین چاہتے۔ اگر وہ چاہین۔ اور اُس پر قدرت رکہتے ہین تو سب دنیا لے جاوین۔ ہمیں اُن پر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل مین ہے۔ نہ دنیا کے ساتہہ ہماری خلوۃ کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے۔ کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہیئے۔ اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو کو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل مین تجلی کرتا ہے۔ تو پہر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے۔ مگر بہید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہین۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اور اسی اس کے سارے وجود پر چہا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہین۔ وہ اگر ہزارون پردون مین چہپے۔ اور اپنے آپ کو چہپائے۔ مگر چہپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے۔ ؎ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔ ؎

جن لوگون کو محبت الٰہی ہوتی ہے۔ وہ اس محبت کو چہپاتے ہین۔ جس سے اُنکے دل لبریز ہوتے ہین۔ بلکہ اس کے افشا پر شرمندہ ہوتے ہین۔ کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔ کوئی رسول نہیں آیا۔ جس کا راز خدا سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چہپانے کی خواہش اسکے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے۔ وہی اُن کو ملتی ہے جو چاہتے ہین۔ اُن کو ملتا نہیں۔ اور جو نہیں چاہتے۔ ان کو جبراً ملتا ہے۔

جب تک انسان ادنےٰ حالت میں ہوتا ہے۔ اس کے خیالات بہی ادنےٰ ہی ہوتے ہین۔ اور جس قدر معرفت مین گرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی قدر محبت مین کمی ہوتی ہے۔ معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص مین محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے۔ انا عند ظن عبدی بی سے یہی تعلیم ملتی ہے

صادق عاشق جو ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکہتا ہے۔ کہ اس کو کبہی نہین چہوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ انسان صدق دکہلاوے اور اُس پر ظن نیک رکہے۔ کہ تا وہ بہی وفا دکہلائے۔ مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجہ سکتے ہین۔ یہ تو اپنی ہوا و ہوس کے بتون کے آگے جہکتے رہتے ہین۔ اور اُنکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہیں سمجہتے اس کے وعدون پر ذرہ ایمان نہیں رکہتے اگر اللہ تعالیٰ کے وعدون پر ایمان رکہتے۔ کہ وہ کریم و رحیم ہے۔ تو اپنی ان پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا ؎

؎ گر وزیر از خدا بترسید ؎
؎ ہمچنان کز ملک ملک بودے ؎

شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑہنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتہہ نہ چہوڑو۔ اسی سے مدد مانگو۔ تو اللہ تعالیٰ ہر میدان مین مومن کی مدد کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مین میدان مین تیرے ساتہہ ہون۔ وہ اس کے لئے تو ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کے وعدون پر بہروسہ نہیں کرتا۔ وہ بدظنی کرتا ہے۔ جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے۔ وہ اُسکی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے۔ وہ مجبور ہوتا ہے۔ کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنالے۔ اور شرک مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب انسان اس بات کو سمجہتا ہے۔ کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اسکے وعدہ ٹلنے کے نہیں۔ تو وہ اُس پر جان فدا کرتا ہے۔ اور در پردہ خدا سے عشق رکہتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دیکہہ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اُسکی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اُس پر نازل کرتا ہے۔ اور اُس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکہاتا ہے۔ لیکن بیوفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ (از ریویو)

عیسویت کا ایک نیا دشمن

اظہار عداوت کے مختلف رنگ ہوا کرتے ہین مگر حال مین مسٹر سمتہہ نامی ایک صاحب نے جو رنگ یورپی مذہب سے عداوت کا اختیار کیا ہے۔ وہ بالکل نرالا ہے۔ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ سلطان صلاح الدین سلطنت مصر کے بادشاہ کے ایک فرمانروا بارہوین اور تیرہوین کے درمیان گذرے ہین۔ جن کے ساتہہ کل عیسائی اقوام نے متفق ہو کر صلیبی جہاد کیا تہا۔ اور سب کے سب مُنہ کی کہا کر واپس آئے تہے۔ چونکہ صلاح الدین عیسائیون کو تباہ کر دینے والا گذرا ہے۔ اس لئے اُسکے نام سے تفاؤل لیکر مسٹر سمتہہ نے اپنا نام صلاح الدین قرار دیا ہے در دنصاریٰ اور تائید اسلام مین عمدہ عمدہ مضامین اُنکی قلم سے نکلتے ہین۔

ایک دفعہ انہون نے لکہا تہا۔ کہ اسلام اگر تلوار سے ہی پہیلا ہے۔ تو یہ بتلایا جاوے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اکیلے تہے۔ ان کے پاس اس قدر تلوارین لیعنے تلوار لیکر لڑنے والی جماعت کہان سے آگئی تہیں۔ مسٹر صلاح الدین کا نکتہ واقعی قابل قدر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تہے۔ لیکن تائیدات سماوی آپکے شامل حال تہین۔ اور جذب قلوب کی طاقت قدسیہ اس قدر آپ مین تہی۔ کہ لوگ اسکی وجہ سے آپکی طرف کہچے چلے آتے تہے۔ الٰہی تائیدات سماوی نے آپ کو اول ایک گروہ کثیر دیا جس نے خود حفاظتی کے لئے آخرکار تلوار پکڑی۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے۔ اسلام کی اشاعت اوسی طریق سے ہوتی رہی ہے۔ جس طریق سے اول تلوار پکڑنے والی جماعت بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے پیدا ہو گئی تہی۔

اگر وہ جماعت تلوار سے طیار ہوئی ہوتی۔ تو اُنکے دلون مین کب یہ جوش ہو سکتا تہا۔ کہ پہر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید مین ہی تلوارین اٹہاتے اور اگر جبراً اُن سے اٹہوائی جاتین۔ تو بغاوت کر کے مسلمانون اور ان کے ہادی کو ہی صاف کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن جس طریق سے انہون نے اسلام کی عزت اور آبرو کو قایم رکہنے کیلئے اپنے خونون کو پانی کی طرح بہایا۔ اور بکریون کی طرح گردنین کٹوائین۔ وہ طریق بتلاتا ہے۔ کہ اُنکے دلون مین خدا کے نور نے گہر کیا ہوا تہا۔ اور خدا کی راہ مین جان تک دیدینا وہ ایک ادنےٰ بات خیال کرتے تہے۔

اثر کلام حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوران کلام مین فرمایا۔ کہ تلوار مین صرف زخم کی خاصیت ہے۔ لیکن کلام مین زخم اور پیوند دونو خواص موجود ہین۔ زخم کا موقعہ ہو۔ تو زخم لگاتی ہے اور پیوند کا موقعہ ہو تو پیوند کرتی ہے (اسی لئے کلام کا اعجاز اسلام کو دیا گیا ہے) ؎

ضروری اطلاع

خریداران البدر کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت خط و کتابت دفتر اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کرین۔ ورنہ عدم تعمیل تکالیف معاف۔ — مینیجر

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۳

قولہٗ اگر کوئی مرزا صاحب سے مجمع میں دریافت کرے کہ آپ کا مرید تو طاعون سے بچ سکتا ہے۔ مگر شہنشاہ عرب وعجم کا امتی نہیں بچ سکتا۔ تو کیا آپ کروڑوں مخلوق خدا کے دلوں کے مالک سے زیادہ ہیں۔ .... الخ

اقول۔ لعنت ہے اسپر جو اپنی بابت ظاہری طور پر یا اشارۃً بھی یہ کہتا ہو۔ کہ میں شہنشاہ عرب وعجم اور کروڑوں مخلوق خدا کے دلونکے مالک سے زیادہ ہوں۔ اور لعنت اور پھٹکار ہے۔ اسپر جو جان بوجھ کر عمداً ظالمانہ تحریر اختیار کرکے اس قسم کے استنباط کرے۔

اب رہی یہ دوسری بات کہ شہنشاہ عرب وعجم کا امتی نہ بچ سکے تیئے اسبابی معلوم کرنیکی بہت کوشش کی۔ کہ حیرت صاحب کی مراد انکی اس بیان میں امتی سے کیا ہے لیکن اسکے سمجھنے میں ابتک ہماری عقل وسمجھ قاصر ہے امید کہ حیرت صاحب کسی قدر اسکی تشریح کرکے ہمیں سمجھا دینگے۔ کیونکہ ایک کثیر گروہ کی بابت حیرت صاحب ایسے الفاظ استعمال کر چکے ہیں۔ کہ انکے بیانات کے موافق اس گروہ کثیر کی بابت دل میں یہ شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ امتی ہیں۔ یا نہیں۔ ہم یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں۔ اگر اس بیان میں حیرت صاحب کو شبہ ہو تو وہ ہمکو بتائیں۔ کہ آیا انمیں جنکو اب انہوں نے امتی کہا ہے۔ مفصلہ ذیل گروہ شامل ہیں۔ یا نہیں

اوّل۔ وہ امتی جو صرف امتی ہونیکا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے۔ کہ آیا وہ امتی ہیں۔ یا صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ وہ جو سرکش اور باغی ہیں۔ اس لئے کہ عملی طور پر حضور سرور کائنات کے دشمن ہیں۔ کیونکہ انکی معاشرت اور اکثر باتیں حضور انور اور صحابہ کے خلاف ہیں۔ اور مختلف رسوم میں گرفتار ہیں۔ (دیکھو کرزن گزٹ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۱ء)

دوم۔ یا آپ کی مراد ان خوارج سے ہے۔ جو کوتاہ اندیش بدتہذیب اور ناشائستہ ہیں (دیکھو سوانح عمری حضرت عمرؓ صفحہ ۶) اور جو ازلی بدنصیب ہیں۔

سوم۔ یا آپ کی مراد ان شیعہ سے ہے جنکی تعریف ہی مبتذل ذلیل اور خوار قوم ہے جنکی دینی اور دنیوی تمام باتیں حد سے زیادہ ناپاک اور خراب ہیں۔ اور جنسے زیادہ خراب اخلاق رکھنے والی کوئی اور قوم نہیں ہے۔ (دیکھو سوانح عمری حضرت عمرؓ صفحات ۳۳ و ۳۴)

چہارم۔ یا ان صوفیوں سے مراد ہے۔ جنکا تصوف اسلامی توہین کا بڑا مادہ رکھتا ہے۔ اور جنکی ناپاک حالت کی وجہ سے علماء کو لغت کی کتاب میں لفظ علت مشائخ بڑھانا پڑا ہے۔ (دیکھو حیات طیبہ صفحہ ۲۵) نیز جنکے ہاں سوائے قوال کے اے وائے اے وائی اور طبلہ کی تھاپ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یا خشک توجہ ہے۔ جو پیرجی دیتے ہیں جس سے نہ حالت سنبھلتی ہے اور نہ کچھ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ (دیکھو کرزن گزٹ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۱ء)

پنجم۔ یا اس گروہ مراد ہے۔ جس سے حیرت صاحب کو ذرا بھی امید نہیں ہے۔ اور سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملنے کی مثل جسپر صادق آتی ہے۔ اور جس کی کارروائی میں ملانوں کی کارروائی سے کوئی فرق نہیں ہے۔ جس نے مسلمانوں کا بہت سا روپیہ برباد کیا ہے۔ اور جب تک قائم ہے۔ اسیطرح سے برباد کرتا رہیگا۔ (دیکھو کرزن گزٹ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ششم۔ یا ان انجمنوں سے مراد ہی۔ جنکو ان کی ذاتی اغراض نے بے سود کر رکھا ہے۔ اور جو دہی ملانوں کا مجمع ہے۔ اور جنہوں نے مسلمانوں کا مفت میں بہت سا روپیہ برباد کیا ہے۔ (دیکھو کرزن گزٹ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۱ء)

ہفتم۔ یا وہ نیچری ہیں جو شقاوت میں قارون کی مغز اور ضلالت میں فرعون سے بڑھ کر ہیں۔ اور جو ذلت میں گرفتار ہیں اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے (دیکھو مسدس صفحہ ۴۳)

نیز وہ نیچری جو ابلیس سے ہر صفت میں برتر ہیں۔ وہ ابلیس کے مقتدی نہیں۔ بلکہ اسکے رہبر ہیں اور جو اکفر ہیں۔ (دیکھو مسدس صفحہ ۴۳)

نیز وہ سید کے شاگرد جن میں چھوٹے سے چھوٹا شیطان ہے۔ اور اس سے چھوٹا ممکن نہیں ہے (مسدس صفحہ ۴۰)

ہشتم۔ یا حیرت صاحب کی مراد امتیوں سے وہ لوگ ہیں۔ جو نعتیہ قصائد کہنے والے ہیں اور رسول صلعم کی شان میں خیالی معشوقوں کے الفاظ استعمال کرنیکی وجہسے کمبخت نامہذب اور وحشی ہیں۔ جن کم بختوں کے منہ میں کیڑے پڑیں گے۔ اور جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔ (دیکھو سوانح عمری حضرت عمرؓ صفحہ ۶)

نہم۔ یا وہ لوگ جو جنگلوں میں رہتے اور ولی کہلاتے ہیں۔ اور جن کی صفت ہے۔ خود غرض احسان فراموش ازلی بدنصیب اور جن میں کچھ بھی ایمان کی بو نہیں ہے۔ (دیکھو مقدمہ تفسیر صفحہ ۵۹۳ و ۵۹۴)

دہم۔ یا وہ بردہ در ہیں۔ جو اپنے مضامین کے ذریعہ سے ہیچوں ہیچوں کرتے ہیں۔ جنکی اصلاح پر لعنت اور تف ہے۔ (دیکھو گزٹ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۱ء)

یازدہم۔ یا وہ اڈیٹران اخبار ہیں۔ جو نفس شرافت سے دور ہیں۔ بازاری اور پاجی ہیں۔ فضل انسانی سے بے بہرہ کمبختی کے مارے اور ازلی کمبخت ہیں۔ دیکھو کرزن گزٹ مورخہ ۱۵ اپریل یکم و ۱۵ جولائی ۱۹۰۱ء)

دوازدہم۔ یا وہ امراء ہیں۔ جو ابدی بدبخت بدکردار نالائق۔ خر دماغ ازلی بدنصیب گین چکر کالا سکہ الو اور نابکار ہیں (دیکھو کرزن گزٹ ۷ مئی ۱۹۰۱ء)

نیز جنہوں نے شیطان اور انکی ذریات کی کل اعمال کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا میں شیطان کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دائمی جہنم میں رہنے والے ہیں۔ (دیکھو گزٹ مورخہ جون ۱۹۰۱ء)

(الغرض حیرت صاحب نے کل امراء میں سے صرف تین یا چار کو کل ہندوستان میں سے مستثنےٰ کیا ہے۔)

سیزدہم۔ یا وہ عام مسلمان ہیں۔ جنکی عقلیں بیکار ہو گئی ہیں۔ اور انسانیت سے گر کر بہائم سیرت ہو گئے ہیں۔ اور جنکا ہمدرد مجنون ہے۔ (دیکھو سیرۃ الرسول صفحہ ۱۷ اور کرزن گزٹ مختلف مقامات)

یا وہ مسلمان ہیں جو انجیل کے قائل ہیں۔ اور جنہوں نے عیسائیوں کی کل صفات لے لی ہیں۔ (دیکھو مقدمہ تفسیر صفحہ ۴۹)

چہاردہم یا وہ مولوی ہیں۔ جو دجال اور پوری جہنمی ہیں

باقی دارد

جن میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ اس میں غلطی نہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ (گزٹ مورخہ ۱۵ ستمبر ویکم اکتوبر ۱۹۰۳ء)

نیز جو بیدین فریبی و نابکار دین فروش دشمن اسلام ہیں۔ جن کی اسلام پر لعنت ہے۔ (گزٹ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

نیز جو دین فروش ظالم رہزنان دین و ایمان۔ غارت کنانِ دین ڈاکو رسول صلعم کے جانی دشمن ہیں۔ وغیرہ وغیرہ (دیکھو گزٹ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء)۔

پانزدہم ۔ یا حیرت صاحب وہ آپ ہی ہیں جو اپنے مختلف فتووں کی وجہ سے اپنے ہی قول کے موافق۔۔ بہت سے خلاف اسلام صفات کا نشانہ بن گئے ہیں جنکا ذکر انشاء اللہ تفصیل سے ہم علیحدہ کرینگے۔ فی الحال مختصر دو ایک نظائر یہ ہیں۔

اوّل ۔ دیکھو مقدمہ تفسیر صفحہ ۹ ۵۹ جہاں یہ ثابت کیا ہے۔ کہ کثیر مسلمانوں کا جہنمی سمجھنے والا خود جہنمی ہے۔۔۔۔ حیرت صاحب اس فتوے کا نشانہ ہو چکے ہیں۔ جو کسی قدر تواسی۔۔۔۔۔ نمبر میں انکو معلوم ہو گیا ہو گا اور جو کچھ کسر باقی ہے وہ آگے چل کر نکالدی جاویگی۔

دوم ۔ دیکھو گزٹ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۰۲ء جہاں اپنے فرضی مریدوں کو مفصلہ ذیل الفاظ میں۔۔۔ حیرت صاحب نے نصیحت کی ہے۔

"تمہارے آقا ہی نامدار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کیطرف سے سوء ظنی کرے۔ یا اسکی اہانت کرے۔ وہ ہر گز مسلمان نہیں ہے۔ تو تمہارے کل اعمال صالحہ سلب کر لئے جائیں گے۔ نہ قیامت کو دیدار باری تعالےٰ اور نہ حضور پرنور کی شفاعت کبھی نصیب ہوگی"۔ یہ ہے حیرت صاحب کا دوسرا فتویٰ جسکے وہ خود ہی نشانہ ہو چکے ہیں۔ فی الحال ہم صرف انہیں دو کے بیان پر

ختم

[بقیہ] پر اکتفا کرتے ہیں ÷

اب ہم حیرت صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے جن لوگوں کی بد امنی بیان کیا ہے۔ ان میں یہ مذکورہ بالا کثیر گروہ شامل ہے۔ یا نہیں۔ اگر یہ شامل نہیں ہے۔ تو جو کثیر گروہ کے بعد باقی رہ گئے ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کی بابت کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا ہے۔ اور حیرت صاحب نے جو ایک جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ ایک مسلمان جو صدق دل سے پانچوں وقت نماز پڑھتا ہو۔ اور حضور انور کا سچا شیدائی ہو طاعون سے نہ بچے۔ اور مرزا صاحب کا مرید بچ جاوے۔ یہ فقرات مرزا صاحب کے کسی تحریر میں باوجود تلاش کے نہ مل سکے۔ یا تو یہ الفاظ حیرت صاحب کو مرزا صاحب کی تحریر میں دکھانے چاہئیں۔ مرزا صاحب کے اس قسم کے تمام اشتہارات سے یہی غرض ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ ورنہ اسکی حالت ہر وقت خطرناک ہے۔ فی الحال ہم اسکو ختم کر دیتے ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ کسی موقع پر مرزا صاحب کے تمام تحریرات پر جو حضور علیہ السلام نے طاعون کے متعلق شائع کئے ہیں مفصل سے ریویو کرینگے۔

اس مذکورہ بالا بحث کے متعلق ہم حیرت صاحب سے مفصلہ ذیل سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیتے وقت ہم حیرت صاحب کے ان جوابات کو مدنظر رکھیں۔ اور اگر ان کا کوئی معقول جواب نہ دیا۔ تو گویا ہماری طرف سے ان نکتہ چینیوں کا بھی جواب ادا ہو جائے گا۔ اور دوبارہ ان کی طرف توجہ کرنیکی ضرورت نہوگی ÷

سوال اوّل اس نکتہ چینی کی بابت ہے۔ جو انہوں نے مرزا صاحب سلمہ الرحمٰن کی سخت کلامی کی بابت کی ہے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ سخت کلامی سے کیا مطلب ہے۔ اور مذکورہ بالا الفاظ سخت کلامی میں داخل ہیں یا نہیں۔

سوال دوم ۔ تمنے یہ لکھا ہے۔ کہ قرآن وحدیث رسول صلعم مسلمان رکھنے کیلئے کافی تھے نیز مسلمانوں کے لئے ایک قبلہ ایک رسول اور ایک خدا کافی ہے۔ اس کے سوا کسی کی

ضرورت نہیں ہے۔ اگر تمہارا یہ خیال درست ہے۔ تو بقول تمہارے یہ امت کا۔ آوا کس طرح سے بگڑ گیا۔ جس کے لئے ایک مصلح ربانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

سوال سوم ۔ ”مرزا صاحب اپنی علیحدہ جماعت قرار دیتے ہیں۔ رسول صلعم اس بات سے ناراض ہیں“ تمنے جو یہ لکھا ہے۔ کیا یہ تمہارا جھوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ جن گروہوں کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ مرزا صاحب نے ان سے علیحدگی قول کریم کے اس حکم کے موافق اختیار کی ہے۔ **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار** الخ کیا حیرت خود تمہاری مقبول گروہ سے علیحدگی اختیار کر لی رسول صلعم کی ناراضگی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور کیا یہ تمنے رسول صلعم پر افترا نہیں کیا ہے۔

سوال چہارم حیرت صاحب تمنے لکھا ہے۔ کہ شرافت کا مقتضیٰ یہ ہے۔ کہ اعلانیہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ کیونکہ انسان خطا و نسیان کا پتلہ ہے۔ سو یہ بتلاویں کہ آپ نے اپنی ان غلطیوں سے جو اس سلسلے میں کی ہیں کسقدر تسلیم کی ہیں۔ اور کسقدر غلطیوں کا اعلانیہ اعتراف کر کے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔

قولہ خدا کی کلام میں تحریف کرنی اور اپنے بے بنیاد خیال کی تائید اور تقلید کرنی۔ یہ کور دہ والوں کا خاصہ ہے۔

اقول ۔ بیشک دہلی جیسے کور دہ کے خمیر میں یہ خاصہ معلوم ہوتا ہے۔ جسکا ثبوت مقدمہ تفسیر کے پڑھنے سے ملتا ہے۔ جسے تمام و کمال پڑھنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ صرف سود کی بحث پڑھنے سے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ اپنے بے بنیاد خیالات کی کسقدر تائید اور تقلید کر کے کلام الٰہی کے صاف صاف احکامات سے روگردانی کی ہے۔ مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۵۰ پر تحویل بحث کے بعد لکھا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے دلوں میں سالہا سال سے ایک نفرت سود کی طرف سے پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ سود کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے۔ کہ اسے (یعنی حیرت صاحب کے بیانات کو) قبول کرنے میں چون و چرا کریں۔ پھر صفحہ ۶۶۱ پر لکھا ہے۔ میں نے سود کی بحث میں عمداً مفسروں کی رائے سے زیادہ مدد نہیں لی ہے۔ کیونکہ میری رائے عموماً ایک نئے انداز اور نئے پیرائے کی ہوگی۔ اور میں مجتہدانہ طور پر بحث کرونگا۔ شریعت ہمیں مجبور نہیں کرتی کہ ہم کسی مفسر کی رائے کو تسلیم کریں۔ (باقی دارد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مرزا محمود ایرانی

آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷ - اگست ۱۹۰۲ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا - کہ حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں - وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں - اور مجھسے مقابلہ کے خواہشمند ہیں - میں افسوس کرتا ہوں - کہ مجھے اس قدر خدمت کم فرصتی ہے - کہ میں انکی اس درخواست کو قبول نہیں کرسکتا - کیونکہ کل ہفتہ کے روز جلسہ کا دن ہے - جس میں میری مصروفیت ہوگی - اور اتوار کے دن علے الصباح مجھے گورداسپور میں ایک مقدمہ کیلئے جانا جو عدالت میں دائر ہے - ضروری ہے - میں قریباً بارہ دن سے لاہور میں مقیم ہوں - اس مدت میں کسی نے مجھ سے ایسی درخواست نہیں کی - اب میں جانے کو ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کیلئے فرصت نہیں - تو میں نہیں سمجھ سکتا - کہ اس بیوقت کی درخواست سے کیا مطلب ہے - اور کیا غرض ہے - لیکن تاہم میں حکیم مرزا محمود صاحب کو تصفیہ کیلئے ایک اور صاف راہ بتلاتا ہوں - اور وہ یہ ہے - کہ کل ۳ ستمبر کو جو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائیگا - وہ مضمون ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے پرچہ میں بتمام و کمال شائع کردیں - حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں - کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اوسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرادیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کرلے گی - کہ کس شخص کا مضمون راستی پر اور دلائل قویہ پر مبنی ہے - اور کس شخص کا مضمون اس مرتبہ سے گرا ہوا ہے - میری دانست میں یہ طریق فیصلہ ان بدنتائج سے بہت محفوظ ہوگا جو آج کل زبانی مباحثات سے متوقع ہے - بلکہ چونکہ اس طرز میں روئے کلام حکیم صاحب کیطرف نہیں - اور نہ انکی نسبت کوئی تذکرہ ہے - اس لئے ایسا مضمون ان رنجشوں سے بھی برتر ہوگا - جو با ہم مباحثات سے کبھی کبھی پیش آجایا کرتے ہیں -

---

مجھسے ایک صاحب حکیم مرزا محمود ایرانی نام نے آج ۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ایک خط کے دریافت کیا ہے - کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں - فوجدھا تغرب فی عین حمئة - پس واضح ہو - کہ آیت قرآنی بہت سے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے - جس کا احاطہ نہیں ہوسکتا - اور جیکے ظاہر کے نیچے ایک باطن بھی ہے - لیکن وہ معنے جو خدا نے مجھپر ظاہر فرمائے ہیں - وہ یہ ہیں - کہ یہ آیت مع اپنے سابق اور لاحق کے مسیح موعود کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس کے وقت ظہور کو مشخص کرتی ہے - اور اس کی تفصیل یہ ہے - کہ مسیح موعود بھی ذوالقرنین ہے کیونکہ قرن عربی زبان میں صدی کو کہتے ہیں - اور آیت قرآنی میں اس بات کیطرف اشارہ ہے - کہ وہ وعدہ کا مسیح جو کسی وقت ظاہر ہوگا اُس کی پیدائش اور اُسکا ظاہر ہونا دو صدیوں پر مشتمل ہوگا - چنانچہ میرا وجود اسیطرح پر ہے - میرے وجود نے مشہور و معروف صدیوں میں خواہ ہجری ہیں خواہ مسیحی خواہ بکرماجیتی اس طور پر اپنا ظہور کیا ہے - کہ ہر جگہ دو صدیوں پر مشتمل ہے - صرف کسی ایک صدی تک میری پیدائش اور ظہور ختم نہیں ہوئے - غرض جہانتک مجھ کو علم ہے - میری پیدائش اور میرا ظہور ہر ایک مذہب کی صدی میں صرف ایک صدی پر اکتفا نہیں کرتا - بلکہ دو صدیوں میں اپنا قدم رکھتا ہے - پس ان معنوں سے میں ذوالقرنین ہوں - چنانچہ بعض احادیث میں بھی مسیح موعود کا نام ذوالقرنین آیا ہے - ان حدیثوں میں بھی ذوالقرنین کے یہی معنے ہیں - جو میں نے بیان کئے ہیں - اب باقی آیت کے معنے پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ہیں - کہ دنیا میں دو قومیں بڑی ہیں جنکو مسیح موعود کی بشارت دیگئی ہے - اور مسیحی دعوت کے لئے پہلے انہیں کا حق ٹھہرایا گیا ہے - سو خدا تعالیٰ ایک استعارے کے رنگ میں اسجگہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے - اپنی سیر میں دو قوموں کو پائیگا - ایک قوم کو دیکھیگا کہ وہ تاریکی میں ایک ایسے بدبودار چشمے پر بیٹھی ہے - کہ جسکا پانی پینے کے لائق نہیں - اور اس میں سخت بدبودار کیچڑ ہے - اور اسقدر ہے - کہ اب اسکو پانی نہیں کہ سکتے - یہ عیسائی قوم ہے - جو تاریکی میں ہے - انہوں نے مسیحی چشمہ کو اپنی غلطیوں سے بدبودار کیچڑ میں ملا دیا ہے - دوسری سیر میں مسیح موعود نے جو ذوالقرنین ہے -

ان لوگوں کو دیکھا جو آفتاب کی جلتی ہوئی دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں - اور آفتاب کی دھوپ اور انمیں کوئی اوٹ نہیں - اور آفتاب سے انہوں نے کوئی روشنی تو حاصل نہیں کی - اور صرف یہ حصہ ملا ہے کہ اس سے بدن انکے جل رہے ہیں - اور اوپر کی جلد سیاہ ہوگئی ہے - اس قوم سے مراد مسلمان ہیں - جو آفتاب کے سامنے تو ہیں - مگر بجز جلنے کے اور کچھ فائدہ ان کو نہیں ہوا - یعنی انکو توحید کا آفتاب دیا گیا - مگر بجز جلنے کے آفتاب سے انہوں نے کوئی حقیقی روشنی حاصل نہیں کی - یعنی دینداری کی سچی خوبصورتی اور سچے اخلاق وہ کھو بیٹھے - اور تعصب اور کینہ اور اشتعال طبع اور درندگی کے چلن انکے حصہ میں آگئے ۔ خلاصہ کلام یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ اس پیرایہ میں فرماتا ہے - کہ ایسے وقت میں مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے آئیگا - جبکہ عیسائی تاریکی میں ہونگے - اور انکے حصہ میں صرف ایک بدبودار کیچڑ ہوگا - جسکو عربی میں حمأ کہتے ہیں - اور مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف خشک توحید ہوگی - جو تعصب اور درندگی کی دھوپ سے جلے ہونگے - اور کوئی روحانیت صاف نہوگی - اور پھر مسیح جو ذوالقرنین ہے - ایک تیسری قوم کو پائیگے - جو یاجوج ماجوج کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوگی - اور وہ لوگ بہت دیندار ہونگے اور انکی طبیعتیں سعادتمند ہونگی - اور وہ ذوالقرنین سے جو مسیح موعود ہے - مدد طلب کرینگے - تا یاجوج ماجوج کے حملوں سے بچ جائیں - اور تا وہ انکے لئے سد روشن بنا دیگا - یعنی ایسے پختہ دلائل اسلام کی تائید میں انکو تعلیم دیگا کہ یاجوج ماجوج کے حملوں کو قطعی طور پر روک دیگا - اور انکے آنسو پونچھیگا - اور ہر ایک طور سے انکی مدد کریگا اور انکے ساتھ ہوگا - یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے - جو مجھ کو قبول کرتے ہیں - یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے - اور اسمیں صریح طور پر میرے ظہور اور میرے وقت اور میری جماعت کی خبر دیگئی ہے - پس مبارک وہ جو ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھے - قرآن شریف کی یہ سنت ہے - کہ اس قسم کی پیشگوئیاں بھی کیا کرتا ہے - کہ ذکر کسی اور کا ہوتا ہے - اور اصل منشاء آئندہ زمانہ کیلئے ایک پیشگوئی ہوتی ہے - جیسا کہ سورت یوسف میں بھی اسی قسم کی پیشگوئی کیگئی ہے - یعنی بظاہر تو ایک قصہ بیان کیا گیا ہے - مگر اسمیں یہ مخفی پیشگوئی ہے - کہ جسطرح یوسف کو اُن بھائیوں نے حقارت کی نظر سے دیکھا - آخر وہی یوسف انکا سردار بنایا گیا اسجگہ بھی قریش کیلئے ایسا ہی ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کرکے مکہ سے نکالدیا - مگر وہی جو رد کیا گیا تھا انکا پیشوا اور سردار بنایا گیا ۔ بڑا تعجب کا مقام ہے - کہ اسقدر بار بار مسیح موعود یعنی اس عاجز کی نسبت قرآن شریف میں پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں مگر پھر بعض......

مقدمات - ۶ ستمبر کو ممدوح کی شہادت ختم ہوئی ۷ کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور اور ۸ کو منشی عزیز الدین صاحب تحصیلدار دینانگر اور میاں حسین بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ پٹیالہ کی شہادت ہوئی - ۹ کو مداعت نہیں ہوا - ۱۰ ستمبر کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب گواہ مستغیث میڈیکل پریکٹیشنر لاہور حاضر عدالت ہوئے خواجہ صاحب نے اول واقعات مقدمہ سے انکو آگاہ کیا اور پھر شہادت ہوئی ۱۱ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ختم ہوئی اور چودھری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ کا بیان ہوا مگر جرح محفوظ رہی ۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۹ اگست ۱۹۰۳ء قادیان

تغیر نیت سے اجر باطل ہو جاتا ہے بعض لوگوں کے ایک مسجد کے تنازعہ پر آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ زیادہ بزرگ تم میں سے وہ ہے جو تقوے میں زیادہ ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور متقیون کے صفات میں سے ہے۔ کہ وہ بالغیب ایمان لاتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ یعنے علم۔ مال۔ اور دوسرے قوائے ظاہری اور باطنی جو کچھ دیا ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا نے بڑے بڑی وعدہ انعام کے کئے ہیں۔ انسان ایک کار خیر کیلئے جب نیت کرتا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ پھر اُس میں کسی قسم کا فرق نہ لاوے۔ اگر کوئی دوسرا جو اس میں حصہ لینے والا تھا۔ یا نہ تھا۔ مزاحم ہو۔ اور بد دیانتی کرے تو بھی اوّل الذکر کو چاہیئے۔ کہ وہ کسی قسم کا تغیر اپنے ارادہ میں نہ کرے۔ اس کو اسکی نیت کا اجر ملیگا۔ اور دوسرا اپنی شرارت کی سزا پاویگا۔ دنیا میں لوگوں کو ایک یہ بھی بڑی غلطی لگی ہے۔ کہ دوسرے سے مقابلہ کے وقت یا اُسکی نیت میں فرق آتا دیکھکر اپنی نیت کو جو خیر پر مبنی ہوئی ہے۔ بدل دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے بجائے ثواب کے عذاب حاصل ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا کے لئے نقصان روا نہیں رکھتا۔ وہ عند اللہ کسی اجر کا بھی مستحق نہیں۔ خدا کے لئے تو جان تک دریغ نہ کرنی چاہیئے۔ پھر زمین وغیرہ کیا شئے ہے۔ جس قدر کوئی دکھ اُٹھانے کے لئے طیار ہوگا۔ اُتنا ہی اُسے ثواب ملیگا۔ اگر کوئی شخص یہ اصول اختیار نہیں کرتا۔ تو اس نے ابھی تک ہمارے سلسلہ کا مطلب اور مقصود ہی نہیں جانا۔ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہیں۔ اگر وہ عام لوگوں کے سے اخلاق۔ مروّت۔ اور ہمدردی برتتے ہیں۔ تو اُون میں اُور دوسرے لوگوں سے کیا فرق ہوا شریر کی شرارت کو شریر کے حوالہ کرو۔ اور اپنے نیک جوہر دکھاؤ۔ تب تمیز ہوگی۔ دنیاوی تنازعات کے وقت مالی نقصان برداشت کرنے اور جود نفس سے کام لینے کے سوا چارہ نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ انسان کو ہمیشہ اس قسم کے مواقعہ ہاتھ آتے ہیں۔ کہ وہ خطرہ کے یہ نیک جوہر دکھا سکے۔ اس لئے اگر کوئی ایسا موقعہ ہاتھ آجاوے۔ تو اُسے غنیمت خیال کرنا چاہیئے ؀

مساجد کی ضرورۃ اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قایم ہو گئی۔ تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو۔ یا شہر۔ جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں۔ اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو۔ تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لا دیگا لیکن شرط یہ ہے۔ کہ قیام مسجد میں نیت بااخلاص ہو محض للہ اُسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دیگا۔

یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ مسجد مرصع اور پکی عمارۃ کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیئے۔ اور وہاں پر مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیئے۔ اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈالدو۔ کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالےٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی۔ اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمان رضی نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اُسے پختہ بنوایا مجھے خیال آیا کرتا ہے۔ کہ حضرۃ سلیمان اور عثمان کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیئے۔ جسمیں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ سب مل کر اوسی مسجد میں نماز با جماعت ادا کیا کریں (۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ وقت ہے۔ کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیئے۔ اور ادنے ادنے سی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔ ؀

نفس لوامہ ہی قابل قدر ہے مولوی تاج محمد صاحب ساکن لائلپور نے بڑھکر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ اور نماز میں سرور اور لذت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ فرمایا۔ کہ دعا کرتے رہو۔ اور کرتے رہو۔ ایک کارڈ روزانہ لکھدیا کرو۔ کہ دعا یاد آجایا کرے۔ طبیعت پر جبر کرکے جو کام کیا جاتا ہے۔ ثواب اُوسی کا ہوتا ہے۔ اور اُسی کا نام نفس لوامہ ہے۔ کہ طبیعت آرام کرنا چاہتی ہے۔ اور لذّات و جذبات نفسانی کی طرف کھچی جاتی ہے۔ مگر وہ بزور اُسے مغلوب کرکے خدا کے احکام کے ماتحت چلاتا ہے۔ اس نے اجر پایا ہے۔ ثواب کی حد نفس لوامہ تک ہی ہے۔ اور اُسے ہی خدا نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں قسم بھی نفس لوامہ کی ہی خدا نے کھائی ہے۔ مطمئنہ کی نہیں کھائی کیونکہ مطمئنہ میں جاکر ثواب نہیں رہتا۔ کیونکہ وہاں کوئی کشا کشی اور جنگ نہیں۔ وہ تو امن کی حالت ہے ؀

سونے چاندی اور ریشم کا استعمال عرض کی گئی۔ کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں۔ فرمایا کہ ۳-۴ ماشہ تک تو حرج نہیں۔ لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی تو عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔ جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو۔ اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے۔ تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔ ایک شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ تو ریشم کا کرتا پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں (ایسے ہی خارش والے کے لئے ریشم کا لباس مفید ہے) ؀

سود سود کی بابت پوچھا گیا۔ کہ بعض مجبوریات لاحق حال ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اس کا فتویٰ ہم نہیں دیسکتے۔ یہ بہر حال ناجائز ہے۔ ایک طرح کا سود اسلام میں جائز ہے یہ کہ قرض دیتے وقت کوئی شرط وغیرہ کسی قسم کی نہ ہو۔ اور مقروض جب قرضہ ادا کرے۔ تو مروّت کے طور پر اپنی طرف سے کچھ زیادہ دیدیوے۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے۔ اگر دس روپیہ قرض لئے۔ تو ادائیگی کے وقت ایک سو تک دیدیا کرتے۔ سود حرام وہی ہے۔ جس میں عہد معاہدہ اور شرائط اول ہی کر لی جاویں ؀

عکسی تصاویر

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی عمدہ عکسی تصویر طیار ہوئی ہے۔ کہ جس نے دیکھا ہے۔ تعریف کی ہے۔ خط و خال کی صفائی سفارش کرتی ہے۔ کہ ضرور خریدو۔ نیا تسلی لوگوں کو اتمام حجت کی نیت سے پیش کرنیکا عمدہ ذریعہ ہے۔ اور اس سے یہ فایدہ بھی اُٹھا سکتے ہیں۔ کہ جب تصویر پر نظر پڑی۔ تو اقرار بیعت یاد آگیا۔ کہ اس مرد خدا کے ہاتھ پر ہمنے خدا کیلئے اپنے ارادوں اور نفسانی خواہشوں کو بیچدیا ہے۔ قیمت ۸/ ۱۰/ اور ۱۲/ علاوہ محصولڈاک ؀

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجی مکرمی اخویم فی اللہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) جناب پر روز روشن کیطرح یہ امر واضح ہوگا - کہ فی زمانہ حال اخبارات و رسائل بھی کسی مقدس جماعت کیلئے خدا تعالیٰ کے ادن انعامات میں سے ہیں - جنسے وہ جماعت منکرین پر اتمام حجۃ اور تبلیغ کی خدمت بجا لاتی ہے - اور نیز خود انکے وجود کے قیام سے رشد و خیر کا ایک کثیر حصہ حاصل کرتی ہے - اور اسی لئے حق اور حقیقت سے پرورش پانے والی روحیں ان ذرائع کی دل و جان سے قدر دان ہو کر ان کے قیام میں کوئی دقیقہ سعی کا فروگذاشت نہیں کرتیں - اور علاوہ اس خاص فائدہ کے عام طور پر عالم اسباب میں بھی اخبارات و رسائل ایک قوم کی اثر و وجاہت اور قومی ہمدردی کے اندازہ کرنیکا ثبوت ہوا کرتے ہیں -

(۲) - البدر کی عمر اسوقت ایک سال ۱۰ ماہ کی ہو چکی ہے - اور اس خرد سالی میں جتنے الوسع جس دیانت اور امانت سے اس نے ناظرین کی خدمت کی ہے - اوسکا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے - کہ باوجود بے قاعدہ اشاعت وغیرہ کے جو عام طور پر احمدیہ پبلک کیلئے رنجیدگی اور آزردہ دلی کا باعث ہوتی رہی اس قلیل عرصہ میں اسنے پانصد سے زیادہ احمدی احباب کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور یہی بات اس امر کیلئے کافی دلیل ہے - کہ اسکا وجود جماعت کیلئے مفید اور ضروری ہے

(۳) بروقت اجرا اسکی بنیاد نہ کسی مستقل سرمایہ پر تھی - اور نہ ابتک ہے - حضرت امام الزمان کی خدمت میں رہ کر روحانی فیض حاصل کرنے کیلئے چونکہ کسی دینی شغل میں مصروفیت ضرور تھی - اسلئے محض توکل علی اللہ اس عظیم الشان کام کو ہاتھ میں لیا گیا اور الحمد للہ کہ آجتک مختلف احباب کے عارضی سہاروں سے اسنے پرورش پائی ہے - لیکن چونکہ عارضی انتظام عارضی نتائج پیدا کرتے ہیں - اگرچہ وہ مستقل انتظاموں کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں سو اسلئے آخر دسمبر ۱۹۰۵ء تک کا حساب کرنیسے معلوم ہوا ہے - کہ کارخانہ کو قریب ( ) روپیہ نقصان ہے - جسکا اصل باعث ظاہر اسباب میں قلت اشاعت ہے - اور جو کہ خود عارضی انتظاموں کا نتیجہ ہے - اور اندازہ لگایا گیا ہے - کہ اگر اس کی اشاعت ہزدہ صد ہو جاوے تو اسیقدر سالانہ منافع بھی اس میں سے ہو جاتا ہے -

(۴) اخوت کے میدان میں محبت ہمدردی اور وفاشعاری کی بازی میں گوئے سبقت لے جانے والی قوم کی شان کے یہ ہرگز شایاں نہیں ہے - کہ وہ ایک دینی مجاہد اور جاں نثار اور وفادار خادم کو ناکامی اور مایوسی کا نشانہ بنکر اضحوکہ بننے دے لہذا ایک دردسے بھرے ہوئے دل کو لیکر میں اپنے سابق بالخیر احباب سے ملتجی ہوں - کہ وہ اس دینی اور قومی خادم کارخانہ البدر کو قائم اور برقرار رکھنے کیلئے اپنی پوری ہمت اور توجہ سے کام لیکر مفصلہ ذیل تجاویز کو عملی لباس پہنا دیں - اور عند اللہ ماجور ہوں -

ا یہ ہر ایک خریدار انشراح صدر سے اجازت دے - کہ ۱۹۰۵ء کی سالانہ قیمت کے ساتھ ۱۹۰۶ء کی سالانہ قیمت بطور قرض حسنہ کے انہیں ایام میں وصول کی جاوے - تاکہ کارخانہ قرضہ کی زیرباری سے سبکدوش ہو کر فارغ البالی سے خدمت کر سکے -

یہ پیشگی قیمت بشرطیکہ قضا و قدر کی طرف سے کوئی ناگہانی امر مثل بیماری موت وغیرہ کے پیش نہ جاوے جس سے اسکی ادائیگی ساقط رہ جاویں - پندرہ سو اشاعت کے پورا ہو جانیپر واپس کر دی جائیگی -

ب - اس سال میں آپ اپنی پوری ہمت سے یہ کوشش کریں - کہ آپ کے تعارف اور گرد و نواح میں کوئی ذی مقدرت بھائی اسکی خریداری سے خالی نہ رہ جاوے - اور جو متوسط احوال ہیں - وہ دو دو اور تین تین ملکر اسے خریدیں یا ہر ایک خریدار کم از کم دو دو خریدار پیشگی قیمت ادا کرنیوالے بہم پہنچاویں - تاکہ مجوزہ اشاعت پوری ہو کر گذشتہ نقصان کی تلافی کر سکے اور فارغ البالی سے خدمت کا موقعہ ملے

ج جو ذی وسعت احباب کسی جماعت کیلئے اخبار اور رسالوں کی ضرورت کو فی زمانہ حال محسوس کرتے ہیں - یا ان کو علم ہے کہ البدر نے دینی خدمت کے ایک بڑے حصے کو نبھایا ہے - وہ خصوصیت سے اسکی اعانت اور سرپرستی منظور فرما کر خاص توجہ دنیشن سے یا اسکی قرضہ میں امداد فرماویں - اور عند اللہ ثواب حاصل کریں -

یہ صرف کوشش و سعی ہے - اور ہر ایک کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ہوتے ہیں -

خاکسار محمد افضل منیجر البدر قادیان

ضمیمہ اخبار البدر مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

ضرور مطالعہ فرماویں

مین اس امر کے اعتراف سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ آجتک خدمت اس پاک جماعت کی البدر کے ذریعہ میرے ہاتھون ہوئی ہے۔ وہ میری کسی ذاتی کوشش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ تمام برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جنکے مبارک قدمون نے زمانہ کی موجودہ روحانی اور جسمانی ظلمتونسے تنگ آکر مین پناہ گزین ہوا ہون) کی پاک توجہ سے ہے۔ اور محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اسنے اس ادنےٰ خدمت کو لطف وکرم کی نظر سے دیکھا۔ اور اس بے نام سعی اور ہمت نے اسکی بارگاہ عالی مین قبولیت کا شرف حاصل کیا۔ یہ صرف اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ اسقدر محبان دین نے اخبار کے خریدار بنکر میری عزت افزائی کی ہوئی ہے اور مجھے اس خدمت کا اہل گردانا ہوا ہے۔ ورنہ بذات خود مجھے کب یہ یارا حاصل ہو سکتا تھا۔ کہ دفترون مین قلم گھسا تا ہوا خدا کی برگزیدہ احمدی جماعت کی اس عظیم الشان خدمت کا بوجھ سر پر لون۔ اور پھر اسے بقدر وسعت نبھا بھی دون۔ اور اس مولا کریم کے سابقہ فضلون اور احسانون کو مدنظر رکھکر مین اسے سخت کفران نعمت خیال کرتا ہون کہ اس خدمت کی بجا آوری سے آیندہ کیلئے مایوس ہو جاؤن۔ اور اس نوآراستہ احمدی گلشن کی خوشنما۔ سرور بخش اور دل ودماغ کو معطر کرکے روح کو ابدی خوشی بخشنے والے نونہال البدر کی سیرابی اور سرسبزی کی تکمیل کیواسطہ باغبانان گلشن اخلاص کو توجہ نہ دلاؤن۔ مبادا میری غفلت اور کسل کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ اس نونہال کی کلیان ہی مرجھا جائین اور عندلیبان چمن نغمہ سرائے توحید کو اس البدر کے باغ میں بے موسمی خزان آجانے سے نوحہ سرائی کرنی پڑے۔ اور ہمارے پرجوش اور قومی ضرورتون کو محسوس کرنیوالے احباب اپنی جماعت کے اس وجاہت اور رعب اور ہیٔت میں جو اخبارون اور رسالون سے قائم ہوتا ہے۔ البدر کی عدم موجودگی سے نقص آتا دیکھکر ہمیں اس لئے ملعون کرین۔ کہ حقیقت حال سے ان کو آگاہ کرکے اس عمارت کی تکمیل کے لئے جن مصالح کی ضرورت تھی۔ وہ کیون نہ طلب کیا۔ اور اسی لئے ہمنے دوسرے صفحہ پر ان تمام ضروری امور کو ارباب ملت کے سامنے پیش کردیا ہے۔ جو اسکے مستقل قیام کے لئے ہمارے ذہن میں آئی ہین۔ اور اگر کوئی صاحب اس سے مفید تر کوئی اور تجویز پیش کرسکتے ہیں۔ جس سے غیر موقت اشاعت اور بے ترتیبی کے عیوب جو اخبار کو لاحق حال ہین۔ رفع ہوسکتے ہین۔ تو ہمیں اسے سننے اور مفید معلوم ہونیکے بعد عمل درآمد مین لے آنے سے ہرگز دریغ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پیشتر کئی دفعہ آرٹیکلون۔۔۔۔ کے ذریعہ سے ہمنے درخواست کی ہے۔ کہ جن اکابر ملت کے ذہن اور دماغ ایسی ضرورتون کے رفع کیلئے تیزی سے کام کرسکتے ہین۔ وہ ضرور اسمیں حصہ لیوین۔ اور اپنے عزیز وقت کے چند منٹ ہمارے لئے وقف کرین۔ بلکہ ہمنے ۱۴ مئی کے اخبار مین یہان تک لکھ دیا تھا۔ کہ اگر ہمارے ذی مقدرت اور صاحب وسعت کو بھائیون میں سے کوئی اس دینی اور قومی خدمت کی سرانجام دہی کیلئے کشادہ دلی سے ہمارے دست بازو ہو جاوین۔ اور جس گرمی اور درد دل سے ہم اس میں ذاتی طور پر مصروف ہین۔ وہ مالی طور پر مصروف ہون۔ اور مشترکہ طور پر جو ثمرات دینی اور دنیوی مولا کریم عطا کرے۔ اس سے مشترکہ طور پر متمتع ہون۔ کیونکہ قومی اور دینی کام اس قسم کے ہوتے ہین۔ کہ بدون باہمی معاونت کے چل نہیں سکتے۔ اور اب ہم پھر اوسی مضمون کیطرف توجہ دلاتے اور اسے مطالعہ کرنے کی التماس کرتے ہین۔

چونکہ اخبارات کے مہتمم قوم کے افراد کو ہمیشہ قومی خدمات یاد دلا دلا کر امداد طلب کرتے رہتے ہین۔ جس سے اکثر لوگون کو یہ خیال پیدا ہوگیا ہے۔ کہ دینی اور قومی ضرورتون کی آڑمیں یہ لوگ قوم کو لوٹا کرتے ہین۔ اور اگرچہ میرا خیال ہے۔ کہ احمدی قوم کے پاکیزہ دماغ اس قسم کی بدظنیون سے پاک ہونگے۔ لیکن تاہم چونکہ سب افراد کا دل اور دماغ ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا۔ اور بعض کمزور طبائع کا ذہن اس قسم کی نکتہ چینیون کیطرف منتقل ہوسکتا ہے۔ اس لئے ان کو اس قسم کی بدظنی سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم نے اس نقصان کی تعداد بھی تبلادی ہے۔ جو کہ آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک کارخانہ کو ہوتا ہے۔ ایک گاؤن کی رہائش کو جہان اخباری ضروریات کا بہم پہنچانا مشکل امر ہے مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسے اخبار کے کارخانہ کیلئے جس کی اشاعت اسوقت پانسو ہے۔ اقل سے اقل ایک ہزار ساڑھے سات سو روپیہ سالانہ سرمایہ کی ضرورت ہے حالانکہ موجودہ اشاعت کے لحاظ سے اسکی آمدنی صرف ایک ہزار ایک سو ستر روپیہ کے قریب ہوتی ہے۔ اس طرح سے چھ سو کے قریب سالانہ خسارہ ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ ہمنے غلہ ارزان اور نا مکمل رکھا۔ اور اپنی خدمات کا معاوضہ یعنے ایڈیٹری اور مینیجری کی تنخواہ کامل طور پر کارخانہ سے نہ نکالی۔ اور کچھ بیرونجات سے بھی کام آتا رہا۔ اس لئے ایک معقول رقم کی تلافی ہوکر دو سال مین صرف سات سو روپیہ تک نقصان کی تعداد پہنچی ہے۔ اگرچہ یہ ایک دل شکن اور مایوس کن نتیجہ ہے۔ لیکن الحمد للہ۔ کہ اس کا اثر ہمارے قلب اور دماغ پر مطلق نہیں ہے۔ اور نہ اس سے ہراسان ہوکر ہم کسی قسم کا کسل اپنے اندر محسوس کرتے ہین۔ اور ہمیں کامل اُمید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان تمام مشکلات سے مخرج پیدا کریگا۔ پس جس طرح سے مین اپنی خدمات کی بجا آوری کیلئے مردانہ وار حاضر ہون۔ اُمید ہے۔ کہ میرے پیارے احمدی بھائی اپنی ہمتون کو بلند کرکے پیش کردہ تجاویز پر عمل درآمد کرین گے۔ جنکی طرف بتایا ہے۔ وہ جلد ادا کرین۔ اور جو اصحاب مطبع کے کام مین ہماری مدد کرسکتے ہین۔ وہ اسمیں مدد دین۔ کیونکہ صرف مطبع مین دو سو سے زیادہ کا سالانہ خسارہ ہے۔ اور جب تک اشاعت پندرہ سو کے قریب ہو۔ یہ اسی طرح رہے گا۔ ساڑھے تین صد روپیہ کے قریب بقایا بذمہ خریداران ہے جسکی ادائگی کیطرف توجہ دلاتے ہین۔

جو اصحاب اخبار کے بروقت نہ پہنچنے کی شکایت کرتے ہین۔ وہ غور سے ان صفحات کو مطالعہ کرین۔ اور تجارتی نظر سے نہیں۔ بلکہ اخوۃ اور ہمدردی اور محسنانہ خیال اور نظر سے ہمارا اور اپنے معاملات رکھین۔ اور جو کچھ چندہ ادا کرتے ہین۔ وہ تو صرف کاغذ اور سیاہی وغیرہ کی قیمت ہوتی ہے۔ حالانکہ ان چند پیسون کے ذریعہ سے بیش بہا خزانہ علم کے الہی کتاب کے حقائق اور معارف کا محض خدا کے فضل سے ان کو مل جاتا ہے۔ اور نزکیہ نفوس کی وہ بیش بہا نصائح ان تک پہنچتی ہین۔ جو کہ لاکھا روپیہ سے اس موثر پرانہ کلام مین نہ ملسکتی تھین۔ سو وہ اصحاب ہماری ان فروگذاشتون پر جنمیں ہم واقعی معذور ہین۔ ہمیں ملزم نہ کرین۔ اور ہماری خدمات کو الہی نعمت جان کر الہی قول ان شکرتم لازیدنکم پر نظر رکھیں۔ اور دست نصرت اور ہمت کو دراز کرین۔ اور سب قدرت اور توفیق اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اور اسی کے فضل سے سب کام چلتے ہین ؛ خاکسار محمد افضل مینیجر البدر

"ولیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتا" جیسے مناسب ہو۔ اس کا انتظام کیا جاوے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے۔ تو آپنے جماعت مہاجرین کو تاکید کی تھی کہ وہ انصار کی امداد فرماکر ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس میں ایک یہ بھی حکمت تھی۔ کہ آپ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ اگر جماعۃ انصار پر مہاجرین کی تواضع اور مہانداری کا بوجھ پڑا رہیگا۔ تو آخر یہ کب تک نبہے گا۔ پس ہمارے خیال میں یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبوں پر ہر ایک ممبر جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ دور اندیشی سے کام لے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس موقعہ پر بھی بہت سے احمدی احباب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ارشاد کی تعمیل پر عمل چاہا تھا۔ لیکن لاہور کے بعض احمدی ممبروں کی وسعت حوصلگی اور کشادہ دلی نے سر دست اسکی ضرورت کو محسوس نہ کیا۔ علاوہ ان رہائشی مکانوں کے جو کہ مہمانوں کے لئے طیار کئے گئے تھے۔ ہر ایک ذی مقدرت احمدی بھائی کا مکان لاہور میں مہاجرین کے آرام دہی کے لئے وقف تھا۔ جو جہاں زیادہ آسائش دیکھتا۔ وہ وہاں آرام کر سکتا تھا۔

لاہور کی پبلک ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پندرہ روزہ قیام میں پبلک لاہور کا سلوک احمدی جماعت اور اسکے ہیڈ حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا کچھ رہا۔ اس کا بھی ذکر بیان کیا جاوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر چونکہ لاہور میں پھیل گئی تھی اسلئے جب سے اپنے قدم یہاں رکہا۔ اس وقت سے لیکر آپکی روانگی تک عام طور پر ہر وقت جم غفیر مکان کے نیچے اور مقابل نظر آتا تہا۔ اول اول تو پبلک کا یہی خیال تھا۔ کہ یہ ایک قسم کی دوکانداری ہے۔ لیکن ہر روزہ واقعات اور مشاہدات نے آخر بعضوں کو راے بدلنی کی نوبت دی۔ اور خود ہمنے اپنے کانوں لوگوں کو یہ کہتے سنا۔ کہ اس کا نام دوکانداری ہرگز نہیں۔ اس لمبے قیام کا یہ اثر ہوا۔ کہ لکچر دئے جانے سے پیشتر پبلک میں ۳ قسم کے گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ تو شقاوت ازلی کے باعث کسی قسم کا تغیر اپنی راے میں نہ کر سکا۔ اور وہ اُسے آخر تک دہوکہ کی ٹٹی ہی خیال کرتا رہا۔ ایک گروہ نے ہر کشی کی۔ اور وہ سب وشتم سے خود باز آیا۔ اور لوگوں کو بھی نصیحت کرنے لگا۔ کہ کسی حال میں ان لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اور نہ بدگوئی کرنی چاہیئے۔ اور ایک گروہ وہ تھا جس نے ان سے بڑھ کر معرفت میں حصہ لیا۔ اور اُسکے ایک حصہ نے تو مسیح کو قبول کیا۔ اور دوسرا قبولیت کے لئے پورے طور پر آمادہ ہوگیا۔

کوئی گلی اور کوئی کوچہ اور کوئی بازار لاہور کا ایسا نہ رہا۔ جہاں حضرت مرزا صاحب کا چرچا نہ ہو۔ صبح سے شام تک خاص وعام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے تشریف لاتے۔ اور اکثر حصہ ان کا اس لئے با دل ناکام واپس جاتا۔ کہ حضور طبیعت کی ناسازی یا عدیم الفرصتی کے باعث انکی آرزو کو پورا نہ کر سکتے۔ ایسے ہی عورتوں کے غول درغول اپکی زیارت کیلئے آتے رہے۔ لیکن اس رحمۃ للعلمین وجود نے آخر کار لوگوں کے شیشہ دل کو سنگ ناکامی سے چور ہوتا دیکھکر دو تین دفعہ پبلک میں ظہور فرمایا۔ جس سے اکثر حصہ کی شکایت عدم زیارت رفع ہوگئی۔

عام پبلک کے علاوہ بعض فقرا بھی آتے۔ اور رکھڑے ہوکر نعرے لگاتے۔ ایک ان میں سے سبز پوش صاحب جوکہ ریشمی کرتہ یا چوغہ زیب تن کئے ہوئے اور ایک مخمل کی ٹوپی جس پر گوٹہ کناری سے کلمہ شریف اور کچھ اور عبارتیں لکہی ہوئی تھیں۔ سر پر دھرے ہوئے تشریف لائے اور ملاقات کی ....

............خواہش ظاہر کی۔ حضور کیخدمت میں پونہچ کر اوسنے سوال کیا۔ کہ عاشق ہو یا معشوق۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہمنے سب کچھ کتابوں میں لکھدیا۔ وہاں دیکھ لو۔ اس پر اس نے سوال کیا۔ کہ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے۔ کیا وہ سب سچ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس پر اس نے درخواست کی۔ کہ اُسے تحریر فرما دیجئے۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا۔ ہم لکھ دیویں گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد جب وہ سائیں صاحب ۲۸ تاریخ کو تشریف لائے۔ تو آپ نے یہ عبارت لکھ کر اور اپنی مہر ثبت کرکے انکے حوالے کی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر جو جھوٹوں پر لعنت کرتا ہے۔ یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے دعوے کیا ہے۔ یا جو کچھ اپنے دعوے کی تائید میں لکہا ہے۔ یا جو میں نے الہام الہی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ وہ سب صحیح ہے سچ ہے۔ اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد ۲۸ء"

اسی طرح ایک فقیر برقعہ پوش تھے۔ جوکہ تھے تو مرد اور اپنے آپ کو جناب خواجہ فرید صاحب مرحوم چاچڑان والے کے مرید کہتے تھے۔ لیکن سر سے پاؤں تک نیلے کپڑے کا برقعہ اوڑھے رہتے تھے۔ رات کو بھی اُسے نہ اتار[تے]

تھے۔ اس بدعت کو دیکھکر ہر ایک شخص اُونسے سوال کرتا کہ خلاف طریق نبوی تمنے یہ کیون کیا۔ لوگون سے تنگ آکر انہوں نے حکیم نورالدین صاحب سے شکایت کی۔ آپ نے لوگون کو منع کیا۔ لیکن عوام الناس کب رکتے۔ یہ کہتے تھے۔ کہ مین حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے بہاولپور سے آیا ہون۔ لیکن دو دن تک جب ملاقات کا موقعہ نہ ملا۔ تو گھبرا گئے اور عدم استقلال دکہلا کر چلے گئے۔ پولیس بھی ان کو مشتبہ الحال جان کر نگرانی کرنے لگی تھی۔ شاید اس لئے بھی دل برداشتہ ہو گئے۔ (واللہ عالم بالصواب)

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس واقعہ کو بھی بیان کرتے ہین۔ جو کہ ۲۲ اگست کو شام کے وقت بعض شریر اور مفسد طبائع سے وقوع مین آیا۔ کل جماعت نماز مغرب مین مصروف تھی۔ کہ چند بدمعاشون نے موقعہ پاکر اور دروازہ کو دربان سے خالی دیکھکر اوپر چڑہ جانے کی کوشش کی۔ ابھی وہ زینہ پر ہی تھے۔ کہ بعض جان نثارون کو خبر ہوگئی اور انہون نے آکر روکا۔ اور مقتضائے وقت کے لحاظ سے جو بن پڑا وہ ہوا۔ آخر مناسب سمجہا گیا۔ کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی جاوے۔ جس پر دو پولیس مین سرکاری طور پر روانہ کئے گئے۔ جو ہر وقت موجود رہتے اور مجمع کو منتشر کرتے رہتے تھے۔

دوسرے دن ایک افسر...... پولیس کا ادہر سے گذر ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ یہان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرۃ مسیح موعود تشریف لائے ہین۔ یہ نام سنکر آپنے ملاقات کی خواہش کی۔ اور چلتے وقت تاکید کی۔ کہ اگر کسی قسم کا خطرہ یا ہنگامہ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دی جاوے۔ مین کافی انتظام کرون گا۔ اور جس دن حضرت مرزا صاحب کا لکچر ہو۔ اُسدن خصوصیت سے مجھے بھی خبر کی جاوے۔ تاکہ شامل جلسہ ہون۔

ناظرین اس خبر کو سن کر متعجب ہونگے۔ کہ ان دنوں میں بھی قتل کی دہمکیاں متواتر طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتی رہیں۔ یہ بذریعہ کارڈوں کے ڈاک خانون کے واسطہ سے پونہچتی تہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ دراصل ان خطوط کا لکھنے والا کون تھا۔ آیا کوئی ہندو تہا۔ یا آریہ یا مسلمان۔ یا عیسائی۔ بہر حال کوئی نہ کوئی ناعاقبت اندیش ضرور تہا۔ جو کہ کارڈ پر اس قسم کے مضمون لکھ کر حضرت مرزا صاحب کے پتہ پر ڈالدیتا۔ ۳۱ تاریخ کو ایک کارڈ ہماری نظر سے بھی گذرا۔ جس کا مضمون تہا۔

"پر میشر کا احسان کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔ یعنے جب دوسرا خط لکہا۔ ...... اس روز تو نے چوری چوری لکچر کیا۔ خیر اب ۳ تاریخ کو اپنے بال بچوں سے ملکر آنا۔ میں پنڈت لیکھرام مرحوم شہید کا انتقام لونگا

ضروری نوٹ ۳۰ اگست کا اخبار شائع کرنے کے بعد میرا یہ خیال تہا کہ اب کمی پوری ہوجاویگی۔ پہر لاہور کی جلسہ کی شراکت اور کارخانہ کے اسی وجہ سے بند رہنے اور آمدن کے سلسلہ میں فرق آجانے کی وجہ سے پہر اخبار ایک ماہ پیچھے جا پڑا ہے اور ایسے نقصان کی حالت کو مدنظر رکھکر یہی مناسب معلوم ہوا ہے

اس روز ایک لاش منڈوا میں ہوگی۔ لاہور کیا۔ کل جہان کو دیکھیگا۔ کفن لیکر آنا۔ اگر تو نہ آیا۔ تو یاد رکھ۔ جس نے تیری جگہ پڑھا۔ اس پر بھی ہاتھ صاف ہوگا مختصر ہے۔ جسقدر چاہے۔ مفصل سمجھے۔ میں اپنے گہر سے رخصت ہوکر آیا ہوں۔ تجھے خبر کرکے شیروں کی طرح ماروں گا۔ بشن داس"

مگر نادان نویسندہ کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ وہ مرد جو کہ شیر بنکر دنیا میں آیا ہے۔ کیا ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے تین ۳ دفعہ اس خط کا منہ سے تشریح لاکر عام پبلک میں لکھ دیا۔ اور پھر ۳ ستمبر کو آپ خاص [illegible] گاہ میں ہی تشریف لے گئے۔ چونکہ خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک شریر کی شرارت اور گزند سے محفوظ رکھیگا۔ اور آپ اپنی طبعی وفات سے فوت ہونگے۔ اس لیے کسی کی مجال نہیں۔ کہ آپ کا بال تک بھی بیکا کر سکے۔ اور یہ پیشگوئی جو خدا کیطرف سے ہے۔ اس امر کی متقاضی تھی۔ کہ اس قسم کی دھمکیاں دی جاویں۔

وسعت اخلاق اور رحم علی خلق اللہ

۲۸ اگست کی شام کو یکشنبہ کے روز جب آپ تشریف لائے اور ایک تقریر فرمائی۔ تو قریب ایک صد آدمیوں کے بیعت میں داخل ہوئے۔ چونکہ ہجوم کثرت تہا۔ اور فرداً فرداً بیعت لینے میں وقت بہت لگتا ہوتا تہا۔ اس لئے پگڑیاں ہی ڈالدی گئیں۔ جن کو لوگوں نے پکڑ لیا۔ اور پہر کلمات بیعت کی تکرار کرکے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا ظاہری الفاظ پر [illegible] کر دیا۔ علاوہ اسکے ان دونوں دنوں میں بہی لوگ جوق در جوق آکر بیعت کرتے رہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ قریب چار پانسو آدمیوں کے داخل بیعت ہوئے۔ لاہور کے [illegible] شقی گروہ ممبروں نے جو کہ علانیہ لوگوں کو دیدار اور ملاقات سے روکتے تھے۔ اور اُسے سخت معصیت اور گناہ کبیرہ بتلا کر شمولیت وعظ وغیرہ سے بہی لوگوں کو باز رکھتے تھے۔ پوچھنا چاہیئے کہ آخر ان کی کوشش کس کام آئی۔ سوائے اس کے کہ اونہی کی جمعیت میں سے ایک کثیر تعداد ہماری طرف آگئی۔ ان کو کیا نتیجہ حاصل ہوا۔ بیعت کے بعد جماعت کے لوگ مصافحہ کے لئے اُمنڈ پڑے۔ چونکہ ایسے انبوہ میں دوست دشمن کی تمیز ہونی مشکل تہی۔ اس لئے چند جان نثاروں نے پولیس کو ایما کیا۔ کہ سختی سے لوگوں کو پراگندہ کر دیا جاوے۔ اور خود ایک حلقہ باندھ کر اس روحانی گروہ کے سالار قافلہ کے گرد کہڑے ہوگئے۔ کہ کوئی گزند کسی قسم کا نہ پہنچے لوگوں سے درشتی ہوتی دیکھ کر آخر کار بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور غمگسار مرسل من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ تو ہماری جماعت کے بعض لوگ بعض پر سختی کر رہے ہیں۔ جو کہ ہمیں پسند نہیں۔ اس لئے ان کو اور پولیس کو منع کر دیا جاوے۔ کہ درشتی سے پیش آویں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ۔ کا الہام جو ہوا تہا۔ وہ آج ہی کے روز کے لئے ہے۔ کہ جو لوگ ہم سے ملنا چاہتے ہیں ان کو سختی سے روکا جاتا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی کو روکا نہ جاوے۔ اور سب کو اجازت دی جاوے۔ کہ وہ ملاقات کریں۔ اس ارشاد پر چند مخلصین نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر دو رویہ ایک گلی سی بنا دی۔ اور یہ انتظام کیا۔ کہ ایک ایک شخص جاوے۔ اور مصافحہ اور ملاقات کرکے واپس آجاوے۔ چنانچہ یہ نظارہ ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر تک رہا۔ اور ہر ایک شخص نے من بہاتی مراد پائی یہ ہے وسعت اخلاق کی۔ جو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برتنی چاہیئے۔

متفرق اوقات پر جو خاص لوگ آتے تھے بشرط فرصت ان کو حضرت اقدس ملاقات کے لئے بالاخانہ پر بلا لیتے تھے۔

آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کچھ سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی مضمون یا کتاب تصنیف کرنی ہو تو ضرور کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان ایام میں بہی ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ مضمون جو کہ پڑھا جانا تہا۔ اس کی تاریخ قریب آگئی۔ اور صرف دو تین دن باقی رہ گئے تھے کہ آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک تو لاہور کے لوگوں کی درخواست ملاقات سے فرصت نہ تہی دوسرے یہ عارضہ چشم اس لیئے آپ نے حکم دیا۔ کہ دو دن تک نہ کوئی شخص ہماری ملاقات کو آوے۔ اور نہ کوئی رقعہ کسی قسم کا اوپر پہنچے۔ حتےٰ کہ عورتوں کو بہی بالاخانہ پر آنے کی ممانعت کر دی گئی تہی۔ اور اسی بیماری کی حالت میں مضمون کا وہ جام طیار کیا گیا جس میں نوع انسان کی نجات کا شربت لبریز تھا۔ اور ایک ایک لفظ سے وہ درد دل ٹپکتا تہا۔ جو ایک مادر مہربان کے دل میں اپنی حقیقی اولاد کو دُکھ کا نشانہ ہوتے ہوئے ملاحظہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کی مجلس

حکیم نورالدین صاحب کی نشست اُس وسیع عمارت میں تہی۔ جو کہ میاں چراغ الدین صاحب کی ملکیت اور مبارک منزل کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس میں میاں صاحب کے فرزند رشید حکیم محمد حسین صاحب احمدی اینڈ برادرز کا طبی کارخانہ مرہم عیسےٰ کے نام سے قائم ہے۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور بعد ازاں اسی مرہم کے ذریعہ سے جیسے کہ طبی کتابوں اور تواریخ سے ثابت ہے۔ صلیبی زخموں سے شفا پاکر اور ایک عرصہ زندہ رہ کر پہر طبعی موت سے مرنے کی ایک عظیم الشان یادگار ہے جہاں پر یہ مرہم خصوصیت سے بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا طیار ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے نسخہ جات بہی عجیب و غریب طیار ہوکر مشتہر ہوتے رہتے ہیں۔ احمدی احباب کو علاج معالجہ کے لئے خصوصیت سے اس کارخانہ کیطرف توجہ رکھنی چاہیئے۔ اور خود مالکان کو بہی ان کی قیمتوں میں رعایت۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض جوق در جوق حکیم نورالدین صاحب کے گرد بیٹھے رہتے روحانی مریض تو اعتراضات اور شکوک جو مذہب کے متعلق ہوتے۔ عرض کرتے اور جسمانی بیمار اپنے اپنے مرض کے نسخہ جات لیتے۔ صبح سے لے کر عشا کے وقت تک یہ جمگھٹا اسی طرح رہتا۔ اور لوگ حکیم صاحب کی نشست کے اس عزم اور استقلال پر عش عش کرتے۔ چند ایک آریہ صاحبان آکر مسئلہ تناسخ پر مباحثہ کرتے رہے۔ جسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ نمبر میں درج کریں گے۔ انہی ایام میں میاں محمد چٹو صاحب مرید چکڑالوی کو اپنے عقاید کی شہرت کا عمدہ موقعہ ملا۔ ابتدائی چند ایام میں ان کا یہ شیوہ رہا کہ علی الصباح حضرت حکیم صاحب کی مجلس میں آجاتے۔ اور کبہی کئی گہنٹہ تک بیٹھ کر اذکار سنتے۔ اس اثنا میں ان کو ایسے موقعہ بہی ملجاتے۔ کہ نو وارد لوگوں کو اپنے خیال اور اعتقاد سے واقف کریں۔ لیکن دال نہ گلی۔ اور آخر کو جب دیکہا۔ کہ کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ تو آنا چھوڑ دیا۔ مگر ان کے آنے سے ایک عجیب شہادت ہمیں اپنے دوست احمدی گوجراتی کے ذریعہ سے یہ ملی۔ کہ محمد چٹو صاحب نے ۲۰ اگست کو لوگوں کے سامنے یہ بیان کیا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے کہا تہا۔ کہ مرزا صاحب کی بیعت کر لو کیونکہ اس کے بغیر نجات نہیں۔ یہ کلمات ہم نے اپنے کانوں تو نہیں سنے۔ صرف روایتاً یہاں درج کئے گئے ہیں اور چند ایک باتیں اور نکات جو انکے مشن کے متعلق ہوئیں اُسے بہی ہم انشاء اللہ کسی آئندہ نمبر میں درج کریں گے۔

چونکہ عام طور پر یہ مشہور تہا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا قیام ۱۰ ستمبر تک لاہور میں ہے۔ اس لئے حضرت حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کی رائے یہ تہی۔ کہ اب سفر کے قیاس پر نماز قصر اور جمع کرکے ادا نہ کیجاوے۔ بلکہ پوری نماز اپنے اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔ اور بعض دیگر اصحاب کا خیال تھا۔ کہ جب تک ۱۵ دن کا قیام نہ ہو۔ تب تک سفر ہی شمار ہوگا اور قصر نماز جمع کرکے ادا ہوگی۔ آخر کار اس امر کے فیصلہ کیلئے

حضرت امام الزمان کیطرف رجوع کیا گیا۔ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک رقعہ بدین مضمون حضور کی خدمت والا میں تحریر کیا۔

آقائی صلوٰۃ اللہ علیک وسلامہ

امام بخاری کے اجتہاد کیموافق پہلے ہم قصر کرتے ہیں کہ جب تک ہمیں یہ یقین نہ ہو جاوے۔ کہ تین روز سے زیادہ ہمارا قیام ہو گا۔ اب لاہور میں قریب دس روز تک قیام ہے جناب کیا فرماتے ہیں۔ خاکسار عبد الکریم

اس کا جواب حضرت اقدس کیطرف سے آیا وہ یہ ہے

دراصل قیام کا ارادہ کوئی مستقل نہیں ہے صرف ظنی ..... ہے۔ ہم بغیر کسی کام کے تفریح خاطر کے لئے آئے ہیں شدت گرمی۔ یا اور وجوہ کے باعث۔ یا ارادہ بدلنے کے باعث ہم کوچ کرنے کو طیار ہیں۔ آئندہ آپ کا اختیار ہے۔ ہمارا کوئی مستقل اور یقینی ارادہ نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

لاہور کے ہمعصر

اس واقعہ کا بیان کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے قیام میں لاہور کے بعض ایڈیٹران اخبار نے کیا حصہ لیا۔ کل ایڈیٹروں سے تو ہمارا تعارف اور روشناسائی ہے نہیں۔ ہاں دو صاحب اکثر احمدی محفلوں میں نظر آتے تھے۔ اور انہی کے متعلق ہم یہاں ریمارک کریں گے

ایک تو پیسہ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ جن کی نسبت ایک ہمارے معزز اور محترم دوست کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جب ان پر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کا اخبار ہر ایک فرقہ اور مذہب اور ملت سے مضامین لیتا ہے۔ اور آپ بذات خود کسی کے اعتقاد سے کوئی تعلق نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ فرقہ احمدیہ پر ہمیشہ مخالفانہ ہی ریمارک نکلتے ہیں۔ اس کا جواب ایڈیٹر صاحب نے یہ دیا۔ کہ میں سوچ کر بتلاؤں گا۔ جس پر محترم دوست نے فرمایا۔ کہ سوچ کے جو جواب دیا جاتا ہے۔ وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ اور ایک موقعہ پر ہمنے خود ان ایڈیٹر صاحب کو اپنے محترم دوست سے یہ کہتے سنا۔ کہ شروع ہی سے پیسہ اخبار کی پالیسی کچھ ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ سمجھ نہیں آتی۔ اب میں کوشش کروں گا۔ کہ ایسے نقص رفع ہو جاویں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس کے بعد روزانہ کو پیسہ اخبار کے کالموں میں حضرت مرزا صاحب کے ایک خادم کی قلم کے مضامین نکلتے رہے۔ اگرچہ ان کے عنوان پر ایڈیٹر صاحب کا عناد اور ظرف قلب کی تنگی ٹپک رہی تھی اور ممکن ہے۔ کہ جن اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کا تذکرہ ہم نے کیا ہے۔ ان کو عنوانی مضامین سے اتفاق رائے نہ بھی ہو۔ تو بھی ہم ان کی اس امر کی تعریف کرتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ اسے ایک حد تک نبھا دیا بشرطیکہ آئندہ بھی پیسہ اخبار کا یہی مسلک رہے۔ اگرچہ ہمیں یہ امید نہیں۔ کیونکہ ظلمت کو جو مخالفت نور سے ہے۔ وہ کبھی ہٹ نہیں سکتی۔

دوسرے ایڈیٹر صاحب ہمارے مشفق میاں فوق ایڈیٹر پنجہ فولاد تھے۔ جو کہ بعض اوقات ناظرین میں دیکھے جاتے تھے۔ اور جنہوں نے ۲۸ اگست کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود کی آمد پر ایک لیڈر بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کو جنون تو نہیں" لکھا۔ اس میں کیا شک نہیں۔ کہ اس مضمون میں ایک بڑی حد تک انہوں نے راستی اور انصاف کو مدنظر رکھ کر خلاف اور بلا تحقیق واقعات کو درج نہ کیا۔ بلکہ صحیح واقعات لکھے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مجنون نہ ہونے پر جو تقریر حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے فرمائی تھی۔ اس کا خلاصہ بھی درج کیا۔ اور اپنی طرف سے بھی کچھ نظائر دیکر تقریر کی تائید کی۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ حق اور انصاف پروری کی داد ایک حد تک اس طرح سے بھی دی۔ کہ پیسہ اخبار جو برائے نام مولویوں کو اس لئے وقعت دیتا کہ وہ مرزا صاحب کی مخالفت اور عناد میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش چند فقرات سے کی۔ جن کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

> جس طرح سر سید مرحوم کے پیروؤں اور عام مسلمانوں کو ان سے بعض مذہبی عقائد میں اختلاف تھا۔ اور اب تک ہے اور جنکی مخالفت آج تک جاری ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کے بعض عقائد میں بھی عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ اور بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہونا چاہیئے۔ مگر "ولی را ولی می شناسد" کے اصول کے مطابق معترض کی شان اور اس کا علمی پایہ بھی کم سے کم فریق ثانی کے مقابلہ کا تو ہو۔ جس طرح کہ بڑے آدمی چھوٹے اور کمینہ آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتے۔ یا جس طرح معزز و موقر اخبارات پر اگر کوئی ذلیل اور کم درجہ کا اخبار حملہ کر دے۔ تو وہ ہرگز اس کا جواب نہ دیویں گے۔ اسی طرح بعض شہرت کے طالب اور بے علم چند جاہلوں کو خوش کرنے کے لئے کسی بڑے آدمی کی مخالفت پر اگر کمر باندھ لیں تو ان کی ان باتوں سے کیا ہو سکتا ہے؟
>
> ۲۶ اگست کا روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے "کہ خانقاہ شاہ محمد غوث میں ۱۲ اگست سے ہر روز رات کو مرزائے قادیان کی تردید کے لئے کئی "مولوی صاحبان" کی علمی حیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا۔ اگر پیسہ اخبار ان کے نام بھی شایع کر دیتا۔ کیا وہ لوگ رسول اللہ کو "نزول اللہ" اور ہیلے اللہ کو ہیلے یا اللہ کہتے اور رکابی مذہب رکھتے اور پریسوں میں قلیوں کا کام کرتے یا کر چکے ہوں۔ "مولوی صاحبان" کے معزز نام سننے کے لئے ہم ترستے جاتے ہیں۔

لیکن معلوم نہیں کہ کن وساوس اور خطرات نے ان کے قلب کو گھیرا ہوا تھا۔ جس نے ان کو آخر حصہ مضامین میں حضرت مرزا صاحب کی ذاتیات کا ذکر خصوصیت سے بلا تحقیق اصل واقعات کے اس طرح سے کرنا پڑا۔ جو ایک حقائق شناس اور دقیقہ رس انسان کی شان کے شایان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عوام کی طرف سے یہ بات لکھی ہے۔ کہ مرزا صاحب رات دن زنانخانہ میں مست اور عورتوں کے جھمگھٹوں میں خوش رہتے ہیں اور مرزا صاحب نے کل مریدوں کو اپنی عورتیں ہمراہ لانے کی تاکید کی۔ اور بعض مرید غیر حاضر۔ لیکن ان کی عورتیں موجود ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ان کے مرید کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب خاص مضمونوں کی طیاری کر رہے ہیں۔ یہ ریمارک میاں فوق کا ہے۔ جس پر ہمیں افسوس ہے۔ کیونکہ حضرۃ مرزا صاحب کی جو تقریریں بذریعہ البدر و الحکم ان کو پہنچتی ہیں۔ اور خود جو لیکچر آپ کا انہوں نے لاہور میں دو مرتبہ سنا۔ ان کو دیکھکر یا سنکر یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے عزیز اوقات کا حصہ عورتوں میں گذارتے ہیں۔ اور کیا تو عورتوں میں مست رہنے والے شخص کا یہ حصہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دین اسلام اور قرآن شریف کے زندہ مذہب اور زندہ کتاب ہونے کا مدعی ہو۔ اور عملاً اسے ثابت کرکے دکھلا دے۔ اور دو لاکھ کے قریب انسان اس کے ہاتھ پر گناہ سے توبہ کرکے نفوس کا تزکیہ حاصل کرتا ہو۔ اس ریمارک پر ان کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ عیسائی لوگ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس قسم کے ریمارک کرتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ وجوہات بالا کو مدنظر رکھکر ایک دور اندیش دل اور غور کن دماغ سے ایک صحیح نتیجہ نکالتے اور پھر جہاں اختلاف رائے لکھا تھا۔ اپنی بھی رائے لکھ دیتے۔ اور اگر عوام کا خیال ان کے نزدیک قابل قدر تھا۔ تو کم از کم اتنی کوشش ہی ضرور کرتے کہ لاہور کی مستورات جو جوق در جوق آتی ہیں۔ ان کو ہی روک دیا جاوے۔ یا نہیں

سے چندایک کی شہادت سے کر لپنے خیال کی۔ اصلاح کرلی جاتی۔ اور اس سے بڑھکر ہمیں افسوس۔ انکے اس شعر پر ہے۔ ؎ بک گیا ہون جنون مین کیا کیا کچھہ۔ کچھہ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ جو کہ مضمون کے آخر مین ہے۔ اگرچہ اس شعر کے رقم کرنے سے اونہون نے فہیم لوگون کے نزدیک اس آرٹیکل کی وقعت کو کھو دیا ہے۔ اور اپنے عزیز اوقات کو بالکل ضایع کرنے کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں تمام مضمون جنون کی بکواس ہوا۔ تو اس سے کوئی شخص مضمون نویس کی کسی مخالف یا موافق رائے کو وقعت نہیں دیسکتا۔ لیکن اسی مضمون میں چونکہ وہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کی تقریر پر یہ ٹو ریمارک کرتے ہیں "مگر کیا مخالفین مولوی صاحب کے جواب میں دیوانہ بکار خویش ہشیار نہیں کہہ سکتے" اس لئے ہم انہی سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ جو مجنون بنے ہیں تو کس ہوشیاری کو مدنظر رکھا ہے۔ اور کیا مرزا صاحب کو مجنون کہنے کا ہی تو یہ نتیجہ نہیں کہ خود کو مجنون لکھدیا۔ اور ہم امید کرتے ہین۔ کہ آیندہ ریمارکون مین وہ اس نصیحت کو یاد رکھین گے۔ جو کہ لاہور میں حضرت مرزا صاحب نے وسعت اخلاق اور اختلاف مذاہب پر خود کھڑے ہوکر کی تھی۔ کیا لیڈر کے عنوان میں جس ٹھوکر کا ذکر یون کیا ہے۔ ؎ افتادگی میں ہی مجھے معراج ہے نصیب۔ ٹھوکر بھی کہائی ہے تو محبت کی راہ مین۔ وہی ٹھوکر خود تو نہیں کہائی۔ کاش کہ وہی ہو۔

مسلمان ہمعصرون سے ضروری خطاب

ہمیں اپنے بعض اہل اسلام ہمعصرون پر کمال افسوس ہے کہ وہ صرف اخبار کی اشاعت پر برا اثر پڑتا ہوا دیکھہ کر یا چند ایک متمول اور ذی وجاہت لوگون کی ناراضگی کو مدنظر رکھہ کر عمداً اظہار حق سے پہلو تہی کرتے ہین۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ غیر از اسلام لوگون کے حالات اور تقریرین تو وہ انشراح صدر سے لکھین لیکن حضرت مرزا صاحب کے صحیح حالات اور آپ کی تقریرون کو درج کرتے وقت ان کو موت کا سامنا ہو غضب خدا کا کہ مس اینی بسنت باوجود بت پرست ہونے کے اگر اسلام پر لکچر دے۔ یا ایک عیسائی انگریز ولایت یا امریکہ سے آیا ہوا اسلام پر تقریر کرے۔ تو اُسے فخر سے اخبارون میں لکھا جاوے۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہو کر ان کی اشاعت ہو۔ لیکن جب ایک شخص جو فدائے اسلام ہے اور کیا بہ لحاظ اپنی لیاقت کے۔ کیا بہ لحاظ وجاہت کے کیا بہ لحاظ شہرت کے اسلام کی تائید مین تصانیف کرے۔ تقریرین کرے۔ مخالف مخالفین مذاہب کو دعوت دے تو اس کے کلام سے نفرت کی جاوے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ دعوے کو چھوڑ کر کیا حضرت مرزا صاحب کی تصنیفون اور تقریرون میں کوئی بھی بات اس قابل نہیں ہوتی کہ جس کو تم لوگ اسلام کی طرف سے فخر کے طور پر دوسرے مذاہب کے آگے پیش کرو۔ اس زمانہ میں یہ بھی ایک ظلم عظیم ہے۔ جو کہ اہل اسلام کے قومی اخبارون کے ایڈیٹرون کے ہاتھہ سے ہو رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہین کہ یہ صرف ایک مشرکانہ خیال ہے۔ جس نے ان اسلام کے نام لیوا ایڈیٹرون کو اس بابرکت کام سے روکا ہوا ہے۔ ان کے دماغ میں یہ ہے کہ چونکہ ہمارے خریدارون کا کثیر حصہ مرزا صاحب کا مخالف ہے۔ اس لئے اگر ہم ان کی کسی بات کی تائید کرین گے۔ یا ان کے مضامین درج اخبار ہونگے۔ تو لوگ مرزائی خیال کرکے اخبار کی خریداری سے دست بردار ہون گے۔ حالانکہ آج اگر ان کو معلوم ہو۔ کہ ہماری اخبار کے خریدارون کا بڑا حصہ مرزائی ہے۔ تو یہ زرپرست قوم آج ہی اپنا رخ بدلدے۔ یہ لوگ اور دوسرے ان کے ہم خیال بالکل یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ کے مصداق ہین کہ وہ لوگون سے ایسے ڈرتے ہین۔ جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ بلکہ خدا سے بھی زیادہ ان کو تو لوگون کا ڈر ہے۔ کاشکہ ان کو خدا پر ایمان ہوتا اور وہ اُسے اونھی قدرتون کا صاحب خیال کرتے۔ جن کا وہ واقعی صاحب ہے۔ کہ اگر ہم اظہار حق سے اس مولا کریم کو خوش کرین گے۔ تو وہ ہر حال مین ہمارا حافظ و ناصر ہوگا۔ اور ان کو علم ہوتا۔ کہ اللہ تعالے محسنین کا اجر ضایع نہیں کرتا۔ تو وہ اس جرم کے مرتکب ہرگز نہ ہوتے۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ جس کی روح دلون مین نفخ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہین۔ لیکن جہانتک ہمارا خیال ہے وہ وقت بھی آنیوالا ہے۔ جبکہ ان لوگون کو طوعاً کرہاً وہی بات کرنی پڑیگی۔ جو کہ ہم اب چاہتے ہین۔ اور ہم اُمید کرتے ہین۔ کہ جن ایڈیٹر صاحبان کو ہماری اس رائے سے اتفاق ہے۔ وہ ضرور ہماری تائید میں قلم اوٹھائین گے۔ اور یاد رہے۔ کہ جس مسلک پر ہم نے ان کو خطاب کیا ہے۔ اس کے اختیار کرنے کے لئے یہ ضروری نہین ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے مرید ہی ثابت ہون بلکہ فرائض منصبی کی تکمیل اور وسعت اخلاق کا سبق ہے۔

لاہور مین دو جمعے

اس قیام مین دو جمعے ہوئے جن مین سے اول جمعہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اور دوسرا جمعہ حضرت حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے پڑہایا۔ ۲ ستمبر کو جمعہ کی نماز طیار تھی۔ کہ اتنے میں یہ روح افزا بشارۃ پونچی کہ خود حضرت مسیح موعود تشریف لانے والے ہین تھوڑی سی انتظار کے بعد حضور علیہ السلام رونق افروز ہوئے حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب نے سورہ انا اعطینک الکوثر کی تفسیر خطبہ مین فرمائی۔ بعد ادائگی جمعہ حضرت اقدس بر حسب درخواست خدام ایک کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور پنجابی زبان مین تقریر فرمائی۔ جس میں حضار مجلس کو موت سے خوف اور آیندہ کی فکر گناہ سے توبہ اللہ تعالے کی صفت غفاریت اور رحیمیت پر وعظ فرمایا جسے ہم انشاء اللہ دوسرے موقعہ پر ہدیہ ناظرین کرین گے۔

احمدی جماعت کے محترم اور مکرم حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی اس جمعہ مین شریک تھے ان آخری ایام میں آپ بھی تشریف لے آئے تھے۔

(باقی آیندہ)

قادیان اور سلسلہ احمدیہ کی خبرین

—— ۵ ستمبر کو قادیان میں عمدہ بارش ہوگئی ہے۔ اگرچہ وہ کافی نہیں کہی جاتی۔

—— حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب حسب الارشاد حضرۃ اقدس ایک ہفتہ سے زیادہ ہوا کہ گورداسپور تشریف لیگئے۔ آپکی عدم موجودگی میں چھوٹا لڑکا عبدالقیوم سخت بیمار ہوگیا۔ اس وجہ اپنے اہل وعیال کو اپنے وہین طلب کر لیا ہے

—— سنا گیا ہے۔ کہ خود حکیم نورالدین صاحب گورداسپور میں علیل ہوگئے۔ مگر اب آرام ہے

—— حضرت مولانا عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لیگئے

—— مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی جلسہ لاہور کے اختتام کے بعد سے قادیان میں مقیم ہین۔ اور ایسے وقت میں ان کی موجودگی غنیمت ہے

وفات۔ سید میر گلشاہ صاحب احمدی جو سید حیات علی شاہ صاحب احمدی کے برادر عزیز تھے۔ افسوس کہ ۲۸ اگست کو بعارضہ دق وسل فوت ہوگئے۔ ان کے بھائی حیات علی شاہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ کی درخواست احمدی احباب سے کرتے ہین۔ مرحوم ایک جوشیلا احمدی نوجوان تہا۔ خدا غریق رحمت کرے۔

—— ۱۶ ستمبر کو قادیان میں ایک غیر احمدی نوجوان ۴ گھنٹہ کے اندر اندر بیمار ہوکر مر گیا۔ باہر سے اچھا بھلا آیا تہا چہاتی سے خون آیا۔ یہی موت کا باعث ہے۔

—— مقدمہ گورداسپور مین صفائی کے گواہ حضرۃ اقدس کیطرف سے لئے جارہے ہین۔ شیخ یعقوب علی صاحب کے مقدمہ میں ... یکم اکتوبر کو حکم سنایا جاویگا۔

—— قادیان مین ایک ساتن دہرم سبھا زیر اہتمام پنڈت شام لال صاحب قایم ہوئی ہے۔ سنا گیا ہے کہ آریہ مخالفت پر آمادہ ہین۔ مگر امید ہے کہ [illegible] مخالفت کی پرواہ نہ کرین گے۔

—— لاہور میں اپنے خدام مہمانون کی تکالیف محسوس کرکے سنا گیا۔ کہ حضرت اقدس کا ارادہ سیالکوٹ تشریف لے جانے کا سردست ملتوی ہے مگر سیالکوٹ کی سابق بالخیر جماعت ...

انوار السلام پریس قادیان مین باہتمام منشی محمد افضل کے چہپکر شایع ہوا۔

ضروری التماس

اس پیوستہ اشاعت مین جو ضمیمہ البدر کے ہمراہ شایع کیا گیا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ ناظرین باتمکین اس پر پوری علمی توجہ اور غور سے کام لیوین گے۔ کیونکہ مین نے اس مین کسی قسم کی تصنع سے کام لینا ہرگز پسند نہیں کیا ہے۔ اگرچہ بعض دوستوں نے یہ صلاح دی تھی۔ کہ تجویز الف کے دوسرے فقرہ کو کاٹ دیا جاوے۔ اس سے لوگون مین بدظنی ہوگی۔ مگر مین نے بدین خیال کہ ہماری معاملات ایک دوسرے کے ساتھ تقوے کے اصول پر مبنی ہونے چاہئیں۔ اور اس شرط کا درج کرنا از روئے حسن معاملگی کے تقوے کے اقرب معلوم ہوتا ہے۔ اُسے درج کر دیا۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ اور انسانی ارادہ کے ساتھ جب تک الٰہی ارادہ بھی نہ ہو۔ تب تک انسانی ارادہ ہیچ ہے۔ پس اگر آج ہم بڑے بڑے دل خوش کن وعدے دیکر کل ان مین سے ایک بھی ایفا نہ کر سکین۔ تو وہ ذلت جو ہمین عدم ایفائے عہد سے عند اللہ ہوگی۔ اس عزت سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ جو یہان چند مصنوعی وجاہت اور عزت کو پسند کرنیوالے بعض اشخاص کی نظرون مین حاصل ہو سکتی ہے اور مجھے یقین ہے۔ کہ اگر میرے گرامی قدر۔ مخدوم۔ مکرم اور دوست اپنی پوری ہمت اور کوشش سے ان تدابیر کو اخلاص اور صدق کے ساتھ عملی طور پر کام مین لاوین گے۔ تو اللہ تعالے جس کا نام رحیم ہے۔ اور جو انسان کی برمحل کوشش و محنت کو وہ ضایع نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر ثمرات حسنہ مرتب کرتا ہے۔ ان کو بھی اجر عظیم عطا کریگا۔ وہ خدا تعالے جو کہ بے شمار قدرتون کا صاحب ہے اور اس کے آگے کوئی بھی بات انہونی نہیں ہے۔ اور جسے اسی طرح ماننے کی تاکید ہمارا پاک امام کرتا ہے۔ اسی پر حسن ظن اور ہر ایک قسم کا بھروسہ کر کے ہم سب کچھ لکھ رہے ہین۔ اور یہی ایمان ایک گھڑی کے لئے بھی یہ خیال دل و دماغ میں جمنے نہیں دیتا۔ کہ ان عارضی ابتلاؤن کا نشانہ اپنی خدمات کو دیکھ کر کسی طرح سے دل شکستہ ہو جاوین۔ بلکہ ابتلاء جیسے کہ ایک مومن کے لیے ترقی درجات اور ایمان کی تکمیل کا پیش خیمہ ہوتے ہین۔ اور وہ صرف سالک کی تربیت کے لئے وارد ہوتے ہین۔ ایسا ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ کہ جو کچھ صورتیں پیدا ہو رہی ہین۔ دراصل یہ تمام اسی لئے ہین۔ کہ ان میں اللہ تعالے کے دست قدرت کے کرشمے مطالعہ کر کے ہم اپنے ایمان میں ترقی کر سکین۔ ہماری کمزوریان اور ضعف و عجز و ناتوانی ہم پر منکشف ہو کر اس امر کا سبق دین۔ کہ ہم ہر ایک قسم کی قوت اور توانائی اپنے مولا کریم رب اور رحیم سے طلب کرین۔ سو دلون کو ہمدردی اور اعانت پر مائل کرنیوالی وہی ذات پاک ہے۔

رسید زر ۱۵ اگست لغایت ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء

نام	رقم	نام	رقم
بابو حمید علی صاحب	عصہ	محمد صادق صاحب لڈراون	عصہ
اللہ بخش صاحب گولاواہ	چ	مولوی محمد اکبر علی صاحب داتہ زید کا	عصہ
شیخ فتح حسین صاحب مدانداوی نوشہرہ		کرم الٰہی صاحب تیوکے	عصہ
حکیم محمد دین صاحب گوجرانوالہ	عصہ	غلام محمد صاحب سری نگر	
غلام حیدر صاحب گوجک	عصہ	منشی محمود حسن صاحب	عصہ
سید احمد حسین صاحب ڈسکہ	عصہ	میر اکبر خان صاحب موتی	عصہ
حکیم سرفراز خان صاحب تلب گڈہ	عصہ	عبد اللہ صاحب الہمد	عصہ
احمد حسین صاحب فرید آبادی	عصہ	مفتی فضل احمد صاحب جموں	عصہ
چودہری عطا محمد خان صاحب بنوں	چ	منشی نارائن سنگھ بدالآباد	عصہ
سید مبارک علی صاحب موزنگ	عہ	چراغ شاہ صاحب سیالکوٹ	عصہ
مولوی محمد صاحب مزنگ	عہ	محمد ابراہیم صاحب لاہور	عصہ
فقیر اللہ صاحب قصور	عصہ	غلام محمد صاحب سیالکوٹ	عہ
مولا بخش صاحب فرید کوٹ	عصہ	محمد حیات صاحب عدن کالم	عصہ
چراغ دین صاحب پٹواری بجوال	عصہ	بابو عبد الرحمان صاحب ״ ״	عصہ
اخوند محمد رضا خان صاحب کمال ڈیرہ	عصہ	سردار شاہ صاحب دانہ	عصہ
محمد امام الدین صاحب سیالکوٹ	عصہ	سید صادق حسین صاحب اٹاوہ	عہ
منشی صاحب دین صاحب لاہور	عہ		

اخبار وطن

چونکہ مسلمانون کا یہ ایک قومی اخبار ہے۔ اور جو دار السلطنت پنجاب سے شایع ہوتا ہے۔ اور اہل اسلام کے متعلق جو خبر ہو۔ اس کی اشاعت میں بڑا پارٹ لیتا ہے۔ اس لئے ہمین اون وجوہات کے سننے کی بڑی انتظار ہے۔ جن پر اس اخبار نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت کے لاہور میں نزول و قیام اور لکچر وغیرہ پر کسی قسم کا نوٹس نہیں لیا۔ اور نہ اس کے متعلق کسی قسم کی خبر اپنے ناظرین کو دی۔ حالانکہ مرزا صاحب کا تعلق بہ حیثیت اپنے دعاوی کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کے۔ اور بہ لحاظ علمیت و شہرت کے۔ اور بہ لحاظ وجاہت کے بھی اہل اسلام کے ساتھ بہت کچھ خصوصیت سے وابستہ ہے۔ پھر نہ معلوم کہ اس قدر عظیم الشان خبر کو جو کہ آپ کے نزول سے لاہور میں پبلک سیلی اور ہندوؤن کے اخبارون نے بھی اُسے لیا۔ اور پبلک کو آگاہی دی۔ وطن نے کیون سکوت اختیار کیا۔

مقدمہ۔ مقدمات کی کل کارروائی ختم ہو گئی ہے اور یکم اکتوبر آیندہ پیشی مقرر ہوئی ہے۔

مظہر الغرائب

اہل شیعہ کے رد میں عمدہ کتاب ہے۔ جسے محمد جہانگیر خان شکوہ آبادی نے تصنیف کیا ہے۔ ایک کتاب تنویر البیان شیعہ صاحبان کی طرف سے جو کہ کسی کتاب خلاصۃ المنہج مطبوعہ ایران کا ترجمہ ہے۔ اکبر آباد مین شایع ہوئی ہے۔ جسمیں عجیب و غریب مضامین مخالف نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ درج ہین۔ اور بے معنے و مطلب کی تاویلات کی گئی ہین اس کتاب کا رد مصنف نے بہت معقول اور منقول پیرایہ مین کیا ہے۔ اور خود شیعون کی مستند اور مسلمہ اقوال سے ان کا صراط مستقیم سے دور ہونا دکہلا دیا ہے۔ اُردو زبان مین ۱۵۰ سے کچھ زائد صفحہ کی کتاب $\frac{20 \times 26}{8}$ کا غذ پر ہے۔ چھاپہ بہت عمدہ ہے۔ جن لوگون کو شیعہ مذہب کی حقیقت اور ان کے اقوال وغیرہ انکے مذہب کی تائید میں اور ان کی تردید معقول و منقول دیکھنی ہو۔ ان کے لئے یہ مختصر مجموعہ بہت کارآمد ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ کتاب پر قیمت درج نہیں ہے۔ اگر کوئی صاحب خریدنا چاہئیں۔ تو مطبع اکبری آگرہ سے خط و کتابت کرین

مشرف باسلام۔ ۲۰ ستمبر کو آگرہ میں ایک برہمن سندر داس نامی مشرف باسلام ہوا۔ قاہرہ میں چند انگریز اور ایک یورپین لیڈی نے اسلام اختیار کیا۔

طاعون۔ علی گڑھ میں نمودار ہو گیا ہے۔

ولادت۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب قادیانی کے ہان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بروز شنبہ بعد از نماز مغرب ایک فرزند ارجمند تولد ہوا ہے۔ اللہ تعالے اس مولود کی عمر اپنی اطاعت میں دراز کرے اور دین اسلام کا سچا خادم ہو۔ آمین

مقدمات۔ یکم اکتوبر کو عدالت نے کوئی کارروائی نہین کی۔ اور آئندہ پیشی ۸ اکتوبر مقرر ہوئی ہے۔

کہ نماز ایک معراج ہے۔ اور وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے۔ جس سے یہ امراض سے رہائی پا سکتا ہے۔ وہ لوگ بہت بے وقوف ہیں جو دوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے۔ میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں۔ مگر ان میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لیئے یا اولاد کے لیئے دعا ہو۔ فلان مقدمہ ہے۔ یا فلان مرض ہے۔ وہ اچھا ہو جاوے لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے۔ جس میں ایمان یا ان تاریکیوں کے دور ہونے کے لیئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ اگر مجھے پانسو روپیہ ملجاوے۔ تو میں بیعت کرون۔ بے وقوفوں کو اتنا خیال نہیں۔ کہ جن باتون کو ہم چھڑانا چاہتے ہیں۔ وہی ہم سے طلب کیجاتی ہیں۔ اسی لیئے میں اکثر لوگون کی بیعت سے خوف کرتا ہون۔ کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔ اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ جیسے کسی کا لڑکا مر گیا۔ تو شکایت کرتا ہے۔ میں نے بیعت کی تھی۔ یہ صدمہ مجھے کیون ہوا۔ اس نادان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود کہ پیغمبر تھے۔ مگر آپ کے گیارہ لڑکے فوت ہوگئے۔ اور کبھی شکایت نہ کی۔ کہ خدا وندا تو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا۔ میرے بچے کیون مار دیئے۔ غرضیکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے۔ اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ کہ میں بادشاہ ہی بن جاؤنگا۔ یا ایسی کیمیا حاصل ہو جاویگی۔ کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہیگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمین تو اس لئے مامور کیا ہے۔ کہ ان باتون سے لوگون کو چھوڑا دیوین۔ ہان یہ بات ضرور ہے۔ کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں۔ اور اس کے لیئے ہر ایک دکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں۔ تو خدا ان کو اور ان کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ میں بوڑھا ہو گیا۔ لیکن کبھی نہیں دیکھا۔ کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہوتا ہے۔ لیکن ابتدا میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جاوے۔

عشق اول سرکش و خونی بود ٭ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ لوگون کو دکھلاوے۔ کہ جو ہماری طرف آنے والے ہیں۔ وہ کیسے مستقل مزاج اور وفاکش ہوتے ہیں۔ کہ مار پر مار کھاتے ہیں۔ لیکن منہ نہیں پھیرتے۔ اور جب وہ ثابت قدم ہو نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ ان سے وہی سنت برتتا ہے۔ جو کہ منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہیئے۔

ابتلا ضرور ہے اور خدا ظالم نہیں۔

خدا سے زیادہ پیار اور رحم اور محبت کرنے والا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اخلاص ضروری ہے۔ کوئی ولی ہے اس کا ہو۔ پھر دیکھیے۔ کہ آیا مخلص کی دستگیری اور کفالت اس کی خوبی ہے کہ نہیں۔ لیکن جو اسے آزماتا ہے۔ وہ خود آزمایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اسلام لایا بعد ازان اندھا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اسلام قبول کرنے سے یہ آفت مجھ پر آئی ہے۔ اس لیئے کافر ہو گیا۔ آنحضرت نے اُسے بہت سمجھایا۔ لیکن نہ مانا۔ حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تو اس بات پر قادر تھا۔ کہ اُسے دوبارہ بینائی بخشدیتا لیکن کافر ہوکر دنیا سے تو اندھا تھا۔ دین سے بھی اندھا بن گیا۔ مجھے فکر ہے۔ کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو کہ خدا کو آزماتے ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ خود آزمائے جاوین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاوے اول وہ مصائب کے لیئے طیار رہے۔ مگر یہ سب کچھ اوائل میں ہوتا ہے۔ اگر صبر کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر فضل کر دیتا ہے۔ کیونکہ مومن کے لیئے دو حالتیں ہیں۔ اول تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے۔ تو مصائب کا ایک دوزخ اس کے لیئے طیار کیا جاتا ہے۔ جس میں اُسے کچھ عرصہ رہنا پڑتا ہے۔ اور اس کے صبر اور استقلال کا امتحان کیا جاتا ہے۔ اور جب وہ اس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے۔ تو دوسری حالت یہ ہے۔ کہ اس دوزخ کو جنت سے بدلدیا جاتا ہے۔ جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے۔ کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالےٰ سے یہان تک قرب حاصل کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُسکے پاؤن ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں اس کی زبان ہو جاتا ہون۔ جس سے وہ بولتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگون کے لیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ من عادلی ولیا فاذنتہ للحرب۔ کہ جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے۔ وہ جنگ کے لیئے طیار ہو جاوے۔ اس قدر غیرت خدا کو اپنے بندے کے لیئے ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ مجھے کسی شے میں اس قدر تردد نہیں ہوتا۔ جس قدر کہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے۔ اور اسی لیئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے۔ اور پھر اچھا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسکی جان لینا چاہتا ہے مگر پھر اُسے مہلت دیدیتا ہے۔ کہ اور کچھ عرصہ دنیا میں رہ لیوے۔

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

اس جماعت کو طیار کرنے سے غرض یہی ہے۔ کہ زبان۔ کان۔ آنکھ۔ اور ہر ایک عضو میں تقوےٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جماعت کے اکثر لوگون میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگون کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے۔ کہ اگر کوئی گالی دے۔ تو دوسرا چپ کر رہے۔ اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے۔ کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔ اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی بدگوئی کرے۔ تو اس کے لیئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں۔ ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں۔ ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کروگے۔ تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤگے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتون سے صرف شماتت اعدا ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگ خود ہی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

اصلاح کے لحاظ سے خلق اور خُلق میں فرق

یہ سچ ہے۔ کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔ اسی لیئے قرآن شریف میں آیا ہے کل یعمل علیٰ شاکلتہ۔ بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں۔ تو دوسرے قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے۔ تو دوسرے کا بُرا۔ لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اصلاح ناممکن ہے۔ خلق سے ہماری مراد شیرین کلامی ہی نہیں۔ بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ وغیرہ جسقدر اعضاء ظاہری ہیں۔ جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خَلق کہلاتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر باطنی قوتے کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل۔ فہم۔ شجاعت عفت۔ صبر۔ وغیرہ اس قسم کے جسقدر قوئے سرشت میں

ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ اور خُلق کو خلق پر اس لئے ترجیح ہے۔ کہ خلق یعنے ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے۔ تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا۔ لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو۔ تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ذکر کرتے ہیں۔ کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا۔ اور اس نے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ جسے حکم تھا۔ کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے۔ تو اول اس کا حلیہ بیان کرو۔ اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کرکے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا۔ تو ملاقات کرتا۔ ورنہ رد کر دیتا ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا۔ دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سن کر افلاطون نے ملاقات کا انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا کر بھیجا۔ کہ افلاطون سے کہہ دو۔ کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے۔ بالکل درست ہے۔ مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے۔ اس پر اُس کو افلاطون نے ملاقات کی اجازت دیدی پس خلق ایسی شے ہے۔ جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اگر تبدیلی نہ ہو سکتی۔ تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لوگے۔ تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکوگے عمل اس طرح سے۔ کہ اگر کوئی شخص ممسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھ لیگا۔ اور اس کی عادت امساک کی دور ہو جاویگی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے

غرض وحدت جمہوری سے جماعت اور نماز وغیرہ کے اسرار

اللہ تعالیٰ کا یہ منشا رہے۔ کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشا ہوتا ہے۔ کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں۔ تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے۔ اور آپس میں ملکر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے۔ کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے۔ وہ دوسرے کمزور میں سرایت کرکے اسے قوت دیوے حتے کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قایم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ کہ اول یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچوقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی مسجد میں ادا کریں۔ تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملاکر کمزوری کو دور کر دیں۔ اور آپس میں تعارف ہو کر انس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے۔ کیونکہ اس سے انس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتے کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو۔ تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں انس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شے ہوتا ہے۔ وہ تو دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔ پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں۔ کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی۔ کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاوینگے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی۔ کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور انس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا۔ کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ کہ آپس میں الفت اور انس ترقی پکڑے۔ افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام کا فلسفہ کیسا پکا ہے۔ دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں۔ ان میں تو۔ انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں۔ کونسا ایسا مسلمان ہے۔ جو کم از کم عیدین میں بھی نماز نہ ادا کرتا ہو۔ بس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے۔ کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کرکے اُسے قوت بخشیں۔

اصلاح نفس و اخلاق کا بڑا ذریعہ اور اخلاص کی ضرورۃ

نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے

جسکی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین۔ یعنے تم خدا کے صادق اور راست باز لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ تاکہ اُن کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا۔ کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بنا وے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے۔ کہ دعا کے ذریعہ سے خدا کی پاک محبت حاصل کی جاوے ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے۔ اور ایسی حالت میسر ہو کہ جسقدر اندرونی آلودگیاں ہیں۔ ان سب سے تو الگ ہو کر .... ایک مصفا قطرہ کی طرح بن جاوے۔ جب تک یہ حالت میسر نہ ہوگی۔ تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔ لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تدبیر کو ہی پسند کرتا ہے۔ اور اسی لئے والمدبرات امراً کہکر قرآن شریف میں قسم بھی کھائی ہے۔ جب وہ اس مرحلہ کو طے کرنے کے لئے دعا ہی کریگا۔ اور تدبیر سے ہی اس طرح کام لیگا۔ کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اس کو حارج ہیں۔ ان سب کو ترک کر دیگا۔ اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا۔ تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کر لیگا۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے۔ کہ وہ کچھ عرصہ دعا کر کے پھر رہ جاتے ہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اسقدر دعا کی۔ مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دعا کا حق تو ان سے ادا ہی نہ ہوا۔ تو قبول کیسے ہو۔ اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو۔ یا سخت پیاس ہو۔ اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے۔ کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی۔ تو کیا اس کی شکایت بجا ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ پوری مقدار کھانے اور پینے کی نہ لیگا۔ تب تک کیا کچھ فایدہ ہوگا۔ یہی حال دعا کا ہے اگر انسان لگ کرکے کرے اور پورے آداب سے بجالاوے۔ وقت بھی میسر آوے تو امید ہے۔ کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے۔ لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہوگئے) اور صدہا ابھی آیندہ مرنے کو طیار ہیں۔ ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شے ہے۔ جو اسے پاک کرے اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں۔ ان کے ہوتے ہوتے چند دن کی دعا۔ کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ پھر عجب۔ خودبینی تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہیں۔ جو عمل کو ضایع کر دیتے ہیں تو نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے۔ اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اُسے قید رکھوگے۔ تو وہ رہیگا ورنہ پرواز کر جاویگا۔ اور یہ بجز خدا کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔

عمل صالحہ سے یہان یہ مراد ہے۔ کہ اس مین کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو نہ عجب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو۔ نہ تکبر ہو۔ نہ نفسانی تو اغراض کا کوئی حصہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتےٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔ جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے۔ تب تک ٹھوکر کھاوے گا۔ اور اس کا نام شرک ہے۔ کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چاء یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے۔ ایسا انسان جس دن اس مین فرق آتا دیکھے گا۔ اوسی دن قطع تعلق کر دیگا۔ جو لوگ خدا سے اس لئے تعلق باندھتے ہین۔ کہ ہمین مال ملے۔ یا اولاد حاصل ہو۔ یا ہم فلان فلان امور مین کامیاب ہو جاویں ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہین۔ اور ایمان بھی خطرہ مین ہے۔ جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پونچا۔ اسی دن ایمان مین بھی فرق آجاوے گا۔ اس لئے پکا مومن وہ ہے۔ جو کسی سہارے پر خدا کی عبادت نہین کرتا۔

راست بازون کی بہت

راست بازون کی ایک یہ بھی نشانی ہے۔ کہ مصیبت سے ان کو چڑ ہوتی ہے۔ اور جب ایسے موقعہ پر شیطان دخل دیکر ان کو بہکانا چاہتا ہے۔ تب ان کی غیرۃ جوش مارتی ہے اور بجائے اس کے کہ اون کا قدم پیچھے ہٹے۔ وہ آگے بڑھاتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ شیطان ہمین پیچھے ہرگز نہیں ڈال سکتا۔ شیطان بھی ایسے موقعہ پر ہر ایک قسم کے منصوبے اس کی لغزش کے لئے پیش کرتا ہے۔ مال۔ اولاد۔ عزت آبرو۔ خلقت کی ملامت۔ طعن۔ تشنیع وغیرہ سب نقصانون سے ڈراتا ہے لیکن وہ اول ہی سے دل مین فیصلہ کر لیتے ہین۔ کہ ہم ان نقصانون کی کچھ پرواہ نہ کرین گے۔ آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کے نزدیک ایک مخنث سے بھی کمتر ہوتا ہے لیکن جس کا دعوے تو ایمان کا ہوتا ہے۔ اور دل مین اغراض نفسانی بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ تو شیطان بڑی آسانی سے اپنا تسلط اس پر بٹھاتا ہے۔ اور جن راستے چاہتا ہے۔ چلاتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ سفلی خواہشات سے شیطان کا مقابلہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔

شیطان کے وجود کا ثبوت

ممکن ہے۔ کہ بعض لوگ بیان لیتے ہون۔ کہ جو شیطان کے وجود ہی کے منکر ہون۔ لیکن مین کہتا ہون کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے۔ کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے۔ کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہین۔ بیٹھے بیٹھے ایک لہر اس کے دل مین آتی ہے۔ کہ نیکی کرون اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے۔ کہ بلا اس کے تقاضے کو پورا کئے کے وہ رہ ہی نہیں سکتا۔ اور اسی طرح کبھی اس کے دل مین ایسی لہر آتی ہے۔ جو کہ بدی کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ اور وہ گھر سے اٹھ کر کنجرون کی طرف چلا جاتا ہے۔ پس یہ قوتیں ہین۔ جن مین سے بدی کے محرک کا نام شیطان رکھ لو۔ انسان کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ابتدائی مراحل مین ہر ایک شے کی حقیقت کو سمجھ لیوے۔ جیسے جیسے بتدریج اس کی معرفت ترقی کرتی ہے۔ ویسے ویسے وہ باریک درباریک امور کو سمجھتا جاتا ہے۔ آسمان کے ستارون کو دیکھو۔ کہ وہ اول سوائے نقطون کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتے۔ مگر جب اونہی نقطون کو دوربینون سے دیکھا جاوے۔ تو کسقدر عجائبات معلوم ہوتے ہین اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے۔ اور انسان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کہ مین نے ان کو نقطہ کیون سمجھا۔ ایسے ہی شیطان اور فرشتے کے وجود کا حال ہے کہ ان کو اول نقطون کی طرح ماننا پڑتا ہے۔ اور پھر اس دوربین سے جو انبیاء لے کر آتے ہین۔ دیکھا جاوے تو انکی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ جو کہ درمیان مین آگیا۔

پھر مین اصل مطلب کو بیان کرتا ہون۔ کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو۔ تو یہ بھی لازمی امر ہے۔ کہ گھر کی عورتون کی اصلاح کرو۔

عورتون مین بت پرستی کی جڑ ہے ۔ پردہ ضروری ہے

عورتون مین بت پرستی کی جڑ ہے۔ کیونکہ انکی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ بت پرستی کی ابتدا انہی سے ہوئی ہے۔ بزدلی کا مادہ بھی ان مین زیادہ ہوتا ہے۔ کہ ذرا سی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہے۔ اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہین۔ رفتہ رفتہ ان مین بھی یہ عادتین سرایت کر جاتی ہین۔ پس بہت ضروری ہے۔ کہ ان کی اصلاح کیطرف متوجہ رہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ اور اسی لئے مرد کو عورتون کی نسبت قوے زیادہ دئے گئے ہین۔ اسوقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہین۔ اور کہتے ہین کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہین۔ ان کی عقلون پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردون کی جگہ عورتون کی فوجین بنا کر جنگون مین بھیجکر دیکھین تو سہی۔ کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف۔ ایک طرف تو اسے حمل ہے۔ ادھر ایک طرف جنگ ہے۔ وہ کیا کر سکے گی۔ غرضیکہ عورتین مردون کی نسبت قوتے کمزور ہین۔ اور کم بھی ہین۔ اس لئے مرد کو چاہیئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔

یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہین۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہین۔ یہی عورتون کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے۔ ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے انکی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے۔ تو ہم مان لین گے کہ ہم غلطی پر ہین۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہون۔ اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو۔ تو انکے تعلقات کس قدر خطرناک ہونگے بد نظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت مین کہ پردہ مین بے اعتدالیان ہوتی ہین۔ اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہین۔ تو آزادی مین کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردون کی حالت کا اندازہ کرو۔ کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہین۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرۃ کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اول ضروری ہے۔ کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردون کی اخلاقی حالت درست کرو اگر یہ درست ہو جاوے۔ اور مردون مین کم از کم اس قدر قوت ہو۔ کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہو سکین۔ تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو۔ کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت مین اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو۔ گویا بکریون کو شیرون کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان لوگون کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم سے کم اپنے کانشنس ہی سے کام لین۔ کہ آیا مردون کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے۔ کہ عورتون کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضون اور کمزوریون کو مد نظر رکھکر حسب حال تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم کہ تو ایمان والون کو کہدے کہ وہ اپنی نگاہون کو نیچا رکھین۔ اور اپنی سوراخون کی حفاظت کرین۔ یہ وہ عمل ہے۔ جس سے انکے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جسمین کان وغیرہ بھی شامل ہین۔

اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے۔ کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو۔ کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے۔ کہ جن باتوں سے اللہ تعالے روکتا ہے۔ آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے۔ (تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو) ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از خرابی بسیار۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوں پر ہے۔ کہ اس نے ان کو تہذیب سکھلائی۔ اور اس کی تعلیم ایسی ہے۔ جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ ؎ خربینہ بہ گریہ دزد آشنا است۔ یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جب ان کو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو حد اعتدال سے اِدھر اُدھر ہوگئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جاوے۔ ذرا اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کیا تمہارے دل راجہ رامچندر اور کرشن وغیرہ کی طرح پاک ہوگئے ہیں پھر جب وہ پاکدلی تم کو نصیب نہیں ہوئی۔ تو بے پردگی کو رواج دیکر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو۔ ہٹ اور ضد اور تعصب اور چڑ وغیرہ سے تم لوگ دیدہ و دانستہ اسلام کے اُون پاکیزہ اصولوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے۔ کہ انسان کو نیکی جہاں سے ملے۔ وہ لے لیوے کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں۔ آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔ اس لئے تم کو لازم ہے۔ کہ اسلام کے نام سے چڑ کر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے۔ تو تم ہی کو ہے۔ ہاں اگر تم لوگوں کو یہ اطمینان ہے۔ کہ سب کے سب بھگت بن گئے ہو۔ اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے۔ اور قوےٰ پرمیشر کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے۔ تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے بے شک بے پردگی کو رواج دو۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے۔ ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں۔ اور تم میں سے جسقدر لوگ لیڈر بنکر قوم کی اصلاح کے درپے ہیں۔ انکی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر بجز ہڈیوں کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ انکی صرف باتیں ہی ہیں۔ عمل وغیرہ کچھ نہیں۔

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے۔ کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتدا میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے۔ جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے۔ کہ اسکی اصلاح کرے۔ اور اسکی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اسکے چار نام مقرر کئے گئے ہیں۔ اوّل اول نفس زکیہ ہوتا ہے۔ کہ جس کو نیکی بدی کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ حالت طفلگی تک رہتی ہے پھر نفس امارہ ہوتا ہے۔ کہ بدیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔ اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اسکی بڑی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو۔ کبھی چوری کرتا ہے۔ کوئی گالی دے۔ یا ذرا خلاف مرضی کام ہو۔ تو اُسے مارنے کو تیار ہوجاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو۔ تو گناہوں اور فسق و فجور کا سیلاب چہ نکلتا ہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے۔ کہ اس میں بدیاں بالکل دور تو نہیں ہوتیں۔ مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس مرتکب اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اور جب بدی ہو جاوے۔ تو اس کے دل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور تدبیر کرتا ہے۔ کہ کسی طرح گناہ سے بچے اور دعا میں لگتا ہے۔ کہ زندگی پاک ہوجاوے۔ اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے پوتر ہوجاتا ہے۔ تو اُس کا نام مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے۔ جیسے کہ خدا بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ دنیا اصل میں گناہ کا گھر ہے جس میں سرکشیوں میں پڑ کر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے نفس امارہ کی حالت میں تو اس کے پاؤں میں زنجیریں ہی زنجیریں ہوتی ہیں۔ اور لوامہ میں کچھ زنجیریں تو پاؤں میں ہوتی ہیں۔ اور کچھ اُتر جاتی ہیں۔ مگر مطمئنہ میں کوئی زنجیر باقی نہیں رہتی۔ سب کی سب اُتر جاتی ہیں۔ اور وہی زمانہ انسان کا خدا کی طرف سچے رجوع کا ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے کامل بندے ہوتے ہیں۔ جو کہ نفس مطمئنہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہودیں اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرے۔ تب تک اسے مطلق علم نہیں ہوتا۔ کہ جنت میں جاوے گا۔ یا دوزخ میں۔ پس جبکہ انسان بلاحصول نفس مطمئنہ کے نہ پوری پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تو اب خواہ آریہ ہوں۔ یا عیسائی۔ کون سی عقلمندی ہے۔ کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو۔ وہ بھیڑیوں اور بکریوں کو اکٹھا چھوڑ دیویں۔ کیا اُن کو امید ہے۔ کہ وہ پاک و بے شر زندگی بسر کرینگے۔ یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور میں نے خصوصیت سے اُوسے اون مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے۔ جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔ اور مجھے اُمید ہے۔ کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہونگے۔ کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات سے چڑ ہے۔

استقدر تقریر ہوچکی تھی۔ کہ اس اثناء میں خلیفہ رجب الدین صاحب نے بلند آواز سے لاہور کی پبلک کیطرف سے حضرت مرزا صاحب کو ماننے کی ضرورت کا سوال پیش کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں کو یہ دخل اس لئے ناگوار ہوا۔ کہ خدا کا فرستادہ نور فراست سے جس ضرورت کو محسوس کر کے کلام فرما رہا تھا۔ اس کی توجہ اُدھر سے پھیر دیگئی۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تحریک بھی مصالح ایزدی سے باہر نہیں۔

[illegible] پر ایمان - اور اتباع کی ضرورت

آپ نے فرمایا۔ کہ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میں نے بہت سی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے یہ بات سمجھا دی ہوئی ہے۔ کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا ذکر و وعدہ اجمالاً قرآن میں اور تفصیلاً احادیث میں پایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اُسے نہیں مانتے۔ قرآن شریف کی رُو سے اُن کا نام فاسق ہے اور احادیث سے واضح ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو مسیح کو نہیں مانتا وہ گویا مجھے نہیں مانتا۔ اور جو اس کی معصیت کرتا ہے۔ گویا میری معصیت کرتا ہے۔

لوگ مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں اور غلطیوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی نیا کلمہ یا نماز تجویز کی ہے۔ ایسے افتراؤں کا میں کیا جواب دوں۔ اسی قسم کے افتراؤں سے وہ ایک عاجز انسان مسیح السلام کو تین خدا بنا بیٹھے ہیں۔ دیکھو ہم مسلمان ہیں۔ اور اُمت محمدی کا ہیں۔ اور ہمارے نزدیک ..... نئی نماز بنانی۔ یا قبلہ سے روگردانی کفر ہے۔ کل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بدذاتی ہے۔ اور ہمارا دعوے قال اللہ اور قال الرسول کے ماتحت ہے۔ اتباع نبوی سے الگ ہوکر ہم نے کوئی کلمہ یا نماز۔ یا حج۔ یا ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہیں بنائی۔ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اس دین کی خدمت کریں۔

اور اس کو کل مذاہب پر غالب کرکے دکھاوین۔ قرآن شریف کی اور احادیث کی جو پیغمبر خدا سے ثابت ہین۔ اتباع کرین۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو۔ ہم واجب العمل سمجھتے ہین۔ اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہین۔ اور دوسری یہ بات یاد رکھو۔ کہ مجھے کبھی بھی یہ خواہش نہیں ہوئی۔ کہ لوگ مجھے مانین۔ بلکہ مجھے تو ان جماعتون سے ہمیشہ سے نفرت ہے۔ اور اگر مین ملتا ہون۔ یا ان لوگون مین آکر بیٹھتا ہون۔ تو اپنی مرضی سے ہرگز نہیں ملتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مجھے مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ تو ایسا کر۔ ایسی حالت مین بتلاؤ۔ اگر مین اس کی بات نہ مانو۔ تو کیا کرون۔ میں تو رات دن وحی کے نیچے کام کرتا ہون۔ میں تو یہ کہتا ہون۔ کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پختہ طور سے مانو۔ آپ کو ماننا یہ ہے۔ کہ آپ کے وصایا پر عمل درآمد کیا جاوے۔ اور انہی میں سے یہ بات بھی ہے۔ کہ جب وہ مسیح موعود علیہ السلام آوے۔ تو تم سب اس کے ساتھ ہو جانا۔ میرے ماننے کی مثال یہ ہے۔ جیسے ایک آقا نوکر کو کہے۔ کہ فلان شخص میرا میزبان ہے۔ تم اُسے لا کر کھانا کھلاؤ۔ اور ہر طرح کی تعظیم اور تکریم کرو لیکن نوکر اس کے جواب میں یہ کہے۔ کہ میں تو صرف آپ کو مانتا ہون۔ مجھے کسی دوسرے کی تعظیم و تکریم سے غرض نہیں ہے۔ اور نہ اس کی خواہش ہے۔ تو اب سوچ کر دیکھو۔ کہ کیا اس نے اپنے آقا کو مانا۔ ہرگز نہیں مانا۔ کیونکہ جس بات مین وہ راضی ہوتا ہے۔ اس کے کرنے سے تو اسے انکار ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ تم لوگ بھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی طور پر اسی وقت مانوگے۔ جبکہ آپ کے احکام اور وصایا کو مانوگے۔ جس نے آخری حکم کو توڑا۔ اس نے سارے حکمون کو توڑا۔ سوچو تو سہی کہ اگر ایک شخص تمام عمر نماز۔ روزہ ادا کرے۔ لیکن عین آخری وقت بجائے لا الہ الا اللہ کے رام رام کہے۔ تو کیا وہ نماز روزہ اس کے کام آویگا؟

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک فرما دیا۔ کہ اس امت کی دو دیوارین ہین۔ ایک مین اور ایک مسیح۔ اور اس کے درمیان آپ نے فیج اعوج فرمایا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے۔ کہ وہ نہ مجھ سے ہین۔ اور نہ میں ان سے ہون۔ پس جبکہ خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک ٹیڑھا گروہ قرار دیتے ہین۔ تو ہم ان کی باتون کو کیون قبول کرلین۔

اس موقعہ پر ایک وزیر آبادی متعصب مولوی نے مداخلت کی۔ اور ٹیڑھی راہ اختیار کرکے بیجا سوال اور کلام شروع کیا۔ اوّل تو حضرت اقدس اسے حلم سے سمجھاتے رہے۔ مگر جب معلوم ہوا۔ کہ اس کی غرض رفع شکوک و شبہات نہیں۔ صرف مناظرہ کا ایک اکھاڑا قایم کرنا چاہتا ہے۔ تو اس سے اعراض کیا۔ اور فرمایا۔ کہ مباحثہ کا دروازہ تو ہم بند کرچکے ہین۔ اب اس مین پڑنا پسند نہیں کرتے۔ اس پر بعض مفسد طبایع نے شور کرنا شروع کیا۔ آخر مصلحت وقت دیکھکر مولوی صاحب کو بیجا مداخلت سے روکا گیا۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو ان کو جبراً احاطہ سے باہر کر دیا گیا۔ اس اثنا مین جو کلام حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اُسے ہم یکجائی طور پر درج کرتے ہین۔ فرمایا

کہ شکوک کے رفع کے لئے اگر کوئی راستی اور سچی نیت سے آوے۔ تو ہم اُسے سمجھا سکتے ہین۔ اور یہ تو زمانہ ایسا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے۔ کہ جب دنیا مین گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے۔ اور بد اخلاق اور ردی عادات ترقی پکڑ جاوین۔ تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اس وقت دو آفتون کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی۔ دوسری بیرونی۔ اندرونی خود مسلمانون کا اختلاف ہے۔ اور مسلمانون کا دنیا کی طرف امیلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ اس امت مین ۳۰ دجال آنیوالے ہین۔ اے بد قسمتو۔ کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک کے آنے سے ایمان کے تباہ ہونے پر کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا۔ یہان تک کہ تیس دجال آوین۔ تاکہ ایمان کا نام و نشان نہ رہے اس طرح تو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتون سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوئے۔ کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا۔ پھر یہ بتلاؤ۔ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بد نصیب ہونا چاہئے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیوض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم مین لگ گئے۔ اب اگر خدا ان کو تازہ کرکے نہ دکھاتے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جب کہ تازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں۔ تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

آپ متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا۔ کہ آپ کے مرید کیون مرتے ہین۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کسوف خسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت یہ وقت تو نشانون کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہان جو کامل طور پر کو قبول کرتا ہے۔ وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن مجھے علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے۔ مین کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھ لو۔ کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز نہیں فوت ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندون میں امتیاز رکھا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے۔ منہم ظالم لنفسہ و منہم مقتصد و منہم سابق بالخیرات

اس کے بعد آپ نے جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

کہ

ضروری بات یہ ہے،

کہ تم لوگ ان باتون کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے۔ اور مخالف لوگون کا حساب الگ ہے۔ جنہون نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیون نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کرینگے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نسبت یہی فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کرینگے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے۔ کہ عمدہ شے یا بات جو پیش کیجاوے۔ وہ اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہین۔ ..... قرآن شریف احادیث اور عقلی دلایل اور نشان پیش کئے۔ مگر یہ لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہین۔ پس جبکہ خدا نے چاہا۔ کہ ایک مذہب ہو۔ تو ہم کیا کر سکتے ہین۔ مگر جن لوگون کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ شکر کرین۔ کیونکہ فایدہ اُٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہین۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہین۔ ظاہراً وہ ہم سے الگ ہین۔ لیکن دراصل ہم میں سے ہین۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں۔ لیکن امید ہے۔ کہ اپنے وقت پر وہ آملینگے۔ کہ جہلم والا سور میں ایک شخص نے ملاقات کی۔ اور کہا۔ کہ مین آپ کو گالیان دیا کرتا تھا معاف کرو۔ اب میرے شکوک رفع ہو گئے ہین۔ اور ہزارون خطوط اس قسم کے آئے ہین۔ کہ میں ابو جہل تھا۔ اب توبہ کرتا ہون۔ بعضون نے بذریعہ خواب کے مانا۔ اور اکثر کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف میں یا خواب میں کہا۔ کہ تم قبول کرلو۔ جو لوگ بغض

مطبع انوار الاسلام قادیان مین باہتمام شیخ محمد افضل چھپکر شایع ہوا

ملفوظات و حالات حضرت امام زمان علیہ السلام

۱۵ ؍ اکتوبر ۱۹۰۴ء

آج کا دن ... دن تھا جس دن حضور ... مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قدم میمنت لزوم سے قادیان کی زمین کو عزت بخشی ... آپ کی تشریف لے جانے سے جو غیر معمولی بے رونقی قادیان میں پھیل گئی تھی۔ اور در و دیوار سے ... ٹپک رہی تھی۔ گویا اس پر چھا گئی ایک نئی آب و تاب اور ... آ گئی تھی۔ اور اسی لئے اگر ہم قادیان کی در و دیوار ... ذیل کے شعر لکھ دیں۔ تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ جن ... سے پڑھ پڑھ کر ہم گلی کوچہ تسلی پا رہا تھا۔

پھر بہار آتی ہے تجھ میں اے گلستان غم نہ کھا
... چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کھا
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر
پھر وہی محفل وہی ... شبستان غم نہ کھا

ہمارے دوست اور سابق بالخیر ... خادم قوم شیخ تراب صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ وہ ایسے موقعہ پر خیر مقدم یا مبارکباد کے ... کا حصہ ہو چکا ہے ... ایسے مواقع پر جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ اُس سے ... کر یا سقدر لکھنا میرے جیسے ترتیب کے محتاج کا تو کام بھی نہیں ... مناسب جانا ہے۔ کہ انہی کے خیر مقدم کو یہاں درج کر دوں

خیر مقدم

مژدہ کہ ایام نو بہار آمد ٭ زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

آج کیا ہے؟ جو دار الامان **قادیان** کی سرزمین میں غیر معمولی رونق پائی جاتی ہے احمدیہ چوک کیا خصوصیت کے ساتھ یہی نہیں کہ ہر متنفس بلکہ ہر در و دیوار تک سے مسرت و شادمانی ٹپکتی ہے۔ آخر اس کا کوئی باعث بھی ہے

لچکتے شاخ نہیں جنبش ہوا سے یہ نہیں
بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں

سنو! سنو!! طائران قدس کہہ رہے ہیں کہ

عالیجناب **حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ برکاتہم**۔ ... دو مہینے کی مفارقت کے بعد سرزمین دار الامان قادیان کو اپنے قدم میمنت لزوم سے معزز و مفتخر فرماتے ہیں۔ **اہلاً و سہلاً!! و مرحبا!!!** سرزمین **قادیان** کے لئے آج نہایت فخر کا موقع ہے۔ اور وہ اپنی یاوری قسمت۔ **خوبی طالع** اور **سعادت بخت** پر جسقدر ناز کرے۔ بجا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا **فرستادہ نبیوں کا** موعود اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا **نائب** اُمتہ محمدیہ علیہ التحیۃ کا **خاتم الخلفاء** آج اسی رنگ میں پھر وارد ہوا ہے جس طرح پر ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کا حقیقی **مصداق** اور **موعود** آج سے تیرہ صدیاں پیشتر بیابان مکہ کا مہجور قرار پا چکنے کے بعد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ٹو **ام القریٰ** میں داخل ہوا تھا۔ اور یہ سعادت اور فخر جو دار الامان قادیان اللہ تعالیٰ کے **موعود** کے قدوم میمنت لزوم سے ملا ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطا ہے۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے سرزمین قادیان! شادماں ہو کہ تجھ میں تازہ بہار آئی **ہاں** یاد رکھ خدا کا فضل اور اسکی امان تجھ میں نازل ہوئی ہے۔ **اے باشندگان دار الامان**! سر آنکھوں سے چلو۔ اور دولت زیارت لوٹو۔ کہ تمہارے سید و مولیٰ محبوب و **مقتدا** امام ہمام ٹو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف شریف ارزانی فرمائی ہے۔ ؎

اے آمدنت باعث آبادی ما ٭ ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اے خدا کے **جری**! امت محمدیہ علیہ التحیہ کے **فخر**! اے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے مخاطب اے ابراہیم! اے آدم! اے نوح! اے موسیٰ! اے احمد! اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہو (آمین) کہاں ہم خاکسار اور کہاں حضور کا نزول اجلال اور دربار! اللہ تعالیٰ کے اس فضل نا متناہی پر ہم جسقدر سجدات شکر بجا لائیں۔ وہ کم ہے۔ اگرچہ تیرا عارضی ہجر سخت صدمہ تھا۔ لیکن ایک رنگ میں داغ **ہجرت** کا اثر اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس لئے یہ ہجر اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل الشان نشان کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے طمانیت بخش اور سرور افزا تھا۔ مگر **آج** ہمارے طالع خفتہ بیدار ہوئے ہیں۔ ہمارے چمن امید میں بہار آئی ہے۔ اس لئے ہم تر زبان حمد الٰہی ہوتے ہیں۔ اور تیری واپسی پر سجدات شکر بجا لاتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تیرا حامی کار ہو۔ اور اپنے وعدوں کے موافق ہر موطن میں تیرا **ناصر** ہو۔ تیرے پاک اغراض میں تجھے کامیاب کرے۔ عرصہ دراز تک تیرا فیض سایہ ٹو اسلام کے سر پر رہے۔ ؎

سایہ گستر باد یارب بر دل شیدا ما
خضر ما مہدی ما عیسیٰ ما مرزائے ما

اے بزرگان ملت! اے گرامی قدر گوہر ہائے خاندان **رسالت**! آپ کے قدوم میمنت لزوم ہمارے سر آنکھوں پر! شہنشاہ حقیقی! حضرت خلیفۃ اللہ کے زیر عطوفت آپکی عز و شان بڑھائے۔ کبھی بندگان عالی کے حضور اس عاجز کی طرف سے بھی عرض کر دیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے معطر و ممسوح مسیح مہدی **الحکم کا ایڈیٹر** تیری نیم شبی دعاؤں کا خواستگار ہے۔ کہ اس پر **اسکی اولاد** پر اور ٹو **اہل بیت** پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نازل کرے۔ اور وہ تیری پاک اغراض کی تکمیل و اشاعت کا سچا ذریعہ ثابت ہو۔ اسکی موت اور حشر تیرے قدموں پر ہو (آمین) بالآخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا **قومی خادم** ہونے کی حیثیت سے تیری اس واپسی پر وہ مبارکباد عرض کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۷ ؍ اکتوبر ۱۹۰۴ء مغرب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہ نشین پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ کہ میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں۔ چکر آ رہا ہے جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ تو اس وقت خیال گذرتا ہے۔ کہ سب جماعت ہوگی۔ اور میں شامل نہ ہونگا۔ اور افسوس ہوتا ہے۔ اس لئے افتاں خیزاں چلا آتا ہوں۔

چند اصحاب اپنی مستورات کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور انجام کار معلوم ہوا۔ کہ مِس ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فرق مرض میں معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ متدین نظر نہیں آتے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ کوئی اور تکلیف نہ بڑھ جاوے۔ ان کو کہدو۔ کہ چلے آویں۔ شافی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دائیوں کا دستور ہوتا ہے کہ محض روپیہ لُٹوانے کی خاطر وہ مرض کو بڑھاتی جاتی ہیں۔ قادیان کی آب و ہوا لاہور کی نسبت بہت عمدہ ہے۔ اس سے ان کو فائدہ ہوگا۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جو بات دل میں آوے۔ اُسے مخفی رکھا جاوے۔ تو یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔ عورتوں کے بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ انکے علاج کے لئے کھلی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رُوسا میں جو اشد درجہ کا پردہ مروج ہے۔ میں اسکے خلاف ہوں۔ بعض عورتوں کو بعض وقت کھلی ہوا میں پھرانا چاہیئے۔ دیکھو حضرت عائشہ صدیقہ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں۔ کیا پھر آجکل کی رُوسائی عورتیں ان سے بڑھکر ہیں۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب نے فرمایا۔ کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ مراق کے تین علاج ہیں۔ اول چلنا پھرنا۔ دوسرے بیکار نہ رہنا کسی نہ کسی شغل میں مصروف رہنا۔ تیسرے بھنگ اور افسنطین کا استعمال نیز حصول اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کی ضرورت ہے۔ اور قرآن شریف اور توریت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ بہت ضعیف تھیں اور انکی کوئی اولاد نہ تھی، انکی نسبت توریت میں لکھا ہے۔ کہ خدا نے کہا۔ کہ میں نے اسکے رحم کو کھولا پس خدا ہی کھولے تو کھل سکتا ہے۔ دیگر یاد رہے کہ اس تقریب سے دائیوں کی علاج کی حرمت نہ سمجھی جاوے۔

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۴

اب حیرت صاحب شریعت مفسر دنکی رائے کو تسلیم کرنے کے لئے تو مجبور نہیں کرتی ہے لیکن آپکے بے بنیاد خیال کے مقابلہ میں قرآن کے ظاہر احکامات پر عملدر امد کرنیکے لئے بھی مجبور نہیں کرتی ہے کاش حیرت صاحب تم اسپر غور کرو اور سمجھہ سے کام لو
اعتراض کا دوسرا حصہ کوردہ کا لفظ ہے جو حیرت صاحبنے دار الامان کیلئے استعمال کیا ہے اسلئے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کوردہ کے صفات کیا ہیں حیرت صاحب کو چاہیئے کہ اسکا جواب دیتے وقت اپنے مفصلہ ذیل اقوال کا ضرور خیال رکہیں - اول کرزن گزٹ مورخہ ۸ اگست ۱۸۹۹ء کا دوسرا صفحہ جہاں "دہلی بدنصیب دہلی کی شرحی لکھکر طویل بحث کی ہے اس مضمونکے چند فقرے یہ ہیں"، دہلی کی بنیاد عجیب گہڑی سے رکہی گئی ہے کہ آسمانی آفتیں نزل ہونیسے پہلے دہلی دہلی کہکے پکارتی ہیں اور جب تک یہاں کا دورہ نہیں لگالیتیں دوسری طرف کا رخ کرنا حرام ہے روز ازل سے اسکی بنیاد خونریزی بربادی اور ناالتفاقی پر رکہی گئی ہے پہر اسکا پہلنا پہولنا محالات سے ہے - کئی کالم میں دہلی کے صفات اسی قسم کے الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں -
دوسرا موقعہ گزٹ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۹ء کا صفحہ ۲ کالم ۲ ہے جہاں لکھا ہے کہ "یہاں تو یہ غضب ہے کہ اسی دہلی شریف میں اور ۲۲ خواجہ کے مقدس چوکہٹ پر ایک بھی اب مسلمان نہیں رہا کیونکہ مقلد غیر مقلدوں کو کافر کہتے ہیں اور غیر مقلد کل مقلدوں کو علانیہ مشرک کہتے ہیں ابہی دو فتوے شایع ہوئے ہیں جنکا مضمون یہ ہے کہ کسی مسجد پر اگر مساجد اللہ لکہا ہوا ہو تو اسے فوراً چہیل ڈالنا چاہیئے - اور اسجگہ مسجد حنفی لکھدینا چاہیئے - کیونکہ یہ آیت اگرچہ قرآن مجید کی کیوں نہ ہو بے معنے ہے"۔ اسی قسم کی طویل بحث کے بعد آخر میں حیرت صاحب نے لکھا ہے کہ ہماری کہلی کہلی باتوں کو کون جھٹلا سکتا ہے اور کسکا زہرہ ہے جو انکی تردید کرسکتا ہو -
تیسرا موقعہ - گزٹ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۱ء ہے جہاں لکہا ہے کہ "غدر کے بعد سے دہلی میں مسلمان رئیسونکا نام و نشان ہی نہیں رہا - نوابوں اور رئیسونکے بڑے بڑے خاندان تہے لیکن غدر نے سب کو ہضم کرلیا اور اب اس شہنشاہی شہر میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہا جسے رئیس کہہ سکیں"۔ اسی قسم کی طویل بحث کے بعد آخر میں لکھا ہے - "چند بیچارے ٹوٹے پہوٹے ہندوستانی ہیں جو کیا تو میونسپل کمشنر ہوگئے ہیں اور کیا آنریری مجسٹریٹ وہ شاید اپنے کو رئیس کہتے ہونگے لیکن فی الحقیقت انکا اپنے کو رئیس سمجہنا انکی انتہا درجہ ذلیل حالت پر دلالت کرتا ہے"۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جو صفات اوپر بیان کئے گئے ہیں آیا ان صفات میں دہلی کو کوردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں - اگر کوردہ کے یہ صفات نہیں ہیں تو نہ معلوم انسے بڑہ کے اور کونسے صفات ہوسکتے ہیں اب قادیان کی نسبت ہمیں اور کچھ زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے - حیرت صاحب کی توجہ ہم صرف ۱۵ مئی ۱۹۰۲ء کے کرزن گزٹ کیطرف دلانا چاہتے ہیں جہاں حیرت صاحبنے اپنی ہر ایک طرح سے شرافت وغیرہ کے ثابت کرنے میں بڑی دلیل یہ پیش کی ہے کہ دہلی کے فلاں فلاں خاندان بہت شریف سمجھے جاتے ہیں اور ان خاندانوں کی بیٹیاں ہمارے گھر میں بیاہی گئی ہیں - کاش حیرت صاحب اسی بات کا لحاظ کرتے اور قادیان کو کوردہ ہرگز نہ کہتے - کیونکہ اسجگہ کی کوئی بیٹی دہلی میں نہیں گئی ہے - اور دہلی کے اس بڑے خاندان کی بیٹی جسکی شرافت کی بابت مذکورہ بالا پرچہ میں بہت کچھ زور دیا ہے - اسی دار الامان میں موجود ہے - جو غالباً آپکے بہت ہی قریبی رشتہ سے بہن ہوتی ہیں قادیان کے کوردہ نہونیکے سب سے بڑی وجہ یہی کافی ہے لیکن دہلی کی بابت جو الفاظ اوپر لکھے ہیں انکی تردید خود آپ کے ہی بیان کے موافق ہو نہیں سکتی ہے - کیونکہ آپنے لکھا ہے کہ ان کہلی کہلی باتوں کی کوئی تردید نہیں کرسکتا ہے - اب ہم اسبات کے منتظر ہیں کہ دیکھیں حیرت صاحب آئندہ اسجگہ کو کوردہ قرار دیتے ہیں جہاں انکے بیان کے موافق اب رئیسوں کا نام و نشان نہیں رہا ہے جسکی بنیاد ایسی حالت میں رکہی گئی ہے کہ اسکا پہلنا پہولنا محالات سے ہے اور جہاں اب ایک بھی مسلمان نہیں رہا ہے اور جہاں کے علماء کی یہ کیفیت ہے کہ قرآن شریف کی آیات کو معاذ اللہ بے معنے قرار دیتے چہیل ڈالتے ہیں یا اسجگہ کو جہاں ایسے شریف اور رئیس موجود ہیں جنکے ہاں دہلی کے سب سے زیادہ شریف خاندان کی بیٹی موجود ہے اور جہاں بفضلہ مسلمان بھی موجود ہیں - وغیرہ وغیرہ -

قولہ - مرزا صاحب نے اسوقت (جب ۱۸۹۱ء میں دہلی تشریف لیگئے تہے) مولوی نذیر حسین سے مباحثہ سے انکار کیا تہا -

اقول - حیرت صاحبنے جو ۱۸۹۱ء کے حالات لکھے ہیں وہ اپنی عادت کے موافق بالکل جہوٹ لکھے ہیں اسبارہ میں ہمیں ایک حرف بھی اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے - ہمارے پاس مختلف اخبارات کے اس زمانہ کے فائل موجود ہیں جو حیرت صاحب کے اس جہوٹ کی تصدیق کرتے ہیں اور حیرت صاحب کی باتوں کا اعتبار ہو بھی کسطرح سکتا ہے جبکہ وہ اس زمانہ میں اپنے خود تراشیدہ الہام کی بنا پر مسیح بن چکے ہیں اور دوسرے جبکہ انکی عادت ہے کہ اپنے بے بنیاد خیالات کی بنا پر دوسروں کے مشاہدات پر بھی ردوقدح کرنیسے نہیں چوکتے جیسے کہ کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۴ پر مولنا شبلی کے سفرنامہ روم وشام کے مختلف مضامین سے جو انکی چشم دید تہی انکار کرکے یہ لکھدیا ہے "پروفیسر صاحب نے لکہتے وقت خیال کیا ہوگا کہ تحقیق کیلئے قسطنطنیہ کون جاتا ہے لاؤ جو جی میں آئے ہانکدو"
ہمیں اسپر بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ حیرت صاحبنے لوگوں کے مشاہدات سے جو انکار کیا ہے وہ کہاں تک درست ہے یا نہیں کیونکہ اسپر نہ ہمارا کچھ ہرج ہے اور نہ اسکا بد اثر کسی بڑے گروہ پر پڑ سکتا ہے - بلکہ اسکے مقابلہ میں حیرت صاحب کے اور بعض خوبیوں سے انکار کرنیکی ضرورت بہی ہمیں نہیں ہے جسکے وہ مدعی ہیں اور اسکا بد اثر دوسروں پر کم پڑ سکتا ہے - مثلاً گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۲ء میں لکہا ہے کہ "ہم نے قریب قریب ہندوستان کے اکثر شہر دیکھے ہیں وہاں کے لوگوں کے حالات کا مطالعہ کیا ہے اور اعلے سوسائٹیوں میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے"۔ اس عبارت میں تقریب قریب کے ساتھ لفظ اکثر کا استعمال گو کیسا ہی بے جوڑ ہو لیکن ہمیں نہ اس اردو کی بابت اور نہ اس سیاحت کی ردوقدح کرنیکی ضرورت ہے بلکہ اس سے

ابہی زیادہ اگر آپ اپنی سیاحت کو بیان کریں تو اس سے انکار کرنیکی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ سوانح حضرت عمر رض صفحہ ۳۴ پہ لکہتا ہے کہ "ہم نے ایران کے شہر شہر اور قریہ قریہ میں جاکر شیعوں کی معاشرت مذہبی دیکہی ہے،، اس بیان کو پڑہ کر ہمنے اول و آخر کے کئی صفحے پڑہے کہ شاید یہ حیرت صاحب نے کسی اور شخص کے سفرنامہ سے لکہی ہوں لیکن یہ بات ثابت نہ ہوسکی۔ اور ہمیں اسپر رد و قدح کرنیکی ضرورت بہی نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس بہی زیادہ جو کچہہ انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ پہ لکہا ہے کہ وہ فرانسیسی جانتے ہیں ہم اسکو بہی خلاف کہنے کی ضرورت نہیں سمجہتے۔ بلکہ اور کوئی خواہ اسبات کے باور کرنے میں پس و پیش کرے لیکن ہم ہرگز رد و قدح کی ضرورت نہیں دیکہتے۔ حیرت صاحب کے اس بیان پہ جو انہوں نے اسی کتاب کے صفحات ۹۸۔ اور ۹۹ پہ ظاہر کیا ہے کہ وہ فرانسیسی جانتے ہیں اور لاطینی زبان کے ماہر ہیں ہمیں انکار یا رد و قدح کی کیا ضرورت ہے جبکہ اسی بیان کو انہوں نے سوانح سعدی کے صفحات ۳۰۔ اور ۲۷ پہ دوبارہ لکہہ کر تقویت دی ہے۔ یہ تو بہت ہی معمولی باتیں ہیں خواہ کسی اور شخص کو ایسی باتوں کی تسلیم کرنے میں پس و پیش ہوا کرے تو ہو ہمارا چونکہ اس سے نہ کچہہ اپنا ہرج ہے اور نہ کسی دوسرے پہ اسکا بد اثر پڑسکتا ہے۔ اسلئے اگر حیرت صاحب اپنے خیالات کی دوڑ میں اور وسعت اختیار کریں اور اسبات کا اظہار کریں کہ انہوں نے نئی اور پرانی دونوں دنیاؤں کا گشت لگایا ہے بلکہ انکے ایک ایک ملک اور صوبہ میں سیاحت کرچکے ہیں اور پہر ان ممالک اور صوبوں کی ایک ایک شہر اور قصبہ کی خاک چہانی ہے اور پہر اپنے تجربہ اور مشاہدہ کو وسعت دینے کے لئے ایک ایک گہر پہ جاکر اور گنڈیاں کہٹکہٹا کر انکے تجربات اور مشاہدات سے اپنے معلومات کو وسیع کیا ہے۔ یہ سب اس قسم کی باتیں خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہوں لیکن ہمیں انپر رد و قدح کرنیکی کچہہ ضرورت نہیں ہے۔ لیکن دہلی میں حضرت صاحب کے تشریف لیجانیکے وقت کے جو حالات بیان کئے ہیں وہ ہم ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرسکتے کیونکہ وہ ہمارے اپنے مشاہدہ کے برخلاف ہیں اور ہمعصر اخبارات کے فائل ہمارے مشاہدے کی تصدیق کرتے ہیں ان اخبارات میں سے ایک روزانہ دہلی دہلی ہی ہے جسنے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء سے مضامین کا ایک طویل سلسلہ شروع کیا ہے اور سچے سچے واقعات بیان کئے ہیں جس سے حیرت صاحب کے

بیانات کی تکذیب ہوتی ہے اور انکے تمام بیانات از سرتا پا لغویات اور جہوٹ کا دفتر ثابت ہوتے ہیں

قولہ۔ آپ کوشش کیجئے کہ فوجداری مقدموں کا سلسلہ بند ہو جاوے یہ غلط کاریوں کیوجہ سے ہوئے ہیں۔ **اقول**۔ حیرت صاحب کیا یہ سچ ہے کہ ہمیشہ فوجداری مقدمات غلط کاریوں کی ہی وجہ سے ہوا کرتے ہیں اگر سچ ہے تو کرزن گزٹ اگست ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ہمراہ جو آپ کو بڑے زور شور سے ضمیمہ شایع کرنے کی ضرورت ہوئی تہی جنمیں بغیر اسکے کہ دوسری طرف سے کچہہ بہی تحریک ہوئی ہوتی۔ آپنے خواہ مخواہ سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسبات کا اظہار کیا تہا کہ ہمپر فوجداری مقدمات دائر ہونے والے ہیں اور ناظرین کرزن گزٹ سے تمنے امداد کے لئے اپیل کی تہی آیا یہ خیالات آپکے دل میں غلط کاریوں کیوجہ سے پیدا ہوئے تہے یا نہیں۔ اگر انکی وجہ غلط کاریاں تہیں تب تو مرزا صاحب پہ آپ کی یہ نکتہ چینی بیجا نہیں ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنی اندرونی حالت کے موافق دوسروں کی حالت کو بہی قیاس کیا کرتا ہے لیکن اگر وہ آپ کی پریشانی غلط کاریوں کیوجہ سے نہیں تہی تو گویا تم اسبات کو تسلیم کرتے ہو کہ غلط کاریوں کے علاوہ بہی کچہہ ایسے اسباب ہوا کرتے ہیں جنسے فوجداری مقدمات ہوسکتے ہیں اور یہ آپ کی سراسر نامعقولیت ہے کہ خواہ مخواہ تم نے مرزا صاحب پہ حیرت زدہ انسان کیطرح سے غلط کاریوں کا الزام جڑ دیا۔

قولہ۔ تمہیں الہام ہوا اور تمنے پیٹ پر پڑہ کر پہونکا۔ اور تم اچہے ہوگئے۔ لوگ تمہارے ان الہاموں سے ہنستے ہیں اور تمہاری نسبت اچہے خیالات نہیں رکہتے .... الخ

اقول۔ مرزا صاحب کے الہامات کی بابت تمنے بہت کچہہ زور قلم دکہایا ہے۔ اسلئے اسکی بابت میں علیحدہ تفصیل سے عنقریب بحث کروں گا۔ اسوقت صرف اس واقعہ کے متعلق میں غور کرنا چاہتا ہوں جسپر تمہارے جیسی فطرت والے ہنستے ہیں اور اچہے خیالات نہیں رکہتے۔ حیرت صاحب! آپ جیسوں کی ہنسی یا اچہے اور برے خیالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارفع و اعلےٰ ذات پر کسی قسم کا بد اثر پیدا نہیں کرسکتے ہیں مخالفت میں انسان کیا کچہہ نہیں کرتا۔ کیا تمکو حیات طیبہ کا صفحہ ۷۵ یاد نہ رہا جہاں لکہا ہے کہ مولنا شہید کے مخالفوں نے یہ ریزولیوشن پاس کردیا تہا کہ جس چیز کو حلال کہے ہم حرام کہیں گے اور جسے وہ حرام کہے گا ہم حلال کہینگے،، یہ اس شخص کے مقابلہ میں کہا گیا تہا جسے تم نے مقدمہ

تفسیر میں مجتہد وقت مانا ہے۔ پہر اسکے علاوہ کیا تم کو مقدمہ تفسیر کا صفحہ ۳۷ یاد نہ رہا جہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو رسول صلعم کے پیچہے پیچہے پہرتے تہے اور جہاں آپنے وعظ فرمایا اور انہوں نے باواز بلند کہدیا کہ یہ شخص دہوکہ دینا چاہتا ہے اور جہوٹہا ہے،، پہر ہمیں نظائر آپ جیسے طبیعتوں والوں کی ہنسی اور حقارت سے دیکہنے کے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

اب میں اصل بات پہ غور کرتا ہوں جو آپکی نظر میں نہ معلوم کیوں نکتہ چینی کے قابل معلوم ہوئی ہے دیکہو حیات طیبہ صفحہ ۳۴ جہاں تم نے مولانا اسمٰعیل صاحب کے متعلق یہ عجیب حیرت انگیز حالات لکہے ہیں "مجتہد صاحب آٹہہ آٹہہ دس دس دن تک سوتے تہے اور آخر میں اسقدر قوت انہوں نے بڑہائی تہی کہ جب چاہیں سو رہیں۔ اور جب چاہیں جاگ اٹہیں اسمیں ایک منٹ کا بہی فرق نہ ہوتا تہا لیٹے ابہی پورے ایک بجے ہیں اور سوئی پورے دس پہ پہونچ چکی ہے اور مولانا سونا چاہتے ہیں تو نصف منٹ بہی مولانا کو نیند کا رستہ دیکہنے میں نہ لگتا تہا یا آپ جب شب کے دو بجے جاگنا چاہتے تہے تو یہ ناممکن تہا کہ دو پہ نصف منٹ زیادہ گذر جائے یا دو میں نصف منٹ کم رہے جب آنکہہ کہلے،، اگر حیرت صاحب آپکے اس بیان میں جیسے کہ اسی موقعہ پہ آپنے ظاہر کیا ہے کہ اسمیں ذرا شک نہیں ہے یہ معتبر باتیں ہیں تو مرزا صاحب کے متعلق جو کچہہ ایڈیٹر اخبار البدر نے پیٹ پر ہاتہہ پہیر نیسے آرام ہوجانیکی بابت لکہا ہے وہ ہنسی کے قابل نہیں ہے۔ اور اگر اب بہی آپ کو اور آپکے ہم مشربوں کو اسپر ہنسی آوے تو وہ فطرت کا قصور ہے لیکن ہم آپ کو اور وضاحت سے سمجہا دینے کیلئے سیرۃ الرسول کے صفحہ ۱۰۷ پر آپ کو غور کرانا چاہتے ہیں جہاں تم نے بعض ان لوگوں کی اسی قسم کی ہنسی کے جواب میں جو اسبات سے ہنستے تہے کہ رسول صلعم کے بار نبوت سے اونٹ نہ چل سکا لکہا ہے کہ "اونٹ کی ٹانگیں نبوت کے بوجہہ سے بیکار ہوجانی کچہہ تعجب کی بات نہیں ہے جن لوگوں کو مسمریزم آتا ہے وہ اگر چاہیں تو ایک شخص پہ صرف اپنے ہاتہہ کے ذریعہ سے کئی من بوجہہ ڈال سکتے اب سمجہہ لینا چاہئیے کہ مسمریزم جو ایک کسبی چیز ہے اور نبوت کی روحانی قوت سے اسکو بہی مناسبت نہیں ہے یہ کونسی حیرت کی بات ہوئی کہ بار نبوت کا اونٹ متحمل نہ ہوسکے اور اسکی ٹانگیں چلتے چلتے رہ جاویں،، اب جبکہ اس مذکورہ بالا بیان میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے تو حیرت صاحب گوان ہنسی بازوں کیطرح سے......

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۱۵

قولہ - آپ اپنی حالت ایسی بناتے کہ خود لوگ آپکی طرف متوجہ ہوں نہ کہ آپ بالجبر انہیں اپنا مرید و معتقد بنانا چاہیں

اقول - حیرت صاحب آپ نے یہ کیا لکھا کہ بالجبر انہیں اپنا مرید بنانا چاہتے ہیں - یہ آپ کی حماقت ہے جسے ہزار دفعہ عرض ہوتی ہے وہ تکالیف سفر برداشت کرکے **قادیان** پہونچتا ہے اور اپنے تئیں حلقہ بگوش بناتا ہے - البتہ مرزا صاحب ہر ایک شخص کو ہلاکت کے رستوں سے متنبہ کر دیتے ہیں سعید اس سے فائدہ اٹھاتے اور نکتہ چین اس سے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ مرزا صاحب **بالجبر** مرید بنانا چاہتے ہیں - اب رہی یہ بات کہ مرزا صاحب اپنی حالت ایسی بناویں - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمیشہ اس قسم کے ہی اعتراض ہوتے رہے ہیں اور بزرگان **دین** کا حال بیان کرنیکی ضرورت نہیں اگر آپ اپنے مجتہد صاحب کی ہی **سوانح** عمری غور سے ایک دفعہ اور پڑھ دیں تو اس میں آپ کو ایسی بہت سی نظیریں مل جائینگی - جو آپ کی اس نکتہ چینی کو آپ ہی کے منہ پر ماریںگی - اگر افسوس ہوتا ہے تو اسبات کا کہ اس سے پہلے مسدس حصہ دوم صفحہ ۶ پر حالی صاحب نے اسی قسم کے **اقوال** پر کسیطرح کی طرف لوگ خود بخود متوجہ ہوئے جاتے ہیں - تم نے یہ **اعتراض** کیا تھا کہ دیکھ **حالی** نے پیغمبر کو **رسول مسلم** سے بھی بڑھا دیا آنحضرت صلعم اپنے چچا کو سارا زمانہ نبوت سمجھاتے رہے اور وہ مردود ایمان نہ لایا تھا - لیکن اب اسی قسم کی باتونکا جنہیں **حالی** کو گالیاں دی تھیں مرزا صاحب سے مطالبہ کرنے لگے - نہ اپنے اس سابقہ تحریر کی پرواکی اور نہ اسبات کی پرواکی کہ رسول صلعم کی بابت تم نے مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۳۶۶ سے ۳۷۳ تک یہ بحث کی ہے کہ رسول صلعم کو مضحکوں میں اڑایا گیا طعنہ زنیاں کی گئیں - عیارانہ طریق سے اوٹ پٹانگ سوالات کئے گئے - بلند آواز سے دھوکہ دینے والا اور جھوٹا کہا گیا - کینے اور **عوام** پتھر لیکر دوڑے اور آپ کو مارنا شروع کئے اور آپکا حال بعض اوقات خطرناک ہو گیا - اور تمہارے خیالات کے موافق یہ تمام باتیں **قانون قدرت** کے موافق ہونی چاہئیں لیکن حیرت صاحب بتمیز **افسوس** ہے کہ اب تم خواہ مخواہ کے لغو استنباط کرکر کے اسی قسم کے مرزا صاحب پر بہتان باندھتے اور **اعتراض** کرتے ہو کہ اگر وہ ایسا اور ایسا کرتے تو سب تمہارے پیرو ہو کر بیٹھتے -

قولہ - مرزا صاحب نے احادیث رسول مقبول کا وہ مختصر حصہ لے لیا ہے جسکے **ذریعہ** سے انکے خیال میں انکی تائید ہوتی ہے اور باقی **صحیح** احادیث سے منہ پھیر لیا ہے اور انپر ردوقدح کی ہے +

اقول - احادیث سے منہ پھیرنے کے معنے سمجھ میں نہیں آئے کہ حیرتی منطق یا حیرتی لغات میں اسکے کیا معنے ہیں - کیونکہ خود اپنی تصانیف میں حیرت صاحب نے بہت سی **صحیح احادیث** سے انکار کیا ہے اور بہت سی ایسی ہی ہیں جنکی تاویلیں کی ہیں چنانچہ سیرۃ الرسول کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ جو حدیثیں ایسی ہیں جنسے **قرآن شریف** ہم زبان نہیں ہے **فی الحقیقت** مردود اور مہمل ہیں " تقریباً یہی مضمون فیصلہ **خلافت** صفحہ ۲۲ پر بھی ذیل کے الفاظ میں ادا کیا ہے " - اگر کوئی حدیث نص کے خلاف ہو وہ مردود ہے - چنانچہ رسول صلعم نے فرمایا ہے **اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافق فاقبلوہ والا فردوہ** یعنے جب میری طرف سے کوئی حدیث روایت کیجاوے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کر دیں اگر اسکے موافق ہو اسے **قبول** کرو ورنہ رد کرو " - اسکے علاوہ بہت سی روایات کی حیرت صاحب نے تاویلیں بھی کی ہیں اور یہ تسلیم کیا ہے کہ ان روایات میں لطیف استعارات ہیں مثلاً سیرۃ الرسول صفحہ ۷۹ و ۸۱ پر حیرت صاحب نے شق صدر ... اور ... سینہ مبارک چاک کرنیکے واسطے فرشتوں ... استعمال کی ... اور رسول صلعم کی پیدائش کیوقت آتشکدہ بجھ جانے اور بتوں کے اوندھے منہ گرنے کی بابت **خاص طرح** تاویل کی ہے اب یہ تو ہمیں امید ہے کہ حیرت صاحب نے جو مرزا صاحب کی بابت لکھا ہے کہ انہوں نے **صحیح احادیث** سے منہ پھیر لیا ہے ان احادیث میں کوئی ایسی حدیث تو نہ ہوگی جو مرزا صاحب نے کلام الہی کے معارض ہونے کیوجہ سے ترک کی ہونگی یا حیرت صاحب کیطرح سے بلکہ انکی نسبت بہت **عالی** درجہ کی تاویل کی ہوگی کیونکہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ دوسروں پر اعتراض کرنے میں اپنے مسلمات کو بالکل بھلا دیا جاوے **علاوہ** ازیں حیرت صاحب کے نزدیک بہت سی احادیث کوڑا کرکٹ کے حکم میں بھی ہیں جیسے کہ سیرۃ الرسول صفحہ ۴ - اور خلافت شیخین میں بکثرت مقامات پر لکھا ہے کہ غلط اور موضوع حدیثوں کا کوڑا **کرکٹ** بیچ میں سے صاف کر دیا جائیگا " - یقین ہے کہ جن احادیث کی بابت حیرت صاحب نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا ہے وہ انہیں میں نہ ہونگی جنکو خود کوڑا کرکٹ وغیرہ کے نام سے نامزد کیا ہے + حیرت صاحب نے خلافت شیخین **و غیرہ** صفحات ۸ و ۹ اور ۳۷ پر نیز مقدمہ تفسیر صفحات ۴۱۳ تا ۴۱۵ پر **اسماء الرجال** پر بھی ردوقدح کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ معیار نامکمل ہے اور اسکے ذریعہ سے ہرگز احادیث کی صحت یا غیر صحت کی جانچ نہیں ہو سکتی ہے یہ خیالات ظاہر کرنیکے بعد اپنی طرف سے ایک معیار پیش کیا ہے جسکی بحث فضول اور طویل ہے اسلئے ہم اسے ترک کر دیتے ہیں - لیکن یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر وہ اسی بات پر قائم رہتے کہ ہر ایک حدیث کو کلام الہی سے پرکھا جاوے - جو اس کسوٹی پر پوری اترے اور معارض نہ ہو اسے مان لیا جاوے اور **باقیوں** کو رد کر دیا جاوے تو نہ انکو نئے نئے معیار بنانے کیضرورت پڑتی اور نہ ایسی دور از کار بحثوں میں پڑنا پڑتا تاہم ہمیں یقین ہے کہ حیرت صاحب نے احادیث کی بابت جو مرزا صاحب کے متعلق نکتہ چینی کی ہے اسمیں اسکا بھی خیال رکھا ہوگا کہ اگر کوئی **حدیث** اسماء الرجال سے خواہ صحیح ثابت کی گئی ہو لیکن کلام الہی کے برخلاف ہوگی تو اسکی **حیرت صاحب نے پروا** نہ کی ہوگی - اب اس مختصر بحث کے بعد ہم حیرت میں ہیں کہ وہ ایسی کونسی احادیث ہیں جو **قرآن شریف** کے معارض بھی نہیں ہیں اور مرزا صاحب نے انپر ردوقدح کی ہے - یہ بات دوسری ہے کہ اپنی **عادت** کے موافق نکتہ چینیاں کرنے کیوقت انکو اپنے **مسلمات** کا خیال نہ رہے لیکن ہم اسبات کی ہدایت کر دینا چاہتے ہیں کہ آپ براہ مہربانی اس معاملہ میں اپنے **مسلمات** کا ضرور خیال ضرور رکھیں ورنہ آپ کی اور زیادہ حقیقت کھل جائیگی - ہمنے اس مضمون پر بہت غور کی ہے اور اسبات کا بھی اندازہ کیا ہے کہ اکثر **حیرت صاحب** اپنے خیالات کی رو میں اپنے **مسلمات** کو بھولتے رہے ہیں بلکہ بسا اوقات ایک **حدیث** کو صحیح مان کر اپنے **قول** کی تائید میں ایک جگہ پیش کی ہے اور دوسری جگہ اسی حدیث کی تردید کر دی ہے یہ چونکہ ایک طویل بحث ہے جسے اگر ضرورت ہوئی تو اسوقت جبکہ **حیرت صاحب** کی کتب کے **مضامین** سلسلہ وار ہم بحث کریں گے **تفصیل** سے بیان کرینگے فی الحال چند نظیروں پر ہی اکتفا کرینگے تاکہ اگر ان سے **حیرت صاحب** سمجھ جاویں تو کیا ضرورت ہے کہ ان فضول بحثوں میں اپنا قیمتی وقت ہم ضائع کریں - نمونہ کے طور پر ایک وہ حدیث ہے جو درخت خرما کے لگانے کی بابت بیان کیجاتی ہے - اس حدیث کو حیرت صاحب نے ۳ مقامات پر اپنی تائید میں ...

بیان کیا ہے منجملہ انکے ایک مقام تفسیر کا صفحہ ۵۷۵ میں لیکن انتہا درجہ تعجب اسبات کا ہے کہ بعینہ اسی موقعہ پر جسپر حیرت صاحب نے اس حدیث سے اپنے اقوال کو تقویت دی تہی - جب سرسید نے اپنی تائید میں بیان کیا تہا تو اسپر رد و قدح کر کے اسکو احادیث متواترہ سے معارض ثابت کر کے اسسے انکار کردیا اور یہ انکار حیرت صاحب کی تحریر میں ۳ مقامات پر ہم کو ملا منجملہ ایک مقام وہ ہے جو کرزن گزٹ مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۴ - کالم ۱ پر لکہا ہے - اسی طرح سے تفسیر میں ۲ جگہ صوفیوں پر بہی گانے وغیرہ کے متعلق لے دے کر کے انکی تردید کی ہے لیکن سوانح سعدی کے صفحہ ۱۲ - اور ۱۳ پر علم موسیقی کا جواز ثابت کیا ہے اور اسموقعہ پر وہی دلائل پیش کئے ہیں جنکی مقدمہ تفسیر میں تردید کی ہے - غرض جہانتک غور کیا جاتا ہے حیرت صاحب کا یہی اصول معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت کسی بات کی تائید کرنے بیٹہتے ہیں تو تنکے کے سہارے کو بہی غنیمت سمجھکر بات کا تبنگڑ بنا دیتے ہیں لیکن جب اسی پہلو کسی دوسرے کی نکتہ چینی کرتے ہیں تو اسکے ساتہہ ہی اپنے سابقہ مضامین کی بہی دہجیاں اڑا کر رکہہ دیتے ہیں اسی قسم کے اور معارض خیالات جو حیرت صاحب نے احادیث کی بابت بیان کئے ہیں یہ ہیں - تفسیر صفحہ ۶۱ - اور ۶۲ پر بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول صلعم کا قول اور آپکا فعل کوئی وحی سے خالی نہ تہا - اور سیرۃ الرسول کے صفحات ۱۶ - اور ۱۷ پر لکہا ہے کہ "سوائے چند آدمیوں کے مسلمانوں کے ہر گروہ کا دار و مدار احادیث پر ہے حدیثیں ہی ہیں جو کروڑہا مسلمانوں کا دستور العمل چلی آتی ہیں - جنپر انکی عبادات معاملات تمدن اور اخلاق کا دار و مدار ہے اور اپنی دینی اور دنیوی معاملہ کے ہر جز وی جز وی امر میں وہ احادیث سے ہی کام لیتے ہیں" - اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر سرسید کو آڑے ہاتہوں لے کر لکہا ہے "کہ چونکہ احادیث کے ماننے سے بہت سی پابندیاں کرنی پڑتی ہیں اس لئے مذہبی قیود سے آزاد ہونیکے لئے میور کا خیر مقدم کیا" لیکن جب انہیں تصانیف میں غور کیجاتی ہے تو انکے مذکورہ بالا تمام خیالات کی تردید ہو جاتی ہے چنانچہ تفسیر صفحہ ۵۷۵ اور سیرۃ الرسول صفحات ۱۴ - اور ۱۵ پر ان تمام احادیث کی بابت جو روزمرہ کی معاشرت وغیرہ کے بابت ہیں یا اچہے برے اخلاق کی بابت - نیز رسول صلعم کے احکام اور فیصلہ کی بابت لکہا ہے کہ انکے متعلق اختیار ہے خواہ کوئی عمل کرے یا ترک کردے کوئی لازمی بات نہیں ہے - اب یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جب معاشرت تمدن اور اخلاق کا مدار احادیث پر ہوا اور ہر دینی اور دنیوی معاملہ کے ہر جزو سے جزوی امر میں احادیث سے ہی کام لیا جانا ضروری ہوا اور ایسا نہ کرنیکی وجہ سے سرسید پر تبرا بہی کیا گیا ہو - اور رسول صلعم کا ہر قول اور فعل وحی میں بہی داخل ہو تو پہر اسکے معارض یہ بات کسطرح سے بیان کردی گئی ہے کہ روزمرہ معاشرت وغیرہ کی احادیث پر عمل کرنا لازمی نہیں ہے جب یہ لازمی نہ رہا تو پہر دنیوی معاملہ کے ہر جزوی امر میں احادیث سے کسطرح سے کام لیا جاسکتا ہے -

ہم چاہتے ہیں اور کوشش بہی کرتے ہیں کہ حیرت صاحب کے نصائح میں سے کوئی تو ایسی مل جاوے کہ بغیر استفسار کئے یا اسپر غور کئے بغیر اسپر عملدرآمد کر لیا جائے لیکن بقول انکے جبکہ مرزا صاحب کے خاص النخاص مرید حکیم صاحب بہی دماغی قابلیت میں کمزور ہیں تو پہر مجہہ جیسے عاجز کی کیا حقیقت ہے کمزوری دماغ کیوجہ سے مختلف معاملات کی بابت مجبوراً استفسار کرنا ہی پڑتا ہے چنانچہ سیرۃ الرسول کے صفحہ ۱۲ پر یہ لکہا ہے "کہ ہماری قوم کی بدنصیبی اسسے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ شوق و ذوق سے ناول اور فسانے پڑہتے ہیں مگر حدیثوں کی کتابوں سے منہہ بنا لیتے ہیں" یہ فقرے پڑہنے کے بعد ہماری موٹی سمجھ میں تو یہ خیال پیدا ہوتا ہے بلکہ تحقیق کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جبکہ ناول کا پڑہنا بدقسمتی میں داخل ہے اور ایسا بڑا ہے کہ حیرت صاحب کو اسکی شکایت اپنی روح القدس کے ذریعہ سے تحریر کردہ کتاب میں بہی کرنے کی ضرورت پیش آئی تو پہر اول ان ناولوں کی مصنف اور پہر چہپوانے اور چہاپنے والے اور پہر پرا خبار کے ساتہہ ان ناول اور فسانوں کا اشتہار شایع کر کے ناظرین کو انکے خریدنے کی تحریص اور رغبت دلانے والے اور پہر خاص حالتوں میں انکی قیمت میں تخفیف اور رعایت کرنے والے کے حق میں حیرت صاحب کیا فتویٰ دیتے اور حکم لگاتے ہیں - قوی امید ہے کہ اسپر حیرت صاحب کوئی معقول حکم لگائینگے اور اسکا مناسب جواب عنایت فرماویں گے کسی نے سچ کہا ہے ؎

بزیر جامہ نہاں کردہ بدرص لیکن - ...
بچشم اہل بصیرت برہنہ مے آئی ؎

قولہ - مسیح علیہ السلام کی بابت قرآن مجید نے کیا لکہا ہے یہ قرآن مجید اور تفاسیر رسمیہ سے معلوم ہو سکتا ہے -

اقول - مہربانمن! تفاسیر رسمیہ پر آپ کب سے ایمان لائے ہیں یا یہ کچہہ آپ کی فطرت میں ہی بات داخل ہو گئی کہ ہاتہی کے دانت دکہانے کے اور - اور کاٹنے کے اور - تفاسیر کی بابت کیا آپنے مفصلہ ذیل خیالات ظاہر نہیں کئے -

مقدمہ تفسیر صفحہ ۵۱۹ - اور ۳۲۷ - ۴۰۳ "کہ ایک مفسر یا چند مفسروں کی رائے سے اختلاف کرنا شاید بعض معمولی طبایع کو ناگوار گذرے مگر سمجہدار کبہی بہی اسپر اعتراض نہیں کریگا درحقیقت کسی مفسر نے خود رسول کریم صلعم کی زبان مبارک سے قرآن مجید کی تفسیر نہیں سنی کہ اسکی تفسیر کو خواہ مخواہ ماننا پڑے - ہر مفسر نے بطور خود تحقیق کی اور محاورات عرب کو دیکہا اور لغت کی تحقیق کی - حدیثوں سے اسکی روشن آیتوں کو چہپا دیا - اور بعض مفسر مثلاً ابن کثیر وغیرہ نے حدیثوں سے تفسیر لکہی ہے - مگر اسبات کا کیا کوئی حلف اٹہا سکتا ہے کہ جن احادیث سے فاضل مفسر نے تفسیر کی ہے وہ اول سے اخیر تک سب کی سب صحیح ہوں" پہر صفحہ ۶۹۱ - ۶۸۳ - ۶۸۴ پر یہ بحث کی کہ تمام تفاسیر رائے سے لکہی گئی ہیں - اور شریعت ہمیں مجبور نہیں کرتی کہ کسی مفسر کی رائے کو تسلیم کریں -

اب رہا اجماع - سو اجماع کی بہی بہت مقامات پر دہجیاں اڑائی ہیں منجملہ بہت سے مقامات کے صفحہ ۱۵۴ پر لکہا ہے "کہ اگر ایک ہی پہلو پر مختلف لوگوں کے مختلف عقاید ہوں تو سمجہہ لو کہ یہ سب عقائد باطل ہیں - ایک شخص کو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا عقیدہ حق ہے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ان ان وجوہات سے اوروں کے عقاید باطل ہیں بعض کا یہ خیال ہے کہ صداقت جماعت سے پیدا ہوتی ہے یعنے ایک کثیر گروہ کے کسی خاص مسئلہ پر کوئی رائے ہونا ہمکو اس بات کو ثابت نہیں کرسکتا کہ وہ مسئلہ حق ہے - یہ ضرور نہیں کہ چند آدمیوں کا خیال بمقابلہ گروہ کثیر کے ہمیشہ ہی غلط ہو" - یہ ہیں مذکورہ بالا خیالات جنہیں حیرت صاحب نے ضرورتوں کے موافق ..... اظہار کیا ہے - اسلئے تعجب ہے کہ مرزا صاحب کے متعلق نکتہ چینیاں کرتے وقت وہ تفاسیر رسمیہ کا دامن کیوں پکڑنے لگے - نہ معلوم یہ بات کیا ہے اور اسقدر انتہا درجہ سہو نسیان انکے مزاج میں کیوں ہو گیا ہے کہ بہت تہوڑے عرصہ میں اپنے تمام ساختہ پرداختہ کو چہوڑ بیٹہے ہیں - میں ایک اور بات کا بہی ذکر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ صحابہ کی علمی کارروائی کی بہی انکے خودسر قلم اور بے لگام خیال کے مقابلہ میں ان کے نزدیک کچہہ حقیقت نہیں ہے - یہ بات ہمیں تفسیر کے مضامین پر غور کرنیسے ثابت ہوئی ہے منجملہ بہت سے مقامات کے ایک وہ مقام ہے جہاں بہت کچہہ زور لگا کر سود کا جواز ثابت کیا ہے اسمیں صفحہ ۴۷۶ پر اسامہ کی ایک حدیث سے فرضی طور پر اپنے خیالات کی تائید کی ہے + باقی آیندہ -

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ محمد افضل چہپکر شایع ہوا -

امام بمعنی نبی

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لوگ اکثر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ صرف امامت کا دعوے کریں۔ کہ ہم اس صدی کے مجدد اور امام ہیں۔ تو ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ چونکہ یہ اپنے آپ کو نبی اور مسیح کہتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کے اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ہم اس امر کا ثبوت قرآن شریف سے دیتے ہیں جس سے ان کو معلوم ہو کہ امام بھی نبی ہوتا ہے۔ اور امام پر وحی کا نزول بھی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ خدا کے نبی اور رسول تھے۔ بلکہ ان کو ابو الانبیا بھی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اسی رسالت اور نبوت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ان کو امام کے نام سے پکارتا ہے۔ دیکھو جزاول رکوع ۱۵ انی جاعلك للناس اماما۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم کو فرماتا ہے۔ کہ میں تجھکو لوگوں کے لئے امام یعنے نبی اور رسول بنانے والا ہوں۔ پھر دوسرے مقام پر حضرۃ اسحٰق اور یعقوب کو جو کہ پیغمبر اور رسول مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے اپنے انعامات میں بیان فرما کر اللہ تعالیٰ انکی نسبت فرماتا ہے وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات۔ پ۱۷ رکوع ۵۔ کہ ہم نے اسحٰق اور یعقوب کو امام یعنے رسول بنایا۔ جو ہمارے امر سے لوگوں کو راہ نمائی کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ان پر نازل ہوتے تھے اور ہم نیک کاموں کے لئے ان پر وحی بھی کرتے۔ دیکھو یہاں اماموں کے لئے وحی کا نزول ثابت ہے۔ پھر اگر مرزا صاحب نزول وحی کے مدعی ہوں۔ تو کیا حرج ہے۔ پھر اور جگہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر انعام کا ذکر فرماتا ہے۔ ونريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين۔ پ۲۰ رکوع ۱ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ملک میں جو ضعیف لوگ ہیں۔ ان پر احسان کریں۔ ان کو امام اور وارث بنا دیں اور وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا پ۲۱ رکوع ۱۶ کہ ہمنے بنی اسرائیل میں سے امام یعنے رسول بنائے جو کہ لوگوں کو ہمارے امر سے راہ نمائی کرتے تھے

اب ظاہر ہے۔ کہ بنی اسرائیل یعنے امت موسوی پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل یہ تھا۔ کہ ان میں سے انبیاء پیدا ہوئے۔ جو کہ توریت پر عمل کرتے۔ اور کرواتے اونکو اللہ تعالیٰ نے امام اور آئمہ کے لفظ سے بیان فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ لفظ امام اور نبی ایک ہی معنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور چونکہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کے قدم بقدم ہے۔ اسی لئے اسی مناسبت کی وجہ سے اس سلسلہ کے خلفاء راشدین بھی امام کے لفظ سے پکارے گئے۔ اور ان کا نام امام اسی لئے رکھا گیا۔ کہ خدا نے موسوی سلسلہ کے خلفاء کو امام کرکے پکارا۔ مگر جب ہم سب ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ اور رسول اور پیغمبر بھی کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ سلسلہ محمدیہ کے اماموں اور خلفائے راشدین کو نبی اور صاحب وحی نہ کہا جاوے۔ اگر کسی امام وقت کو نبی کہنا آداب شریعت کے خلاف ہوسکتا ہے۔ تو پھر ہمیں نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض موسیٰ سے بہت ..... گھٹے ہوئے تھے۔ کہ موسیٰ کے خلفاء تو نبی ہو سکیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نبی نہ ہوں اس لئے قرآن شریف کی آیات بینات پر نظر ڈال کر اس امت مرحومہ کے مجددین اور مامورین کو نبی اور رسول کہنا ٹھیک ان کو وہی نام اور خطاب دینا ہے۔ جس کا مستحق ان کو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی نسبت امام کا لفظ تو پسند کرتے ہیں۔ مگر نبی اور رسول کا لفظ خلاف شریعت جانتے ہیں۔ وہ صریح غلطی پر ہیں۔ اور اپنے اقوال سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور انوار کو موسوی برکات سے کم ملتے ہیں۔

قانون قدرت کی حد بست کرنیوالے غور کریں

۱۰ر ستمبر کا پیسہ اخبار ہفتہ وار راوی ہے۔ کہ ایڈورمنٹر مقام میں ایک عجیب و غریب بات ظہور میں آئی ہے۔ شام کو ۷ بجے کے قریب شہر کے سب سے بڑے بازار میں ایک قسم کی زرد مکھیاں آسمان سے گرنی شروع ہوئیں۔ جس سے بازار کے لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ جہاں بیٹھتیں۔ کاٹ لیتیں۔ لیکن یہ آفت اوسی بازار تک محدود رہی۔

طاعون

چونکہ طاعون کا موسم پھر آگیا ہے۔ اس لئے خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے صلح کریں اور شوخی اور شرارت سے اور فسق اور فجور اور ہر ایک ایسے فعل اور قول سے جو کہ خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہیں۔ باز رہیں سچے عقاید اختیار کریں۔ گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ طاعون زدہ علاقوں میں اور مریضوں سے پرہیز کریں۔ اسم اعظم رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کا ورد کثرت سے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کریں۔ ہر نماز میں آیت غير المغضوب عليهم میں اس سے حفاظت طلب کی جاسکتی ہے۔ رحم فی العباب ابھی اور دیگر بھائیوں کے لئے بھی دعاؤں میں مصروف رہیں۔ اور سچی اور پاک تبدیلی کریں۔ اس نمبر میں ایک تقریر شایع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ذرا سی خلاف ورزی پر ہم لوگ کس قدر مورد عتاب الٰہی ہوسکتے ہیں۔

غرضیکہ یہ وقت غفلت سے بسر کرنے کا نہیں ہے۔ کشتی نوح کی تعلیموں کو خاص طور پر مطالعہ کیا جاوے۔ اور باہمی مصالحت اور عفو اور درگذر اور دستور اوامر کی پابندی پر سبقت کی جاوے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہوکر ہر ایک قسم کے دکھ اور شماتت اعداء سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ایسے ہی ہم قادیان کے باشندوں کو تاکید کرتے ہیں۔ کہ وہ گذشتہ سال کے واقعات سے عبرت پکڑ کرکے اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں۔ کیونکہ قرائن اس قسم کے موجود ہیں۔ کہ اب کے سال پھر طاعون کا زور شور پیشتر سے بھی زیادہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

ولادت ماسٹر عبد الرحمان صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ہاں خدا کے فضل و کرم سے ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۴ء کو بوقت ۷ بجے شب ایک فرزند تولد ہوا ہے۔ جس کا نام حضرت اقدس نے بشارت احمد تجویز فرمایا ہے۔ خدا مولود مسعود کی عمر اپنے دین کی خدمات میں دراز کرے۔

البدر نمبر ۳۴ - اس اخبار کے ٹیٹل پیج پر نمبر ۳۶ بھی لکھا ہے اور ارادہ بھی تھا۔ کہ نمبر ۳۶ مشتمل بر حالات نزول مسیح درالاسد ساتھ ہی شایع کیا جاوے۔ مگر چونکہ مقدمہ کے حالات کی لوگوں کو بہت انتظار ہے اسلئے اور بعض دیگر وجوہات سے اسکی اشاعت .....

ایک صاحب درد کی التماس

ضمیمہ اخبار البدر مجریہ ۲۴ اگست سنہ الیہ کو پڑھ کر دل پر سخت چوٹ لگی۔ جس کی تحریر کا قلم کو یارا نہیں معلوم ہوا۔ کہ چندہ اخبار ہذا تعدادی ساڑھے تین سو روپیہ بذمہ خریداران بقایا ہے۔

اے برگزیدہ و مقدس جماعت کیا اخبار مذکور نے اپنی مدت اجرا میں اپنی فرائض منصبی کو انجام دینے میں کچھ کوتاہی کی۔ اپنے دل میں انصاف کرنا۔ میرے نزدیک تو اخبار موصوف اپنی خدمات مفوضہ کو بوجہ احسن انجام دیتا رہا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی یہی امید غالب ہے اور ہمیشہ اس مقدس جماعت کو روحانی فیض و ارشادات جناب حضرت امام الزمان مسیح موعود سے مستفیض کرتا رہا۔ کبھی کسی قسم کی کوتاہی ظہور میں نہیں آئی۔ کیا اس کا صلہ چندہ کا ادا نہ کرنا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اے احمدی بھائیو۔ یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ اس اخبار سے پیشتر کوئی دوسرا اہم ذریعہ اس جماعت مقدس کو اس طرح سے باضابطہ تاریخوار تقریریں و حالات پہونچانے کا نہ تھا۔ اور اس نے جاری ہوکر اس کمی کو پورا کیا اور تجربہ ہے کہ جب تک سرمایہ کیحالت کفایت کرتی رہتی ہے یہ خدمات مفوضہ کو دیانت داری سے بجالاتا رہتا ہے اور جو ہیں۔ کہ سرمایہ کیحالت روبہ کمی ہوتی ہے۔ تب ہی سے اسکی خدمات میں نقص نے لگتا ہے تاہم اس نے مقدس جماعت کو فیض پہنچایا۔ اور پہنچاتا رہیگا۔ خبر سے ظاہر ہے۔ کہ صرف چندہ کی باقی نے اشاعت اخبار میں بے ترتیبی پیدا کر رکھی ہے کیونکہ سوائے چندہ کے کوئی اور ذریعہ آمدنی کا بظاہر نہیں۔ جیساکہ دیگر اخبارون کے پاس اشتہار و فروخت اشیاء کا ہے اس لئے عنایت فرماکر بقایا فی الفور دفتر البدر کو مرحمت فرمائیں مخفی نہ رہے۔ کہ خدانخواستہ شاید بقایا چندہ اشاعت اخبار کو معرض التوا میں ڈالے

دوم چونکہ انسانی فطرت ہی اس امر کی مقتضی ہے کہ جو شئے کسی فرقے کے لئے رہنما و فیض رسان ثابت ہو۔ اس پر اسکی سرپرستی ہر طرح سے فرض ہے۔ پس لازم ہے کہ سب احمدی بھائی دل سے کوشش کریں۔ دو دو یا ایک ایک خریدار اخبار پیشگی قیمت ادا کرنیوالے بہم پونچادیں کیونکہ مشرح طور اخبار ہذا خسارہ ظاہر کر رہا ہے۔

سوم میری رائے ناقص ہے۔ اگر منظور فرمائی جاوے۔ تو عین نوازش ہے۔ کہ سب بھائی صرف دو دو یا ایک ایک روپیہ (یا جسقدر ہوسکے) زائد چندہ کارخانہ موصوفہ کو عنایت فرماکر مشکور فرمادین۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس طریق سے کچھ عرصہ کے لئے مستقل سرمایہ کافی ہوسکتا۔ پھر خدا مالک ہے امید واثق ہے۔ کہ مضمون ہذا کو نظر انداز نہ کیا جاویگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس طریق سے آیندہ اشاعت اخبار کو ہرگز التوا نہ ہوگا زیادہ والسلام ٭ ایس۔ ایم۔ یوسف احمدی ٹھیکدار

کمسریٹ خریدار البدر ۳۶۵ انبالہ

کچھ عورتونکی نسبت

اخی فی اللہ ایڈیٹر صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی نصیحت نہیں بھولی وہ دل پر کالنقش فی الحجر ہے۔ بعض ضروری موانعات ایسے پیش آئے۔ کہ میں کچھ لکھ نہ سکی۔ اب عورتون کیمتعلق چند احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ترجمہ خدمتمیں ارسال ہے امید ہے درج فرماکر ممنون فرمائین گے۔ اس مضمون کے بارہمین اپنی احمدی بہنوں کے لئے اتنا کافی ہے۔ کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جسکی شان میں!! وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ نازل ہوا ہے۔ کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہوتا ہے۔ پس بحکم آیت جو تابعداری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے اطاعت کی اللہ کی؟ اس پر ایمان لانا فرض ہے اور عمل کرنا ضروری!!

مردون کے حقوق عورتون پر

(۱) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ وسلم مہاجرین (ہجرت کرنیوالے) و انصار (ان کو مدد دینے والے) کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک اونٹ آیا اور آپ کے آگے جھک گیا۔ پاس بیٹھنے والون (اصحاب) نے کہا یا رسول اللہ کے جب درخت و چار پائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم سجدہ نہ کرین۔ فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنے رب کی عبادت کرو۔ ہاں اپنے بھائی کی عزت کرو۔ یعنی اسے بزرگی دو۔ اور اگر میں تم سے کسی ایک کو حکم دیتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے۔ تو البتہ عورت کو اپنے شوہر کے آگے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ خاوند اگر اپنی بیوی کو حکمدے۔ کہ زرد پہاڑ سے پتھر اوٹھا کر سیاہ پہاڑ کیطرف لیجائے اور سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف (مطلب یہ کہ مشکل سے مشکل کام بتلائے) تو اُسے چاہیئے کہ اس کا حکم بجالائے۔ نقل کیا اس کو احمد نے۔

(۲) جابر رضی سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی اور نیکی۔ ایک تو بھاگا ہوا غلام جب تک واپس لوٹ کر اپنے مالک کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نہ رکھدے۔ اور ایک بی بی جس پر اس کا شوہر خفا ہو۔ اور ایک نشئی جب تک ہوش میں نہ آئے۔ نقل کیا اسے بیہقی نے شعب الایمان میں۔

(۳) ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی بی بی بہتر ہے فرمایا۔ آپنے وہ جو خوش کرے اپنے خاوند کو۔ جبوقت دیکھے (وہ خاوند) طرف اس کی۔ اور جو اپنے شوہر کا حکم بجالاتی رہے۔ اور جو اپنے مال و جان میں کسی ناخوش کرنیوالی بات میں اس سے مخالفت نہ کرے۔ (ہر حال میں تابع فرمان رہے) (نقل کیا اسے نسائی نے) باقی آیندہ

الراقمہ ایک احمدی خاتون ٭ از ضلع گجرات

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی مین۔

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تھے)۔ عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہوگیا۔

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین و فقیر محمد جو ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو ختم ہوچکا تھا۔ اس کا حکم ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سنا دیا گیا۔ مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارا عذر غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ جرمانہ۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ دو ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر للعہ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تھا۔ اس میں بھی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو ۵۰۰ روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دو سو ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے ..... واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتھ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابھی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانے والا ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجھتے ہیں۔

مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہین اڑائینگے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکھدیا ہے۔

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل منیجر چھپ کر شائع ہوا۔

خط و کتابت و توسیع اشاعت

امدادی فنڈ۔ منشی عزیز بخش صاحب ہیڈ کلارک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ڈیرہ غازی خان جو کہ ابتدا سے البدر کے ہمدرد اور معاون ہیں۔ اور ہمیشہ اخلاص سے اس کی اشاعت میں ساعی رہے ہیں۔ میری عرضداشت پر چھ خریدار البدر کو دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دیوے۔

عالی جناب۔ خان صاحب محمد ابراہیم خان صاحب بن حاجی موسےٰ خان صاحب مرحوم کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔

دراخبار ایشان خوانده شده است۔ که ایشان میخواہند۔ که برائے رفع ضروریات امور متعلق طبع اخبار قیمت دو ساله یک جائی از خریدار خود ہا وصول فرمایند۔ بنده بسر و چشم تجویز ایشان را منظور دارد۔ ہرگاه خواسته بنام بنده وی پی برائے وصول قیمت دو ساله فرستاده شود وصول فرموده باشید۔ مقصود بنده ہمین است۔ که اخبار البدر مدام خدمت جماعت احمدیه بجا آورده در کار خویش کامیاب بوده باشد۔ پس ہر امریکه مؤید اخبار باشد بنده در اقبال آنکه بجان و دل حاضر است۔

منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ نے جو کہ البدر کے قیام اور اس کی اشاعت میں اول المعاونین ہیں۔ میری اول چٹھی پر توجہ فرماکر ۱۷ اکتوبر تک خریدار البدر کو دیئے ہیں۔ دوسرے گرامیقدر احباب اور خصوصاً حافظ غلام رسول صاحب سوداگر اور سید عبدالرحیم صاحب کٹکی حیدرآباد دکن۔ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب نائب تحصیلدار کی توجہ عالی کو میں خصوصیت سے اس طرف منعطف کرتا ہوں۔

میاں محمد رمضان و محمد سلطان صاحبان سوداگران لودھراں نے اپنے بچّے کے ۸ روپیہ سالانہ قیمت اخبار مقرر کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک خریدار اور البدر کو عنایت کیا ہے۔

میرے مہربان منشی محمد حسین صاحب احمدی کلارک دفتر سرکاری وکیل لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میں بڑی خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء میں سال ۱۹۰۶ء کا چندہ بھی وصول کرلیں۔ اور آپ کی ایک دوا ور مفید تحریک دوسرے نمبر میں درج کرینگے۔

⁂

تفسیر القرآن بالقرآن کی نسبت جو آرٹیکل البدر میں شایع ہوا تھا۔ اس کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن مصنف تفسیر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس تفسیر کی صحت اور عمدگی طبع کیواسطے نہایت کوشش کی گئی تھی اور بہت سے زاید اخراجات برداشت کئے گئے تھے۔ صرف اس لئے کہ متدین لوگ کارکن ملیں۔ مگر افسوس کہ مخالفت حضرت امام الزمان کی وجہ سے ایسے لوگ نہ ملے۔ بلکہ لوگوں نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے مضامین نکالدئے جاویں۔ تو اس کی اشاعت ہزاروں سالانہ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ دوسرے پہلوؤں سے یہ تفسیر نہایت عجیب اور بے نظیر ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ میں خادم دین کے لئے ہمیشہ سخت سے سخت محنت اوٹھا رہا ہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے ہوسکتا ہے۔ کر رہا ہوں۔ الاعمال بالنیات

بہرحال میری رائے یہ ہے۔ کہ ایک غلط نامہ اس موجودہ تفسیر کا اخبار و الحکم میں ضرور شایع ہونا چاہیئے۔ اور احمدی گجراتی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ اغلاط کی ایک فہرست مکمل ارسال کریں۔ تاکہ مصنف کے پاس تصحیح کے لئے ارسال کی جاوے۔ امید ہے۔ کہ موجودہ ایڈیشن کے نکل جانے پر دوسری ایڈیشن میں مصنف اس قسم کے نقصوں کی ضرور تلافی کردیگا۔ قوم کو انکی خدمات کی قدردانی ضرور کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدمت قرآن میں بڑی محنت اٹھارہے ہیں اور ایک حد تک ایک ضرورت کو پورا کردیا ہے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی مالی حالت از حد محتاج امداد ہے اسواسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے۔ کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہے۔ وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے یکمشت عطیہ سے مدد دیں۔ حضرت کا حکم ہے۔ کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں۔ اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندہ کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں۔ بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔

یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام روانہ نہ ہوں۔ کیونکہ اس میں حضرت کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہ ہوں۔ والسلام

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

قصیدہ عالیجناب منشی عبدالرزاق صاحب بخشی رمنٹ رسالہ رفیق جناب مولوی الٰہی بخش صاحب جو کہ انہوں نے حضرت امام الزماں کی خدمت عالی میں پڑھکر سنایا۔

ذات بے مثل محمدؐ کا ہے جلوا۔۔۔ احمدؐ
دیکھا اس ذات کو جس نے تجھے دیکھا احمدؐ
مثل موسیٰ کے ہے جس طرح سے پہلا احمدؐ
مثل عیسیٰ ہے اسی طرح سے پچھلا احمدؐ
ذرہ ہے موسےٰ عمران تو محمدؐ خورشید
قطرہ ہے عیسےٰ مریم تو ہے دریا احمدؐ
دیکھ کر فتنۂ دجال جہان میں برپا
نام سے عیسےٰ مریم کے خود آیا احمد
پر نشانوں سے جو دیکھے تیری ذات اقدس
ہم تجھے کہتے ہیں مہدی و مسیحا احمدؐ
راہ گم کردہ کو دیتا ہے نشان رہ راست
خضر بن بنکے ترا نقش کف پا احمدؐ
جلوہ روئے محمدؐ نظر آجائے ابھی
رُخ روشن سے اٹھا دیوے جو پردا احمدؐ
کیوں نہ سودائی کے مانند بکیں یہ عالم
زلف شبگوں کا نیر ہے ہوگیا سودا احمد
نام اعجاز مسیحا کیا زندہ تو۔۔ نے
تو نے دکھلائے نشانات ہیں کیا کیا احمدؐ
کشف و الہام کی ہو جس کو ہوا بھی نہ لگی
ہاں وہ کس طرح سے ہو تیرا شناسا احمدؐ
علم ظاہر کہ ہے العلم حجاب الاکبر
اس سے کیونکر کوئی پائے تیرا پایا احمدؐ
چشم حق بین سے جو دیکھا تو ہوا یہ معلوم
مہدی و عیسےٰ و احمد کا ہے نقشا احمدؐ
مہ خورشید کی چرخ سے تیری تصدیق
اور شاہد ہوا اک طرفہ ستارا احمدؐ
زلزلہ جنازہ و تاریکی شمس و طاعون
ہیں نشانات تیری واسطے کیا کیا احمدؐ
ٹھیک کیا سمجھے کوئی رمز سبحانی قبری
احمد پاک ہی جانے ترا رتبہ۔۔ احمدؐ
ان نشانوں پہ بھی جو تم کو نہ پہچان سکے
اس کو کس طرح سے کوئی کہے بینا احمدؐ
کسب نور اس سے کرے کیوں نہ یہ خورشید فلک
رُخ پُر نور محمدؐ کا ہے شیدا احمدؐ
شکر صد شکر کہ ان آنکھوں سے دیکھا تجھکو
نام سنتے تھے ترا صورت عنقا احمدؐ
گرمی فتنہ سے اس سایہ میں آجاؤ عزیز

اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں۔ سب سے اول جو حالت ہوتی ہے۔ اس کا نام **نفس امارہ** ہے۔ اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں۔ اور اس کی ایسی مثال ہوتی ہے۔ جیسے دریا کا سیلاب آجاوے۔ اس وقت قریب ہے۔ کہ غرق ہو جاوے یہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کی طرف لے جاتا ہے لیکن پھر اس پر ایک حالت اور بھی آجاتی ہے۔ جس کا نام نفس لوامہ ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے۔ اور یہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی۔ کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جاوے۔ جیسا کہ **نفس امارہ** کی صورت میں تھا۔ بلکہ نفس لوامہ اسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے یہ سچ ہے۔ کہ **نفس لوامہ** کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اس حالت میں بھی انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھ ایک جنگ ہوتی رہتی ہے۔ کبھی شیطان غالب آجاتا ہے اور کبھی وہ غالب آتا ہے۔ مگر **نفس لوامہ** والا اللہ تعالے کے رحم کا مستحق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے۔ آخر اسی کشمکش اور جنگ و جدل میں اللہ تعالے اس پر رحم کر دیتا ہے۔ اور اسے وہ **نفس** کی حالت عطا ہوتی ہے۔ جس کا نام **مطمئنہ** ہے یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پا کر انسانیت اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے اور اس قلعہ کو فتح کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس وقت یہ خدا پر راضی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالے اس پر راضی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ پورے طور پر اللہ تعالے کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالے کی مقادیر کے ساتھ اس کو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔

یاایتہا الفس المطمئنۃ الرجعی الی ربک رافیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا۔ اور میرے بہشت کے اندر آجا۔

رضا بالقضاء اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ سچا رجوع اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ کی رضاء سے رضا مل جاوے۔ یہ وہ حالت ہے۔ جہاں انسان اولیا۔ اور ابدال اور مقربین کا درجہ پاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالے سے مکالمہ کا شرف ملتا ہے۔ اور وحی کیجاتی ہے اور چونکہ وہ ہر قسم کی تاریکی اور شیطانی شرارتوں سے محفوظ ہوتا ہے ہر وقت اللہ تعالے کی رضا میں زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ابدی بہشت اور سرور میں ہوتا ہے۔ انسانی ہستی کا مقصد اعلیٰ اور غرض اسی مقام کا حاصل کرنا ہے اور یہی وہ مقصد ہے جو **اسلام** کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ کیونکہ اسلام سے یہی مراد ہے۔ کہ انسان اللہ تعالے کی رضا کے تابع اپنی رضا کرے۔

مگر

دعا کی ضرورت سچ یہ ہے۔ کہ یہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں ملسکتا۔ ہاں اس میں کلام نہیں۔ کہ انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے۔ انسان کمزور ہے۔ جب تک دعا سے **قوت** اور **تائید** نہیں پاتا۔ اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ خود اللہ تعالے انسان کی کمزوری اور اس کے ضعیف حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

خلق الانسان ضعیفا۔

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے **عالی درجہ** اور ارفع **مقام** کے حاصل کرنے کا دعوی کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس کے لئے **دعا** کی بہت بڑی ضرورت ہے دعا ایک زبردست **طاقت** ہے۔ جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ **دعا** اس **فیض** اور **قوت** کے جذب کرنے والی نالی ہے۔ جو اللہ تعالے سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے۔ اور اللہ تعالے سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے ہاں نری دعا اللہ تعالے کا منشا نہیں ہے۔ بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے۔ اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ **آداب الدعا** سے ناواقفی ہے۔ اور اللہ تعالے کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشے محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقینا سمجھو۔ کہ دعا بڑی **دولت** ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے۔ جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے۔ اور پھر ایسے جنگل میں ہے۔ جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئیگی۔

اس لئے

یاد رکھو۔ کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی **حفاظت** کا اصل ذریعہ ...... یہی **دعا** ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

اسلام کا خاص امتیاز یہ بھی یقینا سمجھو۔ کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف **اسلام** ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس **عطیہ** سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے۔ جب کہ ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے ان کو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ مذہب میں **دعا** ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعا کیوں کریں گے۔؟ جبکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا۔ کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ **امت مرحومہ** ہے۔ لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں۔ اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں تو پھر کس کا گناہ ہے۔؟ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے۔ پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود **طالب موت** اور تشنۂ ہلاکت ہے۔ اس صورت میں تو چاہیئے۔ کہ اس پر منہ رکھدے۔ اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ یہ میری نصیحت ہے۔ جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں قرآن شریف کے تیس ۳۰ سپارے ہیں۔ اور سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں **جانتا**۔ کہ ان میں سے وہ نصیحت **کونسی** ہے۔ جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عمل درآمد کریں۔ تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ وہ **کلید** اور **قوت**

دعا

ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں۔ کہ پھر اللہ تعالے ساری مشکلات کو آسان کر دیگا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے۔ کہ دعا کیا چیز ہے؟ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے یہ تو کچھ بھی نہیں۔

دعا اور دعوت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالے کو اپنی مدد

کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اسوقت ہوتا ہے۔ جب انسان کمال درد دل۔ اور خلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہوکر آستانہ الوہیت کی طرف بہ نکلے۔ یا جس طرح پر کوئی مصیبت مین مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگون کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے۔ تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار مین کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی مین وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو دوسرون کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالےٰ سے کیجاوے اس کی آواز اس کا لب ولہجہ اور ہی ہوتا ہے اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے۔ جو الوہیت کے چشمہ رحم کو جوش مین لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو۔ کہ سارے اعضاء اس سے متاثر ہوجاوین۔ اور زبان میں خشوع خضوع ہو دل میں درد اور رقت ہو۔ اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر اللہ تعالےٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری اُمید ہو۔ اس کی قدرتون پر ایمان ہو۔ ایسی حالت مین جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ اس حالت مین بار بار حضور الہیٰ میں عرض کرے۔ کہ مین گنہ گار ہون۔ اور کمزور ہون تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہین ہوسکتا۔ تو آپ رحم فرما۔ اور مجھے گناہون سے پاک کر۔ کیونکہ تیرے فضل وکرم کے سوا کوئی اور نہین ہے۔ جو مجھے پاک کرے جب اس قسم کی دُعا میں مداومت کریگا۔ اور استقلال اور صبر کے ساتھہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہیگا۔ توکسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے **ایک** نور اور **سکینت** اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کریگی۔ اور غیب سے ایک طاقت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کریگی۔ اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت مین وہ دیکھے گا۔ کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشون کا ایسا اسیر اور گرفتار تہا۔ کہ گویا ہزاران ہزار زنجیرون مین جکڑا ہوا تہا۔ جو بے اختیار اسے کہینچکر گناہ کی طرف لیجاتے تہے۔ یا یکدفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہین۔ اور آزاد ہوگیا ہے۔ اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک **رغبت** اور **رجوع** تہا۔ اس حالت مین وہ محسوس اور مشاہدہ کریگا۔ کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالےٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالےٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی یہ ایک زبردست **صداقت** ہے۔ جو اسلام مین موجود ہے۔ اس کا انکار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس کا زندہ **ثبوت** ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ مین دعویٰ سے کہتا ہون۔ اور اپنے **تجربہ** سے کہتا ہون۔ کہ اگر انسان اس امر کو سمجہہ لے۔ اور **دعا کے راز سے** آگاہ ہوجاوے۔ تو اس میں اس کی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اور اس صورت مین سمجہو۔ کہ گویا اسکی ساری ہی مرادین پوری ہوگئی ہین۔ ورنہ دنیا کے ہم وغم تو اس قسم کے ہین۔ کہ انسان کو ہلاک کردیتے ہین۔

جو شخص رو بدنیا ہوتا ہے۔ وہ تہوڑی دور چلکر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ نامرادیان اور ناکامیان اکثر آکر ہلاک کردیتی ہین۔ لیکن جو شخص ساری **قوتون اور طاقتون** کے ساتھہ رو بخدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اس کے سب حرکات وسکنات ہوتے ہین۔ تو اللہ تعالےٰ دنیا کو بہی ناک سے پکڑکر اس کا خادم بنا دیتا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ دنیا دار تو دنیا کا دیوانہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ رو بخدا شخص جس کی دنیا خادم کی جاتی ہے۔ دنیا اور اس کی لذتون مین کوئی لذت نہیں پاتا۔ بلکہ ایک قسم کی بدمزگی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لطف اور ذوق دنیا کی طرف نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی اور طرف ہوجاتا ہے۔

انسان جب اللہ تعالےٰ کا ہوجاتا ہے۔ اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالےٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھہ شک نہین۔ دنیا بہی اُس کے پاس آجاتی ہے۔ مگر راحت کے طریق اور ہوجاین گے۔ وہ **دنیا** اور اس کی راحتون میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح پر انبیاء اور اولیاء کے قدمون پر دنیا .... کو لاکر ڈالدیا گیا ہے۔ مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا۔ کیونکہ اُن کا رخ اور طرف تہا۔ یہی قانون قدرت ہے۔ جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے۔ تو وہ اُسے نہیں ملتی۔ لیکن اللہ تعالےٰ مین فنا ہوکر دنیا کی لذت کو چہوڑتا ہے۔ اور اسکی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی۔ تو دنیا ملتی ہے۔ مگر اسکی لذت باقی نہیں رہتی۔ یہ ایک مستحکم اصول ہے۔ اس کو بہولنا نہیں چاہیئے۔ خدا یابی کے ساتھہ دنیا یابی دابستہ ہے اللہ تعالےٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جو تقویٰ اختیار کریگا۔ اُسے تمام مشکلات سے نجات ملیگی۔ اور ایسے طور پر اسے رزق دیگا۔ کہ اُسے علم بہی نہ ہوگا۔ یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے۔ کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کے رزق کا کفیل ہو۔ لیکن یہ بات جیساکہ خود اس نے فرمایا۔ تقویٰ کے ساتھہ وابستہ ہے۔ اور کوئی امر اس کے ساتھہ نہیں بتایا۔ کہ دنیوی مکر وفریب سے یہ باتیں حاصل ہونگی۔

اللہ تعالےٰ کے بندون کی علامات مین سے یہ بہی ایک علامت ہے۔ کہ وہ دنیا سے طبعی انفرت کرتے مین پس جو شخص چاہتا ہے۔ کہ اللہ اُس سے خوش ہوجاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے ملجاوے۔ وہ یہ راہ **اختیار کرے**۔ اگر اس راہ کو تو چہوڑتا ہے۔ اور اور راہیں اختیار کرتا ہے۔ تو پہر ٹکرین مارکر دیکھہ لے کہ کچھ بہی حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ہونگے۔ جن کو یہ نصیحت بری لگے گی۔ اور وہ ہنسی کرین گے۔ لیکن وہ یاد رکہین کہ آخر ایک وقت آجائے گا۔ کہ وہ **ان باتون کی حقیقت** کو سمجہیں گے۔ اور پہر بول اُٹہیں گے۔ کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضایع کی۔ لیکن اس وقت کا افسوس کچھہ کام ندیگا اصل موقع ہاتھہ سے نکل جائے گا۔ اور پیغام موت آ جائیگا۔ مین پہر کہتا ہون۔ کہ اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ اگر اللہ تعالےٰ مہربان ہو جاوے۔ تو ساری دنیا مہربان ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر وہ ناراض ہو۔ تو پہر کوئی بہی کام نہیں آسکتا۔ جب اس کا غضب آگیا۔ تو دنیا مین کوئی مہربان نہ رہے گا۔ خواہ کیسا ہی مکر وفریب کرے۔ تسبیح ڈالے بہگوے اور سبز کپڑے پہنے۔ مگر دنیا اس کو حقیر ہی سمجہے گی۔

اگر چندروز دنیا دہوکا کہا بہی لے۔ تو بہی آخر اس کی قلعی کہل جائیگی۔ اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہوجائیگا **لیکن جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آیا ہے**۔ دنیا اس کی کتنی ہی مخالفت کرے۔ وہ اپنی مخالفت اور منصوبون میں کامیاب نہ ہوگی۔ اس کو گالیان دے۔ لعنتیں بہیجے۔ لیکن ایک وقت آجائیگا۔ کہ وہی دنیا اس کی طرف رجوع کریگی اور اس کی سچائی کا اعتراف اسے کرنا پڑیگا۔ میں سچ کہتا ہون۔ کہ اللہ جس کا ہوجاتا ہے۔ دنیا بہی اس کی ہوجاتی ہے۔ ہان یہ صحیح ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتے ہین۔ ابتداءً اہل دنیا انکے دشمن ہوجاتے ہین اور طرح طرح قسم قسم کی تکلیفین دیتے۔ اور اس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہین کوئی پیغمبر اور مرسل نہیں آیا۔ جس نے دکہہ نہ اوٹہایا ہو۔ مکار۔ فریبی۔ دوکاندار اس کا نام نہ رکہا گیا ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ کروڑہا بندون نے اس پر ہر قسم کے تیر چلانے چاہیئے۔ پتھر مارے۔ گالیان دین۔ انہون نے کسی بات کی پروا نہیں کی۔ کوئی امر انکی راہ میں روک نہیں ہوسکا۔ وہ دنیا کو اللہ تعالےٰ کی کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لیکر آئے تہے۔ اُسکے پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان تکلیفون اور ایذارسانیون نے جو نادان دنیا دارون کی طرف سے پہونچیں۔ ان کو سُست نہین کیا۔ بلکہ وہ اور تیز قدم ہوئے۔ یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے وہ مشکلات ان پر آسان کردین اور مخالفون کو سمجہہ آنے لگی اور پہر وہی مخالف دنیا انکے قدمون پر آگری۔ اور انکی راست بازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھہ میں ہین وہ جب چاہتا ہے بدلدیتا ہے +

یقیناً یاد رکہو۔

تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تہے یہانتک کہ آپ پر سلسلہ نبوت اللہ تعالےٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپؐ کو تبلیغ رسالت میں کس قدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں۔ اور کفار نے کس حد تک آپ کو ستایا۔ اور دکہہ دیا۔ اس مخالفت میں اپنی ہی قوم اور چچا اور دوسرے لوگ سب سے بڑھ کر حصہ لینے والے تہے۔ آپ کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا زمانہ اتنا لمبا ہوا۔ کہ تیرہ برس تک اپنی قوم سے ہر قسم کے دکہہ اوٹہاتے رہے۔ اس حالت میں کوئی نہیں کہہ سکتا تہا۔ کہ یہ شخص کامیاب ہوگا۔ کیونکہ ہر طرف مخالفت کا بازار گرم تہا۔ اور خود اپنے رشتہ دار ہی تشنہ خون ہو رہے تہے۔ جدی اور برادری کے لوگوں نے جب قبول نکیا۔ تو اوروں کو اور بہی مشکلات پیش آ گئے۔ غرض اس طرح پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں کا زمانہ دراز ہو گیا۔

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام کی قومی تبلیغ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کے مشکلات پیش نہیں آئے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے ان کو فوراً قبول کر لیا تہا۔ اس لئے قوم کی طرف سے کوئی دکھ اور مصیبت یا روک ان کو پیش نہیں آئی۔ لیکن برخلاف اس کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکار کا مرحلہ پیش آیا۔ پہر ایسی صورت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی ہیں۔ جو آپ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالےٰ کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی۔ تو پہلے ہی آپؐ کو یہ مرحلہ پیش آیا۔ کہ قوم نے انکار کیا۔ لکہا ہے کہ جب آپؐ نے قریش کی دعوت کی۔ اور سب کو بلا کر کہا۔ کہ میں تم سے ایک بات پوچہتا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ یعنی میں اگر تمہیں یہ کہوں۔ کہ اس پہاڑ کے پیچہے ایک بڑی بہاری فوج پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ اس گہات میں بیٹہی ہوئی ہے۔ کہ موقع پاکر تم کو ہلاک کر دے تو کیا تم باور کرو گے۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ کہ بے شک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے۔ اس لئے کہ تو ہمیشہ سے صادق اور امین ہے۔ جب وہ یہ اقرار کر چکے۔ تو پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دیکہو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں۔ اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہنی تہی۔ کہ سب آگ ہو گئے۔ اور ایک شریر بول اوٹہا

تبا لک سائر الیوم۔

افسوس جو بات انکی نجات اور بہتری کی تہی۔ نا عاقبت اندیش قوم نے اس کو برا ہی سمجہا۔ اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اب اس کے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکہو۔ بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تہی۔ لیکن اونہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اس کو قبول کر لیا۔ اور اس طرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا۔ اور مخالفت کے لئے تیار ہو گئے۔ مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے۔ اور یہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا۔ کہ تیرہ ۱۳ برس تک برابر چلا گیا۔ تیرہ ۱۳ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکہہ اوٹہائے۔ ان کا بیان بہی آسان نہیں ہے۔ **قوم کی طرف سے** تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی چہوڑی جاتی تہی۔ اور ادہر اللہ تعالےٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تہی۔ اور بار بار حکم ہوتا تہا۔ کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے۔ تو بہی صبر کر۔ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتہ ان تکالیف کو برداشت کرتے تہے۔ اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تہے۔ بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تہا۔

اور اصل یہ ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تہا۔ کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تہے۔ اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بہی اسی حد تک محدود ہوتی تہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تہا۔ کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالف ہو گئی۔ اور ایذا رسانی کے درپے ہوئی۔ اور پہر عیسائی بہی دشمن ہو گئے۔ جب ان کو سنایا گیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صرف ایک خدا کے بندے اور رسول تہے۔ تو ان کو آگ لگ گئی۔ کیونکہ وہ تو ان کو خدا بنائے بیٹہے تہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر حقیقت کہولدی۔

یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انسان جس کو خدا بنا لیتا ہے۔ اور اپنا معبود مانتا ہے۔ اس کا ترک کرنا آسان نہیں ہوتا۔ بلکہ پہر اس کو چہوڑنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کا یہ اعتقاد پختہ ہو گیا ہوا تہا۔ اس لئے جب انہوں نے سنا۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مصنوعی خدا کو انسان بنا دیا۔ تو وہ دشمن جان بن گئے۔ اور اسی طرح پر یہودیوں میں بہت سی مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تہیں۔ اور وہ حضرت مسیح کا بالکل انکار کرتے تہے۔ جب ان کو متنبہ کیا گیا۔ تو وہ بہی مخالفت کے لئے اوٹہ کہڑے ہوئے۔ اور وہ حضرت مسیح کو معاذ اللہ مکار اور کذاب کہتے تہے۔ بالمقابل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ تم ان کو کذاب کہتے ہیں خود کذاب ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی ہے۔ اس کے علاوہ انکی مخالفت کی ایک بہاری وجہ یہ ہوئی۔ کہ وہ اپنی بے وقوفی اور کم فہمی سے یہ سمجھ بیٹہے تہے۔ کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے آئیگا۔ کیونکہ جیساکہ سنت اللہ ہے۔ آخری نبی کے متعلق جو پیشگوئی ہے ایسے الفاظ میں ہے۔ جس سے ان کو یہ شبہ پیدا ہو گیا تہا۔ اور لکہا ہے کہ تمہارے بہائیوں میں سے۔ وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی کر بیٹہے۔ حالانکہ اس سے مراد بنی اسماعیل تہی۔ پس جب اونہوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا۔ کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو ان کی ساری امیدوں پر پانی پہر گیا۔ اور جو کچہہ وہ توریت کی اس پیشگوئی کے موافق سمجہے بیٹہے تہے۔ وہ غلط قرار دیا گیا۔ اس سے ان کے آگ لگی۔ اور وہ مخالفت کے لئے اوٹہ کہڑے ہوئے۔

پیشگوئیوں کے متعلق سنت اللہ

اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ یہی ہے کہ ان میں خفا اور ابتلا کا بہی ایک پہلو ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ پہلو نہ رکہا جاوے۔ تو پہر کوئی ابتلا ہی نہ رہے۔ اور سب کا ایک ہی مذہب ہو جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے امتیاز کے لئے ایسا ہی چاہا ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں ایک ابتلا کا پہلو رکہدیتا ہے۔ کوتاہ اندیش۔ ظاہر پرست اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اور اصل مقصد سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح پر ان یہودیوں کو یہ مشکل پیش آئی۔ کہ وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شک میں پڑ گئے۔ اگر توریت میں وہ پیشگوئی صاف الفاظ میں ہوتی۔ کہ آنے والا نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا۔ اور اس کا نام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب ہوگا۔ اور اس کی ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ تو یہودی کیونکر انکار کرتے؟ مگر انکی بدقسمتی سے پیشگوئی میں ایسی صراحت نہ تہی۔ وہاں لکہا تہا۔ کہ تیرے بہائیوں میں سے وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی سمجہتے رہے

الیاس اور مسیح کی آمد ثانی کا فیصلہ

ایسی ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت بہی یہودیوں کو ٹہوکر لگی تہی۔ ملاکی نبی میں حضرت مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کے آنے کی پیشگوئی درج ہے۔ جب حضرت مسیح آ گئے۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا۔ تو یہودی مخالفت کے لئے اوٹہہ کہڑے ہوئے۔ کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے اس کے لئے وہ انکار کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے خود حضرت مسیح سے یہی سوال کیا۔ کہ الیاس کا آنا جو مسیح سے پہلے ضروری ہے۔ وہ کہاں ہے؟ حضرت مسیح نے کہا۔ کہ آنے والا الیاس آ گیا ہے۔ یعنی وہ یوحنا ابن ذکریا کے رنگ میں آ گیا ہے۔

ہو تو قبول کریں۔ مگر یہ بات انکی تسلی کا موجب کیونکر ہو سکتی۔ وہ اس بات پر اڑے رہے۔ کہ وہاں کسی مثیل کے آنے کی خبر تو دی نہیں گئی۔ وہاں تو خود ایلیا کے آنے کا وعدہ ہے۔ اس بنا پر وہ انکار کرتے رہے۔ اور دکھ اور تکلیفیں پہونچاتے رہے۔ یہاں تک کہ اب بھی یہودی یہی یقین رکھتے ہیں۔ میرے پاس ایک فاضل یہودی کی کتاب ہے اس نے اس مسئلہ پر ایک لمبی بحث کی ہے اور کہا ہے۔ کہ ہم اس مسیح کو کیونکر قبول کر سکتے تھے۔ جبکہ اس سے پہلے ایلیا نہیں آیا۔ یہ شخص جو یسوع مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا دعویٰ بناوٹی اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی جھوٹی تاویل کرتا ہے۔ ہم اسکے خالہ زاد بھائی یحییٰ کو کیونکر ایلیا سمجھ لیں۔ پھر وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے۔ کہ ہم کس طرح پر اس شخص کے دعوے کو تسلیم کر لیں۔ جبکہ ہمیں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ پہلے ایلیا آئیگا۔ اس میں کسی مثیل کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ آخر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کو ہم سے سوال کریگا۔ کہ کیوں اس مسیح کو قبول نہیں کیا۔ تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر اس کے سامنے رکھدینگے

اسی قسم کے مشکلات ان لوگوں کو کیوں پیش آئے؟ اسکی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر غور نہیں کیا۔ اور ظاہر الفاظ پر اڑے رہے۔

اسی قسم کے مشکلات اس وقت مسلمانوں کو پیش آئے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جاوے۔ تو ان کے سامنے تو کوئی نظیر فیصلہ موجود نہ تھا۔ لیکن انکے سامنے تو دوبارہ آنے کا مقدمہ بس شدہ موجود ہے۔ جو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدالت سے فیصل ہو چکا ہے۔ انہوں نے تاویل کرکے بتا دیا تھا۔ کہ دوبارہ آنے والے شخص سے مراد وہی نہیں ہوتا۔ پھر کس قدر افسوس ہے۔ ان پر کہ یہ اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اوٹھاتے لایلدغ المومن من جحر واحد۔ یہودیوں کو جس پتھر سے ٹھوکر لگی۔ اور وہ لعنتی ہوگئے۔ اسی پتھر سے یہ ٹھوکر کھاتے ہیں؟ یہودی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ انکی کتابیں موجود ہیں۔ ان سے دریافت کرو کہ کیا یہ ان کا عقیدہ تھا یا نہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آئے گا؟ اور ملاکی نبی کی کتاب میں یہ پیشگوئی درج ہے یا نہیں؟ اور پھر عیسائیوں سے پوچھو اور انجیل میں اس فیصلہ کو پڑھو۔ جو مسیح نے خود کیا ہے۔ مومن تو دوسرے کی مصیبت سے عبرت پکڑتا ہے۔ لیکن ان مسلمانوں نے اس سے کیا سبق سیکھا۔ یہودی عقیدہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہودی اور اصل جہنم ہوئے۔ اب کیا یہ بھی یہی چاہتے ہیں؟ میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا۔ اگر حضرت مسیح کا وہ فیصلہ جو انہوں نے الیاس کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ تو پھر مجھے جواب دیں کہ حضرت مسیح سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں تو کوئی کلام اور شبہ ہی نہیں۔ کہ ان کے آنے سے پیشتر ایلیا کا آنا ضروری تھا۔ اور ایلیا آسمان سے نہیں آیا۔ پھر حضرت مسیح کیونکر سچے نبی ٹھہریں گے؟ اس عقیدہ فاسدہ سے یہی نہیں کہ یہودیوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی رسالت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی معاذ اللہ ہاتھ سے جائیگی۔ کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد اور بعثت حضرت مسیح کے بعد ہے۔ اور جب ابھی تک مسیح بھی نہیں آیا۔ تو پھر اسلام کیونکر صحیح ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔ کہ تمہاری ذرا سی ٹھوکر کا اثر کہاں تک پہونچتا ہے؟

سنو اصل حقیقت یہی ہے۔ اور سچا فیصلہ وہی ہے جو حضرت مسیح نے کر دیا تھا۔ اس سے منہ پھیرنا اچھا نہیں۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۰

غرض

انبیاء علیہم السلام کو اپنی تبلیغ کی راہ میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں۔ اور انکے مصائب میں سے یہ بھی بڑی مصیبت ہے۔ کہ جس قدر دیر نبی کی کامیابی میں ہوگی۔ اسی قدر ہم و غم اس کا بڑھے گا۔ ہم ان مشکلات سے الگ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بھی منہاج نبوۃ پر قائم کیا ہے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کے مشکلات ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آتے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ تو معاً دوست۔ رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ماں۔ باپ اور بھائی۔ بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیک تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا چاہتے۔ اس قسم کے بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو! کہ اس قسم کے مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کے مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان قوی ہو۔ اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے۔ کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو۔ اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ وہ سچا دوست نہیں ہے ورنہ چاہیئے تھا۔ کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں۔ کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے **دنگہ یا فساد مت کرو**۔ بلکہ ان کے لئے

غائبانہ دعا کرو

کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں **اس امر کے لئے مامور ہوں** کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں۔ کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو۔ اور گالیاں سنکر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو۔ تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ۔ اور نرمی سے جواب دو بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اور مخالفت وہ طریق اختیار کرتا ہے۔ جو مفسدانہ طریق ہو۔ جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے۔ اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ تو خود اسے شرم آجاتی ہے۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے۔ **کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے۔ جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔**

یقیناً یاد رکھو۔ کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں۔ کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ میں اس طریق کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا۔ کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہریگی وہ ایسی راہ اختیار کرے۔ جو تقوے کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا۔ تو وہ یاد رکھے۔ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ **میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔** تم ان گالیوں کو سنکر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے۔ کہ میں ان لوگوں سے کسقدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بیرنگ خطوط آتے ہیں۔ جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے۔ اور پھر جب پڑھتے ہیں۔ تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں۔ کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں

نہیں دی گئی ہیں۔ اور میں اعتبار نہیں کرتا۔ کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ **جب میں صبر کرتا ہوں۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ تم بھی صبر کرو۔** درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی تم دیکھو۔ کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جاوینگے۔ **ان کی گالیاں ان کی شرارتیں اور** منصوبے مجھے ہرگز نہیں **تھکا سکتے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو بے شک میں انکی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ مجھے** خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو۔ کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہونچایا ہے۔ ان کو یا مجھے؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں۔ تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں۔ یا کہیں اور سے انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن اس فتوے کفر کی کیا تاثیر ہوئی۔؟ جماعت بڑھی۔ اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا۔ تو ضرور تھا۔ کہ اس فتوے کا اثر ہوتا۔ اور میری راہ میں وہ فتوے کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ انسان کا مقدور نہیں ہے۔ کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں۔ پچھتاں کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔

میں کھول کر کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں۔ **ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو اپنے پورے زور سے آرہا ہے۔ اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس سے رک جاوے۔** مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ وہ رک نہیں سکتا۔

یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں۔ کہ کبھی نہیں رکے گا۔ کیا شریف آدمیوں کا کام ہے کہ گالیاں دیں۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں۔ جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوہڑے یا چمار سے بھی نہیں سنی ہیں۔ جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔

وَلَنِعْمَ مَا قِیْلَ

ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ فاسق و فاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ [illegible] پر رحم کرے (آمین)

[illegible] ایک کروڑ ہوں۔

[illegible] یہ جانتے ہیں۔ کہ ایک پیسہ کا [illegible] نقصان کے

سا تھ نامہ اعمال بھی سیاہ ہو جائے گا۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ گالیاں دی کیوں جاتی ہیں۔ کیا صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں۔ **قرآن شریف کو نہ چھوڑو۔ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کرو۔**

*غضب کی بات ہے۔ کہ قرآن شریف میں لکھا ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور پھر زمین پر نہیں آئیں گے۔ مگر یہ ماننے میں نہیں آتے۔ اور اس عقیدہ مخالف قرآن شریف پر اڑتے ہیں۔

اگر میں نہ آیا ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم نہ کیا ہوتا۔ تو یہ جو کچھ چاہتے کہتے۔ کیونکہ ان کو بیدار کرنے والا اور آگاہ کرنے والا ان میں موجود نہ تھا۔ لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے۔ اور میں وہی ہوں۔ جس کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **حَکَم** قرار دیا ہے۔ تو پھر میرے فیصلہ پر چون و چرا کرنا ان کا حق نہیں تھا طریق تقویٰ تو یہ تھا۔ کہ میری باتوں کو سنتے اور غور کرتے انکار کے لئے جلدی نہ کرتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے آنے کے بعد ان کا حق نہیں۔ کہ زبان کھولیں۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو کر آیا ہوں اور حَکَم ہو کر آیا ہوں۔ ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا۔ کہ مقلد غیر مقلدوں کی غلطیاں نکالتے اور وہ ان کی غلطیاں ظاہر کرتے اور اس طرح پر دوسرے فرقے آپس میں درندوں کی طرح لڑتے جھگڑتے تھے۔ ایک دوسرے کو کافر کہتے۔ اور نجس بتاتے تھے۔ اگر کوئی تسلی کی راہ موجود تھی۔ تو پھر اسقدر اختلاف اور تفرقہ ایک ہی قوم میں کیوں تھا۔ جو غلطیاں واقع ہو چکی تھیں اور لوگ حقیقت کی راہ سے دور جا پڑے تھے ایسے اختلاف کے وقت ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرتا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ایک حَکَم ان میں بھیج دیا۔ اب بتاؤ۔ میں نے کیا زیادتی کی ہے۔ یا کیا قرآن شریف سے کم کر دیا ہے۔ جو میری مخالفت کے لئے اس قدر جوش پیدا ہو ہوا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس وحی کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ کی کامل اور

---

* اس مقام پر پہنچکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز اور تقریر میں ایک خاص جلال اور شوکت تھی جس سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپکی عظمت جو آپ کے دل میں ہے۔ معلوم ہوتی تھی۔ تقریر میں غیر معمولی زور تھا۔ اور وہ پر زور دریا کی طرح بہ رہی تھی۔ پورے طور پر ہم قادر نہیں ہو سکے۔ کہ اس حصہ کو قلم بند کر سکیں تاہم جسقدر کوشش وسعی سے ہو سکا۔ قلمبند کیا ہے ؛

(ایڈیٹر)

مجید کتاب کی شرح میں ہے۔ میں نے کہا۔ **کہ مسیح مر گیا ہے** لیکن اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ کیوں یہ قرآن شریف کو غور سے نہیں پڑھتے۔ کیا ان کو شرم نہیں آتی کہ یہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ موحد کہلاتے ہیں۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیا اور خیر البشر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن جب وہی لفظ **توفی** کا آپ پر آتا ہے۔ تو اس کے معنے موت کرتے ہیں۔ اور جب مسیح پر آتا ہے تو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں۔ ان کی غیرت کو کیا ہوا؟ یہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہتک کیوں روا رکھتے ہیں۔ کیا قرآن شریف میں

نعلا هم اونتو فیناك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آیا۔ اور وہی لفظ مسیح کے لئے **متوفیك** اور **فلما توفیتنی** میں آیا ہے۔ پھر یہ کیا ہو گیا۔ کہ ایک جگہ کچھ اور معنے اور ایک جگہ کچھ اور۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کمزور بنی سمجھا ہے!!! جو انہیں زمین میں دفن کرتے ہیں۔ اور مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں!!! اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی۔ اور آپ کے لئے غیرت ہوتی۔ تو کیوں نہیں کہدیتے۔ **کہ وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔** تب میں بھی سمجھ لیتا۔ کہ یہ مسیح کی خصوصیت نہیں ٹھہراتے۔ مگر موجودہ حالت میں **میرا دل گوارہ نہیں کر** سکتا۔ کہ میں قرآن شریف کے ایسے معنے کروں۔ جو خود قرآن شریف اور لغت اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف ہوں۔ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **ہتک شان کا باعث ہوں۔**

میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جس شخص نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں۔ وہ کافر ہے۔ وہ سچ کہتا ہے۔

اس خصوصیت کے پیدا کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ ۲۰ لاکھ مرتد ہو گیا۔

اللہ کے واسطے اس قدر ظلم نہ کرو۔ کہ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور رتبہ کو گھٹایا جاوے۔ جو اس عقیدہ سے برابر گھٹتی ہے۔ کہ وہ تو زمین میں دفن کئے گئے اور مسیح آسمان پر اٹھایا گیا۔ مسیح ہرگز زندہ نہیں رہا۔ وہ مر گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔ کہ **یا عیسیٰ انی متوفیك۔** اور خود مسیح نے اقرار کر دیا۔ کہ **فلما توفیتنی** میں پھر کہتا ہوں۔ کہ عیسائیوں کو اعتراض کا موقع نہ دو۔ میری باتوں کو سنو۔ اور غور سے سنو۔ اور پھر اپنی جگہ پر جا کر سوچو۔!!!

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

مسئلہ ظہر کے وقت ایک صاحب کی خاطر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے ایک مسئلہ حضرت اقدسؑ سے دریافت کیا کہ یہ ایک شخص ہیں جن کے پاس بیس بائیس ہزار کے قریب روپیہ موجود ہے۔ ایک سکھ ہے وہ ان کا روپیہ تجارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور ان کے اطمینان کے لئے اس نے تجویز کی ہے۔ کہ یہ روپیہ بھی اپنے قبضہ میں رکھیں۔ لیکن جس طرح وہ ہدایت کرے۔ اسی طرح ہر ایک شے خرید کر جہاں کہے۔ وہاں روانہ کریں۔ اور جو روپیہ آوے۔ وہ امانت رہے۔ سال کے بعد وہ سکھ ہزار پانچ سو روپیہ ان کو منافع کا دیدیا کریگا۔ یہ اس غرض سے یہاں فتویٰ دریافت کرنے آئے ہیں۔ کہ یہ روپیہ جو ان کو سال کے بعد ملیگا اگر سود نہ ہو تو شراکت کر لی جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے خود بھی کام کرنا ہے۔ اور اپنی محنت کو دخل دینا ہے۔ اور وقت بھی صرف کریں گے۔ اس لئے ہر ایک شخص کی حیثیت کے لحاظ سے اسکے وقت اور محنت کی قیمت ہوا کرتی ہے۔ دس دس ہزار اور دس دس لاکھ روپیہ لوگ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ لہذا میرے نزدیک تو یہ روپیہ جو ان کو وہ دیتا ہے۔ سود نہیں ہے۔ اور میں اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ سود کا لفظ تو اس روپیہ پر دلالت کرتا ہے جو مفت بلا محنت کے (صرف روپیہ کے معاوضہ میں) لیا جاتا ہے اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے۔ اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ ۱۲

جو صاحب اس مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے۔ انکی دینداری واقعی ہی قابل رشک ہے۔ کہ اس وقت جب کہ مسلمانوں نے حلال و حرام کی تمیز کو خیرباد کہکر صرف زراندوزی کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے۔ یہ صاحب استفسار کے لئے اس قدر سفر دراز طے کرکے آئے۔ صرف اس غرض سے کہ کہیں اس لین دین میں سود نہ ہو جاوے۔ اللہ تعالےٰ اس زمانہ کے کل اہل اسلام کو اسی قسم کی توفیق دیوے۔ کہ وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھیں۔ آمین ایڈیٹر

ظہر کی نماز سے پیشتر حضور علیہ السلام نے کچھ روپیہ جنکی تعداد غالباً ۸ یا دس ہوگی۔ ایک مخلص مہاجر کو یہ کہکر دئے کہ چونکہ موسم سرما ہے۔ آپ کو کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ خود حضور علیہ السلام نے انکی ضرورت کو محسوس کرکے یہ رقم عطا کی۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ کہ آپ کو مخلص خدام کی ضرورت کا کس قدر خیال ہے۔

گناہوں سے معصوم انبیاء ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے ان سے مشابہت پیدا کر لیتے ہیں۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء

الہٰی رحمت سے مغفرۃ ایک صاحب کے رشتہ دار کسی وجہ سے قید ہو گئے تھے۔ انکے ذکر پر حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی۔ کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ انہیں خود استغفار کی تاکید کیجاوے۔ اس پر حضرۃ اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بعض لوگ جو استغفار کے لائق ہیں وہ تو استغفار کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو محض خدا کی رحمت سے بھی رہائی مل جایا کرتی ہے۔ جنکی طبیعت میں نیکی ہے۔ انکے لئے اس کی رحمت وسیع ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نے دریافت کیا۔ کہ کیا اللہ تعالےٰ نے کبھی فارسی زبان میں بھی کلام کی ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ ایک دفعہ یہ فقرہ الہام ہوا تھا۔

ایں مشت خاک را اگر نہ بخشم چہ کنم۔

روس و جاپان کی جنگ پر لطیفہ اس جنگ کے ذکر پر حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے۔ کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے۔ جس کے رُو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہ آنی چاہیئے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے۔ اور اس کے رُو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے۔ اور ان کو چاہیئے۔ کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرے۔ تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں۔

تین عیسائیوں کی ملاقات آج تین عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ایک تو جوان تھے۔ جو کہ ایک صاحب کے بچے تھے اور باقی میں سے ایک صاحب ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو کہ ضعیف العمر تھے۔ اور ایک قاضی صاحب پشاوری جوان مرد تھے۔

ایک صاحب ان میں سے وہ تھے۔ جنہوں نے تحقیق مذاہب کی بنا پر نیازمندانہ طور پر حضرت اقدس سے کسی زمانہ میں خط و کتابت کی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو کمال شوق حضور علیہ السلام کی زیارت کا تھا۔

خانقاہ ڈوگراں میں ایک مشہور خانقاہ ہے جہاں اکثر لوگ مشرکانہ عقائد کی بنا پر زیارت وغیرہ کے لئے جاتے ہیں۔ وہاں کی نسبت ایک عیسائی صاحب نے ذکر کیا کہ جالندھر کے ضلع کے لوگوں کے لئے وہ یہ کیا کرتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر کی ٹانگیں کمزور کرکے قبر پر بٹھلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب قبر کی روح اس میں حلول کر آئی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ کبوتر بیچارا نہیں [illegible] اس کے بعد حضرت اقدس اور عیسائی صاحبوں میں ذیل کی گفتگو ہوئی۔ جس میں اکثر روئے سخن ڈاکٹر صاحب کی طرف ہی تھا۔

حضرت اقدس - ادھر آپ کا آنا کس تقریب پر ہوا۔

ڈاکٹر صاحب - صرف زیارت کی غرض سے۔ کیونکہ ایک عرصہ سے شوق تھا۔

حضرت اقدس - مگر تاہم ایسی کونسی تقریب ہوئی۔ کہ آپ ادھر آ گئے

ڈاکٹر صاحب - میں نے رخصت لی تھی۔ اور بال بچوں کو لیکر آیا تھا وہ لاہور میں ہیں۔ اور خود ادھر آیا ہوں۔ بڑا باعث رخصت کا آپ کی ملاقات ہی تھی۔

حضرت اقدس - اب رخصت کے کتنے دن باقی ہیں۔

مفتی صاحب - (حساب کرکے) ۱۷ دن باقی ہیں۔

حضرت اقدس - تو اب آپ کو یہ ایام یہاں ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں۔

حکیم نورالدین صاحب - یہ تو آج ہی رخصت ہوتے تھے۔ مگر ان کو تین دن رکھ لیا ہے۔

حضرت اقدس - جب رخصت ہمارے لئے لی۔ تو پھر رخصت کے ایام ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں

عیسائی قاضی صاحب - اتنی فرصت نہیں۔ زیارت مقصود تھی سو ہو گئی

حضرت اقدس - (ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے) - اب پھر کیا صلاح ہے۔ کتنے دن ہوں گے۔

عیسائی قاضی صاحب نے پھر جلدی جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت اقدس - یہ مہمانداری کے ادب کے خلاف ہے۔ اور آپکے ارادے کے بھی برخلاف ہے۔ کہ اسقدر جلدی کیجاوے۔ میرا ارادہ جمعرات کو سیالکوٹ جانے کا ہے تب تک رہیں۔ پھر اکٹھے چلیں گے۔

اس اثناء میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اقدس نے حکم فرمایا کہ انکی خوابگاہ اور بستر اور خوراک وغیرہ کا اہتمام بہت عمدہ طور سے کر دیا جاوے۔ کہ کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور سہ صاحبان تشریف لے گئے۔ دوسرے دن احمدی عمارات اور کارخانوں کو دیکھ کر رخصت ہو گئے۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۰۴ء

ایک بیمار شخص کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انسان بحالت تندرستی میں صحت کی قدر نہیں کرتا۔ (کہ ان ایام میں اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرے۔ تاکہ ہر طرح وہ اس کا حافظ و ناصر ہو) اور جب بیمار ہوتا ہے۔ تو پھر دوبارہ صحت اس لئے طلب کرتا ہے۔ کہ انہی دنیا کے امور میں مبتلا ہو۔ (اگر اس کا ارادہ خدمت دین ہو۔ تو اس کا صحت کا طلب کرنا گویا منشائے الٰہی کے مطابق ہوگا۔) اسی بیمار کی نسبت ذکر ہوا۔ کہ اس نے کئی سو روپیہ لوگوں سے لینا ہے مگر روپیہ چند [illegible] ان کے کاغذات میں باقی تمام زبانی لین دین ہے۔ اور اسکی دو لڑکیاں ہیں۔

بعض احباب نے تجویز کیا۔ کہ جو کچھ ہے تو ہم لوگوں کے ذمہ ہیں اور وہ تحریر میں نہیں آئے ہیں۔ تو چاہیئے کہ بیمار وہ آدمی گواہ مقرر کرکے اس کی زندگی میں وہ رقمیں ان افراد سے وصول کی جاویں اور تحریر کرائی جاویں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ بڑے ثواب کی بات ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اگر وہ مر جاوے۔ تو بیچاری لڑکیوں کو کچھ بھی نہ پہنچ سکے۔ [illegible] اس لئے کہا ہے کہ اس قسم کی حفاظتوں کو [illegible] کہ مریضوں پر نظر رکھا جاوے۔ اور ان کی [illegible] ان معاملات کو ترک کیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا۔ کہ عیسائیوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسلمان لوگ جب مسجد میں داخل ہو جاویں۔ تو ان میں بادشاہ اور امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ اور کسی کو حق نہیں۔ کہ کسی قسم کا امتیاز کرے۔ حالانکہ عیسائیوں کے گرجے اس سے محروم ہیں۔ خاص انگریزوں کے گرجوں میں عام عیسائی لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر گرجوں میں درجہ بدرجہ چوکیاں لگی ہوتی ہیں۔ اور رومن کیتھلک تو نشستگاہوں پر نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے معبد میں یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مولانا حکیم نور الدین صاحب نے عرض کیا۔ کہ ہماری مسجد میں تو خود امام الوقت بھی مقتدی بنکر نماز پڑھتا ہے (اسمیں یہ سر ہے۔ کہ امت محمدیہ کی اسقدر شان ہے۔ کہ مسیح بھی اس کا مقتدی ہے۔ اور اس امت کے صالح لوگ مسیح کے امام ہیں۔

قادیان کے مہمان خانہ کے متعلق ضروری نوٹ

مہمان کی تواضع کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دیجاوے۔ کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مد نظر رکھے۔ مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اُسے خیال نہ رہتا ہو۔ اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں۔ اور جو نئے ناواقف آدمی آتے ہیں۔ تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا۔ تو اُسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے۔ یہ اُن کا فرض ہے۔ کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کرکے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو۔ تو ممکن ہے۔ کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا۔ کہ حضور بعض لوگ جو سافرخانہ میں نو وارد لوگوں سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس میں وہ اپنے خیال اور رائے کے موافق کلام کرتے ہیں۔ جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضور کے منشا کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد آدمی اس سے اندازہ لگاتا ہے۔ کہ یہاں کے لوگوں کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ نو وارد کے لئے ابتلا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ کہ اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ ہمارے بعض مناظر ہیں چونکہ مخالفوں کے ساتھ کلام کرنی پڑتی ہے اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ تو محل اور موقعہ کے لحاظ سے ان کو یسوع کی نسبت اسی قسم کے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ مقتضائے وقت ہوتا ہے۔ مگر ہر ایک آدمی اس کا اہل نہیں ہے۔ اور دوسرے لوگ اکثر کسی نبی کی شان میں بھی کوئی کلمہ گستاخی یا بے ادبی کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح یا دوسرے انبیاء ایک معمولی آدمی تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور مقرب تھے۔ قرآن شریف نے مصلحت اور موقعہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک لفظ اس قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کہ جہاں آپ کے بہت سے انوار و برکات اور فضائل بیان کئے ہیں وہاں بشر مثلکم بھی کہدیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں کہ آنحضرت فی الواقع ہی عام آدمیوں جیسے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ آپکی شان میں اس لئے استعمال فرمایا۔ کہ دوسرے انبیاؤں کی طرح آپ کی پرستش نہ ہو۔ اور آپ کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے۔ کہ آپ کے فضائل و مراتب ہی سلب کر دئے جاویں۔

آخر کار تجویز ہوا۔ کہ ایک صاحب ذی دماغ و ذی اثر کے ہاتھ میں مہمانوں کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے۔

---

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۴ء

تصاویر کی طرف کثرت توجہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نارضامندی

---

۲۳ اکتوبر کو ظہر کے وقت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کی تحریری درخواست بذریعہ کارڈ کے ان الفاظ میں پیش کی۔ کہ یہ شخص حضور کی تصویر کو خط و کتابت کے کارڈوں پر چھاپنا چاہتے ہیں۔ اور اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں تو اسے ناپسند کرتا ہوں۔ یہ الفاظ جا کر میں نے اپنے کانوں سے سُنے لیکن حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حکیم فضلدین صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اس سے پیشتر آپنے یہ الفاظ فرمائے۔ کہ یہ بدعت بڑھتی جاتی ہے۔ میں اسے ناپسند کرتا ہوں

حضور علیہ السلام کی یہ ناپسندیدگی آپکے خدام والاشان کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ آپنے اپنی شبیہ مبارک کو بہ حیثیت امام اور مجدد اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے ایک خاص مصلحت سے طیار کروایا۔ جس سے آپ کی غرض یہ تھی۔ کہ یورپ اور امریکہ وغیرہ بلاد کے قیافہ شناس دماغ جن کو انسان کی شکل و شباہت دیکھکر اس کی تقوے۔ طہارت۔ راستی۔ اور روحانی بلوغ کے اندازہ کرنے کا ملکہ ہے۔ وہ اس سے مستفید ہوں۔ اور عدم معرفت کی وجہ سے صرف حضور کے دعاوی سنکر انکار کر دینے سے ٹھوکر نہ کھاویں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے بعد آپ کے بعض مریدین کا خیال جن میں سے ایک میں خود بھی ہوں اس کی کثرت استعمال اور تجارتی منفعت کی طرف منتقل ہو گیا۔ لیکن تاہم اپنے دوست میاں نبی بخش صاحب کلرک شملہ اور محسن اور مربی حضرت حکیم نور الدین صاحب کے خیالات دربارہ اشاعت تصاویر کے سننے سے میرے اپنے خیال کی اصلاح ہوتی رہی۔ حتّٰی کہ میری نیت میں اس اصل غرض اور مصلحت کی تکمیل کی طرف خیال غالب ہونے لگا۔ اور دوسرے شقے کم ہونے لگے۔ یہاں تک کہ اب خود حضرت امام الزمان علیہ السلام کی زبان مبارک سے اسکی کثرت کا بدعت ہونا کھل گیا۔ الحمد للہ کہ ایک بڑی غلط خیال کی اصلاح ہوئی۔ اور اسی وجہ سے آج کی تاریخ سے ہم انکی عام اشاعت اور فروخت کا دروازہ

بند کرتا ہوں۔ اور جو تصاویر تیار شدہ موجود ہیں۔ ان کا اعلان صرف انگریزی میگزین میں جس کی اشاعت دراصل بلاد یورپ وامریکہ کے لئے ہے۔ ہوا کریگا۔ ہندوستان میں صرف وہی احباب تصاویر حاصل کر سکیں گے۔ جو کسی فارن بلاد میں اسی مصلحت پر تصویر ارسال کرنا۔ یا کسی متلاشی حق کو اسی غرض سے دلانا چاہیں۔ جو حضرت امام الزمان نے ملحوظ رکھی ہے

حسن انڈرسن احمدی

مسٹر سٹیفن حسن انڈرسن جو امریکہ میں احمدی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور اپنے حضرت اقدس کے دعاوی مسیحیت و مہدویت کو قبول فرمایا ہے .... درخواست کی ہے۔ کہ میرا نام بزمرہ مبائعین درج کیا جاوے۔ انکی یہ حالات حضرت کی خدمت میں بیان کئے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کو لکھدیا جاوے۔ کہ مومن جو قوی الایمان ہوتا ہے۔ اسے خدا اکیلا نہیں چھوڑتا قوت ایمانی ایک جذب اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس سے ہمیشہ کام لیتے رہیں۔ اور دعا اور کوشش کریں۔ کہ اکیلے نہ رہیں کیونکہ اکیلے کو بہت سے خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور شیطان اسپر ہر طرف سے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تبلیغ بھی کرتے رہیں اور اپنی علمی اور عملی کوحالت کو درست رکھیں۔ کیونکہ امریکہ میں وہ انسان ہماری جماعت کے ہیں۔ جو کہ دفعۃً مشہور کے ہونگے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء

بٹالہ سٹیشن پر حضرت اقدس جبکہ قدمی فرمارہے تھے۔ کہ ایک ضعیف العمر صاحب نے جن کو حضرت اقدس سے شاید کوئی دیرینہ تعارف ہوگا۔ ملاقات کی طرز کلام سے جو مجھے سننے کا اتفاق ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روحانی فیوض کے حصول کیلئے وہ صاحب خواستگار تھے اور حضرت اقدس شاید ان کو کہتے تھے۔ کہ قادیان آیئو اور ان دنیاوی مخمصوں کو ترک کرو۔ اس پر اون صاحب نے کہا۔ کہ آپ وہاں ہی دعا کرسکتے ہیں۔ حضرۃ اقدس نے فرمایا۔ کہ دعا جب کام کرتی ہے۔ جب انسان کی کوشش بھی ساتھ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں۔ کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ پھونک بھی اسی آدمی کو لگتی ہے۔ جو نزدیک آوے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ بغیر انسان کی سعی کے کچھ ہو جاوے۔ قرآن شریف میں ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اور دل کی ہر ایک حالت کے لئے ایک ظاہری عمل کا نشان ضرور ہوتا ہے

جب دل پر غم کا غلبہ ہو۔ تو آنسو نکل آتے ہیں۔ اسی لئے شریعت نے ثبوت کا مدار ایک شہادت پر نہیں رکھا۔ جب تک دوسرا گواہ بھی نہ ہو۔ پس جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ تب تک کچھ نہیں بنتا۔

پوچھا۔ کہ آپ کب واپس ہونگے۔ فرمایا۔ رفتن بہ ارادت و آمدن بہ اجازت۔

طاعون کے ذکر پر فرمایا۔ کہ لوگوں کی شقاوت کی ایک یہ نشانی ہے۔ کہ نزول بلا پر بجائے اس کے کہ استغفار کریں جھوٹی تاویلوں سے دل کو تسلی دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ میاں بیماری ہوا ہی کرتی ہے۔ یہ دہریت کی علامت ہے۔ کہ وہ لوگ اسمیں تصرف الہیٰ کو نہیں مانتے۔ پھر یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ دیکھو چین اور لندن میں نہیں۔ کمبختوں کو یہ خیال نہیں۔ کہ اپنے نفس کی اصلاح اور فکر کریں۔ اور چین اور لندن کی فکر پڑ جاتی ہے۔

خیالات جلسہ سیالکوٹ

تقریر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کہ آپنے بہ حیثیت میر مجلس ہونے کے ۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو بمقام سیالکوٹ میں جلسہ میں فرمائی۔

دنیا میں بہت جلسے ہوا کرتے ہیں۔ جن کی اغراض مختلف ہوتی ہیں۔ بعض مصالح ملکی کیلئے ہوتے ہیں۔ اور بعض اصلاح قوم کیلئے۔ اور بعض درستی اخلاق کے واسطے۔ حسن اتفاق سے خوش قسمتی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ صاحبان کو یہ موقعہ دیا ہے۔ کہ ایک لیکچر سنیں۔ اور غور کریں۔ اور قرآن شریف کی تعلیم پر توجہ ہو۔ قرآن شریف میں ذکر ہے۔ کہ ایک وقت انسان پر ایسا بھی آتا ہے۔ کہ وہ اپنی غفلت پر پچھتاتا ہے مگر اس وقت کچھ نہیں بنتا۔ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا من اصحٰب السعیر۔ لاریب ان باتوں کو توجہ سے سننا اور اس طاقت اور قوت سے کام لینا جس کا نام عقل ہے۔ تو اصحاب السعیر سے نہ ہوتا۔ عقل ایک قوت انسان کے اندر ہے۔ جس کے استعمال سے وہ بری باتوں سے رکا رہتا ہے۔ اور لفظ عقل کے معنے روکنے کے بھی ہیں۔ اور عقلمند اون لوگوں کو کہتے ہیں۔ جو کہ جذبات نفسانی کو روکے رکھتے ہیں۔ اس وقت بھی سننے والے جو کہ عقلمند ہیں میں امید کرتا ہوں۔ اور خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ کہ وہ شوق سے سنیں۔ اور پھر عمل درآمد کی طرف بھی ان کو توجہ ہو۔ مولوی صاحب عبدالکریم صاحب اس لیکچر کو پڑھ کر سنا [illegible]

ان کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے لیکچر شروع کرنے سے پہلے قرآن شریف کا ایک حصہ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد ...... الخ تبرکاً پڑھکر سنایا۔ اور پھر لیکچر شروع کیا۔

اس لیکچر میں سب سے اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سابقہ لاہور والی زبانی تقریر کے ایک ضروری حصہ کو صاف کیا جس پر بعض نافہم اور جلد باز اخبار نویسوں نے ٹھوکر کھائی تھی۔ یہ لاہور والی زبانی تقریر اگرچہ روزانہ پیسہ اخبار اور روزانہ اخبار عام وغیرہ میں چھپی تھی۔ لیکن کل تقریر میں سے ایک خاص فقرہ پر عدم توجہی کی وجہ سے بعض اخباروں نے بہت ہی نامعقول ریمارک کئے اور میں نے جہانتک غور کیا ہے۔ یہ انکی اپنی ہی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔ اور غالباً اس ٹھوکر کا باعث لکھے نامہ نگار یا کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے تقریر کو ضبط یا نقل کرتے وقت اس بات کو ذہن سے بالکل اتار دیا۔ کہ ابھی اس تقریر سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے لیکچر میں کیا فرما چکے ہیں۔ اور کل مذاہب موجودہ کے راستبازوں کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ الفاظ جو ان لوگوں کی ٹھوکر کا باعث ہوئے۔ یہ ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ میرا مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب جھوٹے ہیں سب سے اول یہ پیسہ اخبار میں شائع ہوئے۔ اور اس کے بعد اخبار عام میں دیکھے گئے۔ اور صرف انہی الفاظ پر حیرت صاحب کو بھی دل کے پھپھولے پھوڑنے کا موقعہ ملگیا۔ اور اس سے یہ سمجھ لیا۔ کہ حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مذہب ہے۔ کہ اسلام کے سوا اور بھی جسقدر مذاہب ہیں۔ وہ بھی سچے ہیں۔ اور اپنی محجوب عقلوں کی وجہ سے یہ نہ سمجھ آئی۔ کہ ابھی جو شخص وہ عظیم الشان مذاہب عیسائی اور آریہ مت کو باطل ٹھہرا چکا۔ اور ان کے عقائد اور اصول کو غلط ثابت کر چکا ہے۔ کیا اس کا یہ مذہب ہو سکتا ہے۔ کہ سب مذاہب ہی حق پر ہیں۔ اگر یہی بات ہے۔ تو اس کے لیکچر سے لوگوں کو کیا فائدہ ہوا۔ اور اسی غرض سے جب ہم تقریر کو صاف کرتے ہوئے اس موقعہ پر آئے۔ تو البدر نمبر ۳۲ مورخہ ۲۴ اگست کے صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۲۶ پر ہم نے یہ الفاظ لکھے۔ کہ میرا یہ مذہب نہیں۔ کہ اسلام کے سوا سب مذاہب کی اصل جھوٹی ہے تاکہ ان کے طالبوں کیلئے کسی قسم کی ٹھوکر کا موجب نہ ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کے پاک عقائد اور خیالات سے بہرہ حاصل کریں۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے الفاظ ضرور فرمائے تھے۔ [illegible] حق اور باطل میں [illegible] [illegible] ظاہر فرمایا ہے۔

[illegible] وقت [illegible] کا بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

البدر

البدر اس سال میں جن ابتلاؤں کا نشانہ ہوتا رہا ہے۔ اگر غور کیا جاوے۔ تو اس کے نام کے اندر ہی ان تمام ابتلاؤں کی خبر اول ہی سے موجود تھی۔ کیونکہ ابتلا کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں زندگی بسر کرنا۔ اور پھر بھی اپنی چمک دمک سے عالم کو نہ محروم رکھنا بدر کا خاصہ ہے۔ ہمارے آقا اور امام علیہ السلام نے جس وقت اس کا نام البدر تجویز فرمایا تھا۔ تو اس وقت ہی ہمیں یہ خیال گذرا تھا۔ کہ ابتدائی حالتوں میں اس کی روشنی ماند بھی ہو جایا کریگی۔ اور یہ حتےٰ عاد کالعرجون القدیم کا مصداق ہو کر پھر اپنے کمال کو پہونچتا رہے گا۔ صرف انہی ابتدائی حالتوں میں انقلابات کو اس لئے وابستہ کیا گیا ہے کہ اس کا نام بدر نہیں۔ بلکہ البدر ہے۔ پس ایک تو اس تخصیص کی وجہ سے اور پھر اس وجہ سے کہ یہ اسم مبارک اس مبارک وجود کا تجویز فرمایا ہے۔ جس کے زمانہ بعثت و ظہور کو نظر بدر سے گہرا تعلق ہے۔ اور جس نے مظہر و منصور ہو کر قیامت تک اپنے نور سے اہل عالم کو منور کرنا ہے۔ ان وجوہات اور قدرت کے نظاروں پر نظر ڈالکر وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ احمدی قوم اس کی سرور اور تسکین بخش روشنی سے بیزار ہو کر اس ظلمت کو پسند کریگی۔ جو البدر کی عدم موجودگی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ سے توفیق پاکر ان بادلوں کو پھاڑ دیگی۔ جو کہ مخالف ہواؤں کے ذریعہ اس کے عالم تاب چہرہ کے سامنے آ آکر اس کی روشنی کو ماند کرتی ہیں۔

البدر کے سرپرست اور ہمدرد اصحاب کے لئے یہ بات خوشی کا موجب ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ کہ اس کی موجودہ اشاعت ۱۴۰۰ ہے لیکن اس میں ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جس کی طرف اخبار نصف قیمت پر ہے۔ اور یا کسی صاحب نے فراخ دلی سے کسی کے نام جاری کرایا ہوا ہے۔ اب اس سال کے آخر میں چونکہ غیر معمولی التوا اشاعت میں ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں علم نہیں۔ کہ سال شروع میں اس اشاعت پر کیا اثر پڑے۔ ہاں یہ ضروری امر ہے۔ کہ جو لوگ ان خدمات کے قدر شناس ہیں۔ جو کہ البدر کے ذریعہ قوم کی ہوتی رہی اور جنہوں نے اسے چند سو تک .... اس خوردسالی میں پہونچا دیا۔ وہ تو اس کی ضروریات حقہ پر نظر ڈالکر کسی صورت سے پہلو تہی نہ کریں گے۔ اور دوسروں کی نسبت ہم کیا کہیں۔ ہماری چھٹی نمبر ۳ کے مطالعہ سے ممکن ہے۔ کہ ان کو بھی استقلال حاصل ہو جاوے۔

خط و کتابت و [illegible]

امدادی فنڈ۔ منشی محمد یوسف صاحب [illegible] اپرنٹس انبالہ جنہوں نے البدر کے امدادی فنڈ کے [illegible] ذریعہ ایک مراسلہ کے تحریک کی ہے۔ خود اس پر اس طرح عمل [illegible] کہ دو روپیہ بمد امداد کارخانہ کو ارسال کرنے [illegible] کو وصول ہو گیا ہے۔ اور [illegible] اس امر سے [illegible] کہ منشی صاحب موصوف نے اپنے قول کو عمل کا جامہ پہنا دیا ہے۔ جسکی آج کل اشد ضرورت ہے۔

منشی محمد دین صاحب گرداور قانون گو نے منشی [illegible] دین صاحب کی تحریک اور اپنی وسعت حوصلگی سے اس سال ۵ روپیہ کارخانہ کی امداد کی ہے۔ اس سے قبل [illegible] روپیہ ارسال کئے تھے اور پانچ اب وصول ہو گئے ہیں۔

توسیع اشاعت۔ منشی محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم ایک خریدار البدر کو دیتے ہیں۔

منشی غلام محمد صاحب کورٹ انسپکٹر عدالت صدر کشمیر کی توجہ آج کل خصوصیت سے البدر کی توسیع اشاعت کی طرف مائل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کی ہمت اور کوشش کو بارآور کرے۔ آمین

بقایا دار۔ احباب کی توجہ خصوصیت سے صفائی حساب کی طرف درکار ہے۔ جن اصحاب نے کارخانہ کی ضروریات کو محسوس کرکے وی پی وصول کرلئے ہیں۔ یا خود قیمت ارسال کر دی ہے میں ان کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس ہمدردی کی ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

استفسار

مکرمی ایڈیٹر صاحب البدر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اکثر سننے میں آیا ہے کہ ممالک متوسط کے بعض اضلاع میں لوگ قلیل عمر میں بوڑھے ہو کر راہی عالم بقا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انکی آخری اور انتہا درجہ کی عمر تیس ۳۰ چالیس ۴۰ سال کی ہوتی ہے۔ اُمید کہ آپ یا آپکے اخبار کو ہر بار پڑھنے والے اس امر پر روشنی ڈالیں گے۔ کہ آیا اس عمر کے لوگ ممالک متوسط یا کسی اور ملک میں بود و باش رکھتے ہیں۔ غالباً بھیل یا گونڈ وغیرہ اصلی باشندگان ہند ہونگے۔ والسلام

آپکا خادم عبدالرحمان مدرس ہائی سکول قادیان

ریویو

رسالہ فدک۔ یہ ایک ۴۰ صفحہ کا رسالہ مرزا احمد نذر علی صاحب پشاوری احمدی کی بے نظیر تصنیف ہے۔ مرزا صاحب اول خود مذہب شیعہ رکھتے تھے۔ لیکن فضل [illegible] نے جب دستگیری کی۔ تو اس سے کنارہ کش ہ[illegible] کے بعد آپ فرقہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ [illegible] پہلے آپ کچھ مذہب شیعہ کی نسبت تحریر کریں گے [illegible] تعلقات پر مبنی ہوگا۔ اس چھوٹے رسالہ میں اپنے دوسرے [illegible] کو چھوڑ کر قرآنی حربہ سے کام لیا ہے [illegible] نہیں جا سکتا۔ اُمید ہے کہ احمدی جماعت اس خدمت کو قبولیت کی نظر سے دیکھے گی۔

یہ رسالہ ۲ قیمت اور [illegible] کے پر سید عبدالحی صاحب عرب قادیانی سے بھی ملتا ہے۔

رسید زر اعانت ۱۰ اکتوبر لغایت ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء

بابو غلام حسین صاحب حصار ۱۲ — منشی فقیر احمد صاحب امروہہ ۵
محمد قاسم صاحب شاہجہانپور ۳ — مستری غلام الٰہی صاحب سیر ۳
خواجہ غفار جو صاحب کولگام ۳ — نیلیوانہ محمد عبید اللہ صاحب بنگلور ۳
سید جلال صاحب ڈاکٹر بریلی ۵ — منشی طفیل احمد صاحب چندوسی امدادی فنڈ بابت ۱۹۰۵ء و ۱۹۰۶ء ۱۲ للعہ
شیخ محمد عبدالرشید صاحب بٹالہ ۵ — بابو فخر الدین صاحب میانمیر ۲
میاں اللہ رکھا صاحب سمبڑیال ۳ — شیخ سراج الدین صاحب سانمبر ۲
چودہری کرم الٰہی صاحب ۲ — میڈیکل ہال نارس اجرت اشتہار ۳
منشی محمد جعفر خان صاحب منڈلہ ۳
سردار محمد ایوب بیگ صاحب میانمیر ۲ — سید احمد شاہ صاحب شیخ بدین ۳
منشی محمد حسین صاحب میانمیر ۲ — مرزا غلام رسول صاحب انرپور ۵
منشی محمدار وڑا صاحب کپورتھلہ ۹ — میاں دولت علی صاحب بمبئی ۲
شیخ مولابخش و فضل کریم صاحب ۳ — حکیم احمد دین صاحب سیالکوٹ ۲
حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی ۲ — منشی منصب علی صاحب کوٹلہ ۲
منشی دلاور خان صاحب کشمیر ۳ — منشی حیدر خان صاحب اکوٹ ۳
جواہر بخش صاحب [illegible] ۳ — جناب محمد مکی صاحب پشاور ۲
میاں شمس الدین صاحب گوہری ۲ — منشی محمد دین صاحب دامکی چیمہ بمد امداد ۵
منشی نواب خان صاحب گوجرانوالہ ۲
ایس۔ ایم۔ یوسف صاحب انبالہ بمد امداد ۲ — حاجی رحمان بخش صاحب میرٹھ ۲

اگلے صفحہ پر جو تقریر ہے وہ گذشتہ نمبر ۴۰ کا بقیہ ہے۔ دیکھو البدر صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء

نوٹ۔ جو چھٹی اس نمبر میں ہے۔ اُسے ضرور ملاحظہ فرمادیں۔

میراکبر

ماہ رمضان اور روزہ

چونکہ ماہ رمضان قریب ہے۔ اس لئے مین نے ضروری سمجھا ہے کہ اس کے متعلق ضروری ہدایات اور پند ونصائح عوام کی واقفیت کے لئے درج اخبار کرتے جاوین۔ کیونکہ یہ ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے انوار اور فیوض خصوصیت سے اس مین نازل ہوئے ہین۔ اور تقوےٰ کی راہون کے طے کرنے کے لئے جسقدر قدرت مومن کو اس ماہ مین حاصل ہوتی ہے۔ وہ دوسرے مہینون مین کم ملتی ہے حضرت حکیم نورالدین صاحب اور حضرت اقدس کی تقریرون سے بھی یہ امر واضح ہے۔ کہ حصول تقوےٰ کے لئے یہ مہینہ ایک غیر مترقبہ نعمت خداوندی ہے۔ گویا روزہ ایک تریاق ہے۔ جو سموم نفسانیہ کے دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور نفس کے سرکش گھوڑے کو اس ماہ مین تنبیہ دے کر سال بھر کی سواری کے لئے درست کر لیا جاتا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہین۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہین۔ اور شیاطین کو زنجیرون سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہے۔ کہ دخول جنت کے بہت سے اسباب اس ماہ مین میسر ہوتے ہین اب ذیل مین اختصار کے ساتھ روزہ کے ظاہری و باطنی آداب لکھے جاتے ہین۔ ظاہری آداب مین سے یہ باتین ہین کہ روزہ کے وقت مین دیدہ دانستہ کسی شے کو کسی ذریعہ سے اپنے پیٹ مین نہ پہونچاوے۔ جماع اور اخراج منی بحرے اگر چہ بوس وکنار ...... کرنا روزہ کے لئے ممنوع نہین لیکن جس شخص کو یہ خدشہ ہو۔ کہ وہ تقاضا نفسانیہ کا مغلوب ہو کر حد سے گذر جائے گا۔ یا اوس کی منی خارج ہو جاوے گی۔ اسے بوس وکنار سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص جنبی ہے۔ یا احتلام ہو گیا ہے۔ اور اس نے روزہ رکھ لیا ہے اور حالت ناپاکی مین صبح ہو گئی ہے۔ تو اس کے روزہ مین کسی قسم کا فرق نہ آویگا۔ وہ صبح کو غسل کرے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اور مریض و مسافر اور ہر ایک ایسا شخص جس کو روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے۔ پیچھے قضا کرے۔

سحری کو دیر کرکے کھانا۔ خرما یا پانی سے افطار کرنا۔

افطار مین جلدی کرنا۔ کثرت سے اس ماہ مین خیرات کرنی۔

تلاوت قرآن۔ درس۔ روزہ اعتکاف۔ نماز تہجد وغیرہ دیگر عبادات ونوافل کا التزام اس ماہ مین زیادہ کرنا چاہیئے۔

سفر مین روزہ کی نسبت اگرچہ اخبارات الحکم والبدر مین یہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ کہ روزہ کا رکھ لینا حرج نہیں۔ لیکن بعد کے فیصلون سے یہی فیصلہ قطعی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حالت سفر مین روزہ رکھنا اللہ تعالےٰ کے احکام کی بے حرمتی ہے۔ کیونکہ مومن کو بذات خود تو عبادتون کی ان صورتون سے کوئی تعلق نہین ہے۔ صرف احکام خداوندی کی تعمیل اور بجا آوری ...... اس کا کام ہے۔ اور مسافر کے لئے ارشاد خداوندی جو خاص ماہ رمضان کے لئے ہے۔ یہ ہے

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر پارہ ۲

ان آیات مین جو خاص ماہ رمضان کے لئے ہین۔ ارشاد خداوندی یہی ہے۔ کہ مسافر روزہ نہ رکھے۔ اور اس کی کو بعد مین پورا کرے۔

روزہ رکھنے کے باطنی آداب

صاحب حقیقت اکابر دین نے جن کو اللہ تعالےٰ نے نور فراست عطا کیا ہے۔ روزہ کو تین ۳ قسمون مین منقسم کیا ہے ایک ان مین سے عوام کا روزہ ہے۔ کہ ان کو روزہ سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کہ پیٹ اور شرمگاہ کو ان کی خواہشون اور آرزون کے پورا کرنے سے روکے رکھین دوسرا خاص آدمیون کا روزہ ہے۔ جن کی چشم بصیرت عوام کی نسبت زیادہ کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ گویا معرفت کے چشمے کے قریب پہونچے ہوئے ہوتے ہین۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤن اور تمام اعضاء کو ان کے متعلق ہر ایک قسم کے گناہون سے روکتے ہین۔ مثلاً نظر کو نیچا رکھتے ہین۔ کہ وہ کسی غیر محرم عورت پر یا ایسی شے پر جس کا دیکھنا حرام ہے۔ یا وہ فحش خیالات کی محرک ہے۔ نہ پڑ جاوے۔ زبان کو بے ہودہ باتون۔ جھوٹ غیبت۔ چغلی۔ فحش گوئی۔ جھگڑے کے تند بات کہنے سے باز رکھتے ہین۔ اور سوائے کلمہ خیر کے منہ سے نہیں نکالتے اسی طرح کانون سے کوئی بری بات یا ایسی آواز جو خدا سے غافل کر دینے والی ہو۔ نہین سنتے یعنے ایسی مجلسون اور موقعون سے پرہیز کرتے ہین۔ جہان ایسی ان کے کانون مین ایسی باتین پڑ سکین۔ اور ایسی ہی اپنے ہاتھ۔ پاؤن۔ دیگر اعضاء کو محفوظ رکھتے ہین۔ اور ان سے کوئی ایسا کام نہین لیتے۔ جس سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعظیم اور تعمیل مین فرق آوے۔ تیسری قسم روزہ کی وہ ہے جو کہ اخص خواص لوگ رکھتے ہین۔ گویا کہ وہ بحر معرفت کے تیراک ہین۔ کہ جہان چاہتے ہین۔ غوطہ لگا کر تفویض توکل رضا بہ قضا اور رضوان من اللہ کے بیش بہا خالص موتی جھولیان بھر بھر کے آتے ہین۔ اُن کا روزہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے دل اور دماغ مین کوئی بری ہمت اور دنیوی افکار ہرگز آنے نہیں دیتے۔ صرف اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور آخرۃ کی فکر مین محو رہتے ہین۔ اون کا مراقبہ اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اور روزہ سے اصل مقصد یہی ہے کہ اون تمام کمالات کو انسان حاصل کرے۔ اور اپنی نفسانی خواہشات اور آرزون پر حکمرانی کرنے کی اُسے عادت حاصل ہو۔

منجملہ اون باتون کے جو کہ روزہ کی متمم ہین۔ یہ بھی ہے کہ سحری اور افطار حلال رزق پر ہو۔ اور افطار کے وقت رنگا رنگ کی نعمتون سے شکم کو اسقدر پُر کیا جاوے کہ رات کی عبادت اسے محال ہو۔ اور اصل مطلب جو روزہ سے ہے۔ وہ فوت ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو قوتین انسان کو برائیون کی طرف رغبت دلاتی ہین۔ اور شیطان کو حملہ کرنے کا موقعہ دیتی ہین۔ وہ کمزور ہو کر الٰہی ارشاد کے ماتحت کام کرین۔ غرضیکہ روزہ دار کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر ایک پہلو سے اس بات کی نگہداشت کرے کہ اس کے سارے دن کی محنت کسی ذرا سی غفلت کی وجہ سے ضائع نہ جاوے۔ اسی واسطے افطار کے وقت خاص ...... مومنون کی حالت امید وبیم مین ہوتی ہے۔ عام لوگون کو تو کھانے پینے کی فکر ہوتی ہے۔ اور اُن کو یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ آیا میرا یہ روزہ قبول بھی ہوا ہے۔ کہ نہیں۔

تراویح کی نماز کی نسبت ہماری اپنی معلومات یہ ہین۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ماہ رمضان مین بعد از نماز عشا تین شب متواترا سے باجماعت ادا فرمایا۔ لیکن چوتھی شب کو آپ وقت پر تشریف نہ لائے اور بہت دیر کے بعد صحابہ کرام کو فرمایا۔ کہ مجھے ان پر مداومت کرنے سے انکے فرض ہو جانے کا خطرہ اس شب کے بعد التزام ترک کیا کر دیا۔ حضرت عمر رضہ نے یہ معلوم کر کے کہ اب انکی فرضیت تو کسی صورت مین نہیں رہی۔ ان کو باجماعت ادا کرنے کا التزام رکھا۔

اب رہی یہ بات کہ نماز تراویح کسقدر رکعت ہین۔ اور آیا یہ تہجد کی نماز سے علاوہ کوئی نوافل ہین۔ تو واضح ہو۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے ثابت ہے۔ کہ رمضان اور غیر رمضان مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ۱۲ رکعت سے زیادہ جنمیں وتر بھی شامل ہین۔ نوافل ادا نہین کئے اور انہی ۱۲ رکعت مین آپ نے بسا اوقات ساری ساری رات گذار دی ہے اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگون کے لئے جن پر آخر حصہ شب مین اٹھنا محال ہے نماز تہجد کو بعد از نماز عشا گذارنے کا نام ہی تراویح ہے۔ ہمین خدا کے فضل سے ۳ ماہ رمضان قادیان مین گذرے ہین۔ لیکن حضرۃ اقدس اور دیگر صحابہ کبار کی شمولیت سے ہم نے کوئی التزام مروجہ

۱۳ ایریل صفحہ ۳ کا ...... چٹھی ضرور ملاحظہ فرماوین

حضرت اقدسؑ کے مبارک ارشاد پر فدا ہو جانے والی پرجوش روحوں کی احتیاج۔

ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ نے رسالہ میگزین موسومہ ریویو آف ریلیجنز کی کثرت اشاعت کی اشد ضرورت کو محسوس کرکے جملہ احباب و مخلصین کی توجہ کو اس رسالہ میگزین کی اعانت و امداد کی طرف مبذول کرکے پرزور تاکیدی الفاظ میں ظاہر فرمایا تہا۔ کہ اسکی تعداد اشاعت کسی صورت میں دس ہزار سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس تاکیدی ارشاد میں حضرت اقدس علیہ السلام کا ایسا تہا۔ اور سخت تاکیدی حکم تہا۔ کہ۔

"اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے۔ اور ساتہ ہی فرمایا۔ اور حد سے بڑہ کر تاکیدی الفاظ میں فرمایا۔ کہ۔

"میں پورے زور کے ساتہ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہون۔ کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہان تک ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمت دکہلاوین اور اس خدمت میں جان توڑ کر کوشش کریں۔"

حضرت اقدسؑ کے اس حد سے بڑہے ہوئے تاکیدی حکم کی تعمیل میں ابتدائی تازہ جوش میں اکثر مقامات کے باہمت احباب و مخلصین نے پوری جوانمردی و اخلاص مندی کا بین نمونہ دکہلایا۔ اور اسی سعی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ قلیل عرصہ میں تعداد خریداری اڑہائی ہزار تک پہونچگئی ہے۔ لیکن خاص مقامات سے خاص وقت کے لئے ان جوش ہائے اعانت کا اُبہر کر جہوٹ دہیما پڑجانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس حکم کو مختص المقام یا مختص الزمان قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حکم جملہ افراد جماعت احمدیہ کے لئے ہمیشہ کے لئے واجب العمل تہا۔ اور کم از کم جب تک تعداد خریداری دس ہزار تک نہ پہنچ جاتی۔ اپنے باہمت احباب کو اس کی اعانت میں کوئی پہلو کوشش کا فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے تہا۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑہانا مناسب تہا۔

چونکہ حضرت اقدس کی فرمائی ہوئی تعداد تک رسالہ کے پہونچنے میں ابہی بہت کمی ہے۔ اس واسطے جملہ برادران و احباب کی خاص توجہ و ہمت درکار ہے۔ علاوہ مالی اعانت کے اگر اپنی ہماری جماعت احمدیہ میں سے پانچ فیصدی بہی ایسے باہمت مخلص احباب نکل آوین۔ جو کم از کم ایک ایک رسالہ کے خریدار بنیں۔ تو تعداد خریداری [illegible] دس ہزار سے بہی بڑہ جاتی ہے۔ امید ہے۔ کہ جملہ برادران حضرت اقدس کے اس تاکیدی ارشاد کو ہمیشہ تازہ رکہ کر رسالہ ہذا کی کثرت اشاعت کے لئے اپنے من تن دہن غرضیکہ کسی قسم کی امداد سے دریغ نہ رکہیں گے۔ دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام سعادتمند روحوں کو امام صادق علیہ السلام کے حکم کی بجاآوری کے لئے ایک تازہ جوش سے پر کردے۔ اور مامور و مرسل من اللہ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی باتیں (جو مشیت ایزدی سے نکلی ہیں۔ اور ضرور پوری ہو کر رہیں گی) پوری ہوں۔ اور معاونین اپنی اس سعی فی سبیل اللہ کے صلہ میں حسنات و ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ اللہ کرے۔ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین

نوٹ۔ تمام درخواست ہائے خریداری و اعانت بنام منیجر صاحب میگزین ہونی چاہیئے۔ منیجر

افضلیت حسینؑ کے شیدائی غور کریں

شیعوں کو تو یہ حق ضرور حاصل ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسین علیہ السلام کے بالمقابل اپنی افضلیت کا ذکر خیر فرماوین۔ تو جو کچہ انکے منہ میں آوے۔ کہہ گذریں کیونکہ جو درجہ معبودیت اور کل انبیاء سے فضلیت کا اہل شیعہ نے حسین علیہ السلام کو دے رکہا ہے۔ وہ اسی بات کو چاہتا ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے۔ تو ان مسلمانوں پر جو کہ اہل سنت و جماعت کہلا کر پہر اہل شیعہ کے ہم زبان ہو رہے ہیں۔ اور اپنے ان اعتقادات کو جو کہ امام خلفائے راشدین اور امام اربعہ کی نسبت لئے ہیں۔ پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور بغض اور تعصب سے اندہے ہونے کی وجہ سے شیعوں کے قدم بقدم چلکر چاہتے ہیں۔ کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کی نسبت زبان طعن و تشنیع دراز کریں۔

دراصل ان لوگوں کو ایک بڑی غلطی لگی ہے۔ جسکی وجہ سے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قسم کے کلمات سے ٹہوکر کہائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کا ہے اور اہل سنت والجماعت کے اعتقاد میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو حضرت حسین علیہ السلام پر فضیلت ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ اور حضرت عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ ان تمام کے ہاتہ پر دوسرے اصحاب کبار اور مومنین کے ساتہ حضرت حسین علیہ السلام نے بہی بیعت کی۔ اور اطاعت کا اقرار کیا۔ جس سے خلفائے راشدین کی فضیلت حسین علیہ السلام پر ظاہر ہے۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کو جو آپ کا خلیفہ ہے۔ اس پر فضیلت نہ ہو۔ ورنہ بصورت دیگر ان کو ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ سب سے بڑی غلطی حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوئی۔ کہ حضرت حسین جیسے امام کی موجودگی میں ان سے اور انکے والد ماجد سے آپنے بیعت لی۔ اور نہ صرف صدیق اکبرؓ بلکہ حضرت عمر اور عثمان رضؓ پر بہی یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو حضرت حسین پر فضیلت نہیں ہوسکتی۔ تو کیا وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ کو آپ پر فضیلت ہو۔ اور پہر اس طرح سے [illegible] کل اصحاب کبار پر آتا ہے۔ کہ باوجود حضرت حسین کی موجودگی کے انہوں نے دوسرے لوگوں کو خلیفہ اور امام منتخب کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو یہ خدمت سپرد نہ کی۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جب ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ اس امت کے خلفائے راشدین کو حضرت حسینؑ پر فضیلت ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنے حضرت مرزا صاحب کو بہی اُن پر فضیلت ہونی چاہیئے۔ راوی

کچہہ عورتوں کی نسبت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سلسلہ کیلئے دیکہو نمبر ۳۰ ص

(۴) ابن عباسؓ نے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو یہ چار چیزیں مل گئی ہیں۔ اس نے دنیا و آخرت کی بہلائی پائی۔ (۱) شکر کرنے والا دل (۲) اللہ کا ذکر کرنے والی زبان (۳) ابتلاؤں پر صبر کرنیوالا دل (۴) ایسی بیوی جو نہ اپنے وجود میں خیانت کرے۔ نہ شوہر کے مال میں۔ (نقل کیا اسے بیہقی نے)

(۵) طلق بن علیؓ نے روایت کی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنی کسی ضرورت کے لیئے بلائے تو اُسے فوراً حاضر ہوجانا چاہیئے خواہ کہانا پکا رہی ہو (ترمذی نے اس کو نقل کیا)

(۶) ام سلمہؓ نے کہا ہے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت اس حال میں مرے۔ کہ اسکا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں ہوتی ہے (ترمذی نے اسے نقل کیا)۔

(۷) انسؓ سے روایت کی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہنے والی اور رمضان کے مہینے کے روزے رکہنیوالی اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنے والی عورت کو حق حاصل ہے کہ جس دروازے سے چاہے۔ جنت میں داخل ہو (ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا)

اخیر میں میں دعا کرتی ہوں۔ کہ خداوند کریم میری بہنوں کو تابعداری شوہروں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

ایک احمدی خاتون از ضلع گجرات

قوت ہو تو اسکے مقابلہ کیلئے قلم اٹھائیں یہاں قابلیت کا موازنہ اچھی طرح سے ہو جاویگا - یہ مسئلہ جسقدر نازک ہے اسیقدر اہم ہے اور ہر شخص خواہ کسی ملت و مذہب کا کیوں نہ ہو اس سے لطف اٹھا سکتا ہے -

جب معجزہ اور نبوت کی بحث ختم ہو جائیگی تو دیکھنے والے مرزا صاحب کی نسبت بہت کچھ نتائج پیدا کر سکیں گے - یہ مضمون ہم نے اپنی کتاب مقدمہ تفسیر الفرقان سے نقل کیا ہے یہ وہی کتاب ہے جسکی تصنیف پر ہمیں بڑا ناز ہے اور جسکی نسبت ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا صاحب معہ اپنے کل مریدوں کے بھی اگر زور لگائیں تو ویسی چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتے -

اول - حیرت صاحب کا یہ مضمون جو انہوں نے بطور چیلنج پیش کیا ہے اور جسکی بابت وہ بیان کرتے ہیں کہ اخبار میں اپنی **مصنفہ** کتاب **مقدمہ تفسیر الفرقان** سے نقل کیا ہے کتاب کے صفحہ ۴۰۵ سے ۴۶۳ تک چھپا ہوا ہے جسکے کل ۹۰ صفحہ ہوتے ہیں - غالباً حیرت صاحب اسقدر صفحوں کی تعداد دیکھ کر بہت پھولتے ہونگے کہ میں نے اس قدر طول طویل مضمون گھڑ دیا ہے اور وہ بھی معجزہ اور نبوت پر سو ہم نے ایک رسالہ لکھنا شروع کیا ہے جو انشاء اللہ عنقریب ختم ہو جاویگا اور پبلک کے واسطے دیدیا جاویگا اسمیں منجملہ اور تمام اعتراضات پر نہایت تفصیل سے بحث کرنیکے اس مضمون پر بھی اچھی طرح سے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے - اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی ہے کہ اول تو مفصل بحث کرنیکے لئے البدر کے مختصر کالم برداشت نہیں کر سکتے - اس میں حتی المقدور بہت کچھ اختصار کیا جاتا ہے (دوئم یہ کہ گذشتہ ماہ کے سفر میں اس رسالہ کے مضمون کو عموماً پسند کیا گیا ہے اور رسالہ کی صورت میں چھاپنے کی بابت زور دیا گیا ہے جسوقت وہ رسالہ شایع ہوگا تو پبلک کو اچھی طرح سے معلوم ہوگا کہ آجکل کے مدعیان ہر فارم کے ذاتی کیا حالت ہے اور کس طرح انکے پردے ایک خاص حد تک ڈھکے رہتے ہیں اور جب وہ ازراہ تکبر و شوخی مامور من اللہ کے درپے ہوتے ہیں تو کس کس طرح سے اور کن کن پہلوؤں سے انکی پردہ دری ہوتی ہے اس مضمون پر اس رسالہ میں میں نے اس طرز سے بحث کی ہے کہ اول کل مضمون کی

بقید صفحہ ایک کامل فہرست بنالی ہے بعدہ فضولیات جنکو نفس مضمون سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اسکو علٰحدہ نظر انداز کرکے یا اسے مختصر رہا رکھنے کے بعد باقی مضمون کا وہ حصہ جو کسی قدر کار آمد ہے اور الٹی سیدہی خواہ کیسی ہی کیوں نہو لیکن نفس مضمون پر اس میں کسیقدر بحث کیگئی ہے علٰحدہ کر لیا ہے - اس حصہ مضمون میں جن جن امور پر حیرت صاحب نے بحث کی ہے اسکی بابت یہ ثابت کر دیا ہے کہ مذہبی دنیا میں حیرت صاحب کی پیدائش سے پہلے یا یہ کہ حیرت صاحب کے اس مضمون سے پہلے ہماری جماعت کیطرف سے ان امور پر ایسی عالی اور جامع بحث ہو چکی ہے کہ جسکے مقابل میں انکے بیانات بالکل غیر مکمل اور ہیچ ہیں - امید ہے کہ حضرات ناظرین اس طرز بحث کو پسند فرمائینگے - اور اگر وہ اسمیں کوئی ترمیم تجویز فرمائینگے یا اس سے عمدہ کوئی اور طریق سمجھا دینگے تو اس سے بھی فائدہ اٹھالونگا - اب اسی اصل مضمون سے خلاصہ کرکے کسیقدر ناظرین البدر کی دلچسپی کے لئے پیش کرتا ہوں -

اس مضمون کی حیرت صاحب نے ان الفاظ میں تمہید اٹھائی ہے **مختلف زبانوں میں** ایک چیز کا نام علٰحدہ علٰحدہ بیان ہوا ہے کیا الفاظ کی تبدیلی نے اس چیز کی اصلیت میں کچھ فرق پیدا کر دیا مثلاً اردو میں گھوڑا کہتے ہیں فارسی میں اسپ کہتے ہیں انگریزی میں ہارس کہتے ہیں اسی طرح ہر زبان میں اس جانور کا نام علٰحدہ علٰحدہ ہے کیا اسکی اصلیت اور حقیقت میں الفاظ کی تبدیلی سے کچھ فرق آگیا اسی طرح سے معجزہ کرامت معونت - ارہاص اور استدراج سب چیزیں ایک ہی ہیں اور انمیں الفاظ کی تبدیلی کچھ بھی فرق نہیں پیدا کر سکتی ،،

اب یقین ہے کہ ناظرین حیرت صاحب کے دعوے اور دلیل میں فرق کرنیکی قابلیت کی ضرور داد دیتے ہونگے کیونکہ اول تو انہوں نے معجزہ کرامت وغیرہ کی بابت لکھا ہے کہ مختلف زبانوں میں ایک چیز کا نام علٰحدہ علٰحدہ بیان ہوا ہے - بھلا یہ کیوں نہ بتایا کہ کونسا لفظ کس کس زبان کا ہے - یعنے اردو - فارسی - انگریزی - عربی - ترکی پشتو - عبرانی کس کس زبان کا کونسا لفظ ہے جس طرح سے گھوڑے کی تشریح کی تھی اسی طرح سے جب معجزہ - کرامت وغیرہ مختلف زبانوں کے

الفاظ ہوئے تو اسکی حیرت صاحب کو تشریح کرنی چاہیئے - کیا ہوا انسان سے ہی خطا ہوتی ہے اب اسجگہ ایک حاشیہ چڑھا دینا چاہیئے -

ناظرین! دیکھا یہ تو حیرت صاحب کے مضمون کی ابتدائی حالت ہے جسکی بابت انہوں نے صفحہ ۴۰۶ پر بیان کیا ہے کہ "نبوت اور منشاء نبوت کو بہت کم سمجھا گیا ہے سب باکت ہیں کسی نے اٹکل پچو کچھ بیان کیا ہے تو وہ ناکافی ہے"

خیر اس سے آگے ۴۰۷ صفحہ پر حیرت صاحب نے ان الفاظ میں جو شیخی ماری ہے "کہ اگر خدائی ہاتھ نے میرے ساتھ کام کیا تو تمام معارف اور شریعت کے دقائق آئینہ ہو جائینگے اور حقیقت کے رازوں کے چہرہ سے پردہ اٹھ جائیگا - اور ہر شخص کو نجات کا راستہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگے گا - ،،

اب تو یقین ہے کہ ناظرین کو انتہا درجہ شوق اسبات کے معلوم کرنیکا ہوگا کہ آیا وہ معارف و دقائق اور شریعت کے راز جنکا حیرت صاحب نے ذکر کیا ہے کیسے ہونگے اسلئے ان کو میں زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں اسکے مختصر سے باقی اسی صفحہ کے مفصلہ ذیل عبارت سے انکو معلوم ہو جائیگی "اس تحریر میں یہ دقت ہے اول اصول اسلام مد نظر - اور علوم جدیدہ آنکھیں دکھاتا ہے کہ مشاہدات کا خلاف نہو - اور ذاتی عقیدہ اور یقین آنکھیں بدل رہا ہے ... تینوں باتوں کا نبھانا ہے جو کٹھن کام ہے ،،

اب غور کرنا چاہیئے اسجگہ حیرت صاحب نے خود ہی بیان کر دیا ہے - کہ وہ جو سر چڑھ کر بولے - اس بحث میں گویا تین مختلف باتوں کا خیال رکھا گیا ہے (۱) اصول اسلام (۲) علوم جدیدہ - (۳) ذاتی عقیدہ اور یقین -

اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے جس طرح سے علوم جدیدہ اور اصول اسلام دو علٰحدہ چیزیں ہیں اسی طرح اصول اسلام اور حیرت صاحب کا ذاتی عقیدہ اور یقین دو علٰحدہ علٰحدہ چیزیں ہیں جنکو اس مضمون میں حیرت صاحب نے نبھایا ہے - یہ ہیں حیرت صاحب کے معارف جنکو اصول اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے - اب حیرت صاحب! دیکھو یہ ہے تمہاری مخالفت اصول اسلام سے - جسقدر فرمائشی گالیاں تمنے ہمکو سنائی ہیں اب تم کو چاہیئے کہ اپنی اس حماقت پر وہ تمام گالیاں واپس لے کر تم

نوٹ: اعلان اسی نمبر کے آخر میں ملاحظہ فرماویں

حقوقِ اخوت

حقوق اخوت کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت مومنین کو جن بہت سی باتوں کی نگہداشت ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ آپس کا اختلاط صرف اخوت کی بنا پر ہو۔ رسم اور رواج کی حد سے تجاوز نہ ہو۔ حضرۃ امام الزمان علیہ السلام کی بار بار تاکید ہے کہ تمہاری عبادات رسمی طور پر نہ ہوں۔ جو انسان کو کوئی قرب الٰہی نہیں بخشتی بلکہ بُعد کا باعث ہوتی ہیں۔ اور چونکہ حقوق اخوت کی ادائیگی بھی منجملہ عبادات کے ہے اسلئے ضروری ہے کہ اس اختلاط میں بھی رسم و رواج کا دخل نہ ہو تاکہ عنداللہ وہ کوئی قدر و قیمت پا سکے۔ اس لئے یہ امر بہت ضروری ہے کہ جب ہم اپنے بھائیوں سے ملیں اور کلام کریں تو اسوقت ہمیشہ اپنے نفس کو ٹٹولتے رہیں کہ آیا ہمارا طرز کلام معمولی رسمی اختلاط کے طریقوں پر مبنی ہے یا کہ ہمیں کسی روحانیت اور اوامر الٰہی کی تعظیم کی رنگینی بھی پائی جاتی ہے۔ اور جیسے عام دنیادار اپنے اغراض دنیاوی کے حصول کے لئے آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور اختلاط کرتے ہیں ہمارا مل بیٹھنا دینی حیثیت سے ان سے متمیز ہے کہ نہیں۔ اور جیسے ان لوگوں کی غائت مقصود کچھ دنیوی فائدہ ہوتا ہے اور یہی انکا اجر محدود ہے جو اس اختلاط سے وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارا مقصود بھی وہی ہے یا کہ محض رضائے الٰہی مدنظر ہے اسی لئے اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تمہارا بھائی فی اللہ ہو تو اس سے اپنے دنیاوی معاملات ہرگز نہ کرو۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی معاملہ ہی مت کرو۔ بلکہ یہ کہ دنیا کے خیال سے نہ کرو للہ کرو تاکہ تمہارا مقصود خدا کی رضامندی ہو اور جب ان لوگوں کے ایسے معاملات تھے اور اسطرح سے اپنے اختلاط میں انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا تھا تب ہی تو وہ لوگ اس قسم کی نظیریں چھوڑ گئے جیسا کہ مروی ہے کہ فتح موصلیؒ ایک دوست کے ہاں گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے آپ نے انکی لونڈی کو حکم کیا اور وہ اندر سے صندوق لے آئیں جسمیں سے اپنی حاجت کی شے انہوں نے نکال لی اور چلے گئے جب صاحب خانہ جو انکا فی اللہ دوست تھا آیا تو لونڈی نے ان سے یہ حال کہا انہوں نے خوش ہو کر فرمایا کہ اگر تو سچی ہے تو میں نے تجھے اسی کے لئے آزاد کر دیا ہے اور ایسے ہی ایک شخص حضرۃ ابو ہریرہ کے پاس آیا اور آپ سے اخوت فی اللہ کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو اخوت کا حق بھی جانتا ہے اس نے کہا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس اخوت کے بعد تو اپنے دینار درہم کا مستحق مجھ سے زیادہ نہ رہیگا۔ اس نے کہا کہ مجھے ابھی اتنی قوت نفس کے اخراج کی حاصل نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ پھر آپ رخصت ہوں

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی جیب میں ہاتھ ڈالکر جو چاہتا ہے بدون اسکی اجازت کے لے لیتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ تم بھائی نہیں ہو اور کچھ لوگ حضرت حسن بصری رضہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آپ نے نماز پڑھ لی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ لوگوں نے کہا۔ کہ بازار والوں نے تو ابھی نہیں پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ بازار والوں سے دین کا طریق کون سیکھے ان لوگوں میں تو اسقدر اجنبیت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ انمیں کوئی اپنے دوسرے بھائی کو ایک پیسہ تک نہیں دیتا۔ اور حضرت ابراہیم ادہم نے ایکبار اپنے رفیق کا ایک گدھا بدون اسکی اجازت کے ایک اور شخص کو پیادہ پا دیکھکر دیدیا اور اس رفیق نے اُکر کوئی اظہار رنج نکیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اخوت کا یہ حال تھا کہ انمیں سے ایک کے پاس ایک بکری کی سری صدقہ میں آئی انہوں نے سوچا کہ میرے فلاں بھائی کو میری نسبت سے اسکی زیادہ حاجت ہے اسلئے وہ انکے پاس بھیجدی۔ ویسے ہی اس دوسرے نے سوچا کہ میری نسبت فلاں کو زیادہ حاجت ہے اسنے تیسرے کے پاس بھیجدی۔ اور تیسرے نے اس خیال سے چوتھے کے پاس اور چوتھے نے پانچویں کے پاس اور پانچویں نے چھٹے کے پاس حتٰے کہ چھٹے نے ساتویں کو دی۔ اور پھر اس ساتویں صحابی نے اسی خیال سے کہ شاید فلاں کو زیادہ حاجت ہوگی۔ ایک اور کے پاس بھیجی۔ اور یہ آخری وہ اول شخص تھا جس نے دوسرے کے پاس بھیجی تھی۔ غرضیکہ قوم میں قومیت کی روح ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک دوسرے بھائی کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم نکیا جاوے اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جبتک کہ ایمان اور یقین میں ترقی نہ ہو۔ اور صحبت صادقین میں کچھ عرصہ گذارا نہ ہو۔ اس قسم کے مضامین پڑھنے اور عملی نمونوں کے مطالعہ کرنے سے اسمیں شک نہیں کہ طبیعت میں اس قسم کے نمونہ قائم کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی استقامت حاصل نہیں ہوتی کہ یہ اعمال جزو طبیعت ہو کر ہمیشہ صادر ہوتے رہیں۔ بلکہ ذاتی تجربہ میرا اپنا یہ ہے کہ اثر بہت جلد باطل ہو جاتا ہے اسکے قیام کیلئے اکسیر علاج جو کہ تجربہ میں آیا ہے وہ کاملین کی صحبت ہے۔ اور ہمارے احباب کے لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہرا تعلق محبت اور انس اور اطاعت اور آپکی مرتے نفس مجلس میں رعائت آداب کے ساتھ دیر تک رہنا ہے کہ جس سے ایسی باتوں پر عملدرآمد کی قوت خدا کے فضل سے محل اور موقعہ کی رعائت سے پیدا ہوتی رہتی ہے پھر یہ اس قسم کے اعمال ہیں۔ کہ انمیں ریا اور عجب کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اور جب تک خداتعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تب تک انسان ان بلاؤں سے کب بچ سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

عیسویت کی آخری کوششیں

ہر چہ دست از جان بشوید
ہر چہ در دل دارد بگوید

حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک نفوس کی برکت سے چونکہ اب عیسائی مذہب پر موت وارد ہو رہی ہے۔ اسلئے عیسویت بھی پورے زور سے وار کرنا چاہتی ہے۔ اور پادری لوگ جان توڑ کوشش میں لگے ہیں۔ کہ جسطرح ہو سکے کل ہندوستان کو عیسائی بنایا جاوے اور مکہ معظمہ پر بھی حملہ کیا جاوے۔

لنڈن کے ایک رسالہ انیسویں صدی میں ایک پادری صاحب نے انگریزوں کو رائے دی ہے کہ ملک عرب کے سربستہ راز کا چونکہ اب تک پتہ ٹھیک ٹھیک نہیں لگا جسکی وجہ سے ان کو اپنے جال وہاں پھیلانیکا موقعہ ہاتھ نہیں آیا اسلئے چاہئے کہ ایک مہم بیلونوں یعنے غباروں میں بٹھلاکر بھیجی جاوے۔ جو کہ اوپر سے دوربینیں وغیرہ لگا لگاکر وہاں کے حالات معلوم کریں۔ اور ایک دوسرا اخبار بالی لنڈر ہے۔ جو کہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کرنے کی صلاح دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ لاسہ کا راز تو طشت از بام ہو چکا۔ مکہ کی باری کب آویگی۔ اور اب حال میں لارڈ ہارسٹک نے بذریعہ ٹائمز اخبار کے گورنمنٹ کو رائے دی ہے کہ تمام ہندوستان کو عیسائی بنا دیا جاوے۔ تاکہ باشندگان ہندوستان کی تفرقہ بازی کا قلع قمع ہو کر سب لوگ ایک مذہب اور ایک قوم ہو جاویں۔ اور انگریزی راج کو استحکام ہو۔

گناہ سے بچنے کا علاج

جو کہ حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے ایک شخص کے استفسار پر فرمایا

(۱)۔ ہر وقت موت کو یاد رکھے دنیا و مافیہا کو فانی خیال کرے۔
(۲) خدا پر کامل ایمان ہو اور اسی کو حاضر ناظر جانے تو گناہ صادر نہیں ہو سکتا
(۳) گناہ سے محفوظ رہنے کا سب سے اعلیٰ سبب دعا ہے یوسف علیہ السلام دعا ہی کے ذریعہ بچ گئے
(۴) یقین رکھے کہ نیکی اور بدی ایک سلسلہ ہے اگر نیک کام کرینگے تو نیکیاں بڑھتی جائینگی اور نیک نتیجہ دینگے اور اگر برا کام کرینگے تو برائیاں بڑھینگی اور برا نتیجہ ملیگا۔ اسکی مثال ایک بیج کی سمجھے کہ جب بویا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ نشو و نما اختیار کرتا ہے اور پھر درخت بن جاتا ہے یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ مبارک وہ انسان جسے خدا ان باتوں کی توفیق دے۔ منجملہ علاجوں کے صحبت صادقین بھی ایک بڑا علاج ہے جسکی برکت اور اثر سے گناہ کی طاقت سلب ہوتی جاتی ہے۔ اور نیکی کے قوٰے نشو و نما پاکر اپنا کام کرنے لگتے ہیں:

خلاصہ خطبہ جمعہ

جو کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۲۶ اگست کو بمقام لاہور پڑھا

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

یہ ایک مجمع ہے جسے خدا نے جمعہ کی مناسبت سے جمع کیا ہے مختلف مقامات کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ لہذا ہر ایک کی یہی نیت ہے کہ خدا نے جو نعمت (مسیح موعود کا وجود) بھیجی ہے۔ اس سے حصہ لیا جاوے۔ خدا تعالیٰ راضی اور آخرت کا کچھ توشہ اور سامان پیدا ہو۔ اس مناسبت سے میں نے اللہ تعالیٰ کی کلام میں سے یہ آیت پڑھی ہے۔ اسکا ترجمہ یہ ہے اے مومنو متقی بن جاؤ اور وہ تقوے اختیار کرو جسے اللہ پسند کرتا ہے۔ اور ہر ایک نفس اس غور اور فکر میں لگ جاوے کہ کل جو آنیوالا ہے اسکے لئے میں نے کیا سامان کیا ہے یہ ایسی بات ہے کہ ایک مومن کے بدن پر لرزہ ڈالدیتی ہے اور اسے سنکر جسکے بدن کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایکدفعہ فرمایا کہ اگر جہنم کا ذکر آوے اور انسان کا قلب رقیق نہ ہو۔ تو وہ سمجھے کہ اسکے سینہ میں دل نہیں بلکہ پتھر رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ان مومنین کی تعریف کی ہے جنہوں نے اسکی کلام کا ادب اسطرح کیا ہے جیسے فرمایا ہے یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا اور اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ خدا تعالےٰ کا مقصود کامل کلام اور کامل نبی کے نزول سے یہی ہے کہ الوہیت کے ادب اور تعظیم کو عبودیت پورے طور پر قبول کر لیوے خدا تعالےٰ کی خشیت اور خوف بھی اپنے اندر ایک سرور اور لذت رکھتی ہے اور دوسرے کسی شے کی خشیت میں یہ خاصہ نہیں ہے ایک درندے کی خوف اور خشیت کا نتیجہ نفرت ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی خشیت کا نتیجہ محبت اور انس ہوتا ہے دوسرے کے خوف اور ڈر سے طاقت زائل ہوتی ہے لیکن خدا کے خوف سے طاقت اور قوت بڑھتی ہے دوسرے کے خوف اور خشیت سے انسان دور ہوتا جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کے خوف اور خشیت سے وہ اسکے قریب ہوتا جاتا ہے۔ ایسے ایک زمانہ میں جبکہ دنیا خدا کے وجود سے انکار کر رہی ہے اور دل اس سے شکوک و شبہات میں ہیں میں نے آزما کر دیکھا ہے کہ ایک ہی شے ہے جو کہ خدا کو دکھا دیتی ہے اور وہ اس مامور من اللہ کی مجلس ہے۔ ایک عرصہ سے میں اس خدا کے مسیح کی صحبت میں ہوں اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں نے اسکی مجلس میں اللہ تعالےٰ کو دیکھ لیا چکھ لیا اور پرکھ لیا ہے ٭٭٭

اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا کو لطیف۔ خبیر اور علیم ماننے والا انسان کیسے خرابکاری کے منصوبہ کی دلیری کر سکتا ہے اور اگر اسکا ایمان ہے کہ خدا رازق ہے تو پھر وہ فحش اور چوری وغیرہ سے خدا کو ناراض کر کے کیوں رزق تلاش کرتا ہے۔ تقوے یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے صفات ایمان کا جو حق ہے وہ انکو پورا دیا جاوے۔ اور اسکی ہر ایک صفت کے مقابلہ پر اس کا ادب بجا لاوے کیا ایک شخص اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کلمہ زبان سے نکالکر پھر خدا تعالےٰ پر دروازہ شکایت کا کھول سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یا تو وہ منافق ہوگا کہ ایکطرف تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کی شکایت کرتا ہے اسلام کا سچا مفہوم جو کہ خدا تعالےٰ سے آشتی اور صلح ہے وہ کوٹ کوٹ کر ان الفاظوں میں بھرا ہوا ہے اور اسلام کا یہی کمال ہے کہ رضا بقضا۔ اور خدا تعالےٰ نے بڑی شرح سے صلح کی جو تعلیم قرآن شریف کے ابتدا یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے الفاظ میں دیگئی ہے وہ تمام صوفیوں کی انتہا ہے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو پورے طور پر سمجھکر کہتا ہے وہ ایک بہشت میں ہے کیونکہ بہشت کی آخری منزل بھی یہی ہے اور جنتیوں کی دعا بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

اب اے برادرانِ طریقت ان آیات کے پڑھنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تمہارا یہاں پر اکٹھا ہونا ایک میلا اور تماشا نہ ہو۔ جن اغراض اور مقاصد پر لوگ سالانہ عرسوں اور میلوں میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ غرض اور مقصد تمہارا ہرگز نہ ہو اور تم لوگ اپنی اوقات کو رائیگان نہ کرو جسطرح مسیح دین اور خدا اللہ کی خدمت میں گداز ہو گیا ہے اسیطرح تم بھی گداز ہو جاؤ میں نے بارہا مسیح موعود کو کہتے سنا ہے کہ میں ایک زخمی آدمی ہوں میرا رونا اور چیخنا خدا سنتا ہے کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کیجاتی ہے اسے چور اور ڈاکو کہا جاتا ہے اسے گالی اور پامال کیا گیا ہے اسے تو مٹی میں رلاتے ہیں مگر ایک عاجز انسان اور مردے کو آسمان پر چڑھاتے ہیں میں جب تک اس ہتک کا بدلہ نہ لونگا میرا زخم ہرگز اچھا نہ ہوگا پس اے دیکھو جب تمہارے امام کا یہ حال ہے تو تم کیسے ہنس سکتے ہو یاد رکھو کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں نہ آتے تو نہ کوئی خدا مانا جاتا نہ کوئی نبی۔ اسی نے آکر سب کو زندہ کیا ہے اس کا ایک ایک قول اور فعل کامل انسان بنانیکے لئے کافی ہے لعنتی ہے وہ دل جو اسے کامل نہ مانتا ہو۔ جب تک مرزا کیطرح تمہارے دل پر چوٹ نہ ہو تب تک سمجھو کہ کچھے ہو راتوں کی اندھیری کوٹھڑیوں میں دعائیں مانگو۔ کہ خدا دین کی فکر تمکو عطا کرے اس بڑے تاریک زمانہ میں اگر حضرت مسیح موعود کا وجود نہ ہوتا۔ تو یا دہریت فلسفیت اور ہر ہمہ اوستی تھی۔ یا یہ ناپاک اور بے غیرت دشمن تھے جو خدا اور اسکے رسول کی توہین و ذلت کرتے ہیں اور مردہ کی عزت۔ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے روح میں مطالعہ کرے کہ کسقدر خشیت اللہ اور شفقت علے خلق اللہ اس میں ہے یاد رکھو کہ جسطرح اس غریب بلا ٹکٹ کے تم گھروں سے نہیں آسکتے۔ ویسے ہی اس جہان کے لئے تقوے کی ضرورت ہے تقوے کا ٹکٹ لوگے تو منزل مقصود پر پہنچوگے ہر ایک عضو تمہارا شریعت کے قبضہ میں ہونا چاہئے!!!!

ہمعصر ہندوستان کی غلط بیانی

اخبار ہندوستان جو کہ کچھ عرصہ سے لاہور سے شائع ہوتا ہے اور جسنے اپنی بعض عام پسند باتوں کی وجہ سے عام شہرت اور اپنی خصوصیت سے ہندو سوسائٹی میں حاصل کر لی ہے۔ اپنے ۹ نومبر کے اشو میں حال کے آزادی پسند اور یوروپ کی تہذیب کے دلدادہ اور کور مقلدین کے خیالات دربارہ اصلاح احکام قرآنی پر ریمارک کرتا ہوا تحریر کرتا ہے کہ پردہ کی ملامت صرف سید دلاور حسین نے نہیں کی بلکہ مرزائی قادیانی بھی پردہ کے مخالف ہیں اور ان الفاظ کو جلی قلم سے لکھا ہے ہمیں ہندوستان کی اس غلط بیانی پر کمال افسوس ہے کیونکہ ابھی حال ہی میں حضرۃ مرزا صاحب علیہ السلام نے جو لکچر لاہور میں دیا ہے اور ایک تقریر جو کہ بذریعہ البدر مورخہ شائع ہو کر اسکے پاس پہنچ چکی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب پردہ کے بڑے بھاری مؤید ہیں اور آریوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم لوگ بے پردگی کو رواج دیکر معصوم بکریوں کو دیدہ دانستہ بھیڑیوں کے آگے مت ڈالو۔ بلکہ آپنے یہاں تک بیان کیا ہے کہ یہ زمانہ ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہئے تھی کیونکہ کل جگ ہے۔ اور ہندوستان پر ہمارا افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب کی جس تقریر مورخہ ۱۷ اکتوبر کو وہ تائید میں پیش کرتا ہے اسمیں پردہ کی مخالفت ہرگز نہیں ہے۔ امر یہی ہے جو اشد درجہ کا پردہ رائج ہے جس سے عورتیں ایک قیدی یا طائر در قفس کی مثال بن جاتی ہیں اسکی اصلاح کیطرف رغبت دلائی گئی ہے عورتوں کو کھلی ہوا میں پھرانیکے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں۔ کہ وہ بے حجاب پھریں تا کہ غیر محرم لوگ آزادی سے ان کے خط و خال کو دیکھ سکیں۔ ایک عورت پردہ میں رہکر ہواخوری کر سکتی ہے اور اسی لئے اس تقریر میں اشد درجہ کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ علے ہذا القیاس اگر حضرۃ عائشہ صدیقہ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں تو اس سے

بھی یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بے حجاب ہوتی تھیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہندوستان اپنی اس غلط بیانی کی اصلاح کریگا۔ اور لوگوں کو اس دھوکہ سے جو کہ ایسے الفاظ سے لاحق ہوتی ہے اور جس سے ایک اسلامی ریفارمر کی شان پر حرف آتا ہے بچائیگا ہندوستان جیسے اخبار کے لئے ایسی غلط بیانی ایک بدنما دھبہ ہے اس قسم کی باتیں پیسہ اخبار کے حصہ میں آچکی ہیں ہندوستان اپنے وجود کو کیوں اس سے آلودہ کرتا ہے حضرت مرزا صاحب کا بحیثیت مجدد یا ریفارمر ہونے کے ایک یہ منصب بھی ہے کہ قوم کی تشدد یا غفلت کی وجہ سے جو افراط و تفریط عقائد اور اعمال میں ہوگئی ہے اس کو پھر درجہ اعتدال پر لاویں انہی میں سے پردہ بھی ہے جسے ہندوستانی طبائع نے افراط کے درجہ پر پہنچا کر اصل مقصد پردہ کو بالکل ہاتھ سے کھو دیا ہے جس سے عالم مستورات کی سخت حق تلفی ہوتی ہے۔ اور آپ اُسے اصل مرکز یعنی حد اعتدال پر لانا چاہتے ہیں جسکے معنے پردہ کی مخالفت کے ہرگز نہیں ہیں۔

ہندو آبادی کا تنزل

یہ بات بڑے افسوس سے بیان کیجاتی ہے کہ باوجود اسکے کہ وید آگیا کے رُو سے نیوگ جیسی نسل افزا رسم آریہ دیس میں موجود ہے پھر بھی ہندو آبادی کا تنزل دن بدن ہو رہا ہے گذشتہ مردم شماری نے بڑی وضاحت سے ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہنود کا شمار دن بدن گھٹ رہا ہے اور اخبار امرت بازار پتریکا بنگال میں کائستہ قوم کے بڑے بڑے خاندانوں کے مفقود ہونے کی خبر دیتا ہے۔ پنجاب میں اچھے خاندانی ہندو نوجوانوں کے لئے لڑکیاں نہیں ملتیں مگر سوال یہ ہے کہ نیوگ کے ہوتے ہوئے اُن کو لڑکیوں سے بیاہنے کی ضرورت کیا ہے امید ہے کہ آریہ دیس کے سوامی اور مہاشے بجز کوئی نیوگ سے بھی اعلےٰ نسخہ تجویز کر کے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اصل اسلام اور اس کے مصنوعی ریفارمر

آج اس وقت اہل اسلام کی جو حالت ہے اسے ہر ایک شخص بخوبی جانتا ہے کہ اسکی مثال ایک ایسے مریض کی ہے جو عرصہ دراز سے بستر بیماری پر پڑا ہوا ہے اس کے اندرونی قواے میں فتور آگیا ہے۔ ہر ایک عضو نے اپنا اپنا فعل چھوڑ دیا ہوا ہے۔ طبیعت مرض کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئی ہوئی ہے ایسی حالت میں چاہئیے تھا کہ کوئی حاذق اور دانا تجربہ کار طبیب جو کہ مرض کی اصل کیفیت اور اسکے اسباب کو پورے طور پر شناخت کر سکتا اُس کا معالج مقرر کیا جاتا مگر اس کی بدنصیبی سے جو اس کے معالج منتخب ہوئے ہیں وہ عنقریب اسے ملک عدم کی سیر کرانے والے ہیں کیونکہ ہر ایک اُن میں سے بذات خود ناتجربہ کار مریض اور قابل علاج ہے اور کوئی بھی اس قابل نہیں کہ وہ قوم کا نبض شناس ہو وہ طبیب کون ہیں آجکل کے مصنوعی ریفارمر ہیں جو کہ قوم کی ترقی اسکے عروج اور اقبال کے لئے نئے نئے رنگ کے ذرائع اور تجاویز سوچ رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ پردہ کی رسم اٹھ جاوے تو قوم ترقی کریگی کوئی کہتا ہے کہ حرمت سُود کے مسئلہ نے پستی کی حالت دکھلائی ہے ایک لباس پرست فرقہ ہے جو کہ نکٹائی اور کالروں کفوں اور پتلون کی خاطر کہتا ہے کہ ارکان نماز کی اصلاح ہونی چاہئیے کسی کو یہ خبط سمایا ہے کہ ہندو اور مسلمان کو ایک کرکے بیچارے سرسید کی روح کو ستاؤ تو مسلمان ترقی کرینگے کوئی تجارت کیطرف متوجہ کر رہا ہے کوئی تعلیم نسوان پر زور دے رہا ہے کوئی مغربی علوم و فنون کا شیدائی بنا رہا کوئی سیاحت پر قوم کو آمادہ کر رہا ہے غرضیکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں ایک بیچاری قوم ہے جس کی بوٹی بوٹی نچی جا رہی ہے۔ اور ہر ایک ریفارمر اسے اپنی طرف بلا رہا ہے اس اینچا تانی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ صرف یہ کہ جس مریض نے ابھی ایک ماہ میں مرنا ہے وہ ایک ہفتہ میں ہی جام الوداع کو نوش کریگا۔ بیچاری قوم دب مانے تو کس کی مانے اور اتباع کرے تو کس کی کرے۔

اگر یہ سب ریفارمر قوم کے حقیقی خیر خواہ اور مرض شناس ہوں تو ان کو چاہئیے کہ اول سب اتفاق کرکے مرض کی تشخیص کریں کہ منجملہ بہت سے عوارضات کے جو قوم کو لاحق ہیں کونسا عارضہ بہت خطرناک اور مہلک ہے جس کا علاج سب سے مقدم ہونا چاہئیے۔ مگر جس حالت میں کہ معالجین کا ہی اتفاق آپس میں نہیں ہے۔ تو مریض کی حالت کب سنور سکتی ہے یہ تمام شکایتیں دراصل اس وجہ سے ہیں کہ جسقدر ریفارمروں نے قومی سٹیج پر اپنے آپ کو معالج پیش کیا ہے انمیں سے کوئی بھی سند یافتہ نہیں ہے۔ جسکے اوپر مریض قوم کو بھروسہ کامل اطمینان ہو۔ اس لئے موجودہ اختلاف رائے اور دائرہ ترقی کے اصل مرکز کے نہ ہاتھ آنے نے اسے اور بھی زیادہ مایوس کر دیا ہے۔

ناتجربہ کاری اور اختلاف رائے کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک اُن میں سے مرض کا باعث سردی قرار دیتا ہے تو دوسرا اس کی ضد گرمی بتلاتا ہے۔ اور ایک طبقہ اُن ریفارمر معالجوں کا ایسا ہے کہ جسے قوم کی اصلی بہتری اور بہبودی سے تو کوئی غرض نہیں ہے۔ صرف اپنی مالی حالت سنوار لی یا ناموری حاصل کرنی مقصود ہے۔ اور وہ مردہ خواہ دوزخ میں جاوے خواہ بہشت میں مُلاں کو حلوے مانڈے سے کام کا مصداق ہے ۔۔ یہ وہ اخبار نویس اور لیڈر ہیں جو کہ بدل اس انصراف رائے کے خواہاں ہیں۔ قوم خواہ ترے خواہ ڈوبے۔ وہ جدید خیالات قوم کے آگے پیش کرکے اُسے اپنی طرف متوجہ اور اپنے کاروبار کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور ایک حصہ اُن میں سے ایسا ہے۔ جنہوں نے صرف یوروپ کے خیالات کو قوم میں انٹروڈیوس کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے انکی مثال آجکل کے میڈیکل ایجنٹوں کی ہے کہ نہ وہ خود کوئی دوا بنا سکتے ہیں۔ نہ آلات طیار کر سکتے ہیں۔ صرف ولایت کے کیمیاگروں کے ایجنٹ ہیں کہ مریض سے کیفیت پوچھی اور ذہن میں جو مرض تجویز ہوا کتاب کھولی اور پوڈر یا ٹنکچر یا کوئی مکسچر لکھ دیا۔ یورپ کی دوائیں بکگئیں کمیشن میں تنخواہ انکو بھی مل گئی۔ اگر کسی گاؤں میں یہ لوگ چلے جائیں اور وہ آبادی سے کتنی ہی دور ہو یا مریض کی اسقدر نازک حالت ہو کہ آبادی سے دوا لانے تک وہ رخصت بھی ہو جاوے۔ مگر ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کہ سوائے کلوروفارم یا امونیا یا ازومیٹک وغیرہ دواؤں کے اور کوئی ایسی دوا ہرگز تجویز نہیں کر سکتے جو اس گاؤں میں بھی سردست میسر آسکے۔ یہی حالت ان ریفارمروں کی ہے۔ کہ جو تجاویز یہ لوگ پیش کر رہے ہیں صرف یوروپ کی نقل یا اسکی ایجنسی ہے۔ انکو مطلق یہ خیال پیش نہیں آتا۔ کہ ہماری پیش کردہ تجاویز سے اہل اسلام کی اخلاقی۔ روحانی۔ تمدنی حالت اور ننگ و ناموس پر کیا اثر پڑیگا اور پھر اسکا انجام قوم کی ہلاکت ہوگا۔ یا فروغ۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کے تمام ریفارمر مصنوعی ریفارمر ہیں۔ وہ ایسے طبیب ہیں جنکے پاس کوئی سرٹیفیکیٹ قومی امراض کے علاج کا نہیں ہے اور قوم کو ہشیار ہونا چاہئیے کہ اشتہاری طبیبوں کی طرح اُن کے دھوکہ میں آکر کہیں اپنے آپ برباد نہ کر بیٹھے۔

امریکہ کے ایک اخبار نے مشنری سوسائٹیوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ناحق اپنا روپیہ اسلئے برباد کر رہے ہیں کہ ہندوستان کو عیسائی بنایا جاوے اسکے لئے ایک آسان ترکیب اور وہ یہ ہے۔ کہ کل پادریوں وغیرہ کو وہاں سے بلا کر موقوف کر دیا جاوے اور توریت کے دس حکم پر جو سائنٹیفک ہیں خود عملدرآمد کریں۔ جب وہ دیکھیں کہ انجیل پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور ہم ان احکام کے مجسم نمونہ ہیں۔ تو ہم انکو خود اپنے پاس بلا کر وہ نمونہ دکھاویں پس ان لوگوں کی عملی حالت دیکھکر وہ خود خوش ہونگے عیسائی ہو جاوینگے الاسکا ایک نہایت سرد مقام ہے جہاں لوگ گرمی سے بچانیکے لئے داڑھی لمبی رکھتے ہیں [illegible] کہ سائنس کے ذریعہ سے جو تم انہیں سکھتی ہو وہ فوراً تم [illegible] ہے جس سے اندیشہ ہے کہ سردی سے مرض کی بیماری نہ [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذیابیطس کی مرض کا ذکر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مجھے سخت تکلیف تھی ڈاکٹروں نے اسمیں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اُسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہو تو تعجب کی بات نہیں مگر عسل (شہد) تو خدا کی وحی سے طیار ہوتا ہے اسلئے اسکی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی اگر یہ انکی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شِفَاءٌ لِلنَّاسِ فرمایا جاتا مگر اسمیں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اسکے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اسکی طیاری بذریعہ وحی کے ہے اسلئے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزا کو ہی لیتی ہوگی اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں تھوڑا ملا کر اسے پیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتٰے کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپکو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لیکر باغ تک چلا گیا اور وہاں دو رکعت اشراق نماز کی ادا کیں۔

خدا تعالیٰ کی ان صفات - رب - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین پر توجہ کیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجیب خدا ہے پھر جنکا رب ایسا ہو کیا وہ کبھی نامراد اور محروم رہ سکتا ہے رب کے لفظ سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ دوسرے عالم میں بھی ربوبیت کام کرتی رہیگی۔

جہاں اسباب غیر موثر معلوم ہوں وہاں دعا سے کام لے۔

مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۰۴ء - بوقت ظہر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی رویا سنائی۔

میں نے ایک مقدمہ دیکھا کہ بند باندھا ہوا ہے مگر وہ بالکل مفید نہیں ہے کچھ مسئلہ ہے۔ کہ اس اثنا میں مولوی صاحب نماز پڑھانے لگے ہیں اور انہوں نے سورۃ الحمد جہر سے پڑھی ہے اور اسکے بعد انہوں نے یہ پڑھا۔ **الفارق وما ادراک ما الفارق** اسوقت مجھے یہی معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف میں سے ہی ہے۔
ساتھ ہی ایک اور الہام ہوا۔ **روز نقصان بر تو نیاید۔**

حضرت حکیم نور الدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ بعض آریوں نے بہت ہی گندے کلمات قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ہانڈی میں جب ابال آتا ہے تو پھر بہت جلدی بیٹھ جایا کرتا ہے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اسلام جیسا مذہب جس میں خدا ... کیا ہے۔ اس کے مقابل پر ادمی کو کوئی خدا مانا جاسکتا۔ اسلام کا خدا اکمل کمالات کا مالک ہے۔ اور جبکہ روح اور اسکے خواص ... خود بخود ہیں تو وہ خدا کو کہہ سکتی ہے کہ تیرا

مجھ پر کیا حق ہے ... کسی قسم کی سزا دینے کے خدا شناسی میں ان لوگوں کی حالت ... ہے اور نیوگ میں تو کنجروں کو مات کر دیا ہے

انہوں نے ہر ایک بات پر اعتراض کا ٹھیکہ لے لیا ہے حالانکہ ایک عارف آدمی اس بات کا ہرگز قائل نہ ہوگا کہ کل اسرار الوہیت کو کوئی سمجھ سکے مثلاً اسقدر جو مخلوقات موجود ہے اور قسم قسم کے پتھر - بوٹیاں اور اشیاء ہیں کیا کوئی دعوے کر سکتا ہے کہ میں نے ہر ایک کے خواص پر احاطہ کر لیا ہے اور جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے اس سے بڑھکر اب اور کوئی حکمت الٰہی اسمیں ہرگز نہیں ہے اس لئے حق کے طالب کو چاہئے کہ وہ بات جس سے ایمان وابستہ ہوتا ہے اختیار کرے اور اسے سمجھے اور دوسری باتوں کیلئے اپنی ناقص عقل کو تسلیم کرے جوں جوں خدا تعالیٰ بصیرت دیگا توں توں اس کا علم بڑھیگا یہ نادانی ہے کہ انسان کے جسم کے اندر جسقدر قوائے ہیں انکی حکمت اور خواص پر تو نظر نہ کیجاوے اور بالوں کے ٹیڑھے ہونے یا اور اس قسم کی باتوں پر اعتراض کیا جاوے

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

سیالکوٹ سے واپس ہوتے ہوئے حضرت اقدس نے معہ ہمراہیان سفر کے رات کو بٹالہ میں قیام فرمایا تھا بٹالہ کی احمدی جماعت نے اس موقعہ پر حسن خدمات کا فخر اول مرتبہ حاصل کیا۔
زیر اہتمام قاضی نعمت علی صاحب احمدی اور چند دیگر احباب ریلوے ٹرین سے اترتے ہی چاء اور عمدہ کھانا طیار ملا۔ چارپائی اور مکان کا انتظام جو کہ سٹیشن کے متصل سرائے میں کیا گیا تھا نہایت عمدہ تھا جس سے کسی قسم کی تکلیف کی صورت کو نہیں ہوئی افسوس ہے کہ یہ خبر سیالکوٹ کے حالات قلمبند کرتے ہوئے رہ گئی۔

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۰۴ء - ایک شخص کی طرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہیں اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے ہیں یہ اپنی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہیں فرمایا انکی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے دیکھو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچے ہوں ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اسکا اپنا پیارا۔ تو کیا وہ اس اجنبی بچہ کی خاطر اپنے بچہ سے محبت چھوڑ دیگا نہیں - بلکہ ہرگز نہیں - پس جبکہ انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہیں بالکل خدا کا ہو جانا اور کسی حالت میں اس سے بیوفائی نہ کرنا پھر اولاد کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ فَاحْذَرُوْھُمْ** کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے ڈرتے رہو ... اگر ... تو ممکن ہے کہ ناراض ہو کر ... ہو جاوے - [illegible] ... ہو جاوے

مرجاوے تو پھر ویسے ابتلا آجاتا ہے پس ہر حالت میں موجب فتنہ اور فساد ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے۔ **ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا** ۔ دیکھو آنحضرت کے ۱۲ بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمیں لغزش نہ ہو ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیوں ایسا دعوے کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولادیں کیسی ہونگی صالح ہونگی - یا بدمعاش - اور نہ ان کے ہم پر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو ہم پر لاکھوں لاکھ احسان ہیں پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے۔ ہاں خدا کے حقوق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی خیال رکھو اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پھر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکو ست سو ایسے ایمان والے کے شیطان قریب بھی نہیں آتا وہ بھی تو وہاں ہی آجاتا ہے جہاں اسکو تھوڑی سی بھی گنجائش ملجاتی ہے جب خدا کو مقدم رکھا جاوے تو برکات کا نزول ہوتا ہے ہر ایک دوست سے اگر تم ادنے باتوں میں بدعہدی اور جھوٹ اور عہد شکنی سے کام لو تو وہ تمہیں کبھی نہیں رکھیگا پھر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین اور رب العزت ہے۔ **ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات** میں ثمرات سے مراد اولاد ہے۔ اور یہ خدا کیطرف سے ابتلا ہوتے ہیں اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے ایسے ... باتیں اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے۔ توبہ استغفار ہے اسکی کثرت کرو اور **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین** پڑھا کرو - اور اسکی کثرت کرو خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کریگا - خدا کا دامن نہ چھوڑنے والا گنہگار ہو کر بھی بخشا جاتا ہے - ہاں تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے پس توبہ استغفار کرو - اور نماز میں دعائیں کرتے رہو - اللہ تعالیٰ تمہارا آ

درخواست دعا - ہمارے دوست مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ایک عرصہ سے عارضہ تپ میں مبتلا ہیں نسبتاً بیشتر کچھ تخفیف ہے۔ مگر درخواست ہے۔ کہ ان کیلئے دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا کرے۔

اسی طرح ... علی خان صاحب ... ابتلا ... کی خبر دی ہے انکیلئے بھی احباب دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مومن جو دعا دوسرے کیلئے کرتا ہے خدا اسی کیلئے ... وہ دعا اسکے حق میں عطا کرتا ہے

غیر احمدی کے پیچھے نماز کی نسبت صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ کرو۔

۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء

نماز کے متعلق ایک اور ضروری مسئلہ

جب انسان نماز ادا کر رہا ہوتا ہے۔ تو بعض اوقات اس قسم کے حادثات پیش آتے ہیں جس سے کسی دوسرے کی جان یا خود اپنی جان کا اندیشہ یا کوئی اور نقصان عظیم الشان جس کا اثر انسان کے دین پر پڑے ہو جانیکا احتمال ہو تو ایسی صورت میں انسان کیا کرے۔ یہ امر ذیل کے استفسار اور اس کے جواب سے واضح ہوگا۔ استفسار یہ ہے ایک دوست ڈاکٹر محمد علی خان صاحب نے افریقہ سے کیا ہے جبکہ خود ہسپتال میں ایک ایسا واقعہ ہوا اور مسئلہ کی عدم واقفیت کیوجہ سے ایک شخص کو اسکی ملازمت سے موقوف ہونا پڑا خدا تعالیٰ اس بیچارے کو نیک اجر دے اگرچہ اسکو علم نہ تھا مگر نیت اسکی الٰہی احکام کی تعظیم کی تھی۔

وہ استفسار اور جواب یہ ہے

کہ اگر ایک احمدی بھائی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور باہر سے اسکا افسر آجاوے۔ اور دروازہ کو ہلا ہلا کر اور ٹھونک ٹھونک کر پکارے اور دفتر یا دوائی خانہ کی چابی مانگے تو ایسے وقت میں اُسے کیا کرنا چاہئے اسیوجہ سے ایک شخص نوکری سے محروم ہو کر ہندوستان واپس کیا گیا ہے۔

جواب۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ ایسی صورت میں ضروری تھا کہ وہ دروازہ کھولکر چابی افسر کو دیدیتا (یہ ہسپتال کا واقعہ اور اسلئے فرمایا) کیونکہ اگر اسکے التوا سے کسی آدمی کی جان چلی جاوے تو یہ سخت معصیت ہوگی۔ احادیث میں آیا ہے کہ نماز میں چلکر دروازہ کھولدیا جاوے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ایسے ہی اگر لڑکے کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو یا کسی موذی جانور سے جو نظر پڑتا ہو ضرر پہونچتا ہو۔ تو لڑکے کو بچانا اور جانور کو مار دینا اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہے گناہ نہیں ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ گھوڑا کھل گیا ہو تو اُسے باندھ دینا بھی مفسد نماز نہیں ہے۔ کیونکہ وقت کے اندر نماز تو پھر بھی پڑھ سکتا ہے۔

نوٹ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اشد ضرورتوں کے لئے نازک مواقع پر یہ حکم ہے یہ نہیں کہ ہر ایک قسم کی رفع حاجت کو مقدم رکھکر نماز کی پروا نہ کیجاوے اور اسے بازیچہ طفلاں بنا دیا جاوے ورنہ نماز میں اشغال کی سخت ممانعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک دل اور نیت کو بخوبی جانتا ہے

مقدمہ کے متعلق

مقدمہ کے متعلق ذیل ہے دائر ہونیکی خبر پہلے لکھ چکے ہیں ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء پیشی کیلئے تاریخ مقرر تھی مگر جناب سشن جج صاحب نے دو تو اپیل کے تاریخ مقررہ پہلی ہی فیصلہ کر دیا اور ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کرکے نوٹس اپیل کی اجرا کی ہوگیا کہ ۲ جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہوگا۔ اسلئے احباب دعا کرتے رہیں۔

حالات جلسہ سیالکوٹ

کچھ تو بیماری اور بعض دیگر مجبوریوں کیوجہ سے میں حضرت اقدس کے ہمراہ سیالکوٹ نہ جاسکا تھا اور جن ایام میں پہونچا تو بھی بیمار ہی تھا۔ اسلئے مفصل احوال کو قلمبند اور نوٹ نہ کر سکا یہ حالات چونکہ ہمعصر الحکم نے بسط سے لکھے ہیں اس لئے اُسکے بعض بعض حصے ایسے ناظرین کیلئے جنکے پاس الحکم نہیں جاتا درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت کا جلوس | یوں تو کل یوم ھو فی شان۔ ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ میں عجیب و غریب صبح تھی جو لا انتہا برکات اور ساتھ ہی لعنت کو لئے ہوئے اہل سیالکوٹ کیواسطے آئی تھی سعادتمند دل خدا ترسوں نیکدل راستی اور سلامتی کے فرزندوں کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تھی دشمنان حق اور خدا تعالیٰ کے سرکشوں اس کے ماموروں کے دشمنوں کیلئے ان کے حسب حال بُرا نتیجہ پیش کرنیوالی تھی آج وہ دن تھا کہ حضرۃ حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر گاہ کو جانیوالے تھے اور خدا تعالیٰ کے تازہ فضلوں اور انعامات کو پیش کرنیوالی تھی۔ اسلئے صبح ہی سے بازار کی دوروَیہ دوکانیں بام و در جدہر نظر اُٹھاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے مخالف ملاں جسقدر وعظ کہکر لوگوں کو زیارت سے روکتے تھے اُسیقدر زور کیساتھ لوگ ادہر آرہے تھے قریباً ساڑھے چھ بجے اعلیٰ حضرت اپنے ایوان سے نیچے اُترے۔ ملاقات کرنیوالے ایکدوسرے پر گرے پڑتے تھے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت مصافحہ کرنیوالوں کو روکدیا جاوے۔ حضرت ابھی مکان سے اترے نہ تھے کہ ایک شخص میاں نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے توسط سے نہایت عجز و الحاح سے عرض کیا کہ حضور جب لیکچر گاہ کو تشریف لے چلیں تو میرے گھر میں قدم ضرور رکھدیں تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گھر میں برکات کا موجب ہو یہ حسن ارادت و عقیدت حضرت اقدس کو اس کے گھر نے گیا اور چند منٹ اس کے گھر میں ٹھہر کر حضرت تشریف لے آئے

روانگی لیکچر گاہ کو | اور اپنی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے ہوئے تھے بازار میں گاڑیوں کا اچھا خاصہ سلسلہ تھا قریباً پندرہ سولہ گاڑیاں یکے بعد دیگرے کھڑی تھیں۔

مسیح اور مسیح موعود | اس نظارہ کو دیکھکر ہمیں غریب یسوع ناصری یاد آگیا۔ جو نہایت حسرت بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

آہ! لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہیں کہ اپنا سر دھرے یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں برخلاف اس کے خدا کا یہ برگزیدہ مسیح موعود عجیب خداداد شان اور شوکت کیساتھ جلوہ گر ہوا ہے وہ گمنام تھا۔ لیکن ان کا نام آفاق میں پھیلایا گیا اسکے موافق جو خدا نے اُسے کہا کہ میں تیرا نام آفاق میں پھیلاؤنگا وہ تنہا تھا لیکن لاکھوں انسانوں کو اس کا قادر خدا کھینچ کر اسکے قدموں پر زندہ کرنیکے لئے لے آیا۔ اسی کے موافق جو پہلے سے کہا تھا۔ کہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ وَیَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ انہیں باتوں کو مدنظر رکھکر اور دوسرے وجوہات فضیلت کو دیکھکر ہم کہتے ہیں کہ خدا کے جری کو سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دو رویہ انسانوں کی سڑک میں یہ جلوس گذرا لوگ گاڑیکے ساتھ بھاگے جاتے تھے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کچھ عجب نہیں کہ کئی بیچارے مجروح ہو گئے ہوں مگر یہ عجیب کشش اور جذب تھا کہ ایسی حالت میں بھی لوگوں کو کھینچے لئے جاتا تھا دوکانیں اس روز جلسہ میں شریک ہونے کی خوشی یا شوق کیوجہ سے بند تھیں اور وہاں آدمی ہی آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔

پھر لیکچر گاہ | یہ سارا جلوس لیکچر گاہ میں داخل ہوگیا۔ اسوقت لوگوں کا اضطراب اور کشمکش بھی عجیب لطف بخش تھی ہر شخص کوشش کرتا تھا کہ میں ایسی جگہ پر بیٹھوں جو قریب تر ہو جہاں سے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑھنے والے کو دیکھ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ دونوں ہی سرزمین سیالکوٹ میں اپنی عمر کا نمایاں حصہ بلکہ وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار چکے تھے۔ یعنے حضرت اقدس مسیح موعود بھی سیالکوٹ میں چوتھائی صدی بیشتر کے قریب رہ چکے تھے اور حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص سیالکوٹ کے باشندے اور وہیں کے رہنے والے ہیں حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور تکریم تو بہر حال ہونی ہی تھی مگر سیالکوٹ میں مولوی عبدالکریم صاحب بھی خاص عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں جو مولوی صاحب کی پاک سیرت کا عمدہ گواہ ہے۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ نمایاں جگہ حاصل کروں اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس مقصد میں کوشش کرتا رہا۔

حضرت اقدس لیکچر گاہ میں

جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک نمایاں جگہ پر ایک کرسی بچھائی ہوئی تھی جس پر اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے آپ کا نورانی چہرہ ... نظارہ کا عملی سبق دینے والی آنکھیں ناظرین اور سامعین کی اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی تھیں آپ کی شکل و شباہت انبیاء بنی اسرائیل کا سا نمونہ دکھا رہی تھی۔ غرض حضور رضیہ اس شان سے جلوہ افروز تھے کہ ہمارا قلم اسے ادا نہیں کر سکتا۔ دل بے اختیار آپ کیطرف کھینچے جاتے تھے۔ ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ اسوقت خواہ مخواہ نیکی۔ خدا ترسی۔ نوع انسان کی خدمت کے خیالات موجزن تھے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں مصروف ہیں اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی خدا رسیدہ بزرگ تھا۔

حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپ کیساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی کہ یکایک اس مہر خاموشی کو ایک معزز بیرسٹر نے توڑا اپنے کھڑے ہو کر فرمایا۔

> میں اس جلسہ کے لئے جناب مولانا مولوی
> حکیم نورالدین صاحب کو پریسیڈنٹ ہونے
> کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ
> آپ سب صاحب منظور کریں گے

اس تجویز کے جو لعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا نے کی تھی تائید ہوئی اور حضرت حکیم الامۃ افتتاحی تقریر پر کھڑے ہوئے۔

حکیم الامۃ کی افتتاحی تقریر

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کی سرائے میں منعقد ہونیوالے آج کے جلسہ نے جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کچھ بھی تعجب نہیں کہ **ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز** نے حکیم الامۃ کی اس حالت کیطرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے اور ایک ممتاز عہدہ دار وہی شخص آج محض خدا کے لئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ (ایسی درویشی پر ہزار ملک سلطنتیں نثار ہوں) حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کے لئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے۔

مولوی صاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی دلیل تھی یعنی پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تھا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہو گیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰ حضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامۃ کا اپنا وجود۔

عبدالکریم صاحب کا نام لیکچر کے اشتہار میں بھی عام طور پر دیا گیا تھا۔ یہ واقعات چونکہ ایک پاک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی نہ ڈالنا اور جو جو نتائج حقہ ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والے کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھیریں گے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسی قدر تفصیل سے بحث کریں۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقع ملا ہو۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنے کیواسطے کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے۔ جو قوم کا مشارٌ الیہ ہو اپنے علم و فضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو اور جہاں تک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو۔ اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے۔ پھر اس کے لیکچر کے لئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے۔ جو عام گذرگاہ کے موقعہ پر ہو غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر ایسے عظیم الشان انسان کیطرف سے تھا جو دنیا میں **غیر معمولی** شہرت رکھتا تھا لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کو پڑھنیوالا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی **زاد بوم** ہے جہاں انہوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے۔ اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وقیع اور ممتاز انسان نہ ہوتا اور اپنے تقوے اور نیک چلنی کیوجہ سے خاص امتیاز حاصل نہ کر چکا ہوتا۔ تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تھا لوگ اسطرف اسقدر توجہ کرتے حضرت مولوی صاحب کا نام اہالیان شہر کی کشش کیلئے ایک ضمانت تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرے کو اسوقت تک ہماری جماعت میں یہ فضل نہیں ملا ہم نے حضرت حکیم الامت سے بلاواسطہ خود سنا ہے انہوں نے فرمایا سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے حکیم الامۃ کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلےٰ ہے

مگر این گلے را رنگ و بوئے دیگر است حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں سجتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تبھی اُسے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر **مسلمانوں کا لیڈر فرمایا۔** آجتک جسقدر جلسوں میں حضرت اقدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اسکے پڑھنے والا یہی شخص تھا جلسہ **مذاہب** میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا لاہور کا پچھلا لیکچر بھی اسی نے پڑھا اس سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم کیساتھ جب مباحثہ ہوا اسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا۔ اور یہ لیکچر بھی اسی نے پڑھا۔

یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے رکھا ہے۔ اور دوسرے کو اسوقت تک اس میں شریک نہیں کیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاۤءُ

سناتن دھرم گزٹ لاہور

> کرمک پروانہ را چوں موت می آید فراز
> مے فتد بر شمع سوزاں ازرہ شوخی و ناز

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر حضرت سری کرشن علیہ السلام کے اوتار ہونیکا دعویٰ کیا ہے تب سے ہم دیکھتے ہیں کہ سناتن دھرم ہندوؤں میں بھی ایک جوش بے تمیزی پیدا ہو گیا ہے اسکا پتہ ہمیں لاہور کے سناتن دھرم گزٹ سے ملا ہے۔ جس نے ڈوموں اور نقالوں کیطرح اپنے خریداروں کو خوش کرنیکے لئے کلام کا پیرایہ اختیار کیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس موقع پر جبکہ علمی باتوں اور لیاقتوں اور تحقیقاتوں کا وقت تھا گزٹ صاحب کو کیا سوجھی کیا اسکا خیال ہے کہ وہ اس قسم کے اوباشانہ تحریروں سے خدا تعالےٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو توڑ دیگا۔ ہرگز نہیں اس قسم کی تحریروں سے سوائے اسکے کہ اسکی طینت کی ناپاکی ظاہر ہو اور کیا معلوم ہو سکتا ہے۔

جس حالت میں کہ سناتن دہرم لوگ بھی اس زمانہ کو ایک کلجگ زمانہ قرار دیتے ہیں اور ایک بڑے اوتار کے منتظر ہیں تو ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب کا خود کو کرشن اوتار قرار دینا کونسی بے محل بات تھی جسپر سناتن دہرم گزٹ جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اس دعوے پر اگر اسے اعتراض تھا تو اسکی شان کے یہ شایان تھا کہ وہ اپنی معتبرہ کتب کے حوالہ سے استدلال کا طریق اختیار کرتا اور بتلاتا کہ فلاں فلاں وجوہات پر یہ دعوے ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے اور سری کرشن اوتار کے لئے فلاں فلاں قسم کے نشانات اور علامات کا بیرونی اور اندرونی طور پر موجود اور ظاہر ہونا ضروری ہے یہ ایک معقول پیرایہ تھا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تحقیق الادیان و تبلیغ الاسلام

(از محمد صادق)

سب حمد اور شکر اللہ کے لئے ہے جس نے انسان کو شیطانی خطرات سے نجات بخشا ہے اور راہ مستقیم پر اسکو چلا کر ظلمات کی ٹھوکروں اور ہلاکتوں سے بچایا۔ دنیا میں جو تاریکی انسان نے اپنی غفلت سے اور بدکاری سے پھیلا رکھی تھی اس سے بچنا کسی کی طاقت میں نہ تھا۔ اگر خود خداوند عالم اپنے رحم کے تقاضا سے انسان کو آواز دیکر اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسکو سیدھی سڑک پر نہ ڈالدیتا۔ پھر صلوٰۃ ہو اور سلام ہو۔ اور رحمتیں ہوں اور برکتیں ہزاروں ہزار ان پاک اور معصوم وجودوں پر جنکو خدا نے اس قابل بنایا۔ کہ وہ اسکی آواز سنائیں اور خلقت اور انکے رب کے درمیان صلح کرا دینے کا جوش ان کے دلوں میں ہو۔ اُدھر خلقت کو سمجھائیں اور سیدھے راہ پر لائیں اِدھر خدا کے آگے روئیں اور گڑگڑائیں۔ بالخصوص اُس پاک مطہر مقدس۔ مزکے شفیع پر ہزاروں ہزار صلوٰۃ اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ کہ جو مخلوق الٰہی کی غمخواری میں اور اپنے خالق کی محبت میں ایسا گداختہ ہوا۔ کہ بجز قرآن مجید کی وحی کے اسکے لئے کوئی شے موجب تسکین نہ ہوئی اے خدا کے پیارے قربان ہوں ہم اور ہماری جانیں تجھ پر اور تیری راہ پر اور تیرے جو تیرے سے راہ کے مسافروں کو بھیڑیوں اور کتوں اور قزاقوں سے بچانے کے لئے آج سپاہی کی طرح کمر باندھ کر کھڑا ہوا ہے۔ اور ایسا کھڑا ہوا ہے کہ نہ اسے رات کو آرام کی نیند ہے اور نہ دن کو عیش کی زندگی وہ تیری محبت میں ایسا محو ہوا۔ کہ نہ اسے اپنے سر کی خبر رہی نہ پاؤں کی۔ ہاں یہی اسکی وہ نشانیاں تھیں جو تو نے پہلے سے بیان کی تھیں ۔

پھر مبارک ہیں وے جو اس بہادر سپاہی ان بہادروں کے سردار کی حمایت اور نصرت میں کھڑے ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وہ خدا کے ساتھ ہیں اور خدا اُنکے ساتھ ہے۔ وہ ستارے ہیں جو سورج سے روشنی لیتے ہیں اور اندھیری رات کے چراغ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن۔

اس تاریکی کے زمانے میں جب یہ خدا کے پیارے مخلوق الٰہی کو سیدھی راہ پر بلا رہے ہیں تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ میں بھی انکی امداد کروں جو خود کمزور ہو وہ کسیکی کیا مدد کریگا۔ مگر ایسے پرجوش اور پرطاقت باہمت عالی حوصلہ۔ عالی دماغ اصحاب کے کارناموں کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے ہوئے دیکھکر یہ شوق پیدا ہوا کہ سپاہیانہ میں کبھی لگا کچھ ہاتھ ہلانے اور کچھ آواز بلند دینے۔ بھلا اس چھوٹے سے ہاتھ اور باریک سی آواز سے کیا کر سکتا تھا۔ مگر خدا نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے جو دنیا بھر کو تبلیغ پہنچائی تھی تو اسکے واسطے سامان بھی ایسے ہی مہیا کر دیئے۔ پس میرے ہاتھ اور آواز کو ڈاک نے ایسی مدد دی کہ میں گھر بیٹھے بیٹھے انگلستان۔ امریکہ اور جاپان تک جانے لگا اور لو کیا کر سکتا تھا۔ پھر دو باتوں کی رفتہ رفتہ عادت سمجھو۔ قوت سمجھو نشہ سمجھو۔ کچھ سمجھو۔ وہ کام آہستہ آہستہ کرنے لگا۔ ایک تو یہ کہ جہاں کہیں کوئی نیا فرقہ دیکھا۔ گمراہی کا کوئی خوفناک گڑھا پایا ضلالت کا کوئی ہولناک کنواں معلوم کیا۔ اُنکی خبر خدا کے مسیح کو بتا دی۔ تاکہ وہ اُنکی دستگیری کیلئے توجہ کرے اور دوسرا یہ کہ جو ملا کسی نہ کسی بہانہ اسکے کان میں کچھ اسلام اور اسلام کے بانی علیہ السلام اور اسلام کے موجودہ امام کی خبر ڈال دی کسی نے گالی دی کسی نے برا منایا۔ کوئی ہنسکر خاموش ہو رہا۔ کسی نے خشک شکریہ میں ٹالا۔ کوئی تھوڑی دور ساتھ ہو لیا۔ اور پرساں حال رہا۔ پر میں اپنا کام کئے گیا یہاں تک کہ بعض رشید اور سعید ایسے نکلے جنہوں نے اس آواز کو قبول ہی کر لیا۔

اس کام کی ابتدا کوئی تین سال سے ہے۔ اسکے واسطے جو خرید اخبارات خرید کتب ڈاک اسٹیشنری وغیرہ کا خرچ درکار ہوا۔ جس میں مجھے یہاں کے بعض دفاتر مثلاً میگزین اور خود حضرت مسیح علیہ السلام اور بعض دوستوں سے مدد ملتی رہی۔ مثلاً کوئی عمدہ کتاب اس کام کے مفید وقت میں چھپی۔ تو دفتر میگزین نے خرید کر دی یا حضرت نے خود ہی فرمایا کہ یہ کتاب منگالو۔ اسکی قیمت ہم دیں گے یا شیخ رحمت اللہ صاحب جیسے کسی دوست نے ولایتی کاغذ لفافے بھیج دیئے غرض اسطرح سے کام چلتا رہا۔ اور چل رہا ہے مگر کوئی نو ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ ایک دوست بابو محمد الٰہی صاحب سب پلیڈر کوہاٹ نے مجھے خط لکھا کہ میں مع چند اور احباب کے آپ کو اس کام کیواسطے کچھ ماہوار چندہ دینا چاہتا ہوں۔ میں ڈرا کہ میرے واسطے ایسے چندہ کا اگرچہ وہ خفیف رقم ہی ہو لینا جائز ہوگا یا نہ ہوگا۔ اسواسطے میں نے بابو صاحب کو جواب لکھا کہ سردست میں کوئی ماہوار چندہ نہیں لے سکتا۔ ہاں آپ کی تحریک پر میں اس امر کے متعلق استخارہ کرونگا۔ اور حضرت امام سے حکم طلب کرونگا پھر جو نتیجہ ہوگا۔ دیکھا جائیگا۔ اس کے بعد کوئی چھ ماہ تک مجھے ایسا موقعہ نہ ملا۔ کہ میں اس امر کیطرف توجہ اور استخارہ کرتا۔ چھ ماہ کے بعد مجھے ایک وقت میسر آیا۔ کہ میں نے دعا کی اور استخارہ کیا اور پھر حضرت امام علیہ السلام کیخدمت میں یہ سب باتیں عرض کیں اور یہ بھی دریافت کیا۔ کہ آیا اس کام کو میں جاری رکھوں یا نہ رکھوں۔ حضرت امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" میرے نزدیک جہانتک کچھ وقت اور حرج واقعہ نہ ہو۔ اس کام میں کچھ مضائقہ نہیں موجب تبلیغ ہے۔ اور جو صاحب اس کام میں مدد دینا چاہیں وہ بے شک دیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔

اسپر میں نے بابو محمد الٰہی صاحب کو اطلاع دی۔ جو رقم اس امر کے متعلق میرے پاس وقتاً فوقتاً آئیگی اسکی رسید کسی اخبار میں دیدیا کرونگا۔ اور ساتھ ہی میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ ہر ہفتہ میں بذریعہ کسی اخبار کے ایک رپورٹ اس کارروائی کی چھاپ دیا کروں تاکہ احباب کے واسطے ازدیاد ایمان اور معرفت معلومات ہو۔ چونکہ اس کام کے دو حصے ہیں یعنی غیر مذاہب کی تحقیقات اور اسلام کی تبلیغ۔ اسواسطے یہ مضامین تحقیق الادیان و تبلیغ الاسلام کی سرخی کے ذیل میں نکلا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ چنانچہ اس ہفتہ میں امریکہ کے ایک نومسلم انگریز کا خط آیا ہے۔ جس کی پہلے ہم کو خبر بھی نہ تھی میں نے اسکا نام اور پتہ اور اس کے شرقی علوم سے واقف ہونے کی خبر ایک کتاب فروش کے اشتہار میں پڑھی تھی کیونکہ صاحب موصوف نے ایک کتاب پر اپنی رائے لکھی تھی پس میں نے اسکو ایک خط لکھا۔ میں اپنے خط کے ترجمہ کو مع جواب کے ترجمہ کے نیچے درج کرتا ہوں......

محمد صادق عفی عنہ....

میرا خط بنام ڈاکٹر بیکر صاحب بمقام فلیڈلفیا

از قادیان ضلع گورداسپور۔ ملک ہند۔ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۶ء۔

ڈیئر ڈاکٹر۔ اگر اتفاق کوئی شے ہے تو میں کہسکتا ہوں کہ صرف اتفاق سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ علوم مشرقیہ کے فاضل ہیں اور دنیا کی قریب اکیدرجن زبانوں سے واقف ہیں دراصل میں تو اتفاق کا قائل نہیں کیونکہ میں تو یہی ایمان رکھتا ہوں۔ کہ سب کچھ خدا ئے قادر کی رضی سے دنیا میں ہوتا ہے آپ ایک مشرقی علوم کے فاضل ہیں اور میں ایک مشرقی آدمی ہوں اور اسیواسطے میں آپ کو یہ خط لکھتا ہوں۔ کیونکہ مشرق کی ساری زبانوں سے میں بھی واقف ہوں جو بانیں آپکو لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ مشرقی الہام اور مذہب۔ اور صلاحیت پر لیکن پیشتر اسکے کہ میں کچھ لکھوں میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے عقائد کیا ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ یسوع مسیح ایک انسان تھا۔ اور خدا کا نبی تھا۔ خدا واحد ہے تثلیث کوئی شے نہیں خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ سبکو نیک و بد اعمال کا بدلہ ملتا ہے کفارہ باطل ہے۔ خدا اپنے نبیوں رسولوں اور مسیحوں کو ہمیشہ مبعوث کرتا رہتا ہے جو خدا سے الہام پاکر دنیا کی اصلاح کرتے ہیں

ضروری اطلاع

اس اخبار کے ہمراہ ایک چٹھی اور ایک کارڈ سابقہ خریداروں کے لئے ارسال ہے۔ چٹھی میں چند ضروری عرضداشتیں ہیں جو کہ ہر ایک کی توجہ کے لائق اور مالی نقصان کی تلافی کی تدبیر ہے جس کی شکایت بعض احباب نے بذریعہ خط کی تھی اور جسکی عام طور پر شکایت سنی جاتی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سے بڑھکر اور کیا صفائی معاملات میں ہو سکتی ہے۔ کہ ہم حتے الوسع لوگوں کے مال واپس کرنے کو طیار ہیں۔ اس چٹھی کو بغور مطالعہ فرما کر کارڈ کے ذریعہ سے جواب دیا جاوے کیونکہ نیا سال اور نئے معاملات ہیں اس چٹھی میں ہم نے خریداروں کو ۳ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور خاص قسم کے خریداروں کے لئے ایک بیش قیمت کتاب سالانہ نذر کرنی چاہی ہے اور یہ سب اس لئے ہے کہ کارخانہ کا سٹاف مکمل ہو کر ہر ایک کی شکایت رفع ہو۔ دین کی خدمت احسن طور پر ہو ہمارا وجود بہ نسبت پیشتر کے زیادہ نافع الناس ہو سکے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی شان جس جس طرح سے بذریعہ تقریروں وغیرہ کے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور توحید کی عظمت کھل رہی ہے اور باطل پر موت آرہی ہے وہ سب احسن اور اکمل طور پر ضبط ہو کر محفوظ ہو سکے جس کے لئے کثیر اخراجات اور بڑے سٹاف کی ضرورت ہے امید ہے کہ جناب اس چٹھی کو مطالعہ فرما کر اس کار خیر میں حتے الوسع کارخانہ کے ممد و معاون ہر پہلو سے ثابت ہوں گے۔ اور سب توفیق اللہ تعالیٰ کو ہے اور اسی کے فضل سے سب کام چلتے ہیں۔

خط و کتابت امدادی فنڈ

منشی عبدالحق صاحب احمدی برجنیو ماسٹر سنکھترہ باوجود اسکے کہ آپ قلیل مشاہرہ پاتے ہیں تاہم انشراح صدر سے اجازت دیتے ہیں کہ ۱۹۰۵ء کی قیمت کے ساتھ ۱۹۰۴ء کی قیمت وصول کر لیا دے

احمدی گجراتی جو کہ قادیانی اخباروں کے قابل قدر ناظر ہیں دو خریدار البدر کو دیتے ہیں

منشی وزیر علی صاحب بھی فراخ دلی سے البدر کی خریداری کی درخواست ارسال کرتے ہیں آپ بمبئی میں ایک قلیل معاش کے آدمی ہیں مگر حضرت کے کلمات سے بہرہ ور ہونیکا شوق ہے کہ قادیان سے واپس جا کر اخبار ضرور چاہتے ہیں

بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک کمشنر آفس لودہانہ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال میں دس احباب کے نام اخبار اپنے خرچ پر جاری کرایا تھا۔ اس سال آپ پھر بڑی فراخ حوصلگی سے تحریر کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے نام اخبار جاری رہے اسلئے میں اپنے قلیل معاش دوستوں اور عزیز بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ البدر کی خدمات سے مستفیض ہونیکے لئے پھر خدا تعالےٰ کا فضل بابو غلام محمد صاحب کی معرفت انکے شامل حال ہوا۔ لیکن گذشتہ سال میں مینے انکے ارشاد میں تصرف کرکے بعض لوگوں کے نام اخبار نصف قیمت پر جاری کیا تھا۔ اور اس سال میں کسی قسم کے تصرف کو پسند نہیں کرتا دس احباب کے نام اخبار بلا کسی قیمت کے جاری رہیگا۔

علاوہ ازیں بابو صاحب موصوف اپنا زر چندہ بابت ۱۹۰۴ء ہمراہ چندہ ۱۹۰۵ء دینے کا وعدہ فرماتے ہیں خدا ان کو جزا ئے خیر دیوے بابو صاحب موصوف کے ذریعہ جن لوگوں کو یہ فیض حاصل ہے۔ انکی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بابو صاحب کے لئے دعا فرماویں۔ استفادہ روحانی کے لئے وہ ایک خاص تبدیلی اپنی بعض باتوں میں چاہتے ہیں خدا تعالے انکو قوت اور طاقت دیوے اور اسکے لئے مناسب اسباب مہیا کر دیوے یہ دعا ہماری طرف سے ہے

منشی نواب خان صاحب ثاقب جنہوں نے حضرت مولانا مولوی عبداللطیف صاحب شہید رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت پر ایک مرثیہ جام شہادت نام سے تصنیف فرمایا ہے اس کی یکصد جلدیں البدر کی امدادی فنڈ میں دیئے ہیں ان کی قیمت ۱۲ روپیہ ہوتی ہے کارخانہ شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہے

ان تمام معاونین کے لئے دعا ہے کہ خدا تعالے کا فضل اور رحمت ان سب کے شامل حال ہو۔ آمین۔

تبدیلی پتہ۔ حکیم شاہنواز صاحب احمدی جو کہ راولپنڈی میں مطب کرتے ہیں۔ عام اطلاع کیلئے ذیل کا پتہ اعلان کرتے ہیں۔

حکیم شاہنواز متصل سرائے دیوان چند سہگل جو کی امین نمبر

میں مسلمان ہو گیا

یعنی کتاب اختیار الاسلام جس میں جناب عبدالرحمن صاحب ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے مذہب سکھ اور آریہ کو ترک کرنے اور اسلام کو اختیار کرنیکے وجوہ بڑی وضاحت سے تحریر کئے ہیں جسکے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اثبات دعاوی اور آریہ مذہب کے ابطال پر بڑی روشنی ڈالی گئی ہے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ماہ مئی ۱۹۰۴ء میں ایک ماہوار رسالے کے ذریعہ اس قسم کے مذہبی تواریخ کا سلسلہ تجویز کیا تھا۔ الحمد للہ کہ آج اس آرزو کو ایک رنگ میں پورا ہوتے دیکھتے ہیں حضرت مولانا نور الدین اور مولانا عبدالکریم صاحب، اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے۔ ماسٹر صاحب کو اس نام "میں مسلمان ہو گیا" الہاماً بتلایا گیا ہے۔ امید ہے احمدی جماعت اس کتاب کو خرید کر دیگر مذاہب کے لوگوں میں اشاعت کریگی مگر اس غرض کی تکمیل کیلئے مصنف کو ضروری ہے کہ قیمت میں خاص رعایت رکھے پہلا حصہ جسکی قیمت ۴ہ ہے ایک صد صفحہ کا ہے۔ اور عنقریب شائع ہو گیا ہے درخواست جلد ماسٹر صاحب کے نام آوے۔

عید - عید - عید

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عید الفطر کا مبارک دن گذر چکا ہے اسواسطے میں آپ کو پر موقعہ یاد دلاتا ہوں چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے یتامےٰ اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کرکے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرماویں بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانیکی عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کیواسطے بہت فنڈ کی ضرورت ہے جس کا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے والسلام

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

میر الحکم

ضروری اطلاع

اس اخبار کے ہمراہ ایک چٹھی اور ایک کارڈ سابقہ خریداروں کے لیئے ارسال ہے چٹھی میں چند ضروری عرضداشتیں ہیں جو کہ ہر ایک کی توجہ کے لائق اور مالی نقصان کی تلافی کی تدبیر ہے جس کی شکایت بعض احباب نے بذریعہ خط کی تھی اور جسکی عام طور پر شکایئت سنی جاتی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سے بڑھکر اور کیا صفائی معاملات میں ہو سکتی ہے۔ کہ ہم حتے الوسع لوگوں کے مال واپس کرنے کو طیار ہیں اس چٹھی کو بغور مطالعہ فرماکر کارڈ کے ذریعہ سے جواب دیا جاوے کیونکہ نیا سال اور نئے معاملات ہیں اس چٹھی میں ہم نے خریداروں کو ۳ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور خاص قسم کے خریداروں کے لیئے ایک بیش قیمت کتاب سالانہ نذر کرنی چاہی ہے اور یہ سب اس لیئے ہے کہ کارخانہ کا شفاف مکمل ہوکر ہر ایک کی شکایت رفع ہو۔ دین کی خدمت احسن طور پر ہو ہمارا وجود بہ نسبت پیشتر کے زیادہ نافع الناس ہو سکے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی شان جس جس طرح سے بذریعہ تقریروں وغیرہ کے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور توحید کی عظمت کھل رہی ہے اور باطل پر موت آ رہی ہے وہ سب احسن اور اکمل طور پر ضبط ہو کر محفوظ ہو سکے جس کے لیئے کثیر اخراجات اور بڑے سامانوں کی ضرورت ہے امید ہے کہ جناب اس چٹھی کو مطالعہ فرماکر اس کار خیر میں حتے الوسع کارخانہ کے ممد و معاون ہر پہلو سے ثابت ہوں گے۔ اور سب توفیق اللہ تعالیٰ کو ہے اور اسی کے فضل سے سب کام چلتے ہیں۔

خط و کتابت امدادی فنڈ

منشی عبدالحق صاحب احمدی بخشی پٹماسٹر سنکھترہ باوجود اسکے کہ آپ قلیل مشاہرہ پاتے ہیں تاہم انشراح صدر سے اجازت دیتے ہیں کہ ۱۹۰۵ء کی قیمت کے ساتھ ۱۹۰۴ء کی قیمت وصول کیا وے

احمدی گجراتی جو کہ قادیانی اخباروں کے قابل قدر نامہ نگار ہیں دو خریدار البدر کو دیتے ہیں

منشی وزیر علی صاحب بھی فراخ دلی سے البدر کی خریداری کی درخواست ارسال کرتے ہیں آپ بھی ہیں ایک قلیل معاش کے آدمی ہیں مگر حضرت کے کلمات سے بہرہ ور ہونیکا شوق ہے کہ قادیان سے واپس جاکر اخبار ضرور چاہتے ہیں

بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک کمشنر آفس یوگنڈا نے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال میں دس احباب کے نام اخبار اپنے خرچ پر جاری کرایا تھا۔ اس سال آپ پھر بڑی فراخ حوصلگی سے تحریر کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے نام اخبار جاری رہے اسلیئے میں اپنے قلیل معاش دوستوں اور عزیز بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ البدر کی خدمات سے مستفیض ہونیکے لیئے پھر خدا تعالیٰ کا فضل بابو غلام محمد صاحب کی طرف سے انکے شامل حال ہوا۔ لیکن گذشتہ سال میں میں نے انکے ارشاد میں تعرف کرکے بعض لوگوں کے نام اخبار بنصف قیمت پر جاری کیا تھا۔ اور اس سال میں کسی قسم کے تعرف کو پسند نہیں کرتا دس اصحاب کے نام اخبار بلا کسی قیمت کے جاری رہیگا۔

علاوہ ازیں بابو صاحب موصوف اپنا زر چندہ بابت ۱۹۰۴ء ہمراہ چندہ ۱۹۰۵ء دینے کا وعدہ فرماتے ہیں خدا ان کو جزا ئے خیر دیوے بابو صاحب موصوف کے ذریعہ جن لوگوں کو یہ فیض حاصل ہے۔ انکی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بابو صاحب کے لیئے دعا فرماویں۔ استفادہ روحانی کے لیئے وہ ایک خاص تبدیلی اپنی بعض باتوں میں چاہتے ہیں خدا تعالیٰ انکو قوت اور طاقت دیوے اور اسکے لیئے مناسب اسباب مہیا کر دیوے یہ درخواست بذریعہ تار آئی ہے

منشی نواب خان صاحب ثاقب جنہوں نے حضرت مولانا مولوی عبداللطیف صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر ایک مرثیہ جام شہادت نام سے تصنیف فرمایا ہے اس کی یکصد جلدیں البدر کی امدادی فنڈ میں دیئے ہیں ان کی قیمت ۲۵ روپیہ ہوتی ہے کارخانہ شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہے

ان تمام معاونین کے لیئے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت ان سب کے شامل حال ہو۔ آمین۔

تبدیلی پتہ - حکیم شاہنواز صاحب احمدی جو کہ راولپنڈی میں مطب کرتے ہیں۔ عام اطلاع کیلئے ذیل کا پتہ اعلان کرتے ہیں۔

حکیم شاہنواز متصل سرائے دیوان چند سہگل چوک البیس نمبر ۲

میں مسلمان ہو گیا

یہ نئے کتاب اختیار الاسلام جس میں جناب عبدالرحمن صاحب ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے مذہب سکھ اور آریہ کو ترک کرنے اور اسلام کو اختیار کرنیکے وجوہ بڑی وضاحت سے تحریر کیئے ہیں جسکے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اثبات دعاوی اور آریہ مذہب کے ابطال پر بڑی روشنی ڈالی گئی ہے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ماہ مئی ۱۹۰۴ء میں ایک ماہوار رسالے کے ذریعہ اس قسم کے مذہبی تواریخ کا سلسلہ تجویز کیا تھا۔ الحمدللہ کہ آج اس آرزو کو ایک رنگ میں پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں حضرت مولانا نورالدین اور مولانا عبدالکریم صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے۔ ماسٹر صاحب کو یہ نام "میں مسلمان ہو گیا" الہاماً بتایا گیا ہے۔ امید ہے کہ احمدی جماعت اس کتاب کو خرید کر دیگر مذاہب کے لوگوں میں اشاعت کریگی مگر اس غرض کی تکمیل کیلئے مصنف کو ضروری ہے کہ قیمت میں خاص رعایت رکھے پہلا حصہ جسکی قیمت ۳ آنے ایک صد صفحہ کا ہے۔ اور عنقریب شائع ہو گیا ہے درخواست جلد ماسٹر صاحب کے نام آوے۔

عید - عید - عید

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرم - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **عید الفطر** کا مبارک دن گذر چکا رہا ہے اسواسطے میں آپ کو بر موقعہ یاد دلاتا ہوں چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے بنانے اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کرکے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم لنگر ارسال فرماویں بسبب کالج بننے اور لنگر کے سرکاری منظور ہو جانیکی عمارت اور سامان اور ملازمان لنگر اور یتامیٰ غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کیواسطے بہت فنڈ کی ضرورت ہے جس کا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے والسلام

آپکا خادم **محمد صادق** عفی اللہ عنہ

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

ایک اور پہلو سے بھی اس مضمون پر غور کیجا سکتی ہو اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک مضمون کی ایک علت غائی ہوتی ہے - اس مضمون کی علت غائی جو حیرت صاحب نے مختلف جگہ بیان کی ہے منجملہ ان کے صفحہ ۳۳۶ پر لکہا ہے " مذکورہ بالا بیان مسئلہ نبوت اور معجزہ کی تمہید ہے آگے اور اسکو توضیح سے بیان کرینگے تا ایک حد تک وہ حل ہو جائے اور اسکے بعد نبوت اور معجزہ کی حقیقت کو بیان کرینگے جس سے ناظر تفسیر کو بہت فائدہ ہوگا اگر اور کچھ نہیں تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ وہ گذشتہ اور موجودہ زمانے کے الحادی خیالات اور حکماء کے منتشر رایوں کا مطالعہ کرکے انکی اصلی حالت کو پہچان جائے گا - اور بخوبی سمجھ لیگا کہ صدق کی ہوا بھی انکو نہیں لگی ہے - التجا ہو تو صرف یہ ہے کہ ہمارے اس مضمون کو بہت غور سے پڑھنا اور سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ مثل اور مضمونوں کے سہل اور ممکن الفہم نہیں ہے " -

حیرت صاحب کے اس بیان سے مفصلہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں - (اول) یہ کہ ۱۴۳ صفحات مضمون کے جو نصف مضمون سے بھی زیادہ ہے حیرت صاحب نے صرف تمہید میں صرف کر دئے ہیں

دوم - آئندہ حصہ مضمون کا جو ۲۸ صفحہ ہیں دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ میں مضمون کی توضیح ہوگی (جو غالباً تمہید میں نہیں کی گئی ہے) اور دوسرے حصہ میں نبوت اور معجزہ کی حقیقت بیان ہوگی -

سوم - علت غائی اس مضمون کی یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے الحادی خیالات اور حکماء کے منتشر خیالات کی حقیقت معلوم ہو جائیگی -

چہارم - یہ کل مضمون معمہ ہے اور ممکن الفہم نہیں ہے

اب ناظرین! آپ کو تکلیف تو ہوگی براہ مہربانی حیرت صاحب کی اس نکتہ چینی کو ایک دفعہ آپ پھر ذہن نشین کر لیویں جہاں لکھا تھا کہ تمہاری تمام کتابیں تمہید ہی تمہید ہوتی ہیں - وغیرہ وغیرہ تاکہ اس مضمون کا پورا پورا لطف حاصل ہو -

جب حیرت صاحب کے اس تمہیدی حصہ پر عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو واقعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب کا یہ لکھنا درست ہو کہ وہ محض تمہید ہے اسے نفس مضمون سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے - کیونکہ اول ۱۴۶ صفحوں تک تو مختلف فلاسفروں کے اقوال نقل کئے ہیں جنکا ترجمہ ایسے مہمل الفاظ میں کیا ہے کہ یا تو اسکے سمجھانے اور تشریح کرنے کیواسطے حیرت صاحب کو ایک اور ضخیم مجلد بطور حاشیہ لکھنی چاہئے یا کتاب کے سر سکٹ کے ساتھ خود جا کر سمجھانا چاہئے - ۱۴۶ صفحہ سے ۱۴۹ تک ہندوؤں کے مذہبی خیالات کا اظہار کیا ہے اور درمیان میں صفحہ ۱۴۷ پر قرآن شریف کے متعلق صرف یہ ایک فقرہ لکھا ہے " قرآن نے جو کچھ خدا کی ہستی پر بحث کی ہے وہ ایک ایسی عاقلانہ توضیح ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں " یہ فقرہ لکھ کر خاموشی اختیار کر لی اور اس عاقلانہ بحث کی بابت ایک حرف بھی نہیں لکھا - اس فقرہ کو پڑھ کر اس خیال سے کہ شاید ہم سے خطا ہوئی ہو - دس بارہ صفحہ پہلے اور دس بارہ صفحہ بعد کے مضمون پر نظر ڈالی کہ شاید کہیں بھولے سے ہی قرآن شریف کے دلائل کا ذکر کیا ہو - لیکن ہماری یہ محنت فضول تھی کیونکہ قرآن شریف کی بابت تو حیرت صاحب کو صرف اشارہ ہی کافی تھا - انکی علت غائی تو وہی ہے جو وہ خود بیان کر چکے ہیں - خیر اب آئندہ دیکھیں گے کہ قرآن قرآنی دلائل میں سے کیا کچھ بیان کرینگے -

صفحہ ۱۴۹ سے ۲۸۴ تک حیرت صاحب نے وید کی بابت بحث کی ہے جسکو اس ترتیب سے لکھا ہے - اول ویدوں کے نام انکی تقسیم - انکی اصلیت - آریہ قوم کی ہند میں آمد - گاؤں قصبہ - راجہ - سردار - قرابت - لباس - شوسائٹی - حرفت - تجارت - جنگ - جگ معاشرت وغیرہ وغیرہ حالات کے متعلق ویدسے بحث کی ہے ہمیں بہت ہی تعجب ہوا اور ہماری موٹی سمجھ (بقول حیرت) اس بات کے سمجھنے سے قاصر رہی کہ ان بیانات سے نبوت کی بحث کو کیا تعلق ہے - اگر یہ بے تعلق مضامین لکھنے ہی تھے تو حاشیہ پر لکھدئے ہوتے یا یہی ضروری ہے کہ خواہ مخواہ مضمون کو طویل کرنے اور ۵۹ صفحہ پورے کرنیکو جو کوئی کتاب سامنے آئی اسے اٹھا لیا جھٹ ترجمہ کرکے جس مضمون میں چاہا اسے جگہ دیدی خواہ سیاق مضمون روانی ہی اسکو کچھ تعلق ہو یا نہ ہو -

خیر اس وید کی بحث کے بعد حیرت صاحب نے ۶ صفحہ بدھ - زلوفن - اسپینوزا - آرتھر - شوپن کے خیالات کی بابت لکھکر ۳۴۶ صفحہ پر خدا خدا کرکے اس تمہید کو ختم کیا ہے -

اسوقت دوسری دفعہ پھر حیرت صاحب کو کچھ قرآن کا خیال آیا - تو اسکا ذکر ان بھونڈے الفاظ میں کیا ہے " قرآن مجید نے اگرچہ معجزہ - نبوت الہام اور وحی کو صاف طور پر بیان کیا ہے - لیکن سوائے الفاظ کے ظاہری مطالب کے اور کیا **خاک سمجھ میں** آسکتا ہے - اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نبوت معجزہ یا الہام و وحی کی توضیح کوئی عالی درجہ کی بنیاد پر قائم ہو سکتی ہے یا یہ کہ کل امور محض خیالی ہی خیالی ہیں اور انہیں انسانی خیال کا صرف ایک ابہار سمجھیں - ہم پہلے مناسب سمجھتے ہیں کہ حاضر اس اہم معاملہ میں جو کچھ موجودہ فلسفی ملانے لکھا ہے اسکو نقل کر دیں تاکہ پھر ہمکو اپنے طور پر لکھنے کا موقعہ ملے " -

یہ طویل عبارت ہمنے آگے تک اسلئے لکھدی ہے تا معزز ناظرین کو یہ وہم بھی نہ رہے کہ شاید حیرت صاحب نے قرآن شریف کے متعلق کچھ بحث کی ہو کیونکہ پہلی سے حیرت صاحب نے مل کے خیالات پر بحث شروع کر دی ہے -

ناظرین ذرا حیرت صاحب کے جو مذکورہ بالا عبارت میں لفظ خاک لکھا ہے اسپر آپ ضرور غور کریں کیونکہ اس سے حیرت صاحب کی اندرونی حالت کا کسی قدر حال معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی ہم حیرت صاحب کو مخاطب کرکے انہیں جتانا چاہتے ہیں کہ تمنے خواہ مخواہ جو حضرت اقدس پر تبرہ بازیاں کی ہیں اور **فطری حالت** کا اظہار کیا ہے اور ثبوت میں کسی جگہ حضرت اقدس کی تحریرات کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے دیکھو تم! یاد رکھو کہ تمہاری ایسی تحریرات کے موقعوں پر تم سے زیادہ سخت الفاظ ہم بھی لکھ سکتے ہیں لیکن ہم ہرگز ایسا کرنا نہیں چاہتے اسلئے کہ ہمارے پیارے **ہادی** کی تعلیم نے ہمیں یہی سکھایا ہے ورنہ کیا تھا اگر سیر کی جگہ سوا سیر اور سوا سیر کی جگہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر کے سخت الفاظ نہ لکھتے اور شوخ انداز لیا دانش سنگ است کے فتوے کا بھی خیال نہ کرتے اور تمہارے برابر ہی سخت الفاظ لکھتے تو یہ ہمارا حق تھا لیکن ہم تمہاری تمام بدزبانیوں اور دریدہ دہنیوں پر صبر کرکے اسکا فیصلہ خدا پر چھوڑتے ہیں - تمہارے لئے یہی ذلت کافی ہے

جو ان مضامین کے ذریعہ سے مقدر ہے -

خیر پھر اسی سابقہ سلسلہ کو شروع کرتا ہوں حیرت صاحب نے فلسفی مل کے خیالات کا اظہار کرنیکے بعد جو پریشانی اٹھائی ہے اس سے ہمیں ہمدردی ہے جیسے کہ انہوں نے لکھا ہے "اسکے (اپنے مل کے) سوالات کا جواب دینا مشکل نہیں ہے مگر خرابی یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی خدا کا قائل نہیں ہے پہلے اسے خدا کی ہستی سمجھائی جائے اور پھر ان تعلقات پر بحث کی جاوے جو عبد اور معبود میں ہیں - ہم اگر خدا کی ذات پر بحث کرینگے تو ہمارا مقصود ساقط ہو جائیگا - ہمیں صرف معجزہ اور نبوت پر بحث کرنی ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ اسی بحث سے تمام شبہات رفع ہو جائینگے" - اب مذکورہ بالا بیان پر بھی مزید ریمارکس کی ضرورت نہیں ہے ناظرین جب خود غور کرینگے تو معلوم ہو جائیگا کہ بیچارے حیرت پر اسکے نام کا اثر کسقدر غالب ہوتا جاتا ہے -

جسقدر مختصر حالات ہیں اوپر لکھے ہیں انکے علاوہ اب ۲۶ صفحہ مضمون کے اور باقی رہ گئے ہیں جنمیں اکثر جگہ نفس مضمون پر کسیقدر بحث کیگئی ہے اور جسکے متعلق بہت اختصار سے ہی البدر میں اصل مضمون خلاصہ کرکے ہدیہ ناظرین کروں گا - لیکن یہانتک لکھنے کے بعد مجھے کئی دقتیں پیش آگئیں جب تک وہ رفع نہ ہو جاویں اسوقت تک میں اور لکھنا نہیں چاہتا ہوں اسلئے کہ مبادا امیری یہ دردِ سر بے سُود نہو - اور وہ اشکال یہ ہیں کہ میں اس مضمون پر کئی طرح سے بحث کرنا چاہتا ہوں منجملہ انکے ایک ترتیب مضامین پر بھی بحث کروں گا - کیونکہ حیرت صاحب کو اسبات کا بھی دعوےٰ ہے کہ ہند میں کوئی ترتیب مضامین جانتا ہی نہیں - لیکن جب حیرت صاحب کے پیش کردہ مضمون کو دیکھا جاتا ہے تو اول تو انہوں نے اخبار کے صرف ۴ نمبروں میں اسی کتاب کے ۱۸ صفحہ تک لکھکر چھوڑ دیا ہے اور خود انہی کے بیان کے موافق جیسا کہ میں اوپر ظاہر کر چکا ہوں صفحہ ۳۴ تک انکا تمہیدی مضمون ہے تو گویا انہوں نے بطور چیلنج صرف نصف تمہیدی مضمون کو پیش کیا ہے جسمیں سوائے فلاسفروں کے اقوال کی نقل کے اور کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ۸ اگست کے مضمون کو انہوں نے ان الفاظ سے شروع کر دیا ہے "اس تمام بحث کے بعد ناظرین اخبار کو کم سے کم یہ پتہ ضرور لگ گیا ہوگا کہ معجزہ اور نبوت کیا چیز ہے اور مرزا صاحب نے اسے کیا سمجھا ہے جسے اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان سے یہ کل مضمون نقل کیا ہے اگرچہ اسکا ایک بڑا حصہ وید مقدس کے متعلق ترک کر دیا ہے تو بھی کچھہ نہ کچھہ معجزہ اور نبوت کے اس سلسلہ وار مضمون سے ضرور واقفیت ہوگئی ہوگی - اب ہم مرزا صاحب کی خدمت میں کچھہ عرض کرنا چاہتے ہیں"

اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون کے وہ ۲۷ صفحہ جو ہمارے خیال کے موافق نفس مضمون سے کسی قدر تعلق رکھتے ہیں اسکو حیرت صاحب نے مہربانی فرماکر خارج کر دیا ہے اور اسپر بحث کرنیکی ہمیں تکلیف نہ دینی چاہئے اسلئے جو کچھہ انہوں نے اب تک لکھا ہے اسکی بابت اب انسے یہ عرض ہے کہ جو حصہ بطور چیلنج ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے آیا وہ حصہ اس ترتیب سے درست ہے جس ترتیب سے کتاب میں چھپا ہوا ہے یا اخبار والی ترتیب درست ہے - مثلاً تم نے ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے کرزن گزٹ سے اس مضمون کو شروع کیا ہے لیکن علاوہ الفاظ و فقرات کے تغیر و تبدل کے اسمیں ترمیم و تنسیخ بھی بہت کچھہ کی ہے چنانچہ گزٹ مورخہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۶ تک تو کتاب کے صفحہ ۱۲ و ۱۴ تک کا مضمون نقل کیا ہے اور صرف بعض بعض جگہ محذوفات اس سے سلے گئے ہیں لیکن اخبار کی اس سطر ۶ سے کتاب کے یکدم کئی صفحہ پھلانگ کر صفحہ ۱۷ و ۱۸ سے مضمون شروع کر دیا ہے اور اس خیال سے کہ عبارت میں بھُس پھسا پن نہ ہو جاوے بعض جگہ الفاظ کا تغیر و تبدل کر دیا ہے -

کتاب کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ سے جو یہ مضمون نقل کیا تھا اسکو اسی ۲۲ جولائی کے اخبار میں صفحہ ۵ کالم ۳ سطر ۹ تک لکھا ہے لیکن پھر جو کچھہ یاد آگیا تو کسیقدر پیچھے ہٹے - اور کتاب کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر جا پہونچے اور اسکی سطر ۲۶ سے مضمون شروع کرکے خدا خدا کرکے اس ۲۲ جولائی والے مضمون کو ختم کیا ہے -

اسکے بعد جب یکم اگست کا اخبار لکھنے بیٹھے تو شروع تو کتاب کی اسی جگہ سے کیا ہے جہاں سے کہ سابقہ نمبر اخبار کو ختم کیا تھا لیکن کالم ۳ سطر ۱۴ تک ایسا کرنیکے بعد پھر کتاب کے مضمون میں غوطہ لگایا اور صفحہ ۱۶ و ۱۷ سے ایکدم صفحہ ۱۲ و ۱۴ پر جا پڑے اسکے علاوہ کتاب کے ۱۶ و ۱۷ پر سے بہت سے فقرات مثلاً "یہ عام طور پر نہیں کیا جاتا ہے" ۱۲ اڑا دیا ہے تاکہ مضمون میں بجو بے لطفی ہوگئی ہے وہ دور ہو جاوے - اب ہم حیران ہیں کہ یہ بات کیا ہو - حیرت صاحب اگر تمہارا یہ قول کچھہ عزت رکھتا ہے "کہ شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے اغلاط کا علانیہ اقرار کرلے" تو تمکو چاہئے تھا کہ اس مضمون کو بطور چیلنج پیش کرنیسے پہلے یہ اقرار کر دیتے کہ اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان سے میں ایک مضمون پیش کرتا ہوں اسمیں کچھہ ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے احمدی جماعت اسکا خیال نہ کرے - سو خیر اگر اسوقت نہیں کیا تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اب کسقدر اس شرافت کے تقاضے کو تم پورا کرتے ہو - حیرت صاحب! بیچارے ناظرین کرزن گزٹ پر تم کو رحم کرنا چاہئے اور تم کو چاہئے کہ اس مضمون کو اخبار میں پھر چھاپنا شروع کر دو اس سے کئی فائدہ ہونگے - تمکو یہ فائدہ ہوگا کہ ہینگ لگے نہ پھٹکری مفت میں اخبار کے دو صفحہ بھر جایا کرینگے - اور بیچارے ناظرین کرزن گزٹ پر تم یہ رحم کروگے کہ وہ کچھہ تو سمجھہ سکیں گے - اول تو کل مضمون ہی مبہم ہے جسکا سر ہے نہ پیر ہے اور جو بعض جگہ سے چند فقرے سمجھہ میں بھی آتے تھے انکا تمہاری دستبرد نے ستیاناس کر دیا ہے + حیرت صاحب! تمنے دیکھا یہ ہی تمہاری حالت اور اصل حقیقت کیا اسی حیثیت پر تمہارے منہ سے یہ الفاظ نکلتے تھے "یہ میری سنو اور غور سے سنو تاکہ تمہیں ہدایت کا رستہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگے" - چونکہ ابتک ہمنے بہت صبر کیا ہے اسلئے ہم تمہارے ہی الفاظ جو تمنے یکم جولائی کے اخبار میں ہمارے لئے لکھتے ہیں تمکو واپس دیتے ہیں اگر تمہارے دل میں انصاف ہوگا اور ایمان کا دھندلا سا سایہ بھی تمہارے قلب پر پڑا ہوگا تو فوراً تسلیم کرلوگے کہ در اصل یہ مجھہ پر صادق آتے ہیں اور غلطی سے میں نے احمدی جماعت کا دل دکھانے اور حضرت مرزا صاحب کی کامیابیوں سے حیرت زدہ ہوکر انکے لئے لکھہ دیئے تھے -

حیرت صاحب! فروتنی - انکساری - عاجزی اور تضرع سے سعادت حاصل ہوتی ہے - اور ہمہ ہمی اور غرور کا نتیجہ ہمیشہ ذلت اور بربادی ہے عزازیل نے بھی یہی غرور کیا تھا اور کہا تھا کہ میں آدم کو کیوں سجدہ کروں (جیسے حیرت صاحب تم نے لکھا ہے کہ میں کسی ملہم یا پیر کو کیوں مانوں) جب کہ میری سرشت آگ سے اور آدم کی مٹی سے ہے - اسی بیجا غرور نے اسے ذلیل اور رسوا کیا - اور آج وہ پدسوں میو مرکز لعنت بن رہا ہے - (عبد العزیز دہلوی)

باقی آئندہ

استفسار از آریہ صاحبان

ایک پنڈت ... صاحب آریہ ہیں انکی ایک جوان لڑکی ہے۔ پنڈت جی کو سوامی جی مہاراج سے غیر معمولی محبت ہے اور دیانند ویدکی تعلیم کی چرچا گھر میں کرتے ہیں تناسخ کا مسئلہ ستوار تک کو سناتے رہتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں کچھ روایات بھی بیان کرتے رہتے ہیں مثلاً ایک یہ کہ ایک رشی نے پران وید لئے اور پھر وہ فلاں فلاں وشنا کے گھر پیدا ہوا اور اسکو اپنے جنم کا سارا حال معلوم ہے کہ میں اول ایک جوہڑا تھا۔ اور اپنے عملوں سے اس لائق ہو گیا۔ کہ اب راجہ کے ہاں جنم لیا۔ انکے بچے بھی یہ کہہ کہہ کر خوش ہوتے ہیں۔ کہ ہم نے اچھے سدھاؤ سے پنڈت جی کے ہاں جنم لیا ہے۔ اب انہی پنڈت صاحب کی وہ جوان لڑکی بیان کرتی ہے۔ کہ میں گذشتہ جنم میں قوم کی شودر تھی۔ اور مجھکو اس جنم کا سارا اپنا پتہ ہے۔ یہانتک کہ وہ اس جنم کے ماں باپ کا نام وپتہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ فلاں گلی اور فلاں جگہ وہ شودر رہتا ہے۔ اور شودر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ عرصہ ۱۴ سال کا ہوا ہے۔ کہ اسکی لڑکی جو کسی کو بیاہی ہوئی تھی سو وہ ہوکر اپنے خاوند سے ۲ سال بعد مرگئی۔ وہ پوجا پاٹ بہت کرتی تھی اور وہی لڑکی بیان کرتی ہے۔ کہ میرا خاوند اگلے جنم میں ایسا کام کرتا تھا کہ میں اسے کہا کرتی تھی کہ تو نائی بنجاویگا اور میرا اسکے ساتھ وعدہ تھا کہ خواہ تو نائی بن جاوے مگر میں آئندہ جنم میں تیرے ساتھ صدق یا لونگی۔ اب اس گاؤں میں ایک مسلمان نائی کا لڑکا ۲۰ سال کی عمر کا ہے وہ اقرار کرتا ہے کہ مجھکو بھی اپنے گذشتہ جنم کا حال معلوم ہے میری عورت ایسی ہی تھی جیسے کہ یہ لڑکی خود کو بیان کرتی ہے۔ اور باوجود شودر ہونے کے برہمنوں کے کام کیا کرتی تھی اور مجھے سمجھایا کرتی تھی اور اس کا اقرار تھا کہ میں اگلے جنم میں کسی اور سے ہرگز ہم بستر نہ ہونگی خواہ تو مسلمان نائی ہی کیوں نہ بنجاوے۔ اب یہ برہمن لڑکی اپنے باپ پنڈت صاحب سے خواہاں ہے کہ اس نفیر یا نائی سے میری شادی ہو۔ پنڈت صاحب تناسخ کے پھیر میں آکر حیران ہیں۔ کہ کیا کریں۔ آریہ صاحبان اسکا جواب دیں کہ پنڈت صاحب کو کیا کرنا چاہئے۔

خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن آریہ صاحبان کو تناسخ کے ثبوت کا عمدہ موقعہ ہاتھ آگیا ہے اور اس قسم کی چند اور نظیریں قائم ہوکر اس مسئلہ کی حقیقت پر خوب روشنی ڈالیں گے۔ کیوں نہ ہو روح جیتن ہوتی ہے جسے اپنے گذشتہ اعمال یاد رہتے ہیں۔

ہُوَ الاوّل ھُوَ الآخر

فرقہ وجودی۔ خدا تعالیٰ کے مندرجہ عنوان اسمار حسنہ سے استدلال کرتا ہے۔ کہ جو کچھ ہے سب خدا ہی خدا ہے۔ حالانکہ ان اسمار کے معانی بہت صاف اور کھلے کھلے ہیں۔ کیونکہ اول اور آخر چاہتا ہے کہ درمیان میں کوئی شئے ہو جو اسکی غیر ہو مثلاً ایک خط طولانی کی ابتدا اول اور آخر ایک ایک نقطہ ہے اور نقطہ کی تعریف یہ ہے۔ کہ جس کا طول وعرض کچھ نہ ہو۔ حالانکہ ان دو خطوں کے درمیان ایک شئے طول ہے جو کہ نقطہ سے بالکل غیر ہے جس سے ظاہر ہے کہ مخلوق اور اسکے اجزا خدا نہیں ہیں۔

ہو الاول کے یہ معنے ہیں۔ کہ جب ہم یا ہمارے اباواجداد نہ تھے تو خدا تو بہرحال تھا۔ پس سب سے اول وہی ہے اور جب ہم یا ہماری اولاد یا اولاد در اولاد بھی کوئی نہ رہے گی اور سب مرجاویں گے تب بھی خدا کی ذات تو ضرور ہوگی پس سب کے بعد یعنے آخر بھی وہی ہوا ....

لطیفہ

البدر کا نام ایسا ہے کہ جب اس سے منور ہونے والی روحیں اس کی التوا سے فرق نور میں محسوس کرتی ہیں تو شکایت عجیب عجیب طرح کے مضامین تحریر کرتی ہیں۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

کہ پہلے پہل تو البدر اپنے پورے معنوں میں طلوع ہو کر خوب روشنی ڈالتا رہا۔ مگر پھر ہلال ہوگیا۔ اور پھر ایسا ہلال تسکوک کی مانند ہے۔

اور حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب اس عاجز کو خطاب کرتے ہوئے اس طرح بھی تحریر فرمایا کرتے ہیں۔ محب مکرم حضرت البدر کمل اللہ نور بدرکم۔ آمین

اے دل تو دمے بیاد رحمان نشدی	ورکردۂ خویشتن پشیمان نشدی
صوفی وفقیہ عالم ودانشمند	ایں جملہ شدی ولے مسلمان نشدی

یہی حال آجکل کے لوگوں کا ہے کہ صوفی اور فقیہ اور عالم اور دانشمند بنے ہوئے ہیں مگر ایک مومن بالعمل اور شکر گذار مسلمان نہیں بنے۔

عجیب قہر الٰہی

چونکہ اس مبارک زمانہ میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے اسلئے عذاب بھی اسی قسم کے نازل ہو رہے ہیں جو کہ انبیا کے وقتوں میں ہوا کرتے تھے ۱۵ نومبر کے اخبار عام نے تہذیب النسوان کے حوالہ سے لکھا ہے۔

تہذیب النسوان میں ایک بہن مقام کوداوری سے لکھتی ہیں کہ ۱۶ اکتوبر ہفتے کے دن ہمارے پاس ایک عجیب ہی واقعہ گذرا۔ کوئی چار بجے شام کا وقت تھا۔ ہم سب بیٹھے چاء پی رہے تھے کہ یکایک بادل گھر آیا بجلی چمکنے لگی۔ اور اسقدر اندھیرا چھا گیا۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہم سب نے لیمپ روشن کرلئے۔ ہوا ایسی شدت کی چلی کہ کیا بیان کروں۔ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ درختوں کی تو کیا اصلیت ہے بڑے بڑے مضبوط گھروں کی چھتیں اکھڑ کر جنگلوں میں جا پڑیں۔ کوئی پانچ منٹ تک جنگل میں آسمان پر سے بڑے بڑے انگارے برسے۔ بہت سے جنگل جلکر برباد ہوگئے بہت سے لوگ ہوا کی شدت سے جنگل اور نالاؤں وغیرہ میں جاپڑے ایک قیامت کا سا نمونہ بپا تھا۔ اور نفسی نفسی کا عالم تھا۔ نہیں معلوم کہ اگر پانچ منٹ اور یہ حال رہتا۔ تو کیا حشر بپا ہوتا دریا میں تاڑ کے درخت کے برابر اونچی اونچی موجیں اٹھتی تھیں اور یہ گمان ہوتا تھا کہ بس اب تمام دنیا ڈوب جائیگی۔ لیکن خدا نے بہت جلد اپنے بندوں پر رحم کر دیا۔ اور اس آفت آسمانی کو دور کر دیا۔ دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ ہزاروں درخت مضبوط سے مضبوط جڑ سے اکھڑ کر گرگئے۔ یہ سارا تعلقہ برباد ہوگیا ہے۔

مدرسہ ہی کے متعلق ایک بات

چونکہ عید الفطر کی تقریب قریب آرہی اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کی جاوے کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آئی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہو جایا کرتا ہے جب سے سکول ریکگنائزڈ ہوگیا ہے۔ اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھ بڑھگئی ہیں اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتھ میں ہے ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بھیجے

ریویو

الحکم نام ایک رسالہ ماہوار لاہور سے نکلتا ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تائید اور آپ کے مخالفین کی تردید میں مضامین ہوتے ہیں بنجملہ سہند میرٹھ کی دریدہ دہنی پر اس قسم کی طرز تحریر استعمال کی گئی ہے۔ جو کہ میرے نزدیک مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ مضامین میں بحیثیت ہمارے اور مخالفین کے اخلاق کے ایک فرق بیّن ہونا چاہیئے جو کہ اس میں مرعی نہیں رکھا گیا۔ اس حصہ کی اصلاح اگر ہو جاوے تو امید ہے کہ یہ رسالہ عمدہ ہو سکتا ہے۔

علمی جنتری سید محمد عبداللہ علم صاحب سوداگر کانپور کی مرتب کی ہوئی دفتر البدر میں بھی ہے جس میں علاوہ جنتری کے دوسری انسانی ضروریات پر بھی مفید پیرائے ہیں اور بعض زمانہ حال کے مشہور اور معروف آدمیوں کے تذکرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی تصویر اور حالات دیئے گئے ہیں لیکن تصویر درست نہیں آئی اور حالات و دعاوی قلمبند کرنے میں بہت ہی بخل سے کام لیا ہے۔ حالانکہ ڈوئی امریکہ کے پیغمبر کے حالات بسط سے درج کئے ہیں خدا ہماری قوم کی اصلاح کرے باقی سب طرح یہ جنتری عمدہ اور مفید ہے اس جنتری میں حضرت عیسےٰ کی عمر ۱۲۰ سال لکھی ہے

حضرت خلیفہ دوم کے بیس مشہور دینی کام

(۱) بیت المال قائم کرنا۔ (۲) عدالتیں قائم کیں۔ (۳) تاریخ وسنہ کی ایجاد۔ (۴) لقب امیر المومنین اختیار کیا۔ (۵) پیمائش جاری کی۔ (۶) نہریں کھدوائیں۔ (۷) شہر آباد کئے۔ (۸) ممالک مقبوضہ کو صوبجات پر تقسیم کیا۔ (۹) مال تجارت پر محصول در آمد برآمد۔ (۱۰) تاجران حربی کو ممالک اسلامیہ میں کاروبار کی اجازت (۱۱) بغرض تفحص حال رعایا راتوں کو گشت کرنا (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے واسطے کوئیں اور مکانات تعمیر کرائے گئے (۱۳) مختلف شہروں میں مسافر خانے اور مہمان خانے تعمیر کرائے۔ (۱۴) نماز تراویح جماعت کیساتھ جاری کی گئی۔ (۱۵) شراب پینے کی حد ۸۰ دُرّے مقرر کئے گئے۔ (۱۶) تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ ادا کرنیکا حکم۔ (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کا حکم۔ (۱۸) مساجد میں طریقہ وعظ کی ایجاد (۱۹) ہجو گوئی کی تعزیر۔ .... (۲۰) اشعار عاشقانہ کی ممانعت۔ از علمی جنتری

جنّت عدن

اہل یوروپ نے اس معاملے میں بہت عرصہ تک تحقیقات کی کہ توریت میں جس جنّت کا ذکر ہے آیا اسکی درحقیقت کوئی اصلیت بھی ہے یا نہیں چنانچہ اس کا حال آخر معلوم ہوا کہ ملک عراق میں وہ دوآبہ جو کہ دجلہ و فرات کے درمیان واقع ہے اور جس کا عرب میں مشہور نام جزیرہ ہے اور جو کہ سلطان معظم کی مقبوضہ ہے اسکو یہ فخر حاصل ہے کہ بہشت عدن کے نام سے پکارا جائے چنانچہ اس بہشت میں جن چار نہروں کا ذکر آیا ہے وہ اس میں موجود ہیں مگر ناموں میں البتہ فرق ہو گیا ہے اور یہ ایسی بات نہیں ہے کہ زیادہ تر قابل لحاظ ہو۔ توریت میں ایک نہر کا نام نہر حیات ہے جو لفظ برت اور فرت کا ترجمہ ہے علامہ سیوطی نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ نهرا دجلة والفرات من انهار الجنة یعنے نہر دجلہ اور فرات جنت کی نہروں سے ہیں

آریہ سماج لاہور میں کشمکش

الشفیا

آریوں کے اخبار پرچارک سے معلوم ہوا کہ اسوقت میں جو آریہ سماج کا جلسہ ۱۵ اکتوبر کو ہوا تھا اس میں خوب کشمکش رہی۔ خوب فارموں کی پڑتال کی گئی خوب پڑتال کرنے پر کئی سماجوں کی کارروائی بالکل فرضی ثابت ہوئی جسکے باعث خوب مقابلہ ہوئے۔ امرتسر سماج کی ناجائز کارروائیاں پیش ہونے پر خوب بحث ہوئی خوب جرح کی گئیں خوب تعلافیں تو تو میں میں رہی اسپر لالہ منشی رام جی سابق مہا تما آریہ سماج نے خوب ارقام فرمایا۔ کہ کئیں پیڈ تک میں رہے۔ پنڈت رام بھجدت اور لالہ خوشی رام میں خوب زبانی جوتی پیزار کا بازار گرم رہا۔ اور یہاں تک شعلہ فساد بھڑکا کہ لالہ جی اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہکر کہ آنکھ آنہ کے آسرے کے خرچ سے بہت کچھ ہو سکتا ہے کل دیکھی جاویگی دروازہ سے باہر ہو گئے۔

دوران گفتگو میں لالہ منشی رام جی اور لالہ رلیا رام جی سے یہاں تک شرافت کی بات چیت ہوئی کہ لالہ رلیا رام جی نے لالہ منشی رام جی سے فرمایا کہ آپ سدھانتوں پر تو اتنا زور دے رہے ہیں مگر اس کا آپ کچھ خیال نہیں کرتے کہ آریہ سماجیوں کے اندر ایسی ناجائز کارروائیاں کیسی دہرم سے گرانے والی ہیں۔

ان سب خوب کشمکش کی باتوں میں رات کے دو بج گئے۔ اور تیسرا پہر ہونے کو تھا کہ لالہ جی تُندیدا ہوئے اٹھ گئے اور پھر آواز بلند فرمانے لگے کہ میں وقت سے پنجاب کی سماجوں کو چھوڑتا ہوں تب تو لالہ کشن جی لالہ جی کے ہاتھ پیر جوڑ کر منانے لگے منتیں کرنے لگے خوشامدیں کرنے لگے قدموں پر ٹوپی دھرنے لگے۔ گھگیاں بھرنے لگے۔ دس بارہ منٹ کے بعد لالہ جی کے دھکتے ہوئے غصہ پر لالہ کشن جی کی زبانی خوشامدوں کا جو پانی پڑا تو لالہ جی ذرہ سی دیر کیوا سطے دیال ہو گئے۔ غصہ تھوک ڈالا میل ملاپ کر لیا اسکے بعد لالہ کدار ناتھ جی نے پہلی مدعیوں کو انتر نگ سبھا کی زبردستیاں سنائیں۔

۱۶ تاریخ کو پھر زبانی لڑائی جھگڑا دنگا فساد برپا ہوتا رہا۔ بعدہ گلے ملنے کی بات چیت شروع ہوئی تب تو کسی کو لالہ منشی رام جی پر پیشگوئیاں یاد آنے لگیں۔ مگر لالہ منشی رام جی کی کل ٹیڑھی ہی رہی لالہ جی سر ہی ہلاتے رہے اور سماج مندر میں نہ تشریف لائے آریوں کے مخدوم پرچارک نے باقی کیفیت لکھنے کا وعدہ کیا ہے جب وہ لکھیگا تو باقی کارروائی حسب موقع ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیجائیگی

شائق گزٹ

مُفت را چہ گفت

نہایت فیاضی سے ہمارے مکرم دوست اور احمدی بھائی ایس ایم یوسف صاحب (جن کی ہمدردی سے بھری چٹھیاں البدر میں شائع ہو چکی ہیں) انبالہ چھاؤنی بازار توپ خانہ نے بقصد جلد سیام شہادت خرید فرما کر مُفت تقسیم کیلئے راقم کے پاس امانت رکھی ہے جو احمدی احباب مُفت خرید نا چاہیں۔ ٹکٹ ارسال فرما کر راقم سے طلب کریں اور وصول ہونے پر شکریہ کا کارڈ بخدمت شیخ صاحب موصوف روانہ کر دیں مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ والسلام

الراقم خاکسار محمد نواب خان ثاقب مرزا خانی مالیر کوٹلہ:

کارڈ

اس نمبر کے ہمراہ ارسال خدمت ہے صفائی معاملہ کے لئے بہ پیش خدمت کیا گیا ہے کہ حسب کارڈ اشتہار مندرجہ جنتری ۱۳ ضمیمہ اخبار ہذا استخارہ مندرجہ کو مطالعہ فرما کر آپ اپنی رائے مبارک سے کارخانہ کو اطلاع دیویں

غیر احمدی کے پیچھے نماز

اس مسئلہ پر ایک مضمون گذشتہ نمبروں میں شائع ہوا ہے جس پر بعض قوی الایمان مخلصین اور غیور احمدی اصحاب کو از سر نو مسئلہ نماز کی تحقیق کی ضرورت پیش آئی ہے اسمیں شک نہیں کہ بعض کمزور طبائع غلط فہمی سے اس ذریعہ سے بالکل ناجائز فائدہ اٹھانے کی طرف رجوع کر سکتی ہیں لیکن خدا علیم بذات الصدور ہے یاد رہے کہ ہمارا دامن اس گناہ سے بفضل الٰہی پاک ہے کہ اپنے آقا و امام حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام پر ہم کا افترا باندھیں اور کوئی ایسی کلام ضبط میں لاویں جس کی اصل حضور علیہ السلام کی تقریر میں کچھ بھی نہ ہو۔ اور ہم خدا سے بھی اس ناشائستہ حرکت کی معافی مانگتے ہیں

بیرونجات کے احباب کے خطوط آنے پر یہ مسئلہ دوبارہ حضرۃ مولوی عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ نے مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کیا تو حضرۃ اقدس نے فرمایا۔ کہ میرا مذہب تو یہی ہے کہ کسی غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ سمجھ میں بھی آوے یہ التزام کر سکتا ہے۔ کہ اپنے مکان پر قیام پر نماز پڑھ لیا اور کسی کے پیچھے نہ پڑھے بعض ایسے دین سالہا سال مکہ میں رہے لیکن وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے گری ہوئی تھی۔ اس لئے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارا نہ کیا اور گھر میں تنہا پڑھتے رہے۔ یہ چار مصلے جو اب ہیں یہ پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہرگز نہ تھے۔ اس وقت ایک ہی تھا۔ اور اب بھی جب تک چاروں کا ایک ہی مصلے نہ ہوگا۔ تب وہاں توحید اور راستی ہرگز نہ پھیلیگی۔

پس آمین کو دماغ ہو۔ کہ نہ ہمارا پہلا مضمون افترا تھا اور نہ یہ افترا ہے

درخواست شادی

مستری میر صاحب احمدی عمر قریب ۴۰ سال شاہرہ غالباً بیس روپیہ ماہوار سا کن موضع برہنور لودیاں ضلع جہلم حال مستری پل جناب ڈاکخانہ چند برادر ان ضلع ... کی زوجہ اول فوت ہوگئی ہے۔ لیکن وہ اپنی برادری پر فرقہ احمدی کو مقدم رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ جماعت میں رشتہ ہو۔ جو...

معلومات و عجائبات عالم

—— جاپانی سپاہی باریک کاغذ کی دیگچیاں بناتے ہیں پانی ابالتے وقت دیگچی کو پانی سے بھر کر اس کے اوپر پانی ڈالتے ہیں۔ اور آگ پر رکھ دیتے ہیں۔ دس منٹ کے عرصہ میں پانی کھولنے لگتا ہے۔ ایک دیگچی آٹھ دس مرتبہ کام دیتی ہے اور قیمت بہت ارزاں ہوتی ہے

—— دریائی نباتات جو کہ سمندر میں پیدا ہوتی ہے۔ جاپان اور چین میں تمام دنیا کے مقابل کثرت سے کہائی جاتی ہے

—— اگر پانی میں چند لیموں قاشیں کر کے ڈالدئے جاویں اور آدھ گھنٹہ پڑے رہیں۔ تو اُن سے غسل کرنے سے طبیعت کو تازگی اور فرحت اور جلد کو راحت ملتی ہے۔

—— ملک پیرو جنوبی امریکہ میں ایک پودہ پایا جاتا ہے۔ جس میں بھوک پیاس تھامنے کے خواص ہیں۔ ۱۰۰ دانوں کو جوش دیکر عرق پینے سے دو تین گھنٹہ تک بھوک پیاس نہیں لگتی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ معدے کے اعصاب کو بے حس کر دیتے ہیں لیکن غذائیت کا کام ہرگز نہیں دیتے۔

—— انگلستان میں تجربہ ہوا ہے۔ کہ گھوڑوں کے زخم پر مرچیں لگانے سے درد اور تکلیف نہیں ہوتا۔ بلکہ آرام ہوتا ہے اس سے زخم بھر جاتا ہے۔

—— واشنگٹن کے ہسپتال سوسو مہ جنرل الفرمشی میں ایک مریضہ آئی جسے غشی کی شکایت تھی اور سونٹھ اور سوڑھے اس قدر متورم تھے کہ کھانا نہیں کہا سکتی تھی۔ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ وہ نیلے رنگ کے زہر سے بیمار ہوئی ہے۔ عورت نے کہا۔ کہ وہ نوشت و خواند کے وقت نیلے رنگ کی پنسل ... کو تھوک سے تر کیا کرتی تھی

—— روغن لونگ سے کہا جاتا ہے۔ کہ مچھر دور ہو جاتے ہیں

—— ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے۔ کہ کوئلہ کی خاک جو ہوا میں ملکر سانس کے ذریعہ اندر جاتی ہے۔ وہ مرض دق کو مفید ہے پانچ مقام اور سلیسیا میں جو لوگ اس مرض میں مبتلا آتے ہیں۔ وہ صرف چند روز کے قیام سے اس لئے وہاں تندرست ہوتے ہیں۔ کہ کوئلہ کی کانوں کی وجہ سے وہ خاک ہوا میں آلودہ ہو کر انکے اندر چلی جاتی ہے

—— اخبار ترقی ایک انگریزی اخبار کے حوالے سے لکھتا ہے۔ کہ تلی یا قرنا بجانے سے انسان کا جسم سڈول اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پھیپھڑوں کو ورزش ہوتی ہے

—— چہرہ یا گردن پر جو سیاہ دھبے اور چھتیاں دھوپ سے پڑ جاتے ہیں اُن کا علاج ... پوڈر و من ہے۔ اس دوا کو کوچی سے ان پر لگایا جاتا ہے۔ اور علاج مکھن کا دودھ ہے۔ جس میں کپڑے کی گدی بھگو کر رات پر رکھے اور پر باندھے۔ عرق گلاب اور لیموں سے بھی ایسا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

—— بالوں کی بالیدگی کیلئے بہتر علاج ان کو ہر روز جھاڑنا اور دھوپ اور ہوا لگانا ہے۔

—— جو درخت ایک جگہ سے دوسری جگہ رات کے وقت کھود کر لگائے جاویں۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ان درختوں کی نسبت جو دن کو لگائے جاتے ہیں۔ زیادہ برقرار رہتے ہیں۔

—— ایک ڈاکٹر نے ایک قسم کے اجرام دریافت کئے ہیں جن کو پچکاری کے ذریعہ کوڑھیوں کے جسم میں داخل کرنے سے شفا ہو جاتی ہے۔ برہما میں اس ذریعہ سے ایک سو جذامیوں کو آرام ہوا ہے

—— ثقل سماعت اگر ہو۔ تو تمباکو نوشی سے پرہیز کرو۔ فرانس میں اس کا علاج اسی طرح تجربہ ہوا ہے

—— روغن کلمتی کے چند قطرے گھر میں چھڑکنے سے مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔

—— بھڑ کے ڈنک پر پیاز کا ملنا مجربات سے لکھا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو۔ تو پیاز کی پلٹس باندھی جاوے۔

—— رنگوں کا اثر اعصاب و عضلات پر بہت ہوتا۔ نیلے رنگ کا اثر ممکن ہے۔ اس سے درد ختم جاتا ہے۔ آنکھوں میں درد والے کو نیلے ...

ذیل کی کتب دفتر اخبار البدر سے ملسکتی ہیں۔ ایک خاص ضرورت کی وجہ سے بعض کتب رعایتی ہیں۔

- روسی جیبی حمایل ایک پیسہ ڈاک کارڈ سے بھی چھوٹی صاف اور خوش باریک وزن مع جلد ۷ تولہ حجم ۲۲۲ صفحہ — ۱۰
- تفسیر القرآن بالقرآن۔ مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان احمدی اس سلسلہ کے مذاق کی یہ پہلی کامل تفسیر ہے۔ غنیمت ہے
- شرح ترمذی بزبان عربی جلد اول و دوم
- سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی — ۸
- جلسہ اعظم مذاہب کی رپورٹ جو کہ ۱۸۹۶ء میں بمقام لاہور ہوا اور حضرت مسیح موعود کا مضمون حسب پیشگوئی بالا رہا — ۸
- عسل مصفی وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کے اثبات و عادی کے متعلق ایک جامع کتاب
- الفرقان مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی بجواب البرہان
- صیانت القرآن ایضاً در رد فرقہ چکڑالوی

رعایتی قیمت کی کتابیں

ایک خاص ضرورت کی وجہ سے قیمتوں میں رعایت ہے

- تفسیر سورہ جمعہ
- شہادۃ القرآن
- نور القرآن حصہ اول

- اعجاز احمدی۔ درذکر مباحثہ مصنفہ حضرۃ اقدس
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- طب روحانی علم مسمریزم
- تحذیر المومنین مصنفہ فاضل امروہی
- سوار السبیل
- اعلام الناس
- کشف الالتباس
- انتفاذ التابعین
- سر الشہادتین
- قول الاعظم
- عاقبۃ المکذبین
- شہادت آسمانی حصہ اول و دوم

- السر اکتوم
- رویای صالحہ
- اعجاز احمدی
- سلاسل الفضائل
- سلاسل التعلیم
- سیرۃ النبی
- الہامی دعا اسم اعظم
- وفات مسیح پنجابی نظم
- پنجابی کامن
- نظم برائے مستورات

* اس سے ظاہر ہے کہ سابقہ ارشاد کوئی خاص صورت رکھتا ہے اور خاص قسم کے آدمیوں کیلئے ہے۔